حیاۃ الصحابہ
عکسی
اُردو

جلد دوم

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

حیاۃ الصحابہؓ

جلد دوم

حصہ چہارم، پنجم، ششم، ہفتم

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

جلد دوم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انھوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو

اُردو — عکسی

حیاۃُ الصحابہؓ

حصّہ چہارم

اِس حِصّہ میں خلفاءِ راشدین کی خِلافت اور اُمراءِ مومنین کی امارت، اُن کا عدل و انصاف، خوف و خشیہ، اُن کی اپنے بعد والوں کیلئے وصیتیں نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ کے راستے میں مالِ مرغوب کو بے دریغ خرچ کرنے کے قصص و واقعات کو جمع کر دیا گیا ہے

تالیف
رئیس التبلیغ حضرت اقدس
مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی
قدّس اللہ سرّہٗ

ترجمہ
حضرت مولانا
محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی
مدّ فیوضہم

ناشر
سعید ایچ۔ ایم کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

اس کتاب کی طباعت میں مولانا انیس احمد صاحب مدظلہٗ مالک ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی کے مطبوعہ اصل نسخہ سے استفادہ کیا گیا ہے اور حکومت پاکستان کی اجازت DPR/6 (1)-71-PB سے شائع کیا گیا ہے۔

(جلد دوم مشتمل بر حصہ چہارم، حصہ پنجم، حصہ ششم، حصہ ہفتم)

تاریخ اشاعت　　جنوری ۱۹۸۰ء

تعداد　　ایکہزار

قیمت مجلد جلد دوم　　روپے

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس مالکان ایچ۔ایم۔سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

پیشِ لفظ

از حضرت اقدس جناب مولانا محمد احتشام الحسن صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰی ٭ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد! پروردگارِ عالم نے روزِ ازل میں تمام بنی آدم کی ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے برآمد کیا، اور ان سے اپنی ربوبیت اور خدائی کا اقرار کرایا جیسا کہ ارشادِ باری ہے: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی (سورۂ اعراف رکوع ۲۱)

ترجمہ: "اور جب کہ آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟" پروردگارِ عالم کی جانب سے اپنی خدائی اور عبادت و بندگی کا یہ پہلا عہد تھا جو تمام انسانوں سے لیا گیا، اس عہد کی یاد دہانی کے لئے ہزاروں نبیوں اور رسولوں کو بھیجنا تھا جو مخلوق کی صحیح رہنمائی اور پیشوائی کا کام انجام دیں، اس سے روزِ ازل ہی میں تمام انبیاء اور رسولوں اور مذہبی پیشواؤں سے یہ معاہدہ بھی لیا گیا کہ جب انبیاء اور رسولوں کے سردار اور سلسلۂ نبوت و رسالت کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائیں اور ہر طرح ان کے دین کی نصرت و حمایت کریں۔ ارشادِ باری ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○ (سورۂ آل عمران ع ۹)

ترجمہ: "اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب

علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصدق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری بھی کرنا، فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ وہ بولے ہم نے اقرار کیا، ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔" تو روزِ ازل ہی میں تمام انسانوں سے اپنی خدائی اور عبادت و بندگی کا عہد لے لیا گیا تھا اور تمام انبیاء و رسولوں اور مذہبی پیشواؤں سے دینِ محمدیؐ کی تصدیق و توثیق اور نصرت و حمایت کا عہد و پیمان لے لیا گیا تھا، یا یوں سمجھئے کہ انبیاء و رسولوں اور مذہبی پیشواؤں کی وساطت سے تمام بنی نوعِ انسان سے دینِ محمدیؐ کی تصدیق اور نصرت و حمایت کا عہد و پیمان لے لیا گیا تھا، اس لئے کہ جو اقرار و اعتراف تمام پیشوایانِ مذاہب کر چکے اس سے ان کے متبعین کو کس طرح انحراف ہو سکتا ہے؟ اور کسی کے لئے اس سے انکار اور اعراض کی کب گنجائش ہو سکتی ہے؟

اسی عہد و پیمان کو اصل پورا کرنے والی صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت ہے رضی اللہ عنہم، اسی فخر کو حاصل کرنے کے لئے بعض جلیل القدر انبیاء کرامؑ نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں سے ہونے کی خواہش اور آرزو کی، تاکہ اس روحانی قول و اقرار اور عہد و پیمان کو عملی جامہ پہنانے کی سعادت سے سرفراز ہوں، جس کا بدیہی اور لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرامؓ کا مبارک دور اور عہدِ زریں وہ بے مثال زمانہ ہے جس کی نظیر نہ سابق میں ملے گی اور نہ آئندہ وجود میں آئے گی، اسی لئے صحابہ کرامؓ کا دور یک مثالی دور ہے، جو رہتی دنیا تک نمونۂ عمل ہے اور ان کی پاکیزہ زندگی کا ہر ہر گوشہ دوسروں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے بہترین اور اصلی راہِ عمل ہے، اسی لئے صحابہ کرامؓ کی زندگی محفوظ ہے اور معتبر ذرائع اور ثقہ راویوں کے ذریعہ محفوظ ہے، لیکن یہ شیرازہ بہت منتشر اور بکھرا ہوا تھا جس کے لئے کافی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی، خداوند تعالیٰ جزائے خیر اور مراتبِ عالیہ عطا فرمائے کہ عزیز گرامی مولانا مولوی محمد یوسف صاحب سلمہ، نے اس منتشر ذخیرہ کو نہایت احتیاط و تیقظ کے ساتھ یک جا جمع فرما دیا جو گویا مذہب اسلام کی ایک جامع ترین

قلمی تصویر ہے، جس کا ہر واقعہ صحابۂ کرامؓ کی نصرت وحمایت کی یاد کو زندہ کرتا ہے، درحقیقت صحابۂ کرامؓ کی زندگی کا ہر واقعہ اور ان کی زندگی کے سارے لمحات اور ہر جد وجہد میں اسلام کی دعوت اور حق وصداقت کی نصرت وحمایت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف تھی، وہ اپنی ذاتی اغراض وخواہشات کو اپنے مولیٰ کریم کی رضا میں فنا کر چکے تھے، اسی کے انعام میں ان کو ان کے پروردگار کی جانب سے رضا وخوشنودگی کا پروانہ عطا ہوا تھا "رضی اللہ عنہم"

اصل کتاب عربی میں ہے، مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی زید مجدہٗ نے اس کو سلیس، عام فہم، با محاورہ اور معنی خیز ترجمہ فرماکر ان لوگوں کے لئے بھی اس فیض کو عام کر دیا جو عربی کتاب سے منتفع نہیں ہو سکتے تھے، اور کتابت وطباعت کی ظاہری حُسن وخوبی نے تو کتاب کو اور بھی زیادہ دیدہ زیب بنا دیا ہے، فجزاہم اللہ خیرا

محمد احتشام الحسن

۱۸؍رجب ۱۳۸۴ھ
۲۲؍نومبر ۱۹۶۴ء

دار الاشاعت کاندھلہ
ضلع مظفر نگر

اعتذارِ مترجم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا ووفقنا والصلوۃ والسلام علی نبینا سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام مادام الملوان

امابعد :- درس وتدریس کی مشغولیت اور ہجوم افکار اور اپنی نااہلیت کا تیقن ہرچند اس مہتم بالشان کام کی مشغولیت میں سدِ راہ تھا مگر حاجی انیس احمد مدظلہ کے اصرارِ پیہم نے اس ذخیرۂ آخرت کی طرف توجہ دلائی بتوکل علی اللہ احقر نے اس بارِگراں کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے دوشِ ناتواں پر اٹھالیا، مصنفین اور مترجمین حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ کام کتنی بڑی استعداد اور فرصت کا مقتضی ہے، خصوصاً حیاۃ الصحابہ رض جیسی مشکل کتاب جس کی بیشتر روایات مدارس کے مروجہ درس میں شامل نہیں اور جو مختلف عنوانات کے ذیل میں احادیث کی ضخیم کتابوں میں منتشر ہیں اور جنھیں مصنف مدظلہ العالی نے اپنی مخصوص صلاحیت واستعداد کی بنا پر بہایت عرقریزی سے جمع کر دیا ہے اس کا ترجمہ تو انتہائی مشکل تھا، ے

سیعرف قدر الترجمان وجھدہ — ومحنتہ من یبتلی ببلائیا

درحقیقت مصنف مدظلہ العالی کا تصرف اور امدادِ غیبی ہے کہ مجھ ناکارہ سے اللہ پاک نے یہ کام لیا اور بوقت ترجمہ یہ القار فرمایا کہ کسی لفظ کا ترجمہ چھوٹنے نہ پائے اور حتی الامکان بامحاورہ بھی ہو، جس کے لئے اس ناچیز کو مجمع البحار، مصباح اللغات، لغات الحدیث وغیرہ سے امداد لینی پڑی خداوند جل علی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ترجمہ کو قبولیت عامہ بخشی، ترجمہ کا یہ طرز استاذنا استاذ الاساتذہ مجاہد اعظم حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے ترجمہ کلام اللہ کو دیکھ کر اختیار کیا ہے، حضرات قارئین سے استدعار ہے کہ غلطی کی اصلاح فرمائیں اور خادم کو متنبہ کریں اور دعاءِ خیر سے بخل کو روانہ رکھیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ○

مولانا محمد عثمان، مدرس نافع العلوم کورانہ، ڈاک خانہ گلاوٹھی، ضلع بلندشہر

فہرست عنوانات

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صحابۂ کرامؓ کا احکام میں اتحاد اور کلمہ میں اجتماع کا اہتمام

اور اللہ کے راستہ میں جہاد اور خدا اور رسولِ خدا کی طرف دعوت

دینے میں آپس کے اختلاف وتنازع سے بچنا

ابن اسحاق[1] سے روایت ہے کہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں خطبہ دیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ بات جائز نہیں کہ مسلمانوں میں دو امیر ہوں جب کبھی ایسا ہوا مسلمانوں کے احکام اور تمام امور میں اختلاف پیدا ہو گیا، ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور آپس میں نزاع پیدا ہو گئی، ایسے وقت میں سنتیں ترک ہوتی ہیں اور بدعت کا ظہور ہوتا ہے، اور فتنے بڑھ جاتے ہیں اور کسی کے لئے رائے صائب نہیں رہ جاتی،

حضرت سالم[2] بن عبیدؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں اس طرح روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے انصار میں سے کہا" ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ آپ میں سے،، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" دو تلواریں ایک میان میں کیسے سما سکتی ہیں؟،، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا "اے لوگو! تم فرماں برداری اور جماعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑو، یہ چیز اللہ کی رسّی ہے جسکی پابندی کا اللہ نے حکم فرمایا ہے، اور آپ حضرات کو اتحادِ جماعت میں جو کراہیت محسوس ہو رہی ہے یہ کہیں زیادہ اس اختلاف سے بہتر ہے جسکی طرف آپ لوگ جا رہے ہیں، بیشک اللہ پاک نے جب کبھی کسی چیز کو پیدا کیا اسکے

---

[1] اخرج البیہقی ج ۸ ص ۱۴۵　[2] واخرج ایضا ج ۸ ص ۱۴۵

لئے ایک انتہا بنائی جس پر وہ چیز جاکر ختم ہو جاتی ہے اسلام کے لئے یہ ثبات و ترقی کا زمانہ ہے، اور عنقریب یہ بھی اپنی انتہا کو پہونچ جائیگا، پھر اس میں بھی قیامت تک کمی، زیادتی ہوتی رہے گی، اور اسکی علامت فاقہ ہے ایسا فاقہ گذریگا کہ فقیر کو کوئی امداد کرنے والا میسر نہ آئیگا اور دولت مند کو جتنی دولت اس کے پاس ہی ناکافی دکھائی دیگی، یہاں تک کہ آدمی اپنے حقیقی اور چچیرے بھائیوں سے شکایت کریگا مگر کوئی "ادنیٰ شے" سے اسکی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا اور یہاں تک نوبت پہونچے گی کہ سائل دو دو جمعوں کا چکر لگا آئیگا اور کوئی اس کے ہاتھ پر کچھ نہ رکھیگا، جب یہاں تک نوبت پہونچے گی تو زمین دھنس جائیگی ہر میدان کے لوگ دیکھیں گے کہ ان کا میدان دھنس گیا پھر جب تک اللہ پاک چاہیگا اسی طرح زمین دھنسی رہیگی اسکے بعد لوگوں کیلئے زمین میں ابھار پیدا ہوگا، اور زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اگل دے گی، لوگوں نے دریافت کیا کہ اے ابو عبد الرحمن! زمین کے جگر کے ٹکڑے کیا ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا سونے اور چاندی کے ستون ہیں، چنانچہ اس دن کے بعد سے قیامت تک سونے اور چاندی سے نفع نہ اٹھایا جائیگا، [1]

ایک[2] اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داریوں کا گٹھ بندھن کٹ جائیگا، یہاں تک کہ دولت مند فقر سے ڈریگا، اور فقیر کو کوئی ایسا نہ ملیگا جو اسکی طرف توجہ کرے اور یہاں تک نوبت پہونچے گی کہ آدمی اپنی ضروریات کی شکایت اپنے چچیرے مالدار بھائی سے کریگا مگر وہ اسکی ظرف ادنیٰ توجہ بھی نہ کریگا، [3]

امام احمد ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں اس نے یہ بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت ابو ذر غفاریؓ کے لئے کچھ چیز لیکر چلے کہ یہ چیز ان کو بطور ہدیہ دیں، ہم لوگوں نے مقام ربذہ میں پہونچ کر ان کو نہ پایا، تو لوگوں سے انکے متعلق دریافت کیا، بتایا گیا کہ انہوں نے حج میں شرکت کی اجازت طلب کی تھی اور انہیں اجازت مل گئی چنانچہ ہم لوگ، بلدہ یعنی منیٰ پہونچے ہم ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ ان سے کہا گیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھی ہیں (یعنی قصر نہیں کیا) یہ بات حضرت ابو ذرؓ کو بہت گراں گذری اور انہوں نے بہت سخت سُست کہا اور فرمایا

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ ص ۳۲۸ رواہ الطبرانی باسانید وفیہ مجالد وقد وثق وفیہ خلاف وبقیۃ رجال احدی الطرق ثقات انتہی [2] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۹ ص ۲۴۹ من غیر طریق مجالد، [3] ولم یذکر ما بعدہ

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھی ہیں اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی دو ہی رکعت پڑھی ہیں، اسکے بعد حضرت ابوذرؓ کھڑے ہوئے اور چار رکعتیں ادا کیں، لوگوں نے حضرت ابوذرؓ سے عرض کیا کہ اسی چیز کا تو آپ نے امیر المومنین پر اعتراض کیا پھر آپ نے بھی ایسا ہی کیا؟ اس پر ابوذرؓ نے فرمایا کہ اختلاف کرنا شدید امر ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "میرے بعد بادشاہ ہوگا اس کو ذلیل نہ کرنا اور جس شخص کا ارادہ اسکی تذلیل کا ہو اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال پھینکی اس آدمی کی اس وقت تک توبہ قبول نہیں جب تک کہ وہ اسلام کے اس سوراخ کو نہ بند کر دے اور وہ ایسا نہ کر سکے گا، اسکے بعد پھر بادشاہ کی طرف لوٹے اور اس کے معاونین میں سے ہو جائے، ہم لوگوں کو آنحضرتؐ نے حکم فرمایا ہے کہ ہم تین باتوں میں مغلوب نہ ہو جائیں (۱) لوگوں کو بھلی بات کا حکم دیتے رہیں (۲) بری بات سے منع کرتے رہیں۔ (۳) اور لوگوں کو طریقِ سنت سکھاتے رہیں، لہ

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں مکہ اور منیٰ میں قصر کرتے تھے اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چار رکعت پڑھنے لگے (یعنی قصر کرنا چھوڑ دیا) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اسکے بعد کھڑے ہوئے اور چار رکعت ادا کی، ان سے عرض کیا گیا کہ ابھی تو آپنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور پھر بھی آپنے چار رکعت ہی پڑھیں جواب دیا خلاف کرنا شرارت ہے، لہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلاف کرنے کو مکروہ سمجھتا ہوں اسی طرح پر ادا کرو جیسا کہ تم لوگ ادا کیا کرتے تھے تاکہ جماعت کی وحدت باقی رہے اور میں بلا اختلاف کئے ہوئے اسی طرح وفات پا جاؤں جیسا کہ میرے ساتھی وفات پا گئے حضرت ابن سیرینؒ کی رائے یہ ہے کہ عام لوگ حضرت علیؓ سے جو روایات نقل

لہ قال الہیثمی ج۵ ص۲۱۶ وفیہ راو لم یسم، وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی لہ واخرج عبد الرزاق لہ کذا فی الکنز ج۴ ص۲۴۲ لہ واخرج البخاری وابو عبید فی کتاب الاموال، والاصبہانی فی الحجۃ

کرتے ہیں (یعنی مخالفتِ خلفاء کی) وہ سب جھوٹ ہے[1]

ابن الکواءؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنت، بدعت اور جماعت اور اختلاف کو دریافت کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن الکواء! تیرا سوال میں نے سمجھ لیا تو جواب سمجھ لے، سنت خدا کی قسم طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بدعت وہ چیز ہے کہ جو سنت کو ترک کر دے اور جماعت خدا کی قسم اہلِ حق کا اجتماع ہے خواہ وہ کتنے ہی کم ہوں اور اختلاف اہلِ باطل کا اجتماع ہے خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ ہوں[2]

صحابۂ کرامؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اتفاق

حضرت[3] عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ موضع سنح سے اپنی سواری پر سوار ہو کر مسجد نبوی کے دروازہ پر اترے اور حضورؐ کے مکان کی طرف نہایت غمزدہ اور رنجیدہ ہو کر متوجہ ہوئے، دروازہ پر پہونچ کر اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ سے اندر آنیکی اجازت طلب کی، حضرت عائشہؓ نے آپ کو داخلہ کی اجازت دی، آپ اندر تشریف لے گئے، حضورؐ کی وفات ہو چکی تھی اور آپؐ اپنے بستر پر تھے، آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کے گرداگرد تھیں، حضرت ابوبکرؓ کو دیکھکر سب نے اپنی چادروں میں منہ چھپایا مگر حضرت عائشہؓ نے نہیں اس لئے کہ آپکی بیٹی تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے حضور انورؐ کے چہرۂ منور سے چادر ہٹائی اور دو زانو بیٹھ کر رُخِ انور کا بوسہ لیا اور رو کر کہنے لگے کہ جو کچھ ابن خطابؓ کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہے اکہ یہ نزولِ وحی کی کیفیت ہے اور آپؐ کی اسوقت تک وفات نہ ہوگی جب تک کہ آپؐ منافقین کا قلع قمع نہ کر دیں، قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وفات ہو چکی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر اللہ کی رحمت ہو، آپ حالتِ حیات میں اور بعد وفات کس قدر اچھے اور پیارے ہیں، اس کے بعد آپؐ کو چادر سے ڈھانپ دیا، اور پھر مسجد کی طرف جلدی سے نکلے، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر ممبر پر تشریف لائے،

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۶ واخرج العسکری عن سلیم بن قیس العامری [2] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۹۶ [3] اخرج البیہقی

حضرت عمرؓ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا، سامنے آکر بیٹھ گئے، حضرت ابوبکرؓ نے ممبر کے کنارے کھڑے ہوکر لوگوں کو آواز دی چنانچہ لوگ آکر خاموشی سے بیٹھ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اولاً کلمہ شہادت جس طرح پر کہ انہیں یاد تھا پڑھا اور اس کے بعد فرمایا ''بیشک اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی وفات کی خبر اسی وقت دیدی تھی جبکہ آپؐ تم لوگوں کے درمیان زندہ تھے اور تم لوگوں کو وفات کی اطلاع دیدی تھی یعنی موت کی، کہ تم میں سے کوئی بھی سوائے اللہ عزوجل کے باقی نہ رہے گا اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (پ. لن تنالوا ۵)

ترجمہ:۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایک رسول ہیں آپؐ سے قبل بہت سے رسول گذر گئے اگر آپؐ کی وفات ہوجائے یا آپؐ شہید کردیئے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھر جائیگا، کچھ بھی اللہ پاک کو نقصان نہیں پہونچا سکتا، اور بہت جلد اللہ پاک شکر ادا کرنے والوں کو جزا دیگا''، یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا گو کہ یہ آیت قرآن مجید میں ہے خدا کی قسم آج کے دن سے پہلے میں نے نہیں جانا کہ یہ آیت بھی اتاری گئی ہے اور فرمایا اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے، اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (سورۂ زمر ع) ترجمہ: ''بیشک آپ وفات پائیں گے اور یہ لوگ بھی وفات پائیں گے'' اور اللہ پاک نے یہ بھی فرمایا، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۂ قصص ع ۹)

ترجمہ: ''ہر شے فنا ہونے والی ہے مگر اللہ کی ذات، اسی اللہ کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' اور اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (سورۂ الرحمٰن ۱ع)

ترجمہ: ''ہر شے جو روئے زمین پہ ہے فنا ہوجائیگی اور تیرے رب کی ذات باقی رہیگی، وہ بزرگیوں اور اکرام والا ہے'' نیز اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (سورۂ آل عمران ع ۱۹)

ترجمہ: ''ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور بات یہ ہے کہ تم سب کو پورا بدلہ قیامت

کے دن دیا جائیگا"، اور فرمایا بیشک اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عمر دی اور آپ کو اتنی مدت تک باقی رکھا کہ آپ نے اللہ کے دین کو قائم کیا اور اللہ کے امر کو ظاہر فرمایا، اور اللہ کے پیغامات کی تبلیغ کی، اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، پھر اللہ پاک نے انہیں حالات پر آپ کو وفات دی، آپ تم لوگوں کو ایک خاص راستہ پر ڈال گئے اب کوئی مرنے والا بغیر حجت واضحہ اور پوری شفاء روحانی کی دلائل واضحہ کے نہ مریگا، پس جس کسی کا بھی اللہ اس کا رب ہے پس تحقیق کہ اللہ پاک زندہ ہے اسکے لئے موت نہیں، اور جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اور ان کو معبودیت کا درجہ دیئے ہوئے تھا وہ سن لے کہ اُس کا معبود ہلاک ہو گیا، پس اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین پر جمے رہو اور اپنے رب پر بھروسہ رکھو، بیشک اللہ کا دین باقی رہیگا اور بیشک اللہ کا کلمہ پورا ہے، اور بلاشبہ اللہ اس شخص کی امداد کریگا، جس نے اسکی امداد کی اور اس کے دین کو عزت دی، اور اللہ پاک کی کتاب ہمارے پاس ہے وہ نور ہے اور شفا ہے، اور اسی کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی، اور اسی کتاب میں اللہ نے اپنے حلال وحرام کا تذکرہ کیا اور خدا کی قسم اللہ کی مخلوق میں سے جو ہم پر فوج چڑھا کر لائیگا، ہم کو ان کی قطعاً پرواہ نہیں، اللہ کی تلواریں سُتی ہوئی ہیں ہم نے اب تک ان کو نہیں رکھا ہے اور جو بھی ہمارا اخلاف کریگا، ہم اس سے جہاد کریں گے، جس طرح پر کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جہاد کیا تھا، پس جو کوئی بھی بغاوت کریگا، اس کا خمیازہ اسی پر پڑیگا، اس کے بعد حضرات مہاجرین، حضرت ابوبکر رض کے ساتھ حضور کی طرف لوٹ گئے، لہ

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آخری خطبہ سنا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بالکل خاموش تھے کسی سے بات نہیں کر رہے تھے حضرت عمر رض نے فرمایا میں یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے دنوں زندہ رہیں گے کہ ہم لوگوں کا پورا انتظام کر جائیں گے، اس کہنے

لہ کذافی البدایۃ ج ۵ ص ۲۴۳

سے حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ کی وفات تمام صحابہؓ کے آخر میں ہوگی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اللہ پاک نے تمہارے درمیان میں ایک نور باقی رکھا ہے جسکے ذریعہ تم ہدایت حاصل کر سکتے ہو، اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی تھی اور بلاشبہ حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھی ہیں اور دو میں کے دوسرے ہیں اور بیشک حضرت ابوبکرؓ تمام مسلمانوں میں سے تمہارے کاموں کے زیادہ مناسب ہیں، آؤ آگے بڑھو اور ان سے بیعت کرو، اور ایک جماعت حضرت ابوبکرؓ سے اس سے پہلے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت ہو چکی تھی، اور عام لوگوں سے بیعت ممبر پر ہوئی زہریؒ نے کہا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آج کے دن حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ممبر پر تشریف لے چلئے اور برابر حضرت ابوبکرؓ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ممبر پر تشریف لائے اور عام لوگوں نے آپ سے بیعت کی،

حضرت انسؓ[۱] فرماتے ہیں کہ جب سقیفۂ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ سے لوگ بیعت ہو چکے اور اگلا دن ہوا حضرت ابوبکرؓ ممبر پر تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے پہلے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ اللہ کی حمد و ثنا جس کا کہ وہ اللہ پاک ہی اہل ہے بیان کی اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں نے کل گذشتہ تم سے ایک بات کہی تھی جو ہو چکی، اور میں نے اُس بات کو نہ تو اللہ کی کتاب میں پایا اور نہ وہ کوئی ایسا وعدہ تھا جو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہو لیکن وہ میرا گمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے امر کی تدبیر کریں گے، راوی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عمرؓ کی یہ تھی کہ آپؐ کی وفات ہم سب کے آخر میں ہوگی۔ اور بلاشبہ اللہ پاک نے تم میں اپنی ایسی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ذریعہ حضورؐ کو اللہ نے ہدایت دی اگر تم لوگوں نے اُسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو بیشک اللہ پاک تم لوگوں کو اُسی چیز کی ہدایت دیگا۔ جس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی تھی، اور اللہ پاک نے تمہارے کام کو تم میں سے بہتر آدمی پر جمع کر دیا ہے، جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک کار اور غار کے ساتھی ہیں۔

---

[۱] وعندا ابن اسحاق عن الزہری

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ اب تم لوگ کھڑے ہو جاؤ اور آپ سے بیعت کرو، چنانچہ تمام لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عام طور پر بیعتِ سقیفہ کے بعد بیعت کی، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اللہ کی حمد و ثنا جس کا کہ اللہ پاک اہل ہے بیان کرنے کے بعد فرمایا، اما بعد! اے لوگو! میں تمہارے امر کا والی ہوا ہوں حالانکہ میں تم سے بھلا نہیں ہوں اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری اعانت کرنا اور اگر میں ٹھیک کام نہ کروں تو مجھکو درست کر دینا سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، اور تمہارا کمزور میرے نزدیک قوی ہے میں اس کے دکھ درد کو ضرور زائل کرونگا، اور تمہارا قوی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے انشاء اللہ پورا حق وصول کرونگا، کسی قوم نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کو نہیں چھوڑا مگر اللہ پاک نے ان میں ذلت اتار دی، اور جب کسی قوم میں فحش باتیں پھیل گئیں ان سب پر عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں، جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری فرماں برداری نہیں نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے، [1]

ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان کے خیمہ کی طرف لوٹے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی دعوت کر رکھی تھی انہوں نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں ان کا منتظر تھا اور یہ منیٰ کا قصہ ہے اُس آخری حج کا جو حضرت عمر بن خطابؓ نے کیا تھا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص اس طرح کہہ رہا ہے کہ اگر حضرت عمرؓ وفات پا جائیں تو میں فلاں حضرت سے بیعت کروں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں شام کے وقت لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہونگا، اور اس کہنے والی جماعت کے لوگوں کو ڈراؤنگا جو یہ ارادہ کرتے ہیں کہ لوگوں سے ان کے حق کو غصب کریں، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ایسا نہ کیجئے، یہ موسمِ حج

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۵ ص ۲۴۸ وقال ہذا اسناد صحیح [2] واخرج احمد

ہے، اس میں چرواہے اور شوروشر والے آدمی جمع ہیں اور یہی لوگ آپ کی مجلس میں زیادہ جمع ہونگے جب آپ لوگوں میں تقریر کرنے کھڑے ہونگے، مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کے منہ سے کوئی بات نکلے اور یہ لوگ اس کو اڑاتے پھریں نہ اسکی حفاظت کریں گے اور نہ اس بات کے موقع ومحل کی یہ رعایت کریں گے لیکن آپ مدینہ پہونچنے تک رُکے رہیں اسلئے کہ مدینہ مقام ہجرت ہے اور سنت نبویؐ کا گھر ہے، وہاں آپ علماء اور شرفاء میں جو کہنا چاہتے ہیں اطمینان کے ساتھ فرمائیگا، وہ آپکی بات کی حفاظت کریں گے اور ہر بات کو اسکے موقع ومحل میں رکھیں گے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں خیریت کے ساتھ مدینہ پہونچا تو اپنے پہلے اُس قیام میں جب لوگوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہونگا تو ضرور لوگوں سے اس بات کے بارے میں خطاب کرونگا، حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس آئے ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں جمعہ کا دن تھا لوگ سخت دوپہری میں قبل زوال ہی جلد سے جلد جمع ہو گئے راوی کہتے ہیں کہ میں نے مالک سے پوچھا کہ سکتۃ الاعمٰی کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس میں یہ پرواہ نہ کی جائے کہ لوگ کس وقت نکلے اور گرمی اور سردی اور اس جیسی باتوں کا احساس نہ ہو، میں نے (یعنی حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے) حضرت سعید بن زیدؓ کو ممبر کے دائیں کنارے پر پایا جو مجھ سے پہلے ہی آچکے تھے، میں انکے برابر میں گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھ گیا، ابھی مجھے آئے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، میں نے ان کو دیکھکر کہا کہ ضرور حضرت عمرؓ اس شام کے وقت میں اس ممبر پر ایسی بات کہیں گے کہ ان سے پہلے کسی نے وہ بات نہ کہی ہوگی، حضرت سعیدؓ بن زید نے میری اس بات کا انکار کیا اور کہا میرا یہ خیال نہیں کہ حضرت عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو کسی نے نہیں کہی، حضرت عمرؓ ممبر پر تشریف فرما ہوئے، پس جب مؤذن خاموش ہوا، حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا کی جس کا کہ اللہ پاک اہل ہے اسکے بعد فرمایا، امابعد! اے لوگو! میں ایک بات کہنے والا ہوں اور میرے مقدر میں لکھا گیا تھا کہ میں اُس بات کو کہوں، اور میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ وہ بات میری موت کا پیش خیمہ ہو، پس جس شخص نے اس بات کو حفظ کر لیا اور سمجھ لیا اسے چاہئے کہ بیان کرے جہاں تک اسکو اسکی سواری لے جائے اور جس نے یاد نہ رکھا اسے میری طرف سے جھوٹ کہنا جائز نہیں بیشک اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر اللہ پاک نے کتاب اتاری جو چیز

آپ پر اتاری گئی اس میں رجم کی آیتہ بھی تھی، ہم لوگوں نے اس کو پڑھا ہے اور اس کو محفوظ رکھا ہے اور اس کو سمجھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے بعد رجم کیا اور مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں پر مدت طویل گذر جانے کے بعد کوئی کہنے والا کہے کہ رجم کی آیتہ ہمیں کتاب اللہ میں نہیں ملتی اور لوگ اس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں، اللہ عزوجل نے اس فریضہ کو اتارا ہے، پس رجم اللہ کی کتاب میں زانیٔ محصنؔ پر ثابت ہے خواہ عورت ہو یا مرد، جبکہ گواہ پالئے جائیں، یا حمل ہو، یا اقرارِ زنا ہو، اور ہم لوگ پڑھا کرتے تھے کہ اپنے آبار سے اعراض مت کرو چونکہ اپنے باپ دادوں کے نسب سے ہٹکر دوسرے کی طرف نسبت کرنا کفرانِ نعمت ہے، خبردار بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ میری تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں انتہائی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے (یعنی انہیں ابن اللہ اور ثالث ثلاثہ کہا گیا) اسکے سوا اور کوئی بات نہیں میں اللہ کا بندہ ہوں تم لوگ میرے بارے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو، (اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ تم میں سے بعض کہنے والے نے کہا ہے کہ اگر عمرؓ مر جائیں تو میں فلاں حضرت سے بیعت کرونگا، پس کسی آدمی کو دھوکہ نہ لگے کہ کہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اچانک اور اتفاقیہ ہو گئی اس لئے پوری ہوئی، سن لو کہ وہ بیعت واقعی اسی طرح پر ہوئی. بیشک اللہ پاک نے اُس بیعت کو فتنہ سے بچالیا، آج تم لوگوں میں کوئی ابوبکر صدیقؓ جیسا نہیں کہ اسکی طرف آنے میں سواریوں کو تھکایا جائے جب حضورؐ کی وفات ہوئی اس وقت ہم لوگوں کا قصہ اس طرح ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور جو لوگ ان کے ہمراہ تھے، حضورؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر میں جاکر بیٹھ رہے، اور حضراتِ انصار تمام کے تمام حضرت فاطمہؓ کے گھر سے علیحدہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور تمام مہاجرین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جمع ہوئے میں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے انصاری بھائیوں کی طرف چلئے چنانچہ ہم لوگ ان کے پاس پہونچنے کے ارادہ سے چلدیئے ہم لوگوں سے دو بھلے آدمی راستہ میں ملے انہوں نے ہم سے قوم انصار کی باتیں بیان کر کے کہا کہ اے جماعتِ مہاجرین!

لہ زانی محصن نکاح صحیح کا لطف اٹھائے ہوئے کو کہتے ہیں

آپ لوگوں کا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا اپنے انصاری بھائیوں کے پاس، ان دونوں نے کہا آپ لوگ ان کے پاس نہ جائیں اور اے جماعتِ مہاجرین! آپ خود اپنے امر کا فیصلہ کرلیں، میں نے کہا خدا کی قسم ہم انصاریوں کے پاس ضرور جاکر رہیں گے، چنانچہ وہاں سے چل کر ہم سقیفۂ بنی ساعدہ میں جا پہونچے یہ سارے حضرات وہاں جمع تھے کہ اچانک ان کے درمیان میں ایک آدمی ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہؓ ہیں، میں نے کہا یہ کمبل کیوں اوڑھے ہوئے ہیں لوگوں نے کہا یہ بیمار ہیں، جب ہم لوگ وہاں بیٹھ گئے، ان کے مقرر نے کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا کی جس کا کہ اللہ پاک مستحق ہے، اور اسکے بعد امابعد کہکر اُس نے کہا ہم لوگ اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں، اور تم اے مہاجرین! ہمارے نبی کی جماعت ہو، اور تم لوگوں کی جانب سے یہ خبر اڑی ہے کہ تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ ہم لوگوں کو جڑ سے کاٹ دو اور ہم لوگوں کو اس امر (خلافت) سے دور کردو جب وہ مقرر خاموش ہوگیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں بولوں اور میں نے اپنے ذہن میں ایک تقریر سوچ رکھی تھی جو مجھے انتہائی پسند تھی میں نے ارادہ کیا کہ اسکو حضرت ابو بکرؓ کے سامنے کہوں اور میں بعض باتوں میں حضرت ابو بکرؓ کی بہ نسبت نرمی اختیار کئے ہوئے تھا اور وہ مجھ سے زیادہ استحکام اور وقار پر تھے خدا کی قسم ان باتوں میں سے ایک بھی نہ چھوڑی جو مجھے اپنے خیال میں زیادہ عجیب معلوم ہوتی تھی، مگر سبھی کچھ انہوں نے فی البدیہہ کہدی اور اس سے اچھی کہی جب ان کا مقرر خاموش ہوگیا، پس حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ امابعد! جو کچھ آپ حضرات نے خیر کا تذکرہ کیا پس آپ حضرات اسکے اہل ہیں، اور تمام عرب اس امر (خلافت) کو سوائے اس قبیلۂ قریش کے کسی کے لئے نہیں جانتے، یہ عرب بھر میں باعتبار نسب اور مکان کے افضل ہیں، میں نے تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرلیا ہے ان میں سے جس کسی سے بھی تم چاہو (بیعت کرلو) اور حضرت ابو بکرؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کا، مجھے حضرت ابو بکرؓ کی کوئی بات مکروہ نہ معلوم ہوئی بجز اس کے، اور میری یہ حالت ہوگئی کہ خدا کی قسم اگر مجھے آگے بڑھا کر میری گردن ماردی جائے اور اس بات میں کوئی گناہ بھی نہ ہو تو میری اس گردن کا مارا جانا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب تھا کہ میں ایسی قوم پر امارت

کروں جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوں، مگر اب مرنے کے قریب میری حالت بدل گئی ہے انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ میں اس قضیہ کی ایسی لکڑی ہوں جس سے خارشتی اونٹ اپنی کمر کھجاتا ہے اور اس باغ کا وہ عمدہ پودا ہوں جس کو ٹیک لگا کر گرنے سے روکا جاتا ہے، (یعنی میرے پاس اس تنازع کا حل شافی وکافی ہے اور وہ یہ ہے) ایک امیر ہم میں سے ہو اور اے جماعت قریش! ایک امیر آپ میں سے۔ ایک راوی نے اپنے استاد مالک سے اس انصاری کے اس جملہ کے معنیٰ پوچھے ان کے استاد مالک نے کہا گویا کہ وہ کہنے والا یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں اس کا بڑا فیصلہ کرنے والا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ سنکر بہت شور ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ہم لوگوں کو اختلاف کا بہت ڈر پیدا ہو گیا تو میں نے کہا اے ابوبکر! اپنا ہاتھ پھیلایئے انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا، میں نے ان سے بیعت کی، اور مہاجرین نے ان سے بیعت کی، اور اس کے بعد حضراتِ انصار نے بیعت کی، اور ہم لوگوں نے (بیعت کی بھیڑ بھاڑ میں) حضرت سعدؓ (بیمار) کو روند ڈالا کسی کہنے والے نے انصار میں سے کہا کہ تم لوگوں نے تو سعدؓ کو مار ڈالا، میں نے کہا اللہ سعدؓ کو مارے، حضرت عمرؓ نے (خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ سن لو خدا کی قسم ہم نے اپنے اس موقع پر بجز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کے کسی چیز کو زیادہ موافق اور نفع مند نہ پایا، ہمیں قوم کے اختلاف کا ڈر ہو گیا تھا، کہ اگر ہم نے لوگوں کو یوں ہی چھوڑے رکھا اور بیعت نہ کی گئی تو ہمارے بعد حضرات انصار کسی اور نئی بیعت کو اختیار نہ کر لیں پس یا تو ہم بھی باوجود ناپسندیدگی کے انکی بیعت میں شریک ہوتے یا انکی مخالفت کرتے پھر فساد ہوتا۔ پس اب جس نے کسی امیر سے بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے بیعت کی اس امیر کے لئے بیعت لینا جائز نہیں اور نہ اس آدمی کی بیعت صحیح ہے جس نے اس سے بیعت کی، اس میں ڈر ہے کہ دونوں مارے جائیں گے، زہریؒ کی روایت میں حضرت عروہؒ سے یہ بھی ہے کہ وہ دو آدمی جوان حضرات سے ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے، اور سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ جس آدمی نے یہ کہا تھا کہ میں اس معاملہ کی ایسی لکڑی ہوں جس سے خارشتی اونٹ

لہ حضرت عمرؓ سے اضطراراً یہ جملہ اس لئے نکلا کہ حضرت سعدؓ اپنی خلافت پر انصار سے بیعت لے رہے تھے جس سے امت میں اختلاف کا خطرہ تھا، ورنہ عام حالات میں یہ حضرات ایک دوسرے کے جان نثار تھے، (مترجم)

اپنی کمر رگڑتا ہے وہ حباب بن منذرؓ تھے [1]

حضرت ابن عباسؓ [2] نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرات صحابۂ کرامؓ کا قصہ اس طرح پر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، ہمارے پاس کسی آنے والے نے آکر کہا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہمراہ جمع ہوکر بیعت ہونا چاہتے ہیں یہ سنکر میں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ انکی طرف چلے اور ہم لوگوں کو یہ ڈر تھا ایسا نہ ہو کہ اسلام میں نئی بات پیدا کر بیٹھیں ہم لوگوں سے راستہ میں انصار کے دو سچے آدمی ملے، عویم بن ساعدہؓ اور معن بن عدیؓ ان دونوں نے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں کا ارادہ کئے ہوئے ہیں؟ ہم نے کہا تمہاری قوم کا، اس لئے کہ ہم کو ان کی بات پہونچ گئی ہے ان دونوں نے کہا کہ لوٹ چلو اس لئے کہ تمہاری مخالفت نہ کی جائیگی اور کوئی ایسی چیز سامنے نہ لائی جائیگی جس کو تم مکروہ سمجھو، ہم نے واپسی سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تو جاکر رہیں گے، اور میں اپنے دل میں وہ باتیں سوچ رہا تھا جس کو انصار کے سامنے رکھوں، یہاں تک کہ ہم قوم کے پاس پہونچ گئے وہ سب اس جگہ سعدؓ بن عبادہ کے اردگرد جمع تھے اور سعدؓ اپنی چارپائی پر بیمار پڑے ہوئے تھے، جب ہم ان کے مجمع میں پہونچ گئے انہوں نے ہم کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے جماعت قریش! ایک امیر ہم میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم میں سے حباب بن منذرؓ نے کہا کہ اگر تم اسے پسند کرو تو خدا کی قسم! میں اس فیصلہ کی ایسی لکڑی ہوں جس سے خارشتی اونٹ اپنی کمر کھجاتا ہے اور اس باغ کا وہ عمدہ پودا ہوں جس کو ٹیک لگاکر گرنے سے روکا جاتا ہے، ہم نے اس فیصلہ کو نوجوان اونٹ کی طرح کر دیا ہے (جو سب کو پسند ہوتا ہے) یہ سنکر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ کچھ کہوں، حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اے عمر! خاموش رہو اور اللہ کی حمد و ثنا پڑھنے کے بعد فرمایا اے جماعت انصار! ہم بخدا تمہاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے ہیں اور نہ تمہاری اسلامی کوششوں کا اور نہ تمہارے

---

[1] رواہ مالک ومن طریقہ اخرج ہذا الحدیث الجماعۃ۔ کذا فی البدایۃ ج ۵ ص ۲۴۵ واخرجہ ایضا البخاری وابو عبید فی الغرائب والبیہقی وابن ابی شیبۃ بنحوہ مطولا کما فی کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۸۔۱۳۹ [2] وعند ابن ابی شیبۃ

ان حقوق کا جو ہم پر واجب ہیں، لیکن اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات خوب جانتے ہیں بلاشبہ قریش کا یہ قبیلہ تمام عرب میں وہ مرتبہ رکھتا ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لئے نہیں اور تمام عرب کسی ایک پر سوائے ان کے جمع نہ ہوگا، پس ہم جماعت قریش امیر ہیں اور آپ حضرات وزیر، لہٰذا خدا سے ڈرو اور اسلام کے حصے بخرے نہ کرو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو شروع میں اسلام میں نئی بات کی ایجاد کریں، سن لو میں نے آپ حضرات کے لئے ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کو پسند کیا ہے (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک میرے لئے فرمایا ایک ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لئے) ان دونوں میں سے جس کسی کی بھی آپ بیعت اختیار کریں گے وہ تمہارے لئے ثقہ یعنی قابل اعتماد ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم جو کچھ میں کہنا پسند کرتا تھا وہ سبھی کچھ حضرت ابوبکرؓ نے اس روز کہدیا، سوائے اس کلمہ کے پس خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں بلا کسی گناہ کے یہ قتل مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوں، پھر میں نے کہا اے جماعت انصار! اور اے جماعت مسلمین! امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپؐ کے بعد تمام لوگوں میں سے زیادہ بہتر وہی ہے جسکے بارے میں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (کہا گیا ہے) یعنی ابوبکرؓ صدیقؓ جو ہر معاملہ میں سبقت لے جانے والے ہیں اور ان کی فضیلت واضح ہے پھر میں نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑنا چاہا کہ ایک انصاری آدمی نے سبقت کی اور میرے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے ہی اس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور بیعت کی پھر تو لگاتار لوگوں نے بیعت ہونا شروع کر دیا، اور سعد بن عبادہؓ سے بیعت ہونے کو چھوڑ دیا، [1]

ابن سیرینؒ [2] بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ زُریق کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ جب یہ دن آیا، حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گھر سے نکل کر انصار تک آئے، اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے جماعت انصار! نہ تو ہم تمہارے حق کا انکار کرتے ہیں اور نہ کوئی مومن تمہارے حق کا انکار کرتا ہے خدا کی قسم بیشک ہم لوگوں نے جو خیر بھی

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۹ [2] وعند ابن ابی شیبۃ ایضاً

حاصل کی تم اس میں ہمارے برابر کے شریک رہے لیکن تمام عرب نہ تو اس بات کو پسند کریگا اور نہ اس بات پر جمے گا کہ خلافت غیر قریش میں ہو، اس لئے کہ قریش تمام لوگوں میں سے باعتبار زبان کے زیادہ فصیح ہیں، اور لوگوں سے میل ملاپ میں بھی اونچا مرتبہ رکھتے ہیں، اور تمام عرب سے مکانیت میں بھی افضل ہیں اور تمام عرب میں ان کی اکثریت چربیلی ہے پس آؤ عمرؓ کی طرف اور ان سے بیعت کرلو، انصار نے کہا نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کس لئے؟ انصار نے کہا کہ ہم اپنے پر ترجیح دیئے جانے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا جب تک میں زندہ رہونگا ایسا نہ ہوگا، آؤ حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرو، حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو، حضرت عمرؓ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ افضل ہیں، اسی طرح تین مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ میں جب یہ گفتگو ہوچکی تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ میری تمام قوت آپ کے ساتھ ہے مع آپ کی فضیلت کے، یہ سنکر لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی، اور جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت ہو رہی تھی لوگ ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف بڑھے حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ تم میرے پاس آتے ہو حالانکہ تم میں وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں جن کے بارے میں ہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ[1]

صحابۂ کرامؓ کا امر خلافت میں حضرت ابوبکرؓ کو مقدم سمجھنا اور انکی خلافت پر رضامند ہونا، اور جسنے مسلمانوں کے اتحاد کے ڈنڈے کو توڑنا چاہا اوسکو رد کرنا

حضرت مسلمؒ[2] نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس کسی کو بھیجا کہ آپ تشریف لے آیئں، میں تمہیں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر امت کیلئے ایک

---

[1] کذافی الکنز ج ۳ ص ۱۴۰ [2] اخرج ابن عساکر

امین ہوتا ہے اور تم اس امت کے امین ہو" حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ میں اس آدمی سے آگے نہیں رہنا چاہتا ہوں کہ جس کو حضورؐ نے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارا امام بنے [۱]

ابوالبختری [۲] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ سے بیعت کروں اس لئے کہ میں نے رسول پاکؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے "کہ تم اس امت کے امین ہو" حضرت ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ میں اس آدمی سے آگے نہیں ہونا چاہتا ہوں جس کو حضورؐ نے حکم دیا کہ وہ ہمارا امام بنے اور آپؐ کی وفات تک وہ ہم لوگوں کی امامت کرتا رہا [۳] کنز العمال [۴] میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ میں نے تم میں جب سے کہ تم اسلام لائے ادنیٰ کمزوری نہیں دیکھی تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو حالانکہ تم میں حضرت صدیق اکبرؓ موجود ہیں جنکے بارے میں ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ہے۔ حمرانؒ سے اس طرح پر روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام لوگوں میں سے اس کے (یعنی خلافت کے) زیادہ مستحق ہیں، انہیں صدیق کہا گیا اور ثانی اثنین اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [۵]

سعد [۶] بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ دی، اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم مجھے امارت کا لالچ کبھی بھی، کسی دن اور کسی رات نہیں پیدا ہوا، اور نہ مجھے امارت کی خواہش تھی اور نہ میں اللہ پاک سے تنہائی میں اور اعلانیہ اس کا طلبگار رہا لیکن مجھے ڈر ہوا تو فتنہ سے، حالانکہ میرے لئے امارت میں کوئی راحت نہیں، لیکن میں نے ایک ایسے بڑے کام کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا جو میری طاقت

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۶ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۶۷ عن مسلم البطین عن ابی البختری بنحوہ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی منقطع۔ اھ۔ واخرجہ ابن عساکر وابن شاہین وغیرہما عن علی بن کثیر بنحوہ کما فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۶ [۲] واخرج احمد [۳] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۸۳ رجالہ رجال الصحیح الا ان ابا البختری لم یسمع من عمر۔ اھ واخرجہ ابن عساکر ایضاً بنحوہ کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۰ [۴] واخرجہ ابن سعد وابن جریر عن ابراہیم التیمی بنحوہ کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۰ [۵] وعند خیثمۃ الاطرابلسی [۶] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۴۰ [۷] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۶۶ والبیہقی ج ۸ صفحہ ۱۵۲

اور قوت سے باہر ہے محض اللہ کی قوت اور بھروسہ پر اور مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ لوگوں میں سے جو امارت پر زیادہ قوی ہو وہ آج میری جگہ ہوتا، حضرات مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات اور ان کا یہ عذر تسلیم کر لیا، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ ہمیں تو صرف اس بات پر غصہ آیا تھا کہ ہمیں مشورہ میں شریک نہیں کیا گیا حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی لوگوں میں سے اس کام کے زیادہ مستحق ہیں، یہ حضورؐ کے غار کے ساتھی ہیں انہیں کے بارے میں ثانی اثنین آیتہ ہے ہم ان کی شرافت اور بڑائی سے خوب واقف ہیں اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حین حیات میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا[۱]

سوید بن غفلہؒ کہتے ہیں کہ ابوسفیانؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے پاس آکر کہا کہ اے علی! اور تم اے عباسؓ! (یہ بتاؤ) کہ یہ خلافت کا کام کیسے قریش کے ذلیل اور چھوٹے قبیلہ میں چلا گیا، خدا کی قسم اگر تم چاہو تو اس خلافت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے خلاف سوار اور پیادوں کا لشکر جمع کر دونگا، حضرت علیؓ نے ابوسفیانؓ سے کہا نہیں خدا کی قسم میں یہ ارادہ نہیں رکھتا کہ تم اس کام کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے خلاف لشکر اور پیادے جمع کرو، اگر ہم حضرت ابوبکرؓ کو اس کام کا اہل نہ دیکھتے تو انہیں اے ابوسفیان! خلیفہ بننے کے لئے نہ چھوڑتے، بیشک مسلمان ایسی قوم ہے کہ ان کا بعض، بعض کے لئے ناصح ہونا چاہیئے ان میں آپس میں ایک دوسرے سے دوستی رکھنی ہے اگرچہ وطنوں اور خاندانوں کی دوریاں حائل ہوں، اور بیشک منافق لوگ ایک ایسی قوم ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں[۲] ابواحمد دہقان کی روایت میں منافقین کے بارے میں اتنے الفاظ اور فرمائے ہیں، اگرچہ ان کے مکانات اور ان کے اجسام کتنے ہی قریب ہوں پھر بھی یہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا بعض، بعض سے کینہ رکھتا ہے، اور ہم لوگوں نے تو حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی اور وہ اس کے اہل تھے،[۳]

ابن ابجر[۴] کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی ابوسفیانؓ نے حضرت علیؓ کے پاس آکر کہا کیا تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا

---

[۱] واخرج ابن عساکر [۲] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۱ [۳] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۰ [۴] واخرجہ عبدالرزاق

چھوٹا گھرانا غالب آگیا؟ سنتے ہو! خدا کی قسم اس خلافت کے لئے سواروں اور پیادوں کا لشکر میں جمع کر سکتا ہوں یہ سنکر حضرت علیؓ نے فرمایا تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہی رہے لیکن تمہاری یہ دشمنی اسلام اور اہل اسلام کو ادنیٰ نقصان بھی نہ پہونچا سکی بیشک ہم نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کام کا اہل پایا[۱] مُرّۃ الطیب[۲] سے روایت ہے کہ ابوسفیان بن حربؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس آکر کہا یہ خلافت کیسے قریش کے سب میں چھوٹے اور ذلیل خاندان میں یعنی حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلی گئی؟ خدا کی قسم اگر تم چاہو تو خلافت کے لئے ان کے خلاف لشکر اور پیادے جمع کر دونگا حضرت علیؓ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا اے ابوسفیانؓ! تم اسلام اور اہل اسلام کے ہمیشہ دشمن رہے مگر یہ چیز ادنیٰ نقصان بھی نہ پہونچا سکی۔ ہم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کام کا اہل پایا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار حضرت صخرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یمن میں خالد بن سعید بن عاصؓ تھے آپؐ کی وفات ہوگئی اور یہ وہیں تھے آپؐ کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینہ آئے اور یہ ریشم کا ایک جبّہ پہنے ہوئے تھے، انکی حضرت عمر بن خطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ سے ملاقات ہوئی حضرت عمرؓ نے جو اُن کے آس پاس لوگ تھے آواز دیکر بلایا اور کہا کہ ان کے جبہ کو پاش پاش کر دو کیا یہ حریر پہنتے ہیں؟ صخرؓ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی لوگوں میں صلح کرنے کے لئے چھوڑے گئے تھے، چنانچہ لوگوں نے ان کا جبہ پھاڑ ڈالا، خالدؓ نے کہا اے ابوالحسن! اے عبد مناف کی اولاد! تم لوگ امرِ خلافت میں ہار گئے، حضرت علیؓ نے فرمایا تم ہار جیت دیکھنا چاہتے ہو یا خلافت؟ خالدؓ نے کہا اے بنی عبد مناف! تم سے زیادہ بہتر اس امر (خلافت) پر غالب نہیں ہو سکتا تھا، حضرت عمرؓ نے خالدؓ سے کہا اللہ تیرے دانتوں کو توڑے خدا کی قسم ہمیشہ جھوٹے لوگ اس جیسی بات میں جو تو نے کہی غوطہ کھاتے رہیں گے، پھر ہوگا وہی کہ سوائے اپنے آپ کے کسی کو نقصان نہ پہونچا سکیں گے[۴]

حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کی بیٹی اُم خالدؓ کہتی ہیں کہ میرے باپ خالدؓ یمن سے مدینہ اس وقت تشریف لائے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی جا چکی تھی، انہوں

---

[۱] کذا فی الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۸۷ [۲] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۷۸ [۳] واخرج الطبری ج ۴ صفحہ ۲۸ [۴] الحدیث واخرجہ سیف وابن عساکر عن صخر مختصر اکمافی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۹ [۵] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۹۷

نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے بنی عبد مناف! کیا تم اس بات پر راضی ہو گئے کہ تمہارا غیر تم پر خلافت کرے؟ اس بات کا تذکرہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کیا، اس کا کوئی اثر حضرت ابو بکرؓ نے نہیں لیا اور حضرت عمرؓ خالدؓ کی اس بات کو دل میں لئے رہے حضرت خالدؓ تین مہینے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بغیر بیعت کئے ٹھہرے رہے، اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ ان کے پاس جب یہ اپنے گھر میں تھے کھلم کھلا آئے اور انہیں سلام کیا خالدؓ نے خود ہی حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں آپ سے بیعت کروں؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ تم بھی اس صلح میں داخل ہو جاؤ جس میں تمام مسلمان داخل ہو چکے ہیں خالدؓ نے کہا شام کے وقت میں آپ سے بیعت ہونے کا وعدہ کرتا ہوں، چنانچہ یہ آئے اور حضرت ابو بکرؓ ممبر پر تھے اور آپ سے بیعت ہو گئے، حضرت ابو بکرؓ کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی اور وہ انکی تعظیم کرتے تھے، جب حضرت ابو بکرؓ نے شام کی طرف لشکر بھیجا، مسلمانوں کے لشکر پر ان کی امارت تجویز کی، اور امارت کا جھنڈا لیکر ان کے مکان پر تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا آپ نے خالدؓ کو امیر لشکر بنا دیا؟ اور یہ وہی ہیں جنہوں نے وہ بات کہی تھی، اور برابر حضرت ابو بکرؓ سے اسی طرح کی بات کہتے رہے، یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ نے ابو اروی دوسیؓ کو بھیجا، انہوں نے جا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کا تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ ہمارا جھنڈا ہماری طرف واپس کر دو، چنانچہ خالدؓ نے وہ جھنڈا نکال کر ان کے حوالہ کر دیا اور کہا خدا کی قسم تم لوگوں کے مجھے امیر لشکر بنانے نے نہ تو خوش کیا اور نہ تم لوگوں کے معزول کرنے نے مجھے کوئی تکلیف دی، لیکن ملامت کے قابل تو تمہارا غیر ہے، ام خالد کہتی ہیں اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ میرے باپ کے پاس تشریف لائے اور ان سے معذرت بیان کی اور انہیں قسم دی کہ حضرت عمرؓ کا ادنیٰ بھی تذکرہ نہ کریں، پس خدا کی قسم میرے باپ خالدؓ حضرت عمرؓ کو مرتے دم تک دعائے خیر کرتے رہے[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے باپ اپنی تلوار سونتے ہوئے اپنی سواری پر

---

[1] واخرج الساجی

سوار ہو کر ذی القصہ کے لئے نکلے اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لے آئے اور ان کی سواری کی لگام پکڑلی اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں کا ارادہ کر رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں فرمایا تھا، اپنی تلوار کو میان میں رکھ لیجئے آپ اپنی ذات کی مصیبت میں ہمیں درد مند نہ کیجئے اسلئے کہ خدا کی قسم اگر ہم پر آپ کی موت کی مصیبت اتر آئی تو اسلام کا آپ کے بعد یہ نظام کبھی باقی نہ رہیگا، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ واپس آگئے اور لشکر کو روانہ کر دیا[1]

لوگوں پر خلافت کو واپس کرنا

حضرت[2] ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! اگر تم لوگوں کا یہ گمان ہو کہ میں نے تم سے خلافت لی ہے اسلئے کہ مجھے خلافت میں رغبت تھی یا میرا ارادہ تم پر یا مسلمانوں پر فوقیت حاصل کرنے کا تھا پس یہ کوئی بات نہیں قسم اُس ذات کی کہ میری جان اسکے قبضۂ قدرت میں ہے میں نے خلافت کو خلافت کی طرف رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لیا، اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ میں نے چھپ کر اور نہ اعلانیہ اللہ تعالےٰ سے اس کا سوال کیا اور بیشک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں، ہاں اگر اللہ پاک امداد فرمائے اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ کسی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو جائے اس شرط پر کہ وہ اس خلافت کے بارے میں انصاف برتے، پس یہ خلافت تم لوگوں کی طرف میں واپس کرتا ہوں، اور تمہاری بیعت میرے پاس نہیں، جس کو تم محبوب سمجھو اُسے خلافت دو، اسکے سوا کچھ نہیں کہ میں بھی تم میں سے ایک آدمی ہوں[3]

عیسیٰ بن عطیہؓ نے کہا جس وقت حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی اگلے دن صبح ہی صبح حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں خطبہ دیا فرمایا "اے لوگو! میں نے تمہاری رائے کو تمہیں واپس کیا میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اپنے میں سے کسی بھلے سے بیعت کر لو، حضراتِ صحابہؓ نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ!

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۳ واخرجہ الدارقطنی ایضاً بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۱۵ [2] اخرج ابونعیم فی فضائل الصحابۃ
[3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۱ وعند الطبرانی

آپ خدا کی قسم ہمارے بھلے ہیں، آپ نے فرمایا "اے لوگو! لوگ اسلام میں طوعاً اور کرہاً داخل ہوئے لہذا لوگ اللہ کی پناہ میں اور اللہ کے پڑوسی ہیں اگر تم لوگ اس بات کی استطاعت رکھتے ہو کہ اللہ پاک اپنے ذمہ میں سے کسی چیز کا تم سے مطالبہ نہ کرے تو ایسا کرلو میرے لئے بھی شیطان ہے جو میرے پاس حاضر ہوتا ہے جب تم لوگ مجھے دیکھنا کہ میں غصہ میں ہوں تو مجھ سے پرہیز کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے بالوں اور چہروں کو تکلیف دوں، —— اے لوگو! اپنے غلاموں کی کمائی کی جانچ پڑتال کرو، بیشک بات یہ ہے کہ جو گوشت (مال) حرام سے پرورش ہوا ہے وہ جنت میں داخلہ کے لائق نہیں اور تم مجھے اپنی نظروں سے دیکھتے رہو اگر میں درستگی پر لگا رہوں تو میری اعانت کرو، اگر میں کج روی کروں تو مجھے درست کر دینا اور اگر میں اللہ کی اطاعت کروں تو تم لوگ میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم میرا کہا نہ ماننا۔[1] ابوالجحاف[رح] سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر[رض] سے بیعت کی گئی تو انہوں نے اپنا دروازہ تین دن تک بند کر لیا لوگوں کی طرف ہر دن نکلتے اور فرماتے میں نے تمہارے بیعت ہونے کو واپس کیا، جس سے چاہو اس سے بیعت اختیار کرو، اور ہر مرتبہ حضرت علی[رض] انکے لئے کھڑے ہوتے اور کہتے نہ ہم اپنی بیعت کو واپس کرتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ بیعت واپس کریں بیشک اللہ کے رسول[ص] نے آپ کو مقدم کیا ہے، پس کون ہے جو آپ کو پیچھے ہٹائے؟[2] —— زید بن علی[رح]، اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر[رض] نے ممبر رسول[ص] پر کھڑے ہو کر کہا کہ آیا کوئی اس بیعت کو مکروہ سمجھنے والا ہو تو میں اسے واپس کر دوں؟ تین مرتبہ اسی طرح کہا اور ہر مرتبہ حضرت علی[رض] کھڑے ہو کر یہ کہتے، نہیں! نہیں! خدا کی قسم نہ ہم اس بیعت کو واپس کریں گے اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس بیعت کو واپس کریں وہ کون ہے جو آپ کو ہٹا سکے؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مقدم کیا ہے[3]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۵، قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۸۴ وفیہ عیسیٰ بن سلیمان وہو ضعیف وعیسیٰ بن عطیہ لم اعرفہ۔ انتہی [2] وعند العشاری [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۱ [4] واخرجہ ابن النجار [5] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۰

دینی مصلحت کی بناء پر خلافت کا قبول کر لینا

رافع[1] بن ابی رافعؓ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا لیا میں نے کہا یہ میرے وہی ساتھی ہیں جنھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بنوں تو میں اپنے گھر سے کوچ کر کے مدینہ پہونچا اور حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آکر ان سے عرض کیا کہ اے ابوبکر! کیا آپ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ کہا ہاں، میں نے کہا کیا آپ کو کچھ وہ بات یاد ہے جو آپ نے مجھ سے کہی تھی کہ دو آدمیوں پر بھی امیر بننے کی تمنا نہ کرنا؟ اور تم تو تمام امت کے امر کے والی ہو گئے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات دیئے گئے اور لوگوں کا زمانہ کفر سے قریب تھا، مجھے لوگوں پر مرتد ہو جانے کا اور اس بات کا کہ اختلاف میں پڑ جائیں گے خطرہ ہوا اس لئے میں اس کام میں داخل ہو گیا، حالانکہ میں اس کو اچھا نہ سمجھتا تھا، اور اس کام کے لئے میرے ساتھی میرے پیچھے پڑ گئے پس حضرت ابوبکرؓ برابر عذر کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے انہیں معذور قرار دیا[2]

خلافت کے اختیار کرنے پر رنجیدہ ہونا

خاندان[3] ربیعہ میں سے ایک صاحب کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب خلیفہ بنایا گیا وہ رنجیدہ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے تو حضرت عمرؓ ان کے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کو ملامت کرنے لگے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا تمہیں نے مجھے اس امر کی تکلیف دی اور حضرت عمرؓ سے اس بات کی شکایت کی کہ تمہیں نے لوگوں کے درمیان مجھے خلافت کا حکم دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم اگر اجتہاد کرے اور اجتہاد کر کے حق پر پہونچ جائے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر باوجود اجتہاد کے حق سے خطا کر جائے تو اسکے لئے ایک اجر ہے پس گویا کہ اس قول سے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے لئے سہولت کی راہ واضح کر دی[4]

---

[1] اخرج ابن راہویہ والعدنی والبغوی وابن خزیمۃ [2] کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۱۳۵ [3] اخرج ابن راہویہ وخیثمۃ فی فضائل الصحابۃ وغیرہما ——— [4] کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۱۳۵

حضرت[1] عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے اپنے مرض الوفات میں کہا کہ مجھے کسی چیز کا رنج نہیں مگر تین باتوں کا جو میں نے کیں اور مجھے پسند یہ تھا کہ میں ان کو نہ کرتا، اور تین باتیں ایسی ہیں جو میں نے نہیں کیں اور مجھے پسند تھا کہ میں انہیں کر گزرتا، اور تین باتیں ایسی ہیں کہ مجھے پسند ہیں کہ میں حضورؐ سے انکے بارے میں دریافت کر لیتا، راوی نے اس حدیث کو پورا بیان کیا ہے جسمیں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھے پسند تھا کہ سقیفۂ بنی ساعدہ کے دن میں امرِ خلافت کو ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کی گردن پر پھینکدیتا، ابوعبیدہ بن جراحؓ کی یا حضرت عمرؓ کی طرف ان میں سے کوئی ایک امیر ہوتا اور میں وزیر، اور اس حدیث میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ مجھے یہ بھی پسند تھا کہ جب میں نے حضرت خالدؓ کو ملک شام کی طرف بھیجا تھا تو حضرت عمرؓ کو عراق کی طرف بھیجدیا ہوتا تو میں نے اپنے دونوں دائیں اور بائیں ہاتھ اللہ کے راستے میں پھیلا دیئے ہوتے، لیکن وہ تین باتیں جنہیں میں پسند کرتا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو دریافت کر لیتا سو مجھے پسند تھا کہ میں آپؐ سے پوچھ لیتا کہ یہ امرِ خلافت کن میں رہیگا؟ پس اس کے اہل اس کے بارے میں جھگڑا نہ کرتے، اور میں پسند کرتا تھا کہ میں نے آپؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ کیا انصار کے لئے بھی اس امر (خلافت) میں کچھ حصہ ہوگا یا نہیں؟[2]

خلیفہ بنانا

ابوسلمہ[3] بن عبدالرحمٰن وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرض سخت ہوگیا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور کہا، عمر بن خطابؓ کے بارے میں مجھے بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے ایک ایسی بات پوچھ رہے ہیں جس کو آپ مجھ سے کہیں بہتر جانتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اور اگرچہ جانتا ہی ہوں تب بھی؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ وہ یعنی حضرت عمرؓ جن لوگوں کے بارے میں آپ کی رائے ہے ان میں سب میں افضل ہیں، پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور کہا مجھے عمر بن خطابؓ کے بارے میں خبر دو، حضرت عثمانؓ نے کہا، آپ

---

[1] واخرج ابوعبید والعقیلی والطبرانی وابن عساکر وسعید بن منصور وغیرہم [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۵ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۰۳ وفیہ علوان بن داؤد البجلی وہو ضعیف۔ وہذا الاثر مما انکر علیہ، [3] اخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۹۹

کو ہم لوگوں سے زیادہ ان کی خبر ہے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے ابو عبداللہ! اس کے باوجود بھی؟ تب حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا، اللہ کی قسم جہاں تک مجھے ان کا علم ہے وہ یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے کہیں بہتر ہے، اور بات تو یہی ہے کہ ہم میں ان جیسا کوئی نہیں، پس حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، اللہ تم پر رحم کرے خدا کی قسم اگر تم یہ نہ بھی کہتے تو میں تم سے زیادہ نہیں کہہ سکتا تھا، اور ان دونوں حضرات کے ساتھ سعید بن زیدؓ ابو الاعورؓ اور اسید بن حضیرؓ اور ان کے علاوہ اور مہاجرین وانصار سے بھی مشورہ کیا، اسید بن حضیرؓ نے کہا خدا کی قسم آپ کے بعد میں ان کو نہایت بھلا پاتا ہوں رضائے الٰہی کے کاموں سے وہ راضی رہتے ہیں اور خدا کی ناراضگی کے کاموں سے ناراض ہوتے ہیں ان کا باطن انکے ظاہر سے بہتر ہے ان سے زیادہ قوی خلافت کیلئے کوئی اور ولی نہیں ہو سکتا، اور بعض اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبد الرحمن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں سنا کہ ان حضرات کی حضرت ابو بکرؓ سے تنہائی میں باتیں ہوئی ہیں یہ حضرت ابو بکرؓ کے یہاں پہونچے اور کسی کہنے والے نے ان میں سے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب آپ سے اللہ پاک حضرت عمرؓ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں سوال کریگا؟ آپ حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بناتے ہیں حالانکہ آپ انکی سختی کو خوب جانتے ہیں، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو بٹھاؤ کیا اللہ کے بارے میں تم مجھ کو ڈراتے ہو؟ وہ آدمی خسارے میں ہے جسنے تمہارے کام میں ظلم کا توشہ لیا، میں کہونگا اے میرے اللہ! میں نے لوگوں پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو تیری مخلوق میں بھلا ہے (اس کے بعد فرمایا) جا میری طرف سے جو میں نے تجھ سے کہا ان لوگوں کو پہونچا دے جو تیرے پیچھے ہیں، اس کے بعد لیٹ گئے اور حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا، لکھو،

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ وہ معاہدہ ہے جو ابو بکرؓ بن ابی قحافہ نے اپنی دنیا کی آخری زندگی میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اور آخرت کے زمانہ کے شروع میں داخل ہوتے ہوئے کیا ہے، وہ آخرت جہاں کافر بھی مومن ہوگا اور فاجر بھی یقین کرلیگا اور آخرت کا جھٹلانے والا بھی اسکی تصدیق کریگا بیشک میں اپنے بعد تم لوگوں پر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ بنا چلا ہوں، ان کا کہا سننا اور ان کی اطاعت کرنا میں نے اللہ اور اس کے رسول اور اس

کے دین اور اپنے نفس اور تم لوگوں کے ساتھ بھلائی میں کمی نہیں کی، اگر عمر نے عدل کیا اور میرا ان کے متعلق یہی گمان اور ان کے بارے میں یہی علم ہے اور اگر اسکے خلاف کیا پس ہر آدمی کیلئے اس کے کسب کردہ کی جزا ہے، میں نے تو بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا مجھے علم نہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ○ ترجمہ:۔ بہت جلد ان لوگوں کو پتہ چل جائیگا جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کونسی کروٹ پر پلٹ گئے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ"

اسکے بعد اس معاہدہ کے لئے حکم دیا چنانچہ اس پر مہر لگائی گئی، بعض راویوں نے کہا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ اس معاہدہ کا شروع حصہ لکھا چکے حضرت عمرؓ کا نام لکھانا باقی رہ گیا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ پر بیہوشی آگئی اس سے پہلے ہی کہ وہ کسی کا نام لکھائیں، حضرت عثمانؓ نے یہ عبارت لکھدی ہو کہ بیشک میں نے تم پر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ بنایا" اس کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ ہوش میں آئے فرمایا مجھے سناؤ کیا لکھا ہے، حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کا نام پڑھکر سنایا حضرت ابوبکرؓ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ خطرہ ہوا کہ میری جان اس بیہوشی میں تمام ہوے گی اور امر خلافت میں اختلاف پڑ جائیگا، اللہ تعالےٰ اے عثمان! اسلام اور اہل اسلام کی جانب سے تمہیں جزائے خیر دے خدا کی قسم بیشک تم اس کام کے اہل تھے، پھر ان کو حکم دیا یہ معاہدہ پر مہر لگا کر نکلے اور ان کے ساتھ حضرت عمر بن خطابؓ اور اسید بن سعید قرظی تھے، حضرت عثمانؓ نے لوگوں سے کہا کیا تم اس آدمی سے بیعت کرتے ہو جس کے لئے یہ معاہدہ لکھا گیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، بعض نے کہا کہ ہمیں پتہ ہے جس کا نام اس میں ہے، ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ بات کہی تھی کہ وہ عمرؓ ہیں، ان سب نے اس عہد نامہ کا اقرار کیا اور اس پر رضامندی دی، اور بیعت کی، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے تنہا حضرت عمرؓ کو بلایا اور جو کچھ انہیں وصیت کرنی تھی وصیت کی، اس کے بعد حضرت عمرؓ آپکے پاس سے نکلے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے میرے اللہ! میں نے اس کام سے بجز لوگوں کی صلاح کے اور کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا، اور مجھے لوگوں پر فتنہ کا خوف تھا میں نے لوگوں کے بارے میں وہ کیا جس سے تو خوب واقف ہے، اور میں نے لوگوں کے لئے اپنے اجتہاد سے ایک رائے قائم کی ہے، میں نے لوگوں پر ان میں سے بھلے کو والی بنا دیا ہے اور وہ لوگوں میں سے اس کام پر زیادہ قوی ہے اور تمام لوگوں میں سے اس چیز کا زیادہ حریص ہے جو

لوگوں کو بھلائی کا راستہ دکھایئے، اور میرے لئے تیرے امر سے وہ چیز حاضر ہوگئی جو حاضر ہوئی (یعنی موت) اے اللہ! تو میری طرف سے لوگوں میں خلیفہ ہوجا یہ تیرے بندے ہیں ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں ان کی اصلاح فرما اور ان کے ساتھ بھلائی کر اور اس کو (حضرت عمرؓ کو) اپنے بھلے خلفاء میں سے کردے جو تیرے نبی رحمت کی ہدایت کا اتباع کرے اور ان بھلے لوگوں کی جو نبی علیہ السلام کے بعد میں ہیں اتباع کرے، اور اسکے لئے اسکی رعایا کی اصلاح کردے [1]

حضرت حسن[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ بہت زیادہ بیمار ہوگئے تو ان کے جی میں ایک بات آئی لوگوں کو اس کے لئے جمع کیا اور ان سے کہا کہ بیشک تم لوگ دیکھ رہے ہو جو بیماری مجھ پر اتری ہے اور میرا اپنے متعلق یہ گمان ہے کہ میری وفات کے دن قریب ہی آگئے ہیں اللہ تعالےٰ نے تمہاری قسموں کو جو میری بیعت کے بارے میں ہوئی ہیں اٹھادیا، اور میری گرہ تم پر سے کھول دی اور تمہارے امر خلافت کو تمہاری طرف واپس کردیا لہذا تم لوگ جس کو پسند کرو اسکو اپنا امیر مقرر کرلو، اگر تم لوگوں نے میری زندگی میں کوئی امیر تجویز کرلیا تو یہ زیادہ مناسب ہوگا اس لئے کہ میرے بعد اس میں اختلاف نہ پیدا ہوگا، چنانچہ لوگ اس کام کے لئے آمادہ ہوگئے اور حضرت ابوبکرؓ کو تخلیہ میں چھوڑ گئے، صحابہؓ کے مشورہ ہیں کسی شخص پر جب استقامت نہ ہوئی پھر حضرت ابوبکرؓ کی طرف لوٹے اور کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ ہی ہم لوگوں کو کوئی رائے دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ مخالفت کرو صحابہؓ نے عرض کیا نہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس بات کی رضامندی کے لئے تم لوگوں پر اللہ کا عہد ہے صحابہؓ نے عرض کیا ہاں! حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اچھا تو تم لوگ مجھ کو مہلت دو میں اللہ کیلئے اور اس کے دین اور اسکے بندوں کے لئے غور کرلوں، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے آدمی بھیجکر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور کہا تم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں مشورہ دو پس خدا کی قسم بیشک تم میرے نزدیک اس کام کے اہل ہو اور زیادہ مناسب ہو، حضرت عثمانؓ نے کہا حضرت عمرؓ کے لئے میں مشورہ دیتا ہوں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لکھو، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے یہاں تک لکھا تھا کہ نام لکھنا باقی تھا اتنے میں حضرت ابوبکرؓ پر بیہوشی آگئی جب ہوش میں آئے فرمایا لکھو عمرؓ۔

---

[1] وکذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۵ [2] وعند ابن عساکر وسیف

عثمان[1] بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی وفات قریب آئی حضرت عثمان بن عفان رضؓ کو بلایا اور ان سے اپنا ایک معاہدہ لکھوایا اتنے میں حضرت ابوبکر رضؓ پر بیہوشی آگئی اس سے قبل کہ کسی کا نام لکھائیں حضرت عثمان رضؓ نے لکھدیا "عمر بن خطاب" پھر حضرت ابوبکر رضؓ کو ہوش آیا، حضرت عثمان رضؓ سے کہا کسی کا نام تم نے لکھا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا مجھے آپ کی بیماری کی وجہ سے کچھ گمان (وفات کا) ہوگیا تھا اور میں نے اختلاف کا خطرہ محسوس کیا اس وجہ سے میں نے "عمر بن خطاب رضؓ" لکھدیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے، سن لو اگر تم اپنے آپ کو لکھتے بیشک تم اس کام کے اہل تھے، اتنے میں آپ کے پاس طلحہ رضؓ بن عبیداللہ آئے اور کہا میں ان لوگوں کا جو میرے پیچھے ہیں قاصد بن کر آپ کے پاس آیا ہوں لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ آپ کو حضرت عمر رضؓ کی سختی ہم لوگوں پر اپنی زندگی ہی میں معلوم ہے پس آپ کی وفات کے بعد جب ہمارے کام آپ ان کے حوالہ کر دیں گے کیا حال ہوگا؟ اور اللہ پاک آپ سے ان کے بارے میں ضرور سوال کریگا پس آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس میں غور کر لیجئے، حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا ذرا مجھ کو بٹھادو، کیا اللہ کے بارے میں تم لوگ مجھ کو خوف دلاتے ہو؟ وہ آدمی ذلیل اور رسوا ہو جائے جو تمہارے امر میں وہم سے کام لے جب مجھ سے خدا پوچھے گا تو میں کہدونگا، میں تیری مخلوق پر ایسے شخص کو خلیفہ بنا آیا ہوں جو اُن میں سے اُن کے لئے بھلا ہے، جاؤ لوگوں کو میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دو،

حضرت[2] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات قریب آگئی حضرت عمر رضؓ کو خلیفہ بنادیا حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما آپکے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا عمر کو، ان دونوں حضرات نے کہا کہ آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا کیا اللہ سے تم دونوں مجھ کو ڈراتے ہو؟ بیشک میں اللہ کو اور عمر کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں میں کہونگا کہ میں لوگوں پر تیرے بہترین اہل کو خلیفہ بنا آیا ہوں [3]

---

[1] وعند اللالکائی [2] وعند ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۹۶ [3] کذافی الکنز ج ۳ صفہ ۱۳۶ واخرجہ البیہقی ج ۸ صفہ ۱۴۹ بنحوہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا وابن جریر جہ صفہ ۵۴ بمعناہ عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا،

حضرت[1] زید بن حارث فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب ان کی وفات قریب آگئی آدمی بھیجکر حضرت عمرؓ کو خلافت کے لئے طلب کیا لوگوں نے کہا آپ ہم لوگوں پر عمر کو خلیفہ بناتے ہیں؟ جو سخت گو اور سخت دل ہیں اور جب وہ ہم لوگوں کے والی ہو جائیں گے تو اور بھی زیادہ سخت کلام اور سخت دل ہو جائیں گے، آپ فرمایئے کہ اپنے رب سے جب اس سے ملیں گے کیا کہیں گے؟ جبکہ آپ ہم لوگوں پر حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا رہے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا میرے رب کے ساتھ تم مجھ کو خوف دلاتے ہو؟ میں کہونگا اے میرے اللہ! میں نے لوگوں پر تیرے بہتر اہل کو خلیفہ بنایا ہے، [2]

صلاح پسند لوگوں کے مشورہ میں معاملہ کو ڈال دینا

ابن[3] عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ابولولو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر کے دو وار کئے تو حضرت عمرؓ کو یہ گمان ہوا کہ ان کے اس قتل کا گناہ مسلمانوں میں سے کسی پر ہے جس کو یہ نہیں جانتے پس حضرت ابن عباسؓ کو بلایا ان کو حضرت عمرؓ بہت دوست رکھتے تھے اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے اور ان کی سن لیا کرتے تھے ان سے کہا میری خواہش ہے کہ میں اس بات کو جان لوں کیا یہ آدمی مسلمانوں کی جماعت میں سے تھا؟ حضرت ابن عباسؓ نکلے مسلمانوں کے جس مجمع پر سے ان کا گذر ہوا یہی دیکھا کہ وہ سب رو رہے ہیں، حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ آئے اور کہا اے امیرالمومنین میں مسلمانوں کے جس مجمع پر سے گذرا ان سب کو اس طرح روتے ہوئے پایا جیسے کہ انہوں نے اپنی نوجوان اولادوں کو گم کر دیا ہے، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کسنے مجھ کو قتل کیا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابولولو مجوسی نے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا یہ سنکر انکا چہرہ چمک گیا کہا تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے میرا پالا کسی ایسے سے نہیں ڈالا جو مجھ سے لا الہ الا اللہ کہکر حجت بازی کر سکیگا، سن لو، میں نے تم لوگوں کو منع کر دیا تھا کہ تم ہمارے پاس عجمی کافر غلاموں کو نہ لاؤ، تم لوگوں نے میرا کہا نہ مانا، پھر فرمایا

---

[1] واخرجہ ابن ابی شیبۃ [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۶ [3] اخرج الطبرانی

میرے لئے میرے بھائیوں کو بلا لاؤ، لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں، ان لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجدیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنا سر میری گود میں رکھدیا جب یہ حضرات آگئے میں نے کہا یہ لوگ حاضر ہیں کہا ہاں میں نے مسلمانوں کے امر میں غور کیا میں نے آپ چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے والا پایا اور یہ امرِ خلافت سوائے تمہارے اور کسی میں نہ ہوگا جب تک کہ تم میں استقامت رہے گی لوگوں کا امر بھی استقامت پر رہیگا اور اگر اختلاف ہوگا تو تم میں ہوگا، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں جب میں نے حضرت عمرؓ سے اختلاف اور پھوٹ کا تذکرہ سنا اور یہ کہ "ہوگا" مجھے فوراً یہ گمان ہوا کہ ایسا ضرور ہو کر رہیگا، اس لئے کہ ایسا بہت کم ہوا تھا کہ کوئی چیز حضرت عمرؓ نے کہی ہو اور میں نے وہ نہ دیکھی ہو، اتنے میں حضرت عمرؓ کا خون بہہ پڑا ان حضرات نے آپس میں کچھ سرگوشی کی جس سے مجھے یہ خطرہ ہوا کہ یہ آپس ہی میں کسی آدمی سے بیعت ہونا چاہتے ہیں سو میں نے کہا ابھی تک تو امیرالمومنین زندہ ہیں اور ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کی طرف دیکھے حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ، چنانچہ ہم لوگوں نے انھیں اٹھایا حضرت عمرؓ نے فرمایا تین دن تک مشورہ کرنا اور لوگوں کو نماز حضرت صہیبؓ پڑھائیں ان حضرات نے عرض کیا اے امیرالمومنین! کس سے ہم لوگ مشورہ کریں؟ آپ نے فرمایا مہاجرین اور انصار سے، اور لشکروں کے جو سردار اس جگہ ہوں ان سے، اس کے بعد تھوڑا سا دودھ منگایا اور اسکو پیا، دودھ کی سفیدی ان کے دونوں زخموں سے بہہ پڑی حضرت عمرؓ نے جان لیا کہ اب وفات آگئی ہے، اور فرمایا، اس وقت اگر میرے لئے ساری دنیا ہوتی تو آئندہ آنے والی دہشتناکیوں سے بچنے کے لئے میں اسے فدیہ میں دیدیتا، اور ایسا کہاں؟ اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اور میں نے کہا آپ کو اللہ جزائے خیر دے کیا یہ بات نہیں کہ حضورؐ نے دعا کی تھی کہ اللہ پاک آپ کے ذریعہ دین کو اور مسلمانوں کو قوی کرے؟ جب کہ مسلمان مکہ میں مبتلائے خوف تھے جب آپ اسلام لے آئے آپ کا اسلام باعثِ قوت ہوا اور آپ کی وجہ سے اسلام کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپؐ کے اصحابؓ کا ظہور اور چرچا ہوا، آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، آپؓ کی یہ ہجرت فتح اور کشادگی بنی، پھر آپ کسی میدان جنگ سے جس میں حضورؐ مشرکین کے ساتھ آمادۂ جہاد رہے ہوں اتنے اتنے دنوں سے

غائب نہیں رہے، اس کے بعد رسول پاکؐ کی وفات ہوئی اور وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ نے حضورؐ کے بعد خلیفۂ اول کے لئے وزارت کے فرائض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق انجام دیئے مسلمانوں کو لیکر اسلام سے پیٹھ پھیرنے والوں کا آپ نے یہاں تک مقابلہ کیا کہ لوگ اسلام میں طوعاً وکرہاً داخل ہوئے پھر خلیفۂ اول وفات دیئے گئے اور وہ بھی آپ سے راضی تھے پھر جب تک آپ لوگوں کے والی رہے بڑی خیر خواہی کے ساتھ آپ نے منصبِ خلافت کے فرائض انجام دیئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ شہروں کو آباد کیا اور دولت کی بہتات کردی اور آپ کے ذریعہ دشمنوں کو دور کردیا، اور اللہ پاک نے آپ کے ذریعہ ہر گھرانے میں وسعتِ دین اور وسعتِ رزق عطا فرمائی، پھر آپ کا خاتمہ شہادت پر لکھدیا میں آپ کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں" حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم دھوکہ اسی آدمی نے کھایا جو تم لوگوں کے دھوکہ میں آگیا، پھر فرمایا کیا تم میرے لئے اے عبداللہ! اللہ کے نزدیک بروز قیامت گواہی دو گے؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے اور کہا اے عبداللہ! میرا رخسارہ زمین پر رکھدو میں نے ران سے اٹھا کر اپنی پنڈلی پر رکھ لیا انہوں نے فرمایا زمین ہی سے میرا رخسارہ ملادو، انہوں نے اپنی ڈاڑھی اور رخسارہ سب زمین پر ٹیک دیا اور کہا خرابی ہو تیرے لئے اور خرابی ہے تیری ماں کے لئے، اے عمر! اگر اللہ تیری مغفرت نہ کرے، اسکے بعد روح پرواز کرگئی، رحمۃ اللہ علیہ، جب آپ کی وفات ہوگئی لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور بلایا انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس نہ آؤنگا اگر تم لوگوں نے وہ نہ کیا جس کے کرنے کو تم سے کہا گیا ہے، یعنی مہاجرین اور انصار اور جو سرداران لشکر اس جگہ ہیں ان سے (امر خلافت کے بارے میں) مشورہ کرو حضرت حسنؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت کے فعل کا اور ان کے اللہ سے ڈرنے کا تذکرہ کیا گیا حضرت حسنؓ نے فرمایا مومن اسی طرح پر ہوتے ہیں، جو بھلائی اور مہربانی کو جمع کرتے ہیں، اور منافق برائی اور دھوکہ بازی کا جامع ہوتا ہے خدا کی قسم میں نے زمانہ گذشتہ اور زمانۂ موجودہ میں کسی بندے کو ایسا نہیں پایا جو بھلائی میں پیش پیش ہو اور اس میں خوف خدا اور شفقت زیادہ نہ ہو اور میں نے زمانہ

گذشتہ اور زمانہ موجودہ میں کسی بندے کو ایسا نہیں پایا جو برائیوں میں پیش پیش ہو اور اس میں رنگِ فریب غالب نہ ہوا ہو، ؎

عمرو بن میمون سے حضرت عمرؓ کی شہادت کے بیان میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ سے کہا دیکھو میرے اوپر کتنا قرضہ ہے؟ اور اس کا حساب کرو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا چھیاسی ہزار، آپ نے فرمایا اگر عمر کے گھرانہ کا مال اس کے لئے کافی ہو تو اس قرضہ کو میری طرف سے ان کے مالوں سے ادا کردو اور نہیں تو بنی عدی بن کعب سے لو، اگر ان کے مال سے پورا ہو جائے فبہا ورنہ قریش سے قرضہ کی ادائگی کا سوال کرنا اور ان کے غیر کی طرف نہ جانا اور اس قرضہ کو میری طرف سے ادا کر دینا ___ حضرت عائشہؓ ام المومنین کے پاس جاؤ اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ عمر بن خطابؓ اس بات کی اجازت طلب کرتا ہے اور دیکھو امیر المومنین نہ کہنا اسلئے کہ آج میں امیر المومنین نہیں ہوں۔ کہ (عمر کو) اپنے صاحب کے پاس دفن کیا جائے چنانچہ حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت عبداللہؓ بن عمر آئے ان کو دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں، سلام کیا اس کے بعد کہا عمر بن خطابؓ اس بات کی اجازت طلب کرتا ہے کہ اپنے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ دفن کیا جائے، حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، خدا کی قسم اس جگہ کو میں نے اپنے لئے تجویز کر رکھا تھا اور آج تو میں اپنے نفس پر ضرور حضرت عمرؓ کو ترجیح دونگی جب حضرت عبداللہؓ آئے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا جواب لائے؟ عرض کیا کہ آپ کے لئے اجازت دیدی حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے لئے اس سے زیادہ کوئی اہم کام نہ تھا اس کے بعد فرمایا جب میں مرجاؤں میرے جنازہ کو میری چارپائی پر اٹھا کرلے جانا اور پھر اجازت طلب کرنا اور کہنا عمر بن خطاب اجازت طلب کر رہا ہے اگر وہ تمہیں اجازت دیدیں تو مجھ کو داخل کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لوٹا دینا، پھر جب حضرت عمرؓ کی لاش کو چارپائی پر اٹھایا گیا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ لوگوں پر آج کے دن کے علاوہ کبھی مصیبت کے پہاڑ نہیں ٹوٹے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہ کو، سلام کیا اور کہا، عمر بن خطابؓ اجازت طلب کرتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ

؎ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۷۶ واسنادہ حسن ۲؎ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۴۴ وابو عبید وابن ابی شیبۃ والبخاری والنسائی وغیرہم،

نے ان کو اسی جگہ کی اجازت دیدی کہ اللہ پاک نے اس اکرام میں سرکار دو عالم اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ شریک کردیا ۔۔۔ (راوی کہتے ہیں کہ) جب حضرت عمرؓ کی وفات قریب آگئی، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا کسی کو خلیفہ بنا دیجئے آپ نے فرمایا کہ میں کسی کو اس کام کے لئے زیادہ مناسب اس جماعت سے نہیں پاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے اپنے وصال کے وقت راضی تھے پس ان میں سے جس کسی کو تم میرے بعد خلیفہ بناؤ گے پس وہ خلیفہ ہے، چنانچہ ان حضرات کے نام لئے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (فرمایا) اگر خلافت حضرت سعدؓ کو ملے تو فبہا اور نہیں تو جو بھی ان میں سے خلیفہ بنے اسے ان سے مدد ضرور لینی چاہئے اس لئے کہ میں نے ان کو کسی عاجزی یا خیانت کی وجہ سے جدا نہیں کیا تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان حضرات کے ساتھ مشورہ کرنا شروع کیا حالانکہ ان کے لئے خلافت سے کوئی حصہ نہ تھا، جب یہ حضرات جمع ہوگئے، عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اپنے اس کام کو تین کے حوالہ کردو چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اپنی رائے حضرت علیؓ کے حوالہ کی اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کے اور حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حوالہ کی جب ان تینوں کے ہاتھ میں فیصلہ آگیا آپس میں انہوں نے مشورہ کیا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم میں سے کون اس امر سے بری ہوتا ہے؟ اور اپنی رائے کا اختیار میرے حوالہ کرتا ہے؟ اور میں تم سے اللہ کو حاضر ناظر سمجھکر کہتا ہوں کہ میں تم میں سے افضل کے چننے میں کوتاہی نہ کرونگا اور مسلمانوں کے لئے تم میں سے بہتر کو تلاش کرونگا، ان لوگوں نے کہا بہت اچھا اسکے بعد حضرت علیؓ کو تنہائی میں لے جاکر ان سے کہا کہ آپ کی رسول پاکؐ سے قرابتداری ہے اور آپ کو تقدم فی الاسلام حاصل ہے اور میری طرف سے آپ پر اللہ گواہ ہے کہ اگر آپ کو خلیفہ کردیا جائے تو کیا آپ ضرور انصاف سے کام کریں گے؟ اور اگر حضرت عثمانؓ کو خلیفہ کیا جائے تو کیا آپ ان کا کہا سنیں گے؟ اور انکی اطاعت کریں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں، اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی اسی طرح پر کہا، حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں ۔۔۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے حضرت عثمانؓ

نے اپنا ہاتھ بڑھایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بیعت کی اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ بیعت ہوئے اور پھر تمام لوگ۔[1]

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کا وقت آیا، کہا میرے لئے حضرت علی، طلحہ، زبیر اور عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلالاؤ، ان میں سے صرف حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے حضرت عمرؓ نے بات کی اور حضرت علیؓ سے کہا اے علی! یہ جماعت، تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو رشتہ داری ہے اس سے خوب واقف ہے اور اس چیز سے بھی جو آپ کو اللہ پاک نے علم اور فقہ دیا ہے اگر تم اس امر کے والی ہو جاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردنوں پر بنی فلاں کو بلند نہ کرنا، اور حضرت عثمانؓ سے فرمایا اے عثمان! یہ جماعت آپ کی دامادی کے رشتہ کو حضورؐ سے جو ہے، خوب پہچانتی ہے اور آپ کی عمر اور آپکی شرافت سے بھی خوب واقف ہے اگر تم اس امر کے والی ہو جانا تو اللہ سے ڈرنا، اور بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پر بلند نہ کرنا، اور کہا میرے پاس صہیبؓ کو بلالاؤ، جب صہیبؓ آئے تو ان سے کہا کہ لوگوں کو تین دن تک تم نماز پڑھاؤ اور یہ جماعت ایک گھر میں جمع ہو جائے اگر کسی ایک آدمی پر یہ متفق ہو جائیں تو پھر جو آدمی بھی ان کی مخالفت کرے اس کی گردن مار دینا،[2]

ابو جعفر نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے اصحاب شوریٰؓ سے فرمایا تم اپنے اس معاملہ (خلافت) میں مشورہ کرو پس اگر تم میں سے ہر ایک رائے پر دو دو کا اجتماع ہو تو پھر مشورہ کرنا اور اگر ایک طرف چار رائے اور ایک طرف دو ہوں تو اکثریت کی رائے کو لے لینا، اسلم کی روایت میں ہے کہ اگر تین تین نصفا نصف ہو جائیں تو ان تین کی رائے ماننا جدھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں اور امیر کا کہنا سننا اور اطاعت کرنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت ابوطلحہؓ کے پاس آدمی بھیجکر انہیں بلایا اور کہا اے ابوطلحہ! تم اپنی قوم انصار میں سے پچاس آدمی لیکر ان اصحابؓ شوریٰ کے ساتھ ہو جاؤ جہاں تک میرا خیال ہے یہ لوگ ایک گھر میں جمع ہونگے تم اپنے ساتھیوں سمیت دروازہ پر رہنا اور کسی کو اندر داخل نہ ہونے دینا اور ان کو بھی تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ یہ اپنے میں سے

---

[1] وعند ابن ابی شیبۃ وابن سعد عن عمر وایضاً [2] وعند ابن سعد

ایک کو امیر بنالیں اور اے میرے اللہ! تو میرا خلیفہ ہے ان لوگوں کے بارے میں [1]

خلافت کا بوجھ کون اٹھائے؟

حضرت[2] عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور آپ مریض تھے، ایک آدمی کو حکم دیا جو اٹھا کر ممبر پر لے گئے یہ آپ کا آخری خطبہ تھا جو آپ نے دیا، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا۔

"اے لوگو! دنیا سے پرہیز کرو اور دھوکہ میں پڑ کر دنیا پر اعتماد مت کرو آخرت کو دنیا پر ترجیح دو اور محبوب رکھو، پس ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت کرنے سے دوسری سے عداوت پیدا ہوتی ہے، اور بیشک یہ امر یعنی خلافت کہ ہمارے سارے معاملات اسی کے تابع ہیں اس کا آخری حصہ اسی چیز کے ساتھ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے جسکے ساتھ اس کا ابتدائی دور صلاحیت والا رہا۔ اس امرِ خلافت کا سوائے اس کے اور کوئی تحمل نہ کرے جو تم میں سے زیادہ مقدرت والا اور تم میں سے اپنے نفس پر زیادہ قابو پانے والا ہو، اور جو تم میں سے سختی کے موقع پر زیادہ سخت اور نرمی کے مواقع میں تم میں سے زیادہ نرم ہو اور تم میں سے زیادہ رایوں کا جاننے والا اور صائب الرائے ہو۔ لایعنی کام میں مشغول نہ رہتا ہو اور جو چیز اس پر اترنے والی نہیں اس پر رنج منانے والا نہ ہو، علم کے سیکھنے سے اُسے حیا نہ آتی ہو، اور اچانک کام پیش آجانے سے گھبرا نہ جاتا ہو مالوں کی نگہداشت میں قوی ہو اور مال میں ادنیٰ خیانت نہ کرتا ہو، زیادتیوں کو روکنے والا ہو اور جو چیز آنے والی ہے اس کے لئے چھاؤنی بنانے میں کوتاہی نہ کرے، اور اس کا سامان پرہیز اور عبادت ہو، اور ایسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں"

اس کے بعد ممبر پر سے تشریف لے گئے [3]

حضرت[4] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ خدمت کی کہ انکے گھر والوں میں سے کوئی بھی اتنی خدمت نہیں کر سکتا، اور میں نے ان پر وہ مہربانی

---

[1] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۵۶-۱۵۷ [2] اخرج ابن عساکر [3] کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۴۷

[4] واخرج ابن سعد

کی کہ ان کے گھر والوں میں سے کوئی بھی اتنی مہربانی نہیں کر سکتا، ایک دن میں ان کے گھر میں ان کے ساتھ تنہائی میں تھا وہ مجھے اپنے پاس بٹھایا کرتے اور میری تعظیم کیا کرتے تھے اتنے میں انہوں نے ایک ایسی آہ بھری کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ ان کا سانس اسی آہ کے ساتھ نکل جائے، میں نے پوچھا کیا یہ آہ اے امیر المومنین! ڈر کی وجہ سے بھری؟ فرمایا ہاں، ڈر کی وجہ سے، میں نے پوچھا وہ ڈر کیا ہے؟ انہوں نے کہا ذرا قریب ہو جب میں قریب ہوا تو فرمایا کہ میں اس خلافت کے کام کے لئے کسی کو بھی نہیں پاتا میں نے کہا آپ فلاں، فلاں، فلاں، فلاں، فلاں، سے کیا غافل ہیں؟ چنانچہ ابن عباسؓ نے ان چھ اصحاب شوریٰ کے نام گنائے، (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں) میں ان میں سے ہر ایک کا نام لیتا جاتا تھا اور وہ ہر دفعہ اس کے بارے میں کچھ کہتے جاتے تھے اس کے بعد فرمایا اس کام کے لئے کوئی صلاحیت نہیں رکھتا مگر وہی آدمی جو قوی ہو، بغیر تکبر کرنے کے، اور نرمی اختیار کرے بغیر کمزوری کے۔ سخی ہو بغیر فضول خرچی کے، مال کا روکنے والا ہو بغیر بخل کے۔

حضرت ابن عباسؓ[1] کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اچانک انہوں نے ایک ایسا سانس لیا مجھے یہ گمان ہو گیا کہ انکی پسلیاں ہٹ گئیں، میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کا یہ گرم سانس کسی شر کے خوف سے نکلا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں شر کی وجہ سے، میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کی طرف اپنے بعد اس امر (خلافت) کو سپرد کر کے جاؤں، پھر میری طرف التفات کر کے فرمایا شاید تم اپنے ساتھی کو اس کا اہل سمجھتے ہو؟ میں نے کہا بیشک وہ اپنی سبقت فی الاسلام اور فضیلت کی وجہ سے اس کے اہل ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک وہ ایسے ہی ہیں جیسے تم نے کہا لیکن وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان میں مزاح کی عادت ہے، راوی کہتے ہیں کہ ان کا ذکر کرتے کرتے یہاں تک کہا کہ یہ امر خلافت، اس کے لئے وہی مناسب ہے جو قوی ہو اور اسمیں اکڑ نہ ہو اور جو نرم ہو اور اسمیں کمزوری نہ ہو، سخی ہو اور اس میں فضول خرچی نہ ہو، مال کا روکنے والا ہو اور اسمیں بخل نہ ہو، ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمام اوصاف سوائے حضرت عمرؓ کے اور کسی میں نہیں جمع ہوئے تھے،

---

[1] وعند ابی عبید فی الغریب والخطیب فی رواۃ مالک

حضرت[1] ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور میں ان کی توقیر و تعظیم کرتا تھا، میں ایک روز ان کے مکان میں ان کے پاس گیا، اور وہ تن تنہا تھے انہوں نے ایک ایسا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ ان کی جان نکل گئی پھر انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور ایک لمبا سانس لیا، حضرت ابن عباسؓ نے کہا میں نے جرأت اور ہمت سے کام لیا اور میں نے اپنے جی میں کہا، اللہ کی قسم میں ان سے اس بات کو ضرور پوچھونگا، چنانچہ میں نے کہا، خدا کی قسم اس گرم سانس کو اے امیر المومنین! آپ میں سے کسی رنج نے نکالا ہے فرمایا رنج ہے خدا کی قسم بہت سخت رنج، اس امر خلافت کا میں کوئی محل نہیں پاتا اسکے بعد فرمایا شاید تم کہو گے کہ تمہارے ساتھی یعنی حضرت علیؓ اس کے اہل ہیں حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنین! کیا وہ خلافت کے اہل نہیں اپنی ہجرت کی وجہ سے؟ یا وہ خلافت کے اہل نہیں اپنے صحابیؓ ہونے کی وجہ سے؟ کیا وہ خلافت کے اہل نہیں حضورؐ کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان میں وہ سارے ہی اوصاف ہیں جو تم نے ذکر کئے لیکن وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان میں مزاح کی عادت ہے، ان کا تذکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ کہا اس امر خلافت کا تحمل بیشک وہی کر سکیگا جو نرم ہو مگر کمزوری کی وجہ سے نہیں، قوی ہو جبر و سختی کرنے والا نہ ہو، سخی ہو فضول خرچ نہ ہو، مال کی نگہداشت کرنے والا ہو بخیل نہ ہو، اس کام کی طاقت وہی آدمی رکھ سکتا ہے جو نرمی نہ کرے، عاجزی نہ کرے اور لالچ کا اتباع نہ کرے، اور اللہ کے امر کی طاقت اس آدمی کے سوا اور نہیں رکھا سکتا جو اپنی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکالے اور اپنے ارادہ کو نہ توڑے، حق کے ساتھ اپنی جماعت پر بھی فیصلہ دے،[2]

عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا مناسب نہیں کہ اس امر خلافت کا والی سوائے اس آدمی کے جس میں یہ چار خصلتیں ہوں کوئی اور ہو، نرمی کا برتاو کرے بلا کمزوری کے، سختی ہو بلا سخت دلی کے، مال کا روکنا ہو بغیر بخل کرنے کے اور سخاوت ہو بغیر فضول خرچی کے، اگر ان میں سے ایک عادت بھی جاتی رہی تو

---

[1] و عند ابن عساکر [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۵۸، ۱۵۹ و فی الاصل علی وجوبہ

تینوں عادتیں بگڑ جائیں گی، ایک[۱] اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے اس امر کو اس کے سوا اور نہیں قائم کرسکتا جو نرمی نہ کرتا ہو عاجزی نہ کرتا ہو اور لالچ کا متبع نہ ہو، اپنی حمیت سے رُکتا ہو اور اپنے غصہ کی وجہ سے حق کو نہ چھپاتا ہو[۲]۔

سفیان[۳] بن ابی عوجار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ تو بڑی بات ہے، کسی کہنے والے نے کہا اے امیر المومنین! خلافت اور بادشاہت میں تو بہت بڑا فرق ہے اسلئے کہ خلیفہ بجز حق کے اور کچھ نہیں لیتا اور جو کچھ لیتا ہے اسکو سوائے حق کے اور کہیں نہیں لگاتا، اور آپ بحمد اللہ اسی طرح پر ہیں اور بادشاہ، لوگوں پر ظلم کرتا ہے، اس سے لیتا ہے اور اسکو دیتا ہے یہ سنکر حضرت عمر رض چپ لگا گئے ــــ حضرت سلمان رض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے مجھ سے دریافت کیا آیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان رض نے ان سے عرض کیا اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس سے کم و بیش وصول کیا پھر اسکو غیر حق میں استعمال کیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں یہ سنکر حضرت عمر رض کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں[۴]۔

بنی اسد[۵] کے ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رض کے پاس آئے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا اور ان ساتھیوں میں طلحہ رض، سلمان رض، زبیر رض اور کعب رض بھی تھے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں خبردار تم لوگ مجھ سے جھوٹ نہ بولنا، تم مجھ کو بھی ہلاک کردو گے اور اپنے آپ کو بھی تباہ کردو گے، میں تم لوگوں سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ حضرت طلحہ رض اور زبیر رض نے کہا آپ ہم لوگوں سے ایسی بات پوچھتے ہیں جس سے ہم واقف نہیں ہم نہیں جانتے کہ خلیفہ کون ہوتا ہے اور بادشاہ کون؟ اس کے بعد حضرت سلمان رض نے اپنے گوشت اور اپنے خون کی قسم کھاکر کہا کہ آپ خلیفہ ہیں اور بادشاہ نہیں حضرت عمر رض نے فرمایا اگر تم یہ کہتے ہو پس بیشک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہے اور آپ کے پاس بیٹھے ہو (یعنی اس وجہ سے تمہیں علم ہوگا) اس کے بعد حضرت سلمان رض نے کہا میں نے اسلئے کہا ہے۔

۱؎ وعندہ ایضاً ابن عساکر ۲؎ کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۶۵ ۳؎ واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۲۱
۴؎ کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۹۳ ۵؎ وعند نعیم بن حماد فی الفتن

کہ آپ رعایا میں انصاف کرتے ہیں اور ان کے درمیان تقسیم میں مساوات برتتے ہیں اور ان پر اس طرح مہربانی کرتے ہیں جس طرح پر کہ انسان اپنے بال بچوں پر مہربانی کرتا ہے، آپ اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ دیتے ہیں اس کے بعد حضرت کعب رضؓ نے کہا کہ مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ مجلس میں کوئی اور میرے سوا خلافت اور بادشاہت کو جانتا ہو لیکن اللہ پاک نے حضرت سلمان رضؓ کو حکمت اور علم سے بھر دیا ہے اس کے بعد حضرت کعبؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خلیفہ ہیں اور بادشاہ نہیں ہیں حضرت عمر رضؓ نے ان سے دریافت کیا تم نے یہ کیونکر جانا؟ حضرت کعبؓ نے کہا کہ میں آپ کا تذکرہ اللہ کی کتاب میں پاتا ہوں۔ حضرت عمر رضؓ نے دریافت کیا کہ کیا میرا نام پاتے ہو؟ کہا نہیں لیکن میں آپ کی صفات پاتا ہوں، (توریت میں اس طرح ہے) کہ پہلے نبوت ہوگی اس کے بعد خلافت و رحمت نبوت کے طریقہ پر اسکے بعد پھر (دوبارہ) خلافت و رحمت نبوت کے طریقہ پر ہوگی اس کے بعد کٹکھنی بادشاہت ہوگی، [۱]

خلیفہ کا نرم اور سخت برتاؤ

حضرت سعیدؒ بن مسیبؒ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضؓ خلیفہ ہوئے تو ممبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر لوگوں میں ایک تقریر فرمائی، اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:-

"اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مجھ میں سختی اور غلظت دیکھتے ہو، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں آپ کا غلام اور آپ کا خادم تھا اور آپؐ اسی طرح پر تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے، بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ "کہ مسلمانوں کے لئے آپؐ بہت مہربان اور بہت رحم دل ہیں" سو میں آپؐ کے سامنے سُتی ہوئی تلوار کی طرح پر تھا مگر یہ کہ آپؐ مجھ کو میان میں رکھیں، یا مجھ کو کسی کام سے منع کر دیتے تو میں رک جاتا ورنہ میں لوگوں پر پیش قدمی کرتا تھا آپؐ کی نرمی کی وجہ سے میں اسی حالت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی اور اللہ

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۳۸۹ [۲] اخرج الحاکم واللالکائی وغیرہما

کے رسولؐ مجھ سے راضی ہو کر گئے اور اللہ کی اس بات پر بڑی تعریف ادا
کرتا ہوں اور میں نے آپ ہی کی وجہ سے سعادت مندی حاصل کی، پھر اسی
طرح میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے ساتھ رہا جو حضورؐ کے بعد آپؐ کے خلیفہ
ہوئے اور تم لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ وہ اپنے کرم اور رحم اور نرمی میں
کیسے تھے؟ میں ان کا خادم تھا اور ان کے سامنے تلوار کی طرح تھا میں اپنی
سختی کو انکی نرمی کے ساتھ ملا دیتا تھا لیکن اگر وہ مجھ سے کسی بات کو کہتے
تو میں رُک جاتا ورنہ آگے بڑھکر کام کرتا میں اسی طرح پر ان کے ساتھ رہا
یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کو وفات دیدی اور وہ بھی مجھ سے راضی تھے
اللہ کی اس بات پر بڑی تعریف ادا کرتا ہوں، اور میں نے انکی وجہ سے
سعادت مندی حاصل کی اب تم لوگوں کا امر آج کے دن میری طرف لوٹ آیا
اور میں جانتا ہوں کہ عنقریب کہنے والا کہیگا کہ جب خلافت دوسروں کے ہاتھ
میں تھی اور یہ ہم پر سختی کرتے تھے تو اب ان کا کیا حال ہوگا؟ جبکہ خلافت
ان کے ہاتھ میں آگئی، تم پر واضح ہونا چاہئے کہ تم میرے بارے میں کسی سے نہ
پوچھو، تم مجھے خوب جانتے ہو اور میرا تجربہ کر چکے ہو، اور تم لوگوں نے اپنے نبیؐ
کی سنت کو خوب جانا ہے جو میں جانتا ہوں اور میں کسی ایسی شے پر، جو مجھے
پسند ہو نادم نہیں ہوں اسلئے کہ میں نے حضورؐ سے پوچھ لیا ہے لہذا تم
لوگوں کو مطلع ہونا چاہئے کہ میری وہ ان سختیوں میں جنکو تم دیکھتے تھے ظلم اور تعدی
کرنے والے پر کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے جبکہ خلافت میرے ہاتھ میں آگئی ہے اور
کمزور مسلمانوں کا ان کے قوی سے حق لینے پر، اور میں اپنی اس شدت کے
بعد اپنا رخسارہ زمین پر رکھدینے والا ہوں پاکدامن لوگوں کے لئے اور جو تم
میں سے معصیت سے رکیں اور اللہ کے فرمان کو تسلیم کریں ان کے لئے،
اور میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ میرے اور تم میں سے کسی کے درمیان
میں کوئی بات اگر پیش آجائے، تمہارے کسی معاملہ میں اس بات سے کہ اسکے
ساتھ میں اس آدمی کی طرف (تصفیہ کے لئے) چلوں جسکو تم اپنے میں سے
پسند کرو بس ہر اس معاملہ میں جو میرے اور تم میں سے کسی ایک کے درمیان
میں ہو، سوچ لے اور غور کرے، پس اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے

نفسوں کے خلاف میری اعانت کرو کہ ان نفوس کو میری سزا سے روکو اور
میرے نفس کے خلاف مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے میری اعانت
کرو اور تمہارے امر سے مجھے جس چیز کا اللہ پاک نے والی بنایا ہے اس کے
بارے میں مجھے نصیحت کرنے سے درگذر نہ کرو“
اس کے بعد ممبر سے اتر آئے [1]

محمد بن زیدرحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ
اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور ان سب
میں سے حضرت عمرؓ سے گفتگو کرنے میں حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ زیادہ جری
تھے، ان حضرات نے حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ سے کہا، تم امیر المومنین سے
لوگوں کے لئے گفت و شنید کرو اور کہو کہ حاجتمند آدمی آتا ہے اور آپ کی ہیبت
اسے اپنی حاجت کے بارے میں آپ سے گفتگو کرنے سے روک دیتی ہے یہاں
تک کہ وہ چلا جاتا ہے اور اسکی حاجت پوری نہیں ہوتی، چنانچہ حضرت عبد الرحمنؓ آپ
کے پاس تشریف لے گئے اور آپ سے بات چیت کی اور کہا اے امیر المؤمنین!
لوگوں کے لئے نرم ہو جایئے اس لئے کہ آنے والا آتا ہے، آپ کی ہیبت
اسے اپنی حاجت میں کلام کرنے سے مانع آتی ہے، یہاں تک کہ آدمی بلا کہے سنے
واپس چلا جاتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے عبد الرحمنؓ! میں تم سے اللہ کی قسم
دے کر پوچھتا ہوں کیا تم کو حضرت علی، عثمان، طلحہ و زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم نے
اس بات کا حکم دیا ہے؟ حضرت عبد الرحمنؓ نے کہا ہاں خدا کی قسم، حضرت عمرؓ نے
فرمایا اے عبد الرحمنؓ! خدا کی قسم میں لوگوں کے لئے یہاں تک نرم ہوا کہ میں اللہ سے
اس شدتِ نرمی کی وجہ سے مواخذہ سے ڈرنے لگا، اور میں نے لوگوں پر سختی کی یہاں تک
کہ مجھے اس سختی سے اللہ کا خوف پیدا ہوا اب بتاؤ نکاسی کی کیا سبیل ہے؟ یہ سنکر حضرت
عبد الرحمنؓ روتے ہوئے کھڑے ہوئے اپنی چادر کھینچتے جا رہے تھے اور اپنے ہاتھ سے
اشارہ کر رہے تھے کہ ان لوگوں پر آپ کے بعد انتہائی افسوس ہے، [2]

شعبیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرا دل اللہ کے معاملہ میں

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۴۷ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۰۶ وابن عساکر [3] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ۔

نرم ہوا یہاں تک کہ وہ پانی کے جھاگ سے زیادہ نرم ہوا، اور میرا دل اللہ کے بارے میں سخت ہوا، یہاں تک کہ وہ پتھر سے زیادہ سخت ہوا، [1]

ابن عباس رضؓ نے فرمایا جب حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ ہوئے ان سے ایک آدمی نے کہا کہ بعض لوگ اس بات پر آمادہ ہیں کہ آپ سے اس خلافت کو پھیر دیں، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس آدمی نے کہا کہ وہ لوگ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ بہت سخت دل ہیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تمام تعریف ایسے اللہ کی جس نے میرے دل کو ان پر رحم کرنے کے لئے بھر دیا ہے، اور انکے دلوں کو میرے رعب سے بھر دیا ہے [2]

امت میں انتشار کرنے والوں کو محصور رکھنا

شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نہیں ہوئی جب تک کہ قریش آپ سے اکتا نہ گئے (اسلئے کہ)، حضرت عمر رضؓ نے تمام قریش کو مدینہ میں محصور کر رکھا تھا، اور ان کی ضروریات کشادگی سے پوری کی جارہی تھیں اور فرمایا سب میں بڑا خطرہ جس کا میں اس امت پر خوف کرتا ہوں تم لوگوں کا شہروں میں منتشر ہونا ہے، چنانچہ اگر کوئی آدمی غزوہ کے لئے حضرت عمر رضؓ سے اجازت طلب کرتا اور یہ ان مہاجرین میں سے ہوتا جو مدینہ میں محصور کر دیئے گئے تھے تو آپ فرماتے کہ تمہارے لئے جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا ہے وہ ثواب ہے جو تم کو جنت تک پہونچا دیگا اور تمہارے لئے آج کے دن غزوہ کرنے سے یہ بات بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو اور نہ تمہیں دنیا دیکھے، علاوہ مہاجرین کے دیگر اہل مکہ پر یہ پابندی نہ تھی، جب حضرت عثمان رضؓ خلیفہ ہوئے، ان پر سے یہ پابندی اٹھائی چنانچہ مہاجرین مختلف بلاد میں جاکر آباد ہوگئے اور انہیں شہروں کی طرف لوگ ٹوٹ پڑے، محمد اور طلحہ کہتے ہیں کہ یہ اول کمزوری تھی جو اسلام میں داخل ہوئی اور یہ پہلا فتنہ ہے جو عام لوگوں میں پھیلا، اسکے علاوہ کوئی پہلا فتنہ نہیں [3] قیس [4] بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آئے اور آپ سے غزوہ میں شرکت کی اجازت چاہی حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اپنے گھر بیٹھ رہو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کر چکے ہو راوی کہتے ہیں، حضرت زبیرؓ نے جب حضرت عمر رضؓ پر کئی مرتبہ اس بات کا اصرار کیا تو حضرت عمر رضؓ نے تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ فرمایا

---

[1] وعند ابن عساکر [2] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۳۸۴ [3] اخرج سیف وابن عساکر [4] کذا فی الکنز ج ۷ ص ۱۳۹ واخرجہ الطبری ج ۵ ص ۱۳۴ من طریق سیف بنحوہ [5] وعند الحاکم ج ۳ ص ۱۲۰

پنے گھر بیٹھ رہو پس خدا کی قسم میں مدینہ کے اطراف میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے یہ خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ تم لوگ نکلو اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فساد پیدا کر دو، [۱]

اہل الرائے سے مشورہ کرنا

حضورؐ کا اپنے صحابہؓ سے مشورہ طلب کرنا

حضرت انسؓ [۲] سے روایت ہے کہ جب حضورؐ کو ابو سفیان کے قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، حضرت ابو بکرؓ نے حضورؐ سے اس بارے میں کچھ کہنا چاہا آپؐ نے ان سے منہ پھیر لیا، پھر حضرت عمرؓ نے کچھ کہنا چاہا آپ نے ان سے بھی چہرہ مبارک پھیر لیا یہ حدیث حیاۃ الصحابہ اردو باب جہاد صفحہ ۲۴۶ میں گذر گئی ہے

امام احمد اور مسلم نے بدر کے قصہ میں حضرت عمرؓ کی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ چچا کے بیٹے اور خاندان کے لوگ اور بھائی ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیجئے، جو کچھ ہم ان سے لیں گے اس سے کفار کے مقابلہ کے لئے قوت پیدا ہوگی، اور بہت ممکن ہے کہ اللہ پاک ان لوگوں کو ہدایت دے تو یہ ہم لوگوں کے لئے مدد اور معاون ہو جائیں گے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے ابن خطاب! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں میں نے کہا میری وہ رائے نہیں جو ابو بکرؓ نے رائے دی ہے، لیکن میری رائے ہے کہ مجھے فلاں پر قدرت دیجئے جو حضرت عمرؓ کا قریبی رشتہ دار تھا تا کہ میں اس کی گردن مار دوں اور حضرت علیؓ کے حوالہ عقیل کو کیجئے تا کہ وہ اسکی گردن ماردیں، اور حضرت حمزہؓ کے حوالہ فلاں کو کیجئے جو ان کے بھائی لگتے تھے تا کہ یہ اس کی گردن ماردیں تا کہ اللہ پاک جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی نرمی اور الفت نہیں ہے اور یہ سب کے سب ان کے سردار، انکے امام اور ان کے قائد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ حضرت ابو بکرؓ نے کہا تھا اسکی طرف مائل ہوئے، اور جو میں نے کہا تھا اسکی طرف آپؐ نے توجہ نہ فرمائی، اور قوم سے آپؐ نے فدیہ لے لیا حضرت عمرؓ

---

[۱] قال الذہبی صحیح [۲] اخرج احمد

کہتے ہیں کہ جب اگلا روز ہوا میں صبح ہی صبح آپؐ دونوں حضرات کی خدمت میں گیا حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ دونوں حضرات رو رہے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بتائیے کس چیز نے آپ کو اور آپ کے رفیق کو رلایا ہے؟ اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی رونے میں شریک ہو جاؤنگا، اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں بھی آپ دونوں کی وجہ سے بتکلف رونے لگوں، آپؐ نے فرمایا اس چیز کی وجہ سے روتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں پر انکے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش کی گئی تھی، میرے اوپر تم لوگوں کی عذاب وہی پیش کی گئی تھی جو اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھی، ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا، اور اللہ پاک نے یہ آیت اتاری

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[1] (سورۃ الانفال ع-۹)

ترجمہ "نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں"۔

حضرت انس[1] رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں قیدیوں کے متعلق مشورہ لیتے ہوئے فرمایا اللہ پاک نے تم لوگوں کو ان پر قدرت دیدی ہے بتاؤ کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! ان لوگوں کی گردنیں مار دیجئے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے ان کی طرف سے چہرہ پھیر لیا پھر آپؐ نے دوبارہ فرمایا کہ اے لوگو! بیشک اللہ پاک نے تمہیں ان پر قابو دیا ہے اور یہ لوگ کل گذشتہ تمہارے بھائی تھے حضرت عمرؓ نے پھر اسی جیسی بات کہی حضورؐ نے چہرہ پھیر لیا اور دوبارہ آپؐ نے پھر وہی فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو معافی دیں اور ان سے فدیہ لے لیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاکؐ کے چہرہ پر جو آثار غم تھے اس رائے سے جاتے رہے آپؐ نے قیدیوں کو معافی دی اور ان سے فدیہ لینا قبول کر لیا، اللہ پاک نے یہ آیۃ

---

[1] واخرجہ ایضاً ابوداؤد والترمذی وابن ابی شیبۃ وابو عوانۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن حبان وابو الشیخ وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۶۵ [2] وعند احمد

اتاری۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (الانفال ۶۸)

ترجمہ: "اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اسکے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی قوم ہیں آپ کے رشتہ دار ہیں ان کو باقی رکھئے اور ان سے فدیہ لے لیجئے شاید کہ اللہ پاک ان لوگوں کو توبہ کی توفیق دے اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے آپ کو نکالا آپ کی تکذیب کی، ان کو نزدیک کریئے اور ان کی گردنیں مار دیجئے، اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا یا رسول اللہ! بہت ایندھن والی کسی وادی کو دیکھئے ان لوگوں کو اسمیں داخل کر کے ان میں آگ دیدیجئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہو گئے اور ان لوگوں کو کوئی جواب نہ دیا بعض لوگوں نے کہا کہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے قول پر عمل کریں گے، اور بعض نے کہا کہ آپؐ حضرت عمرؓ کے قول کو لیں گے اور بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی رائے کو لیں گے اس کے بعد آپؐ باہر لوگوں کے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کہ بیشک اللہ پاک لوگوں کے قلوب کو اس بارے میں نرم کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نرم سے نرم تر ہو جاتے ہیں اور بیشک اللہ پاک لوگوں کے دلوں کو اس بارے میں سخت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اور بیشک تمہاری مثال اے ابوبکر! حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ابراہیم ۳۶) ترجمہ:۔ پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت (اور) کثیر الرحمت ہیں۔

---

۱ کذا فی نصب الرایۃ ج۳ ص۴۰۳ قال الہیثمی ج۶ ص۸۷ رواہ احمد عن شیخہ علی بن عاصم بن صہیب وہو کثیر الغلط والخطاء لا یرجع اذا قیل لہ الصواب (لبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح۔ انتہی ۲ وعند احمد

اور تمہاری مثال اے ابوبکر! حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ انہوں نے کہا تھا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۂ مائدہ ع-۱۶)

ترجمہ: "اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں" اور بیشک تمہاری مثال اے عمر! حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے جو انہوں نے فرمایا تھا کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا ○ (نوح ع ۲) ترجمہ: "اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ"

اور تمہاری مثال اے عمر! حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ انہوں نے کہا تھا رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ (سورۂ یونس ع-۹)

ترجمہ: "اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو زیادہ سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اسکو) دیکھ لیں"

تم سب لوگ محتاج ہو لہذا کوئی ان قیدیوں میں سے باقی نہ چھوڑا جائے یا تو فدیہ دے یا اسکی گردن ماری جائیگی، عبداللہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سہیل بن بیضاء کا اس حکم سے استثناء کیا جائے اس لئے کہ میں نے اس کو اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے راوی کہتے ہیں کہ حضور چپ لگا گئے عبداللہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو کسی دن ایسا نہیں دیکھا کہ مجھے اس بات کا خطرہ ہوا ہو کہ کہیں میرے اوپر آسمان سے پتھر نہ گر جائے، جیسا کہ آج کے دن اس بات سے ڈرا، اسی ڈر کی وجہ سے میں نے کہا کہ سہیل بن بیضاء کا استثناء کیا جائے راوی کہتے ہیں اسکے بعد ہی اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○[1]

(دونوں آیتوں کا ترجمہ پیچھے گذرا) (سورۃ الانفال ع ۹)

---

[1] وہکذا رواہ الترمذی والحاکم وقال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ورواہ ابن مردویہ من طریق عبداللہ بن عمر وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم۔ بنحوہ ذالک وقد روی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ بنحوہ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹۷

زہری[1] کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں پر مصیبت سخت ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف مری یہ دونوں غطفان کے سردار ہیں ان کے پاس آدمی بھیجا اور مدینہ کے تمام کھجوروں کا تہائی ان دونوں کو اس شرط پر دینے کے لئے کہا کہ یہ دونوں مع اپنے تمام آدمیوں کے جو ان کے ہمراہ تھے آپؐ سے اور آپؐ کے اصحابؓ سے واپس چلے جائیں، چنانچہ آپؐ کے اور ان لوگوں کے درمیان صلح کی بات چیت چلی اور ایک صلحنامہ لکھا گیا ابھی اس پر گواہیاں یا صلح کی پختگی کی کوئی بات نہیں لکھی گئی تھی محض انکو بہلانا تھا جب حضورؐ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس کام کو کریں آپؐ نے دونوں سعدؓ کی طرف آدمی بھیجا اور ان دونوں حضرات سے اس کا تذکرہ کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا، ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ ایسا امر ہے کہ آپ کو پسند ہے تو ہم ضرور کر گذریں گے، اور اگر ایسی شے ہے کہ اللہ پاک نے اس کا آپ کو حکم دیا ہے تو ہم لوگوں کیلئے ایسا کرنا نہایت ضروری ہوگا اور یا یہ ایسی چیز ہے جسکو آپ ہمارے نفع کے لئے کرنا چاہتے ہیں؟ آپؐ نے کہا ہاں یہ ایسی ہی چیز ہے کہ میں تمہارے نفع کے لئے کرنا چاہتا ہوں اور خدا کی قسم میں ایسا نہ کرتا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب تم کو ایک کمان سے تیر ماریں گے اور کتوں کی طرح سے تم کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ ایک کام تک تم لوگوں پر سے کفار کی شوکت کو توڑ دوں حضرت سعد بن معاذؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! ہم اور یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر اور بتوں کی عبادت کرنے میں متحد تھے نہ ہم لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ ہم لوگ اللہ کو پہچانتے تھے اس زمانہ میں ان کو کبھی یہ طمع نہ پیدا ہوئی کہ مدینہ کی ایک کھجور کھا سکیں مگر بطور مہمانی کے یا خرید کر، کیا انہیں اس وقت یہ تمنا پیدا ہوئی ہے جبکہ اللہ پاک نے اسلام کے ذریعہ ہمارا اکرام کیا اور اسلام کی ہمیں ہدایت دی اور ہم کو آپ کی وجہ سے عزت دی، اور اسلام کی وجہ سے ہم ان کو اپنا مال دیں؟ ہم لوگوں کے لئے اس میں کوئی حاجت نہیں خدا کی قسم ہم ان کو بجز تلوار کے کچھ نہ دیں گے، یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ دے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اس بات کا اختیار ہے اس کے بعد حضرت

---

[1] واخرج ابن اسحٰق

سعد بن معاذؓ نے وہ پرچہ لیا یعنی عہد نامہ اور جو کچھ اسمیں تھا سب مٹا دیا، اس کے بعد کہا اب چاہئے کہ وہ ہم پر چڑھ کر آئیں، [۱]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ ہمیں مدینہ کے آدھے کھجور دیجئے ورنہ ہم آپ کے ساتھ لڑائی کے لئے مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دیں گے، آپ نے کہا ٹھہر، میں دونوں سعد سے یعنی سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ سے مشورہ کروں ان دونوں حضرات نے کہا خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا، ہم نے مدینہ کو اپنے ہاتھوں سے زمانۂ جاہلیت میں جب نہ دیا تو اب جبکہ اللہ پاک نے اسلام سے ہم کو نوازا ہم کیونکر غیر کے حوالہ کر سکتے ہیں آپؐ نے حارث کو جاکر اس بات کی خبر دی حارث نے کہا اے محمد! آپ نے غدّاری کی طبرانی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حارث غطفانی حضورؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! نصف کھجوریں ہم کو مدینہ کی دیجئے، آپؐ نے فرمایا میں سعد نامی لوگوں سے پوچھ لوں چنانچہ آپؐ نے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، سعد بن ربیع، سعد بن خیثمہ، سعد بن مسعود رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمام عرب تم کو ایک کمان سے تیر ماریگا اور حارث کا تم لوگوں سے یہ کہنا ہے کہ تم اس سے مدینہ کے نصف کھجوروں پر معاملہ کر لو پس اگر تم لوگوں کا ارادہ ہو تو اس کو اس سال دیدو اپنے اُس امر کے بارے میں جو بعد میں آنے والا ہے، ان حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آسمان سے وحی اتری ہے تو ہم لوگوں کو اللہ کا امر تسلیم ہے اور اگر یہ آپ کی رائے اور خواہش ہے تو ہمارا خیال ہے کہ ہم آپ کی خواہش اور رائے کا اتباع کریں اور اگر آپ نے محض ہم لوگوں پر رحم اور شفقت کا ارادہ کیا ہے پس خدا کی قسم ہم خود کو اور انہیں برابر پاتے ہیں وہ ایک کھجور بھی ہم سے حاصل نہیں کر سکتے، سوائے خریدنے کے یا بطور مہمانی کے یہ سنکر حضورؐ نے فرمایا کہ وہ یہی بات ہے (یعنی یہ رائے تم پر بطور مہربانی کے تھی) اور اے غطفانیو! تم سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ اے محمد! آپ نے غداری کی [۲][۳]

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس رات کو مسلمانوں کے

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۰۴ [۲] واخرجہ البزار [۳] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۳۲ رجال البزار والطبرانی فیہما محمد بن عمرو وحدیثہ حسن وبقیۃ رجالہ ثقات واخرج مسدد وہو صحیح

کاموں میں سے کسی کام کے بارے میں گفتگو کرتے تھے اور میں آپؐ کے ساتھ ہوتا تھا[۱]

حضرت ابوبکرؓ کا اہل الرائے سے مشورہ لینا

قاسم[۲] کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو کوئی ایسا کام پیش آتا جس میں اہل الرائے اور اہلِ فقہ کے مشورہ کی ضرورت ہوتی تو آپ چند آدمی مہاجرین اور انصار کے بلاتے اور حضرت عمرؓ و عثمان و علی و عبدالرحمٰن بن عوف و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو بلاتے اور ان میں سے ہر آدمی آپ کی خلافت کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتا تھا اور لوگوں کے فتوے انہیں حضرات کے پاس آتے تھے، حضرت ابوبکرؓ اسی حالت سے گذر گئے، پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے وہ بھی ان حضرات کو مشورہ کے لئے بلاتے تھے، حضرت عمرؓ خلیفہ تھے اور فتویٰ کے لئے لوگ حضرت عثمان اور ابیؓ اور زید رضی اللہ عنہم کی طرف آیا کرتے تھے[۳]

عبیدہؓ[۴] کہتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! ہمارے قریب میں ایک ریہہ والی (یعنی ناقابلِ کاشت) زمین ہے نہ اسمیں گھاس ہوتی ہے اور نہ اس سے کوئی نفع ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے ہم لوگوں کو بطور جاگیر دیدیں بہت ممکن ہے کہ اس میں ہم لوگ کاشت کریں اور اس سے کھیتی کمائیں، چنانچہ آپؓ نے ان دونوں کو وہ زمین بطور جاگیر دیدی اور ان دونوں کے لئے اس کا ایک پروانہ لکھدیا اور حضرت عمرؓ کی اس پر گواہی بنادی وہاں حضرت عمرؓ ان لوگوں میں موجود نہیں تھے، یہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہونچے تاکہ یہ گواہی پر دستخط کریں جب حضرت عمرؓ نے اس پروانہ میں جو کچھ تھا اُسے سنا، اس پروانہ کو ان دونوں کے ہاتھوں سے لے لیا پھر اس پر تھوکا اور اس کو مٹادیا یہ دونوں غصہ ہو گئے اور انہوں نے کچھ بُری بات کہی، حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کو الفت دلاتے رہے اور ان دنوں اسلام کمزور تھا اور بیشک اب اللہ پاک نے اسلام کو

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۱۴۵ [۲] اخرج ابن سعد [۳] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۴ [۴] واخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری فی تاریخہ وابن عساکر والبیہقی ویعقوب بن سفیان

عزت دیدی ہے تم دونوں جاؤ اور جو تم سے ہو سکے کوشش کر لو، خدا تم دونوں کی رعایت نہ کرے اگر تم اُس سے رعایت چاہو، یہ دونوں بڑبڑاتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمرؓ؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بلکہ وہ خلیفہ ہیں اور اگر چاہتے تو خلیفہ ہو جاتے، اتنے میں حضرت عمرؓ غصہ میں بھرے ہوئے تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس کھڑے ہو کر کہا، مجھ سے آپ فرمائیے کہ یہ زمین جسکو بطور جاگیر ان دونوں کو آپنے دی ہے آپ کی ملکیتِ خاص ہے یا یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے، حضرت عمرؓ نے کہا آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر ان دونوں کے لئے اس زمین کو خاص کر دیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یہ جو لوگ میرے گرداگرد ہیں میں نے ان سے مشورہ کیا ان لوگوں نے اسی بات کا مجھے مشورہ دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اس وقت تو آپ نے انہیں لوگوں سے جو آپ کے گرداگرد ہیں مشورہ کیا تھا یا تمام مسلمانوں کے لئے مشورہ اور رضامندی کی وسعت دی تھی؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے تو تم سے کہا تھا کہ تم مجھ سے اس امرِ خلافت میں زیادہ قوی ہو لیکن تمہیں مجھ پر غالب آئے (اور مجھے خلیفہ بنا دیا) [1]

ایک [2] روایت میں ہے کہ افرع اور زبرقان نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آکر درخواست کی کہ بحرین کا خراج ہم دونوں کے نام کر دیجئے اور اس بات کی ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے کوئی رجوع نہ کریگا، چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ایسا کیا اور ایک پروانہ لکھا، اس معاملہ میں گفت و شنید حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے واسطہ سے ہوئی، اور اسکے لئے کئی گواہ بنائے گئے انہیں گواہوں میں حضرت عمرؓ کا بھی نام تھا، جب حضرت عمرؓ کے پاس یہ پروانہ آیا اور اس کے مضمون کو دیکھا گواہی نہیں دی اور فرمایا اسلام میں اس طرح کی کرامت اور بخشش نہیں اسکے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۸۹ وعزاہ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۵۵ وج ۱ صفحہ ۵۹ الی البخاری فی تاریخہ الصغیر و یعقوب بن سفیان وقال باسناد صحیح وذکر عن علی بن المدینی ہذا منقطع لان عبیدۃ لم یدرک القصۃ ولا روی عن عمر انہ سمع منہ قال ولا یروی عن عمر باحسن من ہذا الاسناد انتہی واخرجہ عبد الرزاق عن طاؤس مختصرا کما فی الکنز ج ۱ صفحہ ۸ [2] واخرج السیف وابن عساکر عن عطیۃ بن بلال عن ابیہ وعن سہم بن منجاب

بعد اس پروانہ کو پھاڑ دیا اور مٹا دیا، حضرت طلحہؓ ناراض ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس آکر کہا، آپ امیر ہیں یا عمرؓ؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا عمرؓ امیر ہیں گو اطاعت میری کی جاتی ہے یہ سنکر حضرت طلحہؓ خاموش ہو گئے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف لکھا کہ حضورؐ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے تمہیں بھی مشورہ کرنا لازم ہے[2]

حضرت عمر بن خطابؓ کا اہل الرائے سے مشورہ لینا

ابو جعفرؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ سے اپنے رشتہ کے لئے حضرت علیؓ سے تذکرہ کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت جعفرؓ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے علی! ام کلثوم کا نکاح مجھ سے کر دیجئے پس خدا کی قسم روئے زمین پر کوئی آدمی ایسا نہیں جو اس صاحبزادی کے حسنِ صحبت سے اس نفع کا امیدوار ہو جس کا میں امیدوار ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا میں نے رشتہ کر دیا، اسکے بعد حضرت عمرؓ مہاجرین کی اس مجلس کی طرف تشریف لائے جو روضۂ مبارک اور ممبر کے درمیان تھی اس جگہ حضرت علی اور عثمان، زبیر طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم تشریف فرما رہتے تھے، جب اطرافِ عالم سے حضرت عمرؓ کے پاس کوئی بات آتی تو ان حضرات کے پاس آپ تشریف لاتے اور ان کو اسکی خبر دیتے اور اس بارے میں ان حضرات سے مشورہ طلب کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان حضرات کے پاس آکر کہا تم لوگ مجھے شادی کی مبارک باد دو، چنانچہ ان لوگوں نے شادی کی مبارک باد دی اور پوچھا کہ اے امیر المومنین! کس کے ساتھ نکاح ہوا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کی بیٹی کے ساتھ پھر ان کو خبر سنانی شروع کی اور کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر تعلق اور ہر رشتہ قیامت کے دن کٹ جائیگا میرا تعلق اور میرا رشتہ باقی رہیگا، میں آپؐ کی صحبت میں رہا کرتا تھا پس میں نے پسند کیا کہ اس رشتہ داری کا بھی تعلق ہو جائے[3]

---

[1] کذافی منتخب الکنز ج۴ صفحہ ۳۹۰ [2] واخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۳۱۹ رواہ الطبرانی ورجالہ قد وثقوا۔ انتہی واخرجہ ایضاً البزار والعقیلی وسندہ حسن کما فی الکنز ج۳ صفحہ ۱۶۳ وقد تقدم مشاورۃ ابی بکر اہل الرائی فی غزو الروم من حدیث عبد الرحمن ابی اوفی مطولاً حیاۃ الصحابہ عربی ج۱ صفحہ ۴۲۲ [4] اخرج ابن سعد وسعید بن منصور [5] ورواہ ابن راہویہ بحنحتصر الکذانی الکنز ج۷ صفحہ ۹۸ واخرجہ الحاکم ج۳ صفحہ ۱۴۲ ایضاً مختصراً وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی منقطع

عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مع اور حضرات اہلِ بدر کے بلایا کرتے تھے اور مشورہ کیا کرتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے مرتے وقت تک فتویٰ کا کام انجام دیتے رہے[1] ۔۔۔ یعقوب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ، جب کسی کام کو بڑا سمجھتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اسکے بارے میں مشورہ فرماتے تھے، اور ان سے فرمایا کرتے تھے اے غوطہ خور! غوطہ کھا،[2] ۔۔۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو ابن عباسؓ سے زیادہ حاضر دماغ اور زیادہ عقلمند اور زیادہ علم والا اور زیادہ بُردبار ہو، اور میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ ان کو مشکل کاموں میں مشورہ کے لئے طلب فرماتے تھے، اور اسکے بعد کہا کرتے تھے کہ لو تمہارے پاس یہ مشکل کام آگیا، اور ابن عباسؓ کے قول سے تجاوز نہ کیا کرتے تھے، حالانکہ حضرت عمرؓ کے آس پاس اہل بدر، مہاجرین اور انصار بھی ہوتے تھے[3] ۔۔۔ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو جب کوئی دشوار کام پیش آتا، نوجوانوں کو بلاتے اور ان سے مشورہ لیتے، انکی عقلوں کی تیزی آزماتے[4] ۔۔۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ مشورہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ لیتے تھے، پس بسا اوقات عورتوں کے مشورہ میں کوئی بات پاتے اور اسکو اچھی سمجھتے تو اس پر بھی عمل کرتے تھے،[4]

حضرات محمدؒ و طلحہ اور زیاد رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور وہ چشمہ جو صرار کے نام سے مشہور ہے اس پر جاکر ٹھہرے اور وہاں لشکر جمع کیا لوگ نہیں جانتے تھے کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ آیا چلیں گے یا ٹھہریں گے، اور جب صحابہؓ اس بات کا ارادہ کرے کہ حضرت عمرؓ سے کچھ پوچھیں تو حضرت عثمانؓ یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے واسطہ سے اسکو پوچھتے تھے اور حضرت عثمانؓ تو خلافت عمرؓ میں ردیف کے نام سے مشہور تھے ردیف عربی زبان میں اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے آدمی کی قائم مقامی کرے اور عرب اس آدمی کو ردیف کہا کرتے تھے کہ اپنے رئیس کے بعد جسکی ریاست کے بارے میں امید وابستہ ہو جب یہ دونوں حضرات بھی اس چیز کے بتانے پر قادر نہ ہوتے جس کا لوگوں کا ارادہ ہوتا تو تیسری مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس

---

[1] واخرج ابن سعد [2] واخرج البیہقی وابن السمعانی [3] وعند البیہقی [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۶۳
[5] واخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۸۳ من طریق سیف

جاتے چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ آپ کو کیا خبر لگی ہے جسکا آپ ارادہ رکھتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے آواز دی کہ نماز تیار ہے، لوگ حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہو گئے، حضرت عمرؓ نے لوگوں کو خبر دی پھر دیکھنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں عام لوگوں نے کہا چلئے اور ہم کو اپنے ساتھ لے چلئے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور حضرت عمرؓ نے یہ بات نامناسب سمجھی کہ لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان کو اپنی طرف سے نرمی کے ساتھ روانہ کریں، آپ نے فرمایا تیار رہو اور تیاری کر دیں میں بھی چلونگا مگر میں اس کا انتظار کر رہا ہوں کہ کوئی ایسی رائے آجائے جو اس رائے سے زیادہ افضل ہو اسکے بعد آپ نے آدمی بھیجکر اہل الرائے کو بلایا آپکے پاس چیدہ چیدہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عرب کے چوٹی کے لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ مجھے رائے دو میں جہاد کے لئے جانے والا ہوں سب نے اس بات پر اتفاق کیا اور سب اسی پر ہم رائے ہو گئے کہ وہ کسی کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بھیجدیں، اور خود ٹھہرے رہیں اور اپنے لشکر کو بھیجدیں پس اگر حسب منشا فتح ہو گئی تو یہ وہی چیز ہے جس کا حضرت عمرؓ اور صحابہ کرامؓ ارادہ کرتے ہیں اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس سردار کو دوبارہ واپس کریں اور امداد کے لئے دوسرا لشکر دیں اور ایسا کرنے میں دشمن جلیں گے اور مسلمانوں کی رعایت ہوگی اور اللہ تعالےٰ کی مدد آئیگی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے پورا کرنے کو فرمایا ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آواز دی کہ نماز تیار ہے، تمام لوگ آپ کے پاس جمع رہے آپ نے حضرت علیؓ کے پاس آدمی بھیجکر ان کو بلایا حضرت علیؓ کو مدینہ میں خلیفہ بنا کر آئے تھے اور حضرت طلحہؓ کی طرف بھی آدمی بھیجا انہیں مقدمۃ الجیش پر مقرر کر رکھا تھا پس یہ بھی آپ کے پاس لوٹ آئے اور لشکر کی دونوں جانب زبیرؓ اور عبدالرحمنؓ کو مقرر کر چکے تھے ان کو بھی بلوایا، اسکے بعد کھڑے ہو کر لوگوں میں یہ تقریر فرمائی:

"بیشک اللہ عز و جل نے اسلام پر اہل اسلام کو جمع کر دیا اور انکے قلوب میں باہم الفت پیدا کر دی اور اسلام میں ان سب کو بھائی بھائی بنا دیا اور مسلمان آپس میں ایک جسم کی طرح پر ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ اس تکلیف سے خالی نہیں ہوتا جو دوسرے حصہ کو پہونچی ہو، اور اسی طرح مسلمانوں پر حق ہے کہ رہیں ان کا ہر کام انکے اصحاب رائے کے مشورے سے ہونا چاہئے اور لوگ اس آدمی کے تابع ہیں کہ جو اس کام کے لئے کھڑا ہوا ہو جب تک کہ اہلِ شوریٰ اس

خلیفہ پر جمع رہیں اور اس سے راضی رہیں لوگوں پر اتباع لازم ہے اور لوگ اس امر میں ان اہل شوریٰ کے تابع رہیں اور جو اس خلافت کے لئے کھڑا ہوا ہے وہ بھی اہل شوریٰ کا تابع رہیگا اہلِ شوریٰ لوگوں کے لئے جو طے کریں اور جس چیز پر لوگوں کے لئے رضامندی دیں جنگی تدابیر وغیرہ میں، لوگ اُس معاملہ میں اہل شوریٰ کے تابع ہونگے، اے لوگو! میں تمہاری طرح تم میں سے ایک آدمی ہوں مجھے تمہارے اصحاب رائے نے نکلنے سے روک دیا اب میں یہی دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ ٹھہروں اور کسی اور آدمی کو بھیجدوں اور میں نے اس مشورہ کے لئے جن کو روانہ کر چکا تھا اور جن کو پیچھے چھوڑ آیا تھا سبھی کو جمع کر لیا ہے،"

حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی جانب سے مدینہ پر خلیفہ تھے اور حضرت طلحہؓ مقام اعوص میں مقدمۃ الجیش پر مقرر تھے ان دونوں حضرات کو بھی اس مشورہ میں شریک کیا تھا۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ جب ابو عبید بن مسعودؓ کی شہادت کی خبر ملی اور یہ بات کہ اہلِ فارس کسریٰ کے خاندان کے ایک آدمی پر جمع ہو رہے ہیں حضرت عمرؓ کو پہونچی تو آپ نے مہاجرین اور انصار میں منادی کرائی اور مدینہ سے نکل کر صرار تک پہونچے، باب جہاد میں یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے[2]

محمد بن سلامؒ بیکندی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکربؓ کے زمانۂ جاہلیت میں بہت سے جنگی واقعات گذرے انہوں نے زمانۂ اسلام پایا اور نبئ اکرمؐ کی خدمت میں تشریف لائے تھے ان کو حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی طرف روانہ کر دیا جنھوں نے اس مقام آزمائش میں بہادری کے بہت سے جوہر دکھائے تھے ان کو روانہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے قادسیہ کو حضرت سعدؓ کے پاس لکھا تھا کہ میں تمہاری طرف یا تمہاری امداد کے لئے دو ہزار آدمی بھیج رہا ہوں ایک عمرو بن معدیکربؓ ایک طلحہ بن خویلد اسدیؓ، ان دونوں سے لڑائیوں میں مشورہ کرنا اور ان کو کسی چیز کا والی نہ بنانا[3]

---

[1] اخرجہ ایضا ابن جریر [2] داخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۳۱۹ رواہ الطبرانی ہذا منقطع الاسناد

امیروں کا مقرر کرنا

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے آپؐ کی خدمت میں قبیلۂ جہینہ نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ ہمارے درمیان ٹھہر گئے ہیں ایک وثیقہ نامہ لکھدیجئے جب تک کہ ہم اور ہماری قوم آپ کے پاس آئیں چنانچہ آپؐ نے ان کے لئے وثیقہ نامہ لکھدیا اور یہ لوگ اسلام لے آئے حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضورؐ نے رجب کے مہینے میں روانہ فرمایا اور ہماری تعداد سوؔ بھی نہیں تھی اور حکم دیا کہ ہم بنی کنانہ کے اُس قبیلہ پر جو جہینہ کے برابر میں آباد ہے لوٹ ڈالیں، چنانچہ ہم لوگوں نے ان پر لوٹ ڈالی وہ لوگ تعداد میں بہت تھے ہم نے جہینہ کی پناہ لینی چاہی ان لوگوں نے منع کر دیا اور کہا کہ تم لوگ مہینہ حرام میں کیوں لڑتے ہو؟ یہ سنکر ہمارے بعض نے بعض سے کہا کہ کیا رائے ہے؟ ہم میں سے بعض نے کہا کہ ہم حضورؐ کے پاس چلکر آپؐ کو خبر دیں اور کچھ لوگوں نے کہا نہیں، بلکہ یہیں ٹھہرے رہیں اور میں نے اور جو میرے ساتھ لوگ تھے انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم قریش کے تجارتی قافلہ پر پہونچیں اور اس کا قلع قمع کر دیں، اُس زمانہ میں فئے یعنی مالِ غنیمت کا یہ قاعدہ تھا کہ جو آدمی جنگ کر کے مال لے لے وہ اسی کا ہو جاتا تھا چنانچہ ہم لوگ تو تجارتی قافلہ کی طرف چلدیئے اور ہمارے ساتھیوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو واقعہ کی اطلاع دی آپؐ غصہ میں کھڑے ہو گئے اور چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس سے مجتمع ہو کر گئے تھے اور منتشر ہو کر لوٹے ہو، تم سے پہلے لوگوں کو اسی اختلاف اور افتراق نے ہلاک کر دیا، اب میں تمہارے اوپر ایسے آدمی کو امیر بنا کر بھیجونگا جو تمہارے لئے بھلا نہ ہوگا جو تم میں بھوک و پیاس میں زیادہ صابر ہے چنانچہ آپؐ نے ہم لوگوں پر حضرت عبداللہ بن جحش اسدی کو امیر بنا کر بھیجا، یہ اسلام میں پہلے امیر ہیں [1]

---

[1] اخرجہ احمد [2] واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ کما فی الکنز ج ۷ صفہ ۶ والبغوی کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۸۷ واخرجہ ایضا البیہقی فی الدلائل کما فی البدایۃ ج ۲ صفہ ۲۴۸ قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۶۶ وفیہ المجالد بن سعید وہو ضعیف عند الجمہور وثقہ النسائی فی روایۃ وبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح۔ انتہی

دس آدمیوں پر امیر بنانا

شہاب[1] عنبری یعنی حبیبؒ کے والد نے کہا کہ میں وہ پہلا آدمی ہوں جس نے باب تستر میں آگ لگائی اور اشعریؓ تیر لگنے سے پچھڑ گئے جب مسلمانوں نے تستر کو فتح کر لیا تو انہوں نے مجھے میری قوم کے دس[2] آدمیوں پر امیر بنا دیا۔[2]

سفر میں امیر بنانا

حضرت[3] عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے تین آدمی سفر میں ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنا دو یہ وہ امیر ہے کہ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے۔[4]

امارت کا بوجھ کون اٹھائے؟

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاکؐ نے ایک سریہ بھیجا یہ لوگ کئی آدمی تھے اور ان سے قرآن سنا سو ہر آدمی نے آپؐ کو قرآن پڑھ کر سنایا جو کچھ اُسے یاد تھا آپؐ کا ان میں سے ایک ایسے آدمی پر جو سب سے عمر میں کم اور نوجوان تھا گذر ہوا آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کتنا قرآن ہے؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں اور سورۂ بقرہ یاد ہے آپؐ نے پھر فرمایا کیا تجھے سورۂ بقرہ بھی یاد ہے؟ اس نوجوان نے عرض کیا جی ہاں آپؐ نے فرمایا جا تو ان لوگوں کا امیر ہے، اس سریہ کے ایک شریف آدمی نے عرض کیا خدا کی قسم مجھ کو سورۂ بقرہ کے حفظ سے محض اس ڈر نے روکا کہ میں اس پر عمل پیرا نہ ہو سکوں گا، اسکے بعد حضورؐ نے فرمایا قرآن کو سیکھو اور اس کو پڑھو، اس لئے کہ قرآن کی مثال اس آدمی کے لئے جس نے اس کو سیکھا اور اس کی تلاوت کی اس تھیلی جیسی مثال ہے جس میں مشک بھرا ہوا جس کی خوشبوئیں ہر طرف پہونچتی ہیں، اور جس نے اسے پڑھا اور سو گیا لیکن یہ قرآن اس کے باطن میں

---

[1] اخرج ابن ابی شیبۃ واسنادہ صحیح [2] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۱۵۹ [3] اخرج البزار وابن خزیمۃ والدارقطنی والحاکم [4] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۲۲۳ [5] اخرج الترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان واللفظ للترمذی

ہے اس کی مثال اس تھیلی جیسی ہے جس میں مشک بھر کر تسمہ باندھ دیا گیا ہو[۱]

حضرت عثمان رض[۲] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وفد یمن کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں میں سے ایک امیر ان پر مقرر کیا جو ان سب میں کم عمر تھا یہ وفد کچھ دنوں ٹھہرا رہا اور گیا نہیں، آپ کی ملاقات ان میں سے کسی آدمی سے ہوئی آپ نے فرمایا اے فلاں! تجھے کیا ہوا تو گیوں نہیں گیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے امیر کے پیر میں تکلیف ہے، چنانچہ آپ اس امیر کے پاس تشریف لائے اور اس پر یہ سات مرتبہ پڑھکر پھونکا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسکی ذات پر اعتماد کرتا ہوں، اللہ کی اور اسکی قدرت کی میں پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی شرارت سے جو اس میں ہے"

چنانچہ وہ امیر اچھا ہو گیا، ایک عمر رسیدہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسکو ہمارے اوپر امیر بنا رہے ہیں اور یہ تو ہم میں سب سے کم عمر ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرآن پڑھنے کا تذکرہ فرمایا اس بوڑھے نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں آرام طلب ہو جاؤنگا اور قرآن کے ساتھ قیام نہ کر سکونگا تو میں ضرور قرآن سیکھ لیتا، (یعنی اس کے حفظ کی نگہداشت نہ کر سکونگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قرآن شریف کی مثال اس تھیلے کی طرح پر ہے جس میں مشک رکھ کر بھر دیا گیا ہو، اسی طرح پر قرآن کی مثال ہے جب تو اسکو پڑھے اور وہ تیرے سینہ میں ہو[۳]

ابو بکر بن محمد انصاری[۴] سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رض سے عرض کیا گیا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ اہلِ بدر کو عامل کیوں نہیں بناتے؟ حضرت ابو بکر رض نے فرمایا کہ مجھے ان کے مرتبہ سے واقفیت ہے لیکن میں اچھا نہیں سمجھتا کہ ان حضرات کو دنیا کے ساتھ میلا کروں[۵]

عمران[۶] بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رض نے حضرت عمر بن خطاب رض سے عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا جو آپ مجھے عامل نہیں بناتے؟ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے دین پر دھبہ آئے،

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۱۲ [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۱۶۱ وفیہ یحیی بن سلمۃ بن کہیل ضعفہ الجمہور ووثقہ ابن حبان وقال فی احادیث ابنہ عنہ مناکیر قلت لیس ہذا من روایۃ ابنہ عنہ ۔ انتہی، [۴] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ وابن عساکر [۵] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۱۳۶ [۶] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۰

حارثہ بن[۱] مضرب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے ہم لوگوں کے پاس لکھا۔

"امابعد! میں نے تم لوگوں کے پاس حضرت عمار بن یاسر رض کو امیر بنا کر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض کو وزیر و معلم بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں حضرات اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چنیدہ لوگوں میں سے ہیں اور اہل بدر ہیں، تم ان دونو حضرات سے تعلیم حاصل کرو اور ان دونوں کی اقتدا کرو، اور بیشک میں نے تم لوگوں کو اپنے نفس پر حضرت عبداللہ رض کو بھیجکر ترجیح دی ہے اور میں نے عثمان بن[۲] حنیف کو سواد پر بھیجا ہے ان کی جماعت کا رزق ہر دن ایک بکری ہے لہذا اس بکری کا نصف اور اس کا بطن وغیرہ حضرت عمار بن یاسر رض کو دو اور باقی ان تینوں کو"۔[۲]

شعبی کی[۳] روایت میں ہے کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسا آدمی بتاؤ جس کو میں ایک ایسے کام پر عامل بناؤں کہ مسلمانوں کے کاموں میں سے اس کام نے مجھے مبتلائے فکر کر رکھا ہے لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض کے بارے میں کہا حضرت عمر رض نے فرمایا وہ کمزور ہیں پھر لوگوں نے کسی اور کے بارے میں عرض کیا آپ نے فرمایا مجھے اسکی کچھ حاجت نہیں، لوگوں نے دریافت کیا پھر کیسے آدمی کا آپ ارادہ رکھتے ہیں؟ فرمایا! ایسے آدمی کا جبکہ لوگوں کا امیر ہو جائے تو اس طرح پر رہے گویا کہ انہیں میں کا ایک آدمی ہے اور جب ان کا امیر نہ ہو تو ایسا معلوم ہو جیسے ان کا امیر ہے لوگوں نے عرض کیا ایسا آدمی تو سوائے ربیع بن[۴] زیاد حارثی کے اور تو کسی کو ہم جانتے نہیں، حضرت عمر رض نے فرمایا تم لوگوں نے ٹھیک کہا۔[۵]

قابلِ نجات کون امیر ہے؟

ابو وائل[۶] شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہوازن

---

[۱] واخرج ابن سعد والحاکم وسعید بن منصور [۲] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۱۲ واخرجہ الطبرانی مثلہ الا انہ لم یذکر بعثت عثمان الی آخرہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۱ رجالہ رجال الصحیح غیر حارثہ وھو ثقۃ۔ انتہی و اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۳۶ ایضا بسیاق آخر مطولا [۳] واخرج الحاکم فی الکنی [۴] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۳ [۵] [۶] اخرج الطبرانی

کے صدقات کی وصولیابی کے لئے بشر بن عاصمؓ کو عامل بنایا بشر اپنے گھر بیٹھ رہے، ان سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں اس کام سے کس چیز نے پیچھے رکھا؟ کیا ہمارا کہنا ماننے اور ہماری اطاعت کرنے کا حق نہیں ہے؟ عرض کیا کہ بیشک ہے لیکن میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جو مسلمانوں کے امر میں سے کسی شئے کا والی ہوا اسکو قیامت کے دن لایا جائیگا یہاں تک کہ جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائیگا، پس اگر وہ نیکوکار تھا نجات پا جائیگا اور اگر اس نے دیانت داری سے کام نہیں کیا ہوگا تو اُس سمیت پل پھٹ جائیگا اور یہ جہنم کی گہرائی میں ستّر سال تک گرتا رہیگا راوی کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت عمرؓ رنجیدہ اور غمگین ہوکر وہاں سے نکلے، ان سے حضرت ابوذر غفاریؓ کی ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا کیا بات ہے کہ میں آپ کو رنجیدہ اور غمزدہ دیکھتا ہوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیوں نہ میں رنجیدہ اور غمگین ہوں اور میں نے بشر بن عاصمؓ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کے کاموں میں سے کسی شے کا والی ہوگا وہ قیامت کے دن لایا جائیگا یہاں تک کہ جہنم کے پُل پر کھڑا کیا جائیگا، پس اگر وہ نیکوکار تھا نجات پا جائیگا اور اگر اس نے دیانت داری سے کام نہیں کیا ہوگا تو اُس سمیت پُل پھٹ جائیگا اور وہ ستّر سال تک جہنم کی گہرائی میں گرتا رہیگا، یہ سنکر حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کیا آپ نے یہ حضورؐ سے نہیں سنا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں حضرت ابوذرؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضورؐ سے سُنا آپؐ فرماتے تھے جو آدمی بھی مسلمانوں میں سے کسی کو والی بنائے، قیامت کے دن اسکو لاکر جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائیگا پس اگر نیکوکار تھا نجات پا جائیگا اور اگر گنہگار تھا تو پُل اس کو لیکر پھٹ جائیگا اور وہ آدمی جہنم میں ستّر سال تک گرتا رہیگا، اور وہ جہنم کالی اور تاریک ہے، پس ان دو حدیثوں میں سے آپ کے دل میں کونسی زیادہ درد پیدا کرنے والی ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا دونوں نے میرے دل کو درد و غم سے بھر دیا، پس کوئی ہے جو اس خلافت کو اور جو کچھ کہ اس میں ہے مجھ سے لے لے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا اسکو وہی سنبھالے گا جس کی ناک اللہ نے کاٹ دی ہو اور اس کا رخسارہ زمین پر گرا دیا ہو، لیکن جہاں تک مجھے علم ہے میں آپ کے لئے اس میں بھلائی جانتا ہوں اور بہت ممکن ہے اگر آپ اُس کا والی ایسے کو بنا دیں جو خلافت میں انصاف نہ برتے تو آپ بھی اس کے گناہ

سے نجات نہ پائیں گے، [۱]

امارت قبول کرنے سے انکار

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ بن اسود کو خرمدہ پہاڑی پر عامل بنا دیا جب وہ واپس تشریف لائے تو حضورؐ نے دریافت کیا، عامل بننے کا کیسا حال رہا؟ عرض کیا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھے چڑھاتے بڑھاتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہو گیا کہ میں وہ مقداد نہیں رہ گیا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی چیز ہے، حضرت مقدادؓ نے عرض کیا قسم اس ذات کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی کسی کام پر عامل نہ بنونگا، پھر تو لوگ جب ان سے کہتے آگے بڑھیے اور ہم کو نماز پڑھا دیجئے یہ انکار کر دیتے تھے، [۲] اور ایک [۳] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میں اٹھایا اور بڑھایا جا رہا تھا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ مجھے قوم پر فضیلت ہے آپؐ نے فرمایا کہ وہ (امارت) اسی طرح کی چیز ہے، پس اب یا اختیار کر یا چھوڑ، حضرت مقدادؓ نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی دو پر بھی امیر نہ بنونگا، [۵]

حضرت مقدادؓ بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھ کو ایک جگہ بھیجا جب میں واپس آیا آپؐ نے مجھ سے دریافت کیا تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں برابر یہ گمان کرتا رہا کہ بیشک میرے ساتھ میرے خدام ہیں اور خدا کی قسم اس کے بعد دو آدمیوں پر بھی کبھی میں امیر نہ بنونگا [۶]

طبرانی ایک راوی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے کسی آدمی کو ایک سریہ پر امیر مقرر کیا جب وہ جا کر آپؐ کی طرف واپس آئے تو آپؐ نے ان سے

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۴۱ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۰۵ رواہ الطبرانی وفیہ سوید بن عبد العزیز وھو متروک۔ انتھی واخرجہ ایضا عبد الرزاق وابو نعیم وابو سعید النقاش والبغوی والدار قطنی فی المتفق من طریق سوید کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۳ واخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن مندہ من غیر طریق سوید کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۲ [۲] اخرج البزار [۳] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۰۱ وفیہ سوار بن داؤد ابو حمزۃ وثقہ احمد وابن حبان وابن معین وفیہ ضعف وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح [۴] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۴ [۵] واخرجہ ایضا عن المقداد مختصرا [۶] وعند الطبرانی [۷] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۰۱ رجالہ رجال الصحیح خلا عمیر بن اسحاق وثقہ ابن حبان وغیرہ وضعفہ ابن معین وغیرہ وعبد اللہ بن احمد ثقۃ مامون

پوچھا کہ امارت کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ میں قوم کا بعض تھا جب میں کسی طرف متوجہ ہوتا قوم بھی متوجہ ہوتی اور جب میں ٹھہرتا وہ بھی ٹھہرتے حضورؐ نے فرمایا بیشک بادشاہ عتاب کے دروازے پر ہے مگر جس کو اللہ عزوجل بچائے، یہ سن کر اس آدمی نے کہا خدا کی قسم نہ تو میں آپ کا عامل بنوں گا اور نہ کبھی آپ کے غیر کا یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں، لہ

رافع طائیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رہا جب ہم واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ اے ابوبکر! مجھ کو وصیت کیجئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، فرض نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرتے رہو اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کرتے رہو، رمضان کے روزے رکھو، حج بیت اللہ کرو اور تم جان لو کہ ہجرت اسلام میں بڑی اچھی چیز ہے اور ہجرت میں جہاد کرنا بہت اچھا ہے اور تم کسی کے اوپر امیر نہ بننا، اس کے بعد فرمایا جس امارت کو تم آجکل دیکھ رہے ہو بڑی ٹھنڈی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب یہ امارت عام اور کثیر ہو جائیگی، یہاں تک کہ اسکو وہ لوگ بھی حاصل کریں گے جو اس کے اہل نہیں اور جو امیر ہوگا اس سے حساب کتاب طویل ہوگا اور اس پر سخت عذاب ہوگا، اور جو امیر نہ ہوگا بیشک اس سے حساب کتاب میں آسانی ہوگی، اور امیر کی بہ نسبت اس کے عذاب میں آسانی ہوگی اسلئے کہ امراء مومنین پر ظلم کرنے کے لئے لوگوں میں سے زیادہ قریب ہیں، اور جو کوئی مومنوں پر ظلم کرتا ہے وہ اللہ کے وعدے کو توڑ دیتا ہے، مومن اللہ کے بندے اور اس کے پڑوسی ہیں خدا کی قسم تم میں سے کسی ایک کے پڑوسی کی بکری کو یا اس کے اونٹ کو کوئی مصیبت لگ جاتی ہے (یعنی چوری ہو جائے) تو وہ پڑوسی اس طرح رات کاٹتا ہے، کہ اس کے پٹھے غصہ کی وجہ سے پھول جاتے ہیں اور کہتا ہے کہ میرے پڑوسی کی بکری، میرے پڑوسی کا اونٹ (یعنی رنج کے ساتھ اسکا تذکرہ کرتا ہے)، پس بیشک اللہ پاک اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اپنے پڑوسی کے لئے غصہ کرے، ٣ه

رافعؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات السلاسل کے لشکر پر حضرت عمرو بن عاص رضؓ کو امیر بنا کر بھیجا اس لشکر میں ان کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضؓ

لہ قال الہیثمی ج۵ صفہ ۲۰۱ وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی ۲ه واخرج ابن المبارک فی الزہد ۳ه کذافی الکنز ج۳ صفہ ۱۶۳ ۴ه واخرجہ الطبرانی

اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ لوگ چل کر بنی طے کے دونوں پہاڑوں پر اترے حضرت عمرؓ نے فرمایا کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو راستہ بتا سکے لوگوں نے کہا کہ ہم کسی راہبر کو سوائے رافع بن عمرؓ کے اور نہیں جانتے اس لئے کہ وہ ربیل تھے میں نے طارق سے پوچھا کہ ربیل کسے کہتے ہیں؟ طارق نے کہا کہ ایسا چور جو تنہا قوم سے لڑے اور چوری کرے رافعؓ نے کہا جب ہم اپنے اس غزوہ کو پورا کر چکے اور جب ہم اس مقام پر پہونچے جہاں سے ہم نکلے تھے تو میں نے غور سے حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا اور میں انکے پاس آیا اور کہا اے صاحب حلال ایس نے آپ کو آپ کے ساتھیوں کے درمیان غور سے دیکھا آپ مجھ سے ایک ایسی شے بیان کیجئے کہ جب میں اسے یاد کرلوں تو میں تم میں سے اور تمہارے جیسا ہو جاؤں حضرت ابو بکرؓ نے کہا کیا تم اپنی پانچوں انگلیوں کو یاد رکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، انہوں نے کہا گواہی دو (۱) کہ سوائے اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کے کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور (۲) نماز کو قائم کر اور (۳) زکوٰۃ کو دے اگر تیرے پاس مال ہو اور حج (۴) بیت اللہ کر اور رمضان (۵) کے روزے رکھ، اس کے بعد کہا کیا تو نے یاد کر لیا؟ میں نے کہا ہاں، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اور دوسری بات یہ ہے ہرگز ہرگز دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا، میں نے کہا کہ امارت تو اہلِ بدر ہی میں رہیگی، فرمایا وہ دن دور نہیں کہ امارت عام ہو جائے اور تجھ کو بھی پہونچے اور جو تجھ سے کم درجہ کے ہیں ان کو بھی پہونچے اللہ عزوجل نے جب اپنے نبی کو بھیجا لوگ اسلام میں داخل ہوئے، پس بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو اسلام میں داخل ہوئے اور اللہ نے انہیں ہدایت دی اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ تلوار نے انہیں جبراً اسلام پر آمادہ کیا پس یہ لوگ اللہ کی پناہ میں ہیں اور اللہ کے پڑوسی ہیں اور اللہ کی ذمہ داری میں ہیں بیشک آدمی جب امیر ہو جائے اور لوگ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کریں اور وہ امیر ان کے بعض کا ان کے بعض سے بدلہ نہ لے تو اللہ پاک اس امیر سے انتقام لے گا، تم میں سے بعض آدمی کے پڑوسی کی بکری پکڑی جاتی ہے تو اس آدمی کے عضلات یعنی گردن کی نسیں غصہ کی وجہ سے ابھر آتی ہیں اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں اور اللہ اپنے پڑوسیوں کے پیچھے ہے (یعنی محافظ ہے) رافعؓ کہتے ہیں کہ میں

ایک سال تک ٹھہرا رہا پھر جب حضرت ابو بکر رضؓ خلیفہ ہوئے تو میں ان کی طرف گیا اور کہا میں رافع ہوں میں آپ کا راہبر فلاں فلاں مقام میں تھا، حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے پہچان لیا رافع رضؓ نے کہا کہ تم نے تو مجھ کو ذرا سی امارت سے بھی منع کیا تھا اور پھر تم خود اتنی بڑی امارت پر یعنی تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت پر سوار ہو گئے، کہا ہاں، جو آدمی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کتاب اللہ کو قائم نہ کریگا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی لہ

سعید[۱] بن عمرو بن سعید بن عاص رضؓ کہتے ہیں کہ ان کے تینوں چچا خالد اور ابان اور عمرو بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہم کو جب حضورؐ کی وفات کی خبر ملی تو یہ لوگ اپنے عامل ہونے کے عہدہ کو چھوڑ کر چلے آئے حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا کہ کوئی عامل بننے کا زیادہ مستحق ان لوگوں سے نہیں جن کو حضورؐ نے عامل بنایا ان لوگوں نے جواب دیا کہ اب ہم کسی کے عامل نہ بنیں گے اور یہ لوگ ملک شام کی طرف نکلے اور یہ سب شہید ہو گئے ۲ہ

حضرت[۲] عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے ابان بن سعید رضؓ سے جب یہ مدینہ تشریف لائے فرمایا تمہیں یہ کوئی حق نہیں تھا کہ تم مدینہ آؤ اور بغیر اپنے خلیفہ کی اجازت کے عمل کو چھوڑ دو اور پھر ایسی حالت میں؟ لیکن تم نے انکی طرف سے اپنے آپ کو امن میں سمجھا ہے حضرت ابان رضؓ نے کہا سنئے ہیلی خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف سے عامل بننے کو تیار نہیں، اور اگر میں حضورؐ کے بعد کسی کا عامل بنتا تو حضرت ابو بکر رضؓ کا عامل بنتا چونکہ انہیں فضیلت ہے اور انکے پہلے احسانات ہیں اور وہ اسلام میں قدیم ہیں لیکن میں تو حضورؐ کے بعد کسی کا عامل نہیں بننا چاہتا، اور حضرت ابو بکر رضؓ نے ایسے شخص کے بارے میں اپنے اصحابؓ سے مشورہ کیا جس کو بحرین کے لئے بھیجیں حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے کہا آپ اسی آدمی کو بھیجد یجئے جس کو آنحضرتؐ نے ان لوگوں کی طرف بھیجا تھا بحرین والوں پر اسی کو سردار بنایئے چونکہ یہ لوگ اسی کے ہاتھوں پر مشرف باسلام ہوئے ہیں اور اس کا کہنا مانتے ہیں وہ لوگ

لہ قال الہیثمی ج۵ صفہ ۲۰۲ رجالہ ثقات ۔ انتہی، ۲ہ واخرج الحاکم وابو نعیم وابن عساکر ۳ہ کذافی الکنز ج ۳ صفہ ۱۳۶ ۴ہ وعند ابن سعد

اسے پہچانتے ہیں اور یہ انہیں پہچانتا ہے اور ان کے شہروں سے خوب واقف ہے یعنی حضرت علاء حضرمی رضؓ کو بھیجدیجئے، حضرت عمر رضؓ نے اس بات کا انکار کیا اور فرمایا ابان بن سعید رضؓ بن عاص کو جبراً بھیجئے یہ ایسے آدمی ہیں جنھوں نے انکی مخالفت کی ہے حضرت ابوبکر رضؓ نے ان پر جبر کرنے سے انکار فرمادیا اور فرمایا میں ایسا نہیں کرونگا، میں ایسے آدمی پر جبر نہیں کرونگا جو یہ کہتا ہو کہ میں حضورؐ کے بعد کسی کی طرف عامل نہ بنونگا، اور حضرت علاء بن حضرمی رضؓ کو بحرین بھیجنے کے لئے حضرت ابوبکر رضؓ آمادہ ہوگئے۔ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے ان کو بلایا تاکہ ان کو عامل بنائیں حضرت ابوہریرہ رضؓ نے عامل بننے سے انکار کر دیا، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم عمل کو پسند نہیں کرتے ہو اور اس کو تو ایسے آدمی نے طلب کیا جو تم سے بہتر تھے، حضرت ابوہریرہ رضؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام، حضرت ابوہریرہ رضؓ نے کہا حضرت یوسف عؑ اللہ کے نبی اور اللہ کے نبی کے بیٹے تھے میں ابوہریرہ اُمیّہ کا بیٹا ہوں میں تین اور دو سے خوف کرتا ہوں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ پانچ ہی کیوں نہ کہدیا؟ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے کہا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ بغیر علم کے کہوں اور بغیر حکم کے فیصلہ دوں اور یہ کہ میری کمر پر کوڑے لگیں اور میرا مال چھینا جائے اور میری عزت لی جائے [۲]

حضرت عبداللہ بن موہب رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ نے حضرت ابن عمر رضؓ سے فرمایا جاؤ اور لوگوں کے درمیان فیصلہ دو، (یعنی قاضی بن جاؤ) حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے معافی دیتے ہیں؟ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا نہیں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم جاؤ اور فیصلے دو، حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا جلدی نہ کیجئے آپنے آنحضورؐ سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جس نے اللہ کی پناہ چاہی اسنے بہت بڑی پناہ چاہی؟ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا کہ ہاں میں نے سنا ہے حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا پس بیشک میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں قاضی بننے سے، حضرت عثمان رضؓ نے دریافت کیا کہ کس چیز نے تمہیں قاضی بننے سے منع کیا، تمہارے اباجان تو فیصلے دیا کرتے تھے حضرت ابن عمر رضؓ نے جواب

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۳۳ [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۸۰ [۳] واخرجہ ایضا ابو موسیٰ فی الذیل قال فی الاصابۃ ج ۴ صفہ ۲۴۱ وسندہ ضعیف جدا ولکن اخرجہ عبدالرزاق عن معمر عن ایوب فقوی۔ انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۵۹ عن ابن سیرین عن ابی ہریرۃ بمعناہ مع زیادۃ فی اولہ [۳] واخرجہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط

میں عرض کیا میں نے آنحضورؐ کو سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص قاضی بنا اور بے جانتے ہوئے فیصلہ دیا اہلِ نار سے ہوگا، اور جو قاضی بنا اور عالم تھا حق یا انصاف کے ساتھ فیصلہ دیا وہ برابر سرابر چھوٹے گا، پس اس کے بعد میں کیا امید کروں؟[1] اور احمد نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اُسے معاف کر دیا اور فرمایا کہ کسی پر جبر نہ کرنا حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے انہیں منصب قضا دینا چاہا انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے آنحضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے قاضیوں کی تین قسمیں ہیں، ایک نجات پائیگا، اور دو جہنم میں جائیں گے جسنے ناحق فیصلہ دیا یا جی چاہی سے فیصلہ دیا ہلاک ہو گیا اور جسنے انصاف کے ساتھ فیصلہ دیا نجات پائیگا،[3]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں جب وہ دن ہوا جسمیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے مجھ سے اُم المومنین حضرت حفصہؓ نے کہا تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم آپس میں صلح کرانے سے پیچھے رہو، ممکن ہے کہ اللہ پاک امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے ذریعہ صلح کرادے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسرالی بھائی اور حضرت عمرؓ کے صاحبزادے ہو، اتنے میں حضرت معاویہؓ ایک بہت اونچے بختی اونٹ پر سامنے سے آئے اور کہا کون اس امر (خلافت) کی لالچ اور امید کرتا ہے؟ اور کون اس کی طرف گردن اٹھاتا ہے؟ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرے جی میں دنیا کی آج کے دن سے پہلے کبھی لالچ نہیں آئی، میں یہ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس میں وہ آدمی طمع کرتا ہے کہ جس نے تجھ کو اور تیرے باپ کو اسلام پر مارا، یہاں تک کہ تم دونوں کو اسلام میں داخل کیا لیکن مجھے جنت اور اس کی نعمتیں یاد آگئیں پس میں نے ان سے اعراض کیا[5]

ابو حصینؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ ہم سے زیادہ اس کام کا کون حقدار ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے جی میں آئی کہ میں کہدوں کہ تم سے زیادہ مستحق وہ آدمی ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ کو

---

[1] قال الہیثمی ج ۴ صفہ ۱۹۳ روہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والبزار واحمد کلاہما باختصار رجالہ ثقات [2] وعند الطبرانی

[3] قال الہیثمی ج ۴ صفہ ۱۹۳ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر ورجال الکبیر ثقات ورواہ ابو یعلی بنحوہ اہ انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۰۶ عن عبداللہ بن موہب بمعناہ مطولاً [4] واخرج الطبرانی فی الکبیر [5] قال الہیثمی ج ۴ صفہ ۲۰۰ رجالہ ثقات۔ والظاہر انہ اراد صلح الحسن بن علیؓ ووہم الراوی انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۳۴ عن ابن عمر نحوہ [6] واخرج ایضاً

اس باپ پر مارا ہے پھر میں نے وہ نعمتیں یاد کیں جو جنت میں ہیں پس میں ڈر گیا ایسا نہ ہو کہ اس بات سے فساد برپا ہو جائے، زہری کہتے ہیں کہ جب لوگ حضرت معاویہؓ پر متفق ہو گئے تو انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ کون حقدار تھا؟ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کھڑا ہوں اور کہوں کہ اس کام کا زیادہ حقدار وہ ہے جس نے تمہیں اور تمہارے باپ کو کفر پر مارا ہے لیکن مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ میرے متعلق انہیں وہ گمان پیدا ہو جو مجھ میں نہیں،

حضرت عبداللہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ زیاد نے یہ ارادہ کیا کہ عمرانؓ بن حصین کو خراسان میں امیر لشکر بنا کر بھیجے، حضرت عمرانؓ نے اس بات سے انکار کر دیا تو ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا تم نے خراسان پر حکومت کرنے کو چھوڑ دیا؟ راوی کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا خدا کی قسم مجھے یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی کہ میں خراسان کی گرمی میں جھلسوں، اور وہ لوگ اس کی ٹھنڈ میں سکڑیں میں خوف کرتا ہوں کہ جب میں دشمن کی نہر پر پہونچوں تو ایسا نہ ہو کہ زیاد کی طرف سے خط آجائے پس اگر میں جاؤں تو ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں لوٹوں تو میری گردن ماری جائے، راوی کہتے ہیں کہ زیاد نے حکم بن عمروؓ غفاری کو ان کے بعد وہاں بھیجنے کا ارادہ کیا، یہ اس کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے راوی کہتے ہیں کہ عمرانؓ نے کہا کیا کوئی ہے جو حکم کو میرے پاس بلا لائے راوی کہتے ہیں کہ حکم کے پاس قاصد گیا چنانچہ حکم عمران کے پاس تشریف لے آئے راوی کہتے ہیں کہ جب حکمؓ عمران کے پاس پہونچے تو انہوں نے حکم سے کہا کہ کیا تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اللہ کی معصیت کیلئے کسی کی اطاعت مت کرو؟ حکمؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے حضرت عمرانؓ نے کہا الحمد للہ یا اکبر کہا، حسن کی روایت میں اسطرح پر ہے کہ زیاد نے حکم غفاریؓ کو لشکر پر امیر مقرر کیا، ان کے پاس حضرت عمران بن حصینؓ آئے اور لوگوں کے درمیان ہی ان سے ملاقات کی اور کہا آپ جانتے ہیں کہ میں آپکے پاس کس لئے آیا ہوں؟ حکمؓ نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ آپ کس لئے آئے ہیں حضرت عمرانؓ نے کہا کیا آپ کو حضورؐ کا وہ قول یاد ہے جو اس آدمی سے آپ نے کہا جس کو اسکے امیر نے حکم دیا تھا کہ اپنے آپ کو آگ میں ڈال دو اور اس نے انکار کیا ور رک رہا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی آکر اطلاع دی حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ آگ میں کود پڑتا تو امیر اور یہ دونوں ایک دم سے جہنم میں جاتے، جہاں

سلہ واخرج احمد،

اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں مخلوق کی اطاعت نہیں، حکم رضؓ نے کہا ہاں میں نے
یہ حدیث سُنی ہے، حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں تمہیں
یہ حدیث یاد دلا دوں ۔لہ

خلفاء اور امراء کا احترام اور ان کے حکم کی تعمیل

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی کو ایک لشکر کا امیر بنایا اور ان کے ساتھ اس
لشکر میں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی تھے راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ چلے اور اس
قوم کے قریب پہونچ گئے جس سے صبح جنگ کرنی تھی، رات کے آخر حصہ میں
وہیں پڑاؤ ڈالا راوی کہتے ہیں کہ اس قوم کے پاس کسی ڈرانے والے نے اطلاع
دیدی وہ لوگ فرار ہو کر جہاں پہونچنا تھا پہونچ گئے، اور انہیں میں کا ایک آدمی جو
خود اور اس کے گھر والے اسلام لاچکے تھے۔ ٹھہرا رہا، اس نے بھی اپنے گھر والوں
کو حکم دیا اور انہوں نے بھی سواریوں پر سامان لاد لیا اس آدمی نے گھر والوں سے
کہا ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس واپس آؤں اس کے بعد وہ آیا اور
حضرت عمارؓ کے پاس پہونچکر اس نے کہا اے ابوالیقظان! میں اور میرے گھر والے
اسلام لاچکے ہیں پس کیا مجھکو یہ بات نفع پہونچائیگی؟ اگر میں ٹھہرا رہوں اسلئے کہ
میری قوم نے جب تم لوگوں کی آمد سنی سب بھاگ گئے راوی کہتے ہیں کہ حضرت
عمارؓ نے اس سے کہا تو ٹھہر جا تجھے امن ہے، چنانچہ یہ آدمی اور اسکے گھر والے
لوٹ آئے، راوی کہتے ہیں کہ علی الصباح حضرت خالدؓ نے اس بستی پر چڑھائی کی
دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے اس آدمی کو اور اس کے گھر والوں کو پکڑ لیا حضرت
عمارؓ نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ تمہارے لئے اس آدمی پر کوئی سبیل نہیں یہ
اسلام لاچکا ہے۔ حضرت خالدؓ نے کہا تمہیں اس آدمی سے کیا واسطہ؟ کیا تو پناہ
دیگا؟ حالانکہ میں امیر لشکر ہوں، حضرت عمارؓ نے کہا ہاں میں پناہ دونگا خواہ تم
امیر ہو، یہ آدمی ایمان لاچکا ہے اور اگر چاہتا تو یہ بھی اسی طرح بھاگ جاتا جیسے کہ اس کے ساتھی بھاگ گئے ہیں

لہ قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۲۲۶ رواہ احمد بالفاظ والطبرانی باختصار ورجال احمد رجال الصحیح۔ انتہی۔ ۲ہ اخرج
ابن جریر وابن عساکر

نے ہی اسکے اسلام کی وجہ سے اسکو ٹھہرنے کا حکم دیدیا ہے، چنانچہ ان دونوں میں آپس میں جھگڑا ہوا یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو برا بھلا بھی کہا جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہونچے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمارؓ نے اس آدمی کا اور جو کچھ اس نے کیا تھا اسکا تذکرہ کیا، حضورؐ نے حضرت عمارؓ کے امن دینے کو برقرار رکھا، اور آج ہی کے دن سے آپ نے ممانعت کردی کہ کوئی امیر کے خلاف کسی کو پناہ نہ دے، اسکے بعد پھر ان دونوں میں آپ ہی کے سامنے تیزی ترشی ہوئی، حضرت خالدؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کے سامنے اور یہ غلام مجھے سخت سست کہے؟ خدا کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو یہ مجھے برا بھلا نہیں کہہ سکتا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے خالد! عمار سے رک جاؤ بات بلاشبہ اسی طرح ہے، جو عمارؓ سے عداوت رکھے اس سے اللہ عداوت رکھتا ہے اور جو عمارؓ پر لعنت بھیجے اس پر اللہ لعنت بھیجتا ہے، اسکے بعد حضرت عمارؓ کھڑے ہوئے اور پیٹھ پھیر کر چل دیئے، حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے پیچھے لپکے، یہاں تک کہ ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا اور منانے لگ گئے، یہاں تک کہ اللہ حضرت خالدؓ سے راضی ہوگیا، اور ایک روایت میں یہ ہے یہاں تک کہ حضرت عمارؓ حضرت خالدؓ سے راضی ہو گئے۔ یہ آیت أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (سورہ نساء ۵۹) جماعتوں کے امیروں کی اطاعت کے بارے میں اتری ہے؛ ترجمہ:۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو،، فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (سورہ نساء ۵۹) ترجمہ:۔ اگر تم میں اور امیر میں کسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے، تو اس معاملہ کو اللہ اور اللہ کے رسول کے سامنے لاؤ۔ تاکہ اللہ اور اس کا رسول اس معاملہ میں ہی فیصلہ دینے والے ہوں،، ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ (سورہ نساء ۵۹) ترجمہ:۔ ایسا کرنا بہتر اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے،، ـــــ اللہ فرماتا ہے کہ اس کا انجام اچھا ہے [۱]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۲۴۲ واخرجہ ایضا ابویعلی وابن عساکر والنسائی والطبرانی والحاکم من حدیث خالد رضی اللہ عنہ بمعناہ مطولا وابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی مختصرا کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۷۳ قال الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۹۰ صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح وقال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۴ رواہ الطبرانی مطولا ومختصرا منہا ما وافق احمد ورجالہ ثقات

حضرت عوف[1] بن مالک اشجعی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے ہمراہ جو غزوۂ موتہ میں تھے مسلمانوں میں سے حضرت زید بن حارثہ رضؓ کے ساتھ تھا اور میرا ایک یمنی معاون میرے ساتھ ہولیا جس کے پاس سوائے اسکی ایک تلوار کے اور کوئی ہتھیار نہ تھا مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اپنا ایک اونٹ ذبح کیا اس سے میرے معاون نے ایک ٹکڑا اسکی کھال کا مانگا چنانچہ اس آدمی نے اس معاون کو یہ کھال دیدی اس نے اسے ایک ڈھال کی طرح بنالیا، ہم لوگ چل دیئے ہم روم کے لشکر سے ملے رومیوں میں ایک آدمی اپنے سُرخ گھوڑے پر سوار تھا جس پر سنہری زین تھی اور اسکے پاس سنہرے ہتھیار تھے وہ رومی اپنے حملے سے مسلمانوں کے مجمع کو پھاڑ رہا تھا یہ میرا معاون اسکی گھات میں ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا جب وہ رومی اس کے پاس سے گذرا اس نے اسکی کونچیں کاٹ دیں وہ رومی گھوڑے پر سے گر پڑا یہ اس پر چڑھ بیٹھا اور اسے قتل کر دیا، اور اس کے گھوڑے اور اسکے ہتھیار پر قبضہ کر لیا جب اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح دی حضرت خالد بن ولید رضؓ نے اس معاون کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اس سے مال غنیمت کو لے حضرت عوف رضؓ نے کہا کہ میں حضرت خالد رضؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا اے خالد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلعم نے مقتول کے سامان کا فیصلہ قاتل کے لئے کیا ہے؟ حضرت خالد رضؓ نے کہا بیشک مجھے یاد ہے لیکن میں اس معاون کے لئے اس مال کو کثیر سمجھتا ہوں، میں نے کہا یا تو آپ اس مال کو اُسے واپس دیجئے ورنہ آپ کا یہ قصہ آنحضرت کی خدمت میں ضرور پیش کر دونگا، حضرت خالد رضؓ نے واپس کرنے سے انکار کیا حضرت عوف رضؓ کہتے ہیں کہ میں اور خالد رضؓ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے اس معاون کا قصہ اور جو کچھ حضرت خالد رضؓ نے کیا تھا آپؐ کے سامنے رکھدیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا اے خالد! تمہیں کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا؟ حضرت خالد رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس مال کو کثیر جانا تھا، آپؐ نے فرمایا اے خالد! جو کچھ تم نے اس سے لیا ہے اُسے واپس کردو، حضرت عوف رضؓ کہتے ہیں میں نے کہا لو میاں خالد! کیا میں نے تمہیں جبھی ملامت نہیں کی تھی؟ حضورؐ نے فرمایا کیا

---

[1] اخرج احمد

بات ہے؟ تو میں نے آپؐ سے ساری سرگزشت کہہ سنائی آپؐ غصہ ہو گئے اور فرمایا اے خالد! اسے سامان واپس نہ کر، اور کیا تم لوگ میرے امیروں کو اس حالت میں کرنا چاہتے ہو کہ ان کے امر سے ہر صاف ستھرا تو تمہارے لئے ہو اور اس کام کی ساری گندگی امراء پر ہو؟ [1]

حضرت راشد[2] بن سعد رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ کے پاس کچھ مال آیا آپ نے اسکو لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کیا لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سامنے سے آئے اور مجمع کو ریلتے پیلتے حضرت عمر رضؓ کے سامنے آپہنچے، حضرت عمر رضؓ اپنا دُرّہ لیکر ان پر چڑھ گئے اور فرمایا تو سامنے آگیا اور تو نے اللہ کے بادشاہ سے جو زمین میں ہے خوف نہیں کیا؟ پس میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے بتادوں کہ سلطان اللہ تجھ سے ہرگز نہیں ڈریگا،

حضرت عبداللہ[3] بن یزید کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ کو حضرت عمرو بن عاص رضؓ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا جس میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے جب مقام جنگ کے قریب پہونچے حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے لشکر کو حکم دیا کہ آگ روشن نہ کریں یہ سنکر حضرت عمر رضؓ کو غصہ آگیا اور ارادہ کیا کہ حضرت عمرو بن عاص رضؓ کے پاس پہونچیں، حضرت ابو بکر رضؓ نے منع کیا اور بتایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عاص رضؓ کو جو تم پر امیر بنایا ہے محض اس وجہ سے کہ انہیں جنگی معاملات سے زیادہ واقفیت ہے یہ سنکر حضرت عمر رضؓ ان سے رُک گئے، [4]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضؓ کو غزوۂ ذات السلاسل کے لئے روانہ فرمایا اس کے بعد اسی جیسا قصہ ہے، [5]

حضرت جبیر[6] بن نفیر رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عیاض بن غنم اشعری رضؓ نے

---

[1] رواہ مسلم وابوداؤد نحوہ کذافی البدایۃ ج ۴ صفہ ۲۴۹ واخرجہ البیہقی ج ۶ صفہ ۳۱۰ بنحوہ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۰۶ [3] واخرج البیہقی ج ۹ صفہ ۴۱ [4] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۴۲ [5] وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح [6] واخرج الحاکم ج ۳ صفہ ۲۹۰

جب شہر دارا فتح کیا تو اسکے حاکم کو سزا دی حضرت عیاض رضؓ کے پاس حضرت ہشام بن حکیم رضؓ آئے اور انہیں بہت سخت بات کہی اور اس کے بعد کئی دن تک ان کے پاس نہیں آئے اس کے بعد ان کے پاس ہشام رضؓ عذر خواہی کے لئے آئے اور عیاض رضؓ سے کہا کہ اے عیاض! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت لوگوں میں سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جو لوگوں کو دنیا میں سخت عذاب دیتا تھا انہیں عیاض رضؓ نے جواب دیا کہ اے ہشام! ہاں ہم نے سن رکھا ہے جو تم نے سنا ہے اور ہم نے دیکھا ہے جو تم نے دیکھا ہے، اور ہم بھی اس ذات گرامی کی صحبت میں رہے ہیں جسکی صحبت مبارکہ میں تم رہے ہو کیا تم نے اے ہشام! حضور سے نہیں سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس کسی کو صاحب حکومت کو نصیحت کرنی ہو تو اس نصیحت کو اعلانیہ طور پر نہ کہے اور اسکا ہاتھ پکڑے اور اس سے تخلیہ میں کہے، سو اگر وہ حاکم قبول کرلے تو قبول کرے اور اگر نہ قبول کرے تو اس آدمی نے اپنی ذمہ داری کو اور جو کچھ اسکا حق تھا ادا کر دیا، اور بیشک اے ہشام! تم جری ہو، سلطان اللہ پر جرأت کرتے ہو؟ تمہیں اس بات کا خطرہ نہ ہوا کہ تم کو سلطان اللہ قتل کر دیگا؟ اور تم اللہ کے بادشاہ کے مقتول ہو جاؤ گے [1]

حضرت زید بن وہب رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضؓ کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے امیر پر کسی شئے کا انکار کیا، ایک آدمی مسجد میں یعنی بڑی مسجد میں لوگوں کے درمیان میں سے آیا اور حضرت حذیفہ رضؓ کے پاس پہونچا یہ لوگوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے سرہانے اس نے کھڑے ہو کر کہا اے صحابی رسول اللہ! آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہیں کرتے؟ حضرت حذیفہ رضؓ نے اپنا سر اٹھایا، اور جان لیا کہ اس آدمی کا کیا ارادہ ہے؟ اس آدمی سے کہا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو بہت اچھی چیز ہے اور یہ بات سنت سے نہیں ہے کہ تو اپنے امیر پر ہتھیار اٹھائے [3]

[1] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی فیہ ابن زریق واہ واخرجہ البیہقی ج۸ صفحہ ۱۶۴ بہذا الاسناد مثلہ وذکرہ فی مجمع الزوائد ج۵ صفحہ ۲۲۹ بدون ذکر مخرجہ ثم قال رجالہ ثقات واسنادہ متصل واخرجہ احمد عن شریح بن عبید وغیرہ قال جلد عیاض بن غنم صاحب دارا حین فتحت فاغلظ لہ ہشام فذکر الحدیث بنحوہ قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۲۲۹ رجالہ ثقات الا انی لم اجد لشریح من عیاض وہشام سماعا وان کان تابعیا [2] واخرج البزار [3] قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۲۲۴ وفیہ حبیب بن خالد وثقہ ابن حبان وقال ابو حاتم لیس بالقوی۔ انتہی

زیاد بن کسیب عدوی[۱] نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عامرؓ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے یہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھے اور بالوں میں انہوں نے کنگھی کر رکھی تھی اس دن لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر مکان میں چلے گئے راوی کہتے ہیں کہ ابو بکرہؓ ممبر کی ایک جانب بیٹھے ہوئے تھے کہ مرداس ابو بلال نے کہا کیا تم لوگ اپنے امیر اور لوگوں کے سردار کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور فاسقوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں یہ بات سنکر ابو بکرہؓ نے اپنے بیٹے اصیلع سے فرمایا میرے پاس ابو بلال کو بلاؤ چنانچہ یہ انہیں بلا کر لے گئے تب حضرت ابو بکرہؓ نے فرمایا خبردار بیشک میں نے تمہاری گفتگو جو ابھی امیر کے بارے میں ہوئی ہے سنی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جو سلطانُ اللہ کا اکرام کرتا ہے اللہ اسکا اکرام کرتا ہے اور جو سلطانُ اللہ کی توہین کرتا ہے اللہ اسکی توہین کرتا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ[۲] نے فرمایا ایک انصاری کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لشکر کا امیر بنا کر ان لوگوں کو روانہ فرمایا۔ اور ان کو یہ حکم دیا کہ اس امیر کا کہنا سننا اور اس کی اطاعت کرنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے کسی بات میں اس امیر کو ناراض کر دیا اس امیر نے کہا میرے لئے ایندھن جمع کرو چنانچہ لوگوں نے ایندھن جمع کر دیا اس امیر نے کہا اس میں آگ دیکر روشن کرو، چنانچہ ان لوگوں نے اسے آگ دیکر روشن بھی کیا اس کے بعد اس امیر نے کہا کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم نہیں دیا ہے کہ میرا کہنا سننا اور میری اطاعت کرنا؟ ان لوگوں نے کہا بیشک آپؐ نے یہی فرمایا ہے اس امیر نے کہا تم لوگ اس آگ میں داخل ہو جاؤ یہ سنکر بعض نے بعض کی طرف دیکھا اور کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگ ہی سے تو بھاگ کر آئے ہیں یہ سنکر اس کا غصہ ٹھنڈا پڑا اور آگ بجھا دی گئی جب یہ لوگ آپؐ کی خدمت میں واپس آئے تو اس بات کا آپؐ سے تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکلتے، (یعنی جہنم میں چلے جاتے) امیر کی اطاعت سوائے بھلی بات کے (کسی چیز میں) نہیں[۳]

---

[۱] واخرج البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۶۳ [۲] واخرج الشیخان [۳] وہذہ القصۃ ثابتۃ ایضاً فی الصحیحین عن ابن عباسؓ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۳۶ واخرجہ ابن جریر عن ابن عباس وابن ابی شیبۃ عن ابی سعید بمعناہ وسمی ابو سعید الرجل الانصاری عبداللہ بن حذافۃ السہمی کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۷۰ وہکذا سماہ فی البخاری عن ابن عباس کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۹۶

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت میں تھے اصحابؓ کی طرف آپؐ نے متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم لوگوں کو علم نہیں کہ میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں اور تم لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا بیشک یہی بات ہے اور ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ بلاشبہ بات یہی ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور میری اطاعت کرنی اللہ ہی کی اطاعت ہے، لوگوں نے کہا بیشک یہی بات ہے ہم سب گواہی دیتے ہیں بلاشبہ جس نے آپ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کرنی اللہ ہی کی اطاعت کرنی ہے، آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ کی اطاعت سے یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت اس میں ہے کہ تم اپنے امرا کی اطاعت کرو اور اگر وہ امرا بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔[۱] (یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں نہیں رہا آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے اور تمام صحابہؓ نے کھڑے ہو کر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے)

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے فرائض انجام دیتے تھے جب آپؐ کی خدمت سے فراغت ملتی تو مسجد میں آکر لیٹ جاتے گویا یہ مسجد ہی ان کا گھر تھی اسی میں لیٹا کرتے تھے ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوذرؓ کو دیکھا کہ مسجد میں لیٹے ہوئے سو رہے ہیں آپؐ نے اپنے پیر مبارک سے انہیں ٹھوکا دیا یہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ان سے آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تجھ کو مسجد میں سوتا ہوا نہیں دیکھا؟ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کہاں سوؤں؟ اس کے علاوہ میرے لئے کوئی گھر نہیں، یہ سنکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھ گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو لوگ اس مسجد سے نکال دیں گے؟ انہوں نے کہا میں شام چلا جاؤں گا اس لئے کہ شام زمین ہجرت ہے (انبیائے سابقین کی) اور زمین محشر ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی زمین ہے تو میں بھی ایک آدمی اس سرزمین کے باشندگان میں سے ہو جاؤں گا، آپؐ

---

[۱] واخرج ابو یعلی وابن عساکر ورجالہ ثقات [۲] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۸ [۳] واخرج ابن جریر

نے فرمایا پھر تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگ تم کو شام سے بھی نکال دیں گے؟ عرض کیا اس وقت پھر میں یہیں لوٹ آؤنگا، بس یہی میرا گھر اور میری منزل ہوگی، آپ نے فرمایا پھر تم کیا کروگے جب تم کو لوگ دوبارہ یہاں سے نکال دیں گے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا اپنی تلوار لونگا اور لڑونگا یہاں تک کہ مرجاؤنگا، یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے اور ران کو اپنے ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا کیا میں کوئی ایسی چیز نہ بتادوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا بیشک ضرور بتایئے میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ان کے لئے کھنچ جدھر وہ تجھے کھینچیں، اور ان کے لئے چل جدھر وہ چلائیں اور تو اسی حالت پر رہنا یہاں تک کہ تو مجھ سے ملے[1] (حوض کوثر پر، یعنی امراء کی اطاعت ناگزیر ہے)

ونیز ابن جریر حضرت ابوذرؓ سے اسی جیسی روایت نقل کرتے ہیں انکی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیونکر کروگے جب تم یہاں سے نکالے جاؤ گے؟ میں نے کہا کہ اپنی تلوار لونگا اس سے اس شخص کو مارونگا جو مجھے نکالیگا، آپؐ نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ تیری مغفرت کرے، اے ابوذرؓ! انکا اتباع کرنا جس طرف کہ تجھے کھینچیں، اور ان کے ساتھ چلنا جس طرف کہ تجھے ہنکائیں اگرچہ حبشی غلام کا اتباع کرنا پڑے، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ جب میں ربذہ میں اتار اگیا، نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور ایک کالا حبشی آدمی جو ربذہ کے صدقات حاصل کرنے پر مقرر تھا آگے بڑھا جب اس نے مجھ کو دیکھا پیچھے ہٹنے لگا اور مجھے آگے ہونے کو کہا میں نے کہا کہ تو اپنی جگہ رہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرونگا۔ (دلو لعبد اسود)[2]

طاؤس کی حدیث میں ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ ربذہ کی طرف نکلے وہاں حضرت عثمانؓ کے ایک حبشی غلام کو پایا جس نے اذان دی اور تکبیر کہی، اسکے بعد کہا اے ابوذر! آگے بڑھئے حضرت ابوذرؓ نے کہا نہیں، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کہنا سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ امام حبشی غلام ہو، چنانچہ وہ حبشی آگے بڑھا اور انہوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی[3]

---

[1] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۸ واخرجہ ایضا احمد عن اسماء نحوہ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۲۳ وفیہ شہر بن حوشب وہو ضعیف وقد وثق انتہی [2] واخرجہ ایضا عبدالرزاق [3] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۸

حضرت[1] عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہنا سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تم پر حبشی نکٹا غلام امارت کرے اگر تمہیں نقصان پہونچائے تو تم صبر کرنا اور اگر تمہیں کسی کام کو کہے تو امر بجالانا اور اگر وہ تمہیں عطیات سے محروم کرے تو صبر کرنا اور اگر تم پر ظلم کرے تو صبر کرنا اور اگر وہ ارادہ کرے کہ تیرے دین میں کمی کرے، تو کہہ دینا کہ میں اپنے دین پر اپنا خون بہادونگا اور جماعت سے علیحدہ نہ رہنا۔[2]

حسن[3] سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض علقمہ بن رض علاثہ سے آدھی رات میں ملے اور حضرت عمر رض حضرت خالد بن ولید رض کے مشابہ تھے ان سے علقمہ رض نے (انہیں خالد سمجھکر) کہا اے خالد! تمہیں اس آدمی (عمر) نے معزول کر دیا ہے بیشک وہ تو بخل پر آمادہ ہے میں اور میرا چچیرا بھائی اس کے پاس ضرور جائیں گے اور اس سے کچھ سوال کریں گے اگر اس نے پورا کر دیا پھر اس سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے حضرت عمر رض نے اس سے کہا، لا کیا ہے تیرے پاس؟ علقمہ رض نے کہا وہ (یعنی ہمارے امراء) ایک قوم ہے۔ ان لوگوں کا ہمارے اوپر حق ہے، ہم ان کے لئے ان کا حق ادا کریں گے اور ہم کو اجر اللہ دینے والا ہے، جب صبح ہوئی حضرت عمر رض نے حضرت خالد رض سے پوچھا تم سے علقمہ رض نے آج رات کیا کہا؟ حضرت خالد رض نے کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے تو کچھ بھی نہیں کہا حضرت عمر رض نے کہا اور قسم بھی کھاتے ہو، اور ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ علقمہ رض نے کہنا شروع کیا اے خالد! رکو، قسم مت کھاؤ ایک روایت کے آخر میں یہ زیادتی ہے کہ حضرت عمر رض نے فرمایا تم دونوں نے سچ کہا، ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت علقمہ رض سے کہا تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرے پاس سوائے کہنا سننے اور فرماں برداری کے کچھ نہیں اور اس میں یہ بھی زیادتی ہے کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ جو میرے پیچھے ہیں انکی رائے تیری جیسی ہو یہ بات مجھے ایسی اور ایسی نعمتوں سے زیادہ پسند ہے[4]

ابن[5] ابی ملیکہ رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض کا گذر ایک ایسی عورت پر ہوا جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا تھی یہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی حضرت عمر رض نے اس سے فرمایا اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے اگر تو اپنے گھر بیٹھی رہتی تو زیادہ

---

[1] واخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر والبیہقی ونعیم بن حماد وغیرہم [2] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۶۷
[3] واخرج یعقوب بن سفیان باسناد صحیح [4] کذا فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۵۰۴ [5] واخرج مالک

اچھا تھا چنانچہ وہ اپنے گھر بیٹھ گئی، کچھ عرصہ کے بعد ایک آدمی کا اس مجذوم عورت پر گذر ہوا اس آدمی نے کہا وہ جنہوں نے تم کو طواف سے منع کیا تھا وفات پا گئے تو گھر سے نکل، اس عورت نے کہا میں ایسی نہیں ہوں کہ زندگی میں تو انکی اطاعت کروں اور مرے پیچھے ان کی نافرمانی، [1] ایک [2] راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضؓ کے زمانہ میں اپنی قوم کا ذمہ دار چودھری تھا حضرت علی رضؓ نے ہم کو ایک کام کا حکم دیا اسکے بعد پوچھا کیا تم لوگوں نے وہ کام پورا کر دیا؟ ہم نے کہا نہیں حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ضرور اس کام کو کر لیا کرو جس کا تمہیں حکم دیا جائے ورنہ تمہاری گردنوں پر یہود و نصاری مسلط ہو جائیں گے [3]

امراء کا ایک دوسرے کی اطاعت کرنا

حضرت [4] عروہ بن زبیر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضؓ کو ذات السلاسل کی طرف جو شام کے اطراف میں سے ہے بنو بلی اور عبد اللہ اور جو لوگ کہ ان کے قریب قضاعہ کے تھے ان کے ہمراہ بھیجا اور بنو بلی عاص بن وائل کے ماموؤں میں ہیں جب حضرت عمرو رضؓ وہاں پہونچے دشمن کی کثرت سے خوف پیدا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ سے مدد طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجا، آپؐ نے مہاجرین اولین کو بلایا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین کے سرداروں میں سے تیار ہو گئے اور ان سب پر حضورؐ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ کو امیر مقرر کیا جب یہ لوگ حضرت عمرو بن عاص رضؓ کے پاس پہونچے تو انہوں نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور میں نے تم لوگوں کو حضورؐ کے پاس خط بھیجکر اپنی مدد کے لئے بلایا ہے مہاجرین نے کہا تم اپنے ساتھیوں کے امیر ہو اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ مہاجرین کے امیر ہیں حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے کہا تم لوگ مدد ہو اور میں نے امداد کے لئے تمہیں بلایا ہے جب یہ جھگڑا حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے دیکھا یہ بڑی اچھی اور نرم عادت کے انسان تھے انہوں نے فرمایا اے عمرو! تمہیں واضح ہو وہ آخری عہد جو حضورؐ نے ہم لوگوں سے لیا ہے یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اپنے ساتھی کے پاس

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۱۹۲ [2] واخرج ابن ابی شیبۃ عن شمر [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۷
[4] اخرج البیہقی۔

پہونچ جانا تو تم دونوں اتفاق سے کام کرنا، اور اگر تم اے عمرو بن عاص! میری نافرمانی کروگے جب بھی میں تمہاری اطاعت کرونگا یہ کہکر حضرت ابو عبیدہؓ نے امارت حضرت عمرو بن عاصؓ کے حوالہ کردی ۔[۱]

زہریؒ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے دو لشکر کلب اور غسان اور ان کفارِ عرب کی طرف جو ملک شام کی مشرقی آبادیوں میں رہتے تھے بھیجے ایک لشکر پر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو امیر مقرر کیا اور دوسرے پر حضرت عمرو بن عاصؓ کو حضرت ابو عبیدہؓ کے لشکر میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شریک تھے جب لشکروں کی روانگی کا وقت آیا تو حضورؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو بلایا اور فرمایا ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کرنا جب دونوں لشکر مدینہ سے نکل گئے حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس خلوت میں آکر کہا کہ حضورؐ نے مجھ سے اور تم سے عہد لیا ہے کہ ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کریں اب یا تو امارت میرے حوالہ کردیا میں تمہارے سپرد کردوں، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا میں تو ایسا نہ کرونگا بلکہ تم ہی میری اطاعت کرو، چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اطاعت منظور کرلی اور حضرت عمرو بن عاصؓ دونوں لشکروں کے امیر ہو گئے، اس بات سے حضرت عمرؓ بگڑ گئے اور کہا اے ابو عبیدہ! تم ابن نابغہ کی اطاعت کرتے ہو؟ اور اسکو اپنے نفس پر اور حضرت ابو بکرؓ پر اور ہم پر امیر بناتے ہو؟ یہ کیا رائے ہے؟ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اور ان سے عہد لیا تھا کہ ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کرنا تو مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ اگر میں نے ان کا کہا نہ مانا تو میں اللہ کے رسولؐ کی مخالفت کرونگا اور میرے ان کے درمیان میں لوگ مداخلت کریں گے اور میں تو خدا کی قسم جب تک لوٹونگا ان کی اطاعت ہی کرونگا جب یہ حضرات لوٹے حضرت عمر بن خطابؓ نے حضورؐ سے اس بارے میں کلام کیا اور اس بات کی آپؐ سے شکایت کی، آپؐ نے فرمایا تم لوگوں پر ہرگز میں اس کے بعد کسی اور کو سوائے تم لوگوں کے امیر نہ بناؤنگا یعنی مہاجرین کو ہی امیر بناؤنگا۔[۲]

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۷۳ وہکذا اخرجہ ابن عساکر عن عروۃ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۱۰ وفیہ مشارق بدل مشارف [۲] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۱۹

رعایا پر امیر کا حق

حضرت[1] سلمہ بن شہاب عبدی رح کہتے ہیں کہ حضرت عمر و بن خطاب رض نے فرمایا کہ اے رعایا کے لوگو! بیشک ہمارا تمہارے اوپر حق ہے پسِ پشت بھلائی چاہنا اور بھلے کام پر امداد کرنا اور بیشک اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ نفع مند امام کی بردباری اور مہربانی کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور اللہ کے نزدیک امام کی جہالت اور امام کے غصہ سے زیادہ کوئی اور چیز مبغوض نہیں، [2]

حضرت[3] عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کوئی حلم اللہ تعالےٰ کو بہ نسبت امام کے حلم اور اسکی نرمی کے محبوب نہیں، اور کوئی جہالت اللہ کو امام کی جہالت اور غصہ سے زیادہ مبغوض نہیں، اور جو شخص معافی کا معاملہ پیش آنے والی چیز میں کریگا اس کے پاس عافیت آئیگی اور جس نے اپنے بارے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا اسے اپنے کاموں میں کامیابی دی جائیگی، فرماں برداری کی ذلت بھلائی سے قریب کرتی ہے بہ نسبت اس عزت کے جو نافرمانی سے حاصل کی جائے، [4]

اُمراء کو بُرا کہنے سے ممانعت

حضرت[5] انس رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہمارے بڑوں نے منع کردیا تھا کہ تم اپنے اُمراء کو بُرا نہ کہنا ان پر غلبہ نہ کرنا انکی نافرمانی نہ کرنا اور اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، پس تحقیق کہ امر قریب ہے (موت اور آخرت) [6]

امیر کے سامنے زبان کی حفاظت کرنا

حضرت[7] عروہ رض کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رض کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن! ہم لوگ اپنے امیروں کے پاس بیٹھتے ہیں یہ لوگ کچھ باتیں کرتے ہیں اور ہم لوگ جانتے ہیں کہ حق اس کے خلاف ہے پھر بھی ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں اور یہ لوگ ظلم کے ساتھ فیصلہ دیتے ہیں اور ہم ان کی تائید

---

[1] اخرج ہناد و [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۵ واخرجہ الطبری ج ۵ صفحہ ۳۲ عن سلمۃ بن کہیل بمعناہ [3] واخرجہ ہناد ایضاً [4] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۵ [5] اخرج ابن جریر [6] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۸ [7] اخرج البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۶۵

کرتے ہیں اور ان کے لئے ان کے اس کام کو اچھا بتاتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اے میرے برادر زادہ! ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان باتوں کو منافقت خیال کرتے تھے میں نہیں جانتا کہ اس کا تم لوگوں کے نزدیک کیا حکم ہے؟[1] عاصمؒ بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کیا ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں جب ان کے پاس سے نکلتے ہیں تو جو کچھ ان کے پاس ہم کہتے ہیں باہر اس کے خلاف کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ اسے نفاق شمار کرتے تھے۔[2] ایک[3] روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم اسکو نفاق شمار کرتے تھے[3]

حضرت مجاہدؒ[4] کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس سے ابنِ عمرؓ نے دریافت کیا تم لوگوں کا ابوانیس کے ساتھ کیا معاملہ رہتا ہے؟ اسنے عرض کیا ہم اور وہ جب ملتے ہیں تو ہم اس سے وہ باتیں کرتے ہیں جو اُسے پسند ہیں اور ہم جب اس سے پیٹھ پھراتے ہیں تو اس کے علاوہ باتیں کرتے ہیں حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا اسی چیز کو ہم لوگ نفاق شمار کرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے[5]

شعبی کی[6] روایت میں ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت ابنِ عمرؓ سے عرض کیا جب ہم ان امرا کے پاس داخل ہوتے ہیں تو وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کو پسند ہیں اور جب ہم ان کے پاس سے باہر آتے ہیں تو اس کے خلاف کہتے ہیں حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ اس چیز کو حضورؐ کے زمانہ میں نفاق شمار کرتے تھے

حضرت علقمہؒ[7] بن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک واہیات قسم کا آدمی اُمرا کے پاس جاتا اور ان کو ہنسایا کرتا تھا میرے دادا نے اس سے کہا اے فلاں! تو ان لوگوں کے پاس نہ جایا کر اور انہیں ہنسایا نہ کر، اس لئے کہ میں نے حضرت بلال بن حارث مزنیؓ سے جو حضورؐ کے صحابیؓ ہیں سنا ہے اور وہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ حضورؐ

---

[1] واخرج ایضاً ج ۸ صفہ ۱۶۴ [2] واخرجہ البخاری عن محمد بن زید بنحوہ [3] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۳۸۲
[4] واخرج ابن عساکر [5] کذا فی کنز العمال ج ۱ صفہ ۹۳ [6] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفہ ۳۳۲ [7] واخرج البیہقی ج ۸ صفہ ۱۶۵

نے فرمایا ہے بیشک بندہ ایک کلمہ کے ساتھ گفتگو کرتا ہے جس میں اللہ پاک کی رضامندی ہوتی ہے اور وہ یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کلمہ نے اُسے کہاں تک پہونچایا پس اللہ پاک اُس بندہ سے راضی ہو جاتا ہے اپنی ملاقات کے دن تک کے لئے، اور بیشک بندہ اللہ کی ناراضگی کے کلمہ میں سے کسی کلمہ کے ساتھ تکلم کرتا ہے اور یہ نہیں گمان کرتا کہ اس کلمہ کا کیا اثر ہوا؟ اور اللہ اس سے اپنی ملاقات کے دن تک ناراض ہو جاتا ہے،[1]

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضؓ نے حضرت علقمہ رضؓ سے کہا کہ میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو ان امیروں کے پاس داخل ہوتا ہے اور کثرت سے تیری ان کے پاس آمد و رفت ہے پس تو غور کرے کس چیز کے ساتھ تو ان کے پاس حاضر ہوتا ہے؟ بیشک میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے آدمی بسا اوقات بات کرتا ہے اور اس کے بعد اوپر جیسی روایت ذکر کی،[2]

حضرت حذیفہ رضؓ نے فرمایا اپنے آپ کو فتنوں کی جگہ سے بچاؤ دریافت کیا گیا کہ اے ابو عبداللہ! فتنہ کی جگہ کونسی ہیں؟ فرمایا امراء کے دروازے، تم میں سے کوئی ایک امیر کے پاس جاتا ہے اس کے جھوٹ کی تصدیق کرتا ہے اور وہ باتیں کہتا ہے جو اس امیر میں نہیں ہوتیں۔[3]

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں نے امیر المومنین کو دیکھا وہ تجھ کو بلاتے ہیں اور اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور تجھ سے مع دیگر اصحاب محمدؐ کے مشورہ لیتے ہیں تم مجھ سے تین نصیحتیں یاد کر لو، اللہ سے ڈرو، امیر المومنین[(1)] کو تمہارے بارے میں کذب کا تجربہ نہ کرنا پڑے اور[(2)] ان کے بھید کو کبھی ظاہر نہ کرنا اور ان[(3)] کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ — عامرؒ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے عرض کیا کہ ان میں سے ہر ایک نصیحت ہزار سے بہتر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (بلکہ) ہر ایک نصیحت دس ہزار سے بہتر ہے،[4]

شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضؓ سے

---

[1] واخرج ایضا ج ۸ صفحہ ۱۶۵ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج: صفحہ ۲۷۷ [3] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۱۸ [4] ورواہ الطبرانی نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۲۱ وفیہ مجالد بن سعید وثقہ النسائی وغیرہ وضعفہ الجماعۃ [5] واخرجہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۶۷

فرمایا کہ میں اس آدمی کو یعنی عمرؓ کو دیکھتا ہوں کہ وہ تمہارا بڑا اکرام کرتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں تمہیں ایسی قوم میں شامل کرتے ہیں کہ تم ان جیسے نہیں ہو تم مجھ سے تین باتیں یاد رکھ لو، وہ تم (۱) کبھی کذب کا تجربہ نہ کرنے پائیں اور (۲) تم ان کے بھید کو کبھی ظاہر نہ کرنا اور (۳) ان کے پاس کسی کی چغلی نہ کرنا،

امیر کے سامنے حق بات کہنا اور امیر کا حکم جب اللہ کے حکم کے خلاف ہو رد کرنا

حضرت حسن رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ پر ایک آیۃ کی قرأت کو رد کر دیا، حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا میں نے یہ آیۃ آنحضرت سے سُنی اور اے عمر! تمہیں مقام بقیع میں خرید و فروخت مشغول کئے ہوئے تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک تم نے سچ کہا، میں نے ایسا کہنے سے تم لوگوں کے آزمانے کا ارادہ کیا تھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو حق کہہ سکے؟ اس امیر میں خیر نہیں جسکے نزدیک حق نہ کہا جائے اور وہ خود بھی حق نہ کہے۔[۱]

ابو مجلز سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے پڑھا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا حضرت اُبی رضؓ نے کہا تم زیادہ جھوٹے ہو، ایک آدمی نے کہا کہ تم امیر المومنین کی تکذیب کرتے ہو حضرت اُبی رضؓ نے کہا کہ میں امیر المومنین کے حق کی تجھ سے زیادہ تعظیم کرتا ہوں لیکن میں نے ان کی تکذیب کتاب اللہ کی تصدیق کے بارے میں کی ہے اور امیر المومنین کی تصدیق کتاب اللہ کی تکذیب کے بارے میں نہیں کی۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ حضرت اُبیؓ نے سچ کہا۔[۲]

حضرت نعمان بن بشیر رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک ایسی مجلس میں کہ آپ کے اردگرد مہاجرین و انصار جمع تھے فرمایا تم لوگ بتاؤ اگر بعض کاموں میں میں ڈھیل برتوں تو تم لوگ کیا کرو گے؟ سب خاموش رہے

---

[۱] اخرج ابن راھویہ [۲] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۲ [۳] عند عبد بن حمید و ابن جریر و ابن عدی، [۴] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۲۸۵ [۵] و اخرج ابن عساکر و ابو ذر الھروی فی الجامع

حضرت عمرؓ نے یہ کلمہ دو یا تین مرتبہ دوہرایا اس کے بعد بشر بن سعدؓ نے کہا اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہیں ایسا سیدھا کر دیں گے کہ جیسا تیر سیدھا کیا جاتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اَنْتُمْ اِذَنْ اَنْتُمْ اِذَنْ - یعنی تم لوگ اس وقت میں مجالست کے قابل اور بھلے اور حق پر ہو، [۱]

حضرت [۲] موسیٰ بن ابو عیسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بنی حارثہ کی پیاؤ پر تشریف لائے وہاں محمد بن مسلمہ رضؓ سے ملاقات ہوئی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے محمد تم مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں آپ کو ایسا ہی خیال کرتا ہوں جیسا کہ مجھے پسند ہے اور جیسا کہ وہ آدمی پسند کریگا جو آپ کے لئے بھلائی پسند کرے میں دیکھتا ہوں کہ آپ مال کے جمع کرنے میں قوی ہیں اور خود مال سے پرہیز کرتے ہیں اس کے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام لیتے ہیں اور اگر آپ کج روی کریں گے تو ہم آپ کو اسی طرح پر سیدھا کر دیں گے جیسا کہ تیر سوراخوں میں دیکر سیدھا کیا جاتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس نے مجھکو ایسی قوم میں بنایا کہ اگر میں کج روی کروں تو وہ مجھے سیدھا کر دے، [۳]

ابو قبیل [۴] بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ بن ابو سفیان نے یوم قمامہ میں ممبر پر چڑھکر ایک خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا مال ہمارا مال ہے اور فیئے (مالِ غنیمت) ہمارا ہے جس کو ہم چاہیں اسکو دیں اور جس کو ہم چاہیں اس کو نہ دیں کسی نے بھی حضرت معاویہؓ کو کوئی جواب نہ دیا پس جب دوسرا جمعہ ہوا اسی جیسا خطبہ پھر دیا جب بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا جب تیسرا جمعہ ہوا پھر اسی تقریر کا اعادہ فرمایا، حاضرین مسجد میں سے ایک آدمی نے حضرت امیر معاویہؓ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا، ہرگز ایسا نہیں یہ مال ہم لوگوں کا مال ہے اور یہ فیئے ہم لوگوں کی ہے جو آدمی ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا ہم اس کا فیصلہ اپنی تلواروں کے ذریعہ اللہ کے پاس لے جائیں گے، حضرت معاویہؓ ممبر سے اترے اور اس شخص کو بلوایا اور گھر کے اندر داخل کیا لوگوں نے کہا یہ آدمی تو مارا گیا اس کے بعد جب اور لوگ داخل ہوئے لوگوں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے،

---

[۱] کذا فی الکنز جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ [۲] وعند ابن المبارک [۳] کذا فی منتخب کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۸۰ [۴] واخرج الطبرانی وابو یعلی

حضرت معاویہ رضؓ نے لوگوں سے فرمایا، اس نے مجھ میں رُوح پھونکی خدا اس کو زندہ رکھے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب میرے بعد ایسے امرا ہونگے کہ وہ (خلاف شریعت) کچھ کہیں گے اور ان پر انکی بات ردنہ کی جائیگی، ایسے امرا جہنم میں اس طرح گھُسیں گے جیسا کہ بندر، اور بیشک میں نے پہلے جمعہ کو تقریر کی کسی نے مجھے جواب نہیں دیا مجھے یہ خوف پیدا ہوا ایسا نہ ہو کہ میں بھی انہیں میں سے ہوں (یعنی جہنم میں جانے والوں میں سے) پھر میں نے دوسرے جمعہ کو خطبہ دیا جب بھی کسی نے میری بات کو رد نہ کیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں اُسی قوم میں سے ہوں (یعنی جہنمی) پھر تیسرے جمعہ کو میں نے وہی تقریر کی تب یہ آدمی کھڑا ہوا اور اس نے میری بات کا رد کیا اس نے مجھے زندگی بخشی خدا اسے زندہ رکھے، [1]

حضرت [2] خالد بن حکیم بن حزام رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ ملک شام میں امیر تھے بعض وہاں کے رہنے والوں نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ پر کسی عیب کا الزام لگایا حضرت خالد رضؓ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بات کی ساتھیوں نے حضرت خالد رضؓ سے کہا آپؓ نے امیر کو ناراض کر دیا حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا سنو! میرا ارادہ انہیں ناراض کرنے کا نہیں تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ لوگوں میں سے بروز قیامت سخت ترین عذاب والا وہ آدمی ہوگا جو دنیا میں تمام لوگوں میں سے مخلوق خدا کو زیادہ ستاتا تھا [3] اور ایک [4] روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ یہ لوگوں کو جزیہ کی وصولیابی میں ستاتے تھے [5] اور احمد اور طبرانی کی روایت میں ہے راوی نے کہا ان سے کہا گیا تم نے امیر کو غصہ میں ڈال دیا ہے جا اور ان کے راستے کو چھوڑ دے [6]

حضرت حسن [7] رضؓ سے روایت ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری رضؓ کو خراسان کی مہم پر روانہ کیا ان لوگوں کے ہاتھ میں مالِ غنیمت بہت آیا تو زیاد نے حکم رضؓ کی طرف لکھا امابعد! امیر المومنین نے لکھا ہے کہ چاندی اور سونا ان کے لئے خاص کر لیا جائے

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۳۶ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابو یعلی ورجالہ ثقات انتہی [2] واخرج ابن ابی عاصم والبغوی [3] واخرجہ ایضا احمد والبخاری فی تاریخہ والطبرانی [4] واخرجہ الباوردی [5] کذا فی الاصابۃ ج ا صفحہ ۴۰۳ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۳۴ [6] ورجالہ رجال الصحیح خلا خالد بن حکیم وھو ثقۃ۔ انتہی [7] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۴۲

اور سونے چاندی کو مسلمانوں میں تقسیم نہ کرنا حکم رض نے زیاد کو جواب میں لکھا کہ تم نے لکھا ہے اور امیر المومنین کے خط کا تذکرہ کیا ہے لیکن مجھے اللہ کی کتاب امیر المومنین کے خط سے پہلے مل چکی ہے، اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین کسی بندہ کے اوپر بند ہو جائیں اور وہ بندہ اللہ تعالے سے ڈرے تو اللہ پاک اس بندہ کے لئے تمام مخلوق میں سے نکاسی کی سبیل کر دیگا، اس کے بعد حکم رض نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے تمام لشکر میں یہ آواز دی کہ علی الصباح مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لینے کے لئے جمع ہو جاؤ چنانچہ حکم رض نے وہ سارا مال اس لشکر میں تقسیم کر دیا جب حضرت حکم تقسیم کے بارے میں جو انہیں کرنا تھا کر چکے تو حضرت معاویہ رض نے ان کے پاس ان لوگوں کو بھیجا جنہوں نے انہیں بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا چنانچہ ان کی وفات اسی قید و بند میں ہوئی ہے اور یہ اسی حال میں مدفون ہوئے اور (مرنے سے قبل) حکم رض نے کہا کہ میں ان لوگوں سے (خدا کے یہاں) جھگڑونگا،

ایک اور[1] روایت میں آخری حدیث اس طرح پر ہے کہ حکم رض نے مال غنیمت اہل لشکر میں تقسیم کر دیا اور فرمایا خداوندا! اگر تیرے پاس میرے لئے کوئی بھلائی ہے تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے، چنانچہ ان کی وفات ملک خراسان میں سے مرو میں ہوئی، اصابہ[2] میں ہے کہ صحیح اس طرح پر ہے کہ جب ان کے پاس زیاد کی دھمکی کا خط آیا اس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی اور ان کی وفات ہوئی،

حضرت عطاء[3] رح بیان کرتے ہیں کہ زیاد یا ابن زیاد نے حضرت عمران بن حصین رض کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے بھیجا یہ واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک درہم بھی نہ لائے ان سے حاکم نے پوچھا مال کہاں ہے؟ حضرت عمران رض نے جواب دیا مال کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا ہم نے اس مال کو وصول کیا جس طرح پر کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وصول کرتے تھے اور اسکو اس جگہ لگا دیا جہاں کہیں ہم لوگ حضور ص کے زمانہ میں لگاتے تھے (یعنی مستحقین میں تقسیم کر دیا)[4]

---

[1] واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۳۱۶، [2] قال فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۷
[3] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۷۱ [4] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد وقال الذہبی صحیح،

امیر پر رعایا کا حق

اسود[1] کہتے ہیں کہ جب کوئی وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں آتا اس سے ان کے امیر کے متعلق استفسار کرتے کیا امیر مریض کی عیادت کرتا ہے؟ کیا غلاموں کی بات بھی سن لیتا ہے؟ اس کا رویہ ان لوگوں کے ساتھ جو دروازے پر آتے ہیں کیسا ہے؟ پس اگر یہ وفد ان خصائل کے صدور کا اقرار کرتا تو فبہا ورنہ آپ اس امیر کو معزول کر دیتے تھے[2]

حضرت ابراہیم[3] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے اور ان اطراف سے کوئی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس سے پوچھتے تمہارا امیر کیسا ہے؟ آیا غلاموں کی عیادت کرتا ہے یا نہیں؟ جنازے کے پیچھے چلتا ہے یا نہیں؟ اس کے دروازے کا کیا حال ہے؟ وہ نرم بھی ہے یا نہیں؟ پس اگر لوگ کہتے کہ اس کا دروازہ نرم ہے اور وہ غلاموں کی دیکھ بھال رکھتا ہے تو کچھ نہیں کہتے ورنہ اس سے امارت چھین لینے کے لئے فوراً آدمی روانہ کرتے[4]

عاصمؒ بن ابو نجود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ جب اپنے عاملوں کو روانہ فرماتے تو ان سے یہ شرطیں طے کرا لیتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا باریک کپڑا نہ پہننا، اپنے دروازوں کو لوگوں کی حاجتوں سے بند نہ کرنا اگر تم نے ان میں سے کوئی ایک بات کی تو تم پر سزا لاگو ہو جائیگی، اس کے بعد اس کو رخصت کرتے تھے، اور جب حضرت عمرؓ ارادہ فرماتے کہ کسی عامل کو معزول کریں آپ فرماتے کہ میں نے تم کو مسلمانوں کا خون کرنے کے لئے مسلط نہیں کیا تھا، نہ ان کی کھال اڑانے کے لئے نہ ان کی عزت لینے کے لئے اور نہ ان کا مال لینے کے لئے لیکن میں نے تم کو بھیجا تھا کہ تم ان میں نماز قائم کرو اور ان کے درمیان ان کا مال غنیمت تقسیم کرو اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ دو اور اگر تمہیں کوئی شئے مشکل پیش آجائے تو اس کا میری طرف مرافعہ کرو، عرب کو مارو نہیں کہ تم ان کو ذلیل کرو اور ان سے غفلت نہ برتو کہ تم فتنے میں پڑ جاؤ اور ان پر اتنی سختی نہ کرو کہ ان کو ناامید کر دو خالص قرآن پر عمل کرو[5]

---

[1] اخرج البیہقی [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۶۶ و اخرجہ الطبری ج ۵ صفہ ۳۳ عن الاسود بمعناہ [3] وعند ہناد [4] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفہ ۱۶۲ [5] و اخرج البیہقی [6] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۴۸

(یعنی بلا دخل رائے)

ایک[1] روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ خالص قرآن پر عمل کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نقلِ روایات میں کمی کرو (یعنی احتیاط سے کام لو) اور میں تمہارا شریک ہوں اور اپنے عاملوں کے حالات دریافت کرتے تھے اور جب آپ کے پاس آپ کے کسی عامل کی شکایت آتی تو شکایت کرنے والے اور عامل کو ایک جگہ جمع کرتے اگر عامل پر کوئی بات ثابت ہو جاتی جس کا مواخذہ اس سے ضروری ہوتا تو عامل سے اس کا مواخذہ کرتے

ابو خذیمہ[2] بن ثابت رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنا لیتے اور فرماتے کہ میں نے تجھ کو مسلمانوں کے خون پر حاکم نہیں بنایا ہے[3]

حضرت[4] عبدالرحمٰن بن سابط رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے حضرت سعید بن عامر رضؓ جمحی کی طرف قاصد کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ میں تم کو لوگوں پر عامل بنانا چاہتا ہوں تم ان کو لیکر دشمن کی سرزمین کی طرف جاؤ اور ان کو لیکر جہاد کرو انہوں نے کہا اے عمر! مجھ کو فتنہ میں نہ ڈالو حضرت عمر رضؓ نے کہا خدا کی قسم میں تم لوگوں کو نہ چھوڑونگا خلافت کا پھندا تم لوگوں نے میرے گلے میں ڈالا پھر تم لوگ مجھے چھوڑ کر تنہائی پسند ہو گئے، میں تمہیں ایسی قوم پر امیر بنا کر بھیجونگا کہ تم ان سے افضل نہیں، اور میں تمہیں اس لئے نہیں بھیج رہا ہوں کہ تم لوگوں کی کھالیں اُڑاؤ اور انکی عزتیں پامال کرو، لیکن تم ان کو لیکر ان کے دشمنوں سے جہاد کرو اور ان کے مالِ غنیمت کو انہیں پر تقسیم کردو[5]

حضرت[6] ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عمر رضؓ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں تم کو تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور تمہارے راستوں کو صاف کروں[7]

---

[1] واخرجہ الطبری ج ۵ صف ۱۹ عن ابی حصین بمعناہ مختصراً [2] واخرج ایضاً ابن ابی شیبۃ وابن عساکر [3] فذکر بمعناہ کما فی الکنز ج ۳ صف ۱۴۸ [4] واخرج ابن سعد وابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۳ صف ۱۴۹ [6] واخرج ابن عساکر وابو نعیم فی الحلیۃ [7] کذا فی الکنز ج ۳ صف ۱۴۹ واخرجہ الطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج ۵ صف ۲۱۲ ورجالہ رجال الصحیح انتہی

امیر کو رفعت پسندی اور اہل حاجت سے حجاب کی ممانعت

حضرت[1] ابو صالح غفاری رض سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رض نے حضرت عمر رض کی طرف لکھا ہم لوگوں نے آپ کے لئے جامع مسجد کے قریب ایک مکان کا نقشہ تیار کیا ہے حضرت عمر رض نے ان کے پاس جواباً لکھا میں حجاز کا ایک آدمی ہوں اس کا مکان شہر میں ہونا چاہئے اور حضرت عمرو بن عاص رض کو حکم دیا کہ اس مکان کو مسلمانوں کا بازار بنا دیں[2]

ابو تمیم[3] جیشانی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت عمرو بن عاص رض کے پاس لکھا:-

"اما بعد ! بات یہ ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ممبر بنایا ہے تم اس کے ذریعہ لوگوں کی گردنوں پر چڑھتے ہو کیا تمہارے لئے کافی نہیں تھا کہ تم کھڑے ہو کر تقریر کرتے اب مسلمان تمہارے پیر کے نیچے ہونگے میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اسے توڑ دو[4]"

حضرت[5] ابو عثمان رض فرماتے ہیں ہم لوگ آزربائیجان میں تھے کہ حضرت عمر رض نے ہم لوگوں کو لکھا:-

"اے عتبہ بن فرقد ! یہ نہ تمہاری مشقت سے ہے نہ تمہارے باپ کی مشقت سے اور نہ تمہاری ماں کی مشقت سے، مسلمانوں کا ان کے قیام گاہ میں اسی چیز سے پیٹ بھرو جس سے تم اپنے قیام گاہ میں اپنا پیٹ بھرتے ہو، اور اپنے آپ کو تنعم اور مشرکین کی ہیئت اور ریشم کے پہننے سے بچاؤ[6]"

عروہ[7] بن رویم رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض لوگوں کے حالات کی بہت تلاش رکھتے تھے ان کے پاس حمص کے رہنے والے آئے حضرت عمر رض نے ان سے پوچھا تمہارا امیر کیسا ہے؟ ان لوگوں نے کہا بہترین امیر ہے، مگر اس نے ایک بالاخانہ بنوایا ہے جس میں وہ رہتا ہے حضرت عمر رض نے فوراً ایک خط لکھا اور رڈاک کے ذریعہ

---

[1] اخرج ابن عبد الحکم [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۸ [3] واخرج ابن عبد الحکم [4] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۶
[5] واخرج مسلم [6] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۴۵ [7] واخرج ابن عساکر

روانہ فرمایا اور بھیجے جانے والے کو حکم دیا کہ اُس بالاخانہ میں آگ لگادے، جب یہ قاصد حمص پہونچا اس نے ایندھن جمع کیا اور اس بالاخانہ کا دروازہ جلادیا، اس بات کی خبر امیر کو دی گئی امیر نے کہا کچھ مت کہو یہ قاصد ہے، پھر قاصد نے وہ خط امیر کو دیا امیر نے وہ خط ہاتھ سے نہیں رکھا اور سوار ہو کر حضرت عمرؓ کی طرف چل دیا جب اس کو حضرت عمرؓ نے دیکھا اس امیر سے فرمایا میرے ساتھ حرّہ چلو، حرّہ میں صدقہ کے اونٹ تھے امیر سے کہا اپنے کپڑے اتار، (امیر نے کپڑے اتار دیئے) اس پر حضرت عمرؓ نے اونٹوں کے اون کی چادر ڈالی پھر فرمایا ایک ایک اونٹ کھول اور ان اونٹوں کو پانی پلا، وہ امیر اونٹوں پر چڑھتا اور اترتا رہا یہاں تک کہ تھک گیا اس کے بعد اُس سے فرمایا تم نے یہ بالاخانہ کب بنوایا تھا اس نے کہا اے امیر المومنین! ابھی قریب ہی میں بنوایا تھا، آپؓ نے فرمایا اسی لئے ستانے کے لئے بالاخانہ بنایا ہے اور اس کے ذریعہ مسکینوں اور بیواؤں اور یتیموں پر رفعت حاصل کی ہے، جا اپنے کام پر جا اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنا، [۱]

عبایہ[۲] بن رفاعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت سعدؓ نے ایک محل بنوایا ہے اور اس پر ایک دروازہ لگایا ہے اور کہا کہ اب (دادخواہوں کی) آوازوں کا شور بند ہو گیا حضرت عمرؓ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بھیجا اور حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ جب آپ کا ارادہ ہوتا کہ آپ کی حسب منشا کام انجام دیا جائے تو انہیں کو بھیجا کرتے تھے ان سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ اور ان پر ان کے محل کے دروازے کو جلادو چنانچہ یہ کوفہ پہونچے اور دروازہ پر پہونچتے ہی چقماق نکالا اور آگ روشن کی اور دروازہ میں آگ دیدی حضرت سعدؓ کے پاس آ کر کسی نے اطلاع دی اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کا حلیہ ان سے بیان کیا حضرت سعدؓ ان کو پہچان گئے اور ان کے پاس آئے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا امیر المومنین کو تمہاری جانب سے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے کہا کہ لوگوں کا شور و شر بند ہو گیا حضرت سعدؓ نے خدا کی قسم کھائی کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا ہے اس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا ہم تو وہ کام کریں گے جس کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس کو تمہاری جانب سے

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفہ ۱۶۶ [۲] واخرج ابن المبارک وابن راہویہ ومسدد۔

پہونچادیں گے، اور محمد بن مسلمہؓ نے توشہ کا مطالبہ کیا حضرت سعدؓ نے انکار کر دیا وہ اپنی سواری پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ پہونچ گئے جب ان کو حضرت عمرؓ نے دیکھا فرمایا اگر مجھے تمہارے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو میں کبھی یہ خیال نہ کرتا کہ تم نے کام کو انجام دیا ہوگا (اس لئے کہ تم بہت جلد آگئے ہو) محمد بن مسلمہؓ نے بیان کیا کہ واقعی میں بہت جلد آیا ہوں اور بتایا کہ میں اس کام کو انجام دے آیا اور وہ سعدؓ عذر بیان کر رہے تھے اور اللہ کی قسم کھا رہے تھے کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے لئے کسی چیز کا حکم دیا؟ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا انہوں نے جواب دیا کہ میں اس بات کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتا ہوں کہ عراق کی سرزمین کمزور ہے اور شہر کے لوگ میرے اردگرد بھوک سے مرے جا رہے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر تمہارے لئے کسی چیز کا حکم دوں تو تمہارے لئے ٹھنڈ اور آرام ہو اور میرے لئے حرارت، (یعنی مزے تم کرو اور سزائے اخروی میں بھگتوں؟) کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ مومن اپنے پڑوسی کو چھوڑ کر اپنا پیٹ نہ بھرے [1]

طبرانی نے حضرت ابو بکرہ اور ابی ہریرہؓ سے اختصار کے ساتھ روایت نقل کی ہے مگر اس روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع پہونچی کہ حضرت سعدؓ لوگوں سے چھپ رہتے ہیں اور لوگوں سے دروازہ بند کر لیتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ تم جاؤ اور جب دروازہ بند ہو تو اس میں آگ دیدینا، [2]

ایک [3] روایت میں ہے کہ حضرت ابو الدرداؓ نے حضرت عمرؓ سے ملک شام جانے کی اجازت طلب کی حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں اجازت نہیں دونگا مگر اس شرط سے کہ تم عامل بنو، انہوں نے کہا مجھے عامل نہیں بننا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا تو میں تمہیں اجازت نہیں دونگا، حضرت ابو الدرداءؓ نے کہا اچھا تو میں جاؤنگا لیکن لوگوں کو سنت

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۵ وقد ذکرہ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۳۸۴ بتمامہ الا انہ قال عن عبایۃ بن رفاعۃ وہکذا ذکرہ الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶۷ عن عبایۃ بطولہ ثم قال رواہ احمد وابو یعلی ببعضہ ورجالہ رجال الصحیح الا ان عبایۃ بن رفاعۃ لم یسمع من عمر۔ انتہی، [2] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶۸ وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط [3] واخرج ابن عساکر والیشکری عن جویریۃ رضؓ قال بعضہ عن نافع وبعضہ عن رجل من ولد ابی الدرداءؓ

نبوی کی تعلیم دونگا اور ان کی امامت کرونگا اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت دیدی، کچھ دنوں بعد حضرت عمرؓ ملک شام کے لئے نکلے جب اہل شام کے قریب ہوئے ٹھہر گئے، یہاں تک کہ شام ہوگئی جب رات تاریک ہوگئی آپ نے یرفاء سے کہا اے یرفاء یزید بن ابی سفیان رضؓ کی طرف لے چلو اور انہیں دیکھو کہ ان کے پاس قصہ گو ہیں اور چراغ جل رہا ہے دیبا اور حریر کے بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں جو مسلمانوں کے مالِ غنیمت سے ہے تم انہیں سلام کرنا وہ تمہیں جواب دیں گے اور تم اجازت طلب کرنا وہ تمہیں اندر داخلہ کی اجازت نہ دیں گے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لیں کہ تم کون ہو؟ حضرت یرفاءؓ کہتے ہیں کہ چنانچہ ہم لوگ چلے اور ان کے دروازے پر پہونچے حضرت یرفاءؓ نے کہا السلام علیکم! انہوں نے کہا وعلیکم السلام حضرت یرفاءؓ نے کہا کیا میں اندر آجاؤں؟ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا میں یرفاء ہوں، ایسا یرفاء جس کے آنے سے تم خوش نہ ہو گے یہ امیر المومنین آئے ہیں چنانچہ یزید بن ابی سفیان رضؓ نے دروازہ کھولا تو وہاں دیکھا کہ قصہ گو بھی ہیں، چراغ بھی جل رہا ہے اور یہ دیبا اور حریر کے بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یرفاء! دروازے پر دروازے پر کھڑے ہو جاؤ پھر ایک کوڑا یزید کے دونوں کانوں کے درمیان رسید کیا اور سامان کو لپیٹا اور اس کو وسطِ مکان میں رکھ دیا پھر لوگوں سے کہا تم میں سے ایک بھی نہ جائے یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ کر آؤں پھر ان کے پاس سے نکلے اور فرمایا اے یرفاء! ہمیں عمرو بن عاصؓ کے پاس لے چلو ان کے پاس بھی قصہ گو اور چراغ اور مسلمانوں کے مالِ غنیمت کے دیبا کا بستر ہوگا، تم انہیں سلام کرنا وہ تمہیں سلام کا جواب دیں گے اور ان کے پاس اندر آنے کی اجازت طلب کرنا وہ تم کو اجازت نہ دیں گے جب تک کہ یہ نہ جان لیں کہ تم کون ہو؟ چنانچہ ہم لوگ عمرو بن عاص رضؓ کے دروازے پر پہونچے حضرت عمرؓ نے کہا السلام علیکم انہوں نے کہا وعلیکم السلام حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا اندر آجاؤں؟ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ یرفاء نے کہا یہ وہ شخص ہیں جن کا آنا تمہیں برا لگے گا، یہ امیر المومنین ہیں چنانچہ انہوں نے دروازہ کھولا پس دیکھا کہ قصہ گو بھی ہیں، چراغ بھی ہے، اور یہ دیبا اور حریر کے بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یرفاء دروازہ گھیر و پھر ایک درّہ عمرو بن عاصؓ کے کانوں کے بیچ

میں رسید کیا اور سامان کو لپیٹا اور گھر کے بیچ میں رکھدیا، اور لوگوں سے کہا تم یہاں سے جانا نہیں جب تک کہ میں تمہارے پاس لوٹ کر نہ آؤں، یرفاءؓ اور حضرت عمرؓ عمرو بن عاصؓ کے پاس سے نکلے اور یرفاءؓ سے فرمایا ہمیں ابوموسیٰؓ کے پاس لے چلو دیکھنا ان کے پاس قصہ گو اور چراغ اور مسلمانوں کے مال غنیمت سے اون کا بستر بچھا ہوگا تم ان سے اجازت طلب کرنا وہ تمہیں اجازت نہ دیں گے جب تک یہ نہ جان لیں گے کہ تم کون ہو؟ چنانچہ ہم ان کے پاس پہونچے ان کے پاس قصہ گو تھے چراغ جل رہا تھا اور اُون کا بستر بچھا ہوا تھا، ان کے بھی دونوں کانوں کے درمیان ایک ہنٹر رسید کیا اور کہا تم بھی اے ابوموسیٰ؟ ابوموسیٰ رضؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ تو اتنی سی ہی بات ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا جو میرے ساتھیوں نے کر رکھا ہے سن لیجئے خدا کی قسم میں نے بھی اتنا ہی لیا ہے جتنا کہ ان لوگوں کو پہونچا فرمایا یہ گدا کیا ہے؟ ابوموسیٰؓ نے عرض کیا کہ یہاں کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امارت بغیر اس کے نہیں سجتی، حضرت عمرؓ نے سامان کو لپیٹا اور گھر کے وسط میں ڈالا اور قوم سے کہا کہ ہرگز تم میں سے کوئی گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ کر آؤں، جب ہم ابوموسیٰؓ کے پاس سے نکلے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یرفاء! اب ہم کو میرے بھائی کے پاس لے چل، البتہ ہم ان کو دیکھیں گے کہ نہ ان کے پاس قصہ گو ہونگے اور نہ چراغ ہوگا اور نہ ان کے دروازے کے لئے زنجیر ہوگی، کنکریوں کو وہ بچھائے ہوئے ہونگے، پالان سے ٹیک لگائے ہوئے ہونگے ان پر پتلا کمبل ہوگا جس میں سے ٹھنڈ پار ہو رہی ہوگی ان کو سلام کرنا وہ تمہیں سلام کا جواب دیں گے، ان سے اجازت طلب کرنا وہ تمہیں اجازت دیں گے اس سے قبل ہی کہ وہ جانیں کہ تم کون ہو؟ چنانچہ ہم چلے جب ان کے دروازے پر کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا السلام علیکم، انہوں نے کہا وعلیکم السلام پوچھا اندر آجاؤں؟ کہا آجاؤ، دروازے پر دھکا دیا اس دروازے کے لئے زنجیر نہیں تھی چنانچہ ہم دونوں اس تاریک کوٹھری میں داخل ہوئے اندھیرے کی وجہ سے، حضرت عمرؓ نے انہیں ٹٹولنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں پالیا ان کے تکیہ کو ٹٹولا بس اچانک وہ پالان تھی ان کے بستر کو ٹٹولا وہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں کا تھا ان کے کمبل کو ٹٹولا پس اچانک وہ پتلا کمبل تھا حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ کیا امیر المومنین ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں، حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا بہت دنوں میں تم سے ملاقات

ہوئی، سال بھر ہوگیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اللہ تم پر رحم کرے کیا میں نے تم پر وسعت نہیں کی تھی؟ اور کیا میں نے ایسا نہیں کیا تھا؟ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کیا اے عمر! آپ کو وہ حدیث یاد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا تھا؟ حضرت عمرؓ نے پوچھا کونسی حدیث؟ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: لیکن بلاغ احدکم من الدنیا کزاد الراکب ترجمہ: ”تم میں سے ہر ایک کے زندگی گذارنے کا سامان صرف اتنا چاہئے جتنا کہ سوار کی زاد راہ ہوتی ہے“ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں بیشک آپؐ نے یہی فرمایا ہے حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا اے عمر! ہم لوگوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا؟ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ دونوں حضرات صبح تک مل کر روتے رہے، [۱]

رعایا کی خبر گیری

حضرت[۲] ابوصالح غفاریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک نابینا بہت عمر رسیدہ بڑھیا کی جو مدینہ کے ایک کنارے رہتی تھی راتوں خبر گیری کرتے تھے، اس کا پانی بھر آتے، اور اسکا کام کر آتے تھے اور جب یہ اس بڑھیا کے پاس پہونچتے تو دیکھتے کہ ان کے علاوہ کوئی اور ان سے پہلے ہی اس بڑھیا کی خبر گیری کر چکا ہے اور اس کی ضروریات پوری کر گیا ہے کئی مرتبہ اس بڑھیا کے پاس آئے لیکن اس آدمی پر بڑھیا کے کام میں سبقت نہ لے جاسکے، حضرت عمرؓ نے اس آدمی کیلئے گھات لگائی کہ وہ کون آدمی ہے؟ بس دیکھا کہ یہ کام حضرت ابوبکر صدیقؓ انجام دیتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ اسوقت میں خلیفہ تھے، یہ دیکھکر حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم ہے میری عمر کی تم ہی یہ کام کر سکتے تھے، [۳]

اوزاعیؒ[۴] کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ رات کی تاریکی میں نکلے ان کو حضرت طلحہؓ نے دیکھ لیا حضرت عمرؓ چلے پہلے ایک گھر میں داخل ہوئے پھر دوسرے گھر میں جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ اس گھر کی طرف گئے دیکھتے کیا ہیں کہ اس گھر میں ایک بڑھیا اندھی اپاہج ہے، اس بڑھیا سے پوچھا یہ آدمی تیرے پاس کیوں آتا ہے؟ بڑھیا نے

---

[۱] کذا فی الکنز العمال ج ۷ صفحہ ۷۷ [۲] اخرج الخطیب [۳] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۳۴۷
[۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۴۸

کہا یہ آدمی اتنے دنوں سے میری ضروریات کی نگہداشت کر رہا ہے، میری ضرورت کی چیزیں میرے لئے مہیا کرتا ہے اور تکلیف و پریشانی کو مجھ سے دور کرتا ہے حضرت طلحہ رضؓ نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے طلحہ! تجھ کو تیری ماں گم کرے تو حضرت عمر رضؓ کی لغزشات کی تلاش میں نکلا تھا؟

ظاہری اعمال پر حکم لگانا

حضرت[1] عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگ زمانۂ نبویؐ میں وحی پر عمل کرتے تھے اور وحی کا سلسلہ اب منقطع ہو گیا" اور ہم اب تمہارے ظاہری اعمال کو لیں گے جس نے ہمارے لئے بھلا کام کیا ہم اسے امن دیں گے اور اسے قریب کریں گے اور ہمارے ذمہ اسکے پوشیدہ اعمال کا حساب نہیں اللہ تعالےٰ اس کے اعمالِ مخفیہ کا حساب لینے والا ہے، اور جس نے ہمارے لئے شرارت ظاہر کی نہ ہم اسکو امن دیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ کتنا ہی کہے کہ ہمارا باطن صاف ہے[2]

حضرت[3] حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ وہ پہلا خطبہ جو حضرت عمر رضؓ نے دیا یہ ہے:-
اللہ کی تعریف اور ثنا کے بعد فرمایا امابعد! میری تم لوگوں کی وجہ سے آزمائش ہے اور تم لوگوں کی میری وجہ سے اور میں اپنے دونوں ساتھیوں (رسول اکرمؐ اور حضرت ابوبکر رضؓ) کے بعد تمہارا خلیفہ بنا ہوں، پس جو لوگ ہماری موجودگی میں ہونگے ان کی نگہداشت ہم خود کریں گے اور جب ہم سے غائب ہونگے تو ہم ان پر اہلِ قوت اور اہلِ امانت کو والی بنا دیں گے پس جو شخص اچھے کام انجام دیگا ہم بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک میں زیادتی کریں گے، اور جو مرتکبِ جرائم ہوگا اس کو ہم سزا دیں گے اور اللہ ہماری تمہاری مغفرت فرمائے"[4]

---

[1] اخرج عبد الرزاق [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۴۷ واخرجہ البیہقی ج ۸ صفہ ۲۰۱ عن عبد اللہ مثلہ وقال رواہ البخاری فی الصحیح [3] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۹۶ والبیہقی [4] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۴۷

اعمال کا جائزہ لینا

طاؤس[1] کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگ بتاؤ اگر میں تم لوگوں پر کسی بھلے کو عامل بناؤں جس کو میں بھلا جانتا ہوں پھر میں اسے انصاف کرنے کا حکم دوں کیا وہ حق جو میرے اوپر ہے اسے پورا کر دونگا؟ سب لوگوں نے کہا ہاں، حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں، جب تک کہ میں اس کے عمل میں غور اور اس کے عمل کی جانچ نہ کر لوں کہ اس نے جس چیز کا میں نے اس کو حکم دیا ہے اسے اسی طرح انجام دیا یا نہیں؟ [2]

لشکروں کا نوبت بہ نوبت بھیجنا

حضرت[3] عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک لشکر سرزمین فارس میں اپنے امیر کے ہمراہ تھا حضرت عمرؓ ہر سال نوبت بہ نوبت لشکر روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی مشغولیت کی وجہ سے ان کی جگہ دوسرا لشکر نہ بھیج سکے جب سال کی مدت گذر گئی یہ لشکر لوٹ آیا حضرت عمرؓ نے اس لشکر پر سختی کی اور انہیں دھمکایا، اور یہ اہلِ لشکر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ان حضرات نے کہا اے عمر! تم نے ہم لوگوں کے ساتھ غفلت برتی اور ہم سے اس معاملہ کو چھوڑ دیا جس کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، یعنی نوبت بہ نوبت لشکر روانہ کرنا، [4]

امیر کا نزولِ مصائب پر مسلمانوں کی رعایت کرنا

حضرت[5] ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین (حضرت عمرؓ) نے جب اس طاعون کو سنا جو ملک شام میں عام لوگوں کو پیش آیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ کی طرف لکھا، مجھے تمہاری ایسی ضرورت پیش آئی ہے کہ میرے لئے اس ضرورت میں بغیر تمہارے کوئی چارہ نہیں اگر میرا یہ خط تم کو رات میں ملے تو میں تمہیں قسم دیتا ہوں

---

[1] اخرج البیہقی وابن عساکر [2] کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۱۶۵ [3] اخرج ابو داؤد والبیہقی [4] کذا فی کنز العمال ج ۳ صہ ۱۴۸ [5] اخرج ابن عساکر عن طارق بن شہاب

کہ صبح سے پہلے ہی تم سوار ہو کر میری طرف چلے آؤ، اور اگر دن میں ملے تو میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ رات سے پہلے ہی تم میرے پاس چلے آؤ، حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے والا نامہ پڑھکر کہا میں امیر المومنین کی اس ضرورت کو جو انہیں درپیش ہوئی جان گیا، ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس کو باقی رکھیں جو باقی رہنے والا نہیں، چنانچہ جواب میں حضرت عمر رضؓ کی طرف لکھا میں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں میں اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا، اور میں نے آپ کی اس ضرورت کو جو آپ کو پیش آئی ہے سمجھ لیا ہے، آپ اس آدمی کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں، جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہونچے آپ مجھ کو اپنے ارادہ سے معافی دیجئے، اور میرے لئے ٹھہرنے کی اجازت دیجئے" جب اس خط کو حضرت عمر رضؓ نے پڑھا رو پڑے اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جو لوگ آپ کے پاس تھے انہوں نے پوچھا اے امیر المومنین! کیا حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا انتقال ہو گیا؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا نہیں اور گویا کہ قریب ہی ہے اس کے بعد حضرت عمر رضؓ نے دوبارہ ان کے پاس لکھا کہ سر زمین اردن وبا والی ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہاں کی زمین پست اور نمی والی ہے اور جابیہ کی زمین اچھی ہے لہذا تم مہاجرین کو لیکر جابیہ چلے جاؤ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے جب خط پڑھا فرمایا اس بارے میں ہم امیر المومنین کا کہنا سن لیں گے اور اطاعت کریں گے حضرت ابو موسیٰ رضؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو حکم دیا کہ میں بھی سوار ہو جاؤں اور لوگوں کی قیام گاہیں تیار کروں اتنے میں میری عورت طاعون میں مبتلا ہوئی میں حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے پاس آیا، حضرت ابو عبیدہ رضؓ خود لوگوں کو ان کی جگہ ٹھہرانے کے لئے چلے اور یہ بھی مبتلائے طاعون ہوئے اور وفات پا گئے اور طاعون کی بیماری بھی ختم ہو گئی، ابو موجہ کہتے ہیں کہ لوگ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ چھتیس ۳۶ ہزار لشکر کے ہمراہ تھے سب وفات پا گئے صرف چھ ہزار آدمی بچے، [1]

حاکم کی [2] روایت میں بسند سفیان اس روایت کا آخری حصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے فرمایا اللہ امیر المومنین پر رحم کرے وہ ایسی قوم کے باقی رکھنے کا ارادہ کرتے ہیں جو قوم باقی رہنے والی نہیں راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضؓ

---

[1] ورواہ سفیان بن عیینۃ اخصر منہ کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۲۴ [2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۶۳

نے حضرت عمرؓ کو یہ جواب لکھا میں مسلمانوں کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں ہوں، میں اپنے آپ کو اس چیز سے ہٹانا پسند نہیں کرتا جس میں وہ سب مبتلا ہیں۔[1]

ایک[2] اور روایت میں آخری حصہ اس طرح پر ہے کہ اے امیر المومنین! آپ کو جو میری ضرورت درپیش ہوئی ہے اسے میں جانتا ہوں، اور میں مسلمانوں کے ایسے لشکر میں ہوں کہ میرا دل ان سے علیحدہ ہونے کو نہیں چاہتا، لہٰذا میں ان کے چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ اللہ پاک مجھ میں اور ان میں اپنے حکم اور اپنی قضا کا جو چاہے فیصلہ دے، اے امیر المومنین! اپنے ارادہ سے مجھے معاف رکھیں، اور مجھے میرے لشکر میں چھوڑے رکھئے،[3]

امیر کا رحمدل ہونا

حضرت[4] جعفرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو اسیدؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحرین سے گرفتار شدہ لوگوں کی ایک جماعت لیکر آئے آپؐ نے ان میں سے ایک عورت کی طرف دیکھا کہ وہ رو رہی ہے اس سے دریافت فرمایا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا امیر نے میرا بچہ بیچ دیا ہے آپؐ نے ابو اسیدؓ سے دریافت کیا کیا تم نے اس کا بچہ بیچ دیا ہے؟ ابو اسیدؓ نے عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا کہ کس خاندان میں بیچا ہے؟ ابو اسیدؓ نے عرض کیا بنو عبس میں، آپؐ نے فرمایا تم خود سوار ہو کر وہاں جاؤ اور اس بچہ کو لیکر آؤ[5]

حضرت[6] یرفاؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک ان کے کان میں رونے کی آواز آئی آپؓ نے فرمایا اے یرفا! دیکھو یہ رونے کی آواز کیسی ہے؟ یرفاؒ گئے اور دیکھا پھر آکر اطلاع دی کہ قریش کی ایک جاریہ ہے جسکی ماں بیچی جارہی ہے، حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ جاؤ میرے پاس مہاجرین اور انصار کو بلالاؤ، کچھ دیر نہیں لگی تھی کہ آدمیوں سے گھر اور حجرہ بھر گیا آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا:-

"اما بعد! اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ جو چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے اس میں قطع رحم کا بھی تذکرہ ہے لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں حضرت

---

[1] قال الحاکم رواۃ ہذا الحدیث کلہم ثقات وہو عجیب بمرۃ وقال الذہبی علی شرط البخاری ومسلم [2] واخرجہ ابن اسحاق من طریق طارق بطولہ کما فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۳۰ [3] واخرجہ الطبری ج ۴ صفحہ ۳۰ ایضا بطولہ عن طارق [4] اخرج ابن ابی شیبۃ [5] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۲۹ [6] واخرج ابن المنذر والحاکم والبیہقی

عمرؓ نے فرمایا وہ بات تو تم لوگوں میں عام ہو چکی ہے، پھر یہ آیت پڑھی :۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ (سورۃ محمد ۳-۴)

ترجمہ :۔ ”سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو اور آپس میں قطع قرابت کردو“

اسکے بعد فرمایا کہ اس سے بڑھکر اور کوئی قطع رحمی ہوگی کہ ایک آدمی کی ماں تم میں بیچی جارہی ہے؟ اور حالانکہ اللہ پاک نے اب تم لوگوں کو بہت وسعت دے رکھی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ جیسا مناسب سمجھئے کیجئے حضرت عمرؓ نے اطرافِ خلافت میں یہ تحریر بھیجدی کہ کسی آزاد کی ماں نہ بیچی جائے پس یہ قطع رحمی ہے اور یہ حلال نہیں [۱]

حضرت ابو عثمان نہدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بنی اسدی کو کسی عمل پر عامل بنادیا وہ اسدی آیا حضرت عمرؓ اس سے عہد لے رہے تھے اتنے میں حضرت عمرؓ کا ایک بچہ آپہونچا، حضرت عمرؓ نے اس کا بوسہ لیا اسدی نے کہا کیا آپ اس کا بوسہ لیتے ہیں اے امیر المومنین!؟ خدا کی قسم میں نے تو کسی بچہ کا بوسہ کبھی بھی نہیں لیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا پس تو تو خدا کی قسم لوگوں میں سے بہت قلیل الرحم ہے ہمارا عہد واپس کردے اور میرے لئے کبھی کوئی کام نہ کرنا، اور اس سے اس کا عہدہ واپس لے لیا، [۳]

محمد بن سلامؒ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا کوئی گناہ نہیں اگر تیرے دل سے رحمت نکال دی گئی ہو، بیشک اللہ پاک اپنے بندوں میں سے کسی پر رحم نہیں کرتا مگر رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور اس آدمی سے اس کا عہدہ واپس لے لیا اور فرمایا جب تو اپنے بچہ پر رحم نہیں کرتا ہے تو خلق خدا پر کیسے رحم کرسکتا ہے؟ [۵]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا عدل

عدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آنحضرتؐ کے زمانہ میں فتح مکہ

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۲۶ [۲] واخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۱ وہناد [۳] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۵
[۴] واخرجہ الدینوری [۵] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۱ [۶] اخرج البخاری

کے موقع پر چوری کی، اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے پاس پہونچی، اور ان سے سفارش کی درخواست کی حضرت عُروہؓ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ سے اس عورت کے بارے میں حضرت اُسامہؓ نے گفتگو کی، آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ (مارے غصہ کے) بدل گیا، اور آپؐ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کی قائم کردہ حدود میں سے حد کے بارے میں (رعایت کی) گفتگو کرتے ہو؟ حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا میرے لئے یارسول اللہ! مغفرت طلب کیجئے، جب شام کا وقت ہوا تو آنحضرتؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپؐ نے اللہ کی ثنا کی جس کا کہ اللہ پاک مستحق ہے اس کے بعد فرمایا :-

"اما بعد! پہلے لوگ بیشک اس سبب سے ہلاک ہوئے کہ ان کا حال یہ تھا جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب انمیں کوئی کمزور چوری کرتا اس پر حد قائم کرتے، اور قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کریگی تو ان کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا"

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا سو اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر اس عورت کی توبہ اس کے بعد بڑی اچھی رہی اور اس نے شادی بھی کرلی، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ آیا کرتی تھی اور میں اس کی حاجت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتی تھی، [1]

حضرت ابو قتادہ رضؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضورؐ کے ہمراہ حنین کے سال نکلے، جب ہماری دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان شکست کھاکر حملہ آور ہوئے، میں نے دیکھا کہ مشرکین میں سے ایک آدمی مسلمانوں میں سے ایک آدمی پر چڑھ بیٹھا میں نے اس مشرک کی گردن کی موٹی رگ پر تلوار ماری اور میں نے اس کی زرہ تک کاٹ دی وہ مشرک میرے اوپر لپکا اور مجھے اسقدر زور سے بھینچا کہ اس بھینچنے سے مجھے موت کی بو محسوس ہوئی اتنے میں وہ موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگیا تو مجھے چھوڑ دیا پھر میں حضرت عمر رضؓ سے ملا میں نے ان سے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا اللہ کی مرضی اور لوگ لوٹ آئے تھے

---

[1] وقد رواہ البخاری فی موضع آخر ومسلم من حدیث عائشہ رضؓ کذافی البدایۃ ج ۴ ص ۳۱۸ واخرجہ ایضا الاربعۃ عن عائشۃ کمافی الترغیب ج ۴ ص ۲۶ [2] واخرج البخاری

آنحضورؐ بیٹھ گئے اور آپؐ نے فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس قتل کرنے کا گواہ ہو تو مقتول کا سامان قاتل لے لے، یہ سنکر میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا ہے کوئی جو میرے لئے گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا، آنحضورؐ نے پھر وہی فرمایا میں نے پھر کہا ہے کوئی جو میرے لئے گواہی دے؟ اور بیٹھ گیا، سہ بارہ آپؐ نے پھر فرمایا میں نے پھر کہا ہے کوئی جو میرے لئے گواہی دے؟ میں یہ کہکر پھر بیٹھ گیا، چوتھی مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا پس میں کھڑا ہوا، آپؐ نے پوچھا اے! ابو قتادہ! تیرا کیا قصہ ہے؟ میں نے آپؐ کو اطلاع دی ایک آدمی نے کہا ابو قتادہؓ نے سچ کہا ہے ان کا سلب (مقتول کا سامان) میرے پاس ہے ان کو کسی طرح سے مجھ سے راضی کر دیجئے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نہیں نہیں! خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا کہ اس وقت حضورؐ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف جو اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب سے قتل کرتا ہے قصد نہ فرمائیں؟ اور تجھے اسکا سامان دیدیں، آنحضورؐ نے فرمایا ابو بکر نے سچ کہا ہے، تو اس کا سامان اسے واپس کر چنانچہ اُس آدمی نے مجھے میرے مقتول کا سامان دیا وہ سامان اتنا تھا کہ میں نے اس کے عوض میں بنی سلمہ میں کھجور کا ایک باغ خریدا، اور بیشک یہ وہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام میں داخل ہو کر جمع کیا اور حاصل کیا، ؎۱

حضرت ؎۲ عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی کے ان پر چار درہم تھے وہ یہودی آپؐ کے پاس استغاثہ لایا اور اس نے کہا اے محمد! میرے عبداللہ پر چار درہم ہیں جنکے بارے میں یہ مجھ پر غالب آگیا، آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ! اس کا حق اسے دے، میں نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مجھے اس پر قدرت نہیں آپؐ نے فرمایا اسے اس کا حق دے میں نے عرض کیا قسم اُس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے مجھے انکی ادائیگی کی مقدرت نہیں اور میں اس سے کہہ چکا ہوں کہ آپ ہم لوگوں کو خیبر بھیجنے والے ہیں اور مجھے یہ امید ہے کہ ہم کو کچھ نہ کچھ غنیمت ضرور ملے گی جب میں لوٹونگا تو اس قرضہ کو ادا کر دونگا آپؐ نے فرمایا اسے اسکا حق دے، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کو تین مرتبہ فرما دیتے

؎۱ واخرجہ ایضا مسلم ج ۲ صفہ ۸۶ وابوداؤد ج ۲ صفہ ۱۶ والترمذی ج ۱ صفہ ۱۰۱ وابن ماجہ صفہ ۲۰۹ والبیہقی ج ۹ صفہ ۵۰ ؎۲ واخرج ابن عساکر

تھے تو رجوع نہیں فرماتے تھے پس عبداللہ بن ابی حدرد بازار کی طرف چلے اور ان کے سر پر پگڑی تھی اور یہ چادر کا تہ بند باندھے ہوئے تھے انہوں نے پگڑی اپنے سر سے اتاری اور اسکو تہ بند کی جگہ باندھا اور چادر نکال لی اور فرمایا کہ تو اس چادر کو مجھ سے خرید لے چنانچہ اس چادر کو اس یہودی کے ہاتھ چار درہم کے عوض میں بیچ دیا اتنے میں ایک بڑھیا گذری اور اس نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے سارا قصہ کہہ سنایا اس بڑھیا نے کہا تو یہ چادر لے لے یعنی وہ چادر جو بڑھیا پر تھی، اور اس نے وہ چادر ان پر ڈالدی، [1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی میراث کے بارے میں جھگڑا لائے جس پر عرصہ گذر چکا تھا، اور ان دونوں کے پاس گواہ نہیں تھا، حضورؐ نے فرمایا تم میرے پاس جھگڑا لیکر آئے ہو اور میں اپنی رائے سے اس چیز کے بارے میں فیصلہ کرونگا کہ مجھ پر اس کے بارے میں وحی نہیں اتری ہے، پس جس کی موافقت میں میں اس کی حجت کی بناء پر فیصلہ دیدوں اور اس فیصلہ میں اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ کٹتا ہو تو اس کو ہرگز نہ لے بجز اس کے اور کوئی بات نہ ہوگی کہ میں اسے ایک ٹکڑا کاٹ کر جہنم کا دے رہا ہوں جس کو وہ لیکر قیامت میں اسطرح آئیگا کہ اسکی گردن میں یہ ٹکڑا چپکا ہوا ہوگا، یہ سنکر وہ دونوں انصاری رو دیئے اور ان میں سے ہر ایک نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنا حق اس کو دیا، یہ سنکر حضورؐ نے فرمایا جب تم دونوں نے ایسا کیا ہے جو ابھی کیا تو تم دونوں جاؤ اور حق وانصاف کا ارادہ کر دو اور تم دونوں تقسیم کرنے کے بعد قرعہ اندازی کر دو اور اس کے بعد تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے لئے جو اسے پہونچے اسے حلال کر دو [2]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے اس قرضہ کا مطالبہ کیا جو اس کا آپؐ کے ذمہ تھا اور آپؐ پر سختی کی یہاں تک کہ اس اعرابی نے کہا کہ میں آپ پر تنگی کرونگا مگر جبکہ آپ مجھے

---

[1] کذافی الکنز ج ۳ صـ ۱۸۱ واخرجہ احمد ایضا کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۹۵ [2] واخرج ابن ابی شیبۃ وابو سعید النقاش [3] کذافی الکنز ج ۳ صـ ۱۸۲ [4] واخرج ابن ماجہ

میرا قرضہ ادا کردیں، آپؐ کے اصحابؓ نے اس اعرابی کو ڈانٹا اور کہا تجھ پر بڑا افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ کس سے بات کر رہا ہے؟ اس اعرابی نے کہا میں تو اپنا حق طلب کر رہا ہوں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ صاحب حق کے ساتھ کیوں نہیں ہوئے؟ اس کے بعد آپؐ نے حضرت خولہ بنت قیسؓ کے پاس آدمی بھیجکر کہلوایا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہوں تو تم مجھے اس وقت تک کے لئے ادھار دیدو کہ ہمارے پاس کھجوریں آئیں اس وقت میں تمہیں ادا کردونگا، حضرت خولہؓ نے کہا بہت اچھا اور میرے ماں باپ آپ پر سے یا رسول اللہ قربان جائیں، آپؐ نے وہ کھجوریں ادھار لیں اور اس اعرابی کا قرضہ ادا کیا اور اس کو کھانا کھلایا اس کے بعد اُس اعرابی نے کہا آپ نے وفا کی اللہ آپ کے ساتھ وفا کرے، آپؐ نے فرمایا یہ لوگ (جو قرضہ کو خنداں پیشانی سے ادا کریں) لوگوں میں سے بھلے ہیں اور بیشک بات یہ ہے کہ وہ امت مقدس نہیں ہوسکتی جس میں ضعیف اپنا حق بغیر قلق واضطراب کے نہ لے سکے۔ [1]

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ کی بیوی حضرت خولہ بنت قیسؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی ساعدہ کے کسی آدمی کے ساٹھ صاع (پانچ من دس سیر) کھجور قرض تھے وہ آدمی آپؐ کے پاس آیا اور ان کی ادائیگی کا آپؐ سے مطالبہ کیا، آپؐ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کا قرضہ ادا کردیں چنانچہ انھوں نے کھجوریں قرضہ میں دیں لیکن یہ کھجوریں اس ساعدی کی کھجوروں سے کم درجہ کی تھیں اس ساعدی نے ان کے لینے سے انکار کردیا انصاری نے کہا کیا تو حضورؐ کے پاس واپس چلتا ہے؟ ساعدی نے کہا ہاں۔ اور کون آدمی انصاف میں آپؐ سے زیادہ حق پسند ہوسکتا ہے؟ یہ سنکر حضورؐ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اس کے بعد آپؐ نے فرمایا ساعدی نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ انصاف کرنے کا کون حقدار ہے؟ اللہ پاک اُس اُمت کو پروان نہیں چڑھاتا جس میں اُس کا کمزور اس کے قوی سے اپنا حق بلا کلفت نہ لے سکے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے خولہ! تم اسے کھانا کھلاؤ اور اس کا قرضہ ادا کرو بس بات اسی طرح پر ہے کہ کوئی قرض خواہ اپنے مقروض کے پاس سے جب راضی ہوکر واپس ہوتا ہے تو اس مقروض پر روئے زمین کے جاندار اور سمندروں کی مچھلیاں دعائے رحمت کرتی ہیں، اور جب کبھی بندے سے اس کا قرض خواہ دل تنگ

---

[1] ورواہ البزار من حدیث عائشہؓ مختصرا والطبرانی من حدیث ابن مسعودؓ باسناد جید کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۷۱ و اخرج الطبرانی

ہو کر واپس ہوتا ہے تو اللہ پاک اُس مقروض کے لئے ہر دن اور ہر رات ایک گناہ لکھتا ہے [۱]

عدلِ صدیقی رضؓ

حضرت [۲] عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا جب کل کا دن آئے تو اونٹوں کے صدقات یہاں حاضر کر دینا ہم اسے تقسیم کریں گے، اور میرے پاس کوئی بھی بلا اجازت نہ آئے یہ سنکر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا یہ نکیل لو، شاید اللہ پاک ہمیں بھی کوئی اونٹ دے وہ آدمی آیا تو اس نے حضرت ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اونٹوں کے درمیان داخل ہوئے یہ بھی ان کے ساتھ اونٹوں کے درمیان داخل ہو گیا حضرت ابوبکرؓ نے اس کی طرف التفات کی اور فرمایا تجھے کس نے یہاں داخل کیا؟ اس کے بعد اس سے نکیل لی اور اس نکیل سے اس آدمی کو مارا جب حضرت ابوبکرؓ اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہو گئے تو اس آدمی کو بلایا اور اسے اس کی نکیل دی، اور کہا اپنا بدلہ لے حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ بدلہ نہ لیگا تم اس بات کو طریقہ نہ بناؤ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو مجھے کون قیامت کے دن اللہ سے بچائیگا؟ حضرت عمرؓ نے کہا اس کو راضی کر دو تب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس آدمی کو ان کی سواری کی اونٹنی اور اس کا کجاوہ اور دھاری دار کمبل اور پانچ دینار لاکر دے یہ چیزیں دیکر حضرت ابوبکرؓ نے اسے راضی کیا۔ [۳]

عدلِ فاروقی رضؓ

شعبی [۴] فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور اُبی بن کعبؓ کے درمیان کوئی جھگڑا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی آدمی کو فیصلہ کرنے والا مقرر کرو، ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابتؓ کو اپنا فیصل بنایا یہ دونوں حضرات ان کے پاس تشریف لے گئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم دونوں تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ ہمارے درمیان فیصلہ دو، حضرت زیدؓ اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر فیصلہ دیا کرتے تھے

---

[۱] ورواہ احمد بنحوہ عن عائشۃؓ باسناد جید قوی کذافی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۷ [۲] اخرج البیہقی [۳] کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۲۷ [۴] اخرج ابن عساکر وسعید بن منصور والبیہقی

جب یہ دونوں حضرات ان کے پاس پہونچے حضرت عمرؓ کے لئے حضرت زیدؓ نے اپنے بستر کے صدر حصہ پر حضرت عمرؓ کو بٹھانا چاہا اور کہا آیئے امیرالمؤمنین یہاں تشریف رکھئے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ پہلا ظلم ہے جو تمہارے فیصلہ میں جاری ہوا، میں اپنے صاحب معاملہ کے پاس بیٹھونگا، یہ دونوں حضرات ان کے سامنے بیٹھ گئے حضرت اُبیؓ نے دعویٰ پیش کیا حضرت عمرؓ نے انکار کیا، حضرت زیدؓ نے اُبیؓ سے کہا امیرالمؤمنین کو قسم کھانے سے معاف دو (شرعی قاعدہ کی بنا پر اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے) اور میں قسم کی معافی کا کسی کے لئے سوائے ان کے سوال نہیں کرتا ہوں حضرت عمرؓ نے قسم کھائی اور پھر قسم کھا کر کہا زیدؓ فیصلہ پر نہیں پہونچ سکتے جب تک کہ عمر اور مسلمان رعایا ان کے نزدیک برابر نہ ہوں، شعبی سے اس طرح پر ہے کہ کھجوروں کے کاٹنے پر حضرت اُبی بن کعبؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ میں نزاع ہو گئی حضرت اُبیؓ رو دیئے اور اُبیؓ نے کہا کیا اے عمرؓ تمہاری حکومت میں اور ایسا ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے درمیان مسلمانوں میں سے کسی آدمی کو فیصل بنا لو، حضرت اُبیؓ نے کہا حضرت زیدؓ کو فیصل بناتا ہوں راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس پر رضامندی دی اور دونوں چلے اور حضرت زیدؓ کے پاس پہونچے، اور پھر پوری حدیث نقل کی۔[۱]

حضرت زید بن اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کا گھر مسجد مدینہ کے پہلو میں تھا ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اس مکان کو میرے ہاتھ بیچ دو، اور حضرت عمرؓ نے یہ ارادہ کیا کہ اس سے مسجد کو بڑھا دیں، حضرت عباسؓ نے اس بات سے انکار کیا کہ اس مکان کو ان کے ہاتھ بیچیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا تو پھر اس مکان کو میرے لئے ہبہ کر دو حضرت عباسؓ نے اس سے بھی انکار کر دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اس سے خود ہی مسجد میں وسعت کر دو حضرت عباسؓ نے انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں ان تین باتوں میں سے ضرور ایک بات کرنی ہوگی، حضرت عباسؓ نے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو فیصل بنا لو، حضرت عباسؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو فیصل قرار دیا، یہ دونوں حضرات ان کے پاس مقدمہ لے گئے، حضرت اُبی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کو ان کے گھر سے جب تک کہ ان کو راضی نہ کر لو نکال نہیں سکتے، حضرت عمرؓ نے اُبیؓ سے فرمایا کیا تم

---

[۱] کما فی کنز العمال ج ۳ صفہ ۱۷۴ و ج ۳ صفہ ۱۸۱ [۲] واخرج عبدالرزاق

نے اپنا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں دیکھا ہے؟ یا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے
پایا ہے؟ حضرت اُبی رضؓ نے کہا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے میں نے یہ
فیصلہ لیا ہے، حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کہ وہ سنت کیا ہے؟ حضرت اُبیؓ نے کہا کہ میں نے
حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے جب بیت المقدس
کو بنایا جب کبھی کسی دیوار کو قائم کرتے صبح کے وقت اس کو منہدم پاتے تب اللہ پاک
نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ کسی آدمی کے حق میں عمارت نہ بناؤ جب
تک کہ اُسے راضی نہ کرلو، تب حضرت عمر رضؓ نے اس جھگڑے کو چھوڑا، اسکے بعد حضرت
عباس رضؓ نے خود ہی مسجد میں داخل کر کے مسجد میں وسعت کی۔

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے ارادہ کیا کہ حضرت عباس رضؓ بن
عبد المطلب رضؓ کا گھر لیکر اس سے مسجد میں اضافہ کریں حضرت عباس رضؓ نے انکار کر دیا کہ یہ
گھر ان کو دیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں ضرور اس گھر کو لیکر رہونگا۔ حضرت عباس رضؓ نے
فرمایا کہ میرے اور اپنے درمیان اُبی بن کعب رضؓ کو فیصل مقرر کرلو کہا ہاں میں نے منظور کیا، یہ
دونوں حضرات اُبی رضؓ کے پاس آئے اور ان سے تذکرہ کیا حضرت اُبی رضؓ نے فرمایا اللہ پاک
نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ بیت المقدس کی تعمیر کریں اور
وہ زمین ایک آدمی کی تھی اس سے زمین خریدی جب اسکو قیمت دی تو اس نے دریافت
کیا کہ جو قیمت آپ نے مجھے دی وہ بہتر ہے یا وہ زمین جو آپ نے مجھ سے لی؟ حضرت سلیمانؑ
نے کہا بلکہ وہ زمین جو میں نے تجھ سے لی، اس آدمی نے کہا تو میں اس بیع کو جائز
نہیں رکھتا دوبارہ پھر اس آدمی سے کچھ اور قیمت بڑھا کر اس زمین کا معاملہ کیا اس آدمی
نے پھر اسی طرح کا سوال کیا اور حضرت سلیمانؑ نے وہی جواب دیا دو یا تین مرتبہ اسی طرح
ہوا تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شرط کی کہ میں اس زمین کو تجھ سے تیرے
حکم کے مطابق خریدتا ہوں یعنی جو تو مانگے، اب مجھ سے یہ نہ پوچھنا کہ اس قیمت اور زمین
میں سے کون بہتر ہے؟ چنانچہ اس زمین کو اس سے اسکے حکم کے مطابق خریدا اس آدمی
نے بارہ ہزار قنطار سونا مانگا حضرت سلیمانؑ نے اس کو بہت زیادہ خیال کیا کہ دیں، اللہ
پاک نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اگر تم اس آدمی کو کوئی چیز ایسی دے
رہے ہو جو تمہاری ہے تو تم خوب جانتے ہو، تو تم جانو اور اگر ہمارے رزق سے دے

لہ داخرج عبد الرزاق

رہے ہو تو اُسے دو یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے سو حضرت سلیمانؑ نے ایسا ہی کیا حضرت ابیؓ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ عباسؓ اپنے گھر کے زیادہ حق دار ہیں یہاں تک کہ وہ راضی ہوں، یہ سنکر حضرت عباسؓ بولے جب تم نے میری موافقت میں فیصلہ دیا تو اب میں اس مکان کو مسلمانوں کے لئے صدقہ کرتا ہوں، [۱]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ نے اور ان کے ساتھ ابو سروعہ عتبہ بن حارث نے شراب پی اور مست ہو گئے یہ دونوں مصر میں تھے، حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا جب صبح ہوئی یہ دونوں حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو امیر مصر تھے، اور انہوں نے کہا کہ ہم کو پاک کیجئے، ہم دونوں ایک قسم کی شراب پی کر مست ہو گئے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا کہ وہ مست ہو گئے تھے، میں نے کہا گھر کے اندر چلو میں تم کو پاک کروں اور مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ دونوں حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس جا چکے ہیں تب میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ وہ اس بات کی خبر امیر کو بھی دے چکے ہیں، میں نے کہا کہ آج تم اپنا سر لوگوں کے درمیان نہ منڈواؤ، گھر میں چلو میں تمہارا سر مونڈ دونگا اور اس زمانہ میں لوگوں کا سر بھی مونڈا جاتا تھا اور حد بھی لگائی جاتی تھی چنانچہ یہ دونوں گھر میں گئے حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کا سر اپنے ہاتھ سے مونڈا اس کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے کوڑے لگائے اس بات کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی انہوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو لکھا کہ عبدالرحمٰنؓ کو اونٹ کے کجاوے پر بٹھا کر میرے پاس بھیجو، چنانچہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے ایسا ہی کیا جب یہ حضرت عمرؓ کے پاس پہونچے تو حضرت عمرؓ نے انہیں کوڑے لگائے اور سزا دی چونکہ حضرت عمرؓ ان کے والد تھے، پھر اسکے بعد ان کو چھوڑا، اسکے بعد یہ پورے ایک ماہ تندرستی کے ساتھ زندہ رہے پھر ازل کا لکھا ہوا انکے سامنے آیا اور ان کی وفات ہو گئی، عام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت عمرؓ کے کوڑے لگانے سے ہوئی، حالانکہ حضرت عمرؓ کے کوڑے لگانے سے انکی وفات نہیں ہوئی [۲]

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۲۶ واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۳ وابن عساکر عن سالم ابی النضر مطولا جدا وسندہ صحیح الا ان سالما لم یدرک عمر واخرجہ ایضا والبیہقی ویعقوب بن سفیان عن ابن عباسؓ مختصرا وسندہ حسن کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۶۶ واخرجہ الحاکم وابن عساکر من طریق اسلم من وجہ آخر مطولا کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۶۵ وفی حدیثہ حذیفۃ بدل ابی بن کعبؓ [۲] واخرج عبدالرزاق والبیہقی [۳] قال فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۴۲۲ وسندہ صحیح واخرجہ ابن سعد عن اسلم عن عمرو بن العاصؓ بطولہ کما فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲۰

حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کی طرف جس کا شوہر ایک عرصہ سے مفقود تھا اس عورت کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا، حضرت عمرؓ (اسکی دیکھ بھال کے لئے) اس کے یہاں جایا کرتے تھے اس عورت نے آنے سے انکار کر دیا دوبارہ پھر اس کے یہاں آدمی بھیجا اس عورت سے کہا گیا کہ عمرؓ کا کہنا مان لے اس عورت نے کہا ہائے میرے افسوس! مجھ سے عمرؓ کو کیا لینا ہے؟ یہ کہکر وہ گھر سے چلی اور وہ گھبرائی ہوئی تھی راستے ہی میں تھی کہ اس کو دردزہ ہوا، کسی گھر میں داخل ہوگئی اور اس نے بچہ کو ڈال دیا بچہ دو دفعہ چلایا اور اس کے بعد مر گیا، یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا بعض صحابہؓ نے کہا کہ آپ پر کوئی گرفت نہیں اس لئے کہ آپ تو ادب دینے والے اور راستہ دکھلانے والے تھے حضرت علیؓ خاموش تھے، حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر ان لوگوں نے اپنی رائے سے یہ بات کہی ہے تو ان لوگوں نے اپنی رائے میں غلطی کی اور اگر ان لوگوں نے آپ کی خواہش کی بنا پر یہ بات کہی تو آپ کے لئے بھلائی کی بات نہیں کی، میری رائے یہ ہے کہ اس بچہ کی دیت آپ پر واجب ہے اس لئے کہ آپ ہی نے اس عورت کو گھبراہٹ اور خوف میں مبتلا کیا اور اس نے اپنے بچہ کو آپ ہی کے (خوف) کے سبب سے ڈال دیا یہ سنکر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ان کی دیت قریش پر تقسیم کی جائے یعنی تمام قریش سے لی جائے (جیسا کہ شرعی قانون ہے) اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے خطا کی تھی، [1]

عطارؒ [2] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ اپنے عمال کو حکم دیتے تھے کہ حج کے موقع پر یہ سب آپ سے ملیں پس جب آپ کے عمال جمع ہو جاتے تو آپ کہتے کہ

"اے لوگو! میں نے اپنے عاملوں کو تم لوگوں پر اس لئے مقرر نہیں کیا کہ وہ تمہاری کھالیں اور تمہارا مال لیں بلکہ اس لئے ان کو بھیجا ہے تاکہ تمہارے آپس کے جھگڑوں کی روک تھام کریں اور تمہارے مال غنیمت کو تمہارے درمیان تقسیم کریں، اور وہ آدمی جسکے ساتھ اس کے علاوہ کچھ اور کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے"

---

[1] واخرج عبدالرزاق والبیہقی [2] کذافی کنز العمال ج ۷، صفحہ ۳۰۰ [3] واخرج ابن سعد ج ۳ ص ۲۱۱

یہ سنکر کوئی آدمی نہ کھڑا ہوا سوائے ایک آدمی کے اس نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین! آپ کے فلاں عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں، حضرت عمرؓ نے اس عامل سے پوچھا کس معاملہ میں اسے سو کوڑے لگائے؟ اور اس آدمی سے کہا اٹھ اور اس سے بدلہ لے حضرت عمرو بن عاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! اگر آپ نے ایسا کیا پھر تو لوگ آپ پر بڑی کثرت سے یہ دعوے لائیں گے اور یہ ایک طریقہ بن جائیگا اور آپ کے بعد بھی یہ سنت جاری رہیگی، حضرت عمرؓ نے فرمایا فقط میں ہی بدلہ لینے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اپنی ذات پر بھی بدلہ لینے کا حکم دیتے تھے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا ہمکو مہلت دیجئے کہ ہم اسے راضی کر لیں کہا تمہیں اختیار ہے تم اسے راضی کر دچنانچہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اس کو فدیہ میں دو سو دینار دیئے، ہر کوڑے کے بدلہ میں دو دینار [۱]

حضرت [۲] انسؓ سے روایت ہے کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک آدمی نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں آکر عرض کیا اے امیر المومنین! میں ظلم سے آپ کی پناہ پکڑنے آیا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی اس آدمی نے کہا میں نے ابن عمرو بن عاصؓ سے دوڑنے میں بازی لگائی اور میں اس سے آگے نکل گیا، تو اس نے مجھے کوڑے سے مارنا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا میں بڑے آدمیوں کا بیٹا ہوں یہ سنکر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف لکھا اور ان کو آنے کا حکم دیا اور اس بات کا کہ اپنے لڑکے کو بھی اپنے ساتھ لائیں، جب حضرت عمرو بن عاصؓ آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ مصر کا رہنے والا کہاں ہے؟ کوڑا لے اور اس کو مار، وہ مصری ان کے لڑکے کو کوڑے سے مار رہا تھا اور حضرت عمرؓ فرما رہے تھے "مار" ملامت کیۓ گئے ہوئے کے بیٹے کو، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس مصری نے مارا اور بیشک اسے مارا اور ہم پسند کرتے تھے کہ وہ مارا جائے وہ مصری مارنے سے نہ رکا یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ اب یہ مصری اپنا ہاتھ اٹھالے، اسکے بعد حضرت عمرؓ نے مصری سے کہا کہ عمرو بن عاص کی کھوپڑی پر مار اس مصری نے کہا اے امیر المومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا ہے انہوں نے

---

[۱] واخرجہ ایضاً ابن راہویہ کما فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۴۱۹ [۲] واخرج ابن عبد الحکم

نہیں، اور میں اس سے اپنا بدلہ لے چکا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاصؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے؟ عمرو بن عاصؓ نے جواب دیا امیر المومنین! مجھے اس قصہ کا کچھ علم نہیں اور نہ یہ آدمی کبھی میرے پاس آیا لہ

یزید بن ابی منصورؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ اطلاع ملی کہ ان کے بحرین کے عامل کے پاس جس کا نام جارود یا ابن ابو جارود تھا ایک آدمی کو لایا گیا جس کو ادریاس کہا جاتا تھا اور ادریاس کے خلاف گواہ پیش ہوئے کہ یہ مسلمانوں کے دشمنوں کی طرف مسلمانوں کے خلاف خط وکتابت کرتا ہے اور اس نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ پھر انہیں لوگوں کے پاس چلا جائے عامل نے ادریاس کی گردن اڑا دی اور ادریاس یہ کہہ رہا تھا ہائے عمرا ہائے عمرا یہ خبر پاکر حضرت عمرؓ نے اس عامل کی طرف مکتوب گرامی بھیجا اور اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا چنانچہ وہ عامل آیا اسکے لئے حضرت عمرؓ بیٹھے آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ نے اسکی داڑھی کی طرف نیزہ بڑھایا اور وہ کہہ رہے تھے ادریاس! میں حاضر ہوں، ادریاس! میں حاضر ہوں جارود نے کہنا شروع کیا اے امیر المومنین! ادریاس نے دشمنوں سے خط وکتابت کی تھی کہ مسلمانوں کے پوشیدہ راز ان کو بتائیگا اور اس نے قصد بھی کیا تھا کہ دشمنوں سے مل جائے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے اس کو محض ارادہ اور قصد پر قتل کر دیا، ہم میں سے کون ایسا ہے جو ارادہ (شر وفساد) نہیں کرتا؟ میں تجھ کو اس کے بدلہ قتل کر دیتا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آئندہ کے لئے یہ ایک دستور بن جائیگا سلہ

حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس طرح پر نکلے کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انکے کانوں میں تھیں (جسطرح کہ مؤذن کی ہوتی ہیں) اور وہ پکار کر کہہ رہے تھے اے مجھے پکارنے والے! میں حاضر ہوں۔ اے مجھے پکارنے والے! میں حاضر ہوں، لوگوں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کسی نے بتایا ان کے بعض امراء کی طرف سے ڈاک آئی ہے اسمیں لکھا ہے کہ ایک نہر لشکر کے عبور کرنے میں حائل ہو گئی، اور اہل لشکر نے کشتی نہ پائی تو امیر لشکر نے حکم دیا کہ ایک ایسے آدمی کو تلاش کرو جو نہر کی گہرائی جانتا ہو، ایک بڈھے کو لایا گیا اسنے کہا مجھے ٹھنڈ کا خوف ہے اور

لہ کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۴۲۰ سلہ اخرجہ ابن جریر سلہ کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۸ سلہ واخرجہ البیہقی

یہ سردی کے ایام کا قصہ ہے امیر نے اس بڈھے پر جبر کیا اور اس کو نہر میں داخل کر دیا ٹھنڈ نے اُس بڈھے کو مہلت نہ دی اس بڈھے نے پکارنا شروع کیا ہائے عمر! ہائے عمر! اور ڈوب گیا، حضرت عمر رضؓ نے اس امیر کی طرف خط لکھا وہ امیر آیا اور کئی دنوں ٹھہرا رہا، حضرت عمر رضؓ اس سے اعراض کئے رہے اور حضرت عمر رضؓ کی عادت تھی جب عاملوں میں سے کسی سے ناراض ہوتے اسکے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے، کچھ روز بعد اس امیر سے کہا وہ آدمی جس کو تم نے قتل کر دیا ہے کیا ہوا؟ امیر لشکر نے کہا اے امیر المومنین! میں نے قصداً اسے قتل نہیں کیا، ہم نے کوئی چیز ایسی نہیں پائی جسمیں سوار ہو کر عبور کیا جا سکے اور ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ہم پانی کی گہرائی جان لیں، سو آپ دیکھ لیجئے کہ ہم نے ایسے ایسے شہر فتح کئے یہ سنکر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ایک مسلمان آدمی مجھے ہر اُس شے سے زیادہ محبوب ہے جسکو تو لایا (یعنی شہروں کی فتح) اگر طریقہ نہ پڑ جاتا تو میں تیری گردن مار دیتا لہذا تو اسکے اہل کو دیت ادا کر اور یہاں سے چلا جا میں تجھے نہ دیکھوں، [1]

عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھا لشکر نے مالِ غنیمت جمع کیا اس آدمی کو ابو موسیٰؓ نے اس کا حصہ دیا لیکن پورا نہیں دیا اسنے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں تو پورا لونگا، اس پر اس کو حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے بیس کوڑے مارے اور اس کا سر منڈوایا اس آدمی نے اپنے منڈے ہوئے بال جمع کئے اور ان کو لیکر حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان بالوں کو جیب سے نکال کر حضرت عمر رضؓ کے سینے پر پھینکدیا، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ اس نے اپنا قصہ سنایا حضرت عمر رضؓ نے اسی وقت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو خط لکھا۔

"سلام علیکم اما بعد! فلاں بن فلاں نے مجھے ایسی ایسی خبر دی ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں اگر تم نے ایسا کیا ہے جو اسنے بیان کیا، اگر لوگوں کے مجمع میں ایسا کیا ہے تو اسکے لئے لوگوں کے مجمع میں بیٹھو وہ تم سے بدلہ لے، اور اگر تم نے وہ بات خلوت میں کی ہے تو تم خلوت میں اسکے لئے بیٹھو تاکہ وہ تم سے بدلہ لے۔ جب اُس آدمی نے حضرت ابو موسیٰ رضؓ کو یہ نامۂ گرامی دیا تو اسی وقت بدلہ دینے کے لئے بیٹھ گئے یہ دیکھ کر اُس شخص نے کہا میں نے اللہ کے لئے معاف کیا اللہ آپ کو معاف فرمائے، [3]

---

[1] کذافی الکنز ج ۷، صہ ۲۹۹ [2] واخرج البیہقی [3] کذافی کنز العمال ج ۷، صہ ۲۹۹

حرماوی[1] راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ نے فیروز دیلمی کے پاس یہ نامۂ گرامی لکھا:-

"امابعد! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہیں شہد میں نلی کا گودا ملا کر کھانے نے کاموں سے روکدیا، جب میرا یہ خط تمہیں ملے تو اللہ تمکو برکت دے، تم یہاں آجاؤ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو"

چنانچہ فیروز نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت عمرؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت عمرؓ نے اسے اجازت دیدی قریش کے ایک نوجوان کی اسے ٹکر لگ گئی فیروز نے اس قریشی نوجوان کی ناک پر ایک ہاتھ مارا بس وہ قریشی نوجوان بھی خون میں تر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا یہ تمہارے ساتھ کس نے کیا؟ قریشی نے کہا فیروز نے، اور فیروز دروازے ہی پر ہے فیروز کو داخلہ کی اجازت ملی فیروز اندر داخل ہوا حضرت عمرؓ نے پوچھا اے فیروز! یہ کیا ہے؟ عرض کیا اے امیرالمومنین! میرا زمانہ ابھی حکومت سے قریب ہے اور آپ نے مجھے خط بھیج کر بلایا اور اس قریشی کی طرف خط نہیں بھیجا، اور مجھے داخلہ کی اجازت دی، اسے داخلہ کی اجازت نہیں ملی، اس نے یہ ارادہ کیا کہ میری اجازت میں مجھ سے پہلے داخل ہو جائے اس لئے مجھ سے وہ بات سرزد ہوئی جس کی اس نے آپ کو اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے فرمایا بدلہ دو، فیروز نے کہا کیا بدلہ دیا جانا ضروری ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں بدلہ لیا جانا ضروری ہے، یہ سنکر فیروز اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور وہ نوجوان اس سے بدلہ لینے کے لئے کھڑا ہوا، اس نوجوان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے نوجوان! اتنی دیر ٹھہر جا کہ میں تجھے اس چیز کی خبر دیدوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے حضورؐ سے ایک صبح کے وقت سنا کہ آپؐ نے فرمایا اسود عنسی جس نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا تھا آج رات قتل کر دیا گیا اسکو ایک بھلے بندے فیروز دیلمی نے موت کے گھاٹ اتارا ہے (اے قریشی جوان!) کیا تو اپنے آپ کو اس کے بعد بھی بدلہ لینے والا خیال کرتا ہے؟ جب کہ تو نے یہ بات حضورؐ کی جانب سے سن لی نوجوان نے عرض کیا میں اسے معافی دیتا ہوں، جبکہ آپ نے مجھے حضورؐ کا یہ ارشاد گرامی سنایا، فیروز نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کیا آپ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات مجھے اس چیز سے نجات دینے والی ہے جو میں

---

[1] واخرج ابن عساکر

سنے کی اور میں نے اس بات کا اس کے لئے اقرار کیا اور اس نے بغیر کسی جبر کے مجھے معاف کیا، حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہاں فیروز نے کہا ہاں میں آپ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میری تلوار اور میرا گھوڑا اور تیس ہزار کی رقم میں نے اپنے مال سے اسکے لئے ہبہ کی، حضرت عمر رضہ نے اس قریشی نوجوان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے قریشی بھائی! تو نے معاف کیا تجھے اجر بھی ملا اور تو نے مال بھی لیا، [1]

حضرت ابن عباسؓ [2] فرماتے ہیں کہ ایک جاریہ نے حضرت عمر رضہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرے آقا نے مجھ پر الزام رکھا اور مجھ کو آگ پر بٹھایا یہاں تک کہ میری پیشاب گاہ جل گئی حضرت عمر رضہ نے اس سے دریافت کیا کیا آقا نے وہ عیب تیرے اوپر دیکھا جس کا کہ الزام رکھا ہے؟ جاریہ نے کہا نہیں، آپ نے دریافت فرمایا کیا تو نے اسکے سامنے کچھ اقرار کیا؟ اس نے کہا نہیں یہ سنکر حضرت عمر رضہ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ جب حضرت عمر رضہ نے اس آدمی کو دیکھا فرمایا کیا تو اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب دیتا ہے؟ اس آقا نے عرض کیا کہ مجھے اس جاریہ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوئی حضرت عمر رضہ نے دریافت فرمایا کیا تو نے اسے اس برے کام پر دیکھا تھا؟ آقا نے کہا نہیں حضرت عمر رضہ نے فرمایا کیا اسنے تیرے آگے اس برے کام کا اقرار کیا؟ آقا نے کہا نہیں، حضرت عمر رضہ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے کہ غلام اپنے آقا سے اور بچہ اپنے والد سے قصاص نہ لے نہ سنا ہوتا تو اس کا بدلہ تجھ سے ضرور لیتا اس آقا کو حضرت عمر رضہ نے سو کوڑے لگائے اور اس کنیز سے حضرت عمر رضہ نے فرمایا جاؤ اللہ کے لئے آزاد ہے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی باندی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جو آگ میں جلایا گیا یا جس کی صورت بگاڑی گئی وہ آزاد ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا آزاد کردہ غلام ہے [3]

مکحول [4] سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضہ نے بیت المقدس کے پاس ایک نبطی کو بلایا تاکہ وہ ان کا گھوڑا تھام کر کھڑا رہے اس نبطی نے انکار کر دیا حضرت عبادہؓ نے اسے مارا اور اسکا سر پھوڑ دیا اس نے حضرت عمر رضہ کے یہاں استغاثہ دائر

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ صفہ ۸۳ [2] واخرج الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر والبیہقی [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفہ ۲۹۹ [4] واخرج البیہقی

کیا حضرت عمرؓ نے حضرت عبادہؓ سے پوچھا کہ تمہیں اسکے ساتھ ایسا کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟ عبادہؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں نے اس سے کہا کہ میری سواری تھام لے اس نے انکار کر دیا اور میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ مجھ میں جلال کا مادہ زیادہ ہے پس میں نے اسے مار دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا بدلہ دینے کے لئے بیٹھو، حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ آپ اپنے غلام کا بدلہ اپنے بھائی سے لے رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے بدلہ کو چھوڑ دیا اور دیت کے ساتھ عبادہؓ کے خلاف فیصلہ کیا، [1]

حضرت سوید بن غفلہؓ [2] فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لے گئے، اہلِ شام میں سے ایک یہودی نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا اے امیر المومنین! مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے میرے ساتھ وہ کیا جسے آپ دیکھ رہے ہیں سویدؓ فرماتے ہیں کہ اس فریادی کا سر پھٹا ہوا تھا اور بدن پر پٹنے کے نشانات تھے حضرت عمرؓ کو بہت سخت غصہ آیا پھر حضرت صہیبؓ سے فرمایا جاؤ اور دیکھو اس کا مدعا علیہ کون ہے اور اس کو میرے پاس لا حضرت صہیبؓ گئے انہوں نے دیکھا کہ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ ہیں حضرت عوفؓ سے حضرت صہیبؓ نے کہا امیر المومنین تم پر بہت سخت خفا ہیں تم حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس جاؤ تاکہ وہ حضرت عمرؓ سے اس بارے میں گفتگو کریں مجھے یہ ڈر ہے کہ حضرت عمرؓ کہیں تم پر جلدی نہ کر بیٹھیں جب حضرت عمرؓ نماز سے فارغ ہوئے دریافت کیا صہیبؓ کہاں ہیں؟ کیا تم اُس آدمی کو لے آئے؟ حضرت صہیبؓ نے کہا جی ہاں، حضرت عوفؓ حضرت معاذؓ کے پاس جا چکے تھے اور ان کو سارا قصہ کہہ سنایا تھا حضرت معاذؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین! عوف بن مالکؓ یہ ہیں ان کی پہلے سنئے اور ان کو سزا دینے میں جلدی نہ کیجئے حضرت عمرؓ نے حضرت عوفؓ سے پوچھا تیرا اور اس آدمی کا کیا قصہ ہے؟ حضرت عوفؓ نے بیان کیا اے امیر المومنین! آپ کو معلوم ہونا چاہئے یہ مدعی گدھے پر ایک مسلمان عورت کو ہنکا کرلے جا رہا تھا پھر اس نے اس عورت کے ایک کچوکا دیا تاکہ وہ گدھے پر سے گر پڑے جب وہ عورت نہ گری تو اسنے اسے دھکا دیا وہ نیچے جا پڑی یہ اس عورت پر چڑھ گیا اور اس پر اوندھا پڑ گیا حضرت عمرؓ نے حضرت عوفؓ سے فرمایا تم اس عورت کو لاؤ تاکہ وہ تمہارے بیان کی تصدیق کرے چنانچہ حضرت عوفؓ اس عورت کے پاس پہونچے،

[1] کذا فی الکنز ج ۷، ص ۳۰۳ [2] واخرج ابو عبید والبیہقی وابن عساکر

حضرت عوف رضؓ سے اس عورت کے والد اور شوہر نے کہا تم نے ہماری گھر والی کے ساتھ کیا ارادہ کیا ہے؟ تم نے تو ہم لوگوں کو رسوا کر دیا اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ان کے ساتھ ضرور چلونگی، اس عورت کے باپ اور شوہر نے کہا ہم جاتے ہیں اور تیری طرف سے ساری بات کہہ آئیں گے۔ چنانچہ ان دونوں نے حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت عمر رضؓ کو بالکل اسی جیسی خبر دی جو حضرت عوف رضؓ کا بیان تھا حضرت عمر رضؓ نے اس یہودی کے متعلق حکم دیا، اسکو سولی دی گئی، اور فرمایا اس بات پر ہم نے تم لوگوں سے صلح نہیں کی (کہ تم اس قسم کی حرکتیں کرو) اسکے بعد فرمایا اے لوگو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں اللہ سے ڈرو، جو شخص بھی اہلِ ذمہ میں سے ایسا کام کریگا اس کی ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں، حضرت سوید رضؓ فرماتے ہیں یہ وہ پہلا یہودی ہے کہ جسکو اسلام میں میں نے سُولی لگتے ہوئے دیکھا ہے [1]

عبد الملک[2] بن یعلی لیثیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بکر بن شداخ لیثیؓ نابالغ تھے اور حضورؐ کی خدمت کیا کرتے تھے جب یہ بالغ ہو گئے تو آپؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپؐ کے گھر میں داخل ہو جایا کرتا تھا اور اب میں بالغ ہو گیا ہوں، آپؐ نے یہ دعا دی اے میرے اللہ! اسکے قول کی تصدیق فرما اور اسے کامیابی نصیب فرما۔ جب حضرت عمر رضؓ کی خلافت کا زمانہ آیا تو ایک یہودی قتل شدہ پایا گیا، حضرت عمر رضؓ کو یہ بات بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور گھبرا گئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا کیا ایسے زمانہ میں جب اللہ نے مجھ کو والی اور خلیفہ بنایا لوگوں کا ناگہانی خون بہایا جائیگا؟ میں اس آدمی کو خدا یاد دلاتا ہوں جسکے پاس اس قاتل کا علم ہو مجھے ضرور اطلاع دے، یہ سنکر بکر بن شداخ رضؓ نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا، میں نے اسکو قتل کیا ہے؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اللہ اکبر! تم نے اس کا خون کیا ہے؟ اپنے بچاؤ کے لئے دلیل پیش کرو، بکر بن شداخ رضؓ نے عرض کیا بیشک، سنئے فلاں آدمی جہاد کے لئے نکلا اور میری نگرانی میں گھر والوں کو دے گیا، میں آیا اور میں نے اس یہودی کو اس غازی کے مکان میں پایا، یہ یہودی کہہ رہا تھا:۔

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۲۹۹ واخرج الطبرانی عن عوف بن مالک رضؓ مختصراً قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۳ ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [2] واخرج ابن مندہ وابو نعیم

واشعث غرۂ الاسلام منّی (۱) خلوت بعرسہٖ لیل التمام

ابیت علی ترائبھا ویمسی (۲) علی جرد الاُحقۃ الحزام

کأن مجامع الربلات منھا (۳) فئام ینھضون الی فئام

ترجمہ اشعار

۱ اور اشعث! اس کو اسلام نے میری جانب سے دھوکہ میں ڈال دیا میں نے اسکی بیوی کے ساتھ پوری رات تنہائی برتی

۲ میں نے اسکی بیوی کی چھاتی پر ساری رات گذاری اور اشعث نے کم بال والی سواری پر جسکے تنگ بندھا ہوا تھا شام کی

۳ گویا کہ اس عورت کی رانوں کے جوڑوں کی جگہ گروہ در گروہ ہیں جو اٹھ رہے ہیں،

یہ سنکر حضرت عمرؓ نے حضرت بکر بن شداخ رضؓ کے قول کی تصدیق کی اور ان پر سے دیت اٹھالی یہ بہ سبب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہوا، (جو پیچھے گذری، اے میرے اللہ! اسکے قول کی تصدیق فرما اور اسے کامیابی عطا فرما)[1]

قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ کسی مسلمان نے ملک شام میں ایک ذمی کو قتل کر دیا تھا جس کا مقدمہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس لایا گیا، اس بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس حضرت ابو عبیدہؓ نے لکھا، حضرت عمرؓ نے جواب میں تحریر فرمایا اگر ذمیوں کے قتل کرنیکی اُس مسلمان میں عادت پڑ چکی ہے تو اس کو آگے کر کے اسکی گردن ماردو اور اگر طیش میں آکر جلد بازی کی ہے جو اس سے صادر ہوئی تو اس سے چار ہزار رقم دیت کی تاوان میں لو[2]

اہل کوفہ میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر کے امیر کی طرف لکھا جس کو کسی غزوہ میں بھیج رکھا تھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہارے کچھ لوگ عجمی کی تلاش میں نکلتے ہیں اور جب وہ عجمی بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور محفوظ ہو جاتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ مترس (یعنی ڈر مت) پھر جب اسکو پا لیتے ہیں تو قتل کر دیتے ہیں اور مجھے قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے، کسی ایک کی تم میں سے ایسا کرنے کی اطلاع ملیگی تو میں ضرور اسکی گردن ماردونگا۔[3]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷، صفحہ ۱۳ [2] واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن الشعبی بمعناہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۵۴ [3] واخرج عبد الرزاق والبیہقی [3] کذا فی کنز العمال ج ۷، صفحہ ۲۹۸ واخرج مالک

ابی سلمہ[1] رضؓ کی روایۃ میں اس طرح پر ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی نے اپنی انگلی سے مشرک کو بلانے کے لئے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر وہ مشرک اس اشارہ پر مسلمان کی طرف اتر آیا اور اس مسلمان نے اس مشرک کو مار دیا تو میں اس مسلمان کو ضرور قتل کر دونگا۔[2]

حضرت انس[3] بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تستر کا محاصرہ کیا ہرمزان حضرت عمر رضؓ کا حکم پا کر قلعہ سے اتر آیا میں اسے لیکر حضرت عمر رضؓ کے پاس آیا جب ہم حضرت عمر رضؓ کے پاس پہونچے حضرت عمر رضؓ نے اس سے کہا کلام کر اس نے کہا زندوں کی بات کروں یا مُردوں کی؟ (یعنی اگر زندگی کی امید ہو تو ویسی بات کروں اور اگر قتل کی امید ہے تو ایسی بات کروں) حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تو بات کر کوئی ڈر نہیں ہُرمزان نے کہا کہ ہمیں اور تمہیں اے عرب کی جماعت اجب تک اللہ نے چھوڑے رکھا ہم لوگ تمہیں غلام بناتے تھے اور تمہیں قتل کر دیا کرتے تھے اور تم سے چھین جھپٹ کیا کرتے تھے، جب خدا تمہارے ساتھ ہو گیا ہمارے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اے انس! کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں نے اپنے پیچھے بہت دشمن چھوڑے ہیں اور سخت طاقت اور قوت چھوڑی ہے اگر آپ اس کو قتل کر دیں گے تو اسکے سارے لوگ حیات سے نا امید ہو جائیں گے اور یہ بات مسلمانوں کی شوکت میں اور اضافہ پیدا کرے گی حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں براء بن مالکؓ اور مجزاۃ بن ثور رضی اللہ عنہما کے قاتل سے کیا شرما جاوں؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ حضرت عمر رضؓ اسکو قتل کر دیں گے تو میں نے عرض کیا کہ اس کے قتل کیلئے کوئی سبیل نہیں رہ گئی ہے، آپ نے اس سے فرمایا تھا کہا کوئی خطرہ کی بات نہیں، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تم نے اس سے رشوت لی ہے اور کچھ حاصل کیا ہے حضرت انس رضؓ نے کہا نہ میں نے اس سے رشوت لی اور نہ مجھے اس کی جانب سے کچھ ملا، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم اپنے اس دعویٰ پر میرے پاس اپنے علاوہ کو گواہ لاؤ ورنہ میں پہلے تجھے سزا دینے میں ابتدا کرونگا۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور حضرت زبیر بن عوام رضؓ سے ملا انہوں نے میرے

[1] وعند ابن صاعد والله اسکائی [2] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۸ [3] داخرج البیہقی ج صفحہ ۰

ساتھ گواہی دی تب حضرت عمرؓ رکے، اور ہرمزان اسلام لے آیا اور اس کے لئے وظیفہ مقرر کردیا، ۱؎

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ[۲] فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمرؓ کی معیت میں جابیہ پہونچے آپنے ذمیوں میں سے ایک بڈھے کو دیکھا کہ کھانا مانگتا پھر رہا ہے اس کے متعلق آپنے دریافت کیا کسی نے بتایا کہ یہ ذمی ہے بڈھا اور کمزور ہو گیا ہے تو حضرت عمرؓ نے جو اسکے ذمہ جزیہ تھا اُسے معاف کر دیا اور فرمایا تم لوگوں نے اسے جزیہ کی تکلیف دی جب یہ بڈھا ہو گیا تم نے اسکو ایسی حالت میں کر دیا کہ کھانا مانگتا پھر رہا ہے اور اس کے بعد بیت المال سے اسکے لئے دس درہم مقرر کر دیئے اور اس بڈھے کے بال بچے بھی تھے، اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ کا ایک ذمی بڈھے پر گذر ہوا جو مساجد کے دروازوں پر سوال کرتا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم نے تیرے بارے میں انصاف سے کام نہیں لیا، ہم تجھ سے تیرے بڑھاپے میں جزیہ لیا کرتے تھے پھر ہم نے تجھ کو تیرے بڑھاپے میں ضائع کر دیا پھر اس کے لئے بیت المال سے اس کے مناسب وظیفہ جاری کیا، ۳؎

حضرت یزید بن ابی مالکؒ[۴] فرماتے ہیں کہ مسلمان جابیہ میں تھے اور ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے ایک ذمی آدمی نے آپ کی خدمت میں آکر آپ کو خبر دی کہ لوگوں نے میرے انگور کے باغ میں جھپٹا مارا ہے حضرت عمرؓ نکلے آپ کی اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو ڈھال اٹھائے ہوئے تھا اور اس ڈھال پر انگور تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا اور تم نے بھی جھپٹا مارا ہے اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! ہم لوگوں کو بھوک لگی تھی حضرت عمرؓ وہاں سے واپس ہوئے اور اس باغ والے کے لئے انگوروں کی قیمت دیئے جانے کا حکم دیا، ۵؎

حضرت سعید بن مسیبؒ[۶] سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی حضرت عمرؓ کے پاس جھگڑا لائے حضرت عمرؓ نے حق یہودی کے لئے جانا لہٰذا اس کی موافقت میں فیصلہ دیا، یہودی نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ نے حق فیصلہ دیا ہے حضرت عمرؓ نے اسے کوڑے سے ٹہوکا دیا اور کہا تجھے کس طرح پتہ چلا؟ اس نے کہا خدا کی

۱؎ واخرجہ ایضا الشافعی بمعناہ مختصر اکمافی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۶ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۹۶ ایضا من طریق جبیر بن حیۃ آخر بطولہ وذکرہ فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۸۷ مطولا جدا ۲؎ واخرج ابن عساکر والواقدی ۳؎ کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۰۲ و ۴؎ واخرج ابو عبید ۵؎ کذافی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۹ ۶؎ واخرج مالک

قسم ہمیں توریت میں یہ لکھا ہوا ملا ہے کہ جو قاضی حق کے ساتھ فیصلہ دیتا ہے اس کے دائیں جانب اور اس کے بائیں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کو راہِ راست پر قائم رکھتے ہیں اور اس کو توفیق کی دعا دیتے رہتے ہیں جب تک کہ قاضی حق پر رہتا ہے اور جب حق کو چھوڑ بیٹھتا ہے وہ فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں [۱]

حضرت ایاس بن سلمہؓ [۲] فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بازار میں گذرے اور آپ کے پاس دُرہ تھا آپ نے مجھے کوڑے سے حرکت دی وہ کوڑا میرے کپڑے کے کنارے پر لگا اور فرمایا راستہ سے کوڑا کر کٹ صاف کر دے جب سالِ آئندہ ہوا حضرت عمرؓ مجھ سے ملے اور مجھ سے پوچھا کیا تُو حج کا ارادہ کر رہا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور فرمایا اس سے اپنے حج میں مدد حاصل کر، اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ رقم اس کوڑے کی حرکت کی وجہ سے ہے جس سے میں نے تجھے ٹہوکا دیا تھا، میں نے عرض کیا اے امیر المومنین مجھے وہ یاد نہیں، آپ نے فرمایا میں تو اسے نہیں بھولا،

عدلِ عثمانی رضؓ

ابو فراتؓ [۳] فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا اس سے فرمایا میں نے تیرا کان مَلا تھا تو مجھ سے بدلہ لے، اسنے حضرت عثمانؓ کا کان پکڑا، آپنے فرمایا سختی سے مل دنیا کا بدلہ کیا ہی اچھا ہے کہ آخرت میں بدلہ نہ لیا جائے، [۴]

نافع بن عبدالحارثؓ [۵] نے کہا کہ حضرت عمر بن خطابؓ مکہ معظمہ تشریف لائے اور جمعہ کے دن دار الندوہ میں داخل ہوئے اور ارادہ کیا کہ دار الندوہ سے مسجد الحرام کے جانے میں ذرا نزدیکی رہیگی، اپنی چادر گھر کی ایک کھونٹی پر ڈال دی اس پر ایک کبوتر وہاں کے کبوتروں میں سے آکر بیٹھا، اس کو حضرت عمرؓ نے اڑا دیا اس پر ایک سانپ لپکا اور سانپ نے اُسے مار ڈالا جب حضرت عمرؓ جمعہ سے فارغ ہو گئے ہیں اور حضرت عثمان بن عفانؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے اور پر تم دونوں ایک ایسی شے کے بارے میں حکم لگاؤ جو میں نے آج کے دن کی، میں اس گھر میں داخل

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۵ [۲] واخرج الطبری ج ۵ صفحہ ۳۲ [۳] اخرج السلمان فی الموافقۃ [۴] کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للمحب الطبری ج ۲ صفحہ ۱۱۱ [۵] اخرج الامام الشافعی فی مسندہ صفحہ ۴۷

ہوا تھا اور میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مسجد الحرام میں یہاں سے جانے میں ذرا نزدیکی رہیگی میں نے اپنی چادر اس کپڑا لٹکانے کی لکڑی پر لٹکا دی اس پر ان کبوتروں میں سے ایک کبوتر آبیٹھا، مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں اپنی بیٹ سے میری چادر ملوث نہ کر دے میں نے اس کبوتر کو کپڑے پر سے اڑا دیا، وہ ایک دوسری لکڑی پر بیٹھ گیا اس پر ایک سانپ لپکا اور اُسے مار ڈالا، اب میں اپنے جی میں خیال کر رہا ہوں کہ میں نے اسکو ایسی جگہ سے اڑایا جہاں وہ باامن تھا اور ایسی جگہ کی طرف اڑایا جس میں اسکی موت واقع ہوئی حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا آپ کی اس کے کفارہ میں دو دانتی بھوری بکری کے صدقہ کئے جانے کے بارے میں کیا رائے ہے کہ آپ اس کا فیصلہ امیر المومنین کو دیں؟ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے اسی کے لئے حکم دیا،

عدلِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

کلیب رضؓ[۱] فرماتے ہیں کہ اصبہان سے حضرت علی رضؓ کے پاس مال آیا اسکی سات حصوں پر آپ نے تقسیم کی، اس مال میں ایک چپاتی روٹی بھی تھی اس کے بھی سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ میں اس کا ایک ایک ٹکڑا شامل کر دیا، پھر ان حصہ پانے والے ساتوں سرداروں کو بلایا اور ان کے درمیان میں اس لئے قرعہ اندازی کی کہ ان میں سے کسے پہلے دیا جائے؟ ۲؎

عبد اللہ[۳] ہاشمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضرت علی رضؓ کے پاس دو سائل عورتیں آئیں ایک عرب کی رہنے والی تھی اور دوسری اس کی آزاد کردہ باندی تھی حضرت علی رضؓ نے ایک ایک بوری غلہ کی اور چالیس چالیس درہم دیئے جانے کا حکم فرمایا آزاد شدہ باندی تو جو اسے دیا گیا اسے لیکر چلی گئی، عربیہ عورت بولی اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے بھی اُسی جیسا دے رہے ہیں جو اُسے دیا ہے حالانکہ میں عرب کی رہنے والی ہوں اور وہ آزاد شدہ باندی ہے حضرت علی رضؓ نے اس عورت کو جواب دیا

۱؎ اخرج البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۴۸ وابن عساکر ۲؎ کذا فی الکنز ج ۶ صفحہ ۱۶۶ واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۴۹ ۳؎ واخرج البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۴۹ عن عیسیٰ بن عبد اللہ الہاشمی

ں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں غور کیا ہیں نے تو اولادِ اسمٰعیلؑ کی اولادِ اسحٰقؑ پر کوئی ضیلت نہیں دیکھی۔[1]

حضرت علیؓ بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ جعدہؓ بن ہبیرہ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کی خدمت میں اے امیر المومنین! دو آدمی آتے ہیں ان میں سے ایک کو آپ اسقدر محبوب ہیں کہ اسے اتنی محبوب اپنی جان نہیں یا جعدہؓ نے سطرح کہا کہ اس کے اہل اور اس کے مال سے آپ اسے زیادہ محبوب ہیں اور دوسرے کا یہ حال ہے کہ اگر اسے آپ کے ذبح کرنے پر قابو مل جائے تو آپ کو ذبح کر دے، آپ اس (ذبح کرنے والے) کے لئے فیصلہ اس محبت رکھنے والے) کے خلاف دیتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے جعدہؓ کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور فرمایا اگر یہ فیصلہ میری چیز ہوتی تو میں (تیری منشا کے مطابق) کرتا لیکن یہ ایک ایسی شے ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے۔[2]

اصبغؒ بن نباتہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ہمراہ بازار گیا، بازار والوں کو دیکھا کہ وہ اپنے مکانوں سے تجاوز کئے ہوئے ہیں حضرت علی رضؓ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ بازار والے اپنی جگہوں سے آگے بڑھ گئے ہیں حضرت علی رضؓ نے فرمایا کیا اس بات کا انہیں اختیار نہیں؟ (یعنی انہیں ایسا کرنے کی گنجائش ہے) مسلمانوں کا بازار نمازیوں کی مسجد کی طرح ہے جو آدمی جس جگہ پہلے پہونچ گیا وہ اسی کے لئے ہے جب تک کہ اس جگہ کو چھوڑے نہیں۔[3]

عدلِ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

خیبرؓ کے قصہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے ایک طویل روایت کے ضمن میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اہل خیبر کے پاس ہر سال خیبر کے کھجوروں کا تخمینہ کرنے کے لئے جایا کرتے تھے اور جو کچھ ان کے تخمینہ میں ٹھہرتا اس کا آدھا اہل خیبر پر مقرر کر آتے اہل خیبر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ تخمینہ پیدا وار سے زیادہ لگا آتے ہیں اور (ادھر) حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو رشوت کا لالچ دیا

---

[1] واخرج ابن عساکر [2] کذا فی الکنز ج۳ صفحہ ۱۶۲ [3] واخرج ابوعبید فی الاموال [4] کذا فی الکنز ج۳ صفحہ ۱۴۶ وقد تقدم تعقبہ علی شیخ المسعودی فی قصص الصحابہ فی الاعمال والاخلاق المقفیۃ الی ہدایۃ الناس حیاۃ الصحابہؓ عربی ج۱ صفحہ ۲۱۷
[5] اخرج البیہقی

حضرت عبداللہؓ نے فرمایا، اے اللہ کے دشمنو! تم مجھ کو حرام کھلاؤ گے؟ میں تمہارے پاس ایک ایسی ذاتِ گرامی کی طرف سے آیا ہوں جو تمام لوگوں سے مجھے محبوب ہے، اور تم لوگ مجھے ایسے مبغوض ہو کہ تمہاری تعداد کے برابر بندر اور سور بھی ایسے مبغوض نہیں، لیکن میرا تم سے یہ بغض رکھنا اور حضورؐ سے (اس درجہ) محبت رکھنا اس بات پر آمادہ نہیں کرسکتا کہ میں تمہارے ساتھ انصاف نہ برتوں، یہ سنکر یہود نے کہا انہیں باتوں سے آسمان، و زمین قائم ہیں لہ (یعنی اس انصاف کی بدولت)

عدلِ حضرت مقداد بن اسودؓ رضی اللہ عنہ

حارث بن سویدؓ فرماتے ہیں کہ مقداد بن اسودؓ کسی لشکر میں تھے دشمنوں کا محاصرہ کیا، امیر لشکر نے حکم نافذ کیا کہ کوئی اپنی سواری کو چرانے نہ جائے، ایک آدمی اپنی سواری چرانے کے لئے چلا گیا، اسکو اس حکم کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ امیر نے اس کو مارا یہ آدمی لوٹا اور کہہ رہا تھا میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا جسکا آج سابقہ پڑا، حضرت مقدادؓ (ادھر سے گذرے) آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے حضرت مقدادؓ سے اپنا قصہ بیان کیا حضرت مقدادؓ نے تلوار گلے میں لٹکائی اور اس کے ساتھ امیر لشکر کے پاس پہونچ کر کہا، اپنے نفس سے اسے قصاص لینے دو، امیر قصاص دینے پر تیار ہوا اس آدمی نے معاف کر دیا، حضرت مقدادؓ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے میں اس حال میں مرنے کی کوشش کرتا رہونگا کہ اسلام معزز ہو،

خلفاءؓ میں خوفِ خداوندی

ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے کسی پرندہ کو درخت پر بیٹھا ہوا دیکھا فرمایا اے پرندے! تیرے لئے خوشی کا مقام ہے، خدا کی قسم میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میں تیرے جیسا ہوتا تو درخت پر بیٹھتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے پھر اُڑ جاتا ہے اور تیرے اوپر نہ کوئی حساب ہے اور نہ کوئی عذاب، خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں راستے کے کنارے کا ایک درخت ہوتا میرے پاس سے اونٹ گذرتا مجھے پکڑتا اور

لہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۹۹ ۲ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۷۶ ۳ اخرج ابن ابی شیبۃ وھناد والبیہقی

اپنے منہ میں داخل کرتا اور مجھے چباتا اور مجھے نگل لیتا، اور پھر مجھے مینگنی کر کے نکال دیتا اور میں بشر نہ ہوتا، یا اسطرح فرمایا کہ میں آدمیوں میں نہ ہوتا ضحاک رضؓ بن مزاحم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایک چڑیا کو دیکھ کر فرمایا کہ اے چڑیا تیرے لیے مقام فرحت ہے تو پھلوں کو کھاتی ہے درختوں میں پھدکتی پھرتی ہے نہ تیرے اوپر حساب ہے اور نہ عذاب ہے ـــــ خدا کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں مینڈھا ہوتا مجھے میرے مالک موٹا کرتے اور جتنا مجھے بڑا ہونا ہوتا بڑا ہوتا اور موٹا ہوتا وہ مجھ کو ذبح کرتے میرے بعض حصے کو بھونتے اور بعض حصہ کی بوٹی بناتے، پھر مجھ کو کھاجاتے پھر پاخانہ بناکر کوڑی میں ڈال دیتے، اور میں بشر نہ بنایا جاتا، ـــــ احمد سے زہد کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے متعلق یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں بال ہوتا اور کسی مومن بندے کے پہلو میں[۱]

ضحاک رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے کاش! کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے مینڈھا ہوتا مجھے وہ موٹا کرتے رہتے جب تک کہ ان کا جی چاہتا یہاں تک کہ جب میں اتنا موٹا ہوجاتا جتنا کہ مجھے ہونا چاہئے اور گھر والوں کی زیارت کے لئے بعض وہ لوگ آتے جنہیں گھر والے دوست رکھتے ہیں تو گھر والے میرے بعض حصے کو بھونتے اور بعض کی بوٹی بناتے پھر مجھ کو کھاجاتے پھر مجھکو پاخانہ بناکر نکالتے اور میں بشر نہ ہوتا،

عامر رضؓ بن ربیعہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضؓ کو دیکھا انہوں نے ایک تنکا زمین سے اٹھاکر فرمایا اے کاش! کہ میں یہ تنکا ہوتا اے کاش! کہ میں پیدا نہ کیا جاتا اے کاش! کہ میں کچھ بھی نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھ کو نہ جنتی اور کاش! کہ میں بھولا بسرا ہوا ہوتا،

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے آسمان سے کوئی منادی پکارے اے لوگو! تم سب کے سب جنت میں داخل ہونے والے ہو سوائے ایک آدمی کے، تو مجھے یہ خطرہ ہوگا کہ میں وہی آدمی ہوں جو جنت میں نہ داخل ہوگا اور اگر کوئی منادی پکارے کہ اے لوگو! بیشک تم سب جہنم میں جاؤ گے مگر ایک آدمی نہ جائیگا،

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۳۶۱ [۲] واخرج ہناد وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۵۲ والبیہقی [۳] وعند ابن المبارک وابن سعد وابن ابی شیبۃ ومسدد وابن عساکر [۴] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۵۳

تو میں یہ امید کرونگا کہ میں وہی آدمی ہوں جو جہنم میں نہ جائیگا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا اے ابوموسیٰ! کیا تمہیں اپنے وہ اعمال پسند ہیں جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر کئے کہ وہ خالص تمہارے لئے رہیں اور تم اپنے بقیہ اعمال سے (یعنی جو حضورؐ کے بعد کئے) برابر سرابر چھوٹ جاؤ، بھلا عمل بُرے عمل کے عوض میں کٹ جائے اور بُرا عمل بھلے عمل کے عوض میں برابر سرابر رہے نہ تمہارے لئے کوئی ثواب ہو اور نہ تم پر کوئی عذاب؟ کہا نہیں اے امیرالمومنین! خدا کی قسم! میں بصرہ آیا ظلم کرنا ان میں عام تھا میں نے ان کو قرآن اور سنت سکھائی اور ان کے ساتھ رہ کر اللہ کے راستے میں غزوہ کیا اور میں تو ان اعمال کے ذریعہ اللہ کے فضل کی امید رکھتا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے عمل سے اسطرح پر نکل جاتا کہ خیر، شر کے عوض میں کٹ جاتی اور شر، خیر کے عوض میں برابر سرابر، نہ میرے اوپر گناہ ہوتا اور نہ میرے لئے ثواب، اور جو عمل میں نے حضورؐ کے ساتھ رہ کر کئے وہ خالص میرے لئے ہوتے۔[2]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو نیزہ مارا گیا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے کہا اے امیرالمومنین! بشارت حاصل کیجئے اللہ پاک نے آپ کے ذریعہ شہروں کو آباد کیا، نفاق کو دور کیا، اور آپ کے ذریعہ رزق کو عام کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا خلافت کے بارے میں اے ابن عباس! تم میری یہ تعریف کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا اور کیا اسکے غیر میں کر رہا ہوں؟ فرمایا، قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میں دوست رکھتا ہوں کہ اس خلافت سے ایسے ہی نکل جاؤں جیسا کہ اس میں داخل ہوا تھا نہ میرے لئے اجر ہو نہ میرے لئے گناہ، ایک[3] اور حدیث میں اسطرح ہے کہ میں نے کہا جنت کی بشارت حاصل کیجئے، آپ حضورؐ کے ساتھ رہے اور آپ کی صحبت حضورؐ کے ساتھ طویل رہی، اور آپ مسلمانوں کے والی بنے اور آپ نے ان کو قوت بخشی اور جو امانت تھی اسے ادا کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تیرا مجھے جنت کی بشارت دنیا پس اس خدا کی قسم کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر میرے لئے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ہوتا

---

[1] وعند ابن عساکر [2] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صہ ۴۰۱ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صہ ۵۲ [4] واخرجہ الطبرانی من حدیث عمرؓ فی حدیث طویل وابویعلی کذالک عن ابی رافع کما فی المجمع ج ۹ صہ ۷۶ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صہ ۲۵۴ عن ابن عباسؓ بنحوہ واخرج ایضاً ج ۳ صہ ۲۵۶ من طریق آخر عنہ فذکر الحدیث

تو میں اسکو فدیہ میں اس دہشت کے بدلہ میں دے ڈالتا جو میرے آگے آنے والی ہے اس سے پہلے ہی کہ میں اس کی خبر کو جانوں، لیکن تمہارا کہنا میری خلافت کے بارے میں پس خدا کی قسم! البتہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس معاملہ سے برابر سرابر چھوٹ جاتا، نہ میرے لئے نفع ہوتا اور نہ نقصان لیکن جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا تذکرہ کیا پس یہ قابل امید ہے، ایک[1] اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ، پس جب بیٹھ گئے تو حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا اپنے کلام کا مجھ سے پھر اعادہ کرو، چنانچہ انہوں نے دوبارہ عرض کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم ان باتوں کی اللہ کے پاس جس دن کہ اس سے ملوگے گواہی دوگے؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہاں! میں گواہی دونگا، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس بات سے حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور اس بات کو انہوں نے پسند کیا

حضرت[2] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا سر میری ران پر اس مرض میں تھا جس میں وفات پائی، مجھ سے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھدو میں نے عرض کیا اس میں آپ کا کچھ حرج نہیں کہ آپ کا سر میری ران پر رہے یا زمین پر رہے فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ! حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ پس جب میں نے ان کا سر زمین پر رکھدیا تو انہوں نے کہا ہائے میری خرابی، ہائے میری ماں کی خرابی اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا، مسور کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو نیزہ مارا گیا فرمایا خدا کی قسم! اگر میرے لئے زمین بھر کر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کے بدلہ میں اسے دیدیتا اس سے قبل کہ میں اس عذاب کو دیکھوں۔

کیا امیر ملامت گر کی ملامت کا خوف کرے!

حضرت[3] سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ اگر میں اللہ کے بارے میں ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کروں یہ میرے لئے بہتر ہے یا اپنے نفس پر متوجہ رہوں؟ (کسی کو کچھ نہ کہوں) حضرت عمرؓ نے فرمایا جو آدمی مسلمانوں کے امر میں سے کسی امر کا والی ہو وہ اللہ کے بارے میں (یعنی اس

---

[1] واخرجہ ایضاً ج ۳ صفحہ ۲۱ من حدیث عبداللہ بن عمیر مطولا و زاد فیہ [2] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۲
[3] اخرج البیہقی

کا حکم نافذ کرنے کے بارے میں) کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرے اور جو آدمی صاحبِ حکومت نہ ہو وہ اپنے نفس پر متوجہ رہے اور اپنے والی کو نصیحت کر دے [۱]

خلفاء کی، خلفاء اور امراء کے لئے وصیّت

حضرت ابو بکر رضؓ کی حضرت عمر رضؓ کیلئے وصیت

اغر بنی[۲] مالک فرماتے ہیں جب حضرت ابو بکر رضؓ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت عمر رضؓ کو خلیفہ بنائیں ان کے پاس آدمی بھیجکر ان کو بلایا یہ تشریف لائے، تو حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا:-

"میں تم کو ایک ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ہر اس آدمی کو تھکا دیتا ہے جو اس کو سنبھالے، اے عمر! اللہ پاک کی فرماں برداری کرنے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنا، اور اس کی اطاعت کرنا، اور اس کی اطاعت کرنے میں انتہائی تقویٰ سے کام لینا، تقویٰ قابلِ حفاظت امر ہے اسکے بعد یہ ہے کہ خلافت پیش کی جارہی ہے اسکو وہی آدمی اپنے ذمہ لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے پس جس نے حق بات کا حکم دیا اور خود باطل کام کیا اور بھلی بات کا حکم کیا اور خود منکرات پر عمل پیرا رہا وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے پس اگر تم، لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو، تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا، اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو انکی آبرو ریزی سے بچانا، اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور کسی کام پر قوت بغیر اللہ کی امداد کے نہیں،" [۳]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۴ [۲] اخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۹۸ والاغر لم یدرک ابا بکر رضؓ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی وقال الحافظ المنذری فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۱۵ ورواتہ ثقات الا ان فیہ انقطاعا۔ انتہی

سالم بن عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا وقت قریب ہوا تو یہ وصیت فرمائی :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ابوبکر صدیق کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے وقت میں دیا جب کہ انکی دنیا کا زمانہ اختتام پر آگیا اور وہ دنیا سے جا رہا تھا اور اس کے لئے آخرت کا دورِ اول شروع ہوا اور وہ دارِ آخرت میں داخل ہو رہا تھا (وہ دارِ آخرت) جہاں کافر بھی ایمان لے آئیگا اور گنہگار بھی متقی بنے گا، اور جھوٹا بھی سچ بولے گا، میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا، اگر انہوں نے انصاف برتا تو میرا گمان ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم اور تغیر سے کام لیا (تو وہ جانیں) میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا مجھے علم نہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ○

ترجمہ :۔ "جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ہیں ان کو بہت جلد پتہ پڑ جائیگا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں گے"

اس کے بعد حضرت عمر رض کے پاس آدمی بھیجکر انھیں بلایا اور کہا :۔

اے عمر! بغض رکھنے والے نے تم سے بغض رکھا اور محبت رکھنے والے نے تم سے محبت کی اور یہ پرانے زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہے کہ بھلائی سے عداوت اور شرارت سے محبت کی جاتی ہے حضرت عمر رض نے کہا کہ مجھے خلافت کی کچھ حاجت نہیں، حضرت ابوبکر رض نے فرمایا لیکن منصب خلافت کو تو تمہاری ضرورت ہے تم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم ان کی صحبت میں رہے ہو، اور تم نے دیکھا ہے کہ حضور نے ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر ترجیح دی اور یہاں تک کہ ہم لوگ آپ کے ہی دیئے ہوئے ان عطیات میں سے جو آپ ہم لوگوں کو عطا فرماتے تھے بچا ہوا آپکے اہل کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور تم نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہے میں نے تو اسی ذاتِ گرامی کے نقش قدم کی پیروی کی جو مجھ سے پہلے تھی (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی قسم ہیں یہ باتیں سوتے میں نہیں کر رہا ہوں کہ خواب دیکھ رہا ہوں اور میں کسی وہم کے طور پر یہ شہادتیں نہیں دے رہا ہوں اور بیشک میں ایک ایسے

۱؎ واخرج ابن عساکر ۲؎ کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۱۴۶

راستہ پر ہوں جس میں کجی نہیں اے عمرؓ! تمہیں معلوم ہونا چاہئیے بیشک
اللہ پاک کے لئے کچھ حقوق رات میں ہیں جنکو وہ دن میں نہیں قبول
فرماتا اور کچھ حقوق دن میں ہیں جنکو اللہ پاک رات میں قبول نہیں کرتا
اور بروز قیامت جس کسی کی بھی ترازوئے اعمال وزنی ہوگی وہ محض
ان لوگوں کے اتباع حق کی وجہ سے وزنی ہوگی اور ترازوئے اعمال
کے لئے حق بھی یہی ہے کہ جبھی وہ وزنی ہو جب اس میں حق کے سوا
کچھ نہ ہو، اور بروز قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی
ہونگے جنھوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی اور میزان اعمال کے لئے حق
ہے کہ بجز باطل کے اور کسی چیز سے اسکا پلہ ہلکا نہ ہو، بیشک سب سے
پہلی وہ چیز کہ جس سے میں تمہیں ڈراتا ہوں وہ خود تمہارا نفس ہے اور میں
تم کو لوگوں سے بھی پرہیز کا حکم کرتا ہوں، لوگوں کی نظریں بہت بلند و بالا
دیکھنے لگی ہیں اور انکی خواہشات کا مشکیزہ پھونکوں سے بھر گیا ہے اور
لوگوں کے لئے لغزش سے خیریت ہوجائیگی پس تم لوگوں کو لغزشات
میں پڑنے سے بچاؤ گے اس لئے کہ لوگوں کو ہمیشہ تمہاری جانب
سے خوف رہیگا اور تم سے ڈرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ سے ڈرتے
اور خوف کرتے رہو گے اور یہ میری وصیت ہے اور میں تمہیں سلام کرتا
ہوں۔ [1]

مجاہدؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ کی عمر کا دور آخر ہوا تو
حضرت عمر رضؓ کو بلا کر ان سے فرمایا:-

اے عمرؓ! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہو کہ اللہ پاک
کے لئے کچھ اعمال دن میں کرنے کے ہیں جن کو وہ رات میں قبول نہیں
کرتا اور کچھ اعمال رات میں کرنے کے ہیں جنکو وہ دن میں قبول نہیں فرماتا
اور بیشک نفل اسوقت تک قبول نہیں کیا جاتا جب تک کہ فریضہ ادا نہ کر دیا
جائے اور جس کسی کے اعمال کا پلہ بروز قیامت وزنی ہوگا دنیا میں حق

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ ص ۱۴۶ [2] وعند ابن المبارک وابن ابی شیبۃ وھناد وابن جریر وابو نعیم فی
حلیۃ عن سابط وزید بن زبید بن الحارث ومجاہد رضی اللہ عنہم

کا اتباع کرنے کی وجہ سے ہوگا اور ترازوئے اعمال کے لئے جس میں کل حق رکھا جائیگا یہ حق ہے کہ وزنی ہی ہو، اور بروز قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ ان کے دنیا میں باطل پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوگا ایسے لوگوں پر یہ پلہ ہلکا ہو جائیگا، اور وہ ترازو جس میں کل کے دن اعمالِ باطل رکھے جائیں گے اس کے لئے حق یہی ہے کہ ہلکا ہو جائے اور بیشک اللہ پاک نے اہل جنت کا تذکرہ فرمایا اور ان کا تذکرہ اللہ پاک نے ان کے اچھے اعمال اور سیئات سے تجاوز کرنے کی وجہ سے فرمایا ہے، جب میں اہل جنت کو یاد کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میں ان سے نہ مل سکوں، اور اللہ پاک نے اہلِ نار کا تذکرہ فرمایا سو ان کا تذکرہ ان کی بداعمالی کے ساتھ کیا ہے اور جن چیزوں کو اہلِ نار اچھا سمجھتے تھے اس کی ان پر تردید کی، جب میں اہلِ نار کو یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ان کے ساتھ ہوں، اور اس کے بعد آیۃِ رحمت اور آیۃِ عذاب کا ذکر فرمایا تاکہ بندہ اللہ کی طرف رغبت کرنے والا اور اللہ سے ڈرنے والا ہو، اور اللہ تعالیٰ سے غیرِ حق کی تمنا نہ کرے اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اپنے آپ کو ہلاکی میں نہ ڈالے، جب تم نے میری اس نصیحت کی حفاظت کی تو کوئی غائب چیز موت سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہونی چاہئے اور موت لامحالہ آئیگی اور اگر تم نے میری نصیحت کو ضائع کردیا پس کوئی غائب بہ نسبت موت کے تمہیں زیادہ بُرا نہ دکھائی دیگا اور تم کسی طرح موت کو عاجز کرنے والے نہیں، [۱]

حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرو بن عاصؓ وغیرہ کو وصیت فرمانا

[۲] عبداللہ بن ابی بکر بن محمد عمرو بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ فرمایا کہ لشکروں کو ملک شام کی طرف جمع کریں سب سے پہلے آپ کے عاملوں میں سے جو اس کام کے لئے چلے وہ حضرت عمرو بن عاصؓ تھے اور ان کو حضرت ابوبکرؓ نے

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صہ ۳۶۳ [۲] اخرج ابن سعد

حکم دیا کہ وہ ابلہ مقام سے ہوتے ہوئے فلسطین پہونچیں حضرت عمرو بن عاصؓ کا لشکر جو مدینہ سے چلا ہے اس کی تعداد تین ہزار افراد تھی جن میں بہت سے مہاجرین اور انصار تھے حضرت ابوبکرؓ ان کو پہونچانے کیلئے ان کی سواری کے برابر میں پیدل چل رہے تھے اور ان کو نصیحت فرماتے جاتے تھے اور کہہ رہے تھے :-

"اے عمرو بن عاص! اپنی خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرنا اور اس سے شرمانا اللہ پاک تم کو اور تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے ان حضرات پر جو تم سے باعتبار اعمال صالحہ کے آگے ہیں اور ان سے جو اسلام اور اہل اسلام میں تم سے زیادہ غنی ہیں تم کو مقدم کیا ہے لہذا تم آخرت کے لئے عمل کرنے والے بن جاؤ اور جو کچھ کرو اس سے مہارا مقصد رضاء الٰہی ہو، اور تم ان لوگوں کے لئے تمہارے ساتھ ہیں باپ جیسے ہو جاؤ، لوگوں کے چھپے ہوئے بھیدوں کی ہرگز چھان بین نہ کرنا ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا اور اپنے کام میں غفلت نہ برتنا، اور جب دشمن سے جنگ کرنا سپاہی کے ساتھ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا، اور خیانت نہ کرنا اور خیانت کرنے والے کو سزا دینا اور جب اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرنا، زیادہ لمبی چوڑی بات نہ کہنا اپنے آپ کی اصلاح کر لو، تمہاری رعایا تمہارے لئے بھلی ہو جائیگی" لہ

قاسم بن محمدؒ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہما کے پاس خط بھیجا، ان کو قبیلۂ قضاعہ کے صدقات سے آدھا ملا کرتا تھا حضرت ابو بکرؓ ان کو پہونچانے کے لئے تھوڑی دور ان کے ساتھ چلے جبکہ ان دونوں کو صدقات کی وصولیابی کے لئے روانہ کیا تھا، اور ان دونوں حضرات کو ایک ہی طرح کی وصیت کی :-

"خلوت اور جلوت میں اللہ پاک سے ڈرنا، وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ (سورہ طلاق ع ۱)

ترجمہ: "اور جو شخص اللہ — ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے (مضرتوں سے)

لہ کذا فی کنز العمال ج ۳ صفہ ۱۳۳ واخرجہ ایضا ابن عساکر ج ۱ صفہ ۱۳۲ بنحوہ ۵۰ واخرج ابن جریر الطبری ج ۴ صفہ ۲۹

نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا" وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا (سورۂ طلاق ع۱) ترجمہ :۔ اور جو شخص (ان معاملات میں اور دوسرے امور میں بھی) اللہ تعالٰی سے ڈریگا اللہ تعالٰی اس کے گناہ دور کردیگا (کہ مغفرتِ عظیمہ کا سبب ہے) اور اسکو بڑا اجر دیگا"

بیشک اللہ تعالٰی سے تقویٰ برتنا، اللہ کے بندوں کو جس چیز کے ساتھ وصیت کی جاتی ہے تقویٰ ان سب سے بہتر ہے، تم اللہ تعالٰی کے راستوں میں سے ایک راستے پر ہو اسمیں تمہارے لئے مداہنت اور کمی کی گنجائش نہیں اور اس چیز سے غفلت نہ برتنا جس میں تمہارے دین کی مضبوطی ہو اور تمہارے امر کی محافظت ہو، لہذا تم اس معاملہ میں سستی اور کاہلی سے کام نہ لینا"

مطلب[۱] بن سائب بن ابی وداعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا :۔

میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خط بھیجدیا ہے کہ وہ تمہارے پاس تمہارے لئے کمک لیکر آجائیں جب وہ تمہارے پاس پہونچیں ان کے ساتھ حسنِ رفاقت برتنا، ان پر بلندی نہ جتانا اور کاموں کو بغیر ان کے طے نہ کرلینا، یہ سمجھ کر کہ میں نے تمہیں ان پر اور ان کے غیر پر مقدم کیا ہے ان سے مشورہ کرنا اور ان سے مخالفت نہ کرنا" [۲]

حضرت[۱] جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ :۔

میں نے تمہیں اس کام کے لئے عامل بنایا ہے کہ جن لوگوں پر تمہارا گذر ہو یعنی قبائل بلی، عذرہ اور تمام قضاعہ اور جو لوگ کہ اس جگہ اہلِ عرب آباد ہیں ان سب کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بلاؤ اور جہاد فی سبیل اللہ کا شوق دلاؤ، پس جو ان میں سے تمہارے ساتھ

---

[۲] واخرجہ ایضاً ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۳۳ عن القاسم بنحوہ [۲] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۳ [۳] واخرجہ ابن سعد عن عبد الحمید بن جعفر عن ابیہ

ہوئے اسکو سواری دو اور توشہ دو، اور ان میں آپس میں اتفاق پیدا کرو، ہر قبیلہ کو علیحدہ علیحدہ اور اسکی منزل پر کر دینا۔[1]

حضرت ابو بکر رض کا حضرت شرجبیل بن حسنہ رض کو وصیت فرمانا

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رح فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رض نے حضرت خالد بن سعید رض کو معزول کر دیا تو ان کے بارے میں حضرت شرجبیل بن حسنہ رض کو وصیت فرمائی حضرت خالد بھی ایک جگہ کے حاکم تھے، حضرت ابو بکر رض نے فرمایا :-

" خالد بن سعید رض کے پاس جاؤ، اور جو کچھ ان کا حق تمہارے اوپر ہے اس کا لحاظ رکھنا جیسا کہ تمہیں اس زمانہ میں یہ بات پسند تھی کہ یہ والی ہو کر تمہارے سامنے آتے اور جو تمہارا حق ان کے اوپر ہے اسے پہچانتے تم نے ان کا مرتبہ اسلام میں جان رکھا ہے اور حضور کی وفات ہوئی اور یہ آپ کی طرف سے والی تھے، اور میں نے بھی انھیں والی بنا رکھا تھا اب میں نے مناسب خیال کیا کہ انہیں معزول کر دوں، اور قریب ہے کہ ان کے لئے معزولی ان کے دین کے بارے میں بہتر ثابت ہو اور مجھے کسی کی امارت سے حسد نہیں اور میں نے لشکروں کی امارت کے بارے میں خالد کو اختیار دیا تھا کہ جسکو چاہیں منتخب کرلیں انھوں نے تمہارے غیر کو چھوڑ کر تمہارا چناؤ کیا اور اپنے چچیرے بھائی کے بالمقابل تم کو ترجیح دی جب تمہیں کوئی امر درپیش ہو جسکے لئے تمہیں کسی پرہیزگار نصیحت کرنے والے کی ضرورت پڑے تو ان لوگوں کے شروع میں جن سے کہ مشورہ کا آغاز کرو، ابو عبیدہ رض بن جراح اور معاذ بن جبل رض اور تیسرے آدمی خالد بن سعید رض ہیں، تم ان حضرات کے پاس نصیحت اور بھلائی پاؤ گے اور تم اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ مستقل کوئی رائے بغیر ان کے قائم کر دیا ان سے بعض خبروں کو بچاؤ ایسا نہ کرنا "[2]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۳ و اخرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۲۹ [2] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۷۰

[3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۳

حضرت ابوبکرؓ کا یزید بن ابی سفیانؓ کو وصیت فرمانا

حارثؒ[1] بن فضیلؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو حاکم بنانے کے لئے آمادہ ہوئے آپنے فرمایا: ــــــ

"اے یزید! تم جوان ہو، تمہارا تذکرہ ان بھلائیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو تم سے دیکھی گئیں، اور میں نے یہ اتنی بات جو تم سے تنہائی میں بلا کر کی، ایک کام کے لئے کی ہے، میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تم سے ایک کام لوں اور میں تم کو تمہارے گھر سے باہر نکالوں، تاکہ مجھے پتہ چلے کہ تم اور تمہاری امارت کیسی رہتی ہے؟ اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ اگر تم نے حسن وخوبی سے فرائض انجام دیئے تو میں تمہارے منصب میں ترقی دونگا، اور اگر تم نے صحیح طور سے اپنے فرائض انجام نہ دیئے تو میں تم کو معزول کر دونگا اور میں نے تمہیں حضرت خالد بن سعیدؓ کے عمل کا والی بنایا ہے"

پھر ان کو جو کچھ وصیت کرنی تھی ان چیزوں کی وصیت کی کہ اپنے موقع سے ان پر عمل کریں اور ان سے فرمایا: ــــــ

"میں تم کو ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنیکی وصیت کرتا ہوں، تم کو اسلام میں ان کے مرتبہ کا پتہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں، ان کی فضیلت اور ان کے لئے سبقت فی الاسلام کا لحاظ رکھنا اور معاذ بن جبلؓ کی بھی مراعات پیشِ نظر رہے آنحضرتؐ کے ساتھ ان کی حاضر باشی کا بھی ضرور خیال رہے، اور بیشک آپنے فرمایا ہے کہ یہ قیامت کے دن علماء کے سامنے ایک ٹیلہ پر ہونگے لہٰذا تم کوئی بات بغیر ان دونوں کے طے نہ کر دینا، اور یہ دونوں حضرات تمہارے ساتھ بھلائی میں کمی نہ کریں گے"

---

[1] اخرج ابن سعد

یزید نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! ان دونوں کو بھی تو میرے بارے میں وصیت فرما دیجئے، جیسا کہ آپ نے مجھے ان دونوں کے بارے میں وصیت کی ہے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں ہرگز ان دونوں کو تمہارے بارے میں نصیحت کئے بغیر نہ چھوڑونگا یہ سنکر یزیدؓ نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے، اور اسلام کی جانب سے آپ کو جزائے خیر دے، [1]

حضرت[2] یزید بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے مجھ کو جب شام کی طرف روانہ کیا تو فرمایا:

"اے یزید! تمہاری رشتہ داریاں ہیں، بہت ممکن ہے کہ تم ان رشتہ داروں کو امارت میں ترجیح دو اور اس کا مجھے تمہاری جانب سے بڑا خطرہ ہے، بیشک حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو ناحق تخصیص کی بنا پر امیر بنا دے ایسے امیر بنانے والے پر اللہ کی لعنت، اللہ پاک ایسے امیر بنانے والے کے کسی خرچ اور کسی کوشش کو قبول نہیں کریگا، یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردیگا، اور جس نے اپنے بھائی کے مال میں سے کسی کو کچھ امداد دی، اس پر اللہ کی لعنت ہوگی، یا آپ نے یوں فرمایا اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری بری ہے، اللہ پاک نے لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت دی کہ اللہ پر ایمان لائیں اور اللہ کی حمایت میں آجائیں پس جس شخص نے اللہ کی حفاظت میں آئے ہوئے کی ناحق کچھ بھی پردہ دری کی اس پر خدا کی لعنت ہے یا حضورؐ نے اس طرح فرمایا کہ اس سے اللہ عزّ وجل کا ذمہ بری ہے،" [3]

حضرت عمر رضؓ کی اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کیلئے وصیت

بیہقی[4] وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا:

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۲ [2] واخرج احمد والحاکم ومنصور بن شعبۃ البغدادی فی الاربعین وقال حسن المتن غریب الاسناد [3] قال ابن کثیر لیس لہذا الحدیث فی شئی من الکتب الستۃ وکانہم اعرضوا عنہ لجہالۃ شیخ البقیۃ قال والذی یقع فی القلب صحۃ ھذا الحدیث فان الصدیق کذالک فعل ولی علی المسلمین خیرہم بعدہ کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۴۳ وقال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۳۲ رواہ احمد وفیہ رجل لم یسم انتہی [4] اخرج ابن ابی شیبۃ وابو عبیدۃ فی الاموال وابو یعلی والنسائی وابن حبان

"میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے، اور ان کی عزت اور بڑائی کی محافظت کرے اور حضرت انصار کے بارے میں بھی اس کو وصیت کرتا ہوں، وہ انصار جنھوں نے حضورؐ کو اور ایمان کو مہاجرین سے قبل اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا، اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی باتیں مان لی جائیں اور ان میں کے لغزش کرنے والوں سے درگذر کی جائے، اور میں اس بات کی اس کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل شہر کے ساتھ حسن معاملگی سے پیش آیا جائے، چونکہ یہ لوگ اسلام کے لئے حفاظتی دستہ اور مال کا ذخیرہ کرنے والے اور دشمنوں کے لئے باعثِ غیظ وغضب ہیں اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لیا جائے مگر جو ان کے پاس زائد ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی سے اور اعراب کے بارے میں بھی بھلائی کرنے کی اس کو وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہی لوگ عرب کی جڑ اور اسلام کا سرچشمہ ہیں ان کے مال سے ان کے جانوروں کی زکوٰۃ لیکر انھیں کے فقراء پر تقسیم کردے، اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف سے اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہیں اسکو وصیت کرتا ہوں کہ لوگوں کے لئے جیسا کہ ان سے معاہدہ ہے اسکو پورا کردے اور جو دشمن ان کے پیچھے ہیں ان کو بھیجکر اُن سے جہاد کرے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے"[۱]

قاسم بن محمدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا:—

اس آدمی کو جو اس خلافت کا میرے بعد والی ہوگا معلوم ہونا چاہئے کہ اُس سے خلافت کو قریب اور بعید سبھی لینے کا ارادہ کریں گے، میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہونگا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اسکو آگے بڑھا تا کہ وہ میری گردن مار دیتا، یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ میں اس کا والی ہوتا"[۲]

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۲۹ [۲] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۹۷ وابن عساکر [۳] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۷

حضرت عمرؓ کا ابو عبیدہ بن جراحؓ کو وصیت فرمانا

صالح بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ وہ پہلا گرامی نامہ جو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے نام جبکہ انھیں حضرت خالدؓ کے لشکر کا امیر بنایا تھا ان کے پاس بھیجا جس کا مضمون یہ ہے:—

"میں تم کو اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہیگا اور اسکے ماسوا ہر چیز فنا ہو جائیگی، جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت دی اور تاریکیوں سے نکال کر نور پر لگایا، میں نے تم کو خالد بن ولیدؓ کے لشکر پر امیر مقرر کیا تم لشکر کی ان باتوں کی نگہداشت کرو، جن کا کہ تم پر حق ہے، مال غنیمت کی امید پر مسلمانوں کو ہلاکی کی طرف مت لے جاؤ اور مسلمانوں کو کسی ایسے مقام پر مت اتارو جسکو پہلے سے چل پھر کر تلاش نہ کرلیا ہو اور تم یہ جان لو کہ وہاں پہونچنے کی سمت کیا ہے؟ اور کسی سریہ کو نہ بھیجنا مگر لوگوں کی جماعتِ کثیرہ کے ساتھ اور تم اس بات سے بچنا کہ مسلمانوں کو ہلاکی میں مبتلا کرو، بیشک اللہ پاک نے مجھے تمہارے ساتھ اور تمہیں میرے ساتھ آزمایا ہے اپنی آنکھوں کو دنیا سے بند کرلو اور اپنے دل کو دنیا سے ہٹالو، اور ہشیار رہو کہ دنیا تمہیں تباہ کردے جس طرح پر کہ دنیا نے ان لوگوں کو تباہ کر دیا جو تم سے پہلے تھے، تم نے ان کے بچھاڑے جانے کی جگہوں کو دیکھ لیا ہے"[1]

حضرت عمرؓ کا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت فرمانا

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو آدمی بھیجکر بلایا، حضرت سعدؓ تشریف لائے حضرت عمرؓ نے انھیں عراق کی لڑائی کے لئے امیر مقرر کیا، اور ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:—[2]

"اے سعد! سعد بنی وہیب! تم کو اللہ پاک کی جانب سے یہ بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور صحابیؓ

---

[1] اخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۵۴ [2] اخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۱۸۴

رسول اللہ ؐ کہا جاتا ہے بیشک اللہ پاک برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا لیکن خداوند تعالیٰ نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دفع کرتا ہے بیشک اللہ پاک کے اور کسی کے درمیان، کوئی نسبی تعلق نہیں اگر تعلق ہے تو اسکی اطاعت کرنے کا، لوگوں کا شریف اور غیر شریف اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے، اللہ پاک ان سب کا رب ہے اور سب اس کے بندے ہیں ایک دوسرے پر فضیلت، عافیت کی وجہ سے رکھ سکتے ہیں اور ان مراتب کو جو اللہ کے پاس ہیں، اللہ کی فرماں برداری کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں اس امر کا دھیان رکھنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس پر جمے رہے جب سے کہ آپ بھیجے گئے اور یہاں تک کہ آپ ہم لوگوں کو چھوڑ گئے، اُس امر کو لازم پکڑنا، وہی امر، امر ہے یہی میری نصیحت ہے اپنے آپ کو اس کے چھوڑنے سے بچاؤ اگر تم نے اسکو چھوڑ دیا اور اس سے بے رغبتی برتی تو تمہارا عمل ضائع ہوجائیگا اور تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جو خسارے میں مبتلا ہیں،

اور جب انھیں روانہ فرمانے لگے تو انھیں بلا کر پھر وصیت کی "میں نے تمہیں عراق کی لڑائی کے لئے امیر بنایا ہے تم میری نصیحت کو یاد رکھو تم ایک ایسے کام کے لئے جا رہے ہو جو نہایت سخت اور ناگوار ہے اس سے حق کے سوا اور کوئی چیز نجات دینے والی نہیں ہے تم اپنے آپ کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں نیکی کرنے کا عادی بنالو اور اسی کے ذریعہ کامیابی حاصل کرو اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر عادت کے لئے ایک تیاری ہے بھلائی کی تیاری صبر ہے لہذا تم صبر کرنا اور صبر ہی سے کام لینا، ان مصائب پر جو تم کو پہونچیں اور پیش آئیں، تمہارے لئے اللہ کا خوف حاصل ہو جائیگا، اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خوف خداوندی دو باتوں میں جمع ہوتا ہے ایک یہ کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور دوسرے یہ کہ اس کے معاصی سے بچا جائے اللہ کی اطاعت وہی کر سکتا ہے جو دنیا سے بغض رکھے اور آخرت کو محبوب ___ اور خدا کی نافرمانیاں اسی شخص سے صادر ہونگی جو دنیا سے محبت کرے اور آخرت سے بغض رکھے اور دلوں کیلئے کچھ حقائق ہیں جن کو اللہ پاک پیدا فرماتا ہے۔ بعض ان

حقائق میں سے چھپے ہوئے ہیں اور بعض ان حقائق میں سے ظاہر ہیں ظاہر یہ ہیں کہ اسکی تعریف اور اس کی مذمت کرنے والا حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں، (یعنی دونوں کے ساتھ سلوک مساوی کرے) اور چھپا ہوا اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ ایسے شخص کے دل و زبان سے حکمتوں کا ظہور ہوتا ہے اور لوگ اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اس محبت سے تم لاپرواہی نہ برتنا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے لوگوں کی محبت کا سوال کیا ہے اور بیشک اللہ پاک جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسکو محبوب بنا لیتا ہے، اور جب کسی سے بغض رکھتا ہے تو اسکو مبغوض بنا لیتا ہے تم عند اللہ اپنے مرتبہ کا اعتبار اس سے کرنا کہ تمہارا مرتبہ ان لوگوں کے نزدیک کیا ہے؟ جو تمہارے ساتھ تمہارے اس کام میں جا رہے ہیں،،

حضرت عمرؓ کا عتبہ بن غزوانؓ کو وصیت فرمانا

حضرت[1] عبدالملک بن عمیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جب حضرت عتبہؓ بن غزوان کو بصرہ کی طرف روانہ کیا تو ان سے فرمایا:

"اے عتبہ! میں تم کو سرزمینِ ہند پر جو بڑا حصہ دشمنوں کے بڑے حصوں میں سے ہے امیر بنا کر بھیج رہا ہوں مجھے امید ہے کہ اللہ پاک اس کے ماحول سے تمہاری کفایت کریگا، اور تمہاری ان اطراف کے مقابلہ میں مدد فرمائیگا، اور میں نے علاءؓ بن حضرمی کی طرف لکھدیا ہے کہ تمہارے لئے مدد میں عرفجہ بن ہرثمہ کو بھیجدیں، یہ عرفجہؓ دشمنوں سے بہت جہاد کرنے والے اور ان کے ساتھ تدبیر جنگ میں ماہر ہیں جب یہ تمہارے پاس آجائیں تو ان سے مشورہ کرنا اور ان کو اپنے سے نزدیک کرنا، اہلِ ہند کو اللہ کی طرف دعوت دینا جس نے تمہاری یہ بات مان لی اس سے اسلام کو قبول کر لینا اور جس نے انکار کر دیا اس پر جزیہ

---

[1] اخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۱۵۰

لگانا جس کو وہ ذلیل اور صغیر ہو کر ادا کریں گے، اور اگر ان دونوں باتوں کو منظور نہ کریں تو تلوار پکڑ لینا، اور نرمی نہ برتنا، اور جس چیز کے تم امیر ہوئے ہو اس میں اللہ پاک سے ڈرنا اور اپنے آپ کو اس چیز سے بچانا کہ تمہارے اندر کسی قسم کا کبر پیدا ہو یہ کبر تمہاری آخرت کو خراب کر دیگا، تم حضورؐ کے ساتھ رہے تمہیں آپؐ کی وجہ سے ذلت کے بعد عزت ملی اور آپؐ کی وجہ سے کمزوری کے بعد قوت ملی یہاں تک کہ تم امیر مقرر کئے گئے اور ایسے سردار کہ جس کی اطاعت کی گئی، تم کہو گے تمہاری سنی جائیگی تم حکم دو گے تمہاری اطاعت کی جائیگی۔ یہ کیا ہی اچھی بڑی نعمت ہے بشرطیکہ تم نے اپنے آپ کو اپنے مرتبہ سے اونچا نہ جانا اور اپنے غیر پر اپنی بڑائی نہ جتائی، نعمت سے اسطرح بچنا جسطرح معصیت سے بچا جاتا ہے، البتہ نعمت میرے نزدیک تمہارے لئے معصیت سے زیادہ خطرناک ہے اسلئے کہ یہ تم کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچے گی اور تم کو دھوکہ دے گی اور پھر تم ایسا گرو گے کہ اس نعمت کی بدولت جہنم میں جا رہو گے میں تمہیں اور اپنے آپ کو اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں لوگ اللہ کی طرف جھپٹے جب ان کے لئے دنیا بلند کی گئی تو ان لوگوں نے دنیا کا ارادہ کر لیا پس تم اللہ کا ارادہ کرنا اور دنیا کا ارادہ نہ کرنا، اور اپنے آپ کو ظالم لوگوں کے پچھاڑے جانے کی جگہ (جہنم) سے بچانا،، [1]

حضرت عمرؓ کا علاء بن حضرمیؓ کو وصیت فرمانا

شعبیؒ[2] سے روایت ہے حضرت عمر بن خطابؓ نے علاء بن حضرمیؓ کے پاس جب یہ بحرین میں تھے لکھا:—

"عتبہ بن غزوانؓ کی طرف جاؤ میں نے تمہیں ان کے عمل کا والی بنا دیا ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم ایک ایسے آدمی پر

[1] رواہ علی بن محمد المدائنی ایضاً مثلہ کما فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۴۸ [2] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۷۸

حاکم بنائے جا رہے ہو جو ان مہاجرین اولین میں سے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی جانب سے نیکیوں کے سبقت کی ہے میں نے انھیں اس لئے معزول نہیں کیا کہ وہ پاکدامن، نیک کردار اور سخت حملہ آور نہیں تھے لیکن میں نے یہ گمان کیا کہ ان اطراف میں بہ نسبت ان کے تم زیادہ مسلمانوں کی ضروریات پوری کر سکتے ہو، لہٰذا تم ان کے حقوق سے چشم پوشی نہ کرنا، اور میں نے تم سے قبل ایک اور آدمی کو امیر بنایا تھا لیکن وہ وہاں پہونچنے سے پہلے ہی وفات پا گئے، اگر اللہ پاک نے تمہاری امارت کا ارادہ فرمایا ہے تو تم امیر ہو گے اور اگر اس کا یہ ارادہ ہے تو عتبہؓ ہی امیر رہیں پس تمام مخلوق اور حکومت اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اور تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ کا حکم محفوظ ہے جس نے اس امر کو اتارا ہے وہ اپنے امر کی حفاظت کر رہا ہے تم تو اس کام کو دیکھو جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اسی کے لئے مشقت اٹھاؤ اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دو اس لئے کہ دنیا ایک مدت کے لئے ہے اور آخرت ہمیشہ ہمیش کے لئے ہے، تم کو کوئی ایسی چیز جس کی بھلائی زائل ہونے والی ہے (یعنی دنیا) اپنے میں اس چیز سے روک کر ایسا نہ مشغول کرے جس سے کہ شرار ے باقی رہنے والی ہے (یعنی عذاب آخرت سے غافل نہ کر دے)، اللہ کی رضامندی کی طرف اس کی ناراضگی سے بھاگ کر آؤ، بیشک اللہ پاک جس کسی کے لئے چاہتا ہے فضیلت کو اس آدمی کے حکم اور اس کے علم میں جمع کر دیتا ہے، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے اس کی فرماں برداری بجالانے پر اور اس کے عذاب سے نجات پانے کے لئے مدد طلب کرتے ہیں۔"

حضرت عمرؓ کا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو وصیت فرمانا

ظبیہؓ[1] بن محصن فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس لکھا:-

"اما بعد! بیشک لوگوں کو اپنے بادشاہ سے نفرت ہوتی ہے میں اللہ

---

[1] اخرج الدینوری

کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں اس سے واسطہ پڑے لہذا تم حدود کو قائم کرو اور اگرچہ دن میں تھوڑی ہی دیر کیلئے ہو اور جب تمہارے سامنے دو کام آئیں ایک ان میں سے اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے، تو اپنے حصہ کیلئے اس کام کو ترجیح دینا جو اللہ کے لئے ہو، اس لئے کہ دنیا فنا ہو جائیگی اور آخرت باقی رہیگی، فساق میں ڈر بٹھا دو اور ان کو ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کا کر دو (یعنی رہزنوں کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دو) مسلمانوں کے مریضوں کی عیادت کرتے رہنا ان کے جنازوں پر حاضر ہونا، اپنے دروازے کو کھلا رکھنا، مسلمانوں کے کاموں کو بہ نفس نفیس انجام دینا، آخر تم بھی تو انہیں میں سے ایک انسان ہو، لیکن اللہ پاک نے تم پران سے زیادہ بوجھ لادا ہے اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے لباس میں ایک خاص ہیئت ایجاد کی ہے اور تمہارا کھانا اور تمہاری سواری جس طرح کی ہے مسلمانوں کے لئے ویسی نہیں، اے اللہ کے بندے! تم اپنے آپ کو اس بات سے بچاؤ کہ اس مویشی کی طرح نہ ہو جاؤ جس کا گذر ایک سرسبز و شاداب جنگل پر ہوا اور اس مویشی نے سوائے موٹے ہونے کے اور کچھ ارادہ نہ کیا، حالانکہ اس کی موت اس کا موٹا ہونے میں ہے (مالک اس کو فربہ دیکھ کر ذبح کریگا)، اور تمہیں واضح ہونا چاہئے کہ عامل جب کج روش ہوتا ہے تو اس کی رعایا کج روش ہوتی ہے اور لوگوں میں وہ شخص زیادہ بدنصیب ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا بدنصیبی میں پڑی ہو۔“ ؂۱

ضحاکؒ[۲] کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس لکھا:—

”امابعد! عمل میں قوت اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ آج کا کام کل پر نہ ٹالا جائے جب تم کاموں کو ٹالنے لگوگے تو بہت سے کام جمع ہو جائیں گے، پھر تم یہ نہ جان سکوگے کہ کونسے کام کو پہلے کرو؟ لہذا ضائع کردوگے اور اگر تمہیں دو کاموں میں اختیار دیا جائے ایک ان میں سے دنیا کے لئے ہو اور دوسرا آخرت کے لئے تو آخرت کے کام کو دنیا

؂۱ کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۴۹ واخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو نعیم فی الحلیۃ عن سعید بن ابی بردۃ مختصراً کمافی الکنز ج ۸ صفہ ۲۰۹ ؂۲ واخرج ابن ابی شیبۃ

کے کام پر ترجیح دو، اس لئے کہ دنیا فنا ہو جائیگی اور آخرت باقی رہیگی، اللہ پاک سے ڈرتے رہو اور اللہ کی کتاب کو سیکھو، وہ علوم کے لئے چشمہ اور دلوں کے لئے بمنزلۂ موسم بہار ہے۔ ۱ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت

علاء بن فضل رح[۲] اپنی ماں سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رض شہید کئے گئے تو لوگوں نے ان کے خزانہ کی تلاشی لی، اس خزانہ میں ایک قفل لگا ہوا صندوق ملا اسے لوگوں نے کھولا اس میں ایک پرچہ ملا اور اس پرچہ میں یہ لکھا ہوا تھا:۔

"یہ عثمان کی وصیت ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، عثمان بن عفان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی عبادت کے قابل نہیں جسکا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور بیشک اللہ پاک ان مُردوں کو جو قبروں میں مدفون ہیں ایسے دن میں اٹھائیگا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں بیشک اللہ پاک وعدہ خلافی نہیں کرتا اسی پر عثمان زندہ رہا اور اسی پر وفات پائیگا، اور اسی عقیدہ پر انشاء اللہ اسکی بعثت ہوگی"

نظام الملک رح کی روایت میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ اس وصیت نامہ کی پشت پر لوگوں نے یہ بھی لکھا ہوا دیکھا،

غنی النفس یغنی النفس حتی یجلها (۱) وان غضها حتی یضربها الفقر
وما عسرة فاصبر لها ان لقیتها (۲) بکائنة الا سیتبعها یسر
ومن لم یقاس الدھر لم یعرف الأسی (۳) وفی غیر الایام ما وعد الدھر[۳]

ترجمہ اشعار

۱۔ نفس کا غنا نفس کو ہر طرح بے پروائی بخشتا ہے یہاں تک

۱ھ کذا فی الکنز ج ۸ ص ۲۰۸ ۲ھ اخرج الفضائلی الرازی ۳ھ کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للمحب الطبری ج ۲ ص ۱۳۳

کہ اس نفس کو بہت بزرگ کر دیتا ہے، اور اگر نفس غلط سے چشم پوشی برتتا رہا تو اس کو محتاجگی نقصان دیگی،

۲ اور کوئی تنگی ایسی نہیں کہ اس کے پیچھے آسانی نہ ہو لہذا جب تجھے تنگی پیش آئے تو اس کے لئے صبر کر،

۳ اور جس نے آزمایا نہیں اس نے تنگیوں کو نہیں پہچانا اور زمانہ کے تغیرات میں وہ چیز ہے جس کا زمانہ نے وعدہ کیا ہے

حضرت شداد بن اوسؓ[1] فرماتے ہیں کہ یوم دار میں جب حضرت عثمان رضؓ کا سخت محاصرہ باغیوں نے کیا لوگوں کی طرف آپ نے چہرہ مبارک نکال کر فرمایا، اے اللہ کے بندو! راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے مکان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ مبارک سر سے باندھ کر گلے میں تلوار لٹکا کر نکلے ان کے آگے حضرت حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے اور چند حضرات مہاجرین وانصار میں سے ان کے ہمراہ تھے ان حضرات نے وہاں پہونچتے ہی لوگوں پر حملہ کیا اور ان کو تتر بتر کرکے حضرت عثمان رضؓ کے پاس داخل ہوئے، حضرت علیؓ نے حضرت عثمان رضؓ سے کہا السلام علیکم یا امیر المومنین! بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر اس وقت تک نہیں حاصل کیا جب تک کہ آپ نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کر لیا اور میرا خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ تمہیں قتل کرنے والے ہیں، آپ ہم کو حکم دیجئے کہ ہم ان سے لڑیں حضرت عثمان رضؓ نے یہ سنکر فرمایا میں اس آدمی سے جس نے اللہ کے لئے حق دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا کہ میرا اس آدمی پر حق ہے قسم دیکر کہتا ہوں کہ میرے بارے میں نہ تو کسی کا ایک چلو خون بہایا جائے اور نہ خود اس کا خون بہے حضرت علی رضؓ نے دوبارہ وہی بات کہی اور حضرت عثمان رضؓ نے پھر یہی جواب دیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ حضرت علی رضؓ حضرت عثمان رضؓ کے دروازے سے نکل رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے اے میرے اللہ! تو خوب واقف ہے کہ ہم نے اپنی کوشش

---

[1] واخرج ابو احمد

کی انتہا کرلی، اسکے بعد مسجد میں داخل ہوئے اور جماعت کا وقت ہو چکا تھا، لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن! آگے بڑھیے اور ہم لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے، حضرت علیؓ نے فرمایا اس حالت میں کہ امام کا محاصرہ کیا گیا ہے میں تمہاری امامت نہ کرونگا اور لیکن میں تو تنہا نماز پڑھونگا، چنانچہ حضرت علی رضؓ تنہا نماز پڑھکر اپنے مکان چلے گئے، اتنے میں ان کے صاحبزادے نے ان سے آکر کہا اے ابا جان! خدا کی قسم باغی لوگ تو حضرت عثمان رضؓ کے گھر پر بل پڑے حضرت علی رضؓ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ خدا کی قسم یہ باغی حضرت عثمان رضؓ کو ضرور قتل کریں گے، لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! قتل کئےجانے کے بعد حضرت عثمان رضؓ کہاں ہونگے؟ فرمایا خدا کی قسم جنت کے باغات میں تفریح کر رہے ہونگے، لوگوں نے دریافت کیا اے ابوالحسن! یہ باغی کہاں ہونگے؟ فرمایا خدا کی قسم یہ آگ میں ہونگے اور تین مرتبہ اس جملہ کو کہا، [1]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضؓ اور ایک اور آدمی حضرت عثمان رضؓ کے پاس تشریف لے گئے اور باغیوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا ان دونوں حضرات نے حضرت عثمان رضؓ سے حج کے لئے اجازت طلب کی آپ نے ان کو اجازت دیدی اسکے بعد ان دونوں نے آپ سے دریافت کیا اگر یہ باغی لوگ غالب آگئے تو ہم کس کے ساتھ رہیں؟ آپ نے فرمایا جماعت کے ساتھ حضرت قتادہ رضؓ نے پھر عرض کیا کہ اگر جماعت یہی رہی جو آپ پر غالب آجائیگی تو پھر ہم کس کے ساتھ رہیں، حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ جہاں کہیں بھی ہو، حضرت قتادہ رضؓ کہتے ہیں یہ سنکر ہم لوگ وہاں سے نکلے ہی تھے کہ سامنے سے حضرت حسن بن علی رضؓ گھر کے دروازے پر آتے ہوئے دکھائی دیئے جو حضرت عثمان رضؓ کے پاس تشریف لائے ہم بھی ان کے ساتھ واپس ہولئے تاکہ ہم سنیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کو سلام کرنے کے بعد کہا کہ اے امیر المومنین! مجھے حکم دیجئے جو آپ چاہیں حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا اے میرے برادر زادہ! واپس جاؤ اور گھر بیٹھو، یہاں تک کہ اللہ اپنے امر کو پورا کرے چنانچہ حضرت حسن رضؓ وہاں سے چلے گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ نکلے ہم نے سامنے سے حضرت ابن عمر رضؓ کو آتے ہوئے دیکھا کہ یہ حضرت عثمان رضؓ

---

[1] کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ [2] واخرج ابو حمد

کے پاس جا رہے ہیں، ہم ان کے ساتھ بھی واپس ہوئے اسلئے کہ سنیں یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو سلام کیا اور اسکے بعد کہا کہ اے امیر المومنین! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے حضورؐ کا آپ نے کہنا سنا اور آپ کی فرماں برداری کی حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رہے ان کا کہنا سنا اور انکی فرماں برداری کی، ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ساتھ رہے ان کا کہنا سنا اور ان کی فرماں برداری کی، میں نے ان کے لئے اپنے اوپر والد ہونے کا بھی حق دیکھا اور خلافت کا بھی (یعنی ان کے مجھ پر دوہرے حقوق تھے) اور اے امیر المومنین! میں حاضر ہوں اور آپ کا دست بستہ غلام ہوں جو آپ چاہیں مجھے حکم دیجئے، یہ سنکر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے آلِ عمر! تم کو اللہ جزائے خیر دے، اس دعا کا دو مرتبہ اعادہ کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھے خون کرنے میں ادنیٰ حاجت نہیں۔ [1]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ محصور تھا، ہم میں سے ایک آدمی کو ایک تیر مارا گیا میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اب تو تلوار چلانی مناسب ہے ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم تلوار ضرور پھینکدو، اس لئے کہ فقط میری جان لینے کا ارادہ کیا گیا ہے اور میں تمام مسلمانوں کو اپنی جان دے کر انہیں بچالونگا، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پس میں نے اپنی تلوار پھینکدی اور اس وقت تک مجھے پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ [2]

حضرت علیؓ کا اپنے اُمراء کو وصیت فرمانا

مہاجر عامریؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے بعض اصحابؓ کو جو کسی شہر پر حضرت علیؓ کی طرف سے مامور تھے ایک معاہدہ لکھا اس معاہدہ میں ہے:۔

واما بعد اپنی رعایا پر اپنے پردہ کو لمبانہ کرنا والیوں کا رعایا سے پردہ میں رہنا تنگ دلی ہے اور حالات سے بے خبری ہے اور پردہ میں رہنا ان

---

[1] کذا فی الریاض النضرۃ ج ۲ صفحہ ۱۲۹ [2] واخرج ابو عمرؓ کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲ صفحہ ۱۲۹ [3] اخرج الدینوری وابن عساکر

ان چیزوں کا علم نہ ہونے دیگا جو لوگ پردہ کے پرے چھپ کر کرتے ہیں ایسا کرنے سے چھوٹے، لوگوں کے نزدیک بڑے ہو جائیں گے اور بڑے، چھوٹے ہو جائیں گے اچھی باتیں قبیح ہو جائیں گی اور خراب باتیں اچھی معلوم ہونے لگیں گی، حق، باطل کے مقابلہ میں کمزور اور بوڑھا ہو جائیگا والی بھی ایک انسان ہوتا ہے جو کام لوگ اس سے چھپا کر کرتے ہیں اس کو نہیں جانتا ہے، قول میں کوئی علامت نہیں ہوتی کہ جسکے ذریعہ سچے اقوال کو جھوٹے اقوال سے پہچانا جائے لہذا پردہ کو ڈھیلا کر کے لوگوں کو اپنے حقوق کے بارے میں داخلہ کی قوت دی جائے، تم دو آدمیوں میں سے ایک قسم کے آدمی ضرور ہو یا ایسے آدمی ہو کہ حق میں خرچ کرنے سے جسکا نفس سخی ہے لہذا تم نے حق کے دینے کو چھوڑ کر اور اچھی عادت کو جس کے ذریعہ احسان کر سکتے تھے چھوڑ کر اپنے اوپر پردے لٹکا لئے ہیں، یا بخیل ہو، پس سن لو کہ وہ دن دور نہیں کہ لوگ تم سے رک جائیں گے اور تم سے کوئی سوال نہ کریں گے جب کہ اس بات سے ناامید ہو جائیں گے، حالانکہ لوگوں کی اکثر ضروریات کا تعلق تم سے ہے کوئی اپنے دبے ہوئے حقوق کی شکایت لاتا ہے کوئی انصاف طلب کرتا ہے اور تم پر اس انصاف کے کرنے میں کوئی مشقت بھی نہیں ہے، لہذا جو میں نے تم سے بیان کیا اس پر عمل پیرا ہو کر نفع اٹھاؤ اور اپنے حصہ پر انحصار کرو اور اپنی بھلائی کو پیش نظر رکھو اگر خدا کو منظور ہوا (تو تم ایسا ہی کروگے)[1]

مدائنیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنے کسی عامل کی طرف لکھا:۔۔۔۔۔۔

"ساری باتوں کو چھوڑو تم انتہا کو پہونچ چکے ہو تمہارے اعمال تمہارے سامنے ایسی جگہ پیش کئے جائیں گے جہاں دنیا کے دھوکہ میں پڑا ہوا "ہائے حسرت" ہائے حسرت" پکاریگا، اور عمر کو ضائع کرنے والا توبہ کی تمنا کریگا اور کافر واپسی کی"[3]

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۵۸ [2] واخرج الدینوری وابن عساکر [3] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۵۸

بنی ثقیف[1] کے ایک آدمی روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب نے عکبرا کا عامل بنایا اور وہاں کے لوگ میرے پاس تھے کہ حضرت علی رضؓ نے مجھ سے فرمایا:۔

"سوادِ عراق کے باشندے چالاک اور دھوکہ باز ہیں، کہیں تم کو دھوکہ میں نہ لے لیں، اس چیز کو پورا پورا وصول کر لینا جو ان پر ہے"

اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس لوٹ کر آنا جب میں آپ کے پاس لوٹ کر آیا تو مجھ سے فرمایا:۔

"وہ بات جو میں نے تجھ سے کہی تھی وہ تو ان لوگوں کو سنانے کے لئے کہی تھی، ان میں سے کسی آدمی کو درہموں کے وصول کرنے میں ہرگز کوڑے سے نہ مارنا، اور نہ اسکو کھڑا کرنا اور نہ ان سے بکری لینا اور نہ گائے، ہم کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے عفو حاصل کریں اور تم جانتے ہو کہ عفو کیا ہے؟ عفو یعنی طاقت"[2] (یعنی ان سے وسعت سے زیادہ نہ لیں)

بیہقی[3] نے بھی یہ روایت بیان کی ہے ان کی حدیث میں اس طرح ہے، ان کے غلہ کو نہ بیچنا اور نہ ان کے سردی گرمی کے لباس کو اور نہ ایسے جانور کو جس کے ذریعہ کام کرتے ہوں اور کسی آدمی کو درہم کی وصولیابی میں کھڑا نہ کرنا، یہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! ایسا کرنے سے تو میں آپ کی طرف اسی طرح لوٹ کر آؤنگا جیسے گیا حضرت علی رضؓ نے فرمایا اگرچہ اسی طرح پر ہے جیسے میں نے کہا) خواہ اسی طرح تم لوٹو جیسے کہ گئے تھے، تجھ پر افسوس ہے ہم لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے عفو یعنی فاضل حصہ لیں

رعایا کا حاکم کو نصیحت کرنا

حضرت[4] سعید بن عامر بن جذیم جمحی رضؓ نے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں حضرت عمر رضؓ سے فرمایا اے عمر! میرا ارادہ ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا بہت اچھا، آپ مجھے نصیحت فرمایئے، حضرت سعید رضؓ نے کہا:۔

---

[1] واخرج ابن زنجویہ [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۶۶ [3] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۰۵ [4] ایضاً [5] اخرج ابن سعد وابن عساکر عن مکحول

کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے لوگوں کے معاملات میں ڈرو
اور اللہ کے بارے میں لوگوں سے مت ڈرو، تمہارے قول اور فعل
میں اختلاف نہ ہونا چاہئے، بہتر قول وہ ہے کہ عمل اسکی تصدیق کرے،
ایک کام میں دو قسم کے فیصلے نہ دو اس سے تمہارا امر تمہارے لئے
مختلف ہو جائیگا اور تم حق سے ہٹ جاؤ گے، حجت اور دلیل والی باتوں
کو لینا کامیابی کو لے لوگے اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے ہاتھوں
تمہاری رعایا کی اصلاح کریگا، اپنی توجہ اور اپنے فیصلہ کو ان لوگوں کے
لئے قائم و دائم رکھو جن کے امر کا اللہ پاک نے تمہیں والی بنایا ہے خواہ
وہ مسلمان دور یا قریب کے رہنے والے ہوں اور تمام مسلمانوں کے
لئے اسی چیز کو پسند کرو جو تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے پسند
کرتے ہو، اور ان سب کے لئے اس چیز کو برا سمجھو، جسکو تم اپنے لئے
اور اپنے گھر والوں کے لئے برا سمجھتے ہو اور تم حق کی طرف جاتے
ہوئے گہرائیوں میں گھس جاؤ اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی
ملامت کا خوف نہ کرو یہ سن کر حضرت عمر رض نے فرمایا کون اس کی طاقت رکھتا
ہے؟ حضرت سعید رض نے فرمایا تمہارے جیسا یعنی وہ آدمی جسکو اللہ
پاک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امور کا والی بنایا
ہے، پھر کوئی بھی اس کے اور خدا کے درمیان حائل نہ ہو۔[1]

حضرت عبداللہ بن بریدہ رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ایک وفد کی آمد پر لوگوں کو جمع کیا اور زید بن ارقم رض سے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھو اور ان کو اندر آنے کی اجازت دو کہ یہ پہلی صف میں ہوں پھر
انہیں جو ان سے متصل ہیں چنانچہ یہ حضرات داخل ہوئے اور ان لوگوں نے
حضرت عمر رض کے سامنے صف بنائی، حضرت عمر رض کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی
جو بھاری بھرکم تھا یمنی دھاری دار چادر کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس نے کپڑا
پہن رکھا تھا حضرت عمر رض نے اس کی طرف اشارہ کیا جب وہ آپ کے پاس
آیا تو حضرت عمر رض نے اس سے تین مرتبہ کہا، کہو اس آدمی نے بھی تینوں

---

[1] کنز انی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۲۹۰ [2] واخرج ابن راہویہ والحارث و مسدد و ابو یعلی۔ و صحح

تینوں مرتبہ کہا کھڑا اس پر حضرت عمر رضہ نے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے،
کھڑا ہو جا چنانچہ وہ چلا گیا اس کے بعد حضرت عمر رضہ کی نظر اشعری پر پڑی یہ سفید
رنگ کا ہلکے جسم والا پست قد کا سست قسم کا انسان تھا حضرت عمر رضہ نے
ان کی طرف اشارہ کیا یہ حضرت عمر رضہ کے پاس آئے آپ نے ان سے بھی کہا کھڑا
اشعری نے کہا کھڑا حضرت عمر رضہ نے پھر کہا کھڑا انھوں نے کہا اے امیر المومنین!
کوئی بات شروع کیجئے تو میں آپ سے کہوں، حضرت عمر رضہ نے کہا افسوس کی
بات ہے تو جا، (اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا) اے عمر! تجھے بھیڑ کی رائے
نفع نہیں دے سکتی پھر آپ کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جسکا رنگ سفید اور
ہلکے جسم والا تھا اس کی طرف اشارہ کیا وہ آپ کے پاس آیا اور حضرت عمر رضہ نے
اس سے فرمایا کھڑا وہ جھپٹ کر کھڑا ہوا اور اس نے اللہ کی تعریف کی اور اللہ
کی ثنا کی اور اللہ کے واسطے وعظ کہا پھر کہا:

"بیشک آپ اس امت کے امور کے والی ہوئے ہیں لہٰذا آپ اللہ
سے اس چیز میں جسکے والی ہوئے ہیں ڈریئے یعنی اس امت کے کام میں
اور اپنی رعایا کے کام میں خاص طور سے اپنے اندر خدا کے خوف کا لحاظ
رکھئے تم سے حساب لیا جائیگا اور تم سے پوچھا جائیگا، تم اس امت
کے امین ہو جو کچھ تمہارے ذمہ امانت ہے اسکو ادا کرو تم کو تمہارا اجر
تمہارے عمل کی حیثیت سے دیا جائیگا،،

یہ سنکر حضرت عمر رضہ نے فرمایا جب سے کہ میں خلیفہ ہوا ہوں کسی نے تیرے
سوا مجھ سے سچ بات نہیں کہی، تو کون ہے؟ نصیحت کرنے والے نے کہا کہ میں
ربیع بن زیاد ہوں، حضرت عمر رضہ نے فرمایا مہاجر بن زیاد کے بھائی؟ اس شخص
نے کہا ہاں، اس کے بعد حضرت عمر رضہ نے لشکر روانہ کیا اور اس پر اشعری کو
امیر مقرر کیا اور اسکے بعد فرمایا ربیع بن زیاد کو دیکھنا پس اگر وہ ان باتوں میں سچا
ہے جو اس نے کہیں تو یقیناً اس کے پاس ان باتوں کے لئے مادہ اور جذبہ
ہوگا اسکو عامل بنا دینا اور تم پر دس دن نہ گذریں گے کہ تم اس سے عمل واپس لے
لوگے، اور میرے پاس اسکی عادت سے جو اپنے عامل ہونے کے سلسلہ میں
کرے گا اطلاع دو گے اور اس بات کو ایسا سمجھا گویا کہ میں نے ہی اس کو

عامل بنایا تھا اور میں نے ہی اس کو معزول کیا (یہ حضرت عمر رضؓ کی پیشنگوئی ہے)
اس کے بعد حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ ہم لوگوں سے حضورؐ نے ایک عہد لیا اور فرمایا:

"سب میں زیادہ وہ خطرہ کی چیز جسکا مجھے تم لوگوں پر اپنے بعد ڈر ہے وہ چکنی چپڑی زبان والا منافق ہے" لہ

محمد بن سوقہ کہتے ہیں کہ میں نعیم بن ابی ہند کے پاس پہونچا انہوں نے مجھے ایک پرچہ دیا اس میں لکھا ہوا تھا:

"ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل کی جانب سے حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف، سلام علیکم، اما بعد! ہم لوگوں سے آپ نے معاہدہ کیا ہے حالانکہ آپ کے نفس کا کام آپ کے لئے زیادہ قابل توجہ ہے، اس لئے کہ آپ اس امت کے گورے اور کالے کے کاموں کے خلیفہ ہو گئے ہیں آپ کے پاس شریف اور رذیل، دشمن اور دوست بیٹھتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے انصاف سے اسکا حصہ ہے، آپ غور کیجئے کہ اے عمر! اس وقت میں آپ کس طرح رہتے ہیں؟ ہم لوگ آپ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن میں چہرے ذلیل ہونگے اور اس دن میں لوگوں کے دل خوف سے لبریز ہونگے اس دن میں حجتیں ختم ہو جائیں گی ایسے بادشاہ کی حجت کے سبب سے جو سب پر اپنی جبروتیت سے غالب ہوگا تمام مخلوق اس کے لئے عاجزی کر رہی ہوگی اور اس کی رحمت کی امیدوار ہوگی، اور اسکے عذاب سے ڈر رہی ہوگی اور ہم لوگوں سے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ اس امت کا امر آخر زمانہ میں اس طرف لوٹ جائیگا کہ ظاہر میں بھائی ہونگے اور در پردہ ایک دوسرے کے دشمن، اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ خط جو آپ کی طرف جارہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کا محمل وہ تلاش کیا جائے جو ہمارے جذبات دلی کے خلاف ہو، ہم نے تو صرف یہ خط آپ کی نصیحت کے لئے لکھا ہے والسلام علیکم" لہ

لہ کذا فی کنز العمال ج ۷ ص ۸۷ لہ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۳۸

ان دونوں حضرات کو جواب میں حضرت عمر بن خطابؓ نے لکھا:۔

"عمر بن خطاب کی جانب سے ابی عبیدہؓ اور معاذ کے نام، سلام علیکما اما بعد! تم دونوں کا خط مجھے ملا، تم دونوں نے اپنے اس عہد کا جو مجھ سے کیا ہے تذکرہ کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ میری ذات کا امر میرے لئے زیادہ قابل توجہ ہے اور میں اس امت کے کالے اور گورے کے امر کا والی ہو گیا ہوں، میرے پاس شریف اور رذیل، دوست اور دشمن سبھی بیٹھتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے انصاف سے اس کا حصہ ہے، تم دونوں نے لکھا ہے کہ غور کر لو کہ اے عمر! تمہارا اس وقت میں کیا حال ہوتا ہے؟ اور بیشک بات اس طرح پر ہے کہ کوئی قوت کسی کام کی اور کسی معصیت سے بچنا عمر کے لئے ایسے موقع پر بجز ذاتِ خداوندی کی امداد کے نہیں ہے اور تم دونوں نے مجھے اس چیز سے ڈرایا جس سے ہم سے پہلی امتیں ڈرائی گئیں، ہمیشہ سے دنیا کے لیل و نہار لوگوں کی زندگی کے ساتھ بدلتے رہے بعید کو قریب کرتے رہے اور ہر نئے کو پرانا کرتے رہے اور ہر وعدہ کو لاتے رہے یہاں تک کہ وہ دن دور نہیں کہ لوگ اپنے مقام پر جنت اور دوزخ میں ہونگے اور تم دونوں نے مجھے اس بات سے ڈرایا ہے کہ اس امت کا حال، آخر زمانہ میں یہ ہو جائیگا کہ ظاہر میں بھائی ہونگے اور در پردہ دشمن ہونگے، تم لوگ (اے اصحاب محمد!) وہ نہیں ہو، اور نہ یہ وہ زمانہ ہے، یہ چیز اس زمانہ کی ہے کہ جس زمانہ میں رغبت اور ڈر ظاہر ہوگا بعض لوگوں کی رغبت بعض کی طرف اپنی دنیا کی مصلحت کے لئے ہوگی، اور تم دونوں نے مجھے اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیا کہ میں تمہارے اس پرچہ کو جس خلوص اور محبت کی بنا پر تم نے مجھے یہ لکھا اسکے خلاف سمجھوں بیشک تم دونوں حضرات نے یہ پرچہ میری نصیحت کے لئے لکھا اور تم دونوں نے سچ کہا، تم دونوں مجھ سے خط و کتابت ترک نہ کرنا مجھے تم دونوں سے استغناء نہیں والسلام علیکما۔"[1]

---

[1] واخرجه ایضاً ابن ابی شیبة وهناد بمثله کما فی الکنز ج ۸ ص ۲۰۹ والطبرانی کما فی المجمع ج ۵ ص ۲۱۴ وقال رجاله ثقات الی هذه الصحیفة

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضؓ کا وصیت فرمانا

حضرت سعید بن مسیب رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہؓ اردن میں طاعون میں مبتلا ہوئے جو مسلمان حاضر تھے ان کو بلا کر فرمایا :۔

"میں تم لوگوں کو ایک وصیت کرتا ہوں اگر تم لوگوں نے اسے مان لیا تو ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے، نمازیں پڑھتے رہنا، رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا صدقہ کرنا، حج اور عمرہ کرنا ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہنا اپنے امراء کو نصیحت کرنا اور امراء کے پاس آمد و رفت (زیادہ) نہ رکھنا دنیا تم لوگوں کو غافل نہ کردے اگر کوئی آدمی ہزار سال کی عمر بھی دیا جائے اس کے لئے ناگزیر اسی جگہ جانا ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو کہ میں جا رہا ہوں اللہ پاک نے اولادِ آدم کے لئے موت لکھدی ہے، پس سبھی مریں گے، ان میں سے ہشیار وہی ہے جو لوگوں میں سے اپنے رب کا زیادہ فرماں بردار ہے اور یوم آخرت کے لئے عمل کرنے میں پیش پیش ہے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ اے معاذ بن جبل! لوگوں کو نماز پڑھاؤ"

یہ کہکر ان کا انتقال ہوگیا۔ اللہ ان پر رحم کرے، حضرت معاذؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کہا :۔

"اے لوگو! اپنے گناہوں سے اللہ کے آگے توبہ کرو، اس لئے کہ جو بندہ بھی اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اللہ پاک سے ملے، اللہ تعالےٰ پر حق یہ ہے کہ اسکی مغفرت کردے، جسکے اوپر قرضہ ہو وہ اسکو ادا کردے اس لئے کہ بندہ اپنے قرضہ میں پکڑا جائیگا، تم میں سے جس کسی نے اپنے بھائی کو چھوڑ رکھا ہو اس سے ملے اور صلح کرے، کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، اے مسلمانو! تم ایسے آدمی کی وفات سے دردمند ہوگئے، جہاں تک میرا خیال ہے کہ کسی بندے کو صاف دل والا اچانک دھوکہ دینے سے دور، عام لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والا اور تمام لوگوں کو نصیحت کرنے

والا ان سے زیادہ میں نے نہیں دیکھا، پس ان کے لئے نزولِ رحمت کی دعا کرو اور ان کے جنازے کی نماز کے لئے آجاؤ۔[1]

خلفاء اور امراء کی سیرت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیرت

حضرت عبداللہ بن عمر رض اور حضرت عائشہ رض وغیرہ سے روایت ہے[2] کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ جس دن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رض سے بیعت کی گئی، آپ اپنی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو قبیلہ حارث بن خزرج سے تھیں ان کے پاس موضع سُنح میں تھے، آپ نے اپنے لئے حجرہ اون سے بنا رکھا تھا اس کے اوپر کوئی اور اضافہ نہیں کیا یہاں تک کہ آپ اپنے اس مکان میں منتقل ہو گئے جو مدینہ میں تھا، آپ اپنے اسی مقام میں جو سُنح میں تھا بیعت کے بعد بھی چھ ماہ تک رہے پاپیادہ مدینہ آتے جاتے رہے کبھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے ایک تہ بند باندھے رہتے اور ایک گیرو میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے رہتے آپ وہاں سے مدینہ آتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے عشاکی نماز پڑھکر موضع سُنح اپنے گھر والوں کے پاس چلے آتے جب آپ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے جس دن آپ حاضر نہ ہوتے تو حضرت عمر رض نماز پڑھاتے جمعہ کے دن اول دن میں آپ سُنح ہی میں رہتے سر اور ڈاڑھی پر خضاب فرماتے اور اس وقت وہاں سے تشریف لاتے کہ لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تجارت کیا کرتے تھے ہر دن صبح کے وقت بازار میں خرید و فروخت کرتے اور آپ کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا جو شام کے وقت واپس آتا تھا، بسا اوقات ان کے چرانے کیلئے خود تشریف لیجاتے اور کبھی کوئی اور ان کیلئے بکریوں کو چرا لاتا، قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوھ دیتے، جب آپ سے بیعتِ خلافت کی گئی قبیلہ کی ایک جاریہ نے کہا کہ اب تو ہمارے لئے ہمارے گھروں کے جانور نہ دوہے جائیں گے یہ بات حضرت ابوبکر رض نے سن لی اور فرمایا ایسا نہیں ہے میری عمر کی قسم! میں ان بکریوں کا دودھ

---

[1] کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للمحب الطبری ج ۲ ص ۳۱۷ [2] اخرج ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۱ عن ابن عمر و عائشۃ و ابن المسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم

تمہارے لئے ضرور دوہونگا، اور مجھے یہ امید ہے کہ جس کام میں میں داخل ہوا ہوں یہ میری ان عادتوں میں تبدیلی نہ کریگا جو میں کیا کرتا تھا، چنانچہ آپ قبیلوں کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے اور بسا اوقات قبیلہ کی اس لڑکی سے فرماتے، اے بچی! کیا تجھے پسند ہے کہ تیرے لئے دودھ میں جھاگ اٹھادوں؟ یا جھاگ نہ اٹھاؤں؟ کبھی وہ بچی کہتی جھاگ اٹھادیجئے اور کبھی کہتی جھاگ نہ اٹھایئے پس جس طرح پر وہ لڑکی کہتی آپ ویسے ہی کرتے پس اسی طرح خلافت کے بعد چھ ماہ سُنح میں ٹھہرے، اس کے بعد آپ مدینہ ہی آگئے اور وہاں رہنے لگ گئے اور اپنے کام (خلافت) میں غور کرنے کے بعد فرمایا خدا کی قسم! تجارت کے ہوتے ہوئے لوگوں کا کام ٹھیک نہیں ہوسکتا، لوگوں کا کام جبھی صلاحیت پذیر ہوگا جب ان کے لئے ہر کام سے فراغت حاصل کی جائے اور ان کے حالات میں غور و فکر کی جائے اور میرے بال بچوں کے لئے وہ چیز بھی ضروری ہے جس سے ان کی گذر اوقات ہوسکے چنانچہ آپ نے تجارت چھوڑدی اور بیت المال سے روزانہ کے لئے صرف اتنی مقدار لیتے تھے کہ جس سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی گذر اوقات ہو، اور حج اور عمرہ کرلیں، اور وہ مقدار جو آپ کے لئے سالانہ مقرر کی گئی چھ ہزار درہم تھی، جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا فرمایا کہ جو کچھ ہمارے پاس مسلمانوں کا مال ہے اسے واپس کردیں اس مال سے ایک پائی بھی نہیں لینا چاہتا میری وہ زمین جو فلاں جگہ ہے اور فلاں جگہ ہے مسلمانوں کے لئے ہے اس چیز کے بدلہ کہ جو میں نے انکے مال کو لیا ہے، چنانچہ یہ حضرت عمرؓ کے حوالہ کی اور اس کے علاوہ دودھالی اونٹنیاں اور صیقل کرنے والا غلام اور ایک چادر جو پانچ درہم کی تھی یہ بھی دی، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا، اور ان راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سنہ ۱۱ھ میں حضرت عمرؓ کو اپنا نائب بنایا اور خود عمرہ کیلئے رجب سنہ ۱۲ھ میں تشریف لیگئے مکہ معظمہ میں چاشت کے وقت داخل ہوئے اپنے مکان پہونچے آپ کے والد حضرت ابوقحافہؓ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس چند نوجوان بیٹھے ہوئے ان سے بات کررہے تھے اتنے میں ان سے کہا گیا کہ یہ تمہارے صاحبزادہ آگئے حضرت ابوقحافہؓ یہ سنکر کھڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے جلدی کی کہ اپنی اونٹنی کو بٹھائیں اور اس سے اتر پڑے اور اونٹنی کھڑی ہوئی تھی اور کہنا شروع کیا اے اباجان! آپ نہ کھڑے ہوں، پھر اپنے والد سے ملے اور والد کو سینے سے چمٹا لیا اور

حضرت ابو قحافہ رضؓ کی پیشانی چوم لی، اور بڑے میاں نے آپ کی آمد کی خوشی میں رونا شروع کر دیا اور عتاب بن اُسید اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابو جہل اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم بھی مکہ میں تشریف لائے، حضرت ابو بکر رضؓ کو سلام کیا اور اس طرح کیا سلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ! اور ان سب نے آپ سے مصافحہ کیا، حضرت ابو بکر رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ان کے سلام میں سنکر رونا شروع کر دیا اس کے بعد ان حضرات نے حضرت ابو قحافہ رضؓ کو سلام کیا، حضرت ابو قحافہ رضؓ نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے عتیق! یہ جماعت ہے ان کی صحبت کو اچھا رکھنا، حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا اے ابا جان! کسی گناہ سے پھرنا اور کسی عبادت کی قوت بغیر اللہ پاک کے نہیں، میری گردن میں ایک ایسے بڑے کام کا طوق ڈالا گیا ہے جسکی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ ہی کی امداد سے، اس کے بعد گھر میں تشریف لے جاکر غسل کیا اور باہر آئے ان کے ساتھی ان کے پیچھے چلے آپ نے ان کو ہٹایا اور اس کے بعد فرمایا اپنی آہستگی کے ساتھ چلو آپ سے لوگ ملے اور انکے آگے آگے چل رہے تھے اور انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تلقین صبر کرتے، اور آپ برابر رو رہے تھے، یہاں تک کہ آپ بیت اللہ پہونچے، طواف کے لئے اضطباع کیا اس کے بعد رکن (حجر اسود) کا استلام کیا اور سات پھیرے طواف کے ادا فرمائے اسکے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر اپنے مکان واپس آ گئے جب ظہر کا وقت ہوا گھر سے نکلے اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا[1] اس کے بعد دار الندوہ کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا کیا کسی کو اپنے دبے ہوئے حقوق کے بارے میں شکایت ہے؟ یا اپنے کسی حق کا اسے مطالبہ کرنا ہے؟ آپ کے پاس کوئی نہیں آیا اور سب نے آپ کے والیوں کی بھلائی کے ساتھ تعریف کی، اس کے بعد آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور بیٹھ گئے، لوگوں نے آپ کو رخصت کیا پھر آپ وہاں سے نکلے اور مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی، جب سنہ ۱۲ھ ہوا حضرت ابو بکر رضؓ نے لوگوں کے ہمراہ اسی سال حج کیا اور حضرت عثمان رضؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا،[2]

---

[1] اس روایت میں اگرچہ سعی کا ذکر نہیں ہے لیکن عمرہ میں سعی ضروری ہے اور راوی کے ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے سعی نہ کی ہو [2] قال ابن کثیر ہذا سیاق حسن ولہ شواہد من وجوہ اخر ومثل ہذا تتلقاہ النفوس وتتلقاہ بالقبول۔

قصہ حضرت عمیر بن سعد انصاری رضؓ

عنترہ[1] سے روایت ہے کہ حضرت عمیر بن سعد رضؓ کو حضرت عمر رضؓ نے حمص پر عامل بنا کر بھیجا یہ ایک سال حمص میں رہے حضرت عمر رضؓ کے پاس ان کی کوئی خبر نہیں پہونچی، حضرت عمر رضؓ نے اپنے کاتب سے فرمایا عمیر کی طرف لکھو، خدا کی قسم! میرا ان کے متعلق یہی گمان ہے کہ انھوں نے ہم سے خیانت کی چنانچہ لکھوایا:—

"جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً میرے پاس چلے آؤ، اور جو کچھ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت سے اکٹھا کیا ہے اسے بھی لاؤ میرا یہ خط دیکھتے ہی (روانہ ہو جاؤ)"

حضرت عمیر رضؓ نے اپنا تھیلا لیا اس میں اپنی زاد راہ اور پیالا رکھا پانی کا برتن گلے میں لٹکایا اور اپنا چھوٹا نیزہ لیا اور حمص سے پیدل چل دیئے یہاں تک کہ مدینہ آپہونچے راوی کہتے ہیں کہ جب یہ مدینہ پہونچے ان کا رنگ بدل چکا تھا ان کا چہرہ غبار آلود تھا اور ان کے بال بڑھے ہوئے تھے حضرت عمر رضؓ کے پاس تشریف لیگئے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت عمر رضؓ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت عمیر رضؓ نے کہا کہ آپ میری کیسی حالت دیکھ رہے ہیں؟ کیا آپ مجھے نہیں دیکھ رہے ہیں کہ میں صحیح البدن، پاک خون والا ہوں، اور میرے ساتھ دنیا ہے کہ اسکا سینگ پکڑ کر میں کھینچ رہا ہوں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟ اور ان کو یہ گمان ہوا کہ عمیر کچھ مال لائے ہونگے، حضرت عمیر رضؓ نے کہا میرے پاس میرے چمڑے کا تھیلہ ہے جس میں میں اپنا توشہ رکھتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور اپنے کپڑے دھوتا ہوں، اور میرے پانی کی چھاگل ہے جس میں میں اپنے وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں، اور میرا چھوٹا نیزہ ہے جس پر کہ میں ٹیک لگاتا ہوں اور جس کے ذریعہ دشمن سے مقابلہ کرتا ہوں اگر سامنے آجائے، پس خدا کی قسم دنیا میری پونجی کے تابع ہے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کیا تم پیدل چل کر آئے ہو؟ فرمایا جی ہاں، حضرت عمر رضؓ نے کہا کیا تمہارے

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۴۷ عن عبد الملک بن ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن جدہ عن عمیر

لئے کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو سواری دیکر تمہارے ساتھ سلوک کرتا اور
تم اس پر سوار ہو جاتے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا تو لوگوں نے ایسا کیا اور نہ
میں نے لوگوں سے اس بات کا مطالبہ کیا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا جن مسلمانوں
کے پاس سے تم آئے ہو بہت بُرے ہیں، حضرت عمیر رضؓ نے آپ سے کہا
اے عمر! اللہ سے ڈرو، تم کو اللہ پاک نے غیبت کرنے سے منع کیا ہے۔ میں
نے ان کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میں نے
تمہیں کہاں بھیجا تھا اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے فرمایا وہ چیز کہاں ہے
جس کے لئے میں نے تمہیں وہاں بھیجا تھا؟ اور تم نے کیا کیا؟ حضرت
عمیر رضؓ نے عرض کیا کہ آپ کے اس سوال کا اے امیر المومنین! کیا مطلب ہے؟
حضرت عمر رضؓ نے تعجب کے ساتھ فرمایا سبحان اللہ! حضرت عمیر رضؓ نے کہا سنئے
اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ آپ رنجیدہ ہو جائیں گے تو میں آپ کو خبر نہ
دیتا آپ نے مجھے بھیجا میں اس شہر میں پہونچا میں نے وہاں کے صلحاء کو
جمع کیا اور میں نے ان لوگوں کو ان کے مالِ غنیمت سے خزانہ کا والی بنا دیا،
جب ان لوگوں نے مالِ غنیمت کو جمع کر لیا تو میں نے اس مال کو اس کے مصرف
میں لگا دیا، اور اگر اس میں سے آپ کو بھی کچھ حصہ پہونچتا تو ضرور اس کو آپ کے
پاس لاتا، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تو پھر تم میرے لئے کچھ نہیں لائے؟ عرض کیا
نہیں، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا عمیرؓ کی ولایت کے لئے نیا معاہدہ تیار کرو حضرت
عمیر رضؓ نے کہا امارت ایسی چیز ہے نہ تو میں اب آپ کے لئے اس کام کو انجام
دونگا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے، خدا کی قسم! میں نہ بچ سکا بلکہ میں مسلمان
کامل نہ رہا، میں نے ایک نصرانی سے کہدیا تھا اے شخص! خدا تجھے رسوا کرے،
پس یہ وہ امارت ہے۔ اے عمر! جس کے لئے آپ نے مجھ کو پیش کیا، اور میرے
دنوں میں سے سب میں زیادہ بدبخت دن اے عمر! وہ دن ہے کہ میں تمہارے
ساتھ حاکم بنا، اسکے بعد حضرت عمر رضؓ سے اجازت چاہی انھیں اجازت دیدی
اور یہ اپنے گھر چلے گئے راوی کہتے ہیں کہ ان کے اور مدینہ کے درمیان کئی
میل کا فاصلہ تھا حضرت عمر رضؓ نے جب یہ عمیرؓ واپس ہو گئے فرمایا میرا اس کے بارے
میں یہی خیال ہے کہ اس نے خیانت کی ہے، چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے حارث

نامی ایک آدمی کو سو دینار دیئے اور کہا عمیرؓ کے پاس تم جاؤ اور تم ان کے پاس اس طرح پر ٹھہرو گویا کہ تم مہمان ہو، اگر تم کو کچھ (خوشحالی کی) علامت معلوم ہو تو میرے پاس فوراً آجاؤ اور اگر تم تنگی دیکھو تو انھیں یہ سو دینار دیدینا چنانچہ حارثؓ گئے انھوں نے دیکھا کہ عمیرؓ باغ کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے کرتے میں سے جوں دیکھ رہے ہیں، اس آدمی نے حضرت عمیرؓ کو سلام کیا، حضرت عمیرؓ نے کہا آؤ اللہ تم پر رحم کرے، چنانچہ یہ وہاں بیٹھ گیا پھر حضرت عمیرؓ نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا مدینہ سے، حضرت عمیرؓ نے کہا امیرالمومنین کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا ٹھیک ہیں حضرت عمیرؓ نے پوچھا مسلمانوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ اس نے کہا سب ٹھیک ہے، حضرت عمیرؓ نے کہا کیا حدیں نہیں لگائی جاتیں؟ اس نے کہا ہاں لگائی جاتی ہیں، ابھی اپنے بیٹے کو خطار فحش پر حد لگائی ہے چنانچہ وہ ان کے مارنے سے مرگیا، حضرت عمیرؓ نے کہا اے اللہ! عمر کی اعانت فرما! جہاں تک مجھے ان کا علم ہے وہ تجھ سے بہت محبت رکھتے ہیں راوی کہتے ہیں حارثؓ ان کے پاس تین دن تک ٹھہرا، حضرت عمیرؓ کے گھر والوں کے پاس ایک جو کی ٹکیہ ہوتی تھی جسکو حارثؓ کو کھلادیا کرتے تھے اور خود بھوکے رہ جاتے تھے یہاں تک کہ گھر والوں کو بڑی سختی لگی، تب حضرت عمیرؓ نے حارثؓ سے کہا تو نے ہم لوگوں کو بھوکا ماردیا اگر تو مناسب سمجھے تو ہمارے پاس سے کہیں اور چلا جا، راوی کہتے ہیں کہ حارثؓ نے وہ اشرفیاں نکالیں اور ان کو دینی چاہیں اور کہا یہ امیرالمومنین نے تمہارے پاس بھیجی ہیں اس کے ذریعہ امداد حاصل کرو، راوی کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت عمیرؓ چلائے اور کہا مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں، انھیں واپس کردینا، حضرت عمیرؓ کی بیوی نے ان سے کہا اگر تمہیں ان کی ضرورت ہو تو لیلو ورنہ ان کو ان کے مصارف خیر میں لگادینا حضرت عمیرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ بس ان کو اس میں خرچ کردوں یہ سنکر ان کی عورت نے اپنی قمیص کا نیچے کا حصہ پھاڑا اور حارثؓ کو ایک کتر دی، حارثؓ نے یہ دینار اس کتر میں رکھدیئے اس کے بعد حضرت عمیرؓ ان کو لیکر نکلے، شہدا کی اولاد اور فقراء میں تقسیم کرکے چلے

آئے، اور حارث یہ گمان کررہا تھا کہ ان کو بھی اس میں سے کچھ دیں گے،
اس کے بعد حارث سے حضرت عمیر رض نے کہا کہ میرا امیرالمومنین سے سلام کہنا،
اس کے بعد حارث حضرت عمر رض کے پاس لوٹا، حضرت عمر رض نے پوچھا کیا
دیکھا؟ حارث نے کہا اے امیرالمومنین! میں نے بہت سخت حالت دیکھی،
حضرت عمر رض نے فرمایا کہ دیناروں کا کیا کیا؟ حارث نے کہا مجھے علم نہیں، راوی
کہتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے عمیر رض کی طرف لکھا جب یہ میرا خط تمہارے پاس
پہونچے اس کو اپنے ہاتھ سے نہ رکھنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آجاؤ چنانچہ
حضرت عمر رض کی طرف یہ چل دیئے اور ان کے پاس داخل ہوئے حضرت عمر رض
نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان اشرفیوں کا کیا کیا؟ انھوں نے جواب دیا، کیا
جو میں نے کیا، آپ ان کے بارے میں مجھ سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ حضرت
عمر رض نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ تم نے ان اشرفیوں
کا کیا کیا؟ جواب دیا میں نے ان کو اپنے ثواب کے لئے آگے بڑھا دیا حضرت
عمر رض نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے اور ان کے لئے ایک وسق غلہ (یا پانچ من
بارہ سیر تقریبا) اور دو کپڑوں کا حکم دیا حضرت عمیر رض نے کہا غلہ کی تو مجھے کچھ حاجت
نہیں میں اپنے مکان میں دو صاع (سات سیر تقریبا) جو چھوڑ آیا ہوں، جب
تک میں ان کو کھاؤنگا، اللہ پاک رزق دے ہی دے گا، اور غلہ نہیں لیا اور
دونوں کپڑوں کے بارے میں فرمایا کہ فلاں کی ماں ننگی ہے لہذا میں ان کو لیتا
ہوں اور اپنے مکان لوٹ آئے کچھ دیر نہ لگی تھی کہ واپس آتے ہی وفات
پاگئے، اللہ ان پر رحم کرے، حضرت عمر رض کو انکی خبر وفات پہونچی اور حضرت عمر رض
پر بہت گراں گذری، اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی حضرت عمر رض بقیع غرقد
کی طرف نکلے پیدل چلے جارہے تھے لوگ بھی ان کے ساتھ پیادہ تھے اپنے
ساتھیوں سے حضرت عمر رض نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی اپنی تمنا کا اظہار کرے یہ
سنکر ایک آدمی نے کہا اے امیرالمومنین! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس
مال ہوتا اور میں اللہ کے واسطے اتنے اتنے غلام آزاد کرتا۔ دوسرے نے کہا
اے امیرالمومنین! مجھے یہ پسند ہے کہ میرے پاس مال ہوتا اور میں اللہ کے
راستے میں خرچ کرتا، ایک اور نے کہا مجھے یہ پسند ہے کہ اگر مجھ میں قوت ہوتی

تو میں زمزم سے ڈول کے ذریعہ پانی کھینچتا اور بیت اللہ کا حج کرنے والوں کو پلاتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے لئے کوئی آدمی عمیر بن سعدؓ کی طرح ہوتا جس سے میں مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔ لہ

قصہ حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحی رضؓ

حضرت[۲] خالد بن معدان رضؓ فرماتے ہیں کہ حمص میں ہم لوگوں پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحی کو عامل مقرر کیا جب حضرت عمرؓ حمص تشریف لائے آپ نے فرمایا اے حمص کے لوگو! تم نے اپنے عامل کو کیسا پایا؟ ان لوگوں نے سعیدؓ کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی، چونکہ اہل حمص اپنے عاملوں کی شکایت زیادہ کیا کرتے تھے اس لئے حمص کو کویفۃ الصغریٰ کہا جاتا تھا (یعنی چھوٹا کوفہ) چنانچہ ان لوگوں نے کہا ہمیں چار باتوں کی شکایت ہے، جب تک دن نہیں چڑھ جاتا ہم لوگوں کی طرف یہ نہیں نکلتے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تو بہت بڑی بات ہے اور فرمایا اور کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رات کے وقت کسی کو جواب نہیں دیتے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی بات ہے اور فرمایا اور کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ان کے لئے مہینہ میں ایک ایسا دن ہے جسمیں یہ ہماری طرف بالکل نہیں نکلتے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی بات ہے اور فرمایا اور کیا ہے، انھوں نے کہا کہ ہفتہ عشرہ میں ایک دن ایسی گھٹن ہوتی ہے کہ جس سے یہ قریب المرگ ہو جاتے ہیں جیسے کہ انھیں موت آرہی ہو راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے انھیں اور لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا، اور کہا اے میرے اللہ! آج کے دن سعید بن عامر کے بارے میں میری رائے کو تو فیل نہ کرنا لوگوں سے کہا، تم لوگوں کو ان سے کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا جب تک دن نہیں چڑھ جاتا ہماری طرف نہیں نکلتے ہیں، سعید بن عامرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس بات کے تذکرہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا (لیکن کہنی پڑی) میرے گھر والوں کے لئے

لہ واخرجہ الطبرانی ایضا مثلہ عن عمیر بن سعد قال الہیثمی ج ۹ صہ ۳۸۴ وفیہ عبد الملک بن ابراہیم بن عنترہ وھو متروک ۔ انتہی، ہکذا وقع عند الہیثمی والذی یظہر ان الصواب عبد الملک بن ہارون بن عنترہ کما فی کتب اسماء الرجال وقد اخرجہ ابن عساکر من طریق محمد بن مزاحم بطولہ بمعناہ مع زیادات کما فی الکنز ج ۷ صہ ۷۹ ۔ ۲ہ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صہ ۲۴۵

کوئی خادم نہیں، میں اپنا آٹا گوندھتا ہوں پھر میں بیٹھا ہوتا کہ اس کا خمیر اٹھ جائے پھر اپنی روٹی پکاتا ہوں اس کے بعد وضو کرتا ہوں پھر ان کی طرف نکلتا ہوں حضرت عمر رضہ نے فرمایا اور ان کی شکایت کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا رات میں کسی کو جواب نہیں دیتے، حضرت عمر رضہ نے فرمایا سعید کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میں اس کے تذکرہ کو مکروہ سمجھتا تھا (مگر کہنی ہی پڑی) میں نے دن ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور رات اللہ عز وجل کے لئے، حضرت عمر رضہ نے فرمایا اور کس چیز کی شکایت کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا ان کے لئے مہینہ میں ایک دن ہے کہ اس میں ہماری طرف نہیں نکلتے، حضرت عمر رضہ نے فرمایا اے سعید! کیا کہتے ہو؟ حضرت سعید رضہ نے کہا میرے لئے کوئی خادم نہیں کہ میرا کپڑا دھودے اور نہ میرے پاس کوئی اور کپڑا ہے کہ اسے بدل لوں (یہ دن اس کے دھونے اور سکھانے میں لگاتا ہوں) حضرت عمر رضہ نے فرمایا اور تمہاری کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا ہفتہ عشرہ میں ایک دن انھیں موت کی سی گھٹن ہوتی ہے حضرت عمر رضہ نے فرمایا سعید! کیا کہتے ہو؟ حضرت سعید رضہ نے کہا کہ میں حضرت خبیب رضہ انصاری کے قتل کی جگہ (مکہ معظمہ میں) حاضر تھا اور قریش نے ان کے گوشت کے پارچے کئے پھر ان کو سولی پر لٹکایا تھا اس کے بعد قریش نے ان سے پوچھا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ محمد تمہاری جگہ ہوتے؟ (یعنی سولی پر) انھوں نے کہا خدا کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے گھر اور بال بچوں میں ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کانٹا چبھے، اس کے بعد آواز دی یا محمد! پس جب کبھی مجھے وہ دن یاد آتا ہے اور یہ بات کہ میں نے ان کی امداد اس حالت میں نہیں کی، حالانکہ میں ان دنوں مشرک تھا اللہ عظیم پر ایمان نہیں لائے ہوئے تھا، مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ بیشک اللہ عز وجل میری مغفرت اس گناہ عظیم کی وجہ سے کبھی نہ کریگا فرمایا اسی وجہ سے میری وہ جاں کنی کی سی حالت ہوتی ہے، یہ سنکر حضرت عمر رضہ نے فرمایا تمام تعریف اس اللہ پاک کی جسنے میری فراست کو فیل نہیں کیا، اس کے بعد ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور فرمایا کہ ان سے اپنے کاموں میں مدد لو، حضرت سعید رضہ کی بیوی نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَغْنَانَا عَنْ خِدْمَتِكَ۔

ترجمہ: "تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمکو تمہاری اس خدمت سے بے پرواہ کیا ہے"

سعید رض نے اپنی عورت سے کہا کیا تیرے لئے اس سے بھلی بات میں رغبت ہے ؟ ہم ان دیناروں کو کسی ایسے آدمی کے حوالہ کردیں جو ہمارے پاس اس وقت لائے جبکہ ہمیں ان کی زیادہ ضرورت ہو، عورت نے کہا ہاں، چنانچہ انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے ایک معتمد علیہ کو بلایا اور دیناروں کی تھیلی باندھکر اس کے حوالہ کی اور فرمایا اس کو لے جا فلاں کی بیوہ کی طرف اور فلاں خاندان کے یتیموں کی طرف اور فلاں خاندان کے مسکینوں کی طرف اور فلاں خاندان کے بیماروں کی طرف (تقسیم کردے) اس میں سے بہت تھوڑا سا سونا باقی رہ گیا تو حضرت سعید رض نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اسے تو خرچ کرے، پھر یہ اپنے کام پر چلے آئے، ان کی عورت نے کہا کہ ہمارے لئے اس سے خادم کیوں نہیں خرید دیتے وہ مال کیا ہوا ؟ حضرت سعید رض نے فرمایا کہ وہ مال تمہارے پاس اسوقت آئیگا جبکہ تم اسکی اب سے زیادہ محتاج ہوگی،

قصہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ثعلبہ[۱] بن مالک قرظی رح کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رض بازار میں آئے اور لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے تھے اور یہ ان دنوں کا قصہ ہے جب کہ یہ مروان کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے، حضرت ابو ہریرہ رض نے کہا اے ابن مالک ! امیر کے لئے راستہ وسیع کردو ابن مالک رح کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رض سے کہا یہ راستہ کافی ہے، حضرت ابو ہریرہ رض نے کہا امیر کے لئے راستہ وسیع کردو ان پر لکڑی کی گڈی بھی تو ہے،

---

[۱] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صـ ۳۸۵

باب

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم"

اللہ کے راستے میں اور اس کے رضامندی کے موقعوں میں مال کو اور جو کچھ اللہ پاک نے ان کو دیا تھا کس طرح خرچ کرتے تھے، اور یہ بات ان حضرات کو اپنے نفسوں پر خرچ کرنے سے کس طرح محبوب تھی یہ حضرات باوجود شدت بھوک کے کس طرح دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کرنے میں رغبت دلانا

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دن کے شروع حصے میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے اتنے میں آپکے پاس ایسی قوم آئی جو ننگے بدن اور ننگے پیر تھی اپنی دھاری دار چادر ونکی گاتی باندھ رکھی تھی یا فقط عبا پہنے ہوئے تھے تلواریں لٹکا رکھی تھیں، اکثر کیا بلکہ یہ کل کے کل قبیلہ مضر کے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا چونکہ آپ نے ان میں فاقہ دیکھا آپ گھر میں گئے اس کے بعد باہر تشریف لائے اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا انھوں نے اذان دی، اور اقامت کہی، اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی، نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا، یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○ (سورۃ النساء رکوع ۱)

ترجمہ:۔ "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔" اور فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (سورۂ حشر رکوع ۲)

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک

لے اخرج مسلم والنسائی وغیرہما

اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے
آدمی اپنے دینار سے اپنے درہم سے اپنے کپڑے سے اپنے گیہوں کے صاع سے اور کھجور کے صاع سے صدقہ کرے یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ دے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سنکر ایک انصاری تھیلی لیکر آئے ان کی ہتیلی اس تھیلی کے اٹھانے سے قریب تھا کہ عاجز ہو جائے بلکہ عاجز ہو ہی گئی تھی، پھر تو آگے پیچھے لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر غلہ کے اور کپڑے کے دیکھے، اور یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رخ انور چمک اٹھا تھا، گویا کہ اس پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہے، پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اس آدمی کو اس طریقہ حسن کے ایجاد کا ثواب تو ملے ہی گا اور ان لوگوں کے اجر کے برابر بھی اسے دیا جائیگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل پیرا رہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اپنے اصلی ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں برے طریقہ کی روش ڈالی اس آدمی پر اس کا گناہ تو ہو ہی گا اور ان لوگوں کے برابر بھی اسے گناہ ملیگا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کے گناہ میں کوئی کمی کی جائے[1]

حضرت جابرؓ[2] فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام چہارشنبہ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لائے اس سلسلہ میں حضرت جابرؓ حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اے جماعت انصار! حضرات انصار نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا زمانۂ جاہلیت میں جب تم اللہ کی پرستش نہیں کرتے تھے رانڈوں کے بوجھوں کو سنبھالتے اور اپنے مالوں میں سے بھلے مصارف کے لئے نکالتے تھے اور مسافروں کے ساتھ بھی سلوک کرتے تھے اب جبکہ اللہ پاک نے تم لوگوں پر اسلام اور اپنے نبیؐ کے ساتھ احسان فرمایا تم اپنے مال کو جوڑنے لگ گئے، جو کچھ اولادِ آدم کھاتی ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو کچھ درندے اور پرندے اس کے مال سے کھاتے ہیں اس میں بھی اجر ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ آپؐ کی تقریر سن کر

---

[1] کذا فی الترغیب ج ا صہ ۵۳ وقد تقدم حدیث حثہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الانفاق فی سبیل اللہ، [2] واخرج الحاکم وصحح

واپس ہوئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جس نے اپنے باغ کی دیواروں کو ڈھا کر اس میں تیس تیس راستے نہ کر دیئے ہوں لے تا کہ لوگ آئیں اور کھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ پہلا خطبہ جو حضور نے دیا آپ ممبر پر تشریف لائے :

"آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور اس کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ پاک نے تمہارے لئے اسلام کو دین ہونا پسند کیا ہے لہذا تم لوگ (اہلِ) اسلام کی صحبت کو سخاوت اور حسنِ خلق کے ذریعہ اچھا کرو، سن لو سخاوت جنت میں ایک درخت ہے اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں جو تم میں سے سخی ہے اس درخت کی ایک شاخ کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک اسکو جنت میں لے جائیگا، اور سن لو کہ بخل دوزخ میں ایک درخت ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں جو تم میں سے بخیل ہوگا ہمیشہ اس کی کسی شاخ سے چمٹا رہیگا یہاں تک کہ اللہ پاک اسکو دوزخ میں اتار دے، اور آپ نے دو مرتبہ فرمایا اللہ کے لئے سخاوت کرو، اللہ کے لئے سخاوت کرو" ۲ے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خرچ کرنے پر ترغیب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے سوال کیا کہ آپ اسے کچھ دیں، آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں تجھے کیا دوں؟ لیکن تو میرے نام سے کوئی چیز خرید لے جب میرے پاس کچھ آجائیگا تو میں اس کا قرضہ ادا کر دونگا یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپنے اس آدمی کو دیا لیکن اللہ پاک نے آپ کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا جس کی آپ کو مقدرت نہ ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات بُری لگی ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خرچ کیجئے، اور عرش والے کی جانب سے محتاجگی کا خطرہ نہ لائیے

لہ کذافی الترغیب ج ۴ صفحہ ۱۵۶ ۲ے اخرج ابن عساکر ۳ے کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۳۱۱ ۴ے اخرجہ الترمذی

حضورؐ مسکرا دیئے اور آثارِ تبسم آپؐ کے چہرۂ مبارک پر اس انصاری کی بات سے نمایاں ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے[1]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر سوال کیا آپ نے اُسے دیا، اتنے میں ایک دوسرا آیا اس نے بھی آپؐ سے سوال کیا، اس سے آپؐ نے وعدہ فرمایا یہ دیکھکر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ سے سوال کیا گیا آپ نے دیا، پھر آپ سے سوال کیا گیا اور آپ نے دیا، پھر آپ سے سوال کیا گیا آپ نے وعدہ فرمایا پھر آپ سے سوال کیا گیا آپ نے وعدہ فرمایا آپ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی تو عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ! آپ خرچ کیجئے اور عرش والے کی جانب سے محتاجگی کا خطرہ نہ کیجئے اسپر حضورؐ نے فرمایا اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے[3]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کے پاس تشریف لے گئے ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر دیکھ کر فرمایا اے بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یہ میں نے آپ کے مہمانوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات سے ڈر نہیں کہ یہ تمہارے لئے جہنم میں دھواں بنیں؟ اے بلال! خرچ کر اور خدائے ذی العرش کی جانب سے محتاجگی کا خطرہ نہ کر،[5]

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے لئے کہیں سے تین پرندوں کا ہدیہ آیا آپؐ نے اپنی خادمہ کو ایک عطا فرمایا جب اگلا دن ہوا خادمہ ان پرندوں کو آپؐ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تجھے منع نہیں کر دیا تھا کہ کسی چیز کو کل کے لئے اٹھا کر نہ رکھا کر، بیشک اللہ پاک میرے پاس ہر دن کا رزق لاتا ہے[7]

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۵۶ واخرجہ ایضا البزار وابن جریر والخرائطی فی مکارم الاخلاق وسعید بن منصور کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۴۲ رواہ البزار وفیہ اسحاق بن ابراہیم الحنینی وقد ضعفہ الجمہور وثقہ ابن حبان وقال یخطئ [2] واخرج ابن جریر [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۱۱ [4] واخرج البزار باسناد حسن والطبرانی [5] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۹ عن عبداللہ نحوہ ورواہ ابو یعلی والطبرانی عن ابی ہریرہؓ بنحوہ باسناد حسن کما فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۷۴ [6] واخرج ابو یعلی [7] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۴۴ ورجالہ ثقات

حضرت[1] علی رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے لوگوں سے کہا کہ میرے پاس اس مال میں سے بچ رہا ہے لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! ہم لوگوں نے اپنی ضروریات میں آپ کو آپ کے گھر والوں اور آپ کی زمین اور آپ کی تجارت سے مشغول کر رکھا ہے لہذا یہ بچا ہوا آپ کے لئے ہے (حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ) حضرت عمر رضؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے؟ میں نے کہا کہ لوگ تو آپ کو مشورہ دے چکے حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ تم کہو، تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن سے نہ بدلئے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ جو بات تم نے کہی ہے اس کی صفائی دو، میں نے کہا بہت اچھا، اور ضرور میں اس بات کی صفائی دونگا، کیا آپ کو یاد ہے جبکہ آپ کو حضورؐ نے صدقات کی وصولیابی کے لئے بھیجا تھا، اور آپ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کے پاس پہونچے تھے انھوں نے آپ کو اپنا صدقہ حوالہ کرنے سے منع کر دیا تھا اور آپ دونوں حضرات کے درمیان میں کچھ تیزی ترشی ہوگئی تو آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، تاکہ ہم آپؐ کو اس چیز کی اطلاع دیں جو عباسؓ نے کی چنانچہ ہم دونوں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم دونوں نے آپ کو دیکھا کہ آپؐ کبیدہ خاطر ہیں ہم دونوں لوٹ آئے پھر اگلے روز صبح ہی صبح پہونچے ہم نے دیکھا کہ آپؐ بشاش ہیں تو آپ نے حضورؐ کو حضرت عباسؓ کے اس فعل کی جو انھوں نے کیا تھا اطلاع دی تو آنحضرتؐ نے آپ سے فرمایا تھا کہ اے عمر! تم نہیں جانتے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے درخت کا دوسرا گدا ہوتا ہے اور ہم لوگوں نے آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا جو پہلے روز آپؐ کے رنجیدہ خاطر ہونے کو دیکھا تھا، اور جو آج آپؐ کی طبیعت میں بشاشت دیکھی، آپؐ نے فرمایا کل جب تم دونوں میرے پاس آئے تو میرے پاس مالِ صدقہ سے دو دینار باقی رہ گئے جسکی وجہ سے میری طبیعت میں رنجیدگی تھی اور آج جب تم دونوں آئے ہو تو میں ان دونوں کو صرف کر چکا تھا پس اسی سبب سے میری طبیعت خوش ہے، حضرت علی رضؓ سے یہ بات سنکر

---

[1] واخرج احمد عن ابی البختری

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا، خدا کی قسم! میں تمہارا شکر گذار شروع سے اخیر تک رہونگا، لہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں مال آیا آپ نے اس کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا، کچھ اس میں سے بچ رہا تھا، اس کے بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا لوگوں نے عرض کیا اگر آپ اسے آنیوالی ضرورت کے لئے رکھ لیں تو زیادہ اچھا ہے حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ خاموش رہے اور کچھ نہیں کہا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! آپ کیوں نہیں فرماتے؟ حضرت علیؓ نے کہا لوگوں نے تو آپ سے کہدیا حضرت عمرؓ نے فرمایا، نہیں تم ضرور کہو، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ پاک اس مال کی حصہ بانٹ سے فارغ ہوچکا ہے، (یعنی ان کے مصارف قرآن میں بیان کرچکا ہے) اور حضرت علیؓ نے بحرین کے مال کا تذکرہ فرمایا جس وقت حضورؐ کے پاس وہاں سے مال آیا تھا، اور رات ہونے کی وجہ سے آپؐ تقسیم نہ کرسکے تھے آپؐ نے نمازیں مسجد میں پڑھیں اور میں نے اس بات کا اثر آپؐ کے روئے مبارک پر اس وقت تک محسوس کیا جب تک کہ آپ اُسے تقسیم کرکے فارغ نہ ہولئے اس کے بعد حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ کو بھی اس کا بانٹ دینا ضروری ہے پھر اس مال کو حضرت علیؓ ہی نے تقسیم کیا حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ اس میں سے آٹھ سو درہم مجھے بھی ملے، لہ

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ میرے پاس گھر میں تشریف لائے، آپؐ کا چہرۂ انور متغیر تھا، مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ ایسا تو نہیں کہ کسی درد کی وجہ سے ہو چنانچہ میں نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ! خیر تو ہے چہرۂ مبارک کیوں متغیر ہے؟ آپ نے فرمایا ان سات دیناروں کی وجہ سے جو کل میرے پاس آئے ہیں، شام ہوگئی اور وہ میرے بستر کے کنارے رہ گئے اور ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے فرمایا اور ہم نے اسے خرچ نہیں کیا، لہ

لہ واخرجہ ایضا ابویعلی والدورقی والبیہقی وابوداؤد وفیہ ارسال بین ابی البختری وعلی کذافی الکنز ج ۴ صفہ ۳۹ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفہ ۳۸۲ عن ابی البختری قال قال عمر۔ فذکرہ بمعناہ وقال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۳۸ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح وکذالک ابویعلی والبزار الا ان ابا البختری لم یسمع من علی ولا عمر فہو مرسل صحیح۔ انتہی لہ واخرج البزار لہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۳۹ وفیہ الحجاج بن ارطاۃ وہو مدلس لہ واخرج احمد وابویعلی لہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۳۸ رجالہما رجال الصحیح

حضرت سہل بن سعد رض فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس سات دینار تھے حضرت عائشہ رض کے پاس انھیں رکھ دیا جب آپؐ اپنے مرض میں مبتلا ہوئے آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! وہ سونا حضرت علی رض کے پاس بھیجدو، اتنے میں آپؐ پر غشی طاری ہوگئی، حضرت عائشہ رض کو آپؐ کی طرف مشغولیت کی وجہ سے دھیان نہ رہا کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا ہر مرتبہ آپؐ فرماتے اور آپؐ پر بیہوشی آتی اور حضرت عائشہ رض کو آپؐ کی تیمارداری کرتے میں اسکا دھیان نہ رہ جاتا، بالآخر حضرت علی رض کی طرف وہ دینار بھیجے گئے اور حضرت علی رض نے ان کو صدقہ کردیا، پیر کی رات میں جبکہ حضورؐ کی جان کنی کا عالم تھا حضرت عائشہ رض نے اپنے گھر کا چراغ اپنے پڑوس کی عورتوں میں سے کسی کے پاس بھیجا اور فرمایا اپنی کپی میں سے ہمارے چراغ میں ذرا سا تیل دیدو اس لئے کہ حضورؐ سکرات موت میں مبتلا ہیں [1]

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں مجھے یہ حکم دیا کہ میں اس سونے کا صدقہ کردوں جو میرے پاس رکھا ہوا تھا جب آپؐ ہوش میں آئے آپؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ سونا کیا ہوا؟ میں نے کہا جب میں نے آپؐ کی حالت متغیر دیکھی تو مجھے ان کے صدقہ کرنے کا دھیان نہیں رہا، آپؐ نے فرمایا اسے لاؤ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض اس کو لیکر آپؐ کے پاس آئیں، ابو حازم راوی کہتے ہیں کہ وہ سات یا نو دینار تھے، جب حضرت عائشہ رض ان کو لیکر آئیں آپؐ نے فرمایا کہ محمد کو کیا گمان ہے اگر وہ اللہ پاک سے اس حالت میں ملے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں؟ اس کا محمدؐ کیونکر انکار کریں گے اگر اللہ پاک سے ملے اور یہ ان کے پاس ہوا، [2]

حضرت عبیداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوذر رض نے کہا اے میرے برادر زادہ! میں حضورؐ کے ہمراہ تھا اور آپؐ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے آپؐ نے مجھ سے کہا اے ابوذر! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑی کے برابر سونا اور چاندی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے ہو اور میری وفات ہو جائے جس دن بھی ہو، اور میں اس میں سے قیراط برابر چھوڑ جاؤں

---

[1] واخرج الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات مجتج بہم فی الصحیح [2] ورواہ ابن حبان فی صحیحہ من حدیث عائشۃ بمعناہ کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۷۸ [3] وعند احمد [4] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۴۰ رواہ احمد باسانید ورجال احدھا رجال الصحیح واخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۶ من حدیث عائشۃ بنحوہ [5] واخرج البزار

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قنطار برابر؟ آپ نے فرمایا اے ابوذر! میں تو کمی کی طرف جا رہا ہوں اور تم کثرت کی طرف بڑھ رہے ہو، میں آخرت کا ارادہ کرتا ہوں تم دنیا کا ارادہ کرتے ہو اسکے بعد آپ نے تین مرتبہ قیراط فرمایا، لہ (قیراط دو جو کو کہتے ہیں اور قنطار کم از کم بارہ ہزار درہم کا ہوتا ہے)

حضرت امام احمد اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے حضرت عثمانؓ نے انکو اندر آنے کی اجازت دی ان کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا، حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے کعب! حضرت عبدالرحمٰنؓ نے وفات پائی اور مال چھوڑا تمہارا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت کعبؓ نے کہا اگر اسمیں سے حق اللہ ادا کر چکے تھے تو ان پر کوئی ڈر نہیں، یہ سنکر حضرت ابوذرؓ نے اپنا ڈنڈا اٹھایا اور کعبؓ کو مارا اور کہا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اگر یہ پہاڑ (اُحد کا) میرے لئے سونے کا ہو جائے اور میں اسے خرچ کر دوں اور میرا یہ خرچ کرنا قبول ہو جائے یہ کہ میں اپنے پیٹھ پیچھے چھ اوقیہ اسمیں سے چھوڑ جاؤں اور میں تم کو اے عثمان! اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے حضورؐ سے یہ سن رکھا ہے؟ تین مرتبہ اس بات کو کہا حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے، لہ اور ایک لہ روایت میں اسطرح ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ اے ابو اسحٰق! تم بتاؤ کیا اس مال میں جسکی کہ زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو اسکے مالک پر کوئی خطرہ ہے؟ کعبؓ نے کہا نہیں، یہ سنکر حضرت ابوذرؓ کھڑے ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جسے حضرت کعبؓ کے دونوں کانوں کے درمیان رسید کیا اور اسکے بعد کہا اے یہودن زادے! تو دعویٰ کرتا ہے کہ جب زکوٰۃ ادا کر دی تو اسکے مال میں کوئی حق نہیں رہ گیا؟ حالانکہ اللہ پاک فرماتا ہے۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورۂ حشر ع۱) ترجمہ:۔ "اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو"

لہ واخرجہ الطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۳۹ واسناد البزار حسن لہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۳۹ رواہ احمد وفیہ ابن لہیعۃ وقد ضعفہ غیر واحد رواہ ابو یعلی لہ واخرجہ البیہقی عن غزوان بن ابی حاتم مطولا کما فی الکنز ج ۳ صفہ ۳۱۰

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا ۰
(سورۂ دہر ع۱) ترجمہ: "اور وہ لوگ محض خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔" اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۰ ۳
ترجمہ: "اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا" اور اسی طرح کی کئی آیتیں قرآن شریف کی پڑھیں،

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں، اور حسن اتفاق سے آپ کے اس فرمان کے وقت میرے پاس مال تھا میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میں حضرت ابو بکرؓ سے کسی دن آگے بڑھ سکتا ہوں تو آج کے دن میں ان سے سبقت لے جاسکتا ہوں چنانچہ میں اپنا آدھا مال لیکر آیا حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ان کے لئے میں نے باقی رکھدیا ہے آپؐ نے فرمایا آخر کیا باقی رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی، اور حضرت ابو بکرؓ جو کچھ ان کے پاس تھا لے آئے آپؐ نے دریافت فرمایا اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں نے تو ان کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کو باقی چھوڑا ہے (حضرت عمرؓ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ میں ان پر کبھی بھی کسی شے میں سبقت نہیں لے جاسکتا، ۱ ؎

حضرت حسنؓ ۲ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا اے دولت مندو! تم لوگوں نے تو بہت بھلائی جمع کرلی، صدقہ تم کرتے ہو غلام تم آزاد کرتے ہو، حج تم کرتے ہو (اور بھلے مواقع میں) خرچ تم کرتے ہو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ہم لوگوں سے غبطہ کرتے ہو اس آدمی نے کہا بیشک ہم تم لوگوں پر رشک کرتے ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا خدا کی قسم! وہ درہم جسکو کوئی اپنی گاڑھی کمائی سے خرچ کرتا ہے وہ بہتر ہے ان دس ہزار درہموں سے جو ایسے بہت سے درہموں سے نکالے گئے ہیں۔

---

۱ ؎ واخرج ابوداؤد والترمذی وقال حسن صحیح والدارمی والحاکم والبیہقی وابو نعیم فی الحلیۃ وغیرہم
۲ ؎ کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۳۴۷ ۳ ؎ واخرج البیہقی فی شعب الایمان ۳ سورۂ ذاریات ع ۱

جن کے مقابلہ میں دس ہزار کچھ بھی نہیں [1]

حضرت عبیداللہ بن محمد بن عائشہ رض فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی رض کے پاس ایک سائل نے آکر سوال کیا آپؓ نے حضرت حسن یا حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اپنی ماں سے جاکر کہو کہ میں ان کے پاس چھ درہم چھوڑ آیا ہوں ان میں سے ایک درہم دیدیں چنانچہ یہ صاحبزادے گئے اور واپس آکر کہا کہ اماں جان نے کہا ہے کہ آپ نے آٹے کے لئے وہ چھ درہم چھوڑے ہیں حضرت علی رض نے فرمایا اس بندے کا ایمان سچا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہے زیادہ اعتماد نہو بہ نسبت اس چیز کے جو بندہ کے قبضہ میں ہے جاکر اپنی ماں سے کہدو کہ وہ چھ درہم بھیجدیں چنانچہ حضرت فاطمہ رض نے وہ آپ کے پاس بھیجدیئے اور حضرت علی رض نے وہ اس سائل کے حوالہ کردیئے ابھی حضرت علی رض نے اپنا حبوہ [2] نہیں کھولا تھا کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گذرا جس کے پاس ایک اونٹ تھا اور یہ اسے بیچنا چاہتا تھا حضرت علی رض نے اس سے دریافت کیا یہ اونٹ کتنے میں دیا؟ اونٹ والے نے کہا ایک سو چالیس ۱۴۰ درہم میں، حضرت علی رض نے فرمایا کہ میرے پاس لا، اور اسکو باندھ دے اس شرط پر کہ تھوڑی دیر میں اسکی قیمت لے لینا، چنانچہ وہ آدمی اونٹ باندھکر چلا گیا اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور اسے کہا یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت علی رض نے فرمایا میرا ہے، اس نے کہا کیا آپ اسے بیچتے ہیں؟ حضرت علی رض نے کہا ہاں! پوچھا کتنے میں؟ آپ نے فرمایا دوسو ۲۰۰ درہم میں اس آدمی نے کہا میں نے اسے خرید لیا، چنانچہ اس آدمی نے اونٹ لیا اور دوسو درہم حضرت علی رض کے حوالہ کیئے، اس کے بعد حضرت علی رض نے اس بائع کو جس سے تھوڑی دیر میں دام دینے کا وعدہ کیا تھا ایک سو چالیس ۱۴۰ درہم دیئے اور ساٹھ درہم لیکر حضرت فاطمہ رض کے پاس آئے حضرت فاطمہ رض نے دریافت کیا یہ کیا ہیں؟ حضرت علی رض نے فرمایا یہ وہی ہیں جسکا وعدہ اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم لوگوں سے فرمایا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا [3] ترجمہ:۔ "جو ایک نیکی کریگا اس کے لئے اس جیسی دس نیکیاں ہیں"

---

[2] حبوہ وہ کپڑا جسے پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے، عرب میں اس طرح باندھ کر بیٹھنے کا دستور ہے

[1] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۰ [2] واخرج العسکری [3] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۱۱

حضرت اُبَیؓ[1] فرماتے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی وصولیابی کے لئے بھیجا، میرا ایک آدمی پر گذر ہوا اسنے اپنا تمام مال جمع کیا، میں نے زکوٰۃ کے حساب سے اسپر بنتِ مخاض واجب کی (یعنی اونٹ کا یکسالہ مؤنث بچہ) میں نے اس سے کہا تجھ پر صدقہ میں بنتِ مخاض ہے دیدے، اس نے کہا بنت مخاض کو کیا کروگے نہ اس میں دودھ ہوتا ہے نہ وہ سواری کے کام کا ہے؟ لیکن تم تو یہ نوجوان بڑی اور موٹی اونٹنی ہے اسے لیجاؤ، میں نے اس سے کہا میں اس کو لینے والا نہیں جب تک کہ مجھے اس کے لینے کا حکم نہ مل جائے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قریب ہی ہیں اگر تمہیں پسند ہو تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو اور جو مجھ پر پیش کیا ہے وہ حضورؐ پر پیش کردو اگر تجھ سے منظور فرمالیں گے تو میں اسے لے لونگا اور اگر آپؐ منظور نہ فرمائیں گے تو میں نہ لونگا، اس نے کہا میں ضرور ایسا کرونگا وہ میرے ساتھ ہولیا، اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لی جسکو وہ مجھے دے رہا تھا یہاں تک کہ ہم آپ کی خدمت میں آگئے اس آدمی نے آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کا قاصد پہونچا تاکہ مجھ سے میرے مال کا صدقہ لے اور خدا کی قسم میرے مال میں اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی قیام نہ فرمایا میں نے آپؐ کے قاصد کے لئے اپنا تمام مال جمع کردیا اس نے کہا کہ میرے اس مال میں مجھ پر بنت مخاض آتی ہے اور یہ ایک ایسا مال ہے کہ نہ اس میں دودھ ہوتا ہے اور نہ سواری کے قابل ہے، میں نے اسے ایک بڑے جثہ کی نوجوان اونٹنی دینی چاہی کہ یہ اُسے لیلے اس نے لینے سے انکار فرمایا اور دیکھئے وہ اونٹنی یہ کھڑی ہے یارسول اللہ اس کو آپ کے پاس لے آیا ہوں آپؐ نے فرمایا وہی بنت مخاض تجھ پر واجب تھی اور اگر تُو مزید ثواب کا ارادہ کر رہا ہے تو اللہ تجھے اس میں جزائے خیر دیگا، اور ہم تجھ سے اسکو بھی منظور کرلیں گے، اس آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ دیکھئے وہ اونٹنی یہ کھڑی ہے میں اسکو آپ کے پاس لایا ہوں آپ اسے لے لیجئے چنانچہ حضورؐ نے اس کے لئے جانے کا حکم دیا اور اس آدمی کیلئے مال میں دعائے برکت فرمائی۔[2]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ[3] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا ان دونوں کی سخاوت کے طریقے مختلف تھے حضرت عائشہؓ تو تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کرتیں یہاں تک کہ جب ان کے پاس جمع ہو جاتا تب تقسیم فرماتی تھیں، اور حضرت اسماءؓ تو کوئی چیز عمل کیلئے روکتی ہی نہیں تھیں،

---

[1] واخرجہ احمد وابو داؤد وابو یعلی وابن خزیمۃ وغیرہم [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۰۹ [3] واخرجہ البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۴۳

حضرت[1] عبدالرحمٰن بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ جوان، خوبصورت اور سخی تھے اور اپنی قوم کے جوانوں میں سے افضل تھے، یہ کسی چیز کو روکتے نہیں تھے اسی وجہ سے ہمیشہ ادھار لیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کا تمام مال قرضہ میں گھر گیا، جسکے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ ان کے قرضخواہوں سے یہ فرمادیں کہ کچھ ان کے لئے قرضہ میں سے کمی کردیں قرضخواہوں نے انکار کردیا، اگر یہ قرضخواہ کسی کے لئے کسی کی وجہ سے قرضہ میں کمی کرتے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کے قرضہ میں کمی کرتے جب قرضخواہ کمی پر راضی نہ ہوئے تو حضورؐ نے ان کے کل مال کو ان کے قرضہ میں بیچدیا، اور حضرت معاذؓ بلا کسی چیز کے رہ گئے جب فتح مکہ کا سال ہوا تو حضورؐ نے ان کو یمن کی ایک جماعت پر امیر بنا کر روانہ فرمایا تاکہ یہ اپنے خسارے کا ازالہ کریں چنانچہ حضرت معاذؓ یمن میں امیر رہے اور یہ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اللہ کے مال میں تجارت کی، معاذؓ یمن میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ بہت کچھ مال حاصل کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ہوگئی، جب یہ یمن سے آئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا اس شخص (معاذؓ) کے پاس کسی کو بھیجئے، اور اس کے لئے اتنا چھوڑیئے کہ گذر اوقات کرسکے اور باقی لے لیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا تھا تاکہ یہ اپنے خسارے کا جبر کریں میں تو ان سے کوئی چیز لینے والا نہیں مگر یہ کہ وہ خود سے مجھے دیں جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کی بات نہ مانی حضرت عمرؓ خود معاذؓ کی طرف گئے اور اس بات کا حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ سے تذکرہ کیا، حضرت معاذؓ نے کہا مجھکو تو حضورؐ نے اس لئے بھیجا تھا کہ میں نقصان کی کمی کو پورا کروں، اور اس لئے میں دینے والا نہیں پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت معاذؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ میں نے تمہارا کہا مان لیا اور میں اس چیز کو کر گذرونگا جس کا آپ نے مجھ کو حکم دیا ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک بہت بڑے پانی میں ہوں اور مجھے ڈوبنے کا ڈر پیدا ہوگیا ہے تم نے اے عمر! مجھ کو اس پانی سے نجات دی ہے چنانچہ حضرت معاذؓ نے حضرت ابوبکرؓ

---

[1] ؎ اخرج عبدالرزاق وابن راہویہ عن کعب بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ

کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا اور ان کے سامنے قسم کھائی کہ انھوں نے اپنے مال میں سے کوئی چیز نہیں چھپائی حتیٰ کہ اپنا کوڑا تک بھی ان سے بیان کر دیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تم سے یہ مال نہیں لونگا میں نے وہ مال تمہیں ہبہ کر دیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ اب تمہارے لئے وہ مال پاک اور حلال ہو گیا، اس کے بعد حضرت معاذؓ ملک شام چلے گئے۔[۱]

حضرت کعب[۲] بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ اپنی قوم کے بہتر نوجوانوں میں سے خوبصورت اور سخی نوجوانوں تھے ان سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا اسے دے ڈالتے جسکی بنا پر یہ اتنے مقروض ہو گئے کہ ان کا تمام مال قرضہ میں گھر گیا اس کے بعد اوپر جیسی روایت ذکر کی ہے۔

حضرت جابرؓ[۳] فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کا چہرہ اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ حسین تھا اور لوگوں میں سے یہ زیادہ با اخلاق تھے، اور لوگوں میں سے ان کا ہاتھ از روئے سخاوت زیادہ کشادہ تھا، اسی وجہ سے ان کے ذمہ قرض بہت زیادہ ہو گیا تھا قرضخواہوں نے ان کا پیچھا کیا، یہ کئی دن تک قرضخواہوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے یہاں تک کہ حضورؐ سے ان کے قرضخواہوں نے اپنے معاملہ میں امداد طلب کی حضورؐ نے حضرت معاذؓ کے پاس آدمی بھیجکر انھیں بلایا یہ آئے اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے قرضخواہ تھے قرضخواہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لئے ان سے ہمارا حق لیجئے، آپؐ نے فرمایا اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو اس پر صدقہ کرے، کچھ لوگوں نے حضرت معاذؓ پر صدقہ کیا، اور باقی نے انکار کر دیا قرضخواہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان سے ہمارا حق ہمارے لئے وصول فرمایئے آپؐ نے فرمایا اے معاذؓ ان کے لئے صبر کر، راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے مال سے ان کو چھڑایا اور اس مال کو ان کے قرضخواہوں کو دیا اور اس مال کو آپس میں تقسیم کیا تو ہر ایک کو اس کے سات حصے میں سے پانچ حصے پہونچے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ان کو ہمارے قرضے میں بیچ دیجئے حضورؐ نے فرمایا

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۲۶ [۲] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۳۱ من طریق عبدالرزاق باسنادہ [۳] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۷۳ عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ فذکرہ مختصرا قال الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۷۳ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی [۴] واخرج الحاکم ایضا۔

ان کا پیچھا چھوڑ دو، تمہارے لئے اب ان کے اوپر کوئی سبیل نہیں رہ گئی ہے اسکے بعد حضرت معاذ رضؓ بنی سلمہ رضؓ کی طرف چلے گئے کسی کہنے والے نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن! کاش کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لیتے، تم تو آج بالکل کنگال ہو گئے حضرت معاذ رضؓ نے فرمایا کہ میں تو آپؐ سے نہ مانگوں گا راوی کہتے ہیں کہ اس قصہ کے بعد یہ چند دنوں ٹھہرے، پھر حضورؐ نے انھیں بلایا اور ان کو یمن بھیجدیا اور فرمایا شاید کہ اللہ پاک تمہارے نقصان کو پورا کر دے، اور تمہارا قرض ادا کردے راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضؓ یمن تشریف لے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ یہ اسی سال مکہ میں واپس ہوئے جس سال حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے حج کیا تھا، اور حضرت ابو بکر رضؓ نے ان کو امیر حج مقرر کیا تھا ان دونوں حضرات کی ۸ ذی الحجہ کو یوم ترویہ میں مکہ میں ملاقات ہوئی دونوں نے معانقہ کیا، اور ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو حضورؐ کی وفات کے بارے میں صبر کی تلقین کی، پھر زمین پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے، حضرت عمر رضؓ نے حضرت معاذ رضؓ کے پاس غلام دیکھے، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ جیسی روایت بیان کی (جو آگے آرہی ہے) لہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرات صحابہ رضؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو خلیفہ بنایا، حضورؐ نے حضرت معاذ رضؓ کو یمن بھیج رکھا تھا، حضرت ابو بکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کیا ان کی حضرت معاذ رضؓ سے مکہ میں ملاقات ہوئی، حضرت معاذ رضؓ کے ساتھ غلام تھے حضرت عمر رضؓ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت معاذ رضؓ نے فرمایا یہ مجھے ہدیہ میں ملے ہیں اور یہ حضرت ابو بکر رضؓ کے لئے ہیں، حضرت عمر رضؓ نے ان سے فرمایا کہ میں تو تمہیں یہ رائے دیتا ہوں کہ تم ان سب کو حضرت ابو بکر رضؓ کے پاس لاؤ، راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضؓ پھر اگلے دن حضرت عمر رضؓ سے ملے اور کہا اے ابن خطاب! میں نے اسی رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور تم نے میری کمر پکڑ لی ہے لہٰذا میرا خیال ہے کہ میں آپ کا کہا مانوں، راوی کہتے ہیں کہ ان سب کو لیکر حضرت ابو بکر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یہ تو لوگوں نے مجھے ہدیہ میں دیئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں حضرت ابو بکر رضؓ

لہ وہکذا اخرجہ ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۳ عن جابر رضؓ بنحوہ لہ واخرجہ الحاکم من طریق ابی وائل

نے فرمایا ہم نے تمہارا ہدیہ تمہارے حوالہ کیا اس کے بعد حضرت معاذ رضؓ نماز کے لئے نکلے انھوں نے دیکھا کہ ان غلاموں نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی حضرت معاذ رضؓ نے پوچھا تم نے کس کے لئے نماز پڑھی، غلاموں نے کہا اللہ عزوجل کے لئے حضرت معاذ رضؓ نے فرمایا جاؤ تم لوگ اللہ کے لئے ہو اور ان سب کو آزاد کر دیا[۱]

مالِ مرغوب کا خرچ کرنا

حضرت[۲] ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ خیبر میں حضرت عمر رضؓ کو ایک زمین ملی، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے ایک زمین ملی ہے کہ میں نے کبھی بھی اس سے زیادہ نفیس مال نہیں پایا آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو اس کی اصل کے مالک رہو اور اسکے منافع کو صدقہ کر دو، چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے اسکو اس شرط سے صدقہ کیا کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائیگی نہ ہبہ کی جائیگی نہ اس کا کوئی وارث ہوگا یہ فقراء اور رشتہ داروں اور غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے اور اللہ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) اور مہمانوں کے لئے ہے اس زمین کے والی پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اس میں سے رواج شرعیہ کے مطابق کھائے یا کسی دوست کو کھلائے اور اس سے دولت مندی حاصل کرنے کی نیت نہ کرے[۳]

عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے پاس لکھا کہ ابو موسیٰ ان کے لئے ایک جاریہ موضع جلولاء کی گرفتار شدہ عورتوں میں سے خرید یں اس جاریہ کو حضرت عمر رضؓ نے بلایا اور کہا اللہ پاک فرماتا ہے، لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ...... سورۂ آل عمران ترجمہ: "ہر گز تم بھلائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کر دو" اور اس جاریہ کو حضرت عمر رضؓ نے آزاد کر دیا[۴]

حضرت[۵] نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے پاس ایک جاریہ تھی جب حضرت ابن عمر رضؓ کی پسندیدگی اس جاریہ کے ساتھ بڑھ گئی تو اُسے آزاد کر دیا اور

---

[۱] قال الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۷۲ ووافقہ الذہبی صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ [۲] اخرج الائمۃ الستۃ [۳] کذا فی نصب الرایۃ ج ۳ صفحہ ۴۷۶ [۴] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۱۴ [۵] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲۳

اسکی اپنے غلام سے شادی کردی اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا، حضرت نافع رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کو دیکھا کہ اس بچہ کو گود میں اٹھاتے اور اس کا بوسہ لیتے پھر کہتے کیا کہتے ہیں اس جاریہ کی خوشبو کے، دہی جاریہ جس کو آزاد کیا تھا۔

بزار میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں یہ آیتہ آئی:
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ - تو میں نے یاد کیا جو کچھ اللہ پاک نے مجھے دے رکھا تھا میں نے کوئی چیز جو مجھے اپنی رومی جاریہ سے جس کا نام مرجانہ تھا زیادہ محبوب نہ پائی حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا یہ اللہ کے واسطے آزاد ہے اور اگر میں اس چیز کو جسکو اللہ کے لئے دے چکا ہوں دوبارہ لینا چاہتا تو اس سے نکاح کر لیتا، ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ نافع رضؓ سے اسکا نکاح کرادیا یہی جاریہ نافع رحؒ کی اولاد کی ماں ہوئی [۱]

حضرت نافعؒ [۲] سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ کی یہ عادت تھی کہ جب انھیں کوئی چیز اپنے مال میں سے زیادہ پسند ہوتی تو اسے اللہ نام پر دیکر تقرب حاصل کرتے، حضرت نافع رحؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے غلاموں کو ان کی اس بات کا پتہ چل گیا تھا پس بسا اوقات بعض ان میں سے دامن چڑھاتا اور مسجد میں بیٹھ رہتا جب حضرت ابن عمر رضؓ اسکو اس اچھی حالت میں دیکھتے تو اسے آزاد کر دیتے، آپ کے ساتھی آپ سے کہتے اے ابو عبدالرحمن! خدا کی قسم آپ کے غلاموں میں تصوف اور عبادت نہیں یہ تو آپ کو دھوکا دیتے ہیں حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے جو ہم کو اللہ کے معاملہ کے لئے دھوکا دیگا ہم اس کے دھوکہ میں ضرور آئیں گے، حضرت نافع رحؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ شام کا وقت تھا اور حضرت ابن عمر رضؓ اپنے عمدہ اونٹ پر سوار ہو کر چلے جس کو بہت مال کے عوض میں لیا تھا، جب حضرت ابن عمر رضؓ کو اس کی چال پسند آئی تو اس اونٹ کو اسی جگہ بٹھایا اور اس پر سے اترے اسکے بعد فرمایا اے نافع! اس کی نکیل اور اس کا کجادہ اتار لے اس پر جھول ڈالو اور اسے شعار کردو (کوہان پر معمولی سا شگاف دائیں جانب دینا) اور اسکو ان اونٹوں میں داخل کردو جن

---

[۱] قال الہیثمی ج۶ صفحہ ۳۲۶ رواہ البزار وفیہ من لم اعرفہ اھ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۶۱ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۲۹۵ من طریق مجاہد وغیرہ، [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۲۹۴

کی حرم میں قربانی کی جائیگی (ان اونٹوں کو بدنہ کہتے ہیں) نافع رض سے ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ آپ یعنی ابن عمر رض اپنی اونٹنی پر چلے جا رہے تھے آپ کو وہ اونٹنی پسند آگئی آپ نے کہا اِخ اِخ (یہ اونٹ کے بٹھانے کے لئے اشارہ ہے) چنانچہ اسکو بٹھایا اور پھر فرمایا اے نافع! اس پر سے کجاوہ اتار لو، نافع رح کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ کسی غرض کے لئے اسے بٹھایا ہوگا یا آپ کو اس جانور کے بارے میں کسی چیز کا شک ہوا ہوگا، چنانچہ میں نے کجاوہ اتارا آپنے مجھ سے کہا ذرا غور سے دیکھ تو کہیں اس کا کان وغیرہ تو نہیں کٹا ہے تو میں نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ چاہیں تو اسے بیچدیں اور اس کی قیمت کے ذریعہ اور جانور خرید لیں، حضرت ابن عمر رض نے فرمایا تو اس کے جھول ڈال اور قلادہ ڈال اور اسکو قربانی کے اونٹوں میں شامل کر، نافع رض فرماتے ہیں کہ جب کبھی آپ کو اپنے مال سے کچھ پسند ہوا جبھی اسے صدقہ و قربانی کے لئے آگے کردیا نیز نافع کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابن عمر رض کو جب کوئی مال پسند ہوتا اس مال سے آپ اسے اللہ کے لئے دیکر علیحدہ ہو جاتے، اور بسا اوقات آپ ایک ایک مجلس میں تیس ۳۰ ہزار تک صدقہ کردیتے تھے، نافع رض فرماتے ہیں کہ ابن عامر رض نے دو مرتبہ تیس تیس ۳۰ ہزار حضرت ابن عمر رض کو دیئے ابن عمر رض نے فرمایا اے نافع! مجھے خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ ابن عامر کے یہ درہم مجھے فتنہ میں ڈال دیں جاؤ تم آزاد ہو، مہینہ میں گوشت ہمیشہ نہیں کھاتے تھے مگر جب مسافر ہوں یا رمضان میں کھاتے تھے نافع رض فرماتے ہیں کہ مہینہ گذر جاتا گوشت کی بوٹی نہ چکھتے اور یوں ہی رہ جاتے[۱]

حضرت سعید بن ابی بلال رح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض مقام جحفہ میں ٹھہرے اور آپ بیمار تھے آپنے فرمایا میرا مچھلیوں کو جی چاہتا ہے لوگوں نے آپ کے لئے مچھلیاں تلاش کیں، بڑی تلاش کے بعد صرف ایک مچھلی ملی اس مچھلی کو ان کی بیوی صفیہ رض بنت ابو عبید نے لیا اور تیار کیا پس اسے ان کے سامنے پیش کیا اتنے میں ایک مسکین آیا اور آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اس مسکین سے ابن عمر رض نے کہا اسے لے لے، گھر والوں نے عرض کیا کہ آپنے تو ہمیں اس کی تلاش میں تھکا دیا ہمارے پاس توشہ اور بھی ہے

---

[۱] واخرجہ الطبرانی مختصراً کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۴۷ واخرجہ ابن سعد عن نافع مختصراً ج ۴ صفحہ ۱۲۲
[۲] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۹۷

ہم اسے دیدیں گے ابن عمر رضؓ نے فرمایا عبداللہ تو اسی کو محبوب سمجھتا ہے، حضرت عمر بن سعد رضؓ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ان کی بیوی نے کہا ہم مسکین کو درہم دیئے دیتے ہیں وہ درہم اس مچھلی سے اس کے لئے زیادہ نفع مند ہوگا اور آپ اپنی خواہش اس مچھلی سے پوری کر لیجئے، آپ نے فرمایا مجھے اپنی خواہش پوری کرنے کا ارادہ نہیں، [1]

حضرت[2] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار مدینہ میں حضرت ابو طلحہ رضؓ کے پاس کھجور کے باغات زیادہ تھے انھیں اپنے تمام مال میں بیر حار نامی باغ زیادہ پسند تھا، یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیجاتے اور اس باغ میں پانی پیتے جو بہت اچھا تھا حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں جب یہ آیۃ اتری، لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۝ حضرت ابو طلحہ رضؓ نے حضورؐ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے، لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۝ اور مجھے اپنے تمام مالوں میں سے باغ بیر حار زیادہ محبوب ہے وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اسکی بھلائی اور ذخیرہ کی اللہ کے پاس امید کرتا ہوں، یا رسول اللہ! جس جگہ اللہ پاک آپ کو بتائے آپ اسے وہاں لگادیجئے، حضرت انس رضؓ کہتے ہیں یہ سنکر حضورؐ نے فرمایا واہ واہ یہ مال نفع دینے والا ہے یہ مال نفع دینے والا ہے[3] صحیح بخاری میں اس کے بعد اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو تم نے کہا میں نے سن لیا اور میں دیکھتا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو حضرت ابو طلحہ رضؓ نے فرمایا میں یا رسول اللہ! ایسا ہی کرونگا، چنانچہ اس باغ کو حضرت ابو طلحہ رضؓ نے اپنے رشتہ داروں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا،

محمد بن[4] منکدر رحؒ فرماتے ہیں جب یہ آیۃ اتری لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۝ تو حضرت زید بن حارثہ رضؓ اپنا وہ گھوڑا لائے جسکو شبلہ کہا جاتا تھا، انھیں اس سے زیادہ اور کوئی مال محبوب نہ تھا اور فرمایا یہ صدقہ ہے، حضورؐ نے اس کو قبول فرمایا اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضؓ کو دیدیا، حضورؐ نے اس بات سے حضرت زید رضؓ کے چہرہ پر کچھ اداسی سی محسوس کی (کہ باپ کی محبوب چیز بیٹے ہی پر رہی) تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے تمہارے اس صدقہ کو تمہاری جانب سے قبول کر لیا،

---

[1] واخرجہ ایضا من طریق نافع واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲۲ عن جلیب بن مرزوق مع زیادۃ بمعناہ [2] واخرج الشیخان [3] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۴۰ [4] واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مال میں تین شریک ہوتے ہیں ایک تو تقدیر جو مال کے لے جانے میں تجھ سے مشورہ نہ لے گی، اچھا برا ہر قسم کا لے جاتی ہے مال کو تباہ کر کے یا آدمی کو موت دیکر، اور دوسرا وارث کہ انتظار کرتا ہے کہ تو اپنا سر رکھے (یعنی وفات پائے) اور وہ مال کو تجھ سے لے، اور تو اسکی نظروں میں برا ہو، (اور تیسرا تو خود ہے) اگر تجھ سے ہو سکے تو تینوں شرکاء سے تو زیادہ عاجز نہ بن! پس تحقیق کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۝ سن لو یہ اونٹ ان مالوں میں سے ہے جسکو میں زیادہ محبوب رکھتا ہوں تو میں اچھا سمجھتا ہوں کہ اپنے لئے اللہ کے آگے پیش کر دوں،

اپنی حاجت پر خرچ فی سبیل اللہ کو ترجیح دینا

حضرت سہلؓ بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضورؐ کے پاس اونی چادر لیکر آئی یہ چھوٹی چادر تھی اور اس کے حاشیے بھی بنے ہوئے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس اسلئے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ کو اسے اڑھاؤں آپؐ نے وہ چادر قبول فرمالی اور آپؐ کو اس کی ضرورت بھی تھی چنانچہ آپؐ نے اُسے اوڑھا آپؐ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے وہ چادر دیکھی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو بہت اچھی ہے کیا آپ اسے مجھے اڑھادیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! جب حضورؐ اُسے اُڑھا کر چلے گئے اس آدمی کو آپؐ کے اصحاب نے ملامت کی اور کہا تو نے اچھا نہیں کیا، جب تجھے معلوم تھا کہ حضورؐ نے اسکو لیا اور آپؐ کو اس کی ضرورت تھی پھر جو تو نے آپؐ سے اس کو مانگ لیا اور تجھے معلوم ہے کہ آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا اور آپ نے منع کر دیا ہو، ان صاحب نے عرض کیا خدا کی قسم! مجھے اس بات پر فقط اس چیز نے آمادہ کیا جبکہ حضورؐ نے اسے اوڑھ لیا تو میں نے اس کی برکت کا ارادہ کیا اور شاید کہ میں اس میں کفن دیا جاؤں۔

حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک انصاری

---

[1] واخرجہ ابن جریر عن عمرو بن دینار مثلہ وعبد الرزاق وابن جریر عن ایوب، بمعناہ کما فی الدر المنثور ج ۲ صفحہ ۵۰ واخرج ابو نعیم فی الحلیہ ج ۱ صفحہ ۱۶۳ [2] اخرج ابن جریر [3] وعند ابن جریر ایضا

حُلّہ تیار کیا گیا یعنی ایسی چادر جو کالے اون کی تھی اور اسکا کنارا سفید رنگ کا تھا (غالباً یہ حضرت سہل رضؓ نے بُنی تھی) آپؐ اسے اوڑھ کر اپنے اصحابؓ میں نکلے اور اپنی ران پر آپنے ہاتھ مار کر فرمایا کہ تم لوگ اسے دیکھتے نہیں کہ یہ کسقدر اچھی ہے؟! اتنے میں ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اسے آپ مجھے ہبہ کر دیجئے حضورؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپؐ کبھی کسی سوال کے بدلہ میں "نہیں" نہیں فرماتے تھے، آپؐ نے فرمایا بہت اچھا، اسے وہ چادر اتار کر دیدی اور دو پرانی بوسیدہ اپنی چادر طلب فرمائیں اور وہ اوڑھ لیں، اور اسی جیسی چادر کے بُنے جانے کا اپنے لئے آپؐ نے حکم دیا، آپؐ کی وفات ہوگئی اور وہ چادر کرگھے ہی پر تھی، (یعنی تیار نہیں ہوئی تھی) [۱]

قصہ حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ

حضرت[۲] ابو عقیل رضؓ فرماتے ہیں کہ انھوں نے ساری رات دو صاع (سات سیر) کھجوروں کے عوض میں پیٹھ پر پانی لاد کر سینچائی کی ان میں سے ایک صاع نکال کر اپنے گھر والوں کے پاس لیگئے تاکہ گھر والے اس سے نفع اٹھائیں اور دوسرے صاع کو تقرب الی اللہ کے لئے حضورؐ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے اور آپؐ سے بتایا حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ میں اسے صدقہ میں دونگا، حضرت ابو عقیل رضؓ فرماتے ہیں کہ اس مجمع میں منافقین بھی بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ان کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہا، کہ اس کے پاس اتنا بھی نہیں تھا کہ ایک صاع کھجوروں کا دیکر اللہ سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں۔ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ط سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ز وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ○ [۳] (سورہ توبہ رکوع ۱۰)

ترجمہ: یہ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۴۲ [۲] اخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۳ رجالہ ثقات الا ان خالد بن یسار لم اجد من وثقہ ولا جرحہ انتہی

بارے میں طعن کرتے ہیں اور (خصوصاً) ان لوگوں پر (اور زیادہ) جن کو بجز مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو تمسخر کا (تو خاص) بدلہ دیگا اور (مطلق طعن کا یہ بدلہ ملے ہی گا کہ) انکے لئے دردناک (آخرت میں) سزا ہوگی آپ خواہ ان منافقین کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے، تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا، یہ اسوجہ سے ہے کہ انھوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا"

حضرت ابوسلمہ[1] حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دو میرا ارادہ ہے کہ میں ایک لشکر بھیجوں راوی کہتے ہیں کہ پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس چار ہزار ہیں دو ہزار تو میں اپنے اللہ کو قرض ثواب کے لئے دیتا ہوں اور دو ہزار اپنے بال بچوں کو، حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز میں جو تم نے دیا برکت دے اور اللہ تمہیں اس چیز میں جو تم نے روکا برکت دے اور ایک انصاری آدمی نے ساری رات مزدوری کر کے دو صاع کھجوروں کے حاصل کئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دو صاع کھجوروں کے حاصل کئے ہیں ایک صاع میرے رب کے لئے ہے اور ایک صاع بال بچوں کے لئے، راوی کہتے ہیں کہ منافقین نے ان کا مذاق اڑانا شروع کیا اور کہا ابن عوف رضؓ کی طرح اس نے جو دیا ہے ریاکاری کے لئے دیا ہے یا منافقین نے یوں کہا، اللہ اور اسکا رسول اس کے ایک صاع سے بے پرواہ نہیں تھے، تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الآیۃ[2]

قصہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ[3] بن زید بن عبدربہ رضؓ جنھوں نے خواب میں اذان دیکھی اور سیکھی تھی انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا یہ باغ صدقہ ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ ہے ان کے والدین نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہی باغ ہماری زندگی کا سہارا تھا، آپؐ

---

[1] وعند البزار [2] قال البزار لم نسمع احدا اسنده من حدیث عمر بن ابی سلمۃ الا طالوت بن عباد و قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۲ و فیہ عمر بن ابی سلمۃ و ثقہ العجلی و ابو خیثمۃ و ابن حبان و ضعفہ شعبۃ و غیرہ و بقیۃ رجالہا ثقات انتہی
[3] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۳۶

نے ان دونوں (ماں باپ) کو وہ باغ واپس دیدیا، جب یہ دونوں وفات پا گئے ان دونوں کا بیٹا ان کے بعد وارث ہوا۔ [۱]

ایک انصاریؓ کا قصہ

حضرت [۲] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں بہت زیادہ مبتلائے مشقت ہوں، آپؐ نے اپنی بعض ازواج کے پاس آدمی بھیجا انھوں نے کہا قسم اس ذات کی جسنے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں پھر آپؐ نے دوسری بیوی کے پاس بھیجا انھوں نے بھی یہی جواب دیا یہاں تک کہ آپؐ کی کل ازواج نے یہی جواب دیا کہ اس ذات پاک کی قسم جسنے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے، تب آپؐ نے فرمایا آج کی رات اسے کون مہمان ٹھہرائیگا۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں، چنانچہ یہ انصاری اسکو اپنے گھر میں لیگئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا سوائے تمہارے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں، انھوں نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلادے اور جب وہ شام کا کھانا مانگیں ان کو کسی طرح سلادے اور جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ کو بجھادے اور اسے یہ دکھا کہ ہم کھا رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب مہمان کھانے کا ارادہ کرے تو تو چراغ کو (ٹھیک کرنے کے لئے) کھڑی ہو جا اور اُسے بجھادے، راوی کہتے ہیں کہ یہ تینوں بیٹھے مہمان نے کھایا اور یہ دونوں بھوکے رہے جب صبح ہوئی تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھیں دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا جو تم دونوں نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا اللہ تعالےٰ نے اس سے بڑا تعجب فرمایا (یعنی اللہ تعالےٰ کو تم دونوں کی بات پسند آگئی) اور ایک روایت میں ہے کہ اس وقت یہ آیۃ اتری وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ الاٰیۃ [۳] ترجمہ: "اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انھیں سخت بھوک ہو،،

---

[۱] قال الذهبي فيه ارسال [۲] اخرجہ مسلم وغيره [۳] كذا في الترغيب ج ۴ ص ۱۴۷ واخرجه ايضا البخاري والنسائي وفي رواية لمسلم تسمية هذا الانصاري بابي طلحة كما في التفسير لابن كثير ج ۴ ص ۳۳۸ وفي رواية الطبراني تسمية هذا الرجل الذي جاء بابي هريرة ذكره الحافظ في الفتح ج ۸ ص ۴۴۶

سات گھروں کا قصہ

حضرت[1] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سات گھر والوں نے نوبت بہ نوبت ایک بکری کی سری کو لیا اور ہر ایک نے دوسرے کو ترجیح دی حالانکہ ان میں سے ہر ایک اس کا محتاج تھا، یہاں تک کہ وہ سری اسی گھر لوٹ آئی جہاں سے چلی تھی، [2]۔

جس نے اللہ کو قرض دیا

حضرت[3] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کا ایک کھجور کا درخت ہے اور میں اپنی دیوار کی ٹیک اس سے لگانا چاہتا ہوں اس سے آپ کہدیجئے کہ وہ مجھے دیدے تاکہ میں اپنی دیوار میں اس سے ٹیکن لگادوں آپؐ نے اس آدمی سے فرمایا اپنا وہ پیڑ اسے جنت کے کھجور کے درخت کے عوض میں دیدو اس آدمی نے دینے سے انکار کیا راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی کے پاس حضرت ابو دحداحؓ پہونچے اور اس سے کہا اپنے اس کھجور کو میرے کھجور کے باغ کے عوض میرے ہاتھ بیچدے اس آدمی نے کہا میں نے بیچدیا اس کے بعد یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میں نے اس آدمی سے وہ کھجور اپنے باغ کے عوض میں خرید لیا ہے آپ اس کھجور کو اس ضرورت مند کو دیدیجئے میں نے وہ کھجور آپ کو دیا، یہ سنکر حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں ابو دحداحؓ کے لئے کتنے کھجور کے بڑے اور بھاری خوشے ہیں اس کلمہ کو آپؐ نے کئی مرتبہ فرمایا راوی کہتے ہیں اس کے بعد ابو دحداح رضؓ اپنی بیوی کے پاس پہونچے اور اس سے کہا اے امّ دحداح! اس باغ سے نکل چل میں نے اسکو جنت کے کھجور کے عوض بیچا ہے بیوی نے کہا بڑی نفع مند بیع ہوئی یا اسی جیسا کوئی اور کلمہ کہا[4]

حضرت[5] ابن مسعودرضؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیۃ مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ سورۂ بقرہ ۳۲٤

ترجمہ:۔ کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اس (کے ثواب) کو بڑھا کر بہت سے حصّے کر دیوے اور اللہ کمی کرتے ہیں

---

[1] اخرج ابن جریر [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۷۶ [3] اخرج احمد والبغوی والحاکم [4] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفہ ۵۹ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۲۴ رواہ احمد والطبرانی ورجالہما رجال الصحیح۔ انتہی [5] وعند ابی یعلی

اور فراخی کرتے ہیں اور تم اسی کی طرف (بعد مرنےکے) لے جائے جاؤگے''

حضرت ابو دحداح رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک ہم لوگوں سے قرض کا ارادہ فرماتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اے ابو دحداح! انھوں نے کہا آپ ذرا مجھے اپنا ہاتھ دکھائیے آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے ہاتھ میں دیدیا، حضرت ابو دحداح رضؓ نے کہا کہ میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دیا، اور ان کے اس باغ میں چھ سو کھجوروں کے درخت تھے، وہاں سے پیدل چلکر آئے اور باغ میں پہونچے ان کی بیوی اُمّ دحداح اور بچے باغ میں تھے باہر سے آواز دی اے اُمّ دحداح! وہ بولی لبیک! انھوں نے کہا اس باغ سے نکل! اسے میں نے اپنے رب کو قرض دیا ہے، [۱]

اسلام پر خرچ کرنا

حضرت[۲] انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول اسلام کے بارے میں جب کبھی کسی چیز کا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے وہ چیز دیدی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا آپؐ نے اسکے لئے اتنی کثیر بکریوں کے دینے کا حکم فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان صدقہ کی بکریوں سے پُر تھی، وہ آدمی اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور اس نے کہا اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ انھیں محتاج ہوجانے سے ڈر نہیں لگتا اور ایک روایت میں اتنی اور زیادتی ہے کہ آدمی آپؐ کے پاس فقط دنیا کی طلب کے لئے آتا تھا اس پر شام نہیں گذرتی تھی یہاں تک کہ دین اسکے لئے دنیا اور مافیہا سے زیادہ پیارا اور محبوب ہوجاتا تھا[۳]۔۔۔ حضرت[۴] زید بن ثابت رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک عربی آدمی آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے اُس زمین کا مطالبہ کیا جو دو پہاڑوں کے درمیان تھی آپؐ نے اس آدمی کے لئے وہ زمین لکھدی وہ آدمی مسلمان ہوگیا پھر اس نے اپنی قوم کے پاس پہونچکر کہا میں تم لوگوں کے پاس ایک ایسے آدمی کے پاس سے آرہا ہوں جو اس جیسی عطائیں کرتا ہے جو فاقہ سے نہ ڈرتا ہو[۵] اور حضرت صفوان بن امیہ رضؓ کے

---

[۱] قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۲۴ رواه ابو يعلى والطبراني ورجا لهما ثقات ورجال ابي يعلى رجال الصحيح۔ انتهى۔ واخرجه البزار عن ابن مسعود رضؓ نحوه باسناد ضعيف كما في المجمع ج ۳ صفحہ ۱۱۳ واخرجه ايضا ابن منده كما في الاصابة ج ۴ صفحہ ۵۹ وابن ابي حاتم كما في التفسير لابن كثير ج ۱ صفحہ ۲۹۹ واخرجه الطبراني عن عمر بن الخطاب بمعناه باسناد ضعيف كما في المجمع ج ۳ صفحہ ۱۱۳ وقد تقدم حياة الصحابة عربي ج ۲ صفحہ ۱۴۷ قول عبد الرحمن بن عوف يا رسول الله عندي اربعة آلاف الفان اقرضتها ربي [۲] اخرجه احمد ۳ صفحہ ۵ كذا في البداية ج ۶ صفحہ ۴۲ واخرجه مسلم ايضا نحوه عن انس رضؓ صفحہ ۲۵۳ [۳] [۴] عند الطبراني [۵] قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۱۳ وفيه عبد الرحمن بن يحيى العذري وقيل فيه مجهول وبقية رجاله وثقوا۔ انتهى

قصے میں یہ گذرا ہے کہ آپؐ بکریوں کے درمیان چلے جارہے تھے اور ان کی طرف دیکھ رہے تھے آپؐ کے ساتھ صفوانؓ بن امیہ بھی تھے صفوانؓ نے ایک گھاٹی کی طرف دیکھا جو بھیڑ اور بکریوں اور چوپایوں اور چرواہوں سے بھرپور ہے، صفوانؓ نے برابر اسی طرف اپنی نظر رکھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوانؓ کو کنکھیوں سے دیکھ رہے تھے آپؐ نے فرمایا اے ابو وہب! کیا تمہیں یہ گھاٹی پسند ہے؟ صفوانؓ نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا کہ یہ گھاٹی اور جو کچھ اس میں ہے سب تجھے دیا، یہ دیکھکر صفوانؓ نے کہا اس جیسی عطا کو خوشدلی سے سوائے نبی کی ذات کے کوئی نہیں کرسکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ پاک کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اسی جگہ اسلام لے آئے۔[۱]

جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنا

حضرت ابوبکرؓ کا خرچ کرنا

حضرت[۲] اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کی، حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال جو ان کے پاس تھا لادا ان کے ساتھ کل مال پانچ یا چھ ہزار درہم تھا اور اسکو لیکر آپؐ کے ساتھ گئے اسماءؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں کے پاس میرے دادا حضرت ابوقحافہؓ داخل ہوئے اور ان کی بینائی جاتی رہی تھی اور فرمایا خدا کی قسم! میرا ابوبکرؓ کے متعلق خیال ہے کہ وہ تم سب کو اپنا مال اور اپنی ذات سمیت مبتلائے مصیبت کرگیا ہے اسماءؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا اے میرے ابا جان! ہرگز ایسا نہیں ہے وہ تو ہم لوگوں کے لئے خیر کثیر چھوڑ گئے ہیں، اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے کچھ پتھر لئے اور ان کو گھر کے بڑے گہرے طاق میں رکھدیئے جس میں کہ میرے باپ اپنا مال رکھا کرتے تھے اور پھر میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا، اور میں نے کہا اے میرے دادا جان! اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے اسماءؓ کہتی ہیں کہ انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا کہ اب کوئی حرج نہیں ہے جبکہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گئے بہت اچھی بات کی ہے، اور اس میں تم لوگوں کی گذر اوقات ہو جائیگی اسماءؓ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم

---

[۱] اخرجہ الواقدی وابن عساکر عن عبداللہ بن زبیرؓ کمافی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۹۴ [۲] اخرج ابن اسحاق

انھوں نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا تھا، میں نے تو اس حرکت سے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کے ذریعہ بڑے میاں کو تسلی دوں، [۱] اور پہلے گذر چکا کہ حضرت ابو بکر رض نے غزوۂ تبوک میں اپنا تمام مال جو چار ہزار درہم تھے دیئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خرچ کرنا

حضرت [۲] عبدالرحمن بن حباب سلمی رض فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور جیش عسرہ کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا حضرت عثمان بن عفان رض نے عرض کیا کہ سو اونٹ مع ان کے پالان اور کجاوہ کے میں دونگا، راوی کہتے ہیں اسکے بعد آپ اپنے ممبر کی ایک سیڑھی سے نیچے اترے اور پھر لوگوں کو آمادہ کیا پھر حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ میں سو اونٹ اور مع ان کے پالان اور کجاوہ کے دونگا راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے اور ہاتھوں کو حرکت دے رہے تھے عبدالصمد راوی نے بتایا جسطرح پر کہ تعجب کرنے والا ہاتھوں کو حرکت دیتا ہے اور آپ نے فرمایا، حضرت عثمان رض پر کوئی مواخذہ نہیں اگر آج کے دن کے بعد وہ کوئی عمل نہ کریں بیہقی میں ہے کہ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اور یہ کہ حضرت عثمان رض نے تین سو اونٹ کا مع ان کے پالان اور کجاوہ کے دینے کو اپنے ذمہ لازم کیا، عبدالرحمن راوی کہتے ہیں کہ میں موجود تھا جب حضور فرما رہے تھے اور آپ ممبر پر تھے، کہ اسکے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دیگا یا آپ نے یوں فرمایا کہ آج کے دن کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دیگا، [۳]

حضرت [۴] عبدالرحمن بن سمرہ رض فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رض ایک ہزار دینار آپ کی خدمت میں لائے جس وقت کہ آپ نے جیش عسرہ کو سامان دیا، حضرت عثمان رض نے ان دیناروں کو آپ کی گود میں ڈال دیا راوی کہتے ہیں کہ حضور ان دیناروں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے، عثمان کو آج کے دن کے بعد کوئی عمل نقصان رساں نہیں ہے۔ یہ جملہ حضور نے کئی مرتبہ فرمایا [۵]۔ ابن عمر رض کی حدیث میں اس طرح ہے

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۹، واخرجہ احمد والطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۵۹ رجال احمد رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وقد صرح بالسماع۔ انتہی [۲] اخرج احمد [۳] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۴ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۹ بنحوہ [۴] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۰۲ [۵] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح [۶] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۹ نحوہ عن عبدالرحمن وعن ابن عمر

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے اللہ! عثمان کو نہ بھول جانا۔ عثمان پر کوئی مواخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے۔"[1]

حضرت حذیفہ بن یمان رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض کے پاس جیش عسرہ میں امداد کے لئے آدمی بھیجا، حضرت عثمان رض نے دس ہزار دینار آپ کے پاس بھیجدیئے، وہ آپ کے سامنے ڈال دیئے گئے حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں سے انھیں الٹتے پلٹتے جاتے تھے اس طرح پر کہ کبھی آپ کے دونوں ہاتھوں کی پشت نمایاں ہوتیں اور کبھی دونوں ہتھیلیاں، (یا دیناروں کا کبھی نمبر والا حصہ اوپر ہوتا اور کبھی مہر والا) اور آپ حضرت عثمان رض کو دعا دے رہے تھے اور فرما رہے تھے اے عثمان! اللہ تیرے ہر اس گناہ کو جو تُو نے چھپکر یا اعلانیہ یا اپنے باطن میں کئے ہیں اور جو کچھ کہ قیامت کے قائم ہونے تک ہونے والے ہوں اس کی تو اے اللہ! مغفرت فرما دے (آدمی جب مرتا ہے اس کے لئے قیامت اسی دن سے قائم ہوجاتی ہے۔ مَنْ مَاتَ قَامَتْ قِيَامَتُهُ)

عثمان کو کوئی پرواہ نہیں اگر اسکے بعد کوئی عمل نہ کرے[2]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض فرماتے ہیں یہ اس موقع پر حاضر تھے جبکہ حضرت عثمان رض نے حضور کے حوالہ کیا جو کچھ کہ جیش عسرہ کے لئے دیا، سات سو اوقیہ سونا لائے تھے[3] (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) قتادہ رض فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان رض نے ایک ہزار سواریاں دی تھیں جس میں پچاس گھوڑے تھے جس کی روایت میں ہے حضرت عثمان رض نے ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دیئے، یا راوی نے اس طرح کہا نو سو ستر اونٹ اور تیس گھوڑے غزوۂ تبوک میں دیئے[4] یہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت عثمان رض نے لشکر کا تہائی سامان کا غزوۂ تبوک میں خرچ برداشت کیا تھا یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ لشکر والوں کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی جو انھوں نے پورا نہ کر دیا ہو۔

---

[1] وعند ابی عدی والدار قطنی وابی نعیم وابن عساکر [2] کذا فی المنتخب ج ۵ صـ ۱۲ [3] واخرج ابو یعلی والطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۹ صـ ۸۵ وفیہ ابراہیم بن عمر بن ابان وہو ضعیف انتہی [5] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صـ ۵۹ [6] کذا فی المنتخب ج ۵ صـ ۱۳

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کا خرچ کرنا

حضرت انس رضؓ[۱] فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ اپنے گھر میں تھیں انھوں نے مدینہ میں شور سنا، دریافت کیا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کا سامانِ تجارت کا قافلہ شام سے آیا ہے، ہر قسم کا سامان اسمیں ہے راوی کہتے ہیں کہ یہ سات سو اونٹوں کا قافلہ تھا، اور کہتے ہیں کہ تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سُنا تھا کہ آپؐ فرمارہے تھے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کو دیکھا کہ جنت میں وہ گھٹنے ہوئے داخل ہو رہے ہیں یہ بات جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کو پہونچی تو کہنے لگے اگر مجھ سے ہو سکا تو میں جنت میں کھڑے ہو کر داخل ہونگا، پس ان تمام اونٹوں کو مع ان کے پالان اور ان کے لدے ہوئے بوجھوں کے اللہ کے راستے میں دیدیئے[۲] زہری رحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنا کچھ حصہ مال کا یعنی چار ہزار درہم صدقہ کیا، اس کے بعد پھر چالیس ہزار درہم کا صدقہ کیا، پھر چالیس ہزار دینار کا صدقہ کیا پھر اللہ کے راستے میں پانچ سو اونٹ صدقہ کئے پھر ڈیڑھ ہزار اونٹنیاں اللہ کے راستے میں صدقہ کیں اور ان کا یہ تمام مال تجارت سے تھا[۳] معمر رحؒ نے بھی زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے، مگر انھوں نے اس طرح کہا ہے کہ پانچ سو اونٹ اللہ کے راستے میں دیئے، ابن مبارک رحؒ کی روایت میں جو زہری سے بواسطہ معمر ہے اسطرح ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے حضورؐ کے زمانہ میں کچھ حصہ اپنے مال کا صدقہ کیا اس کے بعد چالیس ہزار دینار کا صدقہ کیا، پھر پانچ سو گھوڑے جہاد کے لئے دیئے اور پانچ سو اونٹ اور انکا مال زیادہ تر تجارت سے تھا[۴]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا خرچ کرنا

حضرت ابو حازم رضؓ[۵] فرماتے ہیں کہ مدینہ میں کسی آدمی کے متعلق ہم نے نہیں سنا کہ اس نے اللہ کے راستے میں حضرت حکیم رضؓ بن حزام کی بہ نسبت سواریاں زیادہ دی ہوں ابو حازم رضؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں دو اعرابی آئے جو اس بات کا سوال کر رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں کون سواری

---

[۱] اخرج احمد [۲] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۹۸ عن انس رضؓ بنحوہ وابن سعد ج ۳ صفہ ۹۳ عن جلیب بن ابی مرزوق بمعناہ قال فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۱۶۴ فی سند احمد تفرد بہ عمارۃ بن زاذان الصیدلانی وہو ضعیف [۳] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۹۹ [۴] وہکذا ذکرہ فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۱۶۳ [۵] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۴۱۶ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفہ ۴۴۴ ان عبدالرحمٰن بن عوف تصدق فی غزوۃ تبوک بمائتی اوقیۃ، [۶] اخرج الطبرانی

دے؟ ان سے بتایا گیا کہ حکیم بن حزامؓ دیں گے یہ دونوں انکے پاس انکے گھر پہونچے انھوں نے ان سے پوچھا کہ یہ دونوں کیا چاہتے ہیں؟ ان دونوں نے اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ حکیمؓ بن حزام نے ان دونوں سے کہا ٹھہرو یہاں تک کہ میں تم دونوں کے پاس آؤں، اور حکیمؓ وہ کپڑا استعمال کیا کرتے تھے جو مصر سے لایا جاتا تھا گویا کہ وہ جال ہے (یعنی جالی دار) جسکی قیمت چار درہم کی ہوتی تھی ہاتھ میں ڈنڈا رکھتے تھے اور ان کے ساتھ ان کے دو غلام چلا کرتے تھے، اور جب کبھی یہ کسی گودڑی یا کوڑے پر گذرتے اور اس میں کوئی کتر جو اس اونٹ کے سامان میں کام آسکتی جسپر اللہ کے راستے میں بوجھ لادا جاتا، ہوتی تو اس کو اپنے ڈنڈے کے کنارے سے اٹھاتے اور اسکو جھاڑتے پھر اپنے ان دونوں غلاموں سے کہتے کہ اس کتر کو اپنے سامان میں رکھ لو ان دونوں اعرابیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اور حکیمؓ کتر اٹھا رہے تھے تیرے لئے بڑا افسوس ہے تو ہمیں نجات دے، پس خدا کی قسم اس کے پاس گودڑی کی کتر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، اس کہنے والے سے اس کے ساتھی نے کہا تیرے لئے بڑے افسوس کی بات ہے جلدی نہ کر یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں چنانچہ حضرت حکیمؓ ان دونوں کو لیکر بازار کی طرف نکلے دو بڑی بڑی اونٹنیاں جو پورے دنوں کی گیابھن تھیں دیکھیں ان دونوں کو خریدا اور ان دونوں کے سامان کو خریدا، پھر ان دونوں غلاموں سے کہا ان کتروں سے تمہارا جو سامان قابلِ مرمت ہو، مرمت کردینا پھر ان دونوں اونٹنیوں کو غلہ اور گیہوں اور آٹے سے لادا، اور ان دونوں کو خرچہ دیا پھر یہ دونوں اونٹنیاں ان کے حوالہ کیں راوی کہتے ہیں کہ پھر تو انمیں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا خدا کی قسم! میں نے تو اس چمڑے کے ٹکڑے چننے والے سے بھلا آج کے دن سے پہلے نہیں دیکھا[1]

طبرانی میں حضرت حکیم بن حزامؓ کے بارے میں اس طرح ہے کہ انھوں نے اپنا گھر حضرت معاویہؓ کے ہاتھ ساٹھ ہزار میں بیچا، لوگوں نے کہا خدا کی قسم! معاویہؓ نے تمہارے ساتھ غبن کیا ہے، انھوں نے جواب دیا خدا کی قسم! میں نے اس مکان کو زمانہ جاہلیت میں سوائے ایک مشکیزہ شراب کے عوض میں نہیں لیا ہے، میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ درہم اللہ کے راستے میں اور مسکینوں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے ہیں اب تم لوگ بتاؤ کہ ہم میں سے کون خسارہ میں رہا؟[2] اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ میں بیچا،

---

[1] کذا فی مجمع الزوائد ج ۹ صفحہ ۳۸۴ [2] قال الهیثمی ج ۹ صفحہ ۳۸۴ رواہ الطبرانی باسنادین احدهما حسن۔ انتهی

حضرت ابن عمرؓ و دیگر صحابۂ کرامؓ کا خرچ کرنا

نافعؒ[1] بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے اپنی ایک زمین دو سو[2] اونٹوں کے عوض بیچ دی جو اونٹنیوں کو تو ان میں سے جہاد کے لئے دیدیا، اور جن کو دی تھی ان سے یہ شرط کرلی کہ جب تک تم ان پر وادیٔ قریٰ سے نہ نکل جانا اسوقت تک انھیں نہ بیچنا حضرت عمرؓ[2] بن خطابؓ نے غزوۂ تبوک میں دو سو[2] اوقیہ خرچ کے لئے دیئے، اور عاصم بن عدیؓ نے نوّے[9] وسق کھجوروں کے دیئے (ایک وسق برابر ساٹھ صاع اور ایک صاع برابر ساڑھے تین سیر ۲ تولہ) اور حضورؐ کے پاس حضرت عباسؓ، طلحہ، سعد بن عبادہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم بہت مال لائے، جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے اور حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ ص ۴۷۶ میں یہ بھی نفقۃ فی الجہاد میں ہے کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی اللہ کے راستہ میں لایا اور قیسؓ بن سلع انصاری نے جہاد میں خرچ دیا،

حضرت زینب بنت جحشؓ و دیگر مستورات کا خرچ کرنا

حضرت[3] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عورتوں میں سے سب میں پہلے مجھ سے ملنے والی وہ ہوگی جسکا ہاتھ تم میں لمبا ہوگا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کی ازواج نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے کہ ان میں سے کس کا ہاتھ زیادہ طویل ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب میں زیادہ طویل ہاتھ والی زینبؓ تھیں اس لئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسب کرتی تھیں اور صدقہ کیا کرتی تھیں، اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم سب جب کسی ایک گھر میں آپؐ کی وفات کے بعد جمع ہوتی تھیں ہم اپنا ہاتھ دیوار پر پھیلا کر لمبائی ناپا کرتی تھیں اسی طرح اکثر ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کی وفات ہوگئی یہ پست قامت کی عورت تھیں اور ہم سے لمبی نہیں تھیں اس وقت ہم کو معلوم ہوا کہ حضورؐ نے صدقہ کرنے میں ہاتھ کی لمبائی مراد لی تھی، اور حضرت زینبؓ اپنے ہاتھوں کی کاریگر تھیں یہ چمڑے کو دباغت دیتی تھیں اور سی لیا کرتی تھیں اور اس کسب کے ذریعہ اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتی تھیں[4]، حضرت[5] عائشہؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ سوت کاتتی تھیں اور

---

[1] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۹۶ [2] وقد تقدم حیاۃ الصحابہؓ عربی ج ۱ ص ۴۰۳ فی ترغیبہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہاد و انفاق الاموال [3] اخرجہ الشیخان واللفظ لمسلم [4] کذا فی الاصابۃ ج ۴ ص ۳۱۴ [5] واخرجہ الطبرانی فی الاوسط

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد میں جانے والی جماعتوں کو دیدیا کرتی تھیں کہ وہ اس سے اپنا پھٹا پرانا سی لیں اور اس کے ذریعہ جہاد میں مدد حاصل کریں، ۱ھ

فقراء، مساکین اور اہلِ حاجت پر خرچ کرنا

حضرت عمیر بن سلمہ[۲] دوئلی فرماتے ہیں کہ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سائے میں حضرت عمرؓ قیلولہ فرما رہے تھے، اچانک ایک دیہات کی عورت نے لوگوں کو غور سے دیکھا اور آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا، میں ایک مسکین عورت ہوں اور میرے کئی بچے ہیں اور امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے بھیجا تھا انھوں نے ہم کو کچھ نہیں دیا، شاید کہ اللہ پاک آپ پر رحم کرے اگر آپ ہمارے لئے حضرت عمرؓ سے سفارش کردیں ۔۔۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے یرفاءؓ کو آواز دی کہ محمد بن مسلمہ کو بلاؤ، اس عورت نے کہا کہ میری حاجت کی کامیابی تو اس میں ہے کہ تم میرے ساتھ عمرؓ کی طرف چلو، حضرت عمرؓ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا بھی ہوجائیگا یرفاء (محمد بن مسلمہؓ کے پاس) پہونچے اور انھوں نے کہا امیر المومنین کے پاس چلو چنانچہ محمد بن مسلمہؓ آئے اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین! یہ دیکھکر عورت حضرت عمرؓ سے جھینپ گئی حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہؓ سے فرمایا میں اس امر میں کوتاہی نہیں کرتا کہ تم میں سے بھلے سے بھلے کو چنتا ہوں تم جب خدا تم سے اس عورت کے بارے میں پوچھے گا کیا کہوگے؟ یہ سنکر محمد بن مسلمہؓ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ پاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہم لوگوں نے آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ کا اتباع کیا آپؐ نے ہر اس چیز پر عمل کرکے دکھایا جس کا کہ اللہ پاک نے آپؐ کو حکم دیا آپؐ صدقہ اہل صدقہ کو یعنی مساکین کو برابر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپؐ کو اسی حالت پر وفات دی، پھر حضورؐ کے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہوئے وہ حضورؐ کی سنت پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کو وفات دی پھر اللہ پاک نے مجھ کو خلیفہ بنایا میں نے تم میں سے بھلے کے انتخاب میں کوتاہی نہیں کی، اگر میں تم کو بھیجوں تم اس عورت کو اس سال کا اور پہلے سال کا صدقہ ادا کرنا اور میں نہیں جانتا شاید کہ تمہیں بھیجوں پھر اس عورت کے لئے بوری منگائی اور وہ آٹا بھری ہوئی بوری اور تیل اس عورت کو دیا اور فرمایا تو اسے لے لے، اور تو ہم سے خیبر میں ملنا ہم خیبر کا ارادہ کر رہے ہیں، چنانچہ یہ عورت آپ کے پاس خیبر میں آئی اسکے لئے آپ نے دو بوری اور منگائیں اور اس سے کہا کہ اسے لے ائیں

۱ھ قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۸۹ ورجالہ ثقات وفی بعضھم ضعف یسیر اھ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ ص ۳۰۵ ما بعث بہ النساء فی اعانۃ المسلمین فی جہازہم فی غزوۃ تبوک من المسک والمعاضد والخلاخل والاقرطۃ والخواتیم وقد مات ۲ھ اخرج ابو عبید فی الاموال

تیری اس وقت تک کی بسر اوقات ہے کہ محمد بن مسلمہؓ تم لوگوں کے پاس آئیں۔ میں انھیں حکم دے چکا ہوں کہ وہ تجھے اس سال کا بھی اور پہلے سال کا بھی تیرا حق دیں[۱]

اسلمؓ[۲] فرماتے ہیں میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا حضرت عمرؓ سے ایک نوجوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المومنین! میرا شوہر وفات پا چکا ہے، اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے خدا کی قسم انکے لئے بکری کے پائے تک پکانے کو میسر نہیں، نہ انکے لئے کھیتی ہے اور نہ ان کے لئے دودھ کا جانور، اور مجھے ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ انھیں قحط سالی کھا جائے۔ اور میں خفاف بن ایماء غفاریؓ کی بیٹی ہوں میرے باپ صلح حدیبیہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے حضرت عمرؓ اس عورت کے ساتھ کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے اسکے بعد آپؓ نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے قریب ہی کا نسب نکل آیا، اس کے بعد اپنے مضبوط پیٹھ والے اونٹ کی طرف واپس ہوئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس اونٹ پر دو بڑے بڑے تھیلے کھانے سے بھر کر لادے، اور ان دونوں کے بیچ میں اور سامانِ خرچ اور کپڑا رکھا پھر اسکی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں پکڑا کر فرمایا اسے کھینچ لے جا یہ ختم نہ ہونے پائیگا یہاں تک کہ اللہ پاک اور مال لے آئیگا ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! آپنے تو اسے بہت دیا آپنے فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے اس کا باپ حدیبیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، خدا کی قسم! میں نے اس عورت کے باپ اور اس کے بھائی کو دیکھا جنھوں نے ایک قلعہ کا عرصہ تک محاصرہ[۳] کیا پھر ہم لوگوں نے اس قلعہ کو فتح کیا، پھر صبح کے وقت ہم لوگوں نے مالِ غنیمت میں سے اپنے حصے لئے۔

حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ کا خرچ کرنا

حضرت[۴] حسان بن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو شام سے معزول کیا تو سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ کو روانہ فرمایا یہ اپنے ساتھ اپنی بیوی جو قریش کی ایک نوجوان لڑکی تھی اور تر و تازہ چہرہ والی تھی اسے لیکر چلے تھوڑے ہی دن ٹھہرے تھے یہاں تک کہ انھیں ایک شدید ضرورت پیش آئی راوی کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت عمرؓ تک پہونچی آپنے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے راوی کہتے ہیں کہ ان دیناروں کو لیکر اپنی اس بیوی کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے ہمارے پاس یہ جو دیکھ رہی ہے بھیجا ہے بیوی نے کہا اگر آپ ہم لوگوں کے سالن کے لئے اور کھانے کے لئے اس سے غلہ وغیرہ خرید لیں اور یہ ساری ضروریات جمع کر دیں تو اچھا ہے حضرت سعیدؓ نے اس سے کہا کیا میں تجھے اس سے زیادہ بہتر بات نہ بتا دوں؟ ہم اپنے

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۱۹ [۲] واخرجہ ہو، والبخاری والبیہقی [۳] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۷ [۴] اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۴۴

اس مال کو ایسے کو دیدیں جو ہمارے لئے اس سے تجارت کرے اور ہم اسکی آمدنی سے کھاتے رہیں اور اس مال کی ضمانت بھی اسکے اوپر رہے؟ بیوی نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے، انھوں نے ان پیسوں سے کچھ غلہ اور کچھ دال، دلیہ خریدا، دو اونٹ اور دو غلام بھی خریدے تاکہ دونوں غلام ان اونٹوں پر ان کی حوائج کو پورا کریں، اور ان سب کو مسکینوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا، راوی یہ کہتے ہیں کہ کچھ دن نہ گذرے تھے کہ ان کی گھر والی نے ان سے کہا کہ یہ یہ سامان ختم ہو گیا ہے پس اگر آپ اس آدمی کے پاس جائیں اور ہمارے لئے منافع وصول کریں، اور وہ سامان جو ختم ہوا ہے اسے خرید لائیں تو بڑا اچھا ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعیدؓ چپ لگا گئے پھر بیوی نے دوبارہ تقاضا کیا یہ پھر اپنی بیوی سے چپ لگا گئے یہاں تک کہ اسکے بار بار کے تقاضے نے انھیں تنگ کر دیا اور یہ اسقدر تنگ آگئے تھے کہ گھر میں رات سے رات تک داخل نہ ہوتے تھے (یعنی دن بھر نہ آتے تھے) ان کے گھر والوں میں سے ایک آدمی تھا جب یہ گھر میں جاتے تو وہ آدمی بھی جایا کرتا تھا اس آدمی نے ان کی بیوی سے کہا کہ تو کیا کرتی ہے؟ تو نے انھیں بہت تکلیف دی ہے اور یہ کہ یہ اس تمام مال کو صدقہ کر چکے ہیں راوی کہتے ہیں کہ ان کی بیوی نے اس مال پر بہت رنج منایا پھر جب ایک روز حضرت سعیدؓ بیوی کے پاس آئے تو فرمایا اے عورت! ذرا ٹھہر! میرے بہت سے ساتھی تھے جنھوں نے مجھے قریب ہی زمانہ گذرا کہ چھوڑ دیا ہے، اور مجھے یہ پسند نہیں کہ میں ان سے رکوں، خواہ مجھے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب عطا کیا جائے، اور اگر جنت کی حسین حوروں میں سے کوئی ایک حور آسمان سے جھانکے تو تمام روئے زمین کے لوگوں کو چمکا دیگی، اور اس کے چہرہ کی چمک سورج اور چاند پر غالب آجائیگی اور وہ دوپٹہ جسے وہ اوڑھے ہوئے ہوگی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے پس سن لے کہ تو میرے نزدیک اس قابل ہے کہ میں اُن کے لئے تجھے چھوڑ دوں بہ نسبت اس کے کہ میں ان کو تیری وجہ سے چھوڑوں، راوی کہتے ہیں یہ سنکر اس عورت نے فراخ دلی سے کام لیا اور راضی ہو گئی،

حضرت[۵] عبدالرحمٰن بن سابط جمحیؒ کی روایت میں اسطرح ہے کہ جب ان کا عطیہ ملتا تھا اپنے گھر والوں کے لئے ان کے کھانے کا سامان خرید دیتے اور باقی کو صدقہ کر دیا کرتے تھے ان کی بیوی ان سے پوچھتی کہ تمہارا باقی وظیفہ کہاں گیا؟ یہ فرماتے کہ میں نے اسے قرض دیدیا ہے حضرت سعیدؓ کے پاس کچھ لوگوں نے آکر کہا کہ آپ کی بیوی کا بھی آپکے اوپر حق ہے اور آپکے خسر کا بھی آپکے اوپر حق ہے، حضرت سعیدؓ نے جواب دیا کہ میں حور عین کی طلب میں لوگوں میں سے کسی کی رضامندی

۵؎ اخرجہ ایضاً

کا نہ تو متلاشی ہوں اور نہ میں انکی طلب میں ان لوگوں کو ترجیح دوں، اور اگر جنت کی حوروں
میں سے کوئی حور جھانکے اسکی وجہ سے تمام روئے زمین اسی طرح چمک جائیگی جیسے کہ سورج چمکتا
ہے اور میں تو پہلی جماعتوں سے پیچھے رہنے والا نہیں، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل لوگوں کو حساب کے لئے جمع کریگا فقراء مومنین کودتے ہوئے آوینگے
گے جیسا کہ کبوتر پھدکتا ہے ان سے کہا جائیگا حساب دینے کے لئے ٹھہرو یہ لوگ کہیں گے ہمارے
پاس کوئی حساب نہیں اور نہ تم لوگوں نے ہمیں کچھ دیا ہے پس لوگوں کا پروردگار کہے گا میرے
بندوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائیگا اور یہ حضرات جنت میں
تمام لوگوں سے ستر سال پہلے داخل ہونگے، اور اس سے پہلے حضرت سعیدؓ کے ایک دوسرے قصہ
میں گذر چکا ہے کہ آپنے اپنی بیوی سے کہا تھا کیا تجھے اس سے بھلی بات کی طرف رغبت ہے؟ کہ
ہم ان دیناروں کو کسی ایسے آدمی کے پاس رکھدیں جو ہمارے پاس اُس وقت لائے جبکہ ہمیں ان
کی زیادہ ضرورت ہو بیوی نے کہا ہاں، آپنے اپنے خاندان میں سے ایک آدمی کو بلایا جس پر اعتماد کرتے
تھے اور تھیلیاں اسکے حوالے کیں اور اس سے کہا کہ ان کو فلاں خاندان کی بیواؤں کے پاس لے جاؤ اور
فلاں خاندان کے یتیموں کے پاس اور فلاں خاندان کے مسکینوں کے پاس اور فلاں خاندان کے
مصیبت زدہ لوگوں کے پاس (چنانچہ اس معتمد علیہ نے ایسا ہی کیا) اور ان میں سے چند دینار بچ
رہے تو حضرت سعیدؓ نے اپنی بیوی سے کہا اسے تو خرچ کرلے پھر یہ اپنے کام پر چلے آئے ان کی بیوی
نے کہا کیوں تم ہمارے لئے خادم نہیں خرید دیتے وہ مال کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ وہ مال تمہارے
پاس اسوقت آئیگا جبکہ تم اسکی اب سے زیادہ محتاج ہوگی، [1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا خرچ کرنا

حضرت نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بیمار ہوئے، انکے لئے انگوروں کا ایک[2]
خوشہ ایک درہم میں خریدا گیا اتنے میں ایک مسکین آگیا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یہ خوشہ اسے دیدو، اس
سائل کے پیچھے ایک آدمی چلا، اور وہ خوشہ اس سائل سے ایک درہم میں خریدا اور اس کو لیکر حضرت
عبداللہ رضؓ کے پاس آگیا اتنے میں وہی مسکین آیا اور اسنے سوال کیا آپنے فرمایا یہ خوشہ اسکو دیدو سائل
کے پیچھے پھر ایک آدمی گیا اور اس سے اس خوشہ کو درہم کے بدلہ خرید لیا اور اس کو آپکے پاس لے آیا پھر
آپکے پاس وہی مسکین آیا اور اسنے سوال کیا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یہ خوشہ اسے دیدو، پھر ایک آدمی

---

[1] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۴۵ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۹۷

اسکے پیچھے چلا اور اس سے پھر درہم کے عوض خوشہ لے لیا اس مسکین نے ارادہ کیا کہ پھر جائے مگر اسے منع کر دیا (اور اس خوشہ کو حضرت ابن عمرؓ کو دیدیا) اگر ابن عمرؓ کو اس خوشہ کا پتہ چل جاتا (کہ اس سے مسکین کو روکا گیا ہے) تو ہرگز اسکو نہ چکھتے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ابن عمرؓ کو انگور کی خواہش ہوئی اور آپ بیمار تھے چنانچہ آپ کیلئے میں نے ایک درہم میں ایک انگور کا خوشہ خریدا اور میں اسے لیکر آپ کے پاس آیا اور آپکے سامنے رکھدیا، باقی قصہ پہلی حدیث جیسا ہے مگر آخر میں اسطرح ہے کہ ہر دفعہ سائل لوٹ کر آتا اور حضرت ابن عمرؓ ہر مرتبہ اس خوشہ کے دینے کا اسے حکم دیتے یہاں تک کہ میں نے سائل سے تیسری یا چوتھی مرتبہ کہا تجھ پر بڑا افسوس ہے تجھے شرم نہیں آتی اور میں نے اس سائل سے اس خوشہ کو ایک درہم میں خریدا اور اس کو لیکر حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور آپنے اسے کھایا۔[۲]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا خرچ کرنا

ابو نضرہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی خدمت میں چلا عشرہ ذی الحجہ کا زمانہ تھا ان کی ایک کوٹھری تھی جس کو باتوں کے لئے خالی کر رکھا تھا کہ ابو نضرہؒ کے راوی کہتے ہیں سامنے سے ایک آدمی اپنی بھیڑ لیکر گذرا، اس سے انھوں نے پوچھا کتنے میں اسے لیا؟ اسنے کہا بارہ درہم میں، ابو نضرہؒ کہتے ہیں میں نے کہا اگر میرے پاس بارہ درہم ہوتے تو انکے ذریعہ میں بھی ایک بھیڑ خریدتا اور قربانی کرتا اور اپنے بال بچوں کو کھلاتا، جب میں وہاں پہونچا میں نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو تلاش کیا اور جب میں ان کے پاس پہونچ گیا وہ میرے پاس ایک تھیلی لائے جس میں پچاس درہم تھے میں نے کبھی ایسے درہم نہیں دیکھے جو ان درہموں سے زیادہ خیر و برکت والے ہوں جو انھوں نے مجھے دیئے وہ ان درہموں کے دینے میں ثواب کی نیت کرنے والے تھے اور میں ان درہموں کا زیادہ محتاج تھا۔[۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خرچ کرنا

مؤطا صفحہ ۳۹۰ میں امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہؓ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ روزہ دار تھیں آپکے گھر میں سوائے ایک چپاتی کے کچھ نہ تھا، اپنی

---

[۱] واخرجہ ایضاً [۲] واخرجہ ایضاً نحو السیاق الاول مختصر ابن المبارک کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۴۸ والطبرانی کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۴۷ وابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۴۷ قال الہیثمی رجال الطبرانی رجال الصحیح غیر نعیم بن حماد وھو ثقہ [۳] اخرجہ الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۷۱ رجالہ رجال الصحیح

خادمہ سے فرمایا یہ روٹی سائل کو دیدے خادمہ نے کہا آپ کے پاس پھر کوئی ایسی چیز نہ رہے گی جس سے آپ روزہ افطار کریں حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو یہ روٹی اسے دے بھی دے خادمہ کہتی ہیں میں نے دیدی، جب ہم لوگوں پر شام ہوئی ایک ایسے گھر والے یا ایک ایسے انسان نے جو ہم لوگوں کو کبھی ہدیہ نہ دیا کرتا تھا اسنے ایک بکری مع اسکے شانہ کے ہدیہ میں بھیجی حضرت عائشہؓ نے مجھے بلا کر فرمایا اس میں سے کھا یہ تیری ٹکیہ سے بہتر ہے، مالک فرماتے ہیں مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ کسی مسکین نے حضرت عائشہ رضہ سے کھانا طلب کیا ان کے سامنے انگور رکھا ہوا تھا، ایک آدمی سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ انگور کا دانہ اٹھا کر اس سائل کو دیدو اس آدمی نے اس انگور کی طرف دیکھا اور تعجب کیا، آپ نے فرمایا کیا تعجب کرتا ہے؟ اس دانہ میں ذرہ کے برابر کتنے حصے بنیں گے؟ آپ کا اس سے اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ "پس جو بھی ذرہ کے برابر بھلائی کریگا وہ اسکے سامنے آئیگی"

مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا

حضرت[1] حارثہ بن نعمان رضہ کی بینائی جاتی رہی تھی ایک ڈورا اپنے مصلے میں اپنے حجرہ کے دروازہ تک باندھ لیا تھا جب کوئی مسکین آتا اپنی جھولی میں سے کچھ لیتے پھر اس ڈورے کو پکڑتے اور اس مسکین کو اسکے سہارے خود دیکر آتے ان کے گھر والے ان سے کہتے یہ کام آپ کی طرف سے ہم لوگ کر دیتے یہ فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری حالت کی موت سے انسان کو بچاتا ہے[2]

حضرت[3] عمرو لیثیؒ فرماتے ہیں ہم لوگ واثلہ بن اسقعؓ کے پاس تھے آپ کے پاس ایک سائل آیا آپنے ایک روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس کے اوپر پیسہ رکھا پھر خود کھڑے ہوئے اور اسکو سائل کے ہاتھ میں رکھ کر آئے میں نے عرض کیا اے ابو اسقع! کیا آپکے گھر میں کوئی ایسا نہیں جو آپ کی طرف سے اس کام کو انجام دیتا؟ فرمایا ہیں کیوں نہیں لیکن بات یہ ہے جو آدمی کسی شے کا صدقہ لیکر مسکین کی طرف گیا اسکے ہر قدم پر ایک خطا معاف ہوتی ہے اور جب اسکے ہاتھ میں چیز رکھ دیتا ہے تو ہر قدم کے عوض دس خطائیں معاف ہوتی ہیں[4]

نافع رضہ[5] سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضہ ہر رات اپنے تمام گھر والوں کو ایک بڑے پیالہ پر

---

[1] اخرج الطبرانی والحسن بن سفیان عن محمد بن عثمان عن ابیہ [2] کذا فی الاصابۃ ج ا صفہ ۲۹۹ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفہ ۳۵۶ وابن سعد ج ۳ صفہ ۵۲ عن محمد بن عثمان عن ابیہ نحوہ [3] واخرج ابن عساکر [4] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۳۱۵ [5] واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۲۲

ایک ساتھ بٹھا کر کھانا کھاتے تھے راوی کہتے ہیں پس بسا اوقات مسکین کی آواز سنتے اپنا گوشت روٹی کا حصہ لیکر اسکے پاس آتے کہ یہ اسکو دیں اور جب لوٹتے تو گھر والے جو کچھ اس بڑے پیالہ میں ہوتا سب کو نمٹا چکے ہوتے پس اگر تم اس پیالہ میں کوئی چیز پاتے تو حضرت ابن عمرؓ نے اسے پایا ہوگا (یعنی کچھ نہیں رہتا تھا) پھر ابن عمرؓ صبح کو روزہ سے بھی رہتے،

سائلین پر خرچ کرنا

حضرت انسؓ[۱] فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک روز مسجد میں داخل ہوئے آپ پر نجرانی اونی چادر موٹی بنی ہوئی تھی، آپکے پیچھے سے آپ کے پاس ایک اعرابی آیا آپ کی چادر کا کنارا پکڑا یہاں تک کہ آپ کی گردن کی پشت پر اون کے ڈورے کا نشان پڑ گیا اور اسنے کہا اے محمد آپ ہمکو اللہ کے اس مال سے دیجئے جو آپ کے پاس ہے حضورؐ نے اس کی طرف التفات فرمایا اور مسکرائے اور فرمایا اسکے لئے کسی چیز کے دیئے جانے کا حکم دو،[۲]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر صبح مسجد میں بیٹھے رہتے جب آپ اپنے گھر کے لئے کھڑے ہوئے ہم لوگ کھڑے رہتے جب تک کہ آپ گھر میں داخل نہ ہو جاتے (یہ کھڑا ہونا اس لئے تھا کہ ممکن ہے آپ کسی ضرورت سے گئے ہوں اور واپس آجائیں) ایک روز آپ گھر کے لئے کھڑے ہوئے ابھی جگہ سے چل کر مجلس کے بیچ ہی میں پہونچے تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کو پکڑا اور کہا اے محمد! مجھکو دو اونٹ بھر کر عطیہ دیجئے، اس لئے کہ آپ مجھے کچھ نہیں دیتے نہ تو اپنے مال سے اور نہ اپنے باپ کے مال سے اور جب آپ کو پکڑا آپ کی چادر کو سختی سے کھینچا کہ آپ کی گردن مبارک سرخ ہوگئی آپ نے فرمایا میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں تجھے کچھ نہیں دونگا جب تک کہ مجھے بدلہ نہ دیدے یہ جملہ آپنے تین مرتبہ فرمایا، پھر ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ اسکے لئے دو اونٹوں پر سامان لاد دے ایک اونٹ پر جو اور ایک اونٹ پر کھجوریں[۳]،

حضرت نعمان بن مقرنؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم قبیلہ مزینہ کے چار سو آدمی تھے آپنے ہم لوگوں کو جو حکم دینا تھا دیا اس کے بعد ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس کھانا نہیں جسکو ہم زاد راہ بنائیں، آپ نے

---

[۱] اخرجہ ابن جریر [۲] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۳ واخرجہ ایضا مالک والشیخان عن انسؓ بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۸ [۳] واخرجہ ایضا کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۳ واخرجہ ایضا احمد والاربعۃ الا الترمذی عن ابی ہریرۃؓ بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۹ [۴] واخرجہ احمد والطبرانی

حضرت عمرؓ سے کہا کہ ان لوگوں کو زادِ راہ دو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ کھجوریں بچی ہوئی ہیں اور میرا خیال یہ ہے کہ ان لوگوں کی زادِ راہ کے لئے بالکل ناکافی ہیں، آپؐ نے فرمایا جا انھیں توشہ دے، حضرت عمرؓ ہم لوگوں کو اپنے ہمراہ بالاخانہ کی طرف لے گئے دیکھا کہ اس میں کھجوریں اتنی تھیں جتنا بڑا خاکستری رنگ کا اونٹ ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا لو چنانچہ قوم نے اپنی حاجت بھر اسمیں سے لیا حضرت نعمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام قوم کے آخر میں لیا تو میں نے غور سے دیکھا کہ ایک کھجور کی برابر بھی اس ڈھیر میں کمی نہ آئی تھی حالانکہ چار سو آدمیوں نے اپنی حاجت کے مطابق اس سے لیا تھا، [۱]

حضرت دکین[۲] بن سعید خثعمیؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم چار سو چالیس آدمی تھے ہم لوگوں نے آپ سے غلہ کا سوال کیا، آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اٹھو اور انھیں دو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف اتنا ہے جو میرے اور میرے بچوں کے لئے گرمی کے موسم کے لئے کفایت کرے (دکین فرماتے ہیں قیظ کلام عرب میں چار مہینے کو کہتے ہیں) آپؐ نے فرمایا اٹھو اور انھیں دو، حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ کا کہا ماننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے راوی کہتے ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی ان کے ساتھ ہو لئے وہ ہم لوگوں کو لیکر اپنے بالاخانہ پر گئے اپنے حجرہ سے چابی نکالی اور دروازہ کھولا، دکین راوی کہتے ہیں کہ بالاخانہ میں کھجوریں صرف اتنی تھیں جن کے ڈھیر کو بیٹھے ہوئے اونٹ کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا انھیں لو۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر آدمی نے جتنی اسے حاجت تھی اسمیں سے لیا، اس کے بعد میں نے اس ڈھیر کو دیکھا اور میں ہی سب میں سے آخر میں لینے والا تھا تو میں نے دیکھا کہ ہم میں سے اسمیں سے کسی نے ایک دانہ کی بھی کمی نہیں کی، [۳]

دکین[۴]ؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں جو چار سو سوار تھے حاضر ہوئے اور آپؐ سے کھانے کی چیز طلب کی، آگے اوپر جیسی روایت ہے لیکن اس حدیث میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس صرف چند صاع کھجوریں ہیں جو میرے اور میرے بال بچوں کے لئے موسم گرما تک کے لئے بھی کافی نہیں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا آپؐ کا کہا سنو اور اطاعت کرو، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم نے آپ کا کہا سن لیا اور ہم آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہیں [۵]

---

[۱] قال الہیثمی ج۸ صفحہ ۳۰۴ رجال احمد رجال الصحیح۔ اھ [۲] داخرج احمد والطبرانی [۳] قال الہیثمی ج۸ صفحہ ۳۰۴ رجالھما رجال الصحیح ورد ی ابی داؤد منہ طرفا۔ انتھی، [۴] داخرجہ ایضا ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۳۶۵ [۵] قال ابونعیم ہذا حدیث صحیح وھو احد دلائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

افلح بن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کسی سائل کو رد نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ کوڑھی بھی ان کے ساتھ انکے پیالہ میں کھاتا، حالانکہ اسکی انگلیوں سے خون ٹپکتا ہوتا،

صدقات

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لائے اور بہت پوشیدہ طور پر اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا صدقہ ہے اور اللہ عزوجل کے لئے میرے پاس مراجعت ہے (یعنی جب چاہے میرے مال کا مطالبہ کرے) اور حضرت عمرؓ اپنا صدقہ لائے اور اسکو ظاہر کر کے لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا صدقہ ہے اور میرے لئے اللہ کے نزدیک مراجعت ہے (یعنی اس کا ثواب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ تم نے اپنی کمان پر وہ چلہ چڑھایا جو اس کا چلہ نہ تھا وہ فرق جو تم دونوں کے صدقہ کے درمیان ہے ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ تم دونوں کے کلمہ کے درمیان ہے (یا حضرت ابو بکرؓ کے اس جملہ للہ عزوجل عندی معاد اور حضرت عمرؓ کے اس جملہ ولی عند اللہ معاد کا مطلب ایک یہ ہے کہ ہمارے لئے اللہ کے پاس اس کا ثواب ہے مگر فرق یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جملہ میں لفظ اللہ عزوجل کو مقدم کیا ہے اور اپنے آپ کو مؤخر اور حضرت عمرؓ کے جملہ میں انھوں نے اپنا تذکرہ پہلے کیا ہے اور اللہ پاک کا اسم گرامی بعد میں واللہ اعلم)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہم لوگوں کے لئے بیر رومہ کو خریدے اور اسکو تمام مسلمانوں کیلئے صدقہ کردے، اللہ پاک اسکو قیامت کے دن جب پیاس لگے گی سیراب کر دیگا، حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کنویں کو خریدا اور تمام مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا،

بشیرؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ تشریف لائے یہاں کا پانی انھیں پسند نہ آیا ایک غفاری کا کنواں تھا جسکو رومہ کہا جاتا تھا وہ اس میں سے ایک مشک پانی ایک مُد کے عوض بیچا کرتا تھا (مُد ایک صاع کا چوتھائی ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر دو تولہ کا) اس سے حضورؐ نے فرمایا اس کنویں کو تو میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض بیچ دے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور میرے بال بچوں کے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور نہ مجھے اس کی مقدرت (کہ اسے جنت کے عوض بیچدوں) جب یہ خبر حضرت عثمانؓ کو ملی آپ نے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) درہم میں اس کنویں کو خریدا اور اسکے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر

---

۱ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۰۰ ۲ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۲ ۳ قال ابن کثیر اسنادہ جید ولیعد من المرسلات کذا فی المنتخب ج ۴ صفہ ۳۴۸ ۴ واخرج ابن عدی وابن عساکر ۵ وعند الطبرانی وابن عساکر

ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ میرے لئے وہ قیمت مقرر فرماتے ہیں جو کنویں والے کو دے رہے تھے؟ یعنی جنت میں چشمہ اگر میں اسکو خرید لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں نے اسکو خرید لیا ہے اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا[1]

حضرت طلحہؓ کی بیوی سعدیؓ فرماتی ہیں کہ حضرت طلحہؓ نے ایک دن ایک لاکھ درہم کا صدقہ کیا پھر قلاشی نے انکو مسجد میں جانے سے روک دیا، یہاں تک کہ میں نے ان کے کپڑے کے دونوں کناروں کو (ستر چھپانے کے لئے) ملا کر سی دیا[2] حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضورؐ کے زمانہ میں اپنے مال کا ایک حصہ صدقہ میں دیا یعنی چار ہزار درہم پھر چالیس ہزار درہم، پھر چالیس ہزار دینار صدقہ میں دیئے،[3]

حضرت سائب بن ابی لبابہؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ پاک نے حضرت ابولبابہؓ کی توبہ قبول فرمائی حضرت ابولبابہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے اس مکان کو چھوڑنا چاہتا ہوں جہاں مجھ سے اس گناہ کا ارتکاب ہوا ہے، اور میں اپنے تمام مال سے اسکو اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کر کے دستبرداری چاہتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ اے ابولبابہ! تمہاری طرف سے تہائی مال کا صدقہ کافی ہے ابولبابہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے تہائی مال کا صدقہ کر دیا،[4]

حضرت نعمان بن حمیدؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ماموں کے ساتھ مدائن میں حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس گیا وہ چھبڑا بنا رہے تھے میں نے ان سے سنا فرمارہے تھے کہ میں کھجور کے پتے ایک درہم کے خرید تا ہوں اور اسے بنا کر تین درہم میں بیچتا ہوں ایک درہم تو اسی کام کے لئے پھر لوٹا تا ہوں اور ایک درہم بال بچوں کے لئے اور ایک درہم کو صدقہ کر دیتا ہوں اور اگر حضرت عمرؓ بھی اس کام سے مجھے روکیں گے تو نہ رکونگا،[5]

ہدیہ جات

حضرت ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگوں کو بھوک کی سختی لگی یہاں تک کہ آثارِ غم مسلمانوں کے چہروں میں میں نے دیکھے اور منافقین کے چہروں پر آثارِ خوشی، جب آپؐ نے یہ دیکھا فرمایا خدا کی قسم سورج غائب[6]

---

[1] کذا فی المنتخب ج۵ ص۱۱ [2] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ ص۸۸ [3] قد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج۲ ص۵۴ [4] واخرج الحاکم ج۳ ص۶۳۲ [5] واخرج ابن سعد ج۴ ص۶۳ [6] اخرج الطبرانی

نہیں ہوگا کہ اللہ تمہارے پاس رزق لے آئیگا، حضرت عثمان رضؓ نے جان لیا کہ بیشک اللہ اور اسکا رسول سچ فرما رہے ہیں، حضرت عثمانؓ نے چودہ اونٹ اور جو کچھ کہ ان پر غلہ تھا خریدا اور حضورؐ کے پاس ان میں سے نو بھیجے جب آپؐ نے یہ دیکھا آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ کسی نے آپؐ سے کہا، آپ کی طرف حضرت عثمان رضؓ نے ہدیہ بھیجا ہے، اس سے آپؐ کے رخِ انور پر فرحت کے آثار نمایاں ہوئے اور منافقین کے چہروں پر آثارِ غم، اور میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اونچے بلند کئے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی، آپؐ حضرت عثمانؓ کو ایسی دعا دے رہے تھے کہ میں نے کسی کے لئے اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسی دعا نہیں سنی،

ترجمہ: "اے اللہ! عثمان کو ( ) دے،

اے اللہ! عثمان کے ساتھ ( ) کر، [1]

حضرت[2] ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر میں مسلمانوں میں سے کسی گھر کے لوگوں کی خبرگیری ایک ماہ کروں یا ایک جمعہ یا جب تک اللہ چاہے یہ میرے نزدیک حج پر حج کرنے سے زیادہ بہتر ہے، اور البتہ ایک طباق دانق بھر کر اپنے بھائی کو اللہ عزوجل کے لئے ہدیہ دوں یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے اس دینار سے جو فی سبیل اللہ خرچ کروں، (دانق درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں)

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۸۵ رواہ الطبرانی وفیہ سعید بن محمد الوراق وھو ضعیف واخرجہ ابن عساکر عن ابی مسعود نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۴ [2] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۲۸

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہ لوگ ہیں مراد پانے والے

اردو

حیاۃ الصحابہؓ

عکسی

حصہ پنجم

اس حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کھانا کھلانے، اموال تقسیم کرنے اور اموال کے رد کرنے اور وسعتِ دنیا پر خوف و گریہ اور ان کی زاہدانہ زندگی کے واقعات نیز صحابہ کرامؓ کی مرغوبات و مالوفات کا فرمانِ خداوندی و فرمانِ نبوی کی بجاآوری پر قربان کرنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، تجہیز و تکفین اور جدائی پر صحابہ کرامؓ کی گریہ وزاری اور آپکی محبت اور یادمیں ان کے زریں اقوال وغیرہ کی مکمل تفصیل دیگئی ہے

تالیف:
رئیس التبلیغ حضرت اقدس
مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی
قدس اللہ سرہ

ترجمہ
حضرت مولانا
محمد عثمان خان صاحب فیض آبادی
مدظلہ فیوضہم

ناشر
سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں ان کے دامن کیلئے

مُحمّد رّسُولُ اللّٰہِ
مُحمّد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ
اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں، زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں،

تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ز
تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی

سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ
نشانی اُن کی، چہروں پر ہے سجود کے اثر سے

حیاۃ الصحابہؓ اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے

فہرست عنوانات حصہ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کھانا کھلانا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات کہ اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو ایک صاع کھانے کے لئے جمع کروں زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں بازار جاؤں اور ایک غلام خرید وں اور اس کو آزاد کروں۔[۱]

حضرت ابو الیمنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کے یہاں کچھ مہمان آئے آپ ان کے پاس کچھ روٹی اور سرکہ لائے اور فرمایا، کھائیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سرکہ بہترین سالن ہے، اس قوم کے لئے ہلاکی ہے جو اس چیز کو حقیر سمجھے جو ان کے سامنے پیش کی گئی ہو، اور اس آدمی کے لئے ہلاکی ہے جو اس بات کو حقیر سمجھے کہ جو کچھ اس کے گھر میں ہے اس کو اپنے ساتھیوں کے سامنے پیش کرے۔[۲] ابو یعلی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آدمی کی شرارت کے لئے یہ کافی ہے کہ جو چیز اسکے سامنے پیش کی جائے اسے حقیر سمجھے۔[۳]

حمیدؒ طویل سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ کی خدمت میں ان کے کسی مرض میں کچھ لوگ ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے حضرت انسؓ نے فرمایا اے جاریہ! ہمارے دوستوں کے لئے کچھ لا، اگرچہ روٹی کا ٹکڑا ہو، اس لئے کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے بھلے اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہیں۔[۴]

شقیقؒ بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی حضرت سلمانؓ فارسی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے آنحضورؐ کو تکلف کرنے سے منع کرتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں تمہارے لئے تکلف کرتا، اس کے بعد روٹی اور نمک لائے تو ہمارے ساتھی نے کہا اگر ہمارے نمک میں تھوڑا سا مرزنجوش ہوتا تو اچھا تھا ادرک کی طرح گانٹھ دار ہوتا ہے)، یہ سن کر حضرت سلمانؓ نے اپنا لوٹا بھیجا اور اس کو رہن رکھ کر

---

[۱] اخرج البخاری فی الادب [۲] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۵ [۳] واخرج البیہقی [۴] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶ [۵] واخرجہ احمد والطبرانی عن عبداللہ بن عبید بن عمیر بنحوہ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۸۰ رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط وابو یعلی [۶] وفی اسناد ابی یعلی ابو طالب القاص ولم اعرفہ وبقیۃ رجال ابی یعلی وثقوا وہو فی الصحیح باختصار انتہی [۷] واخرج الطبرانی فی الاوسط باسناد جید [۸] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۵۲ لو قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۰۰ بعد ما ذکرہ عن الطبرانی واسنادہ جید اہ واخرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۳۶۴ بنحوہ [۹] واخرج الطبرانی

مرزنجوش لائے جب ہم کھانے سے فارغ ہو گئے تو میرے ساتھی نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا ترجمہ :- "تمام تعریف اس اللہ پاک کے لئے ہے جس نے ہم کو اس چیز پر قانع بنا دیا جو اس نے ہم کو دی" حضرت سلمانؓ نے فرمایا اگر تم اس پر قناعت کرتے جو اللہ پاک نے تم کو دی تھی تو میرا لوٹا رہن نہ رکھا جاتا۔[۱] طبرانی[۲] کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو منع فرما دیا ہے کہ ہم مہمان کے لئے ان چیزوں کا تکلف کریں جو ہمارے پاس نہ ہوں،

حضرت[۳] حمزہ بن صہیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت صہیبؓ کھانا بہت زیادہ کھلایا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے ان سے کہا، اے صہیبؓ تم کھانا بہت کھلایا کرتے ہو اور یہ مال میں فضول خرچی ہے، حضرت صہیبؓ نے کہا کہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے تم میں سے وہ آدمی زیادہ پسندیدہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ پس اسی فرمان مبارک نے مجھ کو کھانا کھلانے پر آمادہ کر رکھا ہے،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھلانا

حضرت[۴] جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گھر میں بیٹھا ہوا تھا، حضورؐ میرے پاس سے گذرے اور آپؐ نے میری طرف اشارہ فرمایا، میں آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو گیا آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا، ہم چلے یہاں تک کہ آپؐ بعض ازواجِ مطہراتؓ کے حجرہ کی طرف تشریف لائے آپؐ مکان کے اندر تشریف لے گئے اس کے بعد آپؐ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دی، میں اندر پردہ میں داخل ہوا، حضورؐ نے فرمایا کیا کچھ کھانے کو ہے؟ گھر والوں نے کہا ہاں! اور تین ٹکیاں لائی گئیں جو کھجور کے دستر خوان پر رکھ دی گئیں حضورؐ نے ایک ٹکیہ اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور ایک ٹکیہ میرے سامنے رکھی اور تیسری ٹکیہ کے اٹھا کر دو ٹکڑے کئے، نصف اپنے سامنے رکھا اور نصف میرے سامنے رکھا پھر فرمایا کوئی سالن ہے؟ عرض کیا گیا تھوڑے سے سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں، آپؐ نے فرمایا اسی کو لے آؤ یہ بہترین سالن ہے[۵]،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۷۹ [۲] رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح غیر محمد بن منصور الطوسی وہو ثقۃ وفی روایۃ عندہ [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۳ [۴] اخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۱۸۲ [۵] واخرجہ ایضاً اصحاب السنن کما فی جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۲۹۵

حضرت[1] عبداللہ بن سلام رض فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض کو دیکھا کہ اونٹنی کو کھینچے ہوئے لے جا رہے تھے جس پر آٹا اور گھی اور شہد لدا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا اونٹنی بٹھاؤ، حضرت عثمان رض نے اونٹنی بٹھادی، آپؐ نے پتھر کی ہانڈی طلب فرمائی اور اس میں گھی اور شہد اور آٹا ڈالا، اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا اس کے نیچے آگ سلگائی گئی یہاں تک کہ پک گیا پھر آپؐ نے فرمایا کھاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے کھایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو اہلِ فارس خبیص کہتے ہیں، [2]

حضرت[3] عبداللہ بن بسر رض فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اتنا بڑا پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے جس کو غرّا کہا جاتا تھا، جب قربانی کا دن ہوتا اور نماز سے لوگ فارغ ہو جاتے تو وہ بڑا پیالہ لایا جاتا اور اس میں ثرید تیار رہتا، لوگ اس کے گرداگرد جمع ہوتے جب مجمع کثیر ہوتا حضورؐ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتے، ایک اعرابی نے یہ دیکھ کر کہا یہ کون سی بیٹھک ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ پاک نے مجھ کو کرم کرنے والا بندہ بنایا ہے اور مجھ کو جبر اور سرکشی کرنے والا نہیں بنایا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، کنارے کنارے سے کھاؤ اور اس کے بیچ کا اونچا حصہ چھوڑے رکھو اسمیں برکت دیجائیگی [4]

حضرت ابوبکر صدیق رض کا کھانا کھلانا

حضرت[5] ابوبکر رض کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رض فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں ہمارے مہمان آئے، میرے والد نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب میں باتیں کیا کرتے تھے حضرت ابوبکر رض تشریف لے گئے اور فرما گئے کہ اے عبدالرحمن! اپنے مہمانوں کی تواضع کا کام انجام دے لینا، جب شام ہوئی میں مہمانوں کے پاس ان کا کھانا لے کر حاضر ہوا، حضرت عبدالرحمن رض کہتے ہیں کہ مہمانوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا ہم اس وقت تک نہ کھائیں گے جب تک گھر والا ہمارے ساتھ نہ کھائے حضرت عبدالرحمن رض کہتے ہیں، کہ میں نے مہمانوں سے کہا کہ وہ بڑے تیز طبیعت کے آدمی ہیں اگر آپ لوگوں نے نہ کھایا

---

[1] واخرج الطبرانی [2] کذا فی جمع الفوائد ج ۱ صفہ ۲۹۷ قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۳۸ رواہ الطبرانی فی الثلاثۃ ورجال الصغیر والاوسط ثقات [3] واخرج ابوداؤد [4] کذا فی المشکوٰۃ صفہ ۳۶۱

[5] اخرج مسلم ج ۲ صفہ ۱۸۶

تو مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو مجھے ان کی جانب سے کچھ تکلیف پہونچے، اس پر بھی مہمانوں نے انکار کردیا، جب حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو کسی اور چیز کا سوال ہی نہیں کیا۔ شروع ہی میں مہمانوں کے بارے میں پوچھا اور کہا کیا تم لوگوں نے مہمانوں سے فراغت حاصل کرلی؟ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں گھر والوں نے کہا خدا کی قسم نہیں، ابھی فراغت نہیں کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا میں عبدالرحمنؓ کو حکم نہیں دے گیا تھا؛ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں میں ایک جانب کھسک گیا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے آواز دی اے عبدالرحمنؓ! حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں اور بھی ایک جانب ہوگیا، دوبارہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے آواز دی کہ اے کاہل! میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سن رہا ہو تو آ، چنانچہ میں حاضر ہوا اور میں نے کہا خدا کی قسم میری کوئی خطا نہیں یہ آپ کے مہمان ہیں انھیں سے دریافت کرلیجئے، میں ان کے پاس کھانا لے کر حاضر ہوا تھا ان لوگوں نے انکار کردیا کہ جب تک آپ نہ آلیں گے یہ نہ کھائیں گے، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہوگیا تھا؟ کہ ہماری میزبانی کو تم نے قبول نہیں کیا؟ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں اور یہ بھی حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم میں یہ کھانا آج رات نہیں کھاؤں گا یہ سن کر مہمانوں نے کہا کہ خدا کی قسم جب تک آپ اسے نہ کھائیں گے ہم بھی نہ کھائیں گے۔ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، آج کی رات جیسی شرارت میں نے کبھی بھی نہیں دیکھی، تمھارا ناس جائے تم لوگوں کو کیا ہوا کہ تم لوگوں نے ہماری مہمانی قبول نہیں کی؟ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ پہلی بات شیطان کی فریب کاری کی وجہ سے ہوئی۔ کہ میں نے قسم کھالی) لو اپنی مہمانی کا کھانا، حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کھانا لایا گیا، آپ نے بسم اللہ پڑھی آپ نے بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا، حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں جب صبح ہوئی حضورؐ کی خدمت میں سویرے ہی حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! مہمان تو اپنی قسم میں پکے رہے اور میں نے اپنی قسم توڑ دی، اور آپؐ سے ساری سرگذشت کہہ سنائی، حضورؐ نے فرمایا کہ تم ان سب سے بھلے اور بہتر رہے، راوی کہتے ہیں کہ مجھے قسم کے کفارے کے بارے میں کوئی روایت نہیں پہونچی۔ [1]

---

[1] یہی قصہ مدینہ طیبہ میں تشریف لانیوالے مہمانوں کی ضیافت کے عنوان میں آگے بھی آرہا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[1] اسلمؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ سواری کے جانوروں میں ایک اندھی اونٹنی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے کسی گھرانہ کو دیدو کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں میں نے عرض کیا وہ تو اندھی ہے، فرمایا کہ اونٹ کے ساتھ اسے بھی قطار میں رکھ لیں گے میں نے عرض کیا کہ زمین سے یہ کیسے چرے گی؟ دریافت فرمایا کہ یہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے؟ میں نے عرض کیا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے فرمانے لگے خدا کی قسم تم لوگوں نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے، میں نے کہا کہ اس پر علامت لگی ہوئی ہے کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے، چنانچہ آپ نے اس اونٹنی کے لئے حکم دیا اور وہ ذبح کی گئی، حضرت عمرؓ کے پاس نو۹ بڑے پیالے تھے جب کبھی کوئی میوہ یا کوئی عمدہ چیز آتی اس میں سے ان پیالوں میں رکھتے اور انکو ازواج نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیج دیا کرتے تھے، اور آپ کی صاحبزادی اُم المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس سب میں آخر میں بھیجتے کہ اگر کوئی کمی واقع ہو تو اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے برتن میں کمی واقع ہو، چنانچہ ان پیالوں میں اس اونٹنی کا گوشت بھر کر ازواج مطہراتؓ کے پاس بھیجا گیا اور جو کچھ بچ رہا اس کے پکانے کا حکم دیا اور اس سے مہاجرین اور انصار حضرات کی دعوت کی،[2]

حضرت طلحہ بن عُبید اللہؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[3] سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے پہاڑ کے کنارے ایک کنواں خریدا اور لوگوں کو کھانا کھلایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا بیشک اے طلحہ! تم بڑے فیاض ہو،[4]

---

[1] اخرج مالک [2] کذا فی المجمع ج ۱ صفحہ ۲۹۶ [3] اخرج الحسن بن سفیان وابو نعیم فی المعرفۃ [4] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۶۷،

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[1] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ مسکینوں کے حق میں بڑے بھلے انسان تھے ہم لوگوں کو لے کر اپنے گھر جاتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا کھلاتے یہاں تک کہ گھر سے کپّی نکال لاتے جس میں کچھ نہ ہوتا اور اسے پھاڑ دیتے اور ہم لوگ جو کچھ اس میں لگا ہوتا اسے چاٹ لیتے،

حضرت صہیب رومیؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[2] صہیبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ چند حضرات کے ساتھ تشریف فرما تھے میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور میں نے آپؐ کی طرف اشارہ کیا، آپؐ نے میری طرف اشارہ سے فرمایا اور یہ لوگ؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپؐ خاموش ہو گئے میں اپنی جگہ کھڑا رہا دوبارہ جب آپؐ نے پھر میری طرف دیکھا میں نے آپؐ کی طرف اشارہ کیا، آپؐ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ میں نے کہا نہیں۔ اسی طرح دوسری یا تیسری مرتبہ میں نے عرض کیا جی ہاں یہ لوگ بھی حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ وہ تھوڑی سی چیز تھی جو میں نے صرف حضورؐ کے لئے تیار کی تھی چنانچہ آپؐ تشریف لائے اور وہ جماعت بھی آپؐ کے ساتھ آئی اور سب نے کھایا اور اس میں سے بچ بھی رہا،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا کھانا کھلانا

محمد[3] بن قیسؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بغیر مساکین کے کھانا نہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا بعض دفعہ مسکین

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۸ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۴

[3] اخرج ابو نعیم ج ۱ صفحہ ۲۹۸

ہی میسر نہیں آتے تھے اور بعض دفعہ مسکینوں کو کھلا دیتے تھے اور خود نہیں کھاتے تھے اور خود کم کھاتے تھے یا نہیں کھاتے تھے) ان کی بیوی نے ان کے لئے کھجوروں سے کوئی چیز بنادی جب یہ کھانے سے فارغ ہوتے تو بیوی اسے پلادیا کرتی تھی ابی بکر بن حفص کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کہ ان کے دسترخوان پر یتیم نہ ہوتا،

حسنؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب صبح یا شام کھانا کھاتے تو آس پاس کے یتیموں کو بلاکر شریک کرتے، ایک دن صبح کا کھانا کھانے بیٹھے کسی یتیم کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا وہ یتیم نہ ملا ان کے پاس گھلا ہوا ستو تھا جس کو کھانا کھانے کے بعد پی لیا کرتے تھے اتنے میں وہ یتیم آ پہونچا اور لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تھے آپ کے ہاتھ میں ستوؤں والا پیالہ تھا آپ اس کو پینے ہی کو تھے وہ ستو اس یتیم کو دے دیا اور فرمایا اسے لے، اور میرا خیال یہ ہے کہ تو خسارہ میں نہیں رہا،

میمونؒ بن مہرانؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی بیوی کو حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں لوگوں نے عتاب کیا چنانچہ اس سے کہا گیا کہ تو اس بڑے میاں کی طرف توجہ نہیں کرتی ہے؟ اس عورت نے جواب دیا میں ان کا کیا کروں؟ جب کبھی ہم ان کے لئے کھانا بناتے ہیں یہ اس کھانے پر کسی نہ کسی کو بلاکر اُسے کھلا دیتے ہیں چنانچہ اس عورت نے ان مسکینوں کی طرف جو انکے راستہ میں اس انتظار میں بیٹھے رہتے تھے کہ آپ مسجد سے نکلیں کھانا بھیجا اور ان مسکینوں سے کہہ دیا کہ تم ان کے راستہ میں نہ بیٹھو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ گھر پہونچے اور فرمایا کہ فلاں فلاں مسکینوں کو آدمی بھیج کر بلاؤ، اور ان کی عورت ان مسکینوں کی طرف کھانا بھیج چکی تھی، اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تم کو بلائیں تو انکے پاس آنا نہیں، (چنانچہ وہ مسکین نہیں آئے) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کا ارادہ یہ ہے کہ آج رات میں نہ کھاؤں، چنانچہ اس رات آپ نے نہیں کھایا، [۲]

حضرت ابو جعفر قاریؒ کہتے ہیں کہ مجھ کو میرے آقا نے حکم دیا کہ تم حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ نکلو اور ان کی خدمت کرو، ابو جعفر کہتے ہیں کہ جس پانی کے کنارے حضرت ابن عمرؓ اترتے وہاں کے رہنے والوں کو بلاتے اور ان کے ساتھ کھانا کھلاتے اور ان کے بڑے بڑے

---

[۱] واخرج ایضاح اصفہ ۲۹۸ [۲] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۲۲ بنحوہ [۳] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۰۲

لڑکے بھی داخل ہوتے اور ساتھ کھاتے، کسی آدمی کے پلّے دو لقمے اور کسی کے پلّے تین لقمے پڑتا چنانچہ آپ جحفہ میں اترے لوگ جمع ہوئے ایک حبشی غلام ننگا آیا حضرت ابن عمرؓ نے اس کو بھی بُلایا اس غلام نے کہا مجھے کوئی جگہ نہیں ملتی لوگ تو بہت بھر کر جمع ہوئے ہیں راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور اس غلام کو اپنی چھاتی سے لگالیا،

دوسری[1] روایت میں اس طرح ہے ابو جعفر قاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کے لئے نکلا، حضرت ابن عمرؓ کے پاس ثرید کا ایک بڑا پیالہ تھا اس پیالہ پر ان کے بیٹے، ان کے ساتھی اور جو کوئی بھی آتا جمع ہو جاتا اور کھاتا یہاں تک کہ ان میں سے بعض (جگہ کی تنگی کی وجہ سے) کھڑا ہو کر کھاتا حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ ان کا ایک اونٹ تھا اس پر چمڑے کے دو توشہ دان تھے جو نبیذ اور پانی سے بھرے ہوئے تھے، ہر آدمی کے لئے اس نبیذ کے ستو کا ایک بڑا پیالہ ملتا جس سے وہ پیٹ بھرتا اور اس کی کوکھ نکل آتی،

معن[2] کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمرؓ کھانا تیار کرتے اور ان کے پاس سے کوئی ایسا آدمی گذرتا جسکی کچھ شان و شوکت ہوتی تو اس کو نہ بلاتے اور اُن کے بیٹے اور بھتیجے اس کو بلاتے اور جب کوئی مسکین انسان گذرتا تو اس کو حضرت ابن عمرؓ بلاتے اور یہ لوگ اس کو نہ بُلاتے، تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسے کو بلاتے ہو جو اسکی خواہش نہیں رکھتا اور ایسوں کو چھوڑ دیتے ہو جنھیں اس کی خواہش ہے،

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[3] سلیمان بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانۂ حکومت میں حج کیا اور ان کے ساتھ منتصر بن حارث ضبی بھی اہل بصرہ کے علماء کی ایک جماعت میں تھے ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم! ہم اس وقت تک نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھلے اور پسندیدہ صحابیؓ سے

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰۹ [2] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰۹،
[3] اخرج ابو نعیم ج ۱ صفحہ ۲۹۱،

نہ مل لیں کہ وہ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمائیں، چنانچہ ہم ایسے صحابیؓ کی جستجو کرتے رہے یہاں تک کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ مکہ سے نیچے کی آبادی میں تشریف فرما ہوئے ہیں ہم لوگ آپ کے ارادہ سے گئے ہم نے دیکھا کہ ہم ایک بہت بڑے سامان کے پاس ہیں جس میں لوگ تین سو اونٹنیوں کا کجاوہ کس رہے ہیں ان میں سو سواری کی ہیں اور دو سو اونٹنیاں بوجھ سے لدی ہوئی ہیں ہم نے دریافت کیا کہ یہ سامان کس کا ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ یہ سامان حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا ہے ہم نے پوچھا کہ یہ سارا ہی ان کا ہے؟ اور ہم لوگوں سے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ تو بڑے متواضع انسان ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ سو سواری کی اونٹنیاں ان کے بھائیوں کے لئے ہیں جن پر انہیں سوار کر رکھا ہے اور یہ دو سو اونٹنیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو شہروں سے ان کے مہمان ان کے پاس آئے ہیں ہم کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تم اس سے تعجب نہ کرو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ مالدار آدمی ہیں اور وہ اپنے اوپر اس چیز کا حق دیکھتے ہیں کہ جو آدمی ان کے پاس آئے اسے کثرت سے توشہ دیں، ہم نے کہا کہ ہم کو بھی ان سے ملاؤ. لوگوں نے کہا کہ وہ مسجد حرام میں ہیں چنانچہ ہم ان کی طلب میں چل دیئے اور ان کو کعبہ کی پشت پر بیٹھا ہوا پایا، وہ ایک پست قد آدمی، رطوبت آمیز آنکھوں والے تھے دو چادریں اور ایک عمامہ زیب تن تھا، ان کے پاس کرتا نہیں تھا اپنے دونوں جوتے بائیں ہاتھ میں لے رکھے تھے۔[۱]

حضرت سعد بن عبادہؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[۲] سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بہت بڑا پیالہ یا ایک بڑی لگن بھر کر گودا لائے، حضورؐ نے دریافت فرمایا اے ابو ثابت! یہ کیا ہے؟ عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے آج چالیس جگر والے (اونٹ) ذبح کئے، میں نے اچھا سمجھا کہ آپؐ کو انکی نلی کے گودے سے چھکا دوں، چنانچہ حضورؐ نے تناول فرمایا اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔[۳]

---

[۱] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۶۵ عن سلیمان الربیع بمعناہ مع زیادۃ [۲] اخرج ابن عساکر [۳] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۴۲

حضرت[۱] انس رض فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رض نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں اور روٹی کے ٹکڑے لائے، آپ ﷺ نے تناول فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ لائے آپ ﷺ نے اسے پیا اور فرمایا:۔ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَآئِکَۃُ

ترجمہ:۔ "تمہارے کھانے کو بھلے لوگ کھائیں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور تمھیں فرشتے دُعائیں دیں۔"

"اے میرے اللہ! تو اپنی رحمتیں خاندان سعد بن عبادہ رض پر نازل فرما[۲]" حضرت[۳] انس رض کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ کھانا پیش کیا جس میں تل اور کھجوریں تھیں،[۴]

حضرت[۵] عروہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن عبادہ رض کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنی حویلی پر کھڑے ہو کر آواز دے رہے تھے، "جسے چربی یا گوشت پسند ہو وہ سعد بن عبادہ رض کے پاس آئے" ان کے بعد میں نے ان کے بیٹے کو اسی طرح کی صدا دیتے ہوئے پایا میں مدینہ کے راستے میں چلا جا رہا تھا اور میں نوجوان تھا، میرے پاس سے حضرت عبداللہ بن عمر رض گذرے جو پیادہ اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے جو موضع عوالی میں تھی، حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا اے نوجوان! آ، دیکھ کیا تو سعد بن عبادہ رض کی حویلی پر کسی کو دیکھ رہا ہے؟ آیا وہ کسی کو آواز دے رہے ہیں؟ میں نے دیکھ کر عرض کیا نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا تو نے سچ کہا،

حضرت ابوشعیب انصاری کا کھانا کھلانا

حضرت[۶] ابو مسعود انصاری رض فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کو ابوشعیب رض کہا جاتا تھا ان کے پاس ایک غلام گوشت بنانے والا تھا اسے حکم دیا کہ تو میرے لئے کھانا بنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع چار اور آدمیوں کے کھانے کے لئے بلاؤں گا، چنانچہ انھوں نے حضور ﷺ کو مع چار آدمیوں کے بلایا ان حضرات کے ساتھ ایک

---

۱ اخرج ابن عساکر ۲ کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶ ۳ واخرجہ ایضا من وجہ آخر ۴ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶
۵ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۴۲ ۶ اخرج البخاری،

اور آدمی بھی لگ لیا، حضورؐ نے فرمایا تو نے ہم لوگوں کی دعوت کی کہ پانچ آدمیوں کے اندر میرا بھی شمار تھا؟ یہ ایک اور آدمی ہمارے ساتھ ہو لیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دو اور اگر چاہو تو اسے چھوڑ دو، عرض کیا میں اسے چھوڑوں گا نہیں بلکہ میں نے اسے بھی اجازت دی، ایک[1] روایت میں اس طرح ہے کہ ابو شعیبؓ نے حضورؐ کو دیکھا اور آپؐ کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار محسوس کئے، تو اپنے غلام کو حکم دیتے ہوئے کہا، تیرے اوپر بڑا افسوس ہے تو ہم پانچ آدمیوں کے لئے کھانا بنا۔

درزی کا کھانا کھلانا

حضرت[2] انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے آنحضرتؐ کو اس کھانے کی طرف مدعو کیا جو اس نے تیار کیا تھا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں بھی آپؐ کی معیت میں اس کھانے کی طرف گیا اس نے آپؐ کی خدمت میں جو کی روٹیاں اور وہ سالن پیش کیا جس میں کدو اور بوٹیاں تھیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ آپؐ کدو کو پیالہ کے چاروں طرف تلاش کرتے تھے، اس روز سے میں کدو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا،

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[3] جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ یوم خندق میں کھدائی کر رہے تھے ایک بہت بڑا سخت کنکر سامنے آگیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا خندق میں یہ بڑا پتھر سامنے آگیا ہے آپؐ نے فرمایا میں خندق میں اترتا ہوں چنانچہ آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے پیٹ پر (بھوک کی شدت کی وجہ سے) ایک پتھر بندھا ہوا تھا، تین دن سے ہم لوگ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ کسی چیز کو نہیں چکھا تھا، حضورؐ نے کدال لیا اور اس سے مارا وہ کنکر کی چٹان بکھرے

---

[1] واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۷۶ ۔ فذکر نحوہ، [2] اخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۱۸۰ واللفظ لہ والبخاری
[3] اخرج البخاری

ہوئے ریت کی طرح پر ہوگئی، میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے (چنانچہ آپؐ نے اجازت دی اور میں نے گھر جاکر) اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے حضورؐ پر ایک چیز دیکھی جس کی وجہ سے مجھے صبر نہیں رہا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تھوڑے سے جو اور ایک بکری کا بچہ ہے میں نے اس بچہ کو ذبح کیا بیوی نے جو پیسے، یہاں تک کہ میں نے گوشت پتھر کی ہانڈی میں چڑھایا پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گندھا ہوا آٹا ڈھل گیا تھا، ہانڈی چولھے پر چڑھی تھی اور پکنے کے قریب تھی، میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے۔ لہٰذا یا رسول اللہ آپ اور ایک دو آدمی اور تشریف لے چلیے، آپؐ نے دریافت فرمایا وہ کتنا ہوگا؟ میں نے بیان کر دیا آپؐ نے فرمایا بہت ہے، اچھا ہے، اپنی بیوی سے کہہ دو کہ ہانڈی اتارے نہیں، اور نہ روٹی تنور سے نکالے جب تک کہ میں نہ آجاؤں اس کے بعد آپؐ نے سب سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو چنانچہ مہاجرین اور انصار حضرات سبھی چل دیئے، جب حضرت جابرؓ اپنی بیوی کے پاس گئے تو کہنے لگے تیرا ناس جائے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع مہاجرین و انصار اور جو لوگ آپکے ساتھ ہیں آگئے، بیوی نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کچھ دریافت کیا تھا؟ حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں (چنانچہ آپؐ مکان میں تشریف لائے) اور آپؐ نے فرمایا اندر آجاؤ اور بھیڑ نہ کرو، آپؐ روٹی کے ٹکڑے کرتے اور اس پر گوشت رکھتے اور ہانڈی اور تنور سے جب کچھ لیتے تو اسے ڈھک دیتے، اور اپنے اصحابؓ کے قریب کر کرکے آپؐ ہانڈی میں سے نکالتے اسی طرح آپؐ برابر روٹی کو توڑتے اور شوربہ بھر بھر دیتے یہاں تک کہ سب چھک گئے اور کھانا بچ گیا، آپؐ نے فرمایا تو بھی کھا اور ہدیہ بھیج، اس لئے کہ لوگوں کو بھوک لگی ہے اور بیہقی سے دلائل میں اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب حضورؐ کو کھانے کی مقدار کا علم ہوا آپؐ نے تمام مسلمانوں سے فرمایا جابر کے یہاں چلو، حضرت جابرؓ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے اتنی حیا آئی جس کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا (اور میں نے اپنے جی میں) کہا کہ حضورؐ ایک مخلوق کو ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچہ پر لارہے ہیں اور میں اپنی بیوی کے پاس یہ کہتا ہوا گھر میں گیا کہ تو نے مجھے رُسوا کر دیا، تیرے پاس حضورؐ سارے اہلِ خندق کو لے کر تشریف لے آئے ہیں، بیوی نے پوچھا کہ حضورؐ نے کیا تم سے پوچھا تھا

کہ تمہارے پاس کتنا کھانا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! بیوی نے کہا کہ اللہ اور اللہ کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ بیوی کے اس پوچھنے نے مجھ سے ایک بہت بڑے غم کا ازالہ کر دیا، حضرت جابرؓ کہتے ہیں چنانچہ حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا تو مہمانوں کی خدمت میں لگ اور گوشت میرے پاس چھوڑ دے چنانچہ حضورؐ روٹی توڑ کر ثرید بناتے اور چمچے سے گوشت ڈالتے اور گوشت روٹیوں کو ڈھک دیتے آپؐ برابر اسی طرح کرتے اور لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے، یہاں تک کہ سب کے سب چھک گئے، اور تنور اسی طرح روٹیوں سے اور ہانڈی گوشت سے پُر تھی جیسا کہ کھانے سے پہلے تھی، اس کے بعد آنحضرتؐ نے میری بیوی سے کہا کہ تو بھی کھا اور ہدیہ بھیج، چنانچہ وہ کھاتی رہی اور سارے دن اس کا ہدیہ بھیجتی رہی۔ بعض روایت[1] میں ہے۔ کہ یہ آٹھ سو[2] آدمی تھے اور بعض میں تین سو۔[3]

بخاری[4] میں حضرت جابرؓ کی روایت میں اس طرح پر ہے آپؐ نے آواز دی اور فرمایا اے خندق والو! جابرؓ نے تم لوگوں کے لئے عام دعوت کا کھانا بنایا ہے پس تم لوگ جلدی کرو اور آپؐ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ تم اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی نہ پکانا تاوقتیکہ میں تمہارے پاس نہ آجاؤں، چنانچہ میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آگے آگے چلے میں نے اپنی عورت کے پاس پہنچ کر اطلاع دی اُسنے کہا آج تمہاری رسوائی اور بدنامی کا بڑا ڈر ہے میں نے کہا جو تو نے کہا تھا میں نے تو وہی کیا ہے، چنانچہ اس عورت نے گُندھا ہوا آٹا نکالا، حضور علیہ السلام نے اس میں لعابِ دہن مبارک ملایا اور دُعائے برکت فرمائی، پھر آپؐ نے ہماری ہانڈی کی طرف توجہ دی اور اس میں بھی لعابِ دہن شامل کر کے دعائے برکت فرمائی، اس کے بعد فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی بلالے کہ وہ تیرے ساتھ مل کر روٹی پکائے، اور اپنی ہانڈی سے پیالہ بھر بھر کر دیتی رہ، اور ہانڈی کو چولھے پر سے مت اتار، یہ حضرات ایک ہزار تھے اللہ پاک کی قسم سب نے کھایا اور چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ہماری ہانڈی اسی طرح بھرپور تھی جیسا کہ پہلے تھی، اور ہمارا آٹا بھی پہلی حالت سے بالکل کم نہ ہوا تھا۔ طبرانی[5] میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میری ماں نے ایک کھانا تیار

---

[1] وکذالک رواہ ابن ابی شیبۃ والبسط ایضا وقال فی آخرہ، [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۹۷ [3] واخرجہ البخاری ایضا من وجہ آخر، [4] واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۷۸ عن جابر بنحوہ

کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو بلا لاؤ، چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آہستہ سے آپؐ کے کان میں کہا کہ میری ماں نے تھوڑا سا کھانا پکایا ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے کہا اٹھو! چلو چنانچہ آپؐ کے ساتھ پچاس آدمی آئے اور دروازے پر بیٹھ گئے، آنحضرتؐ نے حکم فرمایا کہ دس دس کر کے داخل ہو چنانچہ ان سب نے کھایا اور چھک گئے، اور کھانا اسی طرح بچ رہا جیسا کہ پہلے تھا۔[1]

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کا کھانا کھلانا

حضرت[2] انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت اُمِّ سلیمؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بہت ہلکی اور کمزور سنی ہے، میں نے آپؐ میں بھوک کا اثر محسوس کیا ہے، کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اُمِّ سلیمؓ نے کہا ہاں۔ جَو کی چپاتیاں ہیں اس کے بعد انھوں نے اپنی اوڑھنی لی ان روٹیوں کو اس کے ایک سرے سے لپیٹا پھر اسے میرے کپڑوں میں داخل کیا اور اس چادر کا کچھ حصہ مجھے اڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ میں اسے لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے حضورؐ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا اور آپؐ کے پاس لوگ جمع تھے میں وہیں کھڑا ہو گیا آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تم کو ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کیا کھانے کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے ان حضرات سے جو آپ کے ہمراہ تھے فرمایا، کھڑے ہو حضرت انسؓ فرماتے ہیں یہ کہہ کر آپؐ چل دیئے اور میں بھی لوگوں کے آگے چل دیا یہاں تک کہ میں نے حضرت ابو طلحہؓ کو آ کر خبر دی حضرت ابو طلحہؓ نے کہا اے اُمِّ سلیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے حضرات آ لئے، اور ہمارے پاس اتنا نہیں کہ ہم ان سب کو کھلا سکیں، اُمِّ سلیمؓ نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول زیادہ جانتا ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ آپؐ کے استقبال کے لئے نکلے اور حضورؐ سے ملے، اس کے بعد حضورؐ حضرت ابو طلحہؓ کے ساتھ تشریف لائے اور

---

[1] قال الهيثمي ج ۸ صفحہ ۳۰۸ رجالہ ثقات [2] اخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۷۸

گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا اے اُمِ سلیمؓ! جو تمہارے پاس ہے لے آؤ، اُمِ سلیمؓ نے وہی روٹیاں حاضر کر دیں آپؐ نے ان روٹیوں کے متعلق حکم دیا وہ توڑی گئیں اور اُمِ سلیمؓ نے اپنی کُپّی اس پر نچوڑ دی اور اس کو سالن دار کر دیا، اس کے بعد حضورؐ نے جو کچھ اللہ پاک نے چاہا وہ پڑھ کر اس پر دم کیا اور فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ چنانچہ دس کو اجازت دی گئی چنانچہ ان دسوں نے کھایا اور خوب پیٹ بھر کر اس کے بعد نکلے، پھر آپؐ نے فرمایا اور دس کو اجازت دو انھیں بھی اجازت دی گئی، چنانچہ انھوں نے بھی کھایا اور خوب چھک کر، اس کے بعد یہ بھی باہر گئے پھر آپؐ نے فرمایا اور دس آدمیوں کو اجازت دو، یہاں تک کہ اسی طرح) سارے لوگوں نے کھایا اور سب چھک گئے، یہ حضرات سترؓ یا اسیؓ آدمی تھے[1] طبرانی اور ابویعلی کی روایت میں ہے کہ یہ حضرات ایک سوؓ کے قریب تھے۔[2]

حضرت اشعث بن قیسؓ کندی کا کھانا کھلانا

حضرت[3] قیسؒ بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ جب اشعث کو قید کر کے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں لایا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی قید کو کھولا اور اپنی بہن سے ان کی شادی کر دی انھوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور اونٹوں کے بازار میں داخل ہو گئے جو اونٹ اور اونٹنی دیکھی اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ لوگوں نے شور مچایا کہ اشعث کافر ہو گئے جب یہ اونٹوں کے اس کام سے فارغ ہو گئے تلوار ڈال دی اور فرمایا خدا کی قسم! بیشک میں کافر نہیں ہوا لیکن اس آدمی (حضرت ابوبکرؓ) نے اپنی بہن کی شادی مجھ سے کر دی اگر میں اپنے شہر میں ہوتا تو ولیمہ اس کے علاوہ کسی اور چیز سے ہوتا، اے اہلِ مدینہ! تم کھاؤ اور لے اونٹوں والو! آؤ اور ان اونٹوں کی قیمت لو۔[4]

---

[1] واخرجہ ایضا البخاری عن انس بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۹ صفحہ ۔۔ ۔ واخرجہ الامام احمد و ابویعلی البغوی کما بسط طرق احادیثہم والفاظہم فی البدایۃ واخرجہ الطبرانی ایضا کما فی المجمع ج ۸ صفحہ ۔۔ ۔

[2] ورجالہما رجال الصحیح۔

[3] اخرجہ الطبرانی۔

[4] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۔۔ والمجمع ج ۹ صفحہ ۔۔ قال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح غیر عبدالمومن بن علی ہو ثقۃ۔

حضرت ابو برزہؓ کا کھانا کھانا

حسنؒ بن حکیم کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو برزہؓ کی ایک بڑی لگن ثرید سے صبح کے وقت اور ایک بڑی لگن شام کیوقت بیواؤں اور یتیموں اور مسکینوں کیلئے تیار کیجاتی تھی[1]

مدینہ طیبہ میں تشریف لانیوالے مہمانوں کی ضیافت

حضرت طلحہؒ بن عمروؓ فرماتے ہیں جب کوئی آدمی حضورؐ کی خدمت میں آتا اگر اس کا مدینہ میں کوئی آشنا ہوتا تو اسی کے پاس قیام کرتا اور اگر اس کا کوئی آشنا نہ ہوتا تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ٹھہر جاتا، میں بھی انہیں لوگوں میں تھا جو اصحاب صفہؓ میں ٹھہر گئے تھے، میں نے ایک آدمی کو پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک مُد (تقریباً سواچھ سو گرام) کھجور دو آدمیوں کے درمیان تقسیم کرتا، ایک روز آپؐ نے نماز سے سلام پھیرا تھا کہ ہم میں سے ایک آدمی نے آپؐ کو آواز دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ان کھجوروں نے ہمارے پیٹوں میں آگ لگا دی اور ہمارے کتان کے کپڑے اس کی وجہ سے پھٹ گئے (روایت میں جو لفظ خنف ہے یہ یمنی چادر کی طرح ایک قسم کی چادر ہوتی تھی) حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں یہ سن کر حضورؐ ممبر کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر پر چڑھ کر آمنے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد آپؐ نے ان مصائب کا تذکرہ فرمایا جن سے آپؐ کو اپنی قوم کے ہاتھوں دوچار ہونا پڑا تھا، اور فرمایا کہ میں اور میرا ساتھی کچھ اوپر دس رات اسطرح رہے کہ ہمارے پاس کوئی کھانے کا سامان سوائے بریر کے اور کچھ نہ تھا بریر پیلو کے پھل کو کہتے ہیں، اور آپؐ نے فرمایا اس کے بعد ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس آئے ان کا سب سے بڑا کھانا کھجور ہے انھوں نے اسی سے ہماری غمخواری کی پس اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے لئے روٹی اور گوشت پاتا تو تم کو ضرور کھلاتا، لیکن عنقریب تم ایک ایسا زمانہ پاؤ گے یا تم میں سے بعض ایک ایسا زمانہ پائے گا کہ اس میں ایسے کپڑے پہنے گا جس طرح کہ کعبہ کا غلاف ہے، اور صبح اور شام تمہارے پاس بڑے پیالے بھر بھر کر

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۳۵ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۷۴،

آیا کریں گے، [۱]

حضرت [۲] فضالہ لیثی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا کوئی آشنا ہوتا وہ اپنے آشنا کے پاس ٹھہر جاتا اور جس کا کوئی آشنا سا نہ ہوتا وہ صُفّہ پر ٹھہر جاتا چونکہ میرا کوئی ملنے والا نہ تھا میں بھی صُفّہ پر ٹھہر گیا، جمعہ کے روز ایک آدمی نے آپ کو آواز دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا۔ یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا عنقریب جو تم میں سے زندہ رہے گا اس کے سامنے صبح اور شام بڑا پیالہ بھر کر آیا کرے گا اور تم لوگ کعبہ کے غلاف کی طرح کپڑے پہنو گے، [۳]

حضرت [۴] سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ نماز ادا کرتے اس کے بعد واپس ہوتے اور اپنے اصحابؓ سے فرماتے کہ ہر آدمی اپنی وسعت کے مطابق کچھ لوگوں کو لے، چنانچہ کوئی صحابیؓ ایک آدمی کو لے جاتا اور کوئی دو کو اور کوئی تین کو اور باقی لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے جاتے، [۵]

محمد بن [۶] سیرینؒ کہتے ہیں شام کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صُفّہ کے لوگوں کو اپنے صحابہؓ پر تقسیم فرماتے کوئی صحابیؓ ایک آدمی کو لے جاتا اور کوئی دو کو اور کوئی تین کو یہاں تک کہ کوئی دس کو لے جاتا، حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات اپنے گھر والوں کی طرف ان میں سے اسیؓ آدمیوں کو لے جاتے جن کو رات کا کھانا کھلاتے، [۷]

حضرت [۸] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں مجھ پر حضور کا گذر ہوا آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اصحاب صفہؓ کی طرف جاؤ اور ان کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، حضرات صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کی پناہ کے لئے کوئی گھرانہ تھا اور نہ اس کے پاس کچھ مال تھا، جب حضورؐ کے پاس صدقہ آتا تو ان حضرات کے پاس اسے بھیج دیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے تھے اور جب آپؐ کی خدمت میں ہدیہ آتا تو آپؐ آدمی بھیج کر ان حضرات کو بلاتے خود بھی اس میں سے لیتے اور ان سب حضرات کو اس میں شریک کرتے [۹]

---

[۱] واخرجہ ایضا الطبرانی والبزار بنحوہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۳ رجال البزار رجال الصحیح غیر محمد بن عثمان العقیلی وہو ثقہ۔ انتہی واخرجہ ابن جریر کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۱۷۱ واحمد والحاکم وابن حبان کما فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۲۳۱ [۲] واخرج الطبرانی [۳] وفیہ المقدام بن داؤد وہو ضعیف وقد وثق وبقیۃ رجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۲ [۴] واخرج البیہقی [۵] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۶۵ [۶] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۱ [۷] واخرجہ ایضا ابن ابی الدنیا وابن عساکر نحوہ مختصرا۔ کما فی المنتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۱۹۰ [۸] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۳۸، [۹] صحیح متفق علیہ،

حضرت[1] ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہؓ میں سے میں بھی تھا جب شام ہوتی ہم لوگ حضورؐ کے دروازے پر حاضر ہوتے آپؐ ہر صحابیؓ کو حکم دیتے وہ ایک ایک آدمی لے جاتے چنانچہ اہل صفہ میں سے دس یا اس سے زیادہ یا اس سے کم بچ گئے حضورؐ کے پاس آپؐ کے شام کا کھانا حاضر کیا گیا، آپؐ نے ان حضرات کے ساتھ مل کر تناول فرمایا جب ہم لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہم لوگ مسجد میں سو گئے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں اوندھا سو رہا تھا کہ حضورؐ کا میرے اوپر گذر ہوا آپؐ نے اپنے پیر سے مجھے حرکت دی اور فرمایا اے جندب یہ کس طرح کا لیٹنا ہے؟ یہ تو شیطان کا لیٹنا ہے،

حضرت[2] طخفہ بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحابؓ کو حکم دیا کوئی صحابیؓ ایک آدمی کو لے گیا اور کوئی دو کو یہاں تک کہ میں باقی رہ گیا جو پانچوں میں کا پانچواں تھا ہم لوگوں سے آپؐ نے فرمایا چلو، چنانچہ ہم آپؐ کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کے یہاں پہونچے، آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! ہم لوگوں کو کھلاؤ اور پلاؤ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایک قسم کا کچھ اپیش کیا ہم لوگوں نے اسے کھایا پھر وہ پنیر کے طریقہ کا حریرہ لائیں ہم لوگوں نے اسے بھی کھایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! ہم لوگوں کو کچھ پلاؤ چنانچہ وہ ایک چھوٹا پیالہ دودھ کا لائیں اور ہم لوگوں نے اسے پیا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگ چاہو تو یہیں رات گذارو اور اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو مسجد چلے جاؤ، حضرت طخفہؓ کہتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہم سب مسجد چلے جائیں گے، حضرت طخفہؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے مجھے پیروں سے حرکت دی اور کہا کہ اس طرح کے لیٹنے کو اللہ پاک بہت برا سمجھتا ہے، میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضور علیہ السلام تھے،

حضرت[3] جہجاہ غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں اپنی قوم کے ایسے چند لوگوں کے ہمراہ جو اسلام کا ارادہ کر رہے تھے آیا، ہم سب حضورؐ کے ساتھ مغرب میں حاضر ہوئے، جب آپؐ نے سلام پھیرا، فرمایا کہ ہر آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کا ہاتھ پکڑ لے چنانچہ مسجد میں سوائے میرے اور حضورؐ کے کوئی اور باقی نہ بچا، میں بڑا لمبا اور بھاری بھرکم انسان تھا میری کسی نے ہمت نہ باندھی، مجھ کو حضورؐ اپنے مکان لے گئے آپؐ نے

---

[1] واخرج ایضاً ج ۱ صفحہ ۳۵۲ [2] واخرج ایضاً ج ۱ صفحہ ۳۷ [3] واخرج الطبرانی وابو نعیم،

میرے لئے ایک بکری دُوہی ہیں نے وہ سارا دودھ پی لیا یہاں تک کہ آپؐ نے میرے لئے سات بکریاں دوہیں، اور میں ان سب کا دودھ پی گیا، اور اُمِ ایمنؓ نے کہا کہ اللہ اسے بھوکا رکھے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج کی رات بھوکا رکھا، آپؐ نے فرمایا اے اُمِ ایمنؓ! خاموش رہو، اس نے اپنا رزق کھایا ہے اور ہمارا رزق اللہ کے ذمہ ہے، جب صبح ہوئی لوگ صبح صبح چلے اور آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ جمع ہوئے، ہر آدمی نے جس چیز کے ساتھ اس کی تواضع کی گئی تھی بیان کرنا شروع کیا، میں نے کہا، میرے لئے سات بکریاں دُوہی گئیں اور میں نے ان ساتوں کا دودھ پی لیا اور ایک ہانڈی پکائی گئی میں نے اسے بھی صاف کر دیا، (آج بھی) جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے آپؐ نے فرمایا ہر آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کا ہاتھ پکڑ لے، سو مسجد میں سوائے میرے اور حضورؐ کے اور کوئی باقی نہ رہا میں بڑا لمبا اور بھاری بھر کم آدمی تھا میرے لئے کسی نے ہمت نہ کی چنانچہ مجھ کو حضورؐ اپنے ہمراہ لے گئے اور میرے لئے ایک بکری کا دودھ دُوہا میں سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بھر گیا، حضرت اُمِ ایمنؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ ہمارا وہی مہمان نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہی ہے، اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات اس نے مومن کی آنت میں کھانا ڈالا ہے اور اس سے پہلی شب میں کافر کی آنت میں کھانا ڈالا تھا، کافر سات آنت میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں۔[1]

حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ رمضان کے دن آگئے اور ہم اصحابِ صفہؓ کے ساتھ تھے ہم روزہ رکھتے جب ہم افطار کرتے تو ہم میں سے ہر آدمی کے پاس اہلِ بیعت میں سے کوئی آتا اور ایک ایک کو لے جاتا اور شام کا کھانا اس کو کھلاتا، ایک رات ہم پر ایسی آئی کہ ہم لوگوں کے پاس کوئی نہ آیا اور اسی طرح صبح ہو گئی، اگلی رات بھی اسی طرح گذری اور کوئی نہیں آیا۔ ہم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس بات کی آپؐ کو خبر دی، حضورؐ نے اپنی ہر بیوی کے پاس آدمی بھیجا اور پوچھا کیا ان کے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے؟ ازواج میں سے کوئی ایک بھی بیوی ایسی نہیں تھی جس نے قاصد کو یہ پیغام نہ دیا ہو کہ خدا کی قسم! ہمارے گھر میں آج شام کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں

---

[1] وکذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۹۳ واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ بنحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲۵۳ والبزار وابو یعلی کما فی المجمع ج ۵ صفحہ ۳۱ وقال فیہ موسی بن عبیدۃ الربذی وھو ضعیف [2] واخرجہ البیہقی،

ہے جس کو کوئی جگر والا کھا سکے، آپؐ نے اصحابِ صفہؓ سے کہا وہ سب جمع ہوئے اور آپؐ نے دُعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّھَا بِیَدِکَ لَا یَمْلِکُھَا اَحَدٌ غَیْرُکَ ترجمہ:۔ "اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت سے سوال کرتا ہوں رحمت تیرے ہاتھ میں ہے تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں۔" ابھی آپؐ کی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک اجازت چاہنے والے نے اندر آنے کی اجازت چاہی جو ایک بھنی ہوئی بکری اور چپاتیاں لے کر حاضر ہوا، آپؐ نے اس کے متعلق حکم فرمایا اور وہ ہم لوگوں کے سامنے رکھی گئی ہم نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب کا پیٹ بھر گیا، اس کے بعد آپؐ نے ہم سے فرمایا میں نے اللہ پاک سے اس کے فضل اور اس کی رحمت کا سوال کیا تھا یہ تو اللہ کا فضل تھا اور اللہ نے ہم لوگوں کے لئے اپنی رحمت کا اپنے پاس ذخیرہ رکھ چھوڑا ہے۔[1]

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرات اہلِ صفہ مسکین اور غریب لوگ تھے، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو، حضرت ابو بکرؓ تین آدمیوں کو لائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات کو لے گئے اور حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر تین آدمی تھے، میں اور میرے باپ (حضرت ابو بکرؓ) اور میری ماں، نیچے کے راوی ابو عثمان کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے اپنی بیوی کو شمار کیا یا نہیں؟ یہ مجھے یاد نہیں رہا۔ اور ایک خادم بھی تھا جو ہمارے اور حضرت ابو بکرؓ کے گھر میں کام کیا کرتا تھا حضرت ابو بکرؓ شام کا کھانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتے، پھر وہیں ٹھہرے رہتے حتّٰی کہ عشاء کی نماز پڑھتے پھر لوٹ کر آیا کرتے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ وہیں رہے اور حضورؐ کے ساتھ کھانا کھایا اس کے بعد جب رات کا وہ حصہ جو اللہ نے چاہا گذر گیا آپ گھر تشریف لائے، آپ کی بیوی نے آپ سے کہا آپ کو آپ کے مہمانوں یا آپ کے مہمان سے کس نے روک لیا؟ آپنے دریافت کیا کیا تم نے ابھی انھیں عشاء کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا مہمانوں نے انکار کر دیا کہ جب تک آپ نہ آئیں گے وہ نہ کھائیں گے، لوگوں نے ان سے اصرار بھی کیا لیکن انھوں نے کسی کی نہ سُنی، حضرت عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے کھسک کر ایک جگہ چھپ گیا، حضرت ابو بکرؓ نے (مجھے) آواز دی اور کہا او کاہل!

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۱۲۰ واخرج البخاری،

تیرے ہاتھ پیر کاٹے جائیں! اور اور بھی برا بھلا کہا اور مہمانوں سے کہا کہ تم لوگ کھاؤ اور فرمایا کہ میں خدا کی قسم! بالکل نہ کھاؤں گا بہر حال مہمان کہتے ہیں کہ، ہم جتنے لقمے اٹھاتے تھے کھانا نیچے سے اتنا ہی زیادہ ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مہمان چھک گئے اور کھانا اس سے زیادہ ہو گیا جتنا کہ پہلے تھا، حضرت ابو بکرؓ نے کھانے کی طرف دیکھا وہ کھانا کچھ کیا پہلے سے کہیں زیادہ تھا، اپنی بیوی سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! بیوی نے کہا کوئی بات نہیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے اس کھانے سے حضرت ابو بکرؓ نے کھایا اور فرمایا کہ وہ بات شیطان کی فریب کاری سے تھی یعنی انھوں نے جو نہ کھانے کی قسم کھائی تھی، پھر اس کھانے میں سے ایک لقمہ کھایا اور اس کو اٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عبد الرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں بھی صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہمارے اور قوم کے معاہدہ کی میعاد ختم ہو چکی تھی پس ہم بارہ آدمیوں کو چودہری بنایا تھا اور ہر آدمی کے ساتھ ان میں سے کچھ لوگ تھے، اللہ بہتر جانتا ہے ہر آدمی کے ساتھ کتنے تھے؟ ہاں اتنا معلوم ہے کہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں کو بھیجا تھا، حضرت عبد الرحمٰنؓ فرماتے ہیں اس پیالے سے ان لوگوں نے کھایا، اور بعض راوی کہتے ہیں کہ ہمارے بارہ گروہ پر بارہ آدمی مقرر کئے۔ [1]

حضرت[2] یحییٰ بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ایک سال جہاد میں جاتے اور ایک سال ان کے صاحبزادے قیسؓ جایا کرتے تھے، حضرت سعدؓ لوگوں کے ہمراہ غزوہ میں تشریف لے گئے حضورؐ کے پاس بہت سے مسلمان مہمان آئے یہ اطلاع حضرت سعدؓ کو ملی اور وہ لشکر ہی میں تھے، تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ اگر قیسؓ میرا بیٹا ہے تو ضرور کہے گا اے نسطاس! چابیاں لا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؐ کی ضرورت بھر سامان نکال دے، نسطاس کہے گا کہ اپنے باپ کے پاس سے پرچہ لے آؤ، تو میرا بیٹا اسکی ناک توڑ دے گا اور اس سے چابیاں لے لیگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؐ کی حاجت پوری کر دیگا، چنانچہ بات اسی طرح سے ہوئی، اور قیسؓ نے حضورؐ کیلئے ۸۰ وسق دیے[3] (وسق برابر ساٹھ صاع اور صاع برابر ساڑھے تین سیر دو تولہ)

---

[1] وقد رواہ فی مواضع آخر من صحیحہ ورواہ مسلم کذا فی البدایہ ج ۶ صفحہ ۱۱۲ [2] واخرج الدار قطنی فی کتاب الاسخیاء [3] کذا فی الاصابہ ج ۳ صفحہ ۲۵۳

حضرت[1] میمونہ بنت حارث فرماتی ہیں ایک سال لوگوں میں قحط پڑا دیہات سے لوگ مدینہ میں آتے، آنحضور صحابہ کرامؓ کو حکم دیتے وہ کسی ایک مہمان کا ہاتھ پکڑتے اور اسے مہمان ٹھہرا لیتے اور رات کو کھانا کھلاتے، کسی رات ایک اعرابی آیا اور آپ کے پاس تھوڑا سا کھانا اور کچھ دودھ تھا وہ اعرابی سارا کھانا کھا گیا اور آپ کے لئے کچھ نہ چھوڑا، اسی طرح ایک یا دو رات گذری اور وہ سارا کھانا کھا جایا کرتا، میں نے حضور سے کہا اے میرے اللہ! تو اس دیہاتی میں برکت نہ دے یہ آپ کا کھانا کھا جاتا ہے اور آپ کو محروم چھوڑ دیتا ہے پھر آپ اس کو ایک رات لے کر آئے اس نے بہت تھوڑا کھانا کھایا میں نے حضور سے عرض کیا، یہ کیا بات ہوئی؟ آپ اب جو اس کو لے کر آئے تھے وہ اسلام لا چکا تھا، آپ نے فرمایا کافر سات آنت بھر کر کھاتا ہے اور مومن ایک آنت[2] (مع معدہ کی شمولیت کے سات آنتیں ہیں)

حضرت[2] اسلمؓ فرماتے ہیں کہ رمادۃ کے سال (قحط سالی کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے تھے یا فقر وفاقہ کی وجہ سے ان کے رنگ جھلس گئے تھے اس لئے اس کو رمادہ کہتے ہیں رماد کے معنی راکھ اور ہلاکی کے ہیں) تمام عرب ہر جانب سے مدینہ میں پل پڑا تھا حضرت عمرؓ نے کچھ آدمیوں کو مقرر کر رکھا تھا جو ان کی نگہداشت کریں اور ان پر کھانا اور ترکاری تقسیم کریں چنانچہ اس کام کے لئے یزید بن اخت النمر، مسور بن مخرمہ، عبدالرحمن بن عبدالقاری، عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم مقرر تھے جب شام ہوتی یہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوتے اور آپ کو ہر اس چیز کی اطلاع دیتے جس کی ضرورت ہوتی ان میں سے مدینہ کی ہر جانب میں ایک ایک آدمی مقرر تھا یہ آنے والے اعراب ثنیہ کے سرے سے راتج تک، بنی حارثہ تک اور بنی عبد الاشہل تک اور بقیع تک اور بنی قریظہ تک پڑے ہوئے تھے اور ان کی بعض جماعتیں بنی سلمہ کے اطراف تک تھیں، اور یہ لوگ چاروں طرف مدینہ کے پڑے رہتے تھے، میں نے ایک رات حضرت عمرؓ سے فرماتے ہوئے سنا جب کہ لوگ ان کے پاس عشا کا کھانا کھا رہے تھے کہ جن لوگوں نے ہمارے پاس کھانا کھایا ان کا شمار کرو چنانچہ اگلی رات ان کا شمار کیا گیا تو یہ سات ہزار نفر تھے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ خاندان والے لوگ جو ہمارے پاس نہیں آئے اور مریض اور بچے انکو بھی شمار کرو،

---

[1] واخرج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۳ رواہ الطبرانی بتمامہ وروی احمد آخرہ ورجال الطبرانی رجال الصحیح انتہی۔ [3] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۲۸،

چنانچہ ان کا شمار کیا گیا ان کی تعداد چالیس ہزار کی تھی، پھر کچھ راتوں ہم ٹھہرے لوگ بڑھتے رہے ان زائد ہونے والوں کے متعلق بھی حضرت عمرؓ نے حکم دیا چنانچہ جن لوگوں نے حضرت عمرؓ کے پاس شام کا کھانا کھایا ان کی تعداد دس ہزار تھی، اور دوسرے لوگوں کی پچاس ہزار کو پہونچ گئی، لوگ اسی طرح پر تھے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آسمان سے بارش اتاری، جب بارش ہو گئی میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہر قوم کو ان جماعتوں میں سے اس کے اطراف میں جانے کا حکم دے دیا، اور لوگ اپنے اپنے جنگلات کو روانہ کئے جانے لگے، ان کو زادِ راہ اور ان کے جنگل تک پہونچنے کا سامان دیتے تھے، میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کو روانہ فرما رہے تھے حضرت اسلمؒ کہتے ہیں ان لوگوں میں موت واقع ہو گئی، فی صدی دو تہائی وفات پا گیا اور ایک تہائی بچا، حضرت عمرؓ کی ہانڈیوں کو کام کرنیوالے سحری کے وقت چڑھا دیتے، جس میں بار بار صبح تک دلیہ پکتا پھر اس سے مریضوں کو کھلایا جاتا اور حریرہ پکاتے اور حضرت عمرؓ روغن زیتون کے متعلق حکم دیتے جو بڑی ہانڈیوں میں آگ پر رکھ کر جوش دیتے جب اس کی گرمی اور حرارت ختم ہو جاتی پھر روٹی چوری جاتی پھر اس تیل سے اس میں سالن ملایا جاتا اس تیل سے عرب گرمائی حاصل کرتے تھے حضرت عمرؓ نے اپنی کسی اولاد کے گھر اور نہ کسی بیوی کے گھر عامِ رماد کے زمانہ تک ایک لقمہ بھی نہ چکھا تھا، بس اسی پر اکتفا کی جو لوگوں کے ساتھ کھا لیتے تھے، جب تک کہ اللہ پاک نے لوگوں کو پہلی طرح کی زندگی نہ دے دی،

فراسؓ دیلمی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے دستر خوان پر بیس اونٹ اُن اونٹوں میں سے ذبح کرتے جن کو حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر سے بھیجا تھا[1]

حضرت اسلمؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کیا کرتے تھے اچانک آپ کا گذر ایک عورت پر ہوا جو اپنے گھر کے اندر تھی اور اس عورت کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے تھے، ایک ہانڈی آگ پر چڑھی ہوئی تھی جس کو اس عورت نے پانی سے بھر دیا تھا، حضرت عمرؓ دروازے سے قریب ہوئے اور پوچھا اے اللہ کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا یہ بھوک سے رو رہے ہیں آپ نے پوچھا یہ ہانڈی آگ پر کیسے چڑھی ہوئی ہے؟ اس عورت نے کہا دیکھ لیجئے، اس میں پانی ہے

---

[1] واخرج ابن سعد کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۳۸۷ و اخرج الدینوری ابن شاذان وابن عساکر،

یہ میں نے ان کی تسلی کے لئے کیا ہے تاکہ یہ سو رہیں اور انھیں وہم دلایا ہے کہ اسمیں کچھ ہے، یہ سن کر حضرت عمرؓ رو دیئے، اور اس کے بعد دار صدقہ میں (جہاں صدقہ کا مال جمع تھا) تشریف لائے اور ایک گون اٹھائی اور اس میں آٹا اور چربی اور گھی اور کھجور اور کپڑے اور درہم رکھے جب وہ گون پر ہوگئی تو مجھ سے کہا اے اسلم! مجھ پر یہ بوری لاد دے میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں آپ کی جانب سے اٹھاکر لے چلوں آپ نے مجھ سے کہا اے اسلم! تیری ماں مرے۔ میں ہی اس کو لاد کر لے چلوں گا، اس لئے کہ آخرت میں مجھ سے ان کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ چنانچہ اس بوری کو لادا اور اس عورت کے گھر لائے، ہانڈی لی اس میں آٹا اور تھوڑی سی چربی اور کھجوریں ڈالیں، اور اپنے ہاتھ سے اُسے چلاتے رہے اور ہانڈی کے نیچے پھونک لگاتے رہے، میں نے دیکھا کہ دھواں آپ کی ڈاڑھی کے درمیان سے نکل رہا تھا، یہاں تک کہ ان بچوں کے لئے کھانا تیار کیا پھر اپنے ہاتھ سے چمچے سے نکالا۔ اور ان بچوں کو کھلایا یہاں تک کہ ان بچوں کا پیٹ بھر گیا، پھر وہاں سے نکلے اور ان کے مکان کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھ گئے جیسا کہ درندہ بیٹھتا ہے۔ مجھے آپ سے بات کرتے ہوئے ڈر محسوس ہوا آپ اسی طرح بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے کھیلنے لگے اور ہنسے، پھر آپ کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے اسلم! تجھے پتہ ہے کہ میں کس لئے ان کے گھر کے دروازہ پر بیٹھا؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا میں نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ رو رہے تھے، میں نے مکروہ سمجھا کہ میں انھیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب تک کہ میں انھیں ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں، جب میں نے انھیں ہنستا ہوا دیکھ لیا ہے تو میری جان میں جان آئی ہے[1] بدایہ کی روایت[2] میں حضرت اسلمؓ سے اس طرح ہے کہ حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حرّہ اور اقم نامی ٹیلہ کی طرف نکلا یہاں تک کہ جب ہم موضع صرار پر پہونچے (یہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) ہم نے ایک آگ جلتی ہوئی دیکھی آپنے فرمایا اے اسلم! یہاں کوئی سوار ونکی جماعت ہے رات کی وجہ سے یہاں ٹھہر گئے ہیں تو ہمارے ساتھ انکے پاس چل! چنانچہ ہم ان لوگوں کے پاس پہونچے ہم نے دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کے ساتھ چند چھوٹے بچے ہیں اس کے بعد وہی قصہ بیان کیا ہے[3]

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۱۵ [2] وذکرہ فی البدایۃ ج ۷، صفحہ ۱۳۶، [3] واخرجہ الطبری ج ۵ صفحہ ۲۰ بمعناہ مع زیادات،

کھانے کا تقسیم کرنا

حضرت [1] انسؓ فرماتے ہیں کہ اکیدر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھڑا بھر کر ترنجبین بھیجی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا، آپ نے اس میں سے ہر آدمی کو ایک ایک ٹکڑا دینا شروع کیا اور حضرت جابرؓ کو بھی ایک ٹکڑا دیا پھر جب حضرت جابرؓ لوٹ کر آئے آپ نے ان کو ایک اور ٹکڑا دیا حضرت جابرؓ نے کہا کہ آپ تو مجھے ایک مرتبہ عطا فرما چکے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ عبداللہ کی بیٹیوں کے لئے ہے [2] (یعنی ان کی بہنوں کے لئے) حضرت [3] حسنؓ فرماتے ہیں کہ دومۃ الجندل کے اکیدر نے آنحضورؐ کے لئے ایک گھڑا ترنجبین کا بطور ہدیہ بھیجا وہی ترنجبین جو تم نے دیکھی ہے ان دنوں خدا کی قسم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے گھر والوں کو اس کی ضرورت تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چکر لگانے والے کو بھیجا جو اُسے لے کر آپ کے تمام اصحاب میں پھرا، ہر آدمی اس گھڑے میں اپنا ہاتھ داخل کرتا اور اس میں سے نکالتا اور کھا جاتا، چنانچہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ پر بھی گذرا انھوں نے بھی اپنا ہاتھ داخل کیا اور اس کے بعد آپ سے کہا یا رسول اللہ! قوم نے تو ایک ہی مرتبہ لیا اور میں نے دو مرتبہ لیا ہے آپ نے فرمایا تو بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا۔ [4]

حضرت [5] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک دن اپنے اصحابؓ میں کھجوریں تقسیم فرمائیں، ہر آدمی کو سات کھجوریں دیں، مجھے بھی سات کھجوریں دیں ایک کھجور ان میں سے ردی بے گٹھلی کے تھی یہی کھجور مجھے زیادہ پسند آئی اس لئے کہ مجھے چبانے میں کرکری دکھائی دی، حضرت [6] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں کھجوریں آئیں آپ ان کو تقسیم کر رہے تھے اور آپ سمٹ کر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کھجوروں سے جلدی جلدی کھا بھی رہے تھے،

---

[1] اخرج احمد [2] کذا فی جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۲۹۷ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۴۲ وفیہ علی بن زید وھو ضعیف ومع ذلک فحدیثہ حسن [3] وعند ابن جریر [4] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲ [5] واخرج البخاری، [6] وعند مسلم ج ۲ صفحہ ۱۸۰،

لیث بن سعدؒ[1] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں رمادہ کے سال لوگوں پر بہت سخت قحط سالی پڑی تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف لکھا یہ مصر میں تھے:۔

"اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی جانب سے عاص بن عاصی کی طرف سلام علیکم، اما بعد! اے عمرو! میری زندگی کی قسم! جب کہ تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں پیٹ بھر رہے ہو تمہارے اہل اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں، تمہیں ان کی قطعاً پرواہ نہیں پھر کوئی ہے کہ امداد کرے؟ اور اس آخری جملہ کو کئی بار لکھا۔"

حضرت عمرو بن عاصؓ نے جواب میں لکھا:۔

اللہ کے بندے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی جانب، عمرو بن عاص کی طرف سے ہے، اما بعد لمائے امیر المومنین! میں حاضر ہوں اور پھر اے امیر المومنین! میں حاضر ہوں، میں نے آپ کی خدمت میں اونٹ روانہ کئے ہیں جنکی قطار کا پہلا سرا آپکے پاس ہے اور آخری سرا میرے پاس، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

حضرت عمروؓ نے بڑی تعداد میں اونٹ بھیجے جن کی لائن کا پہلا حصہ مدینہ میں تھا اور آخری حصہ مصر میں، بعض اونٹ بعض اونٹ کے پیچھے چل رہا تھا، جب یہ اونٹ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر کئے گئے آپ نے ان سے لوگوں پر وسعت دی مدینہ کے اور اس کے آس پاس کے ہر گھر والوں کو ایک ایک اونٹ اور جو کچھ اس پر غلہ ہوتا تھا دیا اس کام کے لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو مامور فرمایا جو لوگوں میں انھیں تقسیم کر رہے تھے، چنانچہ ان لوگوں نے ہر گھر والوں کیلئے ایک اونٹ اور جو کچھ اس پر غلہ تھا دیا تاکہ لوگ غلہ کھائیں، اونٹ کو ذبح کریں اور اس کا گوشت کھائیں اس کی چربی کا سالن بنائیں، اور اس کے چمڑے کا جوتہ بنائیں، اور وہ برتن جس میں غلہ تھا اس سے نفع اٹھائیں یا جو کچھ کہ ان کا لحاف وغیرہ کا ارادہ ہو وہ بنائیں، چنانچہ اللہ پاک نے لوگوں میں اس چیز سے بڑی وسعت پیدا کر دی۔

---

[1] واخرج ابن عبدالحکم،

اس کے بعد راوی نے بڑی لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں نیل سے قلزم تک ایک خلیج کے کھودے جانے کا بھی تذکرہ ہے جس کے ذریعہ غلہ مدینہ اور مکہ لایا گیا[1] حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ سالِ رمادہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف لکھا اور اوپر جیسی روایت ذکر کی، اس روایت میں اس طرح پر ہے کہ جب پہلا قافلہ (اونٹوں کا) مدینہ پہونچا، حضرت زبیرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم اونٹوں کے اس پہلے قافلہ سے ملو اور ان کو لے کر نجد پہونچو، اور ہر گھر والوں کو جہاں تک تم انھیں سواری دے سکو، میرے پاس لے آؤ، اور جس کو تم نہ لاسکو ان میں سے ہر گھر والوں کو ایک اونٹ دو، مع اس سامان کے جو اس پر ہے اور انکو حکم دے دو کہ دو دو کمبل پہن لیں اور اونٹ کو ذبح کریں اس کی چربی اٹھالیں اور اس کے گوشت کی بوٹی کرلیں اور اس کی کھال کا جوتا بنالیں پھر ایک ڈھیر گوشت کا لیں اور ایک ڈھیر چربی کا اور ایک مٹھی آٹے کی اور اس کو پکائیں اور کھائیں یہاں تک کہ اللہ پاک ان کو رزق دے، حضرت زبیرؓ نے جانے سے انکار کیا، آپ نے فرمایا سُن لو خدا کی قسم! تم اس جیسے کام کو جب تک دنیا سے جاؤ گے نہیں پاؤ گے، اس کے بعد ایک اور صحابیؓ کو بلایا، میرا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت طلحہؓ ہیں انھوں نے بھی انکار کر دیا، اس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو بلایا، چنانچہ وہ اس کام کے لئے نکلے، راوی نے اس بارے میں حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو ایک ہزار دینار دیئے، حضرت ابو عبیدہؓ نے وہ واپس کر دیئے، پھر حضرت عمرؓ کے کہنے سے انھیں قبول کر لیا[2]

جوڑوں کا پہنانا اور انکی تقسیم

حضرت حبان بن جزءؓ سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انکے باپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرفتار کر کے لایا گیا آپؐ نے جزءؓ کو دو چادریں پہنائیں اور جزءؓ آپؐ کے پاس مشرف باسلام ہوئے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا عائشہؓ کے پاس[3]

---

[1] واخرجہ ایضا ابن خزیمۃ وابو عبیدۃ والحاکم والبیہقی [2] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۹۶ وسیاتی وتقدم قسمہ صلی اللہ علیہ وسلم الطعام فی الانصار وبنی ظفر فی اکرام الانصار وخدمتہم، [3] اخرجہ ابو نعیم،

جاؤ تم کو وہ ان چادروں میں سے دو چادریں دیں گی جو ان کے پاس ہیں چنانچہ یہ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس گئے اور کہا اللہ تمہیں تر و تازہ کرے میرے لئے ان چادروں میں سے جو تمہارے پاس ہیں دو چادریں پسند کر کے دیدو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے دو چادریں پہننے کا مجھے حکم دیا ہے، حضرت عائشہ رضؓ نے ایک لمبی مسواک پیلو کی نکالی اور اس سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اسے اور اسے لے لو، عرب کی عورتیں اپنے اعضاء کو کسی کے لئے ظاہر نہ کرتی تھیں [۱]

محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے چادریں آئیں لوگوں کو آپ نے پہنا دیں لوگ یہ چادریں پہن کر چلے حضرت عمرؓ قبر نبویؐ اور ممبر کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے لوگ آپ کے پاس آتے، آپ کو سلام کرتے اور آپ کو دعائیں دیتے اتنے میں حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اپنی ماں حضرت فاطمہؓ کے گھر سے نکلے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے گذر رہے تھے ان دونوں حضرات پر ان چادروں میں سے کچھ نہیں تھا، حضرت عمرؓ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اثر رنج نمایاں تھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا کی قسم! جو کچھ میرے پاس یہاں تھا میں نے تم لوگوں کو پہنا دیا، لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے اپنی رعایا کو پہنایا بہت ٹھیک کیا، آپ نے فرمایا مجھے ملال ان دونوں بچوں کی وجہ سے ہے جو لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آرہے ہیں ان کے پاس ان چادروں میں سے کچھ نہیں ہے، چادریں ان دونوں کے وجود سے بڑی تھیں اور حضرت فاطمہؓ کے لئے چھوٹی، اس کے بعد آپ نے یمن خط لکھا کہ دو چادریں حضرات حسنینؓ کے لئے روانہ کرو اور جلدی کرو، چنانچہ آپ کے پاس یمن سے دو حُلّے آئے اور آپ نے ان دونوں کو پہنا دیئے [۲]

محمد بن سلام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے شفاء بنت عبداللہؓ عدویہ کے پاس آدمی بھیجا کہ صبح ہی صبح میرے پاس آجائیں شفاءؓ کہتی ہیں کہ میں علی الصباح آپ کے پاس پہنچی میں نے آپ کے دروازے پر عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص

---

[۱] کذافی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۵۳ [۲] اخرج ابن سعد [۳] کذافی کنز العمال ج ، صفہ ۱۰۶
وقد تقدم قصۃ اسید بن حضیر و محمد بن مسلمۃ مع عمرؓ فی قسمۃ الحلل بین الناس فی الاکرام الانصار
واعطاء عمر ام عمارۃ المرط الجید لانہا کانت تقاتل یوم احد فی قتال النسار [۴] واخرج زبیر بن بکار،

کو پایا ہم دونوں آپ کے پاس گئے تھوڑی دیر باتیں کیں حضرت عمرؓ نے ایک یمنی چادر منگائی اور وہ چادر عاتکہؓ کو دے دی، اور ایک چادر اس سے ذرا کم درجہ کی منگائی اور وہ مجھے دیدی شفاءؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے عمرؓ میں اسلام لانے میں عاتکہؓ سے پہلے ہوں اور میں تمھاری چچیری بہن ہوں وہ نہیں، تم نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا اور وہ تمھارے پاس خود سے آئی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ چادر تو میں نے تمھارے ہی لئے اٹھا کر رکھ چھوڑی تھی جب تم دونوں جمع ہوئیں مجھے یاد آیا کہ عاتکہؓ نسبت تمھارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں[1] لہذا میں نے حضورؐ کی قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی)

اصبغؒ بن نباتہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! میری آپ کی طرف ایک حاجت ہے میں اپنی اس حاجت کو اللہ پاک کے سامنے اس سے پہلے کہ آپ کی طرف لاؤں پیش کر چکا ہوں اگر آپ اس کو پورا کریں تو میں اللہ کی حمد کروں گا اور آپ کا شکریہ، اور اگر آپ اس کو پورا نہ کریں گے تو میں اللہ کی تعریف کروں گا اور آپ کو معذور سمجھوں گا حضرت علیؓ نے فرمایا اپنی حاجت کو زمین پر لکھ دے اس لئے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں سوال کرنے کی ذلت تیرے چہرہ پر دیکھوں، چنانچہ اس آدمی نے لکھا "میں محتاج ہوں"، حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس حُلّہ لاؤ، آپ کے پاس چادر لائی گئی اس آدمی نے وہ چادر لی اور اسے پہنا پھر اس نے یہ شعر پڑھے اور کہہ رہا تھا:

(اشعار)

کسوتنی حلۃ تبلی محاسنہا	۱	فسوف اکسوک من حسن الثناء حللا
ان نلت حسن ثنائی نلت مکرمۃ	۲	ولست تبغی بما قد قلتہ بدلا
ان الثناء لیحیی ذکر صاحبہ	۳	کالغیث یحیی نداہ السہل والجبلا
لا تزہد الدہر فی خیر توفقہ	۴	فکل عبد سیجزی بالذی عملا

ترجمہ اشعار

{۱} آپ نے مجھے ایسی چادر پہنائی جس کی خوبیاں بوسیدہ ہو جائینگی، عنقریب میں آپ کو اچھی تعریف کی چادر پہناؤں گا،

---

[1] کذا فی الاصابہ ج ۴ صفحہ ۳۵۶ ۲ واخرج ابن عساکر وابو موسیٰ المدینی فی کتاب اسند ھا الا بہ س

[۲] اگر آپ نے میری اچھی تعریف حاصل کر لی تو بہت بڑی بزرگی آپنے حاصل کی، اور آپ جو کچھ کہ میں نے کہا اس کا بدلہ نہیں تلاش کر رہے ہیں۔
[۳] بے شک تعریف اپنے صاحب کے تذکرہ کو زندہ کرتی ہے جس طرح کہ بارش، کہ اس کی تری نرم زمینوں اور پہاڑوں کو زندہ کرتی ہے۔
[۴] زندگی بھر جس بھلی بات کی تجھے توفیق ہو اس سے بے رغبتی مت برت، اس لئے کہ ہر بندہ کو اس کے عمل کی جزا ر دی جائے گی۔
یہ سُن کر حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس اشرفیاں لاؤ چنانچہ آپ کے پاس سو۱۰۰ اشرفیاں لائی گئیں اور آپ نے وہ اس آدمی کو دے دیں، اصبغؒ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! چادر اور سو۱۰۰ دینار بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو، اور یہی میرے نزدیک اس آدمی کا مرتبہ ہے۔[۱]
حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ ان کے پاس ایک سائل آیا حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا کہ رمضان کے روزے رکھتا ہے؟ اسنے کہا جی ہاں! حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تو نے سوال کیا ہے اور سائل کے لئے حق ہے بیشک ہمارے اوپر حق ہے کہ ہم تیرے ساتھ صلہ رحمی کریں چنانچہ آپنے اسکو ایک کپڑا دیا، اسکے بعد فرمایا کہ مینے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے پہنانیوالا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہمیشہ رہتا ہے جب تک کہ ایک کتر بھی اس کپڑے کی پہننے والے پر رہے ہے۔[۲]

مجاھدین کو کھانا کھلانا

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جن پر قیس بن سعد بن عبادہؓ کو امیر مقرر کیا ان لوگوں نے جہاد کیا حضرت قیسؓ نے ان

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۲ [۲] واخرج الترمذی [۳] کذا فی جمع الفوائد ج ا صفحہ ۱۴۷ [۴] اخرج ابو بکر فی الغیلانیات وابن عساکر

لوگوں کے لئے نو اونٹ ذبح کئے جب یہ حضرات واپس آئے اس چیز کا تذکرہ حضورؐ سے کیا آپؐ نے فرمایا سخاوت اس گھر والوں کی عادت میں سے ہے۔ رافعؓ بن خدیج فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ اور ان کے ساتھ حضرت عمرؓ آئے اور قیسؓ بن سعد سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اونٹوں کو ذبح نہ کرو جب انھوں نے اونٹوں کو ذبح کر دیا اور حضورؐ کو اطلاع ملی آپؐ نے فرمایا کہ یہ سخاوت کے گھر میں ہیں یہ قصہ غزوہ خبط کا ہے[2] (اس میں بھوک کی وجہ سے لوگ خبط کے پتہ تک جھاڑ کر کھا گئے تھے۔)

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے[3] کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں پر قیس بن سعد بن عبادہؓ کا حضورؐ کے زمانہ میں گذر ہوا اور ہم لوگوں کو بہت سخت بھوک لگی ہوئی تھی ہمارے لئے حضرت قیسؓ نے سات اونٹ ذبح کئے اس کے بعد ہم سمندر کے کنارے اترے، ہم نے ایک بہت بڑی مچھلی پائی اس مچھلی کو ہم تین دن تک کھاتے رہے اور جتنی چربی ہم نے چاہی اس مچھلی میں سے اپنے مشکیزوں اور تھیلوں میں بھری اور وہاں سے چل دیئے یہاں تک کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا اور لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیں اگر روانگی سے پہلے یہ معلوم ہو جاتا کہ ہم آپؐ کو پالیں گے تو ہمیں یہ بات پسند تھی کہ اس مچھلی کا کچھ حصہ ہمارے پاس ہوتا[4] (اور آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے)

حضرت قیسؓ[5] بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں جب آپ ملک شام آئے تشریف لائے، آپ کے پاس لشکروں کے امراء بیٹھے ہوئے تھے حضرت بلالؓ نے کہا اے عمرؓ اے عمر! حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر یہ ہے، حضرت بلالؓ نے کہا آپ ان لوگوں کے اور اللہ کے درمیان ہیں اور آپ کے اور اللہ کے درمیان کوئی نہیں آپ ان لوگوں کو دیکھئے جو آپ کے سامنے ہیں اور جو آپ کی دائیں جانب ہیں اور جو آپ کی بائیں جانب ہیں یہ لوگ جو آپ کے پاس آئے ہیں خدا کی قسم! ان لوگوں نے سوائے پرندوں کے گوشت کے اور نہیں کھایا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا

---

[1] وعند ابن ابی الدنیا و ابن عساکر [2] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۲۶۰ [3] وعند الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۵ ص ۳ وفیہ عبد اللہ بن صالح کاتب اللیث قال عبد الملک بن شعیب بن اللیث ثقۃ مامون وضعفہ احمد وغیرہ وابو حمزۃ الخولانی لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی

[5] واخرج ابو عبید،

کہ تم نے سچ کہا، میں اپنی اس مجلس سے اس وقت تک کھڑا نہ ہونگا جب تک کہ تم لوگ مسلمانوں کے ایک ایک آدمی کے لئے میرے سامنے ضامن نہ بن جاؤ کہ ہر ایک کو دو مُد (تقریباً ایک کیلو اور ڈھائی سو گرام) گیہوں اور سرکہ اور تیل دو گے، امراء نے عرض کیا کہ ہم آپ کی طرف سے اے امیر المومنین! اس بات کے ضامن ہو گئے، یہ چیز ہمارے ذمہ لازم ہے اللہ پاک نے مال کی بہتات کر دی ہے اور وسعت دیدی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اب ! اٹھوں گا۔[1]

حضورؐ کے نفقہ کی کیفیت

حضرت عبداللہ ہوزنیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت بلالؓ سے جو حضورؐ کے مؤذن ہیں حلب میں ملا میں نے عرض کیا اے بلال! مجھ سے بیان کیجئے، کہ حضورؐ کے نفقہ کی کیا صورت تھی، حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ آپؐ کے پاس کچھ نہیں تھا مگر میں ہی وہ آدمی تھا کہ آپؐ کی طرف سے اس کام کے لئے جب سے کہ اللہ پاک نے آپؐ کو مبعوث فرمایا اور وفات دی مامور تھا، جب آپؐ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپؐ اس کو محتاج دیکھتے تب مجھے حکم دیتے میں جاتا اور ادھار لیتا چادر خریدتا اور کچھ کھانے کی چیز لیتا، اسے چادر اڑھاتا اور کھانا کھلاتا یہاں تک کہ مشرکین میں سے ایک آدمی میرے سامنے آیا اور اس نے کہا، اے بلال! میرے پاس بڑی گنجائش ہے لہٰذا تم سولئے میرے اور کسی سے اُدھار نہ لیا کرو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، ایک دن کی بات ہے کہ میں نے وضو کیا پھر میں نماز کے لئے اذان دینے کھڑا ہوا میں نے دیکھا کہ وہی مشرک تاجروں کی جماعت کے ساتھ ہے جب اس نے مجھے دیکھا کہا اے حبشی! میں نے کہا میں حاضر ہوں، وہ مجھ سے بڑی ترشروئی سے پیش آیا اور اس نے بہت بڑی اور سخت باتیں کہیں، اور کہا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے وعدے اور مہینہ کے ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا مدت قریب آگئی ہے، اس نے کہا کل چار راتیں باقی ہیں، میں تمہیں اس قرضہ کے عوض میں پکڑ لوں گا جو میرا تمہارے اوپر چاہیئے، میں نے تمہیں جو کچھ

---

[1] کنز انی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۱۸ واخرجہ الطبرانی ایضاً عن قیس نحوہ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۱۳ ورجالہ رجال الصحیح خلا عبداللہ بن احمد وہو ثقۃ مامون [2] اخرجہ البیہقی،

دیا تمھاری بزرگی اور شرافت یا تمھارے صاحبؐ کی بزرگی اور شرافت کی وجہ سے نہیں
دیا تھا، میں نے تو تمھیں اس لئے دیا ہے تاکہ تم میرے غلام ہو جاؤ اور میں تم کو نقصان
پہونچاؤں میری بکریاں اسی طرح چراؤ جیسا کہ پہلے چرایا کرتے تھے، حضرت بلالؓ فرماتے
ہیں کہ اس بات نے میرے جی میں وہ رنج وملال پیدا کیا جو انسانوں کے نفس میں ہونا
چاہئے میں وہاں سے گیا اور میں نے نماز کے لئے اذان دی اور جب میں عشا کی
نماز سے فارغ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کی طرف لوٹ گئے تو میں نے آپؐ
کے پاس داخلہ کی اجازت چاہی، مجھے اجازت ملی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!
میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اس مشرک نے جس کا میں نے آپؐ سے
تذکرہ کیا تھا کہ میں اس سے اُدھار لیتا ہوں اس نے آج ایسا ایسا کہا ہے، آپ کے
پاس بھی وہ مال نہیں کہ جو آپ میری طرف سے قرض ادا کریں اور نہ میرے پاس ہے
اور وہ مجھے رُسوا کرے گا لہذا آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بعض ان قبائل میں چلا
جاؤں جو اسلام لائے ہیں جب تک اللہ پاک اپنے رسول کو وہ دے دے کہ آپؐ
میری جانب سے ادا کر سکیں، چنانچہ میں آپؐ کے پاس سے اپنے مکان آیا میں نے
اپنی تلوار لی اور چھوٹا نیزہ اور بڑا نیزہ اور اپنے دونوں جوتے لئے اور سر کے نیچے رکھے اور
آسمان کے اس کنارے کی طرف جدھر صبح طلوع ہوتی ہے مُنہ کر کے لیٹ گیا، جب کبھی
سو جاتا تو چونکا ہو کر اٹھتا، یہی دیکھتا کہ ابھی رات ہے تو پھر سو جاتا، یہاں تک کہ صبح کاذب
لکڑی کی طرح ظاہر ہوئی، اور میں نے چلنے کا ارادہ کیا اچانک میں نے سُنا کہ کوئی پکار
رہا ہے اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل! چنانچہ میں چلا اور آپؐ
کے پاس آیا، پس اچانک چار اونٹنیاں جن پر ان کا بوجھ لدا ہوا تھا، میں نے آپؐ کے
یہاں دیکھیں میں آپؐ کے پاس آیا اور میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضورؐ
نے مجھ سے فرمایا خوش ہو جاؤ، اللہ پاک تمھارے پاس تمھارے قرضہ کی ادائگی کا سامان
لے آیا، پس میں نے اللہ پاک کی تعریف کی آپؐ نے فرمایا کیا تم ان چاروں اونٹنیوں
پر جو بیٹھی ہوئی تھیں گذرے نہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے وہ دیکھی ہیں، آپؐ
نے فرمایا کہ وہ اونٹنیاں بھی اور جو کچھ ان پر ہے سب تیرا ہے میں نے دیکھا کہ ان پر کپڑے
اور غلے لدے ہوئے ہیں جو فدک کے رئیس نے آپؐ کے لئے بطور ہدیہ بھیجا تھا، فرمایا، تم
اے بلال! انھیں لے لو اور اپنا قرضہ ادا کر دو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا میں نے ان اونٹنیوں

پر سے بوجھ اتار، پھر میں نے ان کے آگے چارا ڈالا، اور پھر صبح کی نماز کی اذان کا ارادہ کیا، جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے میں بقیع کی طرف گیا اور اپنے دونوں کانوں میں میں نے انگلی دے کر بلند آواز سے کہا جس کو حضورؐ سے قرض کا مطالبہ کرنا ہے آجائے، چنانچہ میں سامان بیچتا رہا اور قرض ادا کرتا رہا، اور اسی کام کو کر رہا تھا یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روئے زمین میں کوئی قرض باقی نہ رہا۔ اور میرے پاس دو اوقیہ یا ڈیڑھ اوقیہ بچ رہے اسکے بعد میں مسجد چلا گیا اور دن کا اکثر حصہ جا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضورؐ مسجد میں تن تنہا تشریف فرما ہیں میں نے آپ کو سلام کیا آپؐ نے فرمایا جو کچھ تمھاری جانب تھا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے ہر وہ شے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی ادا کرادی، اب کوئی قرض نہیں رہا آپ نے فرمایا کچھ بچ رہا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں دو دینار، آپؐ نے فرمایا دیکھو، ان دونوں سے بھی مجھے راحت پہونچاؤ، جب تک کہ تم انھیں خرچ کر کے مجھے راحت نہ پہونچاؤ گے میں اپنے گھر میں داخل نہ ہوں گا، حسن اتفاق کہ ہمارے پاس کوئی نہ آیا لہٰذا آپؐ نے وہ رات صبح تک مسجد میں گذاری اور دوسرے دن بھی شام تک مسجد میں رہے، جب دن آخر ہو چلا تو دو سوار آئے میں ان دو دیناروں کو لے کر گیا میں نے ان دونوں کو کپڑے پہنائے اور ان کو کھانا کھلایا جب آپؐ عشار کی نماز سے فارغ ہو گئے آپؐ نے مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ جو تمھارے پاس تھے کیا ہوئے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کو ان سے راحت دی، آپؐ نے اللہ اکبر کہی اور اللہ کی تعریف فرمائی، آپ کو یہ ڈر تھا کہ ایسا نہ ہو کہ آپؐ کی وفات ہو جائے اور آپ کے پاس وہ دینار رہیں، پھر میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا آپؐ اپنی ازواج کے پاس تشریف لائے ایک ایک بیوی کو سلام کیا، یہاں تک کہ آپ اپنی شب باشی کے مقام پر پہونچے، پس اے عبداللہ! یہ وہ گذر اوقات ہے جس کو تو نے مجھ سے پوچھا ہے۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مال تقسیم کرنا اور اس کی کیفیت

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اس کثیر مال کو جانتی ہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۵۵ و اخرجہ الطبرانی ایضاً عن عبداللہ نحوہ کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۹ (۲) اخرج الطبرانی،

کے پاس آپؐ کی وفات تک آیا آپؐ کے پاس رات کے کچھ حصہ میں ایک تھیلی آئی جس میں آٹھ سو درہم تھے اور ایک پرچہ تھا آپؐ نے اس کو میرے پاس بھیج دیا، اور اس رات آپؐ کے رہنے کی باری میرے ہی یہاں تھی آپؐ عشار کی نماز پڑھ کر مکان واپس آئے آپؐ نے حجرہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھی میں نے آپؐ کے لئے اور اپنے لئے بستر بچھایا میں آپؐ کا انتظار کرتی رہی آپؐ بہت دیر میں تشریف لائے پھر آپؐ مصلے کی طرف لوٹ گئے۔ (اور نماز شروع کردی) آپؐ ساری رات اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کو صبح کی نماز کے لئے بلایا گیا آپؐ نے صبح کی نماز پڑھی اور واپس تشریف لائے اور مجھ سے دریافت فرمایا وہ درہم کی تھیلی کہاں ہے؟ جس نے ساری رات مجھے فتنہ میں ڈالے رکھا آپؐ نے اس تھیلی کو لیا اور اس کو تقسیم کردیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات تو آپؐ نے ایسی چیز کی جو آپؐ نہیں کیا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا اور مجھے ان دراہم کا خیال آتا پس میں آکر انھیں دیکھتا اور پھر لوٹ کر جاتا اور نماز پڑھتا[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے بحرین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسّی ہزار بھیجے، آپؐ کے پاس اس سے قبل اور اس کے بعد اتنا مال نہیں آیا آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا اور یہ مال چٹائی پر ڈال دیا گیا نماز کے لئے اذان دی گئی، حضورؐ تشریف لائے کھڑے ہو کر مال کی طرف جھکے، لوگ آئے اور آپؐ نے ان کو دینا شروع کردیا ان دنوں گنتی اور ترازو کا رواج نہیں تھا، آپؐ مٹھی بھر بھر کر دے رہے تھے آپؐ کے پاس حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یوم بدر میں اپنا فدیہ اور حضرت عقیلؓ کا فدیہ ادا کیا ہے اور عقیلؓ کے پاس مال نہیں تھا۔ آپؐ مجھ کو اس مال سے دیجئے، آپؐ نے فرمایا لیجئے۔ انھوں نے اپنے اس کمبل میں جو کالے رنگ کا اور دھاری دار تھا بھرا، پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا لیکن اسکے اٹھانے کی طاقت نہ تھی۔ حضورؐ کی طرف سر اٹھایا اور کہا یا رسول اللہ! اسے میرے اوپر لاد دیجئے، یہ دیکھ کر حضورؐ مسکرا دیئے اور آپؐ فرما رہے تھے "خبردار ہو ان وعدوں میں کا ایک جو اللہ پاک نے مجھ سے کیا تھا پورا کر دیا اور دوسرے وعدے کو میں نہیں جانتا۔ قُلْ لِّمَنْ فِیْ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ

---

[1] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۵ رواہ الطبرانی باسانید وبعضہا جید ۔ واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۲۹ عن حمید بن ہلال عن ابی بردہ،

مِنکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ (سورۂ انفال رکوع ۱۰) ترجمہ: "آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور (آخرت میں) تم کو بخش دیگا۔" یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا اور مجھے علم نہیں کہ مغفرت کے بارے میں کیا معاملہ کیا جائے گا۔[1]

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مال تقسیم کرنا اور تقسیم میں مساوات کا لحاظ کرنا

حضرت سہل بن ابی حثمہؓ وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا بیت المال موضع سنح میں تھا، ہر آدمی جانتا تھا اس کی کوئی پہرہ داری نہیں کرتا تھا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ بیت المال پر کسی ایسے کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو اس کی حفاظت کرے؟ آپ نے فرمایا اس پر کسی قسم کا خطرہ نہیں، میں نے عرض کیا کیوں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس پر تالا لگا ہوا ہے اور جو کچھ اس میں ہوتا تھا سب دے دیا کرتے تھے اس میں کچھ باقی نہ رہتا تھا، جب حضرت ابوبکرؓ موضع سنح سے مدینہ منتقل ہوئے بیت المال کو بھی منتقل کر دیا اور جس گھر میں آپ رہتے تھے اسی میں بیت المال بنایا، آپ کے پاس قبیلہ کی کانوں سے اور جہینہ کی کانوں سے بہت سا مال آیا، اور ابو سلیم کی کان بھی خلافتِ ابوبکرؓ میں فتح ہوئی وہاں سے بھی آپ کے پاس صدقہ کا مال آیا ان سب کو حضرت ابوبکرؓ نے بیت المال میں رکھا، آپ اس کو لوگوں پر جماعت جماعت کر کے تقسیم کرتے تھے مثلاً سو انسان کو اتنا اور اتنا، آپ لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام، مذکر اور مؤنث چھوٹے اور بڑے سبھی میں برابری کرتے تھے، اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے ان سب کو اللہ کے راستے میں دے ڈالتے، ایک سال آپ نے اونی کنارے دار چادریں خریدیں جن کو دیہات سے خرید کر لائے تھے سردیوں میں مدینہ کی بیواؤں پر انہیں تقسیم کیا جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہو گئی اور دفن کر دیئے گئے تو حضرت عمرؓ نے امینوں کو بلایا اور ان کو لیکر حضرت ابوبکرؓ

---

[1] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وقال الذہبی علی شرط مسلم واخرجہ ابن سعد ج ۴ صـ ۹ عن حمید بن ہلال بمعناہ ولم یذکرا ابا بردۃ ولا ابا موسیٰ [2] اخرج ابن سعد،

کے بیت المال میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جب بیت المال کو کھولا تو نہ اس میں ایک دینار ملا اور نہ ایک درہم، ہاں مال کے نشانات تھے، زمین کریدی اس میں صرف ایک درہم ملا ان حضرات نے حضرت ابو بکرؓ کے لئے رحم کی دعا کی، مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ایک آدمی درہم کا وزن کرنے والا تھا اور یہی آدمی حضرت ابو بکرؓ کے پاس جو مال آتا اس کا وزن کرتا تھا وزن کرنے والے سے دریافت کیا کہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس جو مال آیا اس کی کتنی تعداد ہوگی؟ اس نے کہا دو لاکھ۔[1]

اسمٰعیل[2] بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مال تقسیم کیا اس میں تمام لوگوں میں برابری کا لحاظ رکھا، حضرت عمرؓ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ اصحاب بدر میں اور دیگر لوگوں میں مساوات کر رہے ہیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا دنیا بلاغ ہے (یعنی بقدرِ زلیست) اور بہترین بلاغ درمیانی درجہ کا ہے اصحابِ بدر کو فضیلت ان کے اجر کی حیثیت سے ہے۔ ایک[3] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے لوگوں نے کلام کیا کہ مال کی تقسیم میں لوگوں کی فضیلت کا لحاظ رکھیں، آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی فضیلت اللہ کے پاس ہے یہ گذر بسر کی چیز ہے اس میں برابری بہتر ہے۔[4] اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے لوگوں کے درمیان تقسیم میں مساوات برتی، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ اگر آپ مہاجرین اور انصار کو فضیلت دیتے تو اچھا تھا، حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے خریداری کا معاملہ کرتا ہوں (یعنی برابر تولنا) اور سن لو کہ یہ معاش ہے اس میں ترجیح دینے کی بہ نسبت برابری بہتر ہے۔

عمر بن عبداللہ غفرہ کے آزاد شدہ غلام کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پہلی تقسیم کی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ سے عرض کیا کہ مہاجرینِ اولین کو اور جنھوں نے اسلامی کارناموں میں سبقت کی ہے ان کو فضیلت دیجئے، حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ کیا میں ان سے ان کی سبقتِ اعمالی کو خرید لوں۔؟ لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے تقسیم میں ان کے درمیان مساوات برتی،

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۱ [2] واخرج احمد فی الزہد [3] وعند ابی عبید عن ابن ابی حبیب وغیرہ،

[4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۰۶،

[5] وعند البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۴۸،

عمر مولیٰ غفرہ[1] فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو بحرین سے مال آیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ ہو یا آپؐ نے اس سے کوئی وعدہ کیا ہو وہ کھڑا ہو اور لے، یہ سن کر حضرت جابرؓ نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھے اسطرح اور اسطرح اور اسطرح دونگا یعنی تین دفعہ آپؐ نے اپنے ہاتھوں کی لپوں سے اشارہ کیا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں سے لپ بھرو، چنانچہ وہ پانچ سو درہم ہوئے تو آپ نے فرمایا ان کو ایک ہزار اور گن دو اور لوگوں کے درمیان دس دس درہم تقسیم کئے اور فرمایا کہ یہ وہ وعدہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کیا تھا جب اگلا سال ہوا آپ کے پاس اس سے بھی زیادہ مال آیا آپ نے لوگوں کے درمیان بیس بیس درہم تقسیم کئے، اور جب اس میں سے کچھ بچ رہا تو خادموں کو پانچ پانچ درہم آپ نے دیئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے خادم ہیں جو تمھاری خدمت کرتے ہیں اور تمھاری تدبیر میں لگے رہتے ہیں ہم نے ان کو بھی عطیہ دیا لوگوں نے عرض کیا کہ اگر آپ مہاجرین اور انصار کو زیادہ دیتے تو اچھا تھا، چونکہ وہ لوگ اسلام لانے میں سابق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے ایک مرتبہ ہے، آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے، یہ گذر اوقات کی چیز ہے اس میں ترجیح سے برابری بہتر ہے، اپنی تمام خلافت میں حضرت ابوبکرؓ اسی طرح کرتے رہے[2]

حضرت عمرؓ کی تقسیم اور سبقتِ اسلامی اور خاندانِ نبوتؐ کا لحاظ

عمر مولیٰ غفرہ[3] کی جو روایت ابھی گذری ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اللہ پاک نے ان کے زمانہ میں فتوحاتِ کثیرہ کی اور ان کے پاس حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ سے زیادہ مال آیا تو حضرت عمرؓ

---

[1] اخرج البیہقی ایضا وابن ابی شیبۃ والبزار والحسن بن سفیان، [2] فذکر الحدیث کما سیاتی وتقدم عمل علیؓ وتسویتہ فی القسم وما قال علی لعربیۃ اعطاہا نحو ما اعطی مولاۃ لہا انی نظرت فی کتاب اللہ عزوجل فلم ار فیہ فضلا لولد اسمٰعیل علی ولد اسحٰق علیہما السلام [3] اخرج ابن ابی شیبۃ والبزار والبیہقی،

نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی اس مال کے بارے میں ایک رائے تھی اور میرے لئے ایک دوسری رائے ہے، میں ان لوگوں کو جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے ان لوگوں کی طرح نہیں کر سکتا جو آپؐ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے چنانچہ مہاجرینؓ اور انصار کو ترجیح دی پس جو لوگ ان حضرات میں سے بدرؔ میں حاضر تھے، ان کے لئے پانچ پانچ ہزار مقرر کیا اور جو لوگ اہل بدرؔ سے پہلے اسلام لائے تھے ان کے لئے چار چار ہزار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیوی کے لئے سوائے حضرت صفیہؓ اور جویریہؓ کے بارہ بارہ ہزار ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھ چھ ہزار، انھوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے دیگر ازواج کے لئے ہجرت کی وجہ سے وہ رقم مقرر کی ہے انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے ان کے لئے ہجرت کی وجہ سے نہیں مقرر کی ہے آپ نے تو ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہونے کی وجہ سے مقرر کی ہے اور اس معاملہ میں ہم اور وہ ازواج برابر کی شریک ہیں حضرت عمرؓ نے اس بارے میں غور کیا اور ان سب کو برابر کر دیا، حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کے لئے حضورؐ کی رشتہ داری کی وجہ سے بارہ ہزار مقرر کئے، اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لئے چار ہزار حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پانچ پانچ ہزار، ان دونوں حضرات کو ان کے باپ کے ساتھ ملا لیا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی اور اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ کے لئے تین ہزار مقرر کئے، حضرت عبد اللہؓ نے عرض کیا اے ابا جان! اسامہ بن زیدؓ کے لئے آپ نے وہ مقرر کیا اور میرے لئے تین ہزار؟ ان کے باپ میں کون سی فضیلت تھی جو آپ میں نہیں ہے؟ اور ان میں کون سی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کے باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے، اور جو مہاجرین بدرؔ میں شہید ہوئے ان کی اولاد کے لئے دو دو ہزار مقرر کئے، حضرت عمرؓ کے پاس سے عمر بن سلمہؓ کا گذر ہوا، آپ نے فرمایا کہ اے غلام ان کے لئے ایک ہزار کا اضافہ کر، یہ سن کر محمد بن عبد اللہ نے عرض کیا کس وجہ سے آپ ان کو ہم لوگوں سے زیادہ دے رہے ہیں؟ جو ہمارے باپ دادوں کے لئے فضیلت تھی وہ ان کے باپ کے لئے نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے ان کے لئے ابی سلمہؓ کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور حضرت ام سلمہؓ کی وجہ سے ایک ہزار کا اضافہ اور کیا اگر تیرے لئے بھی ام سلمہؓ

جیسی ماں ہوتی تو تیرے لئے بھی ایک ہزار کا اضافہ کرتا۔ اور عثمان بن عبد اللہ بن عثمانؓ کے لئے جو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے بھتیجے ہیں آٹھ سو مقرر کئے اور حضرت نضر بن انسؓ کے لئے دو ہزار درہم مقرر کئے آپ سے حضرت طلحہؓ نے فرمایا آپ کے پاس عثمان کا بیٹا تو اسی جیسا آیا۔ آپ نے اس کے لئے آٹھ سو مقرر کئے اور آپ کے پاس انصاری لڑکا آیا اس کا نام دو ہزار والوں کی فہرست میں آپ نے لکھا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس انصاری کے باپ سے یومِ احد میں ملا اس کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا تھا میرا خیال یہ ہے کہ حضورؐ شہید کر دیئے گئے تو اس کے باپ نے تلوار سونتی اور اپنا نیزہ درست کیا اور کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں تو اللہ پاک زندہ ہے لسے وفات نہیں یہ کہہ کر وہ لڑا اور شہید کر دیا گیا، اور فرمایا یہ بکری چراتا ہے کیا تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ ان دونوں کو برابر کر دوں؟۔ حضرت عمرؓ اسی طرح اپنی زندگی بھر تقسیم کرتے رہے۔[1]

حضرت انس بن مالکؓ اور ابنِ مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مہاجرین کا نام پانچ ہزار والوں کی فہرست میں لکھا اور انصار کا چار ہزار والوں کی فہرست میں اور جو لوگ کہ مہاجرین کی اولاد میں سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے ان کا نام بھی چار ہزار والوں کی فہرست میں لکھا انھیں میں سے عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد مخزومی، اسامہ بن زید اور محمد بن عبد اللہ بن جحش اسدی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ ابنِ عمرؓ ان لوگوں میں سے نہیں وہ تو ایسے اور ایسے ہیں یہ سُن کر ابنِ عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر میرا حق ہو تو آپ مجھے دیجئے ورنہ مجھے نہ دیجئے حضرت عمرؓ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا اس کا نام پانچ ہزار کی فہرست میں لکھو اور میرا نام چار ہزار کی فہرست میں، حضرت عبد اللہؓ نے عرض کیا میرا یہ ارادہ نہیں تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اور تو پانچ ہزار پر جمع نہیں ہوں گے۔[2]

حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کے لئے وظیفہ مقرر کیا حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ کے لئے دو ہزار درہم مقرر کئے آپ کے پاس حضرت

---

[1] فذکر الحدیث کما سیأتی شیئٌ منہ واللفظ للبزار کما فی المجمع ج ۶ صفہ ۴ وقال وفیہ ابو معشر نجیح ضعیف یعتبر بحدیثہ۔ اھ [2] وعند البیہقی ج ۶ صفہ ۳۵۰ [3] واخرجہ ابن ابی شیبۃ نحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۱۵ [4] وعند ابن عساکر،

طلحہ اپنے بھتیجے کو لیکر آئے حضرت عمرؓ نے اس کے لئے اس سے کم مقرر کیا، حضرت طلحہؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے اس انصاری کو میرے بھتیجے پر فضیلت دی؛ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں، اس لئے کہ میں نے اس انصاری کے والد کو دیکھا کہ یوم اُحد میں اپنی تلوار کو اس طرح ڈھال بنائے ہوئے تھا جس طرح اونٹ (کجاوہ کے کپڑوں سے) ڈھک جاتا ہے،

ناشرہ بن سمیؓ یزنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یوم جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے آپ فرما رہے تھے، بے شک اللہ عز وجل نے مجھے اس مال کا خازن اور اس کا تقسیم کنندہ بنایا ہے، پھر فرمایا بلکہ اللہ ہی اسکو تقسیم کرتا ہے میں سب سے پہلے خاندانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدا کروں گا۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ جو لوگوں میں زیادہ شریف ہیں چنانچہ آپ نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دس دس ہزار مقرر کئے مگر حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن کے لئے اتنا نہیں مقرر کیا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ ہم ازواج کے درمیان مساوات برتتے تھے پس حضرت عمرؓ نے بھی ان کے درمیان مساوات برتی، اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں مہاجرین اولین حضرات کے ساتھ وظیفہ کی ابتدا کروں گا، اس لئے کہ ہم لوگ اپنے شہروں سے سختی اور ظلم کے ساتھ نکالے گئے پھر ان میں سے اشرف کے لئے وظیفہ مقرر کیا انھیں مہاجرین میں سے اہل بدر کے لئے پانچ ہزار، اور انصار میں سے جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے ان کے لئے چار ہزار اور جو جنگ اُحد میں حاضر تھے ان کے لئے تین ہزار، اور فرمایا جس نے ہجرت میں جلدی کی ہے اس کے لئے عطیہ نے جلدی کی اور جس نے ہجرت میں دیر کی اس کے لئے عطیہ نے دیر کی پس ہرگز کوئی آدمی بجز اپنے اونٹ بٹھانے کی جگہ کے اور کسی کو ملامت نہ کرے (یعنی جیسا بویا ہے ویسا کاٹے گا اور میں تم لوگوں سے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا عذر بیان کرتا ہوں، میں نے انکو حکم دیا تھا کہ اس مال کو کمزور مہاجرین کے لئے روکیں، انھوں نے شریفوں کو، چکنی چپڑی بات کرنے والوں کو اور دیگر فقراء کو دیا لہذا میں نے ان سے ولایت لے لی، اور ابو عبیدہؓ کو ولی بنا دیا یہ سن کر ابو عمرو بن حفصؓ نے کہا خدا کی قسم اے عمر بن خطاب! تم نے کیا عذر بیان کیا؟ تم نے اس شخص کو کام سے علیحدہ کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۱ کذا فی الکنز ج ۲ ص ۳۱۹،

۲ واخرج احمد،

کام پر لگایا تھا اور تم نے وہ تلوار میان میں رکھ دی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونتا تھا اور تم نے وہ جھنڈا گرا دیا جس کو آپؐ نے کھڑا کیا تھا اور تم نے چچیرے بھائی سے حسد کا معاملہ کیا، حضرت عمرؓ نے جواب دیا تم قریبی رشتہ دار نو عمر ہو اور اپنے چچیرے بھائی کے معاملہ میں تمھیں غصہ آگیا ہے۔ [1]

حضرت عمرؓ کا عطیات کیلئے محکمہ مقرر کرنا

حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس سے حضرت عمرؓ کے پاس آٹھ لاکھ درہم لے کر حاضر ہوا مجھ سے دریافت کیا کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے کہا آٹھ لاکھ درہم، فرمایا بڑی اچھی بات ہے، میں نے کہا جی ہاں چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ رات اس طرح گذاری کہ آپ کو قطعاً نیند نہ آئی جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو ان کی بیوی نے ان سے کہا آج رات آپ سوئے نہیں؟ فرمایا کہ عمر کو کیسے نیند آجاتی، لوگوں کے پاس وہ مال آگیا کہ اس جیسا ان کے پاس جب سے کہ ظہورِ اسلام ہوا ہے نہیں آیا، عمر کو یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ عمر ہلاک ہو جائے اور یہ مال اس کے پاس رہ جائے اور اس مال کو اس کے مصرف پر نہ لگایا ہو جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے کچھ اصحابِ رسول اللہ آپ کے پاس جمع ہوئے آپ نے ان سے فرمایا کہ آج رات لوگوں کے پاس وہ مال آیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک اتنا مال نہیں آیا، میری ایک رائے ہے تم لوگ اس بارے میں مجھے مشورہ دو، میری رائے ہے کہ میں لوگوں کو کیل سے ناپ ناپ کر دوں، صحابہ کرامؓ نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپ تو لوگوں کو لکھ کر دیجئے، بس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو آپ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہیے گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو کہ نمبر اوّل ہیں ان میں سے کنھیں رکھوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا اس کا آپ کو اختیار ہے اس کام کے آپ ولی ہیں، اور بعض حضرات نے اس طرح کہا کہ امیر المومنین اس کو زیادہ جانتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا میں کسی اور طرح تقسیم نہ

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳ رواہ احمد ورجالہ ثقات۔ اھ۔ واخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۴۹ عن ناشرۃ بن سمی الیزنی نحوہ الا انہ لم یذکر معذرۃ عن خالد وما بعدہ [2] اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱۶ والبیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۰

کروں گا لیکن اس طرح کہ پہلے حضورؐ کے ساتھ ابتدا کروں پھر جو آپؐ کے زیادہ قریب ہو اور اسی طرح سے سلسلہ بسلسلہ، چنانچہ رجسٹر اسی طرح تیار کیا گیا، ابتدا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ کی اور ان سب کو دیا اس کے بعد بنی عبد شمس کو ان کے بعد بنی نوفل بن عبد مناف کو، بنی عبد شمس کو بنی نوفل پر اس سبب سے مقدم رکھا کہ یہ ہاشم کے ماں جائے بھائی تھے،

جبیر[۱] بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے رجسٹر اور عملہ کے مقرر کئے جانے میں مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے آپ سے کہا جو کچھ مال ہر سال آپ کے پاس جمع ہو اسے تقسیم کر دیا کیجئے اور اس میں سے کچھ نہ روکئے، حضرت عثمانؓ نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ تمام لوگوں کے لئے مالِ کثیر کی ضرورت ہوگی، اور اگر لوگوں کا شمار نہ کیا جائے گا جس سے یہ پہچان ہو جائے کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا ہے ؟ تو ڈر یہ ہے کہ اس کام میں گڑبڑ ہو جائے گی۔ یہ سُن کر ولید بن ہشام بن مغیرہؓ نے کہا، اے امیر المومنین! میں مُلک شام گیا میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا کہ انھوں نے رجسٹر اور اس کام کے لئے کارندے مقرر کئے ہیں لہذا آپ بھی رجسٹر اور کارندے مقرر کیجئے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کی بات تسلیم کر لی، اور عقیل بن ابی طالبؓ، مخرمہ بن نوفلؓ، جبیر بن مطعم کو بُلایا یہ لوگ قریش کے نسب سے اچھی طرح واقف تھے ان لوگوں کو حکم دیا کہ تم لوگوں کے نام علیٰ حسبِ مراتب لکھو، چنانچہ ان لوگوں نے نام لکھے ابتدا بنی ہاشم کے ساتھ کی، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا اور ان کی قوم کا نام لکھا، پھر حضرت عمرؓ کا اور ان کی قوم کا، ان کی خلافت کی وجہ سے، جب حضرت عمرؓ نے اسے دیکھا فرمایا کہ خدا کی قسم! اسی طرح میں پسند کرتا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ داری کو مقدم رکھو، اور اس کے بعد پھر جو ان سے قریب سے قریب ہو اسی طرح ترتیب رکھتے چلے آؤ یہاں تک کہ تم عمرؓ کو اُس جگہ رکھو جہاں اللہ نے رکھا ہے،

اسلم[۲]ؓ کی حدیث میں ہے حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ بنو عدی حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں یا حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہیں ؟ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ بات ہم نے

۱؎ وعند ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱۲ والطبری ج ۵ صفحہ ۲۲ من طریقہ ۲؎ وعند ابن سعد ایضاً ج ۳ صفحہ ۲۱۲، والطبری من طریقہ ج ۵ صفحہ ۲۳،

یوں کہی کاش کہ آپ اپنے آپ کو اُسی جگہ رکھتے جس جگہ اس قوم نے آپ کو رکھا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا واہ رے بنی عدی! تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر کھاؤ اور میں اپنی نیکیوں کو تمھاری وجہ سے غارت کر دوں ؛ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا، تم جاؤ جب تمھاری پکار ہوگی جب آنا، اگرچہ رجسٹر تمھارے نام سے پہلے ہی بھر جائے، یعنی تمھارا نام سب کے آخر میں لکھا جائے میرے لئے دو ساتھی ہیں (حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ) جو ایک طریقہ پر چلے اگر میں نے ان دونوں کے خلاف کیا تو مجھ سے اختلاف برتا جائیگا خدا کی قسم! جو کچھ فضیلت ہم نے دُنیا میں حاصل کی اور جو کچھ اللہ پاک سے آخرت میں اپنے عمل پر ثواب کی امید رکھ رہے ہیں وہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ہے، آپؐ ہی ہمارے لئے شرف و برگزیدگی ہیں اور آپؐ کی قوم تمام عرب میں اشرف ہے، پھر سلسلہ بہ سلسلہ آپؐ کے قریبی رشتہ دار، تمام عرب نے حضورؐ کی وجہ سے شرافت پائی اور اگرچہ ہمارا بعض بہت آبا و اجداد کے بعد آپؐ کے خاندان سے جا کر ملتا ہے، اور ہم عرب کے اور آپؐ کے نسب سے ملنے میں بہت بڑا فاصلہ ہے پھر ہم آپؐ سے مل کر حضرت آدم علیہ السلام تک چند ہی باپوں کا فاصلہ رکھتے ہیں خدا کی قسم! اگر عجم کے رہنے والے باعمل ہوں اور ہم لوگ بے عمل، پس وہی قیامت کے دن ہم سے زیادہ حضورؐ کے قریب ہیں، لہذا کوئی آدمی رشتہ داری کو نہ دیکھے اور اسی چیز کے لئے عمل کرے جو اللہ کے پاس ہے، بات اسی طرح پر ہے جس نے عمل میں کوتاہی کی نسب کے ذریعہ سبقت نہیں کر سکتا،

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کی رائے کیطرف تقسیم کے بارے میں حضرت عمرؓ کی مراجعت

عمرؓ بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ کی روایت جو پہلے گذر چکی اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن نکلے، اللہ کی تعریف اور ثناء کے بعد فرمایا کہ مجھے تم میں سے بعض کہنے والے کی بات پہونچ گئی ہے کہ اگر عمرؓ یا امیر المومنین مرجائے تو ہم فلاں کو ان کی جگہ قائم کر کے اس سے بیعت کریں، اور (سن لو) حضرت ابو بکرؓ کی خلافت اچانک واقع ہوئی ہاں خدا کی قسم! اچانک ہی واقع ہوئی تھی، اور ہم لوگوں سے ابو بکرؓ جیسی مثال کیسے

---

[1] اخرج البزار عن عمر بن عبد اللہ مولی غفرۃ قال قدم علی ابی بکرؓ مال من البحرین ۔ فذکر الحدیث بطولہ کما تقدم،

ہو سکتی ہے کہ ہم اُس مثال کی طرف گردن اونچی کر کے دیکھیں؟ جس طرح کہ گردن بلند کر کے ہم حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھا کرتے تھے بے شک حضرت ابو بکرؓ نے ایک رائے قائم کی اور حضرت ابو بکرؓ کی رائے یہ تھی کہ مال برابر تقسیم کیا جائے، اور میری رائے یہ ہوئی کہ میں تقسیمِ مال میں فضیلت کا لحاظ رکھوں اگر میں اس سال زندہ رہ گیا تو میں حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کروں گا اس لئے کہ ان کی رائے میری رائے سے بہتر ہے، [۱]

حضرت عمرؓ کا مال عطا کرنا

حضرت [۱] حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے بیت المال میں لوگوں پر مال تقسیم کرنے کے بعد کچھ مال بچ رہا تو حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ کو اور لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم لوگوں میں حضرت موسیٰؑ کے چچا زندہ ہوتے تو کیا تم لوگ ان کا اکرام نہ کرتے؟ لوگوں نے کہا ہاں ضرور ان کا اکرام کرتے، حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں اس بچے ہوئے مال کا زیادہ مستحق ہوں، میں تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا، چنانچہ ان سب نے یہ بقیہ مال جو بچ رہا تھا ان کے حوالہ کر دیا،

حضرت [۲] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک ڈبہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اس کے بارے میں آپ کے ساتھیوں نے سوچ بچار کیا کہ یہ کسے دیا جائے گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ میں اس کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دوں؟ اسلئے کہ حضورؐ حضرت عائشہؓ کو بہت محبوب رکھتے تھے، ساتھیوں نے کہا جی ہاں، چنانچہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت عائشہؓ نے اسے کھولا حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ یہ ڈبہ آپ کے پاس حضرت عمرؓ نے بھیجا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا حضور علیہ السلام کے بعد ابن خطابؓ پر فتوحات نہیں ہوئیں؟ (جو آج ہدیہ بھیجا ہے) اے میرے اللہ! مجھے ان کے عطیہ کے لئے اگلے سال تک باقی مت رکھ، [۳]

---

[۱] فذکر الحدیث قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۶ وفیہ ابو معشر نجیح ضعیف یعتبر بحدیثہ [۲] اخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۰
[۳] واخرج ابو یعلی، [۳] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۶ رجالہ رجال الصحیح،

حضرت[1] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے صدقہ کی وصولیابی کا عامل بنایا جب میں وصولیابی کرکے واپس آیا حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہو چکی تھی حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کیا تم ہمارے پاس سواریاں بھی لائے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا سواری کی اونٹنیاں ہمارے پاس لے آنا اور مال تمہارا ہے میں نے کہا وہ مال بہت کثیر ہے فرمایا اگرچہ کتنا ہی کثیر ہو اور وہ سب تیرا ہے، اور وہ مال چار ہزار تھا، لہذا میں اہلِ مدینہ میں سب میں زیادہ مال دار ہو گیا، [1]

عبد[2]اللہ بن عبیدہؓ بن عمیر فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے سامنے اپنی عطایا وصول کر رہے تھے اچانک حضرت عمرؓ نے سر جو اٹھایا ایک آدمی پر نظر پڑی جس کے چہرہ پر تلوار کا نشان تھا اس سے آپ نے دریافت کیا اس نے بتایا کہ اس آدمی کو وہ زخم ایک غزوہ میں لگا ہے جس میں وہ شریک تھا آپ نے فرمایا اس کے لئے ایک ہزار شمار کردو چنانچہ اس آدمی کو ایک ہزار درہم دیئے گئے پھر تھوڑی دیر تک مال الٹ پلٹ کرتے رہے پھر فرمایا اس آدمی کو ایک ہزار دے دو چنانچہ اس آدمی کو دوبارہ ایک ہزار دیئے گئے اسی طرح چار مرتبہ فرمایا ہر مرتبہ اس آدمی کو ایک ہزار درہم دیئے گئے وہ آدمی آپکی کثرتِ عطا سے حیا کر کے باہر چلا گیا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا، آپ سے کہا گیا کہ وہ آدمی ہم لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی کثرتِ عطا سے حیا کر کے چلا گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا سن لو خدا کی قسم! اگر وہ ٹھہرا رہتا تو میں اس کو برابر دیئے چلا جاتا جب تک کہ مال میں ایک درہم بھی باقی رہتا، یہ ایسا آدمی ہے جس کو اللہ کے راستہ میں تلوار لگی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ نشان زدہ ہو گیا ہے،

حضرت علیؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت[3] علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک سال میں تین مرتبہ عطایا تقسیم کیں، پھر آپکے پاس اصبہان سے مال آگیا آپنے فرمایا صبح ہی صبح چوتھی عطا لینے کیلئے جمع ہو جاؤ میں تم لوگوں کا خازن نہیں ہوں چنانچہ آپنے رسی تک تقسیم کی، چنانچہ بعض قوم نے اسے لیا اور بعض نے واپس کر دیا، [4]

---

[1] واخرج ابن سعد [1] کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۸ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۲ صفحہ ۳۵۵ [3] اخرج ابو عبید فی الاموال [4] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۲۰،

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا بیت المال کے تمام مال کو تقسیم کر دینا

حضرت[1] سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبد اللہ بن ارقمؓ سے فرمایا مسلمانوں کے بیت المال کو ہر ماہ ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو پھر فرمایا مسلمانوں کے مال کو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو پھر فرمایا بیت المال کو ہر دن میں ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو قوم میں سے کسی آدمی نے کہا اے امیر المومنین! مسلمانوں کے کچھ مال کو باقی رکھئے تاکہ کسی مصیبت میں کام آئے یا کسی آواز پر یعنی باہر سے طلب کی جانے والی امداد پر صرف کیجئے، راوی کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے اس کہنے والے کو جواب دیا کہ تیری زبان پر شیطان بول رہا ہے، اللہ پاک نے مجھے اس امر کی دلیل کی تلقین کی اور اس امر کی شرارت سے مجھے بچالیا، میں اس کے لئے اسی طرح تیاری کروں گا جس طرح پر اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی تھی اور وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنی ہے

حضرت[2] ابن عمرؓ فرماتے ہیں عراق سے حضرت عمرؓ کے پاس مال آیا آپ نے اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ایک آدمی نے کھڑے ہو کر آپ سے عرض کیا، اے امیر المومنین! اس مال سے آپ کچھ روک لیں ایسا نہ ہو کسی دشمن سے مقابلہ پڑے یا مصیبت کیلئے روک لیں کہ کبھی آجائے۔ فرمایا تجھے کیا ہوا، خدا تجھے قتل کر دے، یہ جملہ تیری زبان سے شیطان نے ادا کرایا ہے۔ اللہ پاک نے مجھے اس کی دلیل کی تلقین کی ہے خدا کی قسم! کل کے ڈر سے میں آج کے دن اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا، لیکن میں ان کے لئے وہی تیاری کروں گا جو ان کے لئے حضورؐ نے کی تھی،

سلمہ[3] بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس مال لایا گیا حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! اگر آپ اس مال کو بیت المال میں کسی مصیبت کے لئے یا کسی حادثہ کے لئے جو پیش آئے روک لیتے تو اچھا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ وہ کلمہ ہے جس کو شیطان کے سوا کسی نے نہیں پیش کیا، اللہ تعالے نے مجھے اس کی حجت کی تلقین کی اور اس کلمہ کے فتنہ سے مجھ کو بچالیا، اگلے سال کے آنے والے خطرات سے موجودہ سال میں میں اللہ تعالی کی مخالفت کروں؟ میں ان کے

---

[1] اخرج البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۷، [2] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۴۵، [3] وعند ابن عساکر،

لیے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کو تیار رکھتا ہوں اللہ پاک فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۂ طلاق ع ۱) ترجمہ: جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ پاک اس کے لیے نکاسی کی سبیل پیدا کرتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں سے اسکا گمان بھی نہیں ہوتا" اور تم مجھ کو ایسی بات کا حکم دیتے ہو، جو میرے بعد آنے والوں کے لیے فتنہ بن جائے۔ [1]

حضرت[2] حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف لکھا۔

"اما بعد! تمھیں واضح ہونا چاہیے سال میں کوئی ایسا دن ہونا چاہیے جس میں بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے یہانتک کہ بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ اللہ پاک جان لے کہ میں نے ہر حق والے کی طرف اس کا حق ادا کر دیا ہے۔"

حضرت[3] حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کے پاس لکھا کہ لوگوں کو انکا عطیہ اور ان کا رزق دے دو حضرت حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ عطایا اور رزق دینے کے بعد بہت کچھ بچ رہا ہے، حضرت عمرؓ نے پھر لکھا "یہ انہیں لوگوں کا حصہ ہے جو اللہ پاک نے لوگوں کو بطور عطیہ دیا ہے اس میں عمرؓ کا اور آلِ عمرؓ کا کچھ ساجھا نہیں اس کو بھی لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو"

حضرت[4] علی بن ربیعہ والبیؒ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ابن نباج نے آکر کہا اے امیر المومنین! بیت المال سونے اور چاندی سے پُر ہو گیا ہے، فرمایا اللہ اکبر! اور ابن نباج پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ مسلمانوں کے بیت المال پر پہونچے اور فرمایا

هٰذَا اجنائی وخیارہ فیہ ــــــ وکل جان یدہ الی فیہ

ترجمہ: "یہ میرا تازہ میوہ ہے اور اس کا پسندیدہ اس میں ہے اور ہر میوہ چننے والے کا ہاتھ اس کے مُنہ کی طرف ہے" اے ابن نباج! کوفہ کے عام لوگوں کو میرے پاس لے آؤ راوی کہتے ہیں چنانچہ تمام لوگوں میں ندا دی گئی اور جو کچھ مسلمانوں کے بیت المال میں تھا آپ نے سب دے ڈالا اور آپ کہتے جا رہے تھے لے سونے! اے چاندی! میرے غیر کو دھوکہ دے، لو، لو، یہاں تک کہ ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں باقی بچا، پھر اس

---

[1] کذا فی المنتخب الکنز ج ۴ صفہ ۳۹۱ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۱۸ وابن عساکر کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۱۷
[3] اخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۱۵ [4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۸۱،

بیت المال کے صاف کئے جانے کا حکم دیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی،

مجمع تیمی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بیت المال میں جھاڑو لگاتے اور اس میں نماز پڑھتے اور اس کو سجدہ گاہ بناتے، تاکہ وہ حصہ آپ کے لئے بروزِ قیامت گواہی دے، [۱]

حضرت معاذ بن علاء کے دادا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے تمہاری اس فیٔ (مالِ غنیمت) سے تمہاری اس شیشی کے سوا کچھ نہیں ملا جو مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دی تھی، پھر بیت المال میں تشریف لائے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا، اس کے بعد کہنا شروع کیا وہ آدمی فلاح پا گیا جس کے پاس ایک ٹوکری ہو جس میں سے وہ ہر دن ایک مرتبہ کھالے،

عنترہ شیبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ جزیہ اور خراج میں ہر پیشہ ور کے پیشہ سے تیار شدہ چیز کو لیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ سوئی والے سے سوئی اور سُوے والے سے سُوا اور تاگے والے سے تاگا اور رسی بنانے والے سے رسّی لیا کرتے پھر ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے، اور بیت المال میں ایک رات کے لئے بھی مال نہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ اس کو تقسیم کر دیتے، ہاں اگر کسی کام میں مشغول ہوتے تو پھر صبح ہی صبح اس مال کو تقسیم کرتے اور آپ کہا کرتے اے دُنیا! تو مجھ کو دھوکا نہ دے اور میرے غیر کو دھوکا دے اور یہ شعر پڑھتے:۔

هذا جناي وخياره فيه - وكل جان يده الى فيه

عنترہؓ فرماتے ہیں میں حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا آپ کے پاس قنبر نے آکر کہا اے امیر المومنین! آپ ایک ایسے آدمی ہیں کہ کچھ باقی ہی نہیں چھوڑتے آپ کے گھر والوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے، اور میں نے آپ کے لئے کچھ چھپا رکھا ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا چلئے اور دیکھ لیجئے وہ کیا ہے، راوی کہتے ہیں قنبر نے آپ کو ایک کوٹھری میں داخل کیا جس میں ایک بڑی لگن سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی تھی جب اس کو حضرت علیؓ نے دیکھا فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے! تو نے تو ارادہ کیا تھا کہ میرے گھر میں بڑی آگ داخل کر دے پھر آپ نے ان کو تولا اور ہر شریف کو اس کا حصہ دیا، اس کے بعد فرمایا:۔

---

[۱] واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۴۹ عن مجمع التیمی نحوہ،

[۲] واخرجہ ابو عبیدۃ،

هذا اجنائی وخیاره فیه ــــ وکل جان یده الی فیه

اے دُنیا! مجھ کو دھوکا نہ دے میرے غیر کو دھوکا دے، [۱]

حضرت عمرؓ کی رائے کہ مسلمانوں کا حق مال میں کیا ہے؟

حضرت اسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو سُنا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ اس مال کے لئے جمع ہو اور غور کرو کس کے لئے تم اس کو دیکھتے ہو؟ اس کے بعد ان حضرات سے فرمایا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اس مال کے لئے جمع ہو اور غور کرو کہ اس میں کس کا حق ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے چند آیات پڑھی ہیں میں نے سُنا کہ اللہ پاک فرماتا ہے :- مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (سورۂ حشر رکوع ۱)

ترجمہ :- جو کچھ اللہ تعالیٰ (اسی طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دِلوادے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا، سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا، سب یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مالِ فئے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو۔ اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے اور ان حاجت مند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضا مندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں" خدا کی قسم یہ تنہا انہیں لوگوں کے

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۳۸۲ واخرج احمد فی الزہد وسدد عن مجمع نحو ما تقدم عن ابی نعیم فی الحلیۃ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۳۸۵ [۲] اخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۱،

لئے نہیں ہے ۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۂ حشر ع۱)

ترجمہ :۔ "ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" خدا کی قسم! تنہا یہ انھیں لوگوں کے لئے نہیں ہے ۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۂ حشر رکوع ۱)

ترجمہ :۔ "اور ان لوگوں کا بھی (اس مال فئے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب! آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔" خدا کی قسم! مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے لئے اس مال میں حق نہ ہو خواہ وہ اس سے دیا جائے یا نہ دیا جائے حتیٰ کہ عدن کے چرواہے تک کا بھی حق ہے۔

مالک[1] بن اوس بن حدثان اسی قصہ میں جس کا تذکرہ چل رہا ہے فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی ۔ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (سورۂ توبہ رکوع ۸)

ترجمہ :۔ "صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔" پھر فرمایا یہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ وَاعْلَمُوْا

---

[1] واخرج ایضاً ج ۶ صـ ۳۵۲۔

اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (سورۃ انفال رکوع ۵)

ترجمہ:۔ "اور اس بات کو جان لو کہ جو شے بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کُل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور (ایک حصہ) آپ کے قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین و کفار کی) باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ (ہی) ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔" پھر یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا اِلٰی اٰخر الآیۃ ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔ پھر فرمایا یہ لوگ مہاجرین ہیں، پھر یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی:۔ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ: اِلٰی اٰخر الآیۃ ترجمہ اوپر گذر چکا ہے، پھر یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ اِلٰی اٰخرہ ترجمہ اوپر گذر چکا ہے، فرمایا پس یہ آیۃ تمام لوگوں کو شامل ہے اور کوئی مسلمان باقی نہیں بچا مگر اس کے لئے اس مال میں حق ہے سوائے ان غلاموں کے جن کے تم مالک ہو، اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ کوئی مسلمان باقی نہ بچے گا مگر اس کے پاس اس کا حق پہونچے گا یہاں تک کہ کسر اور حمیر کے چرواہوں کے پاس بھی ان کا حق پہونچے گا، اگرچہ اس مال کے لئے انکی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آیا ہو۔[1]

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت سعدیؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک دن حضرت طلحہؓ کے پاس گئی یعنی حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے پاس میں نے ان کی طبیعت پر کچھ گرانی محسوس کی میں نے ان سے دریافت کیا تمھیں کیا ہو گیا، شاید آپ کو ہماری جانب سے کوئی شک کی بات پہونچی ہے جس کی وجہ سے ہم نے آپ کو مشقت میں ڈال دیا؟ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے فرمایا نہیں تم مسلمان آدمی کے لئے بہترین زوجہ ہو، لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس

[1] واخرجہ اللالکائی ابن جریر عن مالک بن اوس نحوہ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۳۴۲ واخرج الطبرانی باسناد حسن

بہت مال جمع ہوگیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ میں اس میں کیا کروں ؟ سعدیؓ نے کہا کہ اس سے آپ کو کیا رنج ملتا ہے؟ اپنی قوم کو بلائیے اور ان کے درمیان میں تقسیم کر دیجئے، اسیوقت غلام کو آواز دے کر حکم دیا کہ میری قوم کو میرے پاس بلا لاؤ، راوی کہتے ہیں کہ میں نے خازن سے پوچھا کہ کتنا تقسیم کیا؟ خازن نے بتایا چار لاکھ، سلہ

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہؓ نے اپنی زمین سات لاکھ میں بیچی اس مال نے آپ کے پاس ایک رات گذاری حضرت طلحہؓ کی ساری رات اس مال کے ڈر سے بیداری میں کٹی، یہاں تک کہ صبح ہوتے ہی اس کو تقسیم کر دیا، سلہ

حضرت طلحہؓ کی بیوی سعدیؓ کہتی ہیں کہ میرے پاس حضرت طلحہؓ تشریف لائے، میں نے ان کو رنجیدہ دیکھ کر کہا مجھے کیا ہوا کہ میں آپ کو ترشرو دیکھ رہی ہوں؟ کیا آپ کو ہماری کسی بات نے شک میں ڈالا ہے؟ فرمایا خدا کی قسم! نہیں تمھاری کسی بات سے میں شک میں نہیں تم تو بہترین رفیقہ ہو لیکن مجھے اس مال سے رنج ہے جو میرے پاس جمع ہوگیا ہے سعدیؓ نے کہا کہ آپ اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کی طرف آدمی بھیجئے اور ان میں تقسیم کر دیجئے، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، میں نے خازن سے پوچھا کتنا مال تقسیم کیا ہے؟ اس نے بتایا چار لاکھ، انکی آمدنی ہر دن پوری ایک ہزار کی تھی راوی کہتے ہیں کہ لوگ حضرت طلحہؓ کو طلحہ فیاضؓ کہا کرتے تھے،

حضرت زبیر بن عوامؓ کا مال کو تقسیم کرنا

سعیدؒ بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے ایک ہزار غلام تھے جو آپ کو یومیہ خراج ادا کرتے تھے آپ اس کو ہر رات تقسیم کر دیتے پھر اپنے مکان اس حالت میں تشریف لے جاتے کہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا،

مغیث بن سمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے ایکہزار غلام تھے جو آپکو یومیہ خراج ادا کرتے تھے آپ انکے خراج میں سے اپنے گھر میں ایک درہم نہ داخل کرتے تھے، سلہ

سلہ کذا فی الترغیب ج ٢ صفحہ ١٧٦ وقال الہیثمی ج ٩ صفحہ ١٤٨ رجالہ ثقات واخرجہ ابن سعد ج ٣ صفحہ ١٥٧ وابونعیم ج ١ صفحہ ٨٨ بنحوہ سلہ واخرج ابونعیم ایضاً فی الحلیۃ ج ١ صفحہ ٨٩ سلہ واخرجہ ابن سعد ج ٣ صفحہ ١٥٧ اطول منہ، سلہ واخرج الحاکم ایضاً ج ٣ صفحہ ٣٧٨، سلہ اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ١ صفحہ ٩٠ سلہ واخرجہ البیہقی ج ٨ صفحہ ٩ عن مغیث مثلہ واخرجہ یعقوب بن سفیان نحوہ کما فی الاصابہ ج ١ صفحہ ٥٤٦،

حضرت[1] عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ یوم جمل میں ٹھہرے تو مجھ کو بلایا میں آپ کے برابر میں کھڑا ہو گیا، انھوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! آج کے دن سوائے ظالم یا مظلوم کے کوئی نہ مارا جائے گا اور میرا اپنے متعلق جہاں تک خیال ہے میں آج کے دن مظلوم ہو کر شہید کیا جاؤں گا اور بے شک میرے نزدیک سب سے بڑی قابلِ توجہ چیز میرا قرضہ ہے کیا تیرا خیال ہے کہ ہمارے قرضہ کی ادائگی سے ہمارا مال بچے گا؟ اس کے بعد فرمایا اے میرے بیٹے! ہمارے مال کو بیچ کر میرا قرضہ ادا کرنا۔ اور تہائی مال کی وصیت کی اور اس تہائی میں سے تہائی کی اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کے لئے کہ تہائی میں سے تہائی یہ لیں گے، پس اگر ہمارے مال سے قرضہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچ رہے تو اس کا تہائی تیری اولاد کے لئے ہے، ہشام راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ کی بعض اولاد حضرت زبیرؓ کی بعض اولاد کے برابر کی تھی یعنی خبیبؓ اور عبادؓ، حضرت زبیرؓ کے اس دن نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں، حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے مجھے اپنے قرضہ کے بارے میں وصیت کرنی شروع کی اور کہہ رہے تھے اے میرے بیٹے! اگر تو اس میں سے کسی شے کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس پر میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا، حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں پس خدا کی قسم! میں ان کے اس مقصد کو نہ سمجھ سکا، چنانچہ میں نے پوچھا اے اباجان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ فرمایا، اللہ، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم! جب کبھی میں اپنے اباجان کے قرض کے کسی رنج میں مبتلا ہوا تو میں نے کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ! ان کے قرضہ کو ادا کرا، جبھی وہ قرضہ ادا ہو جاتا، حضرت زبیرؓ اس جنگ میں شہید کئے گئے، نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ کوئی درہم مگر دو زمینیں چھوڑیں، ان میں سے ایک غابہ ہے اور گیارہ گھر مدینہ میں چھوڑے اور دو گھر بصرہ میں اور ایک گھر کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں، (اس کے باوجود) جو قرضہ ان پر ہوا، آدمی ان کے پاس مال لاتا اور اس کو آپ کے پاس امانت رکھتا حضرت زبیرؓ فرماتے امانت نہیں لیکن اسے بطور قرض کے میرے پاس رکھ جاؤ اس لئے کہ مجھے امانت کے ضائع ہونے کا ڈر ہے (چونکہ امانت کا استعمال جائز نہیں اور باوجود حفاظت کے ضائع ہو جانے پر تاوان نہیں اس لئے بطور قرض لے لیا کرتے تھے اور پھر خیرات کر دیا کرتے تھے اس لئے قرض کی بہتات ہو گئی تھی) حضرت زبیرؓ کبھی کسی امارت کے والی نہیں ہوئے اور نہ خراج کی وصولیابی کے

---

[1] واخرج البخاری،

اور نہ کسی چیز کے۔ ہاں غزوات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابو بکرؓ کے اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ رہے، حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ان پر جو قرضہ تھا اس کا جو میں نے حساب لگایا تو وہ بائیس لاکھ تھا۔ راوی کہتے ہیں حضرت حکیمؓ بن حزام کی حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے ملاقات ہوئی، کہنے لگے اے میرے برادر زادہ! میر بھائی پر کتنا قرضہ ہے؟ حضرت عبد اللہؓ چھپا گئے اور کہا ایک لاکھ، حضرت حکیمؓ نے کہا خدا کی قسم! میرا خیال نہیں کہ تمہارا مال اس قرضہ کے لئے کفایت کر سکے، تب ان سے حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے بائیس لاکھ قرض ہے، حضرت حکیمؓ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی ادائگی کی طاقت نہیں رکھتے، اگر تمہیں اس بارے میں کچھ تنگی محسوس ہو تو مجھ سے بھی مدد لینا، حضرت زبیرؓ نے غابہ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا آپ کے بیٹے نے اس کو سولہ لاکھ میں فروخت کیا اس کے بعد کھڑے ہو کر کہا جس کسی کا حضرت زبیرؓ پر قرض ہو وہ ہم سے غابہ پر سلے چنانچہ ان کے پاس حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ آئے انکا حضرت زبیرؓ پر چار لاکھ قرض تھا حضرت عبد اللہؓ سے کہا اگر تم چاہو تو اس قرضہ کو تمہارے لئے چھوڑ دوں حضرت عبد اللہؓ نے کہا نہیں، ابنِ جعفرؓ نے کہا اگر تم مؤخر کرانا چاہو تو میں مؤخر کر دوں؟ حضرت عبد اللہؓ نے کہا نہیں، ابنِ جعفرؓ نے کہا تو میرے لئے جاگیر کاٹ دو، حضرت عبد اللہؓ نے کہا۔ آپ کے لئے اس جگہ سے اُس جگہ تک ہے، راوی کہتے ہیں چنانچہ اس ٹکڑے کو حضرت عبد اللہؓ نے بیچا اور ابنِ جعفرؓ کا قرض پورا پورا ادا کر دیا اور ساڑھے چار حصّے اس زمین کے اور بچ رہے، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے ان کے پاس عمرو بن عثمانؓ اور منذر بن زبیرؓ اور ابن زمعہؓ تھے ان سے حضرت معاویہؓ نے پوچھا تم نے غابہ کی کیا قیمت لگائی ہے؟ کہا ہر حصہ ایک لاکھ کا پوچھا کتنا باقی رہ گیا کہا ساڑھے چار حصّے منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک لاکھ میں ایک حصہ تو میں لیتا ہوں، عمرو بن عثمانؓ نے کہا۔ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں، ابن زمعہؓ نے کہا کہ ایک لاکھ میں ایک حصہ میں لیتا ہوں، حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ اب کتنی بچی؟ فرمایا ڈیڑھ حصہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لیا، اس کے بعد حضرت ابن جعفرؓ نے اپنا حصہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ چھ لاکھ میں بیچا، راوی کہتے ہیں جب ابنِ زبیرؓ اپنے باپ کے قرضہ سے فارغ ہو گئے تو حضرت زبیرؓ کے اور بیٹوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ہماری میراث تقسیم کر دیجے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا خدا کی قسم! ابھی میں تمہارے درمیان تقسیم نہ کروں گا۔

جب تک کہ میں چار سال موسمِ حج میں آواز نہ دے لوں، کہ جس کسی کا حضرت زبیرؓ پر قرض ہے وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرضہ ادا کریں۔ چنانچہ ہر سال موسمِ حج میں آواز دی جب چار سال گذر گئے تو ان کے درمیان تقسیم کیا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کے چار بیویاں تھیں، تہائی نکالنے کے بعد ہر ہر بیوی کو بارہ لاکھ ملے، تو تمام مال حضرت زبیرؓ کا پانچ کروڑ دو لاکھ زر درہم تھا۔ ان[1] تمام کا مجموعہ جو آپ کے ورثا میں تقسیم کیا گیا تین کروڑ چوراسی لاکھ تھا اور جس تہائی کی آپ نے وصیت کی ایک کروڑ بانوے لاکھ تھی، پس یہ سب پانچ کروڑ چھہتر لاکھ ہوا اور وہ قرضہ جو اس سے پہلے ادا کیا گیا بائیس لاکھ تھا اس صورت میں تمام قرضہ اور وصیت اور میراث پانچ کروڑ اٹھانوے لاکھ ہوا، اور ہم نے یعنی ابن کثیر نے اس بات کی تفصیل اس وجہ سے لکھی ہے کہ صحیح بخاری میں اس بارے میں وہ روایت نقل کی گئی جس میں نظر ہے مناسب یہ ہے کہ اس پر تنبہ حاصل کیا جائے،

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا مال کو تقسیم کرنا

حضرت[2] مسورؓ کی صاحبزادی اُمِّ بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی اور اس کو بنی زہرہ اور مسلمان فقیروں اور مہاجرین اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقسیم کیا جب حضرت عائشہؓ کے پاس اس میں سے مال بھیجا انھوں نے دریافت کیا یہ مال کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے، یہ مال لے جانے والا کہتے ہیں کہ میں نے ساری بات کہہ سنائی (کہ زمین بیچی ہے اور مال تقسیم کیا ہے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضورؐ نے فرمایا ہے تم پر میرے بعد سوائے صبر کرنے والوں کے کوئی مہربانی نہ کرے گا، اللہ پاک ابن عوفؓ کو جنت کی سلسبیل سے سیراب کرے[3] اور ایک[4] روایت میں حضورؐ کے الفاظ اس طرح ہیں میرے بعد تم پر سوائے بھلے لوگوں کے اور کوئی مہربانی نہ کرے گا۔

---

[1] قال ابن کثیر فی البدایۃ ج، صفحہ ۲۴۹، [2] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۱۰،
[3] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی لیس بمتصل۔ اھ۔
[4] وقد اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۸ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۹۴ عن المسور بن مخرمۃ بنحوہ الا ان فی روایۃ ابی نعیم

حضرت[1] جعفر بن برقانؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے تیس ہزار باندیاں آزاد کیں،

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور معاذؓ بن جبل اور حذیفہؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت[2] مالک الدارؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے چار سو دینار لئے اور ان کو ایک تھیلی میں رکھ کر غلام سے کہا، انھیں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کے پاس لے جاؤ۔ پھر انھیں تھوڑی دیر کے لئے گھر میں مہلت دینا تاکہ تم دیکھ لو کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ غلام اسے لے کر ان کی خدمت میں گیا اور کہا کہ امیر المومنین آپ کے لئے فرماتے ہیں کہ ان کو اپنی بعض ضروریات میں صرف کر لیں، حضرت ابو عبیدہؓ نے دعا دی کہ اللہ انکو اپنے سے ملائے اور ان پر رحم کرے، اس کے بعد فرمایا اے باندی! ادھر آ، یہ سات تو فلاں کے پاس لے جا اور یہ پانچ فلاں کے پاس، اور یہ پانچ فلاں کے پاس، یہاں تک کہ وہ سارے دینار ختم کر دیئے، وہ غلام حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ آیا اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور غلام نے دیکھا کہ اسی جیسی تھیلی حضرت معاذ بن جبلؓ کے لئے تیار کر رکھی ہے، چنانچہ غلام سے کہا کہ اسے حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس لے جاؤ اور ان کے گھر میں بھی تھوڑی دیر ٹھہرنا تاکہ تم دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ وہ غلام انھیں لے کر حضرت معاذؓ کے پاس گیا اور کہا کہ امیر المومنین نے آپ سے کہا ہے کہ اس کو اپنی بعض ضروریات پر صرف کیجئے، حضرت معاذؓ نے دعا دی کہ اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے اور انھیں اپنے سے ملائے، اور کہا اے جاریہ! یہاں آ، فلاں کے گھر اتنا لے جا اور فلاں کے گھر اتنا، اتنے میں حضرت معاذؓ کی بیوی آگئی اس نے کہا اور ہم؟ خدا کی قسم ہم بھی مسکین ہیں، ہم کو بھی دیجئے اس تھیلی میں دو دینار رہ گئے تھے، ان دونوں کو اس بیوی کی طرف پھینک مارا، غلام نے حضرت عمرؓ کی طرف واپس آکر آپ کو اطلاع دی، حضرت عمرؓ اس بات سے بہت خوش

---

[1] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۰۸ وابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۹۹،
[2] اخرج الطبرانی فی الکبیر،

ہوئے اور فرمایا یہ سب آپس میں بھائی ہیں، [1]

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی تمنا کا اظہار کرو، ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ کوٹھری بھر کر میرے پاس درہم ہوتے جس کو میں اللہ کے راستے میں خرچ کرتا، حضرت عمرؓ نے پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنی تمنا کا اظہار کرو، دوسرے نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ یہ گھر بھر کر سونا ہوتا اور میں اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا، حضرت عمرؓ نے پھر فرمایا کہ اپنی تمنا کا اظہار کرو، ایک اور ساتھی نے کہا کہ یہ گھر بھر کر موتی ہوتے یا اسی جیسی کسی اور چیز کی تمنا کی اور میں اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا، حضرت عمرؓ نے پھر کہا کہ اپنی تمنا کا اظہار کرو، ساتھیوں نے کہا کہ اب ہم اس کے بعد اظہارِ تمنا نہ کریں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا لیکن میں اس بات کا متمنی ہوں کہ یہ گھر بھر کر ابو عبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم جیسے آدمی ہوتے اور انھیں میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے لئے عامل بناتا راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت حذیفہؓ کی طرف مال بھیجا اور لے جانے والے سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں، چنانچہ جب ان کے پاس مال پہونچا تو انھوں نے فوراً تقسیم کر دیا، اس کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس مال بھیجا۔ اور انھوں نے بھی لگتے ہاتھوں تقسیم کر دیا، پھر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس مال بھیجا اور کہا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں، اور اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے تو جو تم سے بات کہی تھی کہہ دی (او کما قال)

---

[1] ورواتہ الی مالک الدار ثقات مشہورون ومالک الدار لا اعرفہ کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۷۷ وقال الهیثمی ج ۳ صفحہ ۱۲۵ رواہ الطبرانی فی الکبیر ومالک الدار لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی قلت ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۴۸۴ وقال مالک بن عیاض مولی عمر وہو الذی یقال لہ مالک الدار لہ ادراک وسمع من ابی بکر الصدیقؓ روی عن الشیخین ومعاذ وابی عبیدۃ روی عنہ ابناہ عون وعبد اللہ وابو صالح السمان وذکرہ ابن سعد فی الطبقۃ الاولی من التابعین فی اہل المدینۃ وقال کان معروفا وقال علی بن المدینی کان مالک الدار خازنا لعمر۔ انتہی وقال فی الاصابۃ وروینا فی فوائد داؤد بن عمرو الضبی جمع البغوی من طریق عبد الرحمٰن بن سعید بن یربوع المخزومی عن مالک الدار فذکر القصۃ اھ۔ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۳۷ عن مالک الدار فذکر مثلہ، واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۰۰ عن معن بن عیسی قال عرضنا علی مالک بن انس فذکرہ مختصراً واخرج البخاری فی التاریخ الصغیر صفحہ ۲۹،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت[1] میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس بارہ ہزار دینار ایک مجلس میں آئے وہاں سے اٹھنے سے پہلے ہی ان سب کو تقسیم کر دیا،

حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک لاکھ کی رقم بھیجی ان پر ایک سال نہیں گذرا تھا کہ انکے پاس انمیں سے کچھ نہیں تھا،

حضرت ایوب بن وائل راسبیؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو مجھ سے ابن عمرؓ کے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس چار ہزار حضرت معاویہؓ کے پاس سے اور چار ہزار ایک اور آدمی کے پاس سے اور دو ہزار ایک تیسرے آدمی کے پاس سے آئے اور چادریں آئیں، حضرت ابن عمرؓ بازار آئے کہ اپنی اونٹنی کے لئے ایک درہم کا ادھار چارا خریدیں، اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے میں ان کی جاریہ کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا، میں تجھ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو مجھ سے سچ سچ کہہ دے، میں نے اس سے کہا، کیا یہ بات نہیں ہے کہ چار ہزار تو حضرت معاویہؓ کی جانب سے آئے اور چار ہزار ایک اور آدمی کے پاس سے، اور دو ہزار ایک اور آدمی کے پاس سے آئے، اور چادریں آئیں؟ جاریہ نے جواب دیا کہ ہاں بے شک یہ چیزیں آئیں، میں نے جاریہ سے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ اونٹ کے لئے چارا ایک درم کا ادھار خرید رہے ہیں، جاریہ نے کہا صبح ہونے سے پہلے ہی اسے تو تقسیم کر چکے، اور اس کے بعد چادر لی اور اسے اپنی پشت پر ڈالا اس کے بعد چلے گئے، اس کے بعد اس چادر کو منہ پر ڈال کر واپس آگئے وہ پڑوسی کہتا ہے کہ تب میں نے جا کر تاجروں سے کہا، اے تاجروں کے گروہ! تم دنیا کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ ابن عمرؓ کے پاس گذشتہ رات دس ہزار کھرے درہم آئے آج صبح وہ اپنے سواری کے جانور کے لئے ایک درہم کا چارا ادھار طلب کر رہے ہیں،

حضرت[2] نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس کچھ اوپر بیس ہزار درہم آئے

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۹۶، [2] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰۹،

اپنی اس مجلس سے جب کھڑے ہوئے جب ان سب کو دے ڈالا، اور اس کے علاوہ اور بھی دیا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ برابر عطیات کرتے رہتے یہاں تک کہ جو کچھ ان کے پاس تھا ختم ہو گیا اور جب ان کے پاس بعض وہ لوگ آئے جن کو یہ عطیہ دیا کرتے تھے تو بعض ایسے لوگوں سے اُدھار لیتے جنکو انھوں نے عطیہ دیا ہوتا، اور اس سے دیتے، میمونؒ کہتے ہیں کہ کہنے والا ان کو بخیل کہتا تھا خدا کی قسم اس نے جھوٹ بولا۔ اس چیز میں یہ ہرگز بخیل نہیں تھے جو انہیں نفع پہونچانے والی تھی (یعنی صدقہ وخیرات)

حضرت اشعث بن قیسؓ کا مال تقسیم کرنا

ابو اسحاق[1] کہتے ہیں کہ میرا ایک کندی آدمی پر قرض تھا اور میں اس کے پاس صبح ہی صبح جاتا ایک دن مجھے فجر کی نماز حضرت اشعث بن قیسؓ کی مسجد میں ملی اور میں نے نماز پڑھی، جب امام نے سلام پھیرا ہر انسان کے آگے ایک جوڑا کپڑا اور ایک جوڑا جوتا اور پانچ درہم رکھے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں اس مسجد کے نمازیوں میں سے نہیں ہوں، پھر بھی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت اشعث بن قیسؓ مکہ سے تشریف لائے ہیں[2] (یہ ان کا عطیہ ہے)

حضرت عائشہ بنت حضرت ابو بکرؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت[3] اُم درہؓ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ آئے انھوں نے ان کو تقسیم کر دیا اور ان کا اس دن روزہ تھا، میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا تمہارے لئے اس چیز میں جو آپ نے خرچ کی اس کی گنجائش نہ تھی کہ ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں؟ جس سے روزہ افطار کر لیتیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا بھی کر لیتی،[4]

---

[1] اخرج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۱۵ وفیہ ابو اسرائیل الملائی وقد اختلف فیہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح انتہی [3] اخرج ابن سعد

[4] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۶۱۔

اُمّ المومنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت[1] محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سودہؓ کے پاس ایک بڑا تھیلا درہموں سے بھر کر بھیجا حضرت سودہؓ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا دراہم ہیں، انھوں نے فرمایا اس تھیلے میں تو یہ کھجور سے دکھائی دیتے ہیں اور ان کو تقسیم کر دیا۔[2]

اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کا مال تقسیم کرنا

حضرت[3] برۃؓ بنت رافع بیان کرتی ہیں کہ جب بیت المال سے عطیات نکالے گئے حضرت عمرؓ نے حضرت زینبؓ کے پاس جتنا ان کے لئے مقرر کر رکھا تھا بھیجا، جب یہ مال ان کے پاس پہونچا فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی مغفرت کرے، میرے علاوہ میرے اور بھائی اس کے تقسیم کرنے پر مجھ سے زیادہ قوت رکھتے ہیں، لوگوں نے کہا یہ تو سارا آپ کے لئے ہے، کہنے لگیں سبحان اللہ! اور اس مال سے ایک کپڑے کے ساتھ چھپ گئیں اور فرمایا اس عطیہ کو رکھو اور اس پر کپڑا ڈال دو، پھر مجھ سے کہا اے برہ! اپنا ہاتھ اس میں داخل کرو اور اس میں سے ایک مٹھی لو اور لے بنی فلاں کو اور بنی فلاں کو دے آؤ. جو حضرت زینبؓ کے رشتہ دار اور یتیم تھے یہانتک کہ اس میں کپڑے کے نیچے کچھ باقی رہ گیا. برہؓ نے حضرت زینبؓ سے عرض کیا. اے اُمّ المومنین! اللہ آپ کی مغفرت کرے خدا کی قسم! اس میں ہمارا بھی حق ہے حضرت زینبؓ نے فرمایا جا جو کچھ کپڑے کے نیچے ہے تیرا ہے. برہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس کپڑے کے نیچے پچاسی ۸۵ درہم پائے. پھر حضرت زینبؓ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دُعا مانگی کہ اے بارِ الٰہا! اس سال کے بعد مجھ کو حضرت عمرؓ کا عطیہ نہ ملے، چنانچہ انکی وفات ہو گئی محمد[4] بن کعبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنتِ جحشؓ کا وظیفہ بارہ ہزار درہم تھا. ایک

---

[1] اخرج ابن سعد بسند صحیح. [2] کذا فی الاصابہ ج ۴ صفحہ ۳۳۹ [3] اخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱۰/۱.
[4] وعنہ ابن سعد ایضا.

سال کے علاوہ آپ نے نہیں لیا اور لینے کے بعد کہہ رہی تھیں اے میرے اللہ! سالِ آئندہ مجھے یہ مال نہ پائے اس لئے کہ یہ فتنہ ہے اس کے بعد اپنے رشتہ داروں اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا، حضرت عمرؓ کو جب یہ بات پہونچی فرمایا یہ ایسی بیوی ہیں جنکے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے اور ان کی خبرگیری کے لئے آمادہ ہوئے اور سلام کہلا کر بھیجا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے خرچ کیا ہے اس کی اطلاع مجھے مل گئی اور ان کے پاس ایک ہزار درہم بھیجے کہ ان کو اپنے خرچہ کے لئے رکھ چھوڑیں، حضرت زینبؓ نے ان درہموں کے ساتھ بھی وہی معاملہ برتا[لہ] (یعنی تقسیم کر دیئے)

شیر خواروں کیلئے وظیفہ مقرر کرنا

حضرت[لہ] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کئی تاجر ساتھی آئے اور عیدگاہ کے قریب ٹھہر گئے حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ ان لوگوں کی آج کی رات چوری سے حفاظت کرو؟ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کی پہرہ داری کی یہ دونوں نماز پڑھتے رہے جو کچھ اللہ پاک نے ان کے حصہ میں لکھا تھا، حضرت عمرؓ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی اس طرف متوجہ ہوئے، اور اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ سلوک کر، پھر اپنی جگہ لوٹ آئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر بچہ کے رونے کی آواز سنی اس بچہ کی ماں کے پاس تشریف لے گئے اور پھر اسی طرح کہہ کر اپنی جگہ واپس آئے جب رات کا آخری حصہ ہوا پھر اس بچہ کے رونے کی آواز سنی، اس کی ماں کے پاس آئے اور فرمایا تیرا ناس جائے، میرا خیال یہ ہے کہ تو بہت بری ماں ہے، کیا ہوا کہ تیرے بچہ کے لئے میں نے شروع رات سے قرار ہی نہیں دیکھا؟ اس عورت نے جواب دیا اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے آج ساری رات بڑی ڈانٹ بتائی، میں اس کو دودھ چھڑانے پر پھسلا رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں دریافت فرمایا کس لئے؟ عورت نے کہا اس لئے کہ عمرؓ دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ نہیں مقرر کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا اس بچہ کی عمر کتنی ہے؟ عورت نے کہا اتنے اتنے مہینہ کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا ناس جائے اتنی جلدی اس کا دودھ مت چھڑا، اس کے بعد

[لہ] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۱۳، [لہ] اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱۰ و ابو عبید و ابن عساکر،

آکر فجر کی نماز پڑھائی حضرت عمرؓ کے رونے کی وجہ سے ان کی قرأت لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی، جب سلام پھیرا تو فرمایا، ہائے عمر کی خرابی! مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے، پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے یہ منادی کی کہ لوگ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کریں میں نے جتنے بچے اسلام میں پیدا ہوئے سب کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے، اور اطرافِ عالم میں یہ بات لکھ کر بھیج دی کہ میں نے ہر اس بچہ کا جو اسلام میں پیدا ہوا ہے وظیفہ مقرر کر دیا ہے، ؎۱

بیت المال سے اپنے اور رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں احتیاط

حضرت ؎۲ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال کو اپنی طرف سے یتیم کے مال کا مرتبہ دے رکھا ہے اگر مجھے اس سے بے پرائی ہوتی ہے تو میں اس سے بچاؤ حاصل کرتا ہوں، اور اگر مجھے ضرورت ہوتی ہے تو بھلائی کے طریقہ پر اسے کھاتا ہوں اور ایک دوسری روایت میں حضرت عمرؓ سے ہے کہ میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال کے مرتبہ میں اتار رکھا ہے:۔ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ (سورۂ نساء رکوع ۱) ۔ "ترجمہ:۔ جو آدمی بے پرواہ ہو وہ پرہیز حاصل کرے اور جو محتاج ہو وہ شرعی طریقہ کے مطابق اسے کھائے۔"

حضرت ؎۳ عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے لئے یہ مال حلال نہیں مگر جو کچھ کہ میں اپنے اصلی مال سے کھاؤں، ؎۴

حضرت ؎۵ عمرانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو بیت المال کے خزانچی کے پاس آتے، اور اس سے ادھار لیتے پس بسا اوقات آپ پر ادائگی دشوار ہو جاتی، آپ کے پاس بیت المال والا آتا اور آپ سے تقاضا کرتا اور وہ آپ سے چمٹ کر مطالبہ کرتا اس کے لئے حضرت عمرؓ کچھ تدبیر کرتے اور بسا اوقات جب آپ کا عطیہ نکلتا تو اس سے اس قرض کی ادائگی کرتے،

؎۱ کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۱۷، ؎۲ اخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۹۸،
؎۳ وعندہ ایضاً، ؎۴ کما فی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۴۱۸
؎۵ واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۹۸،

ابراہیمؒ[1] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ تجارت کرتے تھے اور آپ خلیفۃ المسلمین تھے، اور آپ نے تجارتی سامان ملک شام بھیجا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس چار ہزار قرض لینے کے لئے آدمی بھیجا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے قاصد سے کہا کہ ان سے کہنا کہ اس قرضہ کو بیت المال سے لیں پھر بیت المال میں اس کو لوٹا دیں جب حضرت عمرؓ کے پاس قاصد آیا اور آپ کو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے قول کی اطلاع دی تو یہ بات حضرت عمرؓ پر بڑی گراں گذری، حضرت عبدالرحمٰنؓ سے جب حضرت عمرؓ ملے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو نے کہا تھا کہ اس کو بیت المال سے لے لیں؟ پس اگر میں تمھاری آمد سے قبل مرجاتا تو تم لوگ کہتے، امیرالمومنین نے مال لے لیا۔ اس مال کو ان کے لئے چھوڑ دو اور میں اس مال کے عوض قیامت کے دن پکڑا جاتا میرا بیت المال سے لینے کا ارادہ نہیں، لیکن میرا ارادہ یہ تھا کہ اس کو میں کسی حریص اور تیرے جیسے بخیل آدمی سے لوں، تو اگر میں مر بھی جاؤں تو وہ میرے مال سے وصول کرلے،[2]

حضرت براء[3] بن معرورؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دن نکل کر ممبر پر آئے، اور آپ بیمار ہو رہے تھے، اور آپ کے لئے کسی نے شہد تجویز کیا تھا اور بیت المال میں شہد کی کپی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو تو میں اسے لے لوں نہیں تو وہ میرے لئے حرام ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی،[4]

حضرت[5] حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس مال آیا اس کی اطلاع آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کو پہونچی حضرت حفصہؓ تشریف لائیں اور کہا اے امیرالمومنین! آپ کے اقربا کا بھی اس مال میں حق ہے اور اللہ عزوجل نے اقربین کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا اے میری پیاری بیٹی! میرے رشتہ داروں کا حق میرے مال میں ہے لیکن یہ مسلمانوں کی فیئے اور ان کا مال ہے، تو نے اپنے باپ کو کھوٹ میں مبتلا کرنا چاہا ہے، جا چلی جا، سنا کہ حضرت حفصہؓ دامن کھینچتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں،[6]

---

[1] واخرج ایضا ج ۳ صفہ ۱۹۹، [2] واخرجہ ایضا ابوعبیدۃ فی الاموال و ابن عساکر عن ابراھیم نحوہ کما فی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۱۸، [3] واخرج ابن عساکر، [4] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۴۱۸، [5] واخرج احمد فی الزہد، [6] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۴۱۲،

حضرت اسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمارے پاس جلولا کے زیوروں میں سے کچھ زیور ہیں اور چاندی کا برتن ہے اگر آپ کو کسی دن فرصت ہو آپ انھیں دیکھ لیجئے اور جو آپ چاہیں ہمیں حکم دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تم مجھے فارغ دیکھنا مجھے اطلاع دے دینا۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن ارقم ایک دن آئے اور عرض کیا کہ آج تو میں آپ کو فارغ دیکھ رہا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں تم میرے لئے اپنے چمڑے کا بستر بچھاؤ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس مال کے لئے حکم دیا اور وہ مال اس پر ڈالا گیا، اس کے بعد آپ تشریف لائے اور اس مال کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! تو نے اس مال کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا ہے:۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ (سورۂ آل عمران رکوع ۲ ۔ پ ۳)

ترجمہ:۔ "(اکثر لوگوں) کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے۔ نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔" یہاں تک کہ اس آیتہ سے فارغ ہوئے، فرمایا، اور تو نے فرمایا ہے:۔ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ (سورۂ حدید رکوع ۳)

ترجمہ:۔ "(یہ بات اس لئے بتلادی ہے) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر (اتنا) رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔" اور ہم میں اس کے سوا اور کسی بات کی استطاعت نہیں کہ ہم اسے دیکھ کر خوش ہوں جس کو تو نے ہمارے لئے مزین فرمایا اے میرے اللہ! تو ہم کو ان لوگوں میں سے کردے جو اسے حق میں خرچ کریں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اسکی شرارت سے، راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عمرؓ کے ایک صاحبزادے کو کوئی اٹھا کر لایا جنھیں عبدالرحمٰنؒ بن بہیہ کہا جاتا ہے انھوں نے کہا اے ابا جان!

لہ واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد وابن ابی الدنیا وابن ابی حاتم وابن عساکر،

ایک انگوٹھی مجھے ہبہ کر دیجیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس جاوہ تجھے ستو پلائیگی، راوی کہتے ہیں پس خدا کی قسم اس بچہ کو کچھ نہیں دیا، ؎

اسمٰعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ بحرین سے حضرت عمرؓ کے پاس مُشک اور عنبر آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میں کوئی ایسی عورت پاتا جو اچھا تولنا جانتی اور میرے لئے اس خوشبو کو تولتی یہاں تک کہ میں مسلمانوں کے درمیان اسے تقسیم کرتا، حضرت عمرؓ سے ان کی بیوی عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیلؓ نے کہا میں تولنا اچھا جانتی ہوں مجھے دیجئے میں آپ کیلئے تولدوں؟ آپنے فرمایا نہیں بیوی نے پوچھا کس لئے؟ آپنے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تو اسے لے اور اس طرح کرے اور حضرت عمرؓ نے اپنی انگلیاں کان کے بالوں کے پاس لگائیں اور اس کے ذریعہ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرے پس تجھے مسلمانوں سے کچھ زیادہ مل جائے، ؎

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک بچی دیکھی جو بہت ہی نازک اور دُبلی تھی، آپنے فرمایا یہ کون بچی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ بھی آپ کی ایک بیٹی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ میری کونسی بیٹی ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا میری بیٹی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کس وجہ سے اسکی یہ حالت ہے جو میں اسے دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ آپکے عامل اسپر خرچ نہیں کرتے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم یہی بات ہے؛ تجھے تیرا بچہ کس قدر پیارا ہے؟ اے آدمی! تو خود اپنی اولاد پر وسعت کر، ؎

حضرت عاصم بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی حضرت عمرؓ نے کرائی آپنے مجھ پر اللہ کے مال سے ایک ماہ تک خرچ کیا پھر آپنے میرے پاس اپنے غلام یرفاؒ کو بھیجکر بلایا جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا خدا کی قسم! والی بننے سے پہلے میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ مال میرے لئے حلال نہیں مگر جتنا کہ اس میں میرا حق ہے اور اس مال کی حرمت جبکہ میں اسکا والی ہوا کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے لہذا تم میری امانت مجھے لوٹاؤ میں نے تم پر اللہ کے مال سے ایک ماہ تک خرچ کیا ہے اور اس سے زیادہ میں خرچ کرنیوالا نہیں، ہاں میں اپنے اس مال کی قیمت سے جو موقع غابہ میں ہے تمھاری امداد کرتا رہونگا، لہذا تم اسکے پھل توڑو اور اسے بیچو پھر اپنی قوم میں سے کسی تاجر آدمی کے پاس جاؤ اور اسکے برابر کھڑے رہو جب وہ کوئی چیز خریدے تم اس سے شرکت

؎ کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۱۲ ؎ اخرج احمد فی الزہد، ؎ کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۱۳ ؎ واخرج ابن سعد وابن ابی شیبۃ وابن عساکر ؎ کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۱۵ ؎ واخرج ابن سعد وابو عبید فی الاموال،

کریو، اور اسی سے اپنا اور اپنے اہل کا خرچ اٹھاؤ، [۱]

مالک [۲] بن اوس بن حدثان فرماتے ہیں کہ بادشاہِ روم کا ایلچی حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ کی بیوی نے کسی سے ایک دینار اُدھار لیا اور اس سے عطر خریدا اور اسکو شیشے کے برتنوں میں بند کیا اور اس ایلچی کے ہاتھ اسے روم کے بادشاہ کی بیوی کے پاس بھیجا جب یہ قاصد ملکۂ روم کے پاس پہنچا اسنے ان برتنوں کو خالی کیا اور ان کو جواہرات سے بھرا اور ایلچی سے کہا اسے حضرت عمر بن خطابؓ کی بیوی کے پاس لیجاؤ جب آپکی بیوی کے پاس وہ برتن آئے انکو بستر پر اُلٹ دیا اتنے میں حضرت عمرؓ داخل ہوئے اور پوچھا یہ کیا ہے؟ آپکی بیوی نے آپکو خبر دی، حضرت عمرؓ نے وہ جواہرات لئے اور انکو بیچا اور اپنی بیوی کو ایک دینار دیا اور باقی کو مسلمانوں کے بیت المال میں رکھدیا [۳]

حضرت [۴] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اونٹ خریدا اور اسے چراگاہ میں کر آیا جب وہ موٹا ہو گیا تو میں اسے لیکر گیا حضرت عمرؓ بازار میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک موٹا اونٹ ہے پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپ سے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کا ہے حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہنا شروع کیا عبداللہ بن عمرؓ کے کیا کہنے ہیں، واہ واہ امیر المومنین کا بیٹا ہے، میں بھاگا ہوا آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین! کیا بات ہے؟ پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ اونٹ میں نے خریدا تھا اور اسکو میں نے چراگاہ میں بھیجدیا تھا اور چراگاہ میں بھیجنے سے میرا مقصد وہی تھا جو تمام مسلمانوں کا ہوتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگوں نے کہا ہوگا کہ امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ چراؤ امیر المومنین کے بیٹے کے اونٹ کو پانی پلاؤ، لہذا اے عبداللہ! اپنا اصل مال لو اور منافع سارا مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کردو [۵]

حضرت [۶] محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا ایک داماد آپکی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے سوال کیا کہ بیت المال سے کچھ اُسے دیں آپنے اسے ڈانٹ دیا اور فرمایا تیرا ارادہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے خائن بادشاہ ہو کر ملوں؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اسے اپنے ذاتی مال سے دسہزار درہم دیدئیے [۷]

حضرت [۸] عنترہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں کوفہ کے موضع خورنق میں حاضر ہوا آپ پر ایک پرانی چادر تھی اور آپ سردی سے کانپ رہے تھے میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اللہ پاک نے آپ کیلئے اور آپکے گھر والوں کے لئے اس مال سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور آپ سردی سے کانپ رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں خدا کی قسم تم مسلمانوں کے مال سے کچھ کم کرنا نہیں چاہتا، یہ چادر بھی وہ ہے جسے میں اپنے گھر سے لیکر نکلا تھا یا یوں فرمایا کہ مدینہ سے لے کر چلا تھا، [۹]

---

[۱] کذا فی المنتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۱۲ [۲] واخرج الدینوری فی المجالسۃ [۳] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲۳ [۴] واخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبۃ والبیہقی [۵] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۱۹ [۶] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱۹ وابن جریر وابن عساکر [۷] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۳۱۳ [۸] واخرج ابو عبید [۹] کذا فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۳ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۸۲ عن ہارون بن عنترۃ عن ابیہ نحوہ،

مال کا رد کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مال کو رد فرمانا جو آپؐ پر پیش کیا گیا

حضرت[1] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اور اس کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اس فرشتہ نے حضورؐ سے آکر کہا، اللہ پاک نے آپ کو ان دونوں باتوں کے درمیان اختیار دیا ہے یا تو آپؐ بندے اور نبی ہوں اور اگر آپ کا جی چاہے تو بادشاہ اور نبی ہوں آپؐ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف اس طرح التفات فرمایا جیسا کہ آپ ان سے اس معاملہ میں رائے لینا چاہتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ نے آپؐ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کیجیے، جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں تو بندہ اور نبی ہونا چاہتا ہوں، راویؓ فرماتے ہیں اس قول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔[2]

حضرت[3] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام صفا پہاڑی پر تھے، حضورؐ نے فرمایا اے جبریلؑ! اس ذات کی قسم! جس نے تم کو حق دے کر بھیجا ہے آج شام کو محمدؐ کے گھرانے میں اتنا آٹا بھی نہیں جسے کوئی پھانک لے اور نہ کوئی مٹھی بھر جَو کی ہے ابھی آپؐ کی یہ بات ختم ہونے نہ پائی تھی کہ آپؐ نے آسمان سے ایک دھماکے کی آواز سُنی جس آواز نے آپؐ کو گھبرا دیا آپؐ نے فرمایا کیا اللہ پاک نے قیامت کے قائم ہونے کا حکم دیدیا؟ حضرت جبریلؑ نے فرمایا نہیں لیکن جب اللہ پاک نے آپ کی وہ بات سُنی، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا ہے وہ آپ کی طرف آرہے ہیں اتنے میں حضرت اسرافیلؑ آئے اور کہا اللہ پاک نے جو کچھ آپنے

---

[1] اخرج یعقوب بن سفیان، [2] ہکذا رواہ البخاری فی التاریخ والنسائی کذافی البدایۃ ج ۶ صف ۴۸
[3] وعند الطبرانی باسناد حسن والبیہقی،

فرمایا ہے سُن لیا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں آپ پر یہ بات پیش کروں کہ آپ کے لئے تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد اور یاقوت اور سونے اور چاندی سے بدل دوں، اگر آپ چاہیں تو ایسا کر دوں؟ اب آپ کو اختیار ہے آپ نبی اور بادشا ہونا چاہتے ہیں یا آپ یہ چاہتے ہیں کہ نبی اور بندے رہیں؟ حضرت جبریلؑ نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کیجئے تب آپؐ نے فرمایا میں تو نبی اور اللہ کا بندہ رہنا چاہتا ہوں، اور یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا، [۱]

حضرت [۲] ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ میرے لئے مکہ کے پتھریلے میدان کو سونے سے بدل دیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے رب! مجھے یہ نہیں چاہئے لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، اور یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ جب میں بھوکا رہوں گا تو آپ سے گڑگڑا کر مانگوں گا اور آپ کو یاد کروں گا اور جب میرا پیٹ بھرے گا تو میں آپ کا شکر کروں گا، آپ کی تعریف کروں گا، [۳]

حضرت [۴] علیؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ! اللہ پاک تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر تم چاہو تو میں تمھارے لئے مکہ کی پتھریلی زمین کو سونے سے بدل دوں، راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا اے رب! مجھے یہ نہیں چاہئے ایک دن میرا پیٹ بھرا رہے تاکہ تیری تعریف کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے مانگوں [۵]

حضرت [۶] ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگِ احزاب میں مشرکین میں سے ایک آدمی مارا گیا کفار نے آپؐ کی خدمت میں یہ کہلا بھیجا کہ اس کی لاش ہماری طرف بھیج دیجئے، ہم مسلمانوں کو بارہ ہزار دیں گے آپؐ نے فرمایا نہ تو اس مشرک کے جسم میں بھلائی

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۷ وقال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۵ رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ سعدان بن الولید ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [۲] وعند الترمذی وحسنہ [۳] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۰، [۴] وعند العسکری، [۵] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۳۹،
[۶] واخرج البیہقی،

ہے اور نہ اس کے جسم کی قیمت میں، امام احمدؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا انھیں ان کا مُردار حوالہ کر دو یہ بدترین مُردار ہے، اور اس کی دیت بھی خبیث ہے لہٰذا آپؐ نے اس کے عوض کوئی قیمت نہیں لی[1] حضرت[2] عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ نوفل یا ابن نوفل غزوۂ خندق میں اپنے گھوڑے پر سے گرا اور مر گیا ابوسفیانؓ نے حضورؐ کے پاس اسکی لاش کے معاوضہ میں سو اونٹ بھیجے، آپؐ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا اس لاش کو لے جاؤ اس کا معاوضہ بھی خبیث ہے اور یہ مُردار بھی خبیث ہے،[3]

حضرت[4] عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام یمن گئے اور ایک جوڑا ذی یزن کا (حمیر کے بادشاہوں کا لباس) خریدا اور اس کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں (قبل اسلام) مدینہ میں حاضر ہوئے اور اس کو ہدیۃً آپؐ کے لئے پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ نہیں قبول کرتے چنانچہ حکیم نے اس جوڑے کو بیچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جوڑے کو خریدے جانے کا حکم دیا وہ جوڑا آپؐ کے لئے خرید لیا گیا آپؐ نے اسے زیب تن فرمایا پھر مسجد میں تشریف لے گئے، حکیم کہتے ہیں میں نے کبھی کسی کو ایسا حسین جیسا کہ آپؐ اس جوڑے میں نظر آرہے تھے نہیں دیکھا، بعینہٖ آپؐ ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے چودھویں کا چاند جب میں نے آپؐ کو اس حالت میں دیکھا میں اپنے آپ کا مالک نہ رہا اور بیساختہ میرے مُنہ سے نکلا:

اشعار

ماتنظر الحکام بالحکم بعد ما ۞ ۱ ۞ بدا واضح ذو غُرۃ و حُجُول

اذا واضحوہ المجد اربی علیھم ۞ ۲ ۞ بمتفرغ ماء الذناب سجیل

ترجمہ اشعار

۱ حکم دینے والے اس کے بعد کیا حکم دیں گے جبکہ ایسا چمکدار ظاہر ہو جسکی پیشانی اور ہاتھ پیر سبھی چمک رہے ہیں۔

۲ جبکہ آپؐ کو غور سے دیکھیں آپؐ کی بزرگی اور شرافت لوگوں پر اور زیادہ بڑھتی جاتی

---

[1] واخرجہ الترمذی ایضاً وقال غریب کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۰۷، [2] وعند ابن ابی شیبۃ،
[3] کذا فی الکنز ج ۵ صہ ۲۸۱،
[4] واخرج ابن جریر،

ہے، (ایسا معلوم ہوتا ہے) جیسے صاف شفاف بہتا ہوا پانی آپ پر ڈالا گیا ہے۔
یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، ؎۱

حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانۂ جاہلیت میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مدینہ چلے گئے تھے حکیم بن حزام موسم حج میں آئے اور ایک جوڑا ذی یزن کا پچاس درہموں میں بیچا جارہا تھا اسے انھوں نے حضور کے ہدیہ کے لئے خریدا، اور اسے لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انھوں نے یہ ارادہ کیا کہ آپ اسے لے لیں، آپ نے انکار فرمادیا، عبید اللہ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے یہ بھی کہا کہ میں مشرکین سے کوئی چیز نہیں قبول کرتا، لیکن اگر تمہارا جی کرے تو میں اس کو قیمتاً تم سے لے لوں، حکیم کہتے ہیں چنانچہ میں نے آپ کو وہ دے دیا، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اُسے پہنا، میں نے آپ کو وہ پہنے ہوئے ممبر پر دیکھا پس میں نے کبھی بھی کوئی چیز اتنی حسین نہیں دیکھی جتنا کہ میں نے آپ کو اس دن اس جوڑے میں حسین دیکھا اس کے بعد آپ نے یہ جوڑا حضرت اسامہ بن زید کو دے دیا، حکیم نے وہ جوڑا جب اسامہ پر دیکھا تو کہا اے اسامہ! تم حلۂ ذی یزن استعمال کرتے ہو؟ حضرت اسامہ نے کہا جی ہاں! میں اس ذی یزن سے بہتر ہوں اور میرا باپ ذی یزن کے باپ سے بہتر ہے اور میری ماں اس کی ماں سے بہتر، حکیم کہتے ہیں اس کے بعد میں مکہ چلا گیا اور مکہ والوں کو اسامہ کے قول سے تعجب دلاتا تھا، ؎۳

عامر بن طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گھوڑا بطور ہدیہ بھیجا اور عامر نے آپ کی طرف لکھا کہ میرے ایک دنبل نکل آیا ہے آپ اپنے پاس سے میرے لئے دوا بھیج دیجئے، آپ نے وہ گھوڑا واپس کر دیا اس لئے کہ عامر اسلام نہ لایا تھا، اور آپ نے اس کی طرف ایک ڈبہ شہد کا بھیجا اور فرمایا کہ اس سے علاج کر،

؎۱ کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۷۷ واخرجہ الطبرانی عن حکیم بن حزام بنحوہ کما فی المجمع ج ۸ صفحہ ۲۷۸ وقال وفیہ یعقوب بن محمد الزہری وضعفہ الجمہور وقد وثق۔ انتہی ؎۲ وعند الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۸۴ ؎۳ قال الحاکم وہٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح ؎۴ واخرج ابن عساکر عن عبد اللہ بن بریدۃ قال حدثنی عم عامر بن الطفیل العامری،

حضرت کعب[1] بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ ہدیہ لے کر آپؐ کی خدمت میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اسلام پیش کیا اس نے اسلام لانے سے انکار کر دیا آپؐ نے فرمایا میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔[2]

حضرت[3] عیاض بن حمار مجاشعیؓ نے حضورؐ کو کوئی ہدیہ یا اونٹنی دینا چاہا آپؐ نے دریافت کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا مجھے مشرکین کے ہدیہ کے قبول کرنے سے منع کر دیا گیا ہے[4] (یہ بعد میں اسلام لے آئے تھے)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[5] حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں میں خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "سب سے بڑی دانائی کی بات تقویٰ ہے"، اس کے بعد راویؓ نے پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے کہ جب صبح ہوئی تو صبح ہی صبح بازار تشریف لے گئے، آپؐ سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا، آپؐ نے کہاں کا ارادہ کیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بازار کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اب تو آپؐ کے ذمہ وہ کام آگیا ہے جو آپ کو بازار میں مشغول نہ ہونے دیگا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سبحان اللہ! کیا مجھے میرے بال بچوں سے بھی روک دیگا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم قاعدۂ شرعی کے مطابق تمہارے لئے حصہ مقرر کر دیں گے فرمایا اے عمرؓ! بڑے افسوس کی بات ہے، بیشک مجھے ڈر ہے شاید کہ میرے لئے اس مال سے کھانے کی کچھ بھی گنجائش نہ ہو، راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے پورے دو سال اور تیسرے سال کے بعض حصہ میں آٹھ ہزار درہم بیت المال سے اپنے اوپر صرف کئے، جب انکی وفات کا وقت قریب آیا فرمانے لگے کہ میں نے عمرؓ سے کہا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے لئے اس مال میں سے کسی چیز کی گنجائش نہیں لیکن وہ مجھ پر غالب آگئے اچھا جب میں مرجاؤں تو میرے مال سے آٹھ ہزار درہم لے کر ان کو بیت المال میں واپس کر دینا، راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس وہ آٹھ ہزار درہم لائے گئے فرمایا اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ اپنے بعد والوں پر بہت سخت مشقت ڈال گئے۔

---

[1] عنده ایضاً، [2] کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۷۷، [3] واخرج ابو داؤد والترمذی وصححہ وابن جریر والبیہقی۔
[4] کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۷۷، [5] اخرج البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۳

ابوبکر بن حفص بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ انہیں حالات میں مبتلا تھے جس میں میت مبتلا ہوتی ہے اور آپ کی جان سینہ میں تھی تو حضرت عائشہؓ نے اس شعر کو پڑھ کر اپنے آپ کو تسلی دی

لعمرك ما يغني الثراء عن الفتى ۝۱ إذا حشرجت يوماً وضاق بها الصدر

ترجمہ:" تیری عمر کی قسم! زمین (یعنی مکان) جوان کو اس وقت بے پروائی نہیں بخش سکتی جس دن کہ جان گلے میں بول رہی ہو اور سینہ روح کے روکنے سے تنگ آگیا ہو،

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرف اس طرح دیکھا جیسا کہ آپ غصہ میں ہوں اور اس کے بعد فرمایا اے ام المومنین! بات اس طرح نہیں، اور لیکن وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (سورۂ ق ع ۲) ترجمہ:" اور موت کی سختی قریب آپہونچی، یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا" میں نے تجھ کو فلاں باغ دیا تھا اور میرے نفس میں اس سے کچھ کھٹک ہے تم اسے میراث میں لوٹا دینا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا، بہت اچھا چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اس کو لوٹا دیا، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے جب سے کہ میں مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں، ان کا ایک دینار اور ایک درہم نہیں کھایا، ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنے پیٹ میں ڈالا ہے۔ اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ ڈھانکی ہے میرے پاس مسلمانوں کے فئے (مال غنیمت) میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ بہت سوائے اس حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے، اور سوائے اس پرانی چادر کے، جب میں مرجاؤں تو ان کو حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دینا اور ان سے برات چاہ لینا چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا، جب قاصد حضرت عمرؓ کے پاس پہونچا، حضرت عمرؓ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا اللہ حضرت ابوبکرؓ پر رحم کرے انھوں نے اپنے بعد والوں پر مشقت ڈال دی اور یہ کلمہ دو مرتبہ فرمایا اے غلام! اس سامان کو اٹھالے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا سبحان اللہ! حضرت ابوبکرؓ کے خاندان سے آپ حبشی غلام اور سینچائی کی اونٹنی اور پرانی چادر، جس کی قیمت پانچ درہم ہے، سلب کر رہے ہیں؛ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمھیں بتاؤ کہ کیا کروں؟ حضرت عبدالرحمن نے فرمایا انھیں ان کے ہی بال بچوں کو واپس کر دیجئے حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی جسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے ایسا میری خلافت میں کبھی بھی نہ ہوگا راوی کہتے ہیں یا اسی طرح کی

---

۵ حرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۳۹

اور دوسری قسم کھائی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے تو ان کو مرتے وقت اپنے پاس سے نکال دیا اور میں ان کو ان کی عیال کی طرف لوٹادوں؟ میری موت بھی اس سے زیادہ قریب ہے (یعنی مجھے بھی مرنا ہے)

حضرت عمر بن خطابؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے پاس کچھ عطیہ بھیجا حضرت عمرؓ نے اسے واپس کر دیا حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیوں اسے واپس کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے مجھ سے یوں نہیں فرمایا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے بھلائی اس بات میں ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیں، آپؐ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے سوال کرنے کو کہی تھی لیکن جو کچھ کہ بلا سوال کے آئے وہ، وہ رزق ہے جو اللہ پاک نے تم کو دیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میں کبھی کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا اور جب کبھی میرے پاس کوئی چیز بغیر مانگے آئے گی اسے ضرور لوں گا۔[1]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کی بیوی عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے لئے ایک پتلا بچھونا ہدیہ دیا میرا خیال یہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ اور ایک بالشت کا ہوگا، جب حضرت عمرؓ بیوی کے پاس تشریف لائے اس کو دیکھ کر پوچھا تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا ہے؟ بیوی نے کہا، مجھے ابوموسیٰ اشعریؓ نے بطور ہدیہ دیا ہے، حضرت عمرؓ نے وہ لیا اور اس سے بیوی کے سر پر اتنا مارا کہ ان کا سر پھوڑ دیا، اس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس ابوموسیٰ اشعریؓ کو لاؤ اور ان کو تھکاؤ، چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ کو تھکا دیا گیا اور وہ کہہ رہے تھے کہ اے امیر المومنین! مجھ پر جلدی نہ کیجئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا کہ تم میری عورت کے پاس ہدیہ بھیجو؟ پھر اس کو انہوں نے لیا اور اسے ان کے سر پر مارا اور فرمایا یہ لو ہمیں اس بچھونے کی کوئی حاجت نہیں۔[2]

---

[1] اخرج مالک، [2] ہکذا رواہ مالک مرسلا ورواہ البیہقی عن زید بن اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن خطاب فذکرہ کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۸۱ [3] واخرج ابن سعد وابن عساکر کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۳۸۳۔

حضرت[1] لیث بن سعدؒ فرماتے ہیں مقوقس نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے اس بات کا سوال کیا کہ عمرو بن عاصؓ اس کے ہاتھ مُقطم پہاڑ کی چٹان ستر ہزار دینار میں بیچ دیں؛ حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ میں اس بارے میں امیر المومنین کو لکھونگا، چنانچہ اس بات کو حضرت عمرؓ کے پاس لکھا، حضرت عمرؓ نے ابن عاصؓ کے پاس جواب میں لکھا کہ مقوقس سے پوچھو تمہیں اتنی قیمت جو وہ دے رہا ہے کس لئے دینا چاہتا ہے؟ اس حصّہ میں نہ تو کھیتی ہو سکتی ہے نہ اس سے پانی حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے، چنانچہ انھوں نے مقوقس سے پوچھا اس نے کہا ہم اس چٹان کی تعریف کتابوں میں پاتے ہیں کہ اس میں جنّت کا پودا ہے، حضرت ابن عاصؓ نے یہ بات حضرت عمرؓ کے پاس لکھی، ابن عاصؓ کے پاس حضرت عمرؓ نے لکھا۔ ہم سوائے مومنین کے جنّت کا پودا اور کسی کے لئے نہیں جانتے ہیں، تمہارے پاس جو مسلمان ہیں ان کے لئے اسے قبرستان بنا دو اور اسے کسی چیز کے بدلہ مت بیچو، [2]

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[3] اسلمؓ فرماتے ہیں کہ جب عام رماد (ایک مشہور قحط سالی کا نام ہے) ہوا اور زمین خشک ہو گئی حضرت عمرؓ نے ابن عاصؓ کی طرف لکھا بیہقی نے یہ روایت پوری ذکر کی جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو بلایا (جس کام کے لئے کہا)، حضرت ابو عبیدہؓ اس کام کے لئے گئے جب واپس ہوئے حضرت عمرؓ نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ اے ابن خطابؓ! میں نے تمہارے لئے یہ کام نہیں کیا، میں نے تو اللہ کیلئے یہ کام کیا ہے اور اس بارے میں میں کچھ بھی نہ لونگا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کاموں میں بھیجا ہے اور ہم کو عطیات دیئے ہیں ہم نے ان کا لینا بُرا سمجھا آپؐ نے ہم لوگوں پر انکار کیا لہٰذا اے آدمی! اسے قبول کرلے اور اسکے ذریعہ اپنے دین اور دُنیا میں مدد حاصل کر چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اسے قبول کر لیا، [4]

---

[1] اخرجہ ابن عبد الحکم [2] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۵۲ [3] اخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۴ [4] واخرجہ ایضاً ابن خزیمۃ والحاکم نحوہ عن اسلم کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۳۹۶۔

حضرت سعید بن عامرؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[1] عبداللہ بن زیادؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعید بن عامرؓ کو ایک ہزار دینار دیئے، سعیدؓ نے کہا مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں، آپ اسے دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو، حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو، یہاں تک کہ میں تم سے وہ بیان کروں جو حضورؐ نے فرمایا ہے، پھر تمہیں اختیار ہے خواہ قبول کرنا اور خواہ نہ قبول کرنا، حضورؐ نے مجھ پر کچھ پیش کیا میں نے بھی یہی بات جو تم نے کہی، کہی تھی اس پر آپؐ نے فرمایا جو آدمی کوئی چیز بغیر سوال اور بغیر طمع نفس کے دیا جائے پس بیشک یہ اللہ کی جانب سے رزق ہے چاہیئے کہ اسے قبول کرے اور رد نہ کرے حضرت سعیدؓ نے کہا کیا آپ نے خود لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ اس کو قبول کر لیا۔[2]

حضرت[3] زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعید بن عامر بن جذیمؓ سے دریافت فرمایا اہل شام تمہیں کیوں زیادہ دوست رکھتے ہیں؟ حضرت سعیدؓ نے کہا میں انکی مراعات کرتا ہوں اور انکی غمخواری کرتا ہوں حضرت عمرؓ نے انکو دس ہزار دیئے حضرت سعیدؓ نے رد کر دیا اور کہا کہ میرے پاس کئی ایک غلام اور کئی ایک گھوڑے ہیں اور میں بڑے آرام سے ہوں۔ اور میرا تو یہ ارادہ ہے کہ میرا عمل مسلمانوں کے لئے صدقہ ہو، حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا نہ کرو (یعنی قبول کر لو) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے کم مال دیا، میں نے اسی جیسی بات جو تم نے کہی آپؐ سے عرض کی حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جب اللہ پاک تم کو کوئی ایسا مال دے کہ تم نے اس کا سوال نہ کیا ہو اور نہ تمہارے نفس میں اس کی طرف لالچ ہو تو اسے لے لو پس بیشک وہ اللہ کا رزق ہے جو تمہیں اسنے وہ رزق دیا ہے۔ حضرت[4] اسلمؓ فرماتے ہیں کہ اہل شام میں سے ایک آدمی نہایت پسندیدہ تھا اس سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تجھے اہل شام کس وجہ سے دوست رکھتے ہیں؟ اسنے کہا میں انکی طرف سے جہاد کرتا ہوں اور ان کی غمخواری کرتا ہوں یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اسکے لئے دس ہزار پیش کئے اور فرمایا اسے لے اور اس کے ذریعہ اپنے غزوہ میں مدد حاصل کر، اس آدمی نے جواب دیا میں اس سے بے پرواہ ہوں۔[5]

---

[1] اخرج الشاشی وابن عساکر، [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۵ [3] وعند الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۶ [4] وعند البیہقی وابن عساکر عن اسلم کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۵ [5] فذکر نحوہ

حضرت عبداللہ بن سعدیؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[۱] عبداللہ بن سعدیؓ سے روایت ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ان کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کیا یہ خبر جو مجھے پہونچی ہے اسی طرح ہے کہ تم لوگوں کے کاموں کے والی بنتے ہو اور جب تمھیں عمل کی عطا دی جاتی ہے تو تم اس سے کراہیت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا بیشک یہی بات ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کس وجہ سے تم نے یہ ارادہ کیا؟ میں نے کہا میرے پاس گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں اور میں بڑے آرام سے ہوں اور میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ میری یہ تمام خدمات مسلمانوں کے لئے صدقہ ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا عطایا لینے سے انکار نہ کیا کرو میں نے بھی تمھاری طرح ارادہ کیا تھا، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے اور میں کہتا کہ آپ یہ اسے دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپؐ نے مجھے دیا اور میں نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو یہ دے دیجئے، حضورؐ نے فرمایا اسے لے اس سے مال داری حاصل کر اور یا اسے صدقہ کر، جو کچھ کہ تیرے پاس اس مال سے اس طرح آئے کہ تجھے نہ اس کا لالچ ہو اور نہ تو نے اس کا سوال کیا ہو تو اسے لے لے اور جو اس طرح پر نہ آئے اس کے پیچھے اپنے آپ کو مت ڈال، ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت عمرؓ نے صدقہ پر عامل بنایا جب میں اس کی وصول یابی کر کے انھیں ادا کر چکا، تو انھوں نے مجھے میرے کام کی محنت دینی چاہی، میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے اور میری اُجرت اللہ تعالےٰ پر ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا جو کچھ میں تجھے دے رہا ہوں اُسے لے لے میں نے رسول اللہ صلی اللہ کے زمانہ میں ایک کام کیا آپؐ نے مجھے دیا میں نے بھی تیری جیسی بات کہی اس پر آپ نے فرمایا جب میں تجھے کوئی چیز بغیر اس بات کے کہ تو مجھ سے سوال کرے دوں پس کھالے اور صدقہ کر۔[۲]

حضرت حکیم بن حزامؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[۳] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزامؓ

۱ے اخرج احمد والحمیدی وابن ابی شیبۃ والدارمی ومسلم والنسائی، ۲ے کذا فی الکنز ج ۳ صـ ۳۲۵ ۳ے اخرج عبدالرزاق،

کو یوم حنین میں کچھ عطیہ دیا حضرت حکیمؓ نے اسے کم سمجھا آپ نے اور زیادہ دیا حکیمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کونسا عطیہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا پہلا، اسکے بعد حضورؐ نے فرمایا اے حکیم! یہ مال سبز و شیریں ہے جس نے اس کو سخاوتِ نفس اور اپنے اچھے کھانے کے لئے لیا اس کے لئے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو طمعِ نفس کے ساتھ اور بُرے کھانے کے لئے لیا اس کے لئے اس میں برکت نہ دی جائے گی اور یہ اس آدمی کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور چھکتا نہیں اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے) حکیمؓ نے عرض کیا خواہ آپ سے لے یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا خواہ مجھ سے لے، حکیمؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی آپ کے بعد کسی کے مال میں ادنیٰ کمی بھی نہ پیدا کروں گا، راوی کہتے ہیں چنانچہ انھوں نے کبھی امارت کے کام کو اور کسی عطیہ کو مرتے دم تک قبول نہیں کیا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ میں تجھے حکیم بن حزامؓ کے خلاف گواہ بناتا ہوں کہ میں انھیں ان کے اس حق کے لئے جو ان کا اس مال میں ہے بلاتا ہوں اور وہ انکار کر دیتے ہیں، حکیمؓ نے کہا بیشک خدا کی قسم! میں آپ کے مال میں اور آپ کے غیر کے مال میں کبھی کوئی کمی نہ کروں گا۔[1]

حضرت[2] حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپؐ نے مجھے دیا دوبارہ پھر میں نے آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے مجھے دیا سہ بارہ میں نے آپؐ سے پھر سوال کیا آپؐ نے مجھے دیا اور فرمایا اے حکیم! یہ مال سبز و شیریں ہے اور پہلی جیسی روایت ذکر کی۔ یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ حکیمؓ کو بلاتے کہ ان کو عطیہ دیں یہ انکار کر دیتے اور اس میں سے کچھ قبول نہ کرتے، ان کے بعد حضرت عمرؓ نے انھیں بلایا تاکہ انھیں دیں انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! تم حکیمؓ پر گواہ ہو جاؤ میں ان کے سامنے ان کا حق پیش کرتا ہوں جو اللہ پاک نے ان کے حصے میں اس فئے میں سے لکھ دیا ہے اور یہ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں، حکیمؓ نے حضورؐ کے بعد مرتے دم تک کسی سے کچھ نہیں لیا۔[3] حضرت[4] عروہؓ فرماتے ہیں کہ حکیم بن حزامؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے انکی وفات تک کچھ نہیں قبول کیا۔ اور

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۲ [2] وعند الشیخین۔ [3] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۰۱ وقال رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی باختصار۔ اھ [4] وعند الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۸۳۔

حضرت عمرؓ سے ان کی وفات تک کچھ نہیں قبول کیا اور نہ حضرت عثمانؓ سے اور نہ حضرت معاویہؓ سے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی،

حضرت عامر بن ربیعہؓ کا جاگیر کو رد کرنا

حضرت[1] زید بن اسلمؒ حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انکے پاس عرب کا ایک آدمی ٹھہرا، عامرؓ نے اس کی بڑی خاطر تواضع کی اور اس کے بارے میں حضورؐ سے کلام کیا اس کے بعد حضرت عامرؓ کے پاس یہ آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وادی بطور جاگیر لی ہے عرب میں کوئی وادی اس سے افضل نہیں ہے، میں ارادہ کر رہا ہوں کہ تمہارے لئے ایک ٹکڑا اس میں سے دے دوں جو تمہاری اور تمہارے بعد والوں کی تمہارے بعد ملکیت ہو جائے، حضرت عامرؓ نے فرمایا مجھے تمہاری جاگیر کی کوئی حاجت نہیں آج ایک سورت اتری ہے جس نے ہم لوگوں کو دنیا سے غافل کر دیا ہے "اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ○"
ترجمہ: "لوگوں کیلئے انکا حساب قریب آلگا ہے اور وہ غفلت میں رو گرداں ہیں"۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[2] ابوذرؓ کے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ہمراہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے چچا نے حضرت عثمانؓ سے کہا، میرے لئے ربذہ میں رہنے کی اجازت دیدیجئے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا بہت اچھا، اور میں تمہارے لئے صدقہ کے چوپایوں میں سے کچھ چوپایوں کا حکم دیدوں جن کا دودھ صبح اور شام تمہارے کام آئے چچا نے کہا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، ابوذرؓ کے لئے اس کا اونٹوں کا گلہ کافی ہے، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا تم اپنی دنیا میں لگے رہو اور ہمیں اور ہمارے رب اور ہمارے دین کو چھوڑ دو، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے مال کو لوگ تقسیم کر رہے تھے اور حضرت عثمانؓ کے پاس حضرت کعبؓ بیٹھے ہوئے تھے

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۹ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۶۰

حضرت عثمانؓ نے کعبؓ سے کہا تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے یہ مال جمع کیا، وہ آدمی اس میں سے صدقہ بھی کرتا تھا اور جہاد میں بھی دیا کرتا تھا اور اسی طرح کے کئی ایک کام کیا کرتا تھا کعبؓ نے کہا میں ان کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں یہ سن کر حضرت ابوذرؓ کو غصہ آگیا اور کعبؓ پر ڈنڈا پکڑا اور فرمایا اے یہودی کے بیٹے! تجھے پتہ نہیں قیامت کے دن یہ مال والا اس بات کو ضرور پسند کرے گا کاش کہ بچھو اس کے دل کے کالے نقطہ پر ڈنک لگاتے (یعنی دنیا میں یہ مصیبت جھیلتا اور سارا مال بلا خیرات کئے ہوئے نہ مرتا)۔ ابو شعبہؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوذرؓ کے پاس آیا اور انکو خرچ دینا چاہا حضرت ابوذرؓ نے فرمایا ہمارے پاس بکریاں ہیں جسے ہم دودھ لیتے ہیں۔ اور گدھے ہیں جو سامان ڈھو لیتے ہیں اور ایک خادمہ ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے۔ اور ایک عبا ہمارے لباس سے بچ رہی ہے مجھے ہی ڈر لگا ہوا ہے کہ اس بچے ہوئے پر کہیں مجھ سے حساب نہ ہو۔[1]

حضرت ابوبکرؓ بن منذر روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ امیرِ شام نے حضرت ابوذرؓ کے پاس تین سو دینار بھیجے اور کہا اس سے اپنی حاجت میں مدد لیجئے حضرت ابوذرؓ نے لانے والے سے کہا اسی کے پاس لوٹا لیجائیے ہمارے سوا کوئی اور نہ ملا تھا جسے اللہ کے بارے میں دھوکا دیتا، ہمارے پاس ایک سایہ ہے جس میں ہم پناہ پکڑتے ہیں۔ اور ایک ریوڑ بکریوں کا ہے جو شام کو ہمیں دودھ دیتا ہے اور ایک ہماری خادمہ ہے جو اپنی خدمت سے ہم پر صدقہ کرتی ہے اس کے باوجود میں زیادتی سے ڈرتا ہوں۔[2] محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ حارثؓ کو ایک قریشی آدمی نے جو ملک شام میں رہتا تھا یہ خبر دی کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو بڑی تنگ دستی پیش آرہی ہے حارثؓ نے ان کے پاس تین سو دینار بھیجے حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اللہ کے بندے نے کسی ایسے کو نہ پایا جو میری بہ نسبت زیادہ کمزور حال ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے سوال کیا اور اس کے پاس چالیس ہوں تو ایسے آدمی نے بڑے اصرار کے ساتھ سوال کیا، ابوذرؓ کے پاس تو چالیس درہم اور چالیس بکریاں اور دو ماہن ہیں، ابوبکر بن عیاشؒ راوی کہتے ہیں کہ ماہن خادم کو کہتے ہیں۔[3]

---

[1] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۶۱ [2] واخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۳۱ رجالہ رجال الصحیح غیر عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن یونس وھو ثقۃ۔ اھ۔ واخرجہ ابو نعیم عن ابن سیرین نحوہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابورافع کا مال کو رد کرنا

حضرت ابورافع حضورؐ کے غلام فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابورافع! تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم محتاج ہو جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا پس کیوں نہ میں ابھی سے محتاجگی کا اقدام کروں؟ آپؐ نے فرمایا ضرور ایسا کرو فرمایا تمہارا مال کتنا ہے؟ میں نے عرض کیا چالیس ہزار ہے اور میں اسے اللہ عزوجل کے لئے دینا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا نہیں! بعض دو اور بعض کو روکے رکھو اور اپنی اولاد کی اصلاح کرو، میں نے عرض کیا کیا انکا ہمارے اوپر یارسول اللہ! حق ہے، جس طرح کہ ہمارا ان پر حق ہے آپؐ نے فرمایا ہاں! لڑکے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ اُسے کتاب اللہ پڑھائے اور عثمان بن عبدالرحمن نے کہا کتاب اللہ سکھلائے اور تیراندازی اور تیرنا سکھائے یزید کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اس کو خوشبو (ہو سکتا ہے کہ اس سے اچھے اخلاق مراد ہوں) کا وارث بنائے" حضرت ابورافع رضؓ نے عرض کیا کہ میری محتاجگی کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا میرے بعد، ابوسلیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابورافعؓ کو دیکھا کہ وہ آپؐ کے بعد اس درجہ محتاج ہو گئے تھے کہ بیٹھ جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کون ہے جو شیخ کبیر نابینا پر صدقہ کرے؟ کون ہے جو ایسے آدمی پر صدقہ کرے جس کو حضورؐ نے اطلاع دیدی تھی کہ وہ آپؐ کے بعد محتاج ہو جائے گا؟ کون ہے جو صدقہ کرے پس تحقیق کہ اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اور دینے والے کا ہاتھ درمیان میں اور مانگنے والے کا ہاتھ سب میں نیچے، اور جس آدمی نے باوجود دولت مندی کے سوال کیا اس کے لئے ایک داغ اور علامت ہوگی جس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن پہچانا جائے گا۔ مال دار کے لئے صدقہ حلال نہیں، اور نہ ہٹے کٹے تندرست کے لئے، راوی کہتے ہیں، کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے چار درہم دیئے انھوں نے ایک درہم واپس کردیا دینے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! میرے صدقہ کو مجھ پر واپس نہ کر، حضرت ابورافع رضؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو منع کردیا ہے کہ میں بچے ہوئے مال کا خزانہ جمع کروں، ابوسلیم رضؓ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے حضرت ابورافعؓ کو دیکھا کہ وہ دولت مند ہو گئے یہاں تک کہ ان کا عاشران کے لئے پیداوار کا دسواں حصہ لایا، حضرت

لہ اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۸۴

ابورافعؓ فرمایا کرتے تھے کاش کہ ابورافع اپنی فقیری میں یا جب کہ وہ فقیر تھا وفات پا جاتا، یہ اپنے غلام کو اتنے ہی مال پر مکاتب بناتے تھے جتنے میں اسے خریدا ہوتا، (مکاتب وہ غلام جو مولیٰ کی مقرر کردہ رقم کو قسط وار یا یکمشت ادا کر کے آزاد ہو جائے)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[1] عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پوتے عبدالعزیزؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے پاس ایک لاکھ درہم اس کے بعد بھیجے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا تھا، اس رقم کو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے واپس کیا اور اس کے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کیا میں اپنے دین کو اپنی دنیا کے عوض بیچ دوں؟ اور مدینہ سے مکہ چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت[3] میمونؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جاسوس مقرر کیا، حضرت معاویہؓ کا ارادہ ہوا کہ ابن عمرؓ کے دل کی بات معلوم کریں، آیا وہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپکو کس چیز نے منع کیا کہ آپ نکلیں اور ہم لوگ آپ سے بیعت کریں؟ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں اور امیرالمومنین کے صاحبزادے، آپ تمام لوگوں میں سے اس کام کے زیادہ مستحق ہیں حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کیا تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے جو تم کہہ رہے ہو؟ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا ہاں سب کا اتفاق ہے مگر چند لوگوں کا نہیں ہے، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تین موٹے عجمی آدمی ہجر کے رہنے والے بھی باقی رہ جائیں گے تو مجھے بیعت خلافت کی حاجت نہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے حضرت عمرو بن عاصؓ

---

[1] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۷۶ عن ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ عن ابیہ عن جدہ۔

[2] واخرجہ الزبیر بن بکار عن عبدالعزیز بنحوہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۴۰۰۔

[3] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲۱۔

نے جان لیا کہ ان کا جنگ کا ارادہ نہیں حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا کیا آپ کو اس بات کی رغبت ہے کہ آپ ایسے آدمی سے بیعت کریں جس کی بیعت پر عنقریب تمام آدمی جمع ہونے والے ہیں؟ اور وہ (ہونے والا امیر) آپ کے لئے زمینیں اور وہ مال لکھ دے جسکے بعد آپ اور (آپ کی اولاد آپ کے بعد) محتاج نہ رہے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے تو میرے پاس سے چلا جا اور پھر میرے پاس نہ آنا تیرے لئے خرابی ہو بیشک میرا دین تمھارے دینار اور تمھارے دراہم پر نہیں اور میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ میں دُنیا سے اس طرح پر جاؤں کہ میرے دونوں ہاتھ سفید اور صاف ہوں،

حضرت[۱] میمون بن مہرانؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنے ایک غلام کو مکاتب بنا دیا اور اس پر بدلِ کتابت کی قسطیں مقرر کردیں جب پہلی قسط کی ادائگی کا وقت آیا آپ کے پاس وہ مکاتب قسط کی رقم لے کر آیا آپ نے اس مکاتب سے پوچھا یہ قسط کہاں سے حاصل کی؟ اس نے جواب دیا کہ میں کام بھی کرتا رہا اور مانگتا بھی رہا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا تو میرے پاس لوگوں کے مَیل لایا ہے؟ اور تیرا ارادہ یہ ہے کہ تو مجھے لوگوں کا مَیل کھلائے؟[۲] جا تو خدا کے واسطے آزاد ہے اور جو کچھ تو لیکر آیا ہے یہ بھی میں نے تجھے دیا،

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کا مال کو رد کرنا

محمد[۳] بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ سواد کے ایک دہقان نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے اس بارے میں بات چیت کی کہ وہ اس دہقان کی حاجت کے بارے میں حضرت علیؓ سے بات چیت کریں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے حضرت علیؓ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفت و شنید کی، حضرت علیؓ نے دہقان کی حاجت پوری کردی تو اس دہقان نے حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس چالیس ہزار کی رقم بھیجی لوگوں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ یہ اس دہقان نے بھیجی ہے، حضرت عبداللہؓ نے وہ واپس کردی اور فرمایا ہم اپنے احسان کو بیچتے نہیں ہیں، [۳]

---

[۱] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۱ [۲] اخرج ابن ابی الدنیا والخرائطی بسند حسن، [۳] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۹۰

حضرت عبداللہؓ بن ارقم کا مال کو رد کرنا

حضرت عمرو بن دینارؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو بیت المال پر عامل بنایا اور ان کو اس کی اُجرت میں تین لاکھ کی رقم دی انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، ایک روایت میں اس طرح ہے راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو ان کے عمل کے جائزے میں تیس ہزار دیئے انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے۔[۱][۲]

حضرت عمروؓ بن نعمان بن مقرن کا مال کو رد کرنا

حضرت معاویہؓ بن قرہ فرماتے ہیں کہ میں عمرو بن نعمان بن مقرنؓ کے پاس ٹھہرا ہوا تھا جب رمضان کا مہینہ آیا ان کے پاس ایک آدمی درہموں کی تھیلی لایا اور اس نے کہا امیر مصعب بن زبیرؓ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے کوئی قاری نہیں چھوڑا مگر اس کے پاس میری جانب سے کچھ نہ کچھ عطیہ پہونچا ہے آپ بھی اس س سے مدد حاصل کیجئے، جواب میں فرمایا مصعبؓ سے کہہ دینا خدا کی قسم! ہم نے قرآن س لئے نہیں پڑھا تھا کہ ہم اس سے دُنیا کمائیں اور اس رقم کو لے واپس کر دیا۔[۳]

حضرت ابوبکرؓ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کا مال کو رد کرنا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ قتیلہ بنت عزہ بن عبد اسعد جو بنی مالک بن حسل سے ہیں اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کے پاس ہدیہ میں کچھ گوہ (وہ جانور جسے ضب کہتے ہیں ۔ ۔ ۔ احناف حلال نہیں) اور روٹی کی ٹکیاں اور گھی لائیں اور یہ

---

[۱] اخرج البغوی من طریق ابن عیینۃ [۲] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۷۴ [۳] اخرج ابن ابی شیبۃ [۴] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۱ [۵] اخرج احمد و البزار

مشرکہ تھیں، حضرت اسماءؓ نے ان کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور اپنے گھر میں داخلہ سے منع کیا اس پر حضرت عائشہؓ نے آنحضرتؐ سے سوال کیا اللہ عز وجل نے یہ آیت اتاری لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ سورۃ ممتحنہ ع-۲ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمکو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں میں سے نہیں نکالا اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں"

آپؐ نے حضرت اسماءؓ کو حکم دیا کہ ان کا ہدیہ قبول کرلیں اور ان کو گھر میں آنے دیں۔[1]

حضرت عائشہؓ[2] فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اور اس کے پاس کچھ تھا جو مجھے بطور ہدیہ دینا چاہتی تھی مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں اس سے ہدیہ کو قبول کروں کیونکہ مجھے اس پر رحم آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیوں نہ تو نے اس کے ہدیہ کو قبول کرلیا؟ اور مکافات کردیتی یعنی بدلہ دے دیتی، میرا خیال یہ ہے کہ اے عائشہ! تو نے اسے حقیر سمجھا، اے عائشہ! تواضع اختیار کر، بے شک اللہ پاک تواضع کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور متکبرین سے بغض رکھتا ہے،

سوال کرنے سے پرہیز کرنا

حضرت[3] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ محتاجگی سے ہم لوگوں کی حالت بہت سخت ابتر ہوگئی میرے گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤں۔ اور آپؐ سے کچھ سوال کروں چنانچہ میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا، پس وہ پہلی بات جو میں نے آپؐ سے سنی آپؐ فرمارہے تھے جو اللہ پاک سے غنا طلب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بے پروا کردیگا اور جو اللہ پاک سے طالب عفت ہوگا اللہ پاک اسے پرہیزگار کردیگا، اور جس نے ہم سے سوال کیا ہم اس سے جو چیز ہمیں میسر آئیگی بچا کر نہ رکھیں گے، حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپؐ سے کچھ سوال نہ کیا اور واپس چلا گیا تو دنیا ہماری طرف جھک پڑی،

---

[1] قال الهيثمي ج ، صفحہ ۱۲۳ وفيہ مصعب بن ثابت وثقہ ابن حبان وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح انتہی
[2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۲۰ [3] اخرج ابن جریر،

حضرت[1] ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دن انھوں نے صبح اس حالت میں کی کہ بھوک کی شدت سے انھیں پیٹ پر پتھر باندھنا پڑا ان کی عورت نے یا ان کی کنیز نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپؐ سے کچھ سوال کرو دیکھو آپؐ کے پاس فلاں آیا تھا اور اس نے آپؐ سے مانگا تھا آپؐ نے اُسے دیا چنانچہ میں بھی آپ کے پاس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے میں نے آپؐ کی یہ بات سنی کہ آپؐ فرمارہے تھے، جو عفت کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پرہیزگار بنا دیتے ہیں اور جو استغنار چاہے اللہ پاک اُسے بے پرواہی دیتا ہے، اور جو ہم سے سوال کرلیگا ہم اسے دیں گے یا اس کے ساتھ غم خواری کریں گے اس اخیر کے جملہ میں شک ابو حمزہ راوی کو ہوا ہے اور جو ہم سے بے پرواہی چاہے گا وہ آدمی ہمیں اس سے زیادہ محبوب ہے جو ہم سے سوال کرے، حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں لوٹ آیا اور میں نے آپؐ سے کچھ سوال نہیں کیا، اللہ پاک ہم کو برابر رزق دیتا رہا یہاں تک کہ میں نہیں جانتا کہ انصار کے گھرانوں میں کوئی آدمی ہماری بہ نسبت زیادہ مال دار ہو۔[2]

حضرت عبد[3] الرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعدہ کر رکھا تھا جب قریظہ فتح ہوا آپؐ کی خدمت میں اس غرض سے میں حاضر ہوا کہ آپؐ نے جو مجھ سے وعدہ کیا اُسے وفا کر دیں میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص طالبِ استغنا ہوگا اللہ پاک اسے غنی کردے گا اور جو شخص قناعت اختیار کرنا چاہے اللہ پاک اسے قانع بنادے گا یہ سن کر میں نے اپنے جی میں کہا اب میرے لئے ضروری ہے کہ میں آپؐ سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔[4]

حضرت[5] ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی میرے لئے اس بات کا ضامن ہو جائے کہ وہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرے گا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ میں کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا، چنانچہ یہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے،

---

[1] وعندہ ایضا،
[2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۲
[3] واخرج البزار عن ابی سلمہ،
[4] وابو سلمۃ لم یسمع من ابیہ قالہ ابن معین وغیرہ، کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۰۴،
[5] واخرج احمد والنسائی وابن ماجہ وابوداؤد باسناد صحیح،

ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثوبانؓ کا کوڑا اگر وہ سوار ہوتے اور نیچے گر جاتا تو کسی سے یہ بھی نہ کہتے کہ مجھے یہ کوڑا اٹھا دو یہاں تک کہ خود گھوڑے سے اترتے اور اس کو لیتے[۱] اعمال اسلام پر بیعت کے سلسلہ میں حضرت ابی امامہؓ کی حدیث میں حضرت ثوبانؓ کی اس بات پر بیعت کا تذکرہ گذر چکا ہے کہ یہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انکو مکہ میں لوگوں کے بڑے سے بڑے مجمع میں دیکھا کہ یہ سوار ہیں اور ان کا کوڑا گر گیا ہے اور بسا اوقات کسی آدمی کے کندھے پر جا پڑا اس کو وہ آدمی لیتا اور انکو وہ دینا چاہتا یہ نہ لیتے یہاں تک کہ یہ خود اترتے اور اس کو لیتے[۲] ابن ابی ملیکہؓ فرماتے ہیں بسا اوقات اونٹ کی نکیل کی رسّی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے گر جاتی تو اپنے ہاتھ سے اپنی اونٹنی کو مارتے اور اس کو بٹھاتے اس نکیل کی رسّی کو پکڑتے، لوگوں نے عرض کیا آپ نے ہم سے کیوں نہیں کہہ دیا ہم لے پکڑا دیتے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں،

دُنیا کے وُسعت دیئے جانے پر خوف

خوفِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عقبہ بن عامرؓ[۳] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ اس طرح پڑھی گویا کہ آپ زندہ اور مُردہ لوگوں کو رخصت کر رہے ہیں اس کے بعد آپ ممبر پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا میں تم لوگوں سے پہلے تمھارا پیشرو ہوں اور میں تم لوگوں پر گواہ ہُوں اور میری تم سے ملنے کی وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہے اور میں اپنی اس جگہ کھڑا ہوا اسے دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم لوگوں پر اس بات کا خطرہ نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن میں تم لوگوں پر دنیا کا خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ تم لوگ دُنیا کی طرف مائل ہو جاؤ گے حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں یہ میری وہ آخری زیارت تھی جو میں نے آپکو دیکھا تھا

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۲ صد ۱۰۱ [۲] اخرجہ الطبرانی واخرجہ احمد والنسائی عن ثوبان مختصراً وعند احمد ایضا کما فی الکنز ج ۳ صد ۳۲۱، [۳] اخرجہ البخاری صد ۵۷۸،

۱؎ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے اور شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی پھر پہلی جیسی حدیث نقل کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں خدا کی قسم اپنے حوض کی طرف اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت کی گئی ہیں یا یوں فرمایا کہ زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور میں بیشک خدا کی قسم! تم پر اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کروگے لیکن مجھے تم لوگوں پر اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کروگے۔

حضرت ۲؎ عمرو بن عوف انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو بحرین اس لئے روانہ فرمایا کہ وہاں سے جزیہ وصول کریں چنانچہ یہ وہاں سے جزیہ کا مال وصول کرکے لائے انصار کو حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد کا پتہ چلا تو سبھی فجر کی نماز میں حضورؐ کے ساتھ جمع ہوگئے، جب آپؐ نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو یہ حضرات آپکے سامنے آئے آپ نے جب انھیں دیکھا تو مسکرادیئے پھر فرمایا میرا گمان ہے کہ تم لوگوں نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہؓ بحرین سے کچھ لائے ہیں؟ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کو بشارت دیتا ہوں اور تم لوگ اس چیز کی امید رکھو جو تمھیں خوش کردے گی پس خدا کی قسم میں فقر کا تم لوگوں پر اندیشہ نہیں کرتا لیکن مجھے اندیشہ ہے تو اس بات کا کہ دنیا تمھارے اوپر پھیل جائے گی جس طرح کہ تم سے پہلوں پر دنیا پھیلی اور تم بھی دُنیا کی طرف مائل ہوجاؤ گے جس طرح کہ پہلے لوگ اس کی طرف مائل ہوئے پس یہ دُنیا تم کو ہلاک کردے گی جیسا کہ ان لوگوں کو ہلاک کردیا۳؎

حضرت ۴؎ ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک ایسا اعرابی کھڑا ہوا جسکی طبیعت میں سختی کے آثار تھے اس نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم کو قحط سالی کھاگئی آپؐ نے فرمایا مجھے اس کے علاوہ اور چیز سے تم لوگوں پر اندیشہ ہے جس وقت کہ دُنیا تمھارے اوپر بہی بہی پھرے گی۔ پس اے کاش! کہ میری اُمت سونا استعمال نہ کرے۵؎

۱؎ وعند البخاری فی الرقاق
۲؎ واخرج الشیخان،
۳؎ کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۱،
۴؎ واخرج احمد والبزار،
۵؎ ورواۃ احمد رواۃ الصحیح کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۴

حضرت[1] ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے، آپ نے فرمایا بیشک وہ چیز کہ جس سے میں تم لوگوں پر خطرہ محسوس کرتا ہوں یہ ہے کہ اللہ پاک تم پر دُنیا کی تازگی اور زینت کھول دے،[2]

حضرت[3] سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں دولت کا فتنہ تمہارے لئے زیادہ خطرناک پاتا ہوں بہ نسبت فقر کے فتنہ کے تم لوگ تنگدستی کے فتنہ میں مبتلا کئے گئے تم نے صبر کیا اور بے شک دُنیا سبز و شیریں ہے،[4]

حضرت[5] عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر فرمایا فقیری سے تم لوگ ڈرتے ہو (راوی کو شک ہے کہ آپ نے فقر فرمایا ہے یا لفظ عوز اس کے معنی بھی کم مائگی کے ہیں)، یا دُنیا نے تم کو مبتلائے رنج کر رکھا ہے؟ بے شک اللہ پاک تمہیں فارس و روم پر فتح دے گا اور دُنیا تمہارے اوپر بہی بہی پھرے گی یہاں تک کہ میرے بعد اگر تم لوگ کج رفتار ہوئے تو کج رفتاری پر سوائے اس دُنیا کے کوئی دوسری چیز نہ لگائے گی،[6]

حضرت عمرؓ کا وُسعتِ دُنیا پر خوف و گریہ

حضرت[7] مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ قادسیہ کے مالِ غنیمت میں سے حضرت عمرؓ کے پاس کچھ غنیمتیں آئیں، حضرت عمرؓ ان کو پلٹ رہے تھے اور دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے، آپ کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ تھے فرمانے لگے اے امیر المومنین! یہ تو خوشی اور سُرور کا دن ہے، آپ نے جواب دیا ہاں! لیکن بات یہ ہے جس قوم کو جب کبھی یہ دیا گیا وہ عداوت اور بغض کی وارث ہوئی[8] ابراہیم[9] بن عبد الرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو آپ سے حضرت عبد اللہ بن ارقم زہریؓ نے اشارہ کیا جس سے مقصد یہ تھا کہ آپ اسے بیت المال

---

[1] واخرج الشیخان [2] کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۴ [3] واخرج ابویعلی والبزار [4] وفیہ راو لم یسمع وبقیۃ رواۃ رواۃ الصحیح کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۵ [5] واخرج الطبرانی [6] وفی اسنادہ بقیۃ کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۲، [7] اخرج البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۸ [8] واخرجہ الخرائطی ایضا عن المسور مثلہ کمافی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۲۱،
[9] وعند البیہقی ایضا ج ۶ صفحہ ۳۵۸،

میں کیوں نہیں رکھ دیتے ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے بیت المال میں نہ رکھو میں اسے تقسیم کروں گا، اور آپ رو پڑے، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ خدا کی قسم! یہ دن تو شکر، خوشی اور فرحت کا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ جب کبھی اللہ پاک نے کسی قوم کو دی اللہ نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا[۱] حضرت حسن[۲] سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس کسریٰ کا ساز و سامان لا کر رکھ دیا گیا لوگوں میں سراقہؓ بن مالک بن جعشم بھی تھے راوی کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے ان کی طرف کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن ڈال دیئے انھوں نے وہ دونوں کنگن اپنے ہاتھ میں پہنے وہ دونوں کنگن ان کے کندھے تک پہونچ گئے جب حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہؓ کے دونوں ہاتھوں میں یہ کنگن دیکھے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن بنی مدلج کے اعرابی سراقہ بن مالک بن جعشمؓ کے ہاتھ میں ہیں اس کے بعد فرمایا اے میرے اللہ! مجھے خوب علم ہے کہ تیرے رسولِ پاکؐ کو یہ بات زیادہ محبوب تھی کہ کہیں سے کوئی مال آئے اس کو تیرے راستے میں اور تیرے بندوں پر خرچ کریں اور تو نے ان باتوں کو حضورؐ سے بچائے رکھا یہ محض تیری آپؐ کے ساتھ مراعات تھی اور تجھے آپؐ کو منتخب کرنا تھا اس کے بعد فرمایا اے میرے اللہ! میں جانتا ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ بات پسند تھی کہ کہیں سے مال آتا اور وہ اس کو تیرے راستہ میں اور تیرے بندوں پر خرچ کرتے تو نے ان سے اس مال کو پھیرے رکھا چونکہ تیری نظرِ عنایت اور تیری پسندیدگی ان پر تھی اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہ (مال کی فراوانی) تیری جانب سے عمرؓ کی آزمائش نہ ہو اس کے بعد آپ نے یہ آیتہ تلاوت فرمائی أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ۝[۳] (سورۂ مؤمنون ع ۴) ترجمہ :- "یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہونچا رہے ہیں (یہ بات ہر گز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے"۔

---

[۱] واخرجہ ابن المبارک وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ عن ابراہیم مثلہ کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۲۱ واخرجہ احمد فی الزہد وابن عساکر عن ابراہیم نحوہ مختصرا کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۶ [۲] وعند البیہقی ایضاج ۶ صفہ ۳۵۸ [۳] واخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر وابن عساکر عن الحسن مثلہ کما فی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۴۱۲،

حضرت[1] ابوسنان دؤلی روایت کرتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور آپ کے پاس مہاجرین اوّلین کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، حضرت عمرؓ نے آدمی بھیج کر ایک سفط طلب کیا (یہ ایک قسم کا تھیلا یا برتن ہے) اس کو عراق قلعہ سے لایا گیا تھا اس میں انگوٹھی بھی تھی اس انگوٹھی کو آپ کے پاس کسی بچے نے لے کر منہ میں ڈال لیا حضرت عمرؓ نے اس کے منہ سے وہ انگوٹھی نکالی اس کے بعد رو پڑے حاضرین میں سے بعض نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ اللہ پاک نے آپ کو فتح دی اور آپ کو آپ کے دشمن پر غالب کیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب کسی قوم پر دُنیا فتح کی جاتی ہے اللہ پاک قیامت تک ان میں عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے، میں تو اسی بات سے ڈر رہا ہوں۔[2]

حضرت[3] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نماز سے فارغ ہوتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے جس کسی کو کوئی ضرورت ہوتی آپ سے کہتا اور اگر کسی کو کوئی ضرورت نہ ہوتی تو آپ کھڑے ہو جاتے اس کے بعد آپ نے چند نمازیں لوگوں کو پڑھائیں لیکن معمول کے خلاف کسی ایک نماز کے بعد بھی نہ بیٹھے میں نے حضرت یرفاؓ سے پوچھا کیا امیر المومنین کو کوئی تکلیف ہے؟ یرفاؓ نے کہا امیر المومنین کو کوئی شکایت نہیں۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا اتنے میں حضرت عثمان بن عفانؓ تشریف لائے اور بیٹھ گئے، یرفاؓ گھر سے نکلے اور کہا اے ابن عفانؓ! اٹھو اور اے ابن عباسؓ! اٹھو چنانچہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سامنے مال کے چند ڈھیر ہیں ان میں سے ہر ڈھیر پر سپرے رکھے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اہلِ مدینہ کا جائزہ لیا تو میں نے تم دونوں کو پایا کہ تم تمام اہلِ مدینہ میں سے کثیر خاندان والے ہو، اس مال کو تم دونوں لے لو اور اسے بانٹ لو اور جو بچ رہے اسے لوٹا دو، یہ سن کر حضرت عثمانؓ تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہی رہے اور میں نے اپنے دونوں گھٹنوں پر ٹیک لگائی اور میں نے کہا اگر نقصان ہو گا تو کیا وہ ہمیں ملے گا؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ سخت پتھر کی آواز ہے کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہیں تھا جب

---

[1] واخرج احمد باسناد حسن والبزار وابو یعلی، [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۳، [3] واخرج الحمیدی وابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۰۶ والبزار وسعید بن منصور والبیہقی ج ۶ صفحہ ۳۵۸ وغیرہم،

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کھال بھون کر کھایا کرتے تھے میں نے عرض کیا بیشک خدا کی قسم یہ اللہ کے پاس اس وقت بھی تھا جب حضورؐ زندہ تھے لیکن اگر حضورؐ کے زمانہ میں فتح کیا جاتا تو آپؐ اس مال میں جو تم کر رہے ہو اس کے خلاف کرتے یہ سُن کر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اچھا اگر فتح ہوتی تو آپ کیا کرتے، میں نے کہا آپؐ کھاتے اور ہم کو کھلاتے یہ سُن کر حضرت عمرؓ اس درد کے ساتھ روئے کہ ان کی پسلیاں ایک دوسری پر چڑھ گئیں اور اس کے بعد فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میں معاملہ خلافت سے برابر سرابر چھوٹ جاؤں نہ مجھے اس سے کوئی نفع ہو اور نہ کوئی خسارہ[۱]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطابؓ نے بلایا میں اُن کے پاس آیا ان کے سامنے ایک چمڑے کا دستر خوان جیسا تھا جس پر سونا پھیلا پڑا ہوا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا لے اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دے اللہ زیادہ جانتا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو بکرؓ سے کیوں علیحدہ رکھا گیا؟ اور مجھے دیا گیا خدا جانے یہ مجھے خیر کے لئے دیا گیا ہے یا شر کے لئے؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ رو دیئے اور فرمایا سن لو! قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے ایسا نہیں ہے کہ اللہ پاک نے اپنے نبیؐ اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ شر کا ارادہ کیا ہو اور اسے روکا ہو اور عمرؓ کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا اور اسے دیا ہے،[۲]

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے آدمی بھیجکر بلایا میں آپ کے پاس آیا جب میں دروازے پر پہونچا تو میں نے ان کے رونے کی آواز سنی میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، خدا کی قسم! امیر المومنین کو ضرور کوئی سانحہ پیش آیا ہے میں اندر داخل ہوا اور میں نے حضرت عمرؓ کے دونوں شانے پکڑے اور میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کوئی خطرہ کی بات نہیں، کوئی خطرہ کی بات نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیوں نہیں؟ بہت سخت خطرہ ہے اس کے بعد انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کوٹھری میں داخل کیا، میں نے دیکھا بہت سے بڑے بڑے گٹھر بعض بعض کے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اب آلِ خطاب اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گئی، اگر اللہ پاک چاہتا تو یہ مال میرے دونوں صاحب یعنی نبی اکرمؐ

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۲۰ وقال الهیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۴۲ رواہ البزار واسنادہ جید اھ [۲] واخرج ابو عبید وابن سعد ج ۳ صفہ ۲۱۸ وابن راہویہ والشاشی وحسن [۳] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۱۷ [۴] واخرج ابو عبید والعدنی،

اور حضرت ابوبکرؓ کو دیتا اور وہ میرے لئے اس میں کوئی طریقہ مقرر کر جاتے کہ میں اس طریقہ کی پیروی کرتا۔ میں نے عرض کیا آپ ہمارے پاس بیٹھئے، ہم اور آپ ذرا سوچیں۔ چنانچہ ہم لوگوں نے اُمّہات المومنین کے لئے چار چار ہزار درہم اور مہاجرین کے لئے بھی چار چار ہزار درہم اور باقی لوگوں کیلئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے اور ہم نے وہ مال تقسیم کیا۔[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا وسعتِ دنیا پر خوف وگریہ

حضرت ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس کھانا لایا گیا اور یہ روزہ سے تھے کہنے لگے مصعب بن عمیرؓ شہید کئے گئے وہ مجھ سے کہیں بھلے تھے، اور ان کے لئے ایک ایسی چھوٹی چادر کا کفن میسر آیا کہ اگر سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور اگر پیر چھپائے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت حمزہؓ جو مجھ سے کہیں بھلے تھے شہید کئے گئے اس کے بعد ہمارے لئے دُنیا میں وسعت دی گئی جو دی گئی یا یوں فرمایا کہ ہمیں دُنیا سے وہ دیا گیا جو دیا گیا، اب ہمیں یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کی جزاء ہم کو جلدی یہیں دیدی گئی ہو، پھر انھوں نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کھانا چھوڑ دیا۔[2]

حضرت نوفل بن ایاس ہزلیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہم لوگوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور بہترین جلیس تھے وہ ایک روز ہم لوگوں کو لے کر واپس ہوئے ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے، وہ اندر گئے اور انھوں نے غسل کیا پھر ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے پھر ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ جس میں روٹی اور گوشت تھا لایا گیا جب وہ پیالہ رکھا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رونے لگے ہم نے ان سے کہا اے ابو محمد! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں وفات پاگئے کہ آپ نے اور آپکے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔ اور میرا خیال ہے کہ ہم لوگوں کو اس چیز سے مؤخر رکھا گیا ہے جو اس سے بہتر تھی۔[3]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۳۱۸ [2] اخرج البخاری صفحہ ۵۷۹، [3] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ نحوہ ج ۱ صفحہ ۱۰۰ [4] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۹ [5] واخرجہ الترمذی والسراج عن نوفل نحوہ کما فی الاصابۃ، ج ۲ صفحہ ۴۱۷،

حضرت[1] اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہمارے یہاں تشریف لائے اور کہنے لگے اے اماں جان! مجھے ڈر ہے کہ میرا مال مجھے تباہ و برباد نہ کر دے میں قریش میں بڑا مال والا ہوں میں نے کہا اے میرے بیٹے! تو مال خرچ کر دے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے اصحابؓ میں سے بعضے وہ ہوں گے جو مجھے اس کے بعد نہ دیکھ سکیں گے جب میں انھیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا اُسکے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ یہاں سے نکلے اور حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی اُن سے جو کچھ حضرت اُم سلمہؓ نے کہا تھا بیان کیا یہ سن کر حضرت عمرؓ حضرت اُم سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا، خدا کی قسم! کیا میں بھی انھیں لوگوں میں سے ہوں (جنھیں پھر آپؐ کی زیارت نصیب نہ ہوگی)، حضرت اُم سلمہؓ نے فرمایا نہیں، اے عمر! تمھارے بعد میں کسی اور کو بری نہیں کرتی،[2]

حضرت خبّاب بن ارتؓ کا وُسعتِ دُنیا پر خوف و گریہ

حضرت[3] یحییٰ بن جعدہؒ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرامؓ حضرت خبابؓ کی عیادت کے لئے آئے اور انھوں نے کہا، کہ اے ابو عبداللہ! خوش خبری حاصل کرو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوضِ کوثر پر جاؤ گے، حضرت خبابؓ نے اپنے گھر کے اوپر نیچے اشارہ کر کے کہا کہ اس کے ہوتے ہوئے کیسے (حوضِ کوثر کی امید کی جا سکتی ہے؟) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایک کے لئے اتنا کافی ہے جتنا کہ ایک سوار کی زادِ راہ ہوتی ہے،[4]

حضرت[5] طارق بن شہابؒ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرامؓ حضرت خبابؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور انھوں نے کہا اے عبداللہ! تمھارے بھائی تمھیں مبارک ہوں کل تم اُن کے پاس جاؤ گے (یعنی وفات پائے ہوئے صحابہؓ) طارق کہتے ہیں کہ حضرت خبابؓ رو پڑے اور کہنے لگے کہ مجھے موت سے کوئی گھبراہٹ نہیں لیکن تم نے میرے لئے ایک قوم کی یاد تازہ کر دی اور تم نے انھیں میرا

---

[1] واخرج البزار [2] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۷۲ رجالہ رجال الصحیح [3] اخرج ابو یعلی والطبرانی باسناد جید [4] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۸۴، [5] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۵،

بھائی بتایا وہ حضرات تو وہ لوگ ہیں جو سب کے سب اپنا ثواب کما لے گئے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ جو کچھ تم ان اعمال کے ثواب کا تذکرہ کرتے ہو وہ ثواب کہیں یہی نہ ہو جو ان کے بعد ہمیں دیا گیا ہے (یعنی وسعتِ دُنیا)[1]

حضرت[2] حارثہ بن مضربؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت خبابؓ کے یہاں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لیے تھے حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ تم میں کوئی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا، بعض آنے والوں نے آپ سے کہا آپ حضورؐ کی صحبت کو اور آپؐ کی خدمت میں آنے کو یاد کیجیے، فرمایا مجھے اپنی اُس آمد پر جس میں میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس چیز سے ڈر ہے جو میرے پاس باقی ہے یعنی یہ چالیس ہزار درہم میری کوٹھری میں پڑے ہوئے ہیں،

ایک[3] روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہ تھا اور اب میری کوٹھری کے ایک کونہ میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں راوی کہتے ہیں اس کے بعد ان کا کفن لایا گیا جب اسے دیکھا تو رو دیئے اور فرمایا لیکن حضرت حمزہؓ کے لئے کفن میسر نہ آیا سو لئے ایک دھاری دار چادر کے، جو اتنی بڑی تھی کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پیر کی جانب سے کھسک جاتی اور اگر پیر کی جانب کھینچی جاتی تو سر کی جانب سے کھسک جاتی یہاں تک کہ وہ چادر سر کی طرف کھینچی گئی اور انکے پیروں پر اذخر گھاس ڈالی گئی[4] ابو[5] وائل شقیق بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت خبابؓ کی خدمت میں ان کے مرض میں آئے انھوں نے فرمایا اس تابوت (چھوٹے سے گھر) میں اسی ہزار درہم ہیں خدا کی قسم ! نہ تو میں نے ان کی تھیلی پر تاگا باندھا اور نہ میں نے سائل سے اسے روکا، اس کے بعد رو دیئے ہم نے عرض کیا آپ کو کس نے رلایا ؟ فرمایا میں اس بات پر روتا ہوں کہ میرے ساتھی چلے گئے اور دُنیا نے انہیں کچھ نقصان نہیں پہونچایا اور ہم ان کے بعد باقی رہے اور ہم نے (متاع) دُنیا کے لئے کوئی موضع سوائے

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۱۸ عن طارق بنحوہ [2] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۴۴،
[3] واخرج ایضاً ج ۱ صفہ ۱۴۵ من طریق آخر عن حارثۃ بنحوہ مختصراً [4] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۱۷ عن حارثۃ بنحوہ [5] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۴۵،

مٹی کے نہ پایا، اور لیثؒ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ مجھے تمنا تھی کہ یہ دنیا ایسی اور ایسی ہوتی یعنی مینگنی وغیرہ ہوتی۔ حدیث قیسؒ میں ہے کہ پھر حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے ایسی قوم گذر گئی جنھوں نے دُنیا سے کچھ نہ حاصل کیا، ان کے بعد ہم باقی رہے یہاں تک کہ دُنیا سے ہم نے وہ حاصل کیا کہ ہم میں سے بعض یہ بھی نہیں جانتا کہ اسے مٹی کے سوا اور کہاں رکھے؟ اور بے شک مسلمان آدمی کو ہر چیز میں جس میں وہ خرچ کرے اجر ملے گا۔ بجز اس چیز کے جس کو مٹی میں لگایا،

حضرت[۳] خبابؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی محض اللہ کی ذات کے لیے، ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ثابت ہوگیا پس بعض ہم میں سے گذر گیا اور چلا گیا اس نے اپنے اجر سے (دُنیا میں) کچھ بھی نہ کھایا انھیں میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو یوم اُحد میں شہید کیے گئے صرف ایک چادر چھوڑی، ہم لوگ جب اس چادر سے ان کا سر چھپاتے تو ان کے پیر کھل جاتے۔ اور جب ان کے پیر ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا حضورؐ نے فرمایا سر ڈھانک دو اور ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو، اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے پھل خوب پکے اور وہ ان پھلوں کو جھاڑ رہے ہیں[۴] (یعنی ان کے لئے دُنیا میں وسعت دی گئی)

حضرت سلمان فارسیؓ کا وسعتِ دنیا پر خوف و گریہ

بنی عبسؓ[۵] کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ ہوا حضرت سلمانؓ نے ان چیزوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جو اللہ پاک نے مسلمانوں پر کسریٰ کے خزانوں سے فتوحات کی تھیں فرمایا بے شک! اس اللہ پاک نے جس نے تم کو یہ خزانے دیئے اور یہ فتوحات تمہارے لئے گئیں اور یہ نعمتیں تم کو دیں، بے شک اس نے کسریٰ کے خزانوں کو روکے رکھا جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور آپ کے صحابہؓ اس حالت میں صبح کرتے کہ نہ ان کے پاس دینار ہوتا نہ درہم اور نہ

۱؎ قال ابونعیم رواہ ابواسامۃ ۲؎ وعند ابی نعیم ایضاج ۱ صفحہ ۱۴۶، ۳؎ وعند البخاری ۴؎ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۵ وابن ابی شیبۃ بمثلہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۸۶ ۵؎ اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۹ عن ابی البختری،

کوئی مُد غلہ کا (مُد تقریباً چھ سو چالیس گرام کا ہوتا ہے) اس کے بعد اے بنی عبسی بھائی! یہ فتوحات ہوئیں، عبسیؒ کہتے ہیں پھر ہمارا گذر ایک ایسے کھلیان پر ہوا جہاں غلہ برسایا جا رہا تھا حضرت سلمانؓ نے پھر فرمایا بے شک وہ ذات جس نے تم کو یہ خزانے دیئے اور یہ فتوحات کیں اور یہ نعمتیں تم کو دیں، بے شک اس نے کسریٰ کے خزانوں کو روکے رکھا جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور آپ کے صحابہؓ اس حالت میں صبح کرتے کہ نہ ان کے پاس دینار ہوتا نہ درہم اور نہ کوئی مُد غلہ کا، اس کے بعد اے بنی عبسی بھائی یہ فتوحات ہوئیں،

بنی عبس[۱] کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ دِجلہ کے کنارے چل رہا تھا حضرت سلمانؓ نے فرمایا اے بنی عبسی بھائی! اترو اور پانی پیو چنانچہ میں نے پانی پیا حضرت سلمانؓ نے فرمایا تمہارے اس پینے نے دِجلہ میں کیا کمی پیدا کی؟ میں نے عرض کیا کہ قریب کچھ نہ ہونے کے، حضرت سلمانؓ نے فرمایا اسی طرح پر علم ہے کہ اس سے لیا جاتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی اس کے بعد فرمایا سوار ہو جاؤ اس کے بعد ہمارا گیہوں اور جَو کے کھلیان پر گذر ہوا حضرت سلمانؓ نے فرمایا کیا تم اس کو دیکھ رہے ہو؟ یہ ہم لوگوں کے لئے فتح ہوا ہے اور اس کا دروازہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بند رہا (کیا) یہ ہمارے لئے خیر ہے اور ان کے لئے شر تھا؟ میں نے عرض کیا مجھے اس بات کا علم نہیں، لیکن میرا گمان ہے کہ یہ ہمارے لئے شر ہے اور ان کے لئے خیر تھی، حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کو تین دن لگاتار پیٹ بھر کر کھانا میسر نہ آیا، یہاں تک کہ آپؐ اللہ عزوجل سے جا ملے،[۲]

حضرت[۳] ابو سفیانؓ اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت سلمانؓ کے پاس عیادت کے لئے تشریف لائے حضرت سلمانؓ رو پڑے، حضرت سعدؓ نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ اپنے ساتھیوں سے ملیں گے اور حضورؐ کے حوض پر اتریں گے، حضورؐ تو تم سے راضی ہو کر اس دُنیا سے تشریف لے گئے ہیں، حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ موت سے گھبرا کر نہیں رو رہا ہوں اور نہ دُنیا کے لالچ کی وجہ سے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ایک

---

[۱] وعند الطبرانی، [۲] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۴ وفیہ راو لم یسم وبقیۃ رجالہ ثقات [۳] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۵،

وعدہ لیا تھا، آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کی گزر اوقات دُنیا سے اتنی ہونی چاہیے جتنی کہ سوار کی زادِ راہ ہوتی ہے، یہ دیکھیے یہ کالے سانپ میرے گرد اگرد ہیں راوی کہتے ہیں ان کے کنارے لوٹا اور ایک کپڑا دھونے کا برتن اور اسی قسم کے دو ایک سامان تھے حضرت سعدؓ نے ان سے فرمایا کہ آپ ہم سے کوئی عہد لیجیے کہ جس پر ہم آپ کے بعد بھی عمل کرتے رہیں، فرمایا جب تم مبتلائے رنج ہو تو اپنے رنج میں خدا کو یاد کرو اور جب تم فیصلہ دو تو اپنے فیصلہ کے وقت میں خدا کو یاد کرو اور اپنے ہاتھ سے جب تم تقسیم کر رہے ہو تو خدا کو یاد کرو، حاکم کی روایت میں ہے۔ (جس چیز کو انھوں نے سانپ بتایا تھا) وہ صرف ان کے پاس کپڑا دھونیکا برتن اور ایک پیالہ اور ایک لوٹا تھا۔ ؎۱

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ بیمار ہوئے ان کی عیادت کے لئے حضرت سعدؓ تشریف لائے انھیں دیکھا کہ یہ رو رہے تھے حضرت سعدؓ نے ان سے کہا اے میرے بھائی! تم کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہے؟ کیا تم نے ایسا اور ایسا نہیں کیا ہے؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں دو باتوں میں سے کسی ایک پر نہیں رو رہا نہ تو دُنیا کے لالچ کی وجہ سے اور نہ آخرت کی کراہیت کی وجہ سے لیکن حضورؐ نے ہم لوگوں سے ایک وعدہ لیا تھا میرا گمان یہ ہے کہ مجھ سے اس کی وفا میں کوتاہی ہوئی حضرت سعدؓ نے دریافت کیا کہ تم سے حضورؐ نے کیا وعدہ لیا تھا؟ فرمایا کہ آپؐ نے ہم لوگوں سے وعدہ لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے لئے سوار کی زادِ راہ کے برابر کافی ہے اور میرا گمان ہے کہ میں نے اس معاملہ میں حد سے تجاوز کیا ہے اور لیکن تم اے سعد! اللہ کے تقویٰ کا لحاظ رکھنا جب تم کوئی فیصلہ دینا جب تم کوئی تقسیم کرنا اور جب تمھیں کوئی رنج پیش آئے، ثابتؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت سلمانؓ نے کچھ اوپر بیس درہم اور تھوڑا سا نفقہ اپنے پاس چھوڑا تھا۔ ؎۲

؎۱ واخرجہ الحاکم وصححہ کما فی الترغیب ج ۵ صفہ ۱۲۷ و ابن سعد ج ۴ صفہ ۶۵ عن ابی سفیان عن اشیاخہ نحوہ ؎۲ واخرجہ ابن الاعرابی عن ابی سفیان عن اشیاخہ مختصراً کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۷ ؎۳ وعند ابن ماجہ ورواۃ ثقات، کذا فی الترغیب ج ۵ صفہ ۱۲۸،

حضرت[1] عامر بن عبداللہ ؒ فرماتے ہیں کہ بہت بھلے حضرت سلمان فارسیؓ کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں کو ان میں گھبراہٹ کا اثر محسوس ہوا، چنانچہ لوگوں نے کہا کہ کس چیز نے اے ابو عبداللہ! تمھیں گھبراہٹ میں بتلا کیا ہے؟ آپ کے لئے تو بھلائی میں سبقت لے جانے والے بہت اعمال ہیں آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھلے سے بھلے غزوات میں اور بڑی سے بڑی فتوحات میں شریک رہے ہیں حضرت سلمانؓ نے فرمایا مجھے گھبراہٹ میں یہ بات ڈالے ہوئے ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ آپؐ ہم سے جدا ہو رہے تھے ہم لوگوں سے ایک عہد لیا اور فرمایا تم میں سے ہر آدمی کے لئے سوار کی زادِ راہ کے برابر کافی ہے یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال رکھا ہے۔ جب حضرت سلمانؓ کا مال جمع کیا گیا تو اس کی کل قیمت پندرہ درہم تھی[2] ایک[3] روایت میں ہے پندرہ دینار تھی۔ ایک[4] روایت میں ہے ایک دینار تھی۔ اور باقی حضرات کی روایت میں ہے کچھ اوپر دس درہم تھے، حضرت علی بن بذیمہؒ کی روایت میں ہے حضرت سلمانؓ کا اساسہ جو بیچا گیا اس کی قیمت چودہ درہم تھی۔[5]

حضرت ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ قریشی کا خوف

حضرت[6] ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ حضرت ابو ہاشم بن عتبہؓ کے پاس عیادت کے لئے آئے اور یہ بیمار تھے، دیکھا کہ یہ رو رہے ہیں، حضرت معاویہؓ نے کہا اے ماموں جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا درد نے آپ کو بیقرار کر رکھا ہے یا لالچ دنیا ہے؟ فرمایا یہ دونوں باتیں نہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ایک عہد لیا تھا جس پر میں عمل نہ کر سکا پوچھا کہ وہ کیا عہد ہے؟ فرمایا کہ میں نے آپؐ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ تمام مال میں سے ایک خادم اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک سواری کافی ہے آج میں اپنے آپ کو اس حال میں پاتا ہوں کہ میں نے

---

[1] وعند ابن حبان فی صحیحہ، [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۸۴ [3] واخرجہ ابن عساکر عن عامر مثلہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۴۲ [4] وہکذا ذکر فی الکنز عن ابن حبان وہکذا رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۷ [5] وہکذا اخرجہ الطبرانی عن علی قال فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۸۶ واسنادہ جید الا ان علیا لم یدرک سلمان [6] اخرجہ الترمذی والنسائی،

بہت کچھ جوڑ رکھا ہے، سمرہؓ بن سہمؓ اپنی قوم کے ایک آدمی سے جن کا نام نہیں
بیان کیا نقل کرتے ہیں کہ میں ابو ہاشمؓ بن عتبہ کے پاس آیا اتنے میں انکے پاس
حضرت معاویہؓ آئے اور راوی نے اوپر جیسی روایت ذکر کی۔ سمرہؓ بن سہمؓ فرماتے ہیں
کہ میں ابو ہاشم بن عتبہؓ کے پاس آیا اور یہ مبتلائے طاعون تھے اتنے میں ان کے
پاس حضرت معاویہؓ آئے اور راوی نے اوپر جیسی روایت ذکر کی۔ رزین نے بھی یہی
روایت اس اضافہ کیساتھ ذکر کی جب انکی وفات ہوگئی جو کچھ یہ چھوڑ کر مرے تھے اسے
حاضر کیا گیا تو اس کل کی قیمت تیس درہم ہوئی اور میرا خیال یہ ہے کہ اس سامان میں
وہ بڑا پیالہ بھی تھا جس میں یہ آٹا گوندھتے تھے اور اسی میں کھاتے بھی تھے۔[۳]

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا وسعت دنیا پر خوف و گریہ

مسلمؓ[۴] بن اکیس مولیٰ عبد اللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ بعض ان حضرات نے
جو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس گئے بیان کیا ہے کہ انھوں نے حضرت
ابو عبیدہؓ کو روتا ہوا پایا تو دریافت کیا اے ابو عبیدہ! کس چیز نے آپ کو رلایا؟
حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا میں اس لئے روتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک روز ان فتوحات کا تذکرہ فرمایا جو اللہ پاک مسلمانوں پر فتح کریگا
اور ان کے مال غنیمت کا بھی تذکرہ کیا یہاں تک کہ آپؐ نے ملک شام کی فتح
کا بھی تذکرہ فرمایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ! اگر تم کچھ دنوں زندہ
رہے تو تمھارے لئے تین خادم کافی ہیں ایک جو تمھاری خدمت کے کام
انجام دے اور ایک خادم جو تمھارے ساتھ سفر میں رہے اور ایک خادم جو
تمھارے گھر والوں کی خدمت کرے اور ان کے پاس آیا جایا کرے۔ اور

---

[۱] وقد رواہ ابن ماجہ عن ابی وائل [۲] ورواہ ابن حبان فی صحیحہ، [۳] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۸۴،
واخرجہ البغوی وابن السکن عن ابی وائل عن سمرۃ بن سہم رجل من قومہ کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۲۰۱
قال وروی الترمذی وغیرہ بسند صحیح عن ابی وائل قال جاء معاویۃ الی ابی ھاشم فذکرہ۔ اہ۔
واخرج الحدیث ایضا الحاکم ج ۳ صفحہ ۶۳۸ عن ابی وائل وابن عساکر من طریق سمرۃ کما فی الکنز۔
ج ۲ صفحہ ۱۴۹ [۴] اخرج احمد عن ابی حسنۃ،

اور گھوڑوں میں سے تمہارے لئے تین گھوڑے کافی ہیں ایک تمہارے کوچ کے لئے اور ایک تمہاری باربرداری کے لئے اور ایک تمہارے غلام کے لئے پھر آپؐ کے اس فرمان کے بعد میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا گھر غلاموں سے بھرا ہوا ہے اور جب اصطبل پر نظر جاتی ہے تو وہ اونٹوں اور گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں کر ملوں گا؟ اور حضورؐ نے ہم لوگوں کو وصیت فرمائی تھی کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور تم میں سے میری طرف زیادہ قریب وہ آدمی ہوگا جو مجھ سے اسی حال میں ملے جس حال پر کہ میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں، لہ

لہ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۵۳ رواہ احمد وفیہ راو لم یسم وبقیۃ رجالہ ثقات، انتہی۔ واخرجہ ابن عساکر نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۷۳،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

کی

دنیا سے بے رغبتی اور بغیر دنیا کے ساتھ ملوث ہوئے دنیا سے نکل جانا

زہدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ آپ پر صرف ایک تہہ بند تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نمایاں تھے، اور میں نے دیکھا کہ جو کی ایک چھوٹی سی ڈھیری ہے جو قریب ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کے ہوگی اور کچھ بیر کے پتے بالاخانے کے ایک گوشہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک بلا دباغت دی ہوئی کھال لٹکی ہوئی ہے، یہ دیکھ کر میری آنکھیں ڈبڈبا اٹھیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے نبی! مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اس چٹائی کا اثر آپ کے پہلو میں ہے اور یہ آپ کا خزانہ ہے اس میں وہی دیکھ رہا ہوں جو میں نے دیکھا، اور وہ کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں موج کر رہے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہوگی اور ان کے لئے دنیا ہے؟ —— ایک[2] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

---

[1] اخرجہ احمد باسناد صحیح [2] واخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم

کہ میں نے آپ سے اجازت طلب کی اور میں آپ کے پاس آپ کے بالاخانے پر پہنچا۔ آپ ایک بہت موٹے کپڑے پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے جسم مبارک کا بعض حصہ مٹی پر تھا۔ آپ کے سر مبارک کے نیچے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپ کے سرہانے ایک گیلی کھال لٹک رہی تھی۔ اس بالاخانے کے ایک گوشہ میں کچھ بیر کے پتے پڑے ہوئے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا اور میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے برگزیدہ ہیں۔ کسریٰ اور قیصر تو سونے کے تخت اور دیبا اور حریر کے بستر پر ہیں؟ آپ نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا اچھا مال انھیں جلدی دے دیا گیا ہے اور یہ عنقریب ہی ختم ہو جائے گا اور ہم لوگ ایسی قوم ہیں کہ ہمارا اچھا مال مؤخر کر دیا گیا ہے جو ہمیں آخرت میں ملے گا۔[1]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمرؓ آئے حضورؐ ایک چٹائی پر آرام فرما تھے جس کے نشانات آپؐ کے پہلو پر نمایاں تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کوئی اور بستر لے لیتے جو اس سے زیادہ نرم ہوتا تو اچھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے اور دُنیا سے کیا واسطہ؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار جیسی ہے جو سخت گرمی کے موسم میں چلا اور تھوڑی دیر کے لئے کسی درخت کے نیچے سایہ پکڑا اس کے بعد پھر چل دیا اور اس درخت کو چھوڑ گیا۔[2]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھا کہ پرانی پیوند لگی ہوئی یا دوہری پُرانی چادر ہے، اس نے میرے پاس ایک بستر بھیجا جس میں اُون بھرا ہوا تھا۔ حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں انصاریہ آئی تھی، اُس نے آپ کے بستر کو دیکھا تو وہ گئی اور اس نے میرے پاس یہ بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ!

---

[1] رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن انس ان عمرؓ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر نحوہ کذا فی الترغیب ج ۵ صلالا واخرج حدیث انس ایضاً احمد وابو یعلی بنحوہ قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۲۶ رجال احمد رجال الصحیح غیر مبارک بن فضالۃ وقد وثقہ جماعۃ وضعفہ جماعۃ۔ انتہی [2] واخرجہ احمد وابن حبان فی صحیحہ والبیہقی [3] کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۰ واخرجہ الترمذی وصححہ وابن ماجہ عن ابن مسعودؓ نحوہ والطبرانی وابو الشیخ عن ابن مسعود نحو حدیث عمر کما فی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۹ وابن حبان والطبرانی عن عائشہؓ کما فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۲ والمجمع ج ۱۰ ص ۳۲۷ [3] واخرج البیہقی۔

اسے واپس کرو، پس اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ پاک میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلائے۔[1]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُون کا کپڑا پہنا ہے، اور پیوند لگا ہوا جوتا۔ اور حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آپؐ نے بہت موٹا آٹا کھایا ہے، اور موٹا کُھردرا لباس بھی پہنا ہے۔ کسی نے حسن سے پوچھا کہ بشع کیا چیز ہے؟ جواب دیا کہ موٹا جو، جس کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسانی سے بلا پانی کے گھونٹ کے نہیں نگل سکتے تھے۔[2]

—— اُمِ ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے آٹا چھانا اور حضورؐ کے لئے چپاتیاں پکائیں، آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اُمِ ایمنؓ نے جواب دیا کہ ہم اپنے وطن میں یہ کھانا پکایا کرتے تھے میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اس میں سے چپاتیاں پکاؤں، آپؐ نے فرمایا اس بھوسی کو اسی میں ملا دے پھر گوندھ۔[3]

حضرت ابورافعؓ کی بیوی سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ آئے اور ان حضرات نے کہا کہ ہمارے لئے ان کھانوں میں سے کوئی کھانا پکا دو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھا۔ فرمانے لگیں اے میرے بیٹو! اگر میں ایسا کروں گی تو تم آج اس کھانے کی خواہش نہ کرو گے، چنانچہ میں کھڑی ہوئی میں نے تھوڑے سے جَو لئے اور انہیں پیسا اور پھونک مار کر اس پر سے بھوسی اُڑائی اور اس سے چھوٹی چھوٹی ٹکیاں پکائیں اور آپؐ کا سالن روغن زیتون تھا۔ اسی پر سیاہ مرچ کے دانے پیس کر ڈال دئے اور ان حضرات کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند کرتے تھے۔[4]

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ نکلے، آپؐ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور آپؐ نے کھجور چننا اور کھانا شروع کیا اور مجھ سے فرمایا اے ابن عمرؓ! تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں کھاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے خواہش نہیں ہے، آپؐ

---

[1] واخرجہ ابوالشیخ اطول منہ کما فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۳ [2] واخرج ابن ماجہ والحاکم [3] وفیہ یوسف بن ابی کثیر وہو مجہول عن نوح بن ذکوان وہو واہ وقال الحاکم صحیح الاسناد کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۳

[4] واخرج ابن ماجہ وابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع وغیرہما [5] کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۴

[6] واخرج الطبرانی [7] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۲۵ رجالہ رجال الصحیح غیر فائد مولی ابن ابی رافع وہو ثقۃ وقال فی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۵ رواہ الطبرانی واسنادہ جید۔

[8] واخرج ابوالشیخ وابن حبان فی کتاب الثواب۔

نے فرمایا لیکن مجھے تو اس کی خواہش ہے اور یہ چوتھی صبح ہے کہ میں نے کھانا نہیں چکھا ہے اور اگر میں چاہوں تو اللہ پاک سے دعا کروں کہ وہ مجھے کسریٰ اور قیصر جیسا ملک دیدے اے ابن عمر! تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تم ایسی قوم میں باقی رہو گے جو اپنے سال بھر کا رزق ڈھانپ کر رکھیں گے؟ اور یقین کمزور پڑ جائے گا، (حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں) پس خدا کی قسم ابھی ہم وہاں سے نہیں نکلے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ذ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ذ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (سورہ عنکبوت ع ۶) ترجمہ :۔ اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی انکو (مقدر کی) روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ پاک نے مجھے دنیا کے جمع کرنے کا اور خواہشات کے اتباع کا حکم نہیں دیا جس آدمی نے دنیا کو باقی زندگی کے لئے جوڑا (اُسے معلوم ہونا چاہئے) حیات اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، سُن لو کہ میں ایک دینار اور ایک درہم کو بھی جمع نہیں کرتا اور کل کے لئے رزق چھپا کر نہیں رکھتا۔[۱]

حضرت عائشہؓ[۲] فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا، جس میں دودھ اور شہد تھا، آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اسے دو پینے کی چیز کو ایک بنا دیا اور دو سالن ایک پیالے میں؟ (یعنی ہر ایک ان میں سے پینے اور سالن کے کام میں آسکتا ہے) فرمایا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، سن لو میں یہ دعوے نہیں کرتا کہ یہ حرام ہے لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن مجھ سے دنیا سے بچے ہوئے کے بارے میں سوال کریں، میں اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہوں اور جس نے اللہ کے لئے فروتنی اختیار کی اللہ اُسے بلندی دے گا اور جس نے تکبر کیا اللہ اُسے گرائے گا، اور جس نے میانہ روی اختیار کی اُسے اللہ بے پروائی بخشے گا۔ اور جو موت کو زیادہ یاد کرے گا، اللہ اس کو دوست رکھے گا۔[۳]

زہدِ صدیقیؓ

حضرت[۴] زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھے، آپ نے

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۵ صہ ۱۴۹ واخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن عمر مثلہ وفیہ ابوالعطوف الجزری وہو ضعیف کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۳ صہ ۴۲۱ [۲] واخرج الطبرانی فی الاوسط [۳] کذا فی الترغیب ج ۵ صہ ۱۵۸، وقال الہیثمی ج ۱۰ صہ ۳۲۵ وفیہ نعیم بن مورع العنبری وقد وثقہ ابن حبان وضعفہ غیر واحد وبقیۃ رجالہ ثقات [۴] اخرج البزار

پانی طلب کیا، آپ کے پاس پانی اور شہد لایا گیا۔ جب آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا تو آپ رو دیئے اور بڑی بلند آواز سے روئے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کو کچھ ہو گیا ہے۔ ہم لوگوں نے آپ سے پوچھا نہیں۔ جب آپؓ فارغ ہو گئے تو ہم نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے اس رونے پر آمادہ کیا؟ فرمایا ایک مرتبہ میں حضورؐ کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع کر رہے ہیں، اور مجھے کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کو دفع فرما رہے ہیں اور مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی آپؐ نے فرمایا دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو میں نے کہا، ہٹ! مجھ سے دور ہو، تو دنیا نے کہا لیکن آپ تو مجھے پکڑنے والے نہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مجھ پر بڑا بار گذرا اور میں ڈرا (اس کے پینے سے) ایسا نہ ہو کہ میں نے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، اور دنیا مجھ سے ملی ہو۔[1]

حضرت[2] زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے پانی طلب کیا، آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد تھا، جب اُسے اپنے منہ کے قریب لے گئے رو دیئے اور ان لوگوں کو بھی رُلایا جو آپ کے گرد اگرد تھے اس کے بعد آپ چُپ ہو گئے، اور لوگ روتے رہے، اس کے بعد پھر حضرت ابوبکرؓ نے رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ دیکھنے والوں کو یہ گمان ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ سے اس وقت پوچھنے کی گنجائش نہیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنا چہرہ پونچھا اور ہوش میں آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے اس رونے پر آمادہ کیا؟ اس کے بعد راوی نے اُوپر جیسی روایت ذکر کی اور اس میں بھی اضافہ ہے کہ (حضورؐ نے فرمایا) دنیا مجھ سے ایک جانب ہٹ گئی، اور دنیا نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے چھوٹ گئے ہیں تو آپ کے بعد والے مجھ سے نہ چھوٹ سکیں گے۔[3]

حضرت[4] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ کوئی

---

[1] قال الهیثمی ج ۱۰ صد ۲۵۴ رواہ البزار وفیہ عبدالواحد بن زید الزاهد وهو ضعیف عند الجمهور وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یعتبر حدیثہ اذا کان فوقہ ثقۃ ودونہ ثقۃ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی، وقال فی الترغیب ج ۵ صد ۱۶۸ رواہ ابن ابی الدنیا والبزار ورواتہ ثقات الا عبدالواحد بن زید وقد قال ابن حبان یعتبر حدیثہ اذا کان فوقہ ثقۃ ودونہ ثقۃ وهو ههنا کذالک۔ انتہی [2] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صد ۳۰ [3] وهکذا اخرجہ الحاکم والبیهقی کما فی الکنز ج ۴ صد ۳۷ [4] اخرج احمد فی الزهد۔

درہم اور اس سے پہلے بیت المال سے اپنا جو حق لیا تھا اس کو بھی بیت المال میں لوٹا دیا۔[1]

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جب خلیفہ ہوئے اپنا ہر درہم و دینار بیت المال میں ڈال دیا اور فرمایا کہ میں اس میں تجارت کرتا تھا اور اس کے ذریعے رزق تلاش کرتا تھا، جب میں مسلمانوں کا خلیفہ ہو گیا تو اس کام نے مجھے تجارت اور اس میں رزق طلب کرنے سے روک دیا۔[2]

حضرت عطاؒ بن سائب فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ سے بیعت کی گئی۔ صبح ہی صبح اپنے بازو پر چادریں لاد کر آپ بازار جا رہے تھے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ کہاں کا ارادہ فرمایا؟ جواب دیا بازار کا حضرت عمر رضؓ نے کہا، وہاں آپ کیا کریں گے؟ آپ تو مسلمانوں کے کام کے خلیفہ ہوئے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں اپنے بال بچوں کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، آپ تشریف لے چلیے، آپ کے لئے حضرت ابوعبیدہ رضؓ وظیفہ مقرر کردیں گے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حضرت ابوعبیدہ رضؓ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کے لئے مہاجرین میں کے ایک درمیانی درجے کے آدمی کے برابر روزینہ مقرر کرتا ہوں، اور سردی اور گرمی کا لباس، جب ان میں سے کوئی بوسیدہ ہو جائے آپ اسے لوٹا دیجئے اور اس کی جگہ دوسرا لیجئے، چنانچہ انھوں نے آپ کے لئے روزینہ میں آدھی بکری اور ایک چادر جو سر پر اوڑھی جائے اور ایک تہہ بند جو پیٹ پر باندھا جائے مقرر کیا۔[3]

حضرت حمیدؒ بن ہلالؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ ہوئے تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ خلیفۂ رسولؐ کے لئے اتنا وظیفہ مقرر کرو جو اُن کے لئے کافی ہو لوگوں نے کہا ہاں، ان کی دونوں چادریں اگر پرانی ہو جائیں تو ان کو رکھ دیں اور اس کی جگہ اسی جیسی دو اور لے لیں اور اُن کے لئے سواری ہو جب یہ سفر کریں اور ان کے بال بچوں کا اتنا نفقہ جسے یہ خلیفہ بننے سے پہلے خرچ کرتے آئے ہیں، حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا، میں اس پر خوش ہوں۔[4]

زہدِ فاروقی رضؓ

حضرتؒ سالم بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضؓ کے

---

[1] وعندہ ایضاً فیہ [2] کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۱۳۲ [3] وعند ابن سعد [4] وعندہ ایضاً [5] کذا فی الکنز ج ۳ صہ ۳۰ [6] اخرج الطبرانی ج ۴ صہ ۱۶۴

وظیفہ پر اکتفا کی جو صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے لئے مقرر کیا تھا، چنانچہ آپ اسی پر رہے اور آپ کو سخت حاجتوں کا سامنا ہوا تو مہاجرین کی ایک جماعت جمع ہوئی۔ ان اصحاب شوریٰ میں حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا، اگر ہم لوگ حضرت عمرؓ سے کچھ زیادتی کے لئے کہیں جس کو وہ اپنے وظیفہ میں زیادہ کرلیں (تو کیسا ہے؟) حضرت علیؓ نے فرمایا میں تو پہلے ہی سے اس بات کو دوست رکھتا تھا، لہٰذا ہم کو (حضرت عمرؓ کے پاس) لے چلو، اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا، وہ عمرؓ ہیں آؤ ذرا ہم تحقیق کرلیں کہ حضرت عمرؓ کا عندیہ کیا ہے؟ ہم لوگ حضرت حفصہؓ کے پاس چلیں اور ان سے چھپ کر پوچھیں۔ چنانچہ یہ حضرات حضرت حفصہؓ کی خدمت میں آئے کہ آپ حضرت عمرؓ کو ایک جماعت کی طرف یہ خبر پہنچائیں اور ان سے کسی کا نام نہ لیں مگر یہ کہ وہ دریافت کریں (تو بتادیں) اور یہ لوگ حضرت حفصہؓ کے پاس سے (یہ کہہ کر) چلے گئے۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ اس بارے میں حضرت عمرؓ سے ملیں پس انہوں نے حضرت عمرؓ کے چہرے میں غصہ کے آثار دیکھے، اور پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا میرے لئے ان کے (نام) بتلانے کی کوئی سبیل نہیں جب تک میں آپ کی رائے نہ جان لوں۔ فرمایا اگر میں جان لیتا کہ وہ کون لوگ ہیں تو ان کے چہرے بگاڑ دیتا تو میرے اور اُن کے درمیان ہے تجھے میں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سب میں بہتر وہ کون سا کپڑا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے گھر میں رکھ چھوڑا تھا؟ حضرت حفصہؓ نے فرمایا، دو کپڑے گیروں رنگے ہوئے جس کو آپؐ وفد کی ملاقات کے لئے پہنتے اور اسے پہن کر آپؐ جمعہ کا خطبہ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا اور کون سا کھانا اعلیٰ درجہ کا آپؐ نے تمہارے پاس پایا، کہا وہی ہماری جَو کی روٹی جس پر ہم جب وہ گرم ہوتی اپنی کُپّی کا تلا نچوڑ دیتے اور اس کو ہم چکنا مالیدہ بنا لیتے ہم اس سے کھاتے اور اس سے آپؐ کو کھلاتے اور اس کھانے کو بہت عمدہ سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کون سا بستر حضورؐ تیرے پاس بچھایا کرتے تھے جو زیادہ نرم ہوتا؟ حضرت حفصہؓ نے کہا، ہمارا ایک موٹا کمبل تھا، جس کو ہم گرمیوں میں چوہرا کر لیتے تھے، اور اسے اپنے نیچے بچھا لیتے تھے اور جب سردی ہوتی تھی، آدھا اُسے بچھا لیتے تھے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے حفصہ! ان لوگوں کو میری جانب سے یہ بات پہنچا دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اندازہ مقرر کر گئے ہیں، اور آپؐ نے زیادتی کے لئے اس کا محل مقرر کر دیا ہے، اور اُمید (آخرت) ہی پر آپؐ نے کفایت فرمائی، اور بے شک میں نے ایک اندازہ مقرر کیا ہے

پس خدا کی قسم میں بھی مالِ زائد کو ان کے محل پر رکھوں گا۔ اور میں بھی اللہ کی امید پر کفایت کروں گا۔ میری اور میرے دونوں صاحب (حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) کی مثال ان تین آدمیوں جیسی ہے جو ایک راستے پر چلے، پہلا چلا اور وہ توشہ لے گیا، پس منزل پر پہنچ گیا اس کے پیچھے دوسرا اس کے راستے پر چلا، یہ بھی اس تک پہنچ گیا، پھر تیسرا ان دونوں کے پیچھے چلا اگر ان کے طریقے کو پکڑے رہا اور ان کی زادِ راہ پر راضی رہا تو ان دونوں کے ساتھ مل جائے گا اور انہیں کے ساتھ رہے گا۔ اور اگر ان دونوں کے طریقے کے خلاف چلا تو ان دونوں کے ساتھ نہیں مل سکتا۔ [۱]

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد کی ایک مجلس میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زہد کا تذکرہ کر رہے ہیں اور ان چیزوں کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اللہ پاک نے ان دونوں کے سینے کو اسلام کے لئے کھولا اور ان دونوں حضرات کی حسنِ سیرت کا بیان کر رہے تھے چنانچہ میں بھی اس مجمع کے قریب بیٹھ گیا اس مجمع میں احنف بن قیس تمیمیؒ بھی لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم لوگوں کو حضرت عمرؓ نے ایک سریہ میں عراق کی طرف روانہ فرمایا، اللہ پاک نے ہمارے ہاتھوں عراق اور فارس کے شہر فتح کرائے ہم نے وہاں فارس اور خراسان کی چاندی پائی اس کو ہم نے اپنے ساتھ رکھ لیا اور اس سے ہم نے اپنے لباس بنوائے۔ پس جب ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہم سے اپنا چہرہ پھرا لیا اور ہم سے بات نہ کی، یہ بات حضرات صحابہ کرامؓ پر نہایت گراں گذری چنانچہ ہم آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کے پاس آئے۔ یہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ہم پر امیر المومنین حضرت عمرؓ کی جانب سے جو سختی پیش آئی اس کی ہم نے ان سے شکایت کی، حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ امیر المومنین نے تم پر وہ لباس دیکھا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد والے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ سُن کر ہم اپنے مکان واپس آئے اور جو لباس ہمارے اوپر تھا ہم نے اُسے اُتارا، اور ہم حضرت عمرؓ کے پاس اسی لباس میں آئے کہ جس میں وہ ہمیں دیکھا کرتے تھے تو حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر ہم لوگوں میں سے ایک ایک آدمی کو سلام کیا اور ہم میں سے ایک ایک

---

[۱] کما فی المنتخب الکنز ج ۴ ص ۴۰۰ ۵۳ واخرج ابن عساکر

آدمی سے معانقہ کیا، جیسا کہ اس سے پہلے ہم کو دیکھا ہی نہ تھا، ہم نے آپ کے سامنے مالِ غنیمت پیش کیا سو آپ نے اس کو ہم لوگوں پر برابر تقسیم کردیا۔ ان کے سامنے مالِ غنیمت میں وہ ٹوکریاں بھی نکلیں جس میں خبیص (چھوارے اور گھی وغیرہ سے حلوہ سا بنا لیتے ہیں) کی سُرخ و سفید قسمیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کو چکھا تو اس کا مزہ اچھا اور خوشبو اچھی پائی تو ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، خدا کی قسم! اے مہاجرین اور انصار کی جماعت تم میں سے بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے اس کھانے پر ضرور لڑے گا۔ پھر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا یہ ان لوگوں کی اولاد کی طرف پہنچایا گیا جو حضورؐ کے سامنے مہاجرین اور انصار میں سے شہید ہوئے تھے، اس کے بعد حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور واپس چلے گئے۔ آپ کے پیچھے صحابہ کرامؓ آپ کے نقشِ قدم پر چلے، اور صحابہؓ نے کہا کہ اے مہاجرین و انصار کی جماعت! اس آدمی کے زہد کو اور اس کے حلیہ کو نہیں دیکھتے ہو؟ اس نے ہم لوگوں کے لئے ہمارے نفسوں کو حقیر کردیا جب سے کہ اللہ پاک نے اس کے ہاتھوں پر کسریٰ اور قیصر کے شہر فتح کئے اور مشرق و مغرب کی دونوں طرفیں، عرب اور عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس پر یہ جبہ دیکھتے ہیں جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت! کاش کہ تم ان سے پوچھتے اور تم لوگ بڑے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد اور غزوات میں رہے ہو اور تم سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انصار میں سے ہو کہ یہ اپنا یہ جبہ کسی نرم کپڑے کا بنا لیں۔ جس میں ذرا اُن کا منظر ہیبت ناک ہو اور صبح و شام ان کے پاس ایک لگن کھانے کی آئے جسے یہ کھائیں اور جو مہاجرین و انصار میں سے حاضر ہوں وہ کھائیں، سب نے بالاتفاق سن کر یہی کہا کہ اس کام کے لئے تو سوائے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے اور کوئی موزوں نہیں، اس لئے کہ وہ تمام لوگوں میں سے حضرت عمرؓ کے سامنے جرأت سے کام لے سکتے ہیں اور حضرت عمرؓ ان کے داماد بھی ہیں، یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی بھی حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہے یا اس کام کے لئے جرأت ان کی بیٹی حفصہؓ کر سکتی ہیں وہ حضورؐ کی بیوی ہیں اور حضرت عمرؓ ان کی بات مان بھی لیں گے، چونکہ حضرت حفصہؓ کا حضورؐ سے زوجیت کا تعلق ہے چنانچہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے بات چیت کی انہوں نے کہا کہ میں یہ کام کرنے والا نہیں۔ تم لوگ ازواجِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں استعانت لو، وہ اُمہات المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ پر جرأت کر سکتی ہیں حضرت احنف بن قیسؓ

فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے کہا یہ ایک ہی جگہ جمع تھیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، میں امیر المومنین سے اس بات کو پوچھ لوں گی، حضرت حفصہؓ نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ کبھی بھی راضی نہ ہوں گے اور ابھی تمہیں یہ بات واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ دونوں امیر المومنین کے پاس آئیں ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے بات کروں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ام المومنین! کہئے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور رضوان کی طرف اپنا راستہ اختیار کیا اور دنیا کا ارادہ نہیں کیا، اور نہ دنیا نے آپ کا ارادہ کیا، اسی طرح حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے نقشِ قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کر کے اپنے رستے چل دیئے اور جھوٹوں کو موت کے گھاٹ اتار گئے اور باطل لوگوں کی دلیلوں کو ناکارہ کر گئے، اور اپنی رعایا میں انصاف پھیلا گئے اور سب میں تقسیم برابر رکھی اور اللہ پاک کی رضا مندیاں ہمیشہ ان کے سامنے رہیں۔ اللہ پاک نے ان کو اپنی رحمت اور اپنی رضوان کی طرف اُٹھا لیا۔ اور انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچے بلند مقام پر ملا دیا نہ انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اور اللہ پاک نے آپ کے ہاتھوں کسریٰ اور قیصر کے خزانے اور اُن کے شہر فتح کئے اور آپ کی طرف ان کے مال بھیجے اور آپ کی اطاعت مشرق اور مغرب نے کی، ہم اللہ سے اور زیادتی کی اور اسلام میں تائید کی اُمید رکھتے ہیں عجم کے ایلچی اور عرب کے وفود آپکے پاس آتے ہیں اور آپ کے پاس ٹھہرتے ہیں اور آپ پر یہ جبّہ ہے جس میں آپ نے بارہ پیوند لگا رکھے ہیں۔ پس اگر آپ اس جبہ کو نرم کپڑے سے بدل دیتے جس میں آپ بھاری بھرکم اور مہیب دکھائی دیتے، اور صبح ایک لگن کھانے کی آپ کے سامنے آتی اور شام کو ایک لگن کھانے کی آتی، آپ کھاتے اور مہاجرین و انصار میں سے جو اس وقت ہوتے وہ کھاتے (تو نہایت مناسب تھا)، یہ سن کر حضرت عمرؓ بہت روئے، اس کے بعد فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی سے دس دن یا پانچ دن یا تین دن پیٹ بھرا ہے؟ یا شام اور صبح کا کھانا ایک دن میسر آیا ہے؟ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں، پھر حضرت عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ حضورؐ کی طرف کھانا ایسی میز پر

پیش کیا گیا ہو جو زمین سے ایک بالشت اونچی ہو۔ آپ تو کھانے کے لئے حکم دیتے تھے وہ زمین پر رکھ دیا جاتا تھا اور میز کے لئے حکم دیتے تھے وہ اُٹھادی جاتی تھی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں نے کہا، ہاں اللہ کی قسم یہی بات ہے۔ اس کے بعد آپ نے دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم دونوں حضورؐ کی ازواج ہو اور اُمہات المومنین ہو، اور تم دونوں کا تمام مومنین پر حق ہے، اور میرے اُوپر تو خاص طور سے اور تم دونوں مجھے دنیا میں رغبت دلانے آئی ہو؟ میں جانتا ہوں بے شک حضورؐ نے اون کا ایسا موٹا جُبہ پہنا ہے، بسا اوقات آپؐ نے اپنی کھال کو اس کے کھردرے پن سے کھجایا ہے، کیا تم دونوں اس بات کو جانتی ہو؟ ان دونوں نے کہا، خدا کی قسم! ہاں، اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ حضورؐ اپنی عبا پر جو ایک تہہ والی ہوتی سو رہا کرتے تھے؟ اور اے عائشہؓ! تمہارے گھر میں تو ٹاٹ تھا جو دن میں بیٹھنے کا فرش ہوتا اور رات میں سونے کے لئے بچھونا، ہم آپؐ کے پاس جاتے، چٹائی کا نشان آپ کے پہلو پر دیکھتے اور کیا اے حفصہؓ! تو نے مجھ سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ تو نے ایک رات آپؐ کے لئے بستر نرم کر دیا تھا، آپؐ نے اس کی نرمی پائی اور سو گئے، اور آپ کی آنکھ پھر حضرت بلالؓ کی اذان کے نہیں کھلی تو آپؐ نے تجھ سے اے حفصہ! کہا تھا کہ اے حفصہ! تو نے کیا کیا؟ تو نے اس رات بستر دوہرا کر دیا؟ یہاں تک کہ مجھے صبح تک نیند گھیرے رہی، مجھے دنیا سے کیا غرض؟ اور مجھے کیا ہو گیا کہ تو نے اے حفصہ! مجھے نرم بستر کی وجہ سے نماز سے غافل کر دیا؟ (حضرت عمرؓ نے کہا) اے حفصہ! کیا تو نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے گئے تھے؟ آپؐ نے بھوکا رہ کر شام کی اور سجدہ میں سو رہے، اور ہمیشہ آپؐ رکوع اور سجدہ کرتے اور روتے اور رات اور دن کے اوقات میں گڑگڑاتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضوان کی طرف اُٹھا لیا، عمر نہ اچھا کھانا کھائے گا، اور نہ نرم کپڑا پہنے گا اس کے لئے اپنے دونوں ساتھیوں کا اُسوہ (عمل) کافی ہے، اور نہ سوائے نمک اور روغن زیتون کے کسی دو سالن کو جمع کرے گا، اور میں گوشت مہینہ میں صرف ایک مرتبہ کھاؤں گا۔ خواہ قوم کو یہ باتیں کتنی ہی ناپسندیدہ ہوں۔ یہ دونوں آپ کے پاس سے نکلیں اور اس کی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہمیشہ اسی طرح سر اوقات کی، یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے جاملے، کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۴۰۶

حضرت عکرمہ بن خالدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ اور ابن مطیعؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے کلام کیا اور عرض کیا کاش! آپ اچھا کھانا کھاتے جس کی وجہ سے آپ کو عملِ حق پر قوت ہوتی حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے خوب معلوم ہے کہ تم میں سے ہر شخص ناصح اور میرا خیر خواہ ہے لیکن میں نے اپنے دونوں ساتھیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک راستہ پر پایا ہے اگر میں ان دونوں کے راستے کو چھوڑ دوں گا تو میں منزل میں ان کو نہ پاسکوں گا۔[۱]

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک عرصۂ دراز تک اس حال میں رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے جس کی بناء پر انہیں سخت تنگی اور فقروفاقہ کی نوبت پیش آئی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے اس کام میں اپنے آپ کو مشغول کر رکھا ہے میرے لئے اس بیت المال سے کتنا لینا جائز ہے؟ حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ کھایئے اور کھلایئے، اور یہی بات حضرت سعید بن عمرو بن نفیلؓ نے کہی، آپ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، صبح اور شام کا کھانا، اسی بات کو حضرت عمرؓ نے پسند کیا۔[۲]

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو میں تم سے اچھا کھانا کھاؤں اور تم سے نرم کپڑے پہنوں لیکن میں اپنے طیبات کو باقی رکھنا چاہتا ہوں (آخرت میں طیبات کا خواہش مند ہوں)، راوی کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لائے تو ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا جو انہوں نے اس جیسا اس سے پہلے نہ دیکھا تھا، فرمایا یہ ہمارے لئے ہے؟ اور ان فقرائے مسلمین کے لئے جو وفات پا گئے ہیں کیا تھا، جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہ بھر سکتے تھے۔ حضرت عمرو بن ولیدؓ نے کہا، ان کے لئے جنت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اور فرمایا اگر ہمارا حصہ اس متاعِ دنیا سے

---

[۱] اخرج عبدالرزاق والبیہقی وابن عساکر [۲] کذافی المنتخب الکنز ج ۴ ص ۴۱۶ [۳] واخرج ابن سعد

[۴] کذافی منتخب الکنز ج ۴ ص ۴۱۶

[۵] واخرج عبد بن حمید وابن جریر۔

ہے اور وہ لوگ جنت لے گئے تو بے شک ہمارے اور ان کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہو گیا۔[۱]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور ابن عمرؓ اپنے دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ کو انھوں نے صدر مجلس میں جگہ دی۔ آپ نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھی پہلا لقمہ اٹھایا، اس کے بعد دوسرا، پھر فرمایا مجھے چکنائی والے کھانے کا مزہ محسوس ہوتا ہے، لیکن وہ چکنائی گوشت کی نہیں حضرت عبداللہؓ نے کہا، اے امیر المومنین! میں بازار موٹے گوشت کی تلاش میں گیا تھا تاکہ خرید لاؤں میں نے موٹا گوشت گراں دیکھا تو میں نے ایک درہم کا بودا گوشت خریدا، اور اس کے لئے ایک درہم کا گھی، ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ ہم میں سے ایک ایک کے حصہ میں ایک ایک ہڈی پڑ جائے گی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دونوں چیزیں جب کبھی جمع ہوئی ہیں ان میں سے ایک کو کھایا ہے اور دوسری کو صدقہ کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا اے امیر المومنین! کھائیے، بس اب سے جب کبھی یہ دونوں چیزیں میرے پاس جمع ہوں گی، میں ایسا ہی کروں گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نہیں کھا سکتا۔[۲]

حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے یہاں تشریف لائے، انہوں نے باسی سالن اور روٹی پیش کی اور سالن میں تھوڑا سا روغنِ زیتون ڈال دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، دو سالن اور ایک برتن میں؟ میں کبھی بھی نہ چکھوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل جاؤں۔[۳]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو ان دنوں دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے ان کے آگے ایک صاع کھجوروں کا ڈال دیا جاتا، اس سے کھاتے یہاں تک کہ اس میں سے ردی کھجور بھی کھا جاتے، سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں بسا اوقات میں نے شام کا کھانا حضرت عمر کے پاس کھایا وہ گوشت اور روٹی کھاتے پھر اپنا ہاتھ اپنے پیر میں پونچھ لیتے اور کہتے کہ یہ عمر اور آل عمر کا رومال ہے۔ ثابتؒ فرماتے ہیں کہ جارود

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۶ [۲] واخرج ابن ماجہ [۳] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۶ [۴] واخرج ابن سعد ج ۳ ص ۲۳ [۵] واخرج ابن سعد ج ۳ ص ۲۳ [۶] وعند الدینوری

نے حضرت عمرؓ کے پاس کھانا کھایا جب جارود فارغ ہو گئے، کہنے لگے اے جاریہ! رومال لا کہ اس میں جارود ہاتھ پونچھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اپنے سُرین سے اپنا ہاتھ پونچھ لے[1]

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس کچھ عراقی لوگ آئے حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے کھانا تھوڑا کھایا ہے تو فرمایا کہ اے اہلِ عراق! سن لو اگر میں چاہوں تو میرے لئے بھی نرم کھانا تیار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ تمہارے لئے نرم کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم لوگوں نے اپنی دنیا کو اس لئے چھوڑ رکھا ہے کہ ہم اس کو آخرت میں پائیں گے، کیا تم نے نہیں سُنا کہ اللہ عزوجل نے ایک قوم کے لئے فرمایا:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج
(سورۃ الاحقاف ع ۲)

ترجمہ: "تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے۔"

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اُن کے ہمراہ حضرت جریر بن عبد اللہؓ بھی تھے، حضرت عمرؓ اُن کے پاس ایک بڑا پیالہ جس میں روٹی اور روغنِ زیتون تھا لائے اور ان لوگوں سے فرمایا کھاؤ۔ ان لوگوں نے بہت آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا جو کچھ تم کر رہے ہو میں دیکھ رہا ہوں، تم لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟ کیا کھٹے میٹھے اور گرم و سرد کا؟ پھر بھی پھینکنے ہی کی چیز پیٹ میں بنے گی۔

حضرت حمید بن ہلالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حفص بن ابی العاصؓ اگر حضرت عمرؓ کے کھانا کھانے کے وقت حاضر ہوتے تو حضرت عمرؓ کے ساتھ کھانا نہ کھاتے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمہیں کس چیز نے ہمارے کھانے سے روکا؟ عرض کیا کہ آپ کا کھانا بہت موٹا جھوٹا ہوتا ہے اور میں ایسے کھانے کی طرف واپس لوٹوں گا جو نرم ہوگا اور میرے لئے پکایا گیا ہوگا، اسی سے کھا لوں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تمہارا میرے

---

[1] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۴۹ [2] وعند ایضاً ج ۱ ص ۴۹ و ہناد عن حبیب بن ابی ثابت [3] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۴۰۵

متعلق یہ خیال ہے کہ یہ بات میرے بس کی نہیں میں ایک بکری کے لئے حکم دوں اس سے بال صاف کئے جائیں اور گرٹے کے لئے حکم دوں کہ وہ ایک کپڑے میں چھانا جائے پھر میں اس میدہ کے لئے حکم دوں اور اس سے پتلی چپاتیاں پکائی جائیں اور ایک صاع منقے کے لئے حکم دوں کہ وہ گھی میں بھونا جائے، پھر اس کے اوپر پانی ڈالا جائے اور وہ ہرن کے خون کی طرح ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت حفص رضؓ نے عرض کیا میں آپ کو جانتا ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کی معیشت سے واقف ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا، ہاں قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر اس بات کی کراہیت نہ ہوتی کہ بروز قیامت میری نیکیوں میں کمی نہ آجائے تو میں بھی تم لوگوں کی طرح اچھی گذر اوقات کرتا، اور اس معاملہ میں تمہارے شریک رہتا۔[1]

حضرت سالم بن عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ فرمایا کرتے تھے، خدا کی قسم! میں زندگی کی لذتوں کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں اس بات کا حکم کروں کہ ایک چھوٹی بکری کی کھال نکالی جائے اور وہ بھونی جائے اور اعلیٰ درجے کے گیہوں کے لئے حکم دوں کہ اس سے ہمارے لئے روٹیاں پکائی جائیں اور ہمارے لئے کٹے ہوئے مشکیزوں میں نبیذ بنایا جائے اور اس کا رنگ اس طرح ہو جائے جیسے چکور کی آنکھ ہوتی ہے۔ ہم اسے کھلیں اور اسے پئیں، لیکن ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہمارا اچھا مال (آخرت کے لئے) باقی رہے اس لئے کہ ہم نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف ع ۲) ترجمہ: تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اہلِ بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ حضرت عمر رضؓ کے پاس آیا، یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ اُن کے لئے روزانہ فقط چپڑی ہوئی روٹی ہوتی تھی۔ اور بسا اوقات ہم نے آپ کے پاس پایا کہ سالن پکا ہوا ہوتا، کبھی گھی کا اور کبھی زیتون کا اور کبھی دودھ کا، اور کبھی آپ کے پاس روٹی کے سوکھے ٹکڑے

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۴۰۳ و عند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۴۹ و عند ابن المبارک و ابن سعد

ہوتے جو کسی قدر کوٹ لئے جاتے اور پھر انہیں پانی میں جوش دے لیا جاتا تھا، اور کبھی ہم نے آپ کے پاس موٹا گوشت پایا لیکن یہ بہت کمی کے ساتھ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے، خدا کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ میرے کھانے کو کمتر سمجھتے ہو، اور میرے کھانے سے کراہیت کرتے ہو اور میں خدا کی قسم اگر چاہوں، تو تم سب سے اچھا کھا سکتا ہوں اور تم سے زیادہ نرم معیشت حاصل کر سکتا ہوں، لیکن خدا کی قسم! میں کلاکر (شیر مال) اور اسنمہ (پراٹھے) اور صلاء اور صلائق اور ضناب سے غافل نہیں ہوں۔ جریرؒ بن حازم کہتے ہیں کہ صلاء بھنا ہوا گوشت، ضناب رائی اور صلائق، پتلی چپاتیوں کو کہتے ہیں۔ لیکن میں نے اللہ پاک سے سُنا کہ ایک قوم کو ایک کام پر جو اس نے کیا تھا، عار دلائی پس فرمایا:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج

(ترجمہ اُوپر گذر چکا) ـــــ حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے یہ سن کر بصرہ کے وفد سے فرمایا اگر تم لوگ امیر المومنین سے (کھانے کے بارے میں) بات کرو تو وہ تمہارے لئے بیت المال سے کھانا مقرر کر دیں اور تم اسے کھایا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس بارے میں آپ سے گفتگو کی، آپ نے فرمایا، اے جماعتِ امار! کیا تم لوگ اپنے لئے وہ پسند نہیں کرتے ہو جسے میں نے اپنے نفس کے لئے پسند کر رکھا ہے؟ ان حضرات نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! مدینے کی سرزمین ایسی ہے جہاں رفاہیت کی زندگی دشوار ہے، اور ہم آپ کے کھانے کو نہیں دیکھتے کہ اس پر لوگ جمع ہوں اور یہ کھایا جا سکے ہم لوگ ایک ایسی سرزمین میں ہیں جو بڑی سبزہ زار اور پیداوار کی ہے۔ ہمارے امیر کے یہاں کھانے والوں کا مجمع ہو جاتا ہے اور ان کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے حضرت عمرؓ نے سر جھکایا اور اس کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا میں نے تم لوگوں کے لئے بیت المال سے دو بکریاں اور دو جریب غلّہ کے مقرر کر دئے۔ جب صبح ہو تو ایک بکری اور ایک جریب غلّہ لیا، تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے کھایا پھر پینے کا شربت منگایا اور پی گئے اور اس کا دور داہنی طرف سے چلایا کہ پینے والے کی دائیں طرف کے لوگ نمبروار پیتے رہیں۔ اس کے بعد تم اپنی ضروریات کے لئے چلے جاؤ۔ پھر جب شام ہو تو بچی ہوئی بکری اور وہ باقی جریب غلّہ رکھا اور تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے کھایا لیکن یہ سن لو کہ ان لوگوں کو اُن کے گھروں میں کھلانا اور ان کی عیال کو کھلانا اگر میں تمہاری اس میزبانی کو لوگوں کے حوالے کر دوں تو ان کے اخلاق بگڑ جائیں گے۔ اور ان کا بھوکا چھکے گا نہیں اور خدا کی قسم! اس

کے باوجود میرا گمان یہ ہے کہ جس دیہات سے ہر دن دو بکری اور دو جریب غلہ کی لی جائیں گی، وہاں بہت جلد خرابی آجائے گی۔[۵۱]

حضرت عتبہ[۵۲] بن فرقد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس کئی ٹوکرے حلوے کے لایا۔ آپ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کھانا ہے جو میں آپ کے پاس اس لئے لایا ہوں کہ آپ صبح ہی سے لوگوں کے کام میں لگ جاتے ہیں تو میں نے بہتر سمجھا کہ جب آپ واپس ہوں تو کھانے کی طرف واپس ہوں اور اس سے تھوڑا سا کھا لیا کریں تاکہ آپ کو تقویت پہنچے۔ آپ نے ان میں سے ایک ٹوکرے کو کھول کر دیکھا اور فرمایا، اے عتبہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں، کیا ہر مسلمان آدمی کو ایک ٹوکرا کھانے کے لئے دیا ہے؟ عتبہ نے عرض کیا، اے امیر المومنین! اگر میں قیس کے تمام مال کو خرچ کر ڈالوں جب بھی مجھ میں اس کی گنجائش نہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں اس کے بعد ایک پیالہ ثرید کا منگایا جس میں موٹی روٹیاں اور سخت گوشت تھا اور آپ میرے ساتھ بڑی خواہش کے ساتھ اسے کھا رہے تھے، میں سفید بوٹی کی طرف مائل ہوا، میں نے گمان کیا کہ چربی ہوگی، پس اچانک وہ پٹھا تھا اور بوٹیوں کا یہ حال تھا کہ میں انہیں چباتا اور نگل نہ سکتا تھا، جب حضرت عمرؓ کی ذرا مجھ سے نظر چوکتی تو میں اس بوٹی کو دستر خوان اور پیالہ کے بیچ میں سرکا دیتا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک پیالہ نبیذ کا منگایا جو سرکا ہوتے ہوتے بچ گیا تھا، مجھ سے فرمایا، پی! چنانچہ میں نے اس کو لیا مگر اس کو گٹک نہ سکا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس کو لیا اور پی گئے، اس کے بعد فرمایا، اے عتبہ! سنو میں روزانہ ایک اونٹ ذبح کرتا ہوں لیکن اس کی چربی اور اس کے پٹھے کا گوشت یہ ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو اطرافِ عالم سے مسلمان آتے ہیں اور اس کی گردن کا گوشت عمر کے گھرانے کے لئے، عمر یہ موٹا گوشت کھاتا ہے اور یہ سخت نبیذ پیتا ہے، جو ہمارے پیٹوں میں پہنچ کر مضرت رساں ہوتا ہے۔[۵۳]

حضرت حسن[۵۴]ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک آدمی کے یہاں گئے آپ پیاسے تھے اس سے پانی طلب کیا، وہ آدمی آپ کے پاس شہد لے آیا، آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟

---

۵۱ کذا فی المنتخب ج ۴ صـ۴۰۲ ۵۲ واخرج ھناد ۵۳ کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صـ۴۰۴
۵۴ واخرج ابن سعد ج ۳ صـ۲۳

اس آدمی نے کہا شہد، حضرت عمرؓ نے فرمایا، خدا کی قسم! اسے اس چیز میں نہ ہونا چاہیئے۔ جن چیزوں کا قیامت میں مجھ سے حساب لیا جائے گا[1] حضرت زید بن اسلمؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے پانی طلب فرمایا، آپ کی خدمت میں ایسا پانی پیش کیا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ فرمانے لگے، یہ بہت اچھا ہے۔ لیکن میں نے اللہ عزوجل سے سنا ہے کہ اس نے ایک قوم پر ان کی خواہشات کا الزام دیا ہے اور فرمایا ہے أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (ترجمہ اوپر گذر چکا) اور مجھے خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا ثواب، ہمیں یہیں جلدی دے دیا گیا ہو۔ لہٰذا اس پانی کو نہیں پیا۔[2]

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ایلہ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ مہاجرین وانصار تھے، اُسقف کو اپنا کرتا دیا جو کھدر روئی کے پیوندوں کا تھا جو پیچھے سے اس وجہ سے پھٹ گیا تھا کہ آپ (سواری پر) بہت لمبے سفر میں بیٹھے رہے تھے اور فرمایا اسے دھو دے اور اس پر پیوند لگا دے چنانچہ اُسقف کرتے کو لے کر گیا اور اس پر پیوند لگا دیا، اور اسی جیسا ایک کرتا اور سیا اور اس کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا، پوچھا یہ کیا ہے؟ اُسقف نے کہا، یہ تو آپ کا کرتا ہے جو اسے دھویا اور اس پر پیوند لگایا ہے اور یہ میری طرف سے آپ کے پہننے کے لئے ہے۔ آپ نے اس کرتے کی طرف دیکھا اور اُسے ٹٹولا، پھر اپنا کرتا پہن لیا۔ اور اُسقف کو اس کا کرتا لوٹا دیا۔ اور فرمایا، دونوں کرتوں میں سے یہ پسینہ جذب کرنے کے لئے اچھا ہے[3]

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں اُون کا ایسا جُبّہ پہنتے تھے جس پر بعض پیوند چمڑے کا بھی تھا، اسی طرح بازاروں میں پھرتے اور آپ کے کندھے پر دُرّہ ہوتا جس سے لوگوں کو ادب دیتے گودڑ اور گٹھلیوں پر گذرتے اور اُسے اُٹھاتے اور لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے تاکہ لوگ اس سے نفع اُٹھاویں[4]

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کے درمیان خطبہ دیا۔ جب کہ

---

[1] واخرجہ ابن عساکر عن الحسن مثلہ کما فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۲ [2] کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۸
[3] واخرج الطبری ج ۴ ص ۲۰۳ [4] وذکر رزین [5] واخرجہ ابن المبارک عن عروہ عن عامل فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۲ [6] واخرج الدینوری وابن عساکر۔
[7] وعند احمد فی الزہد وھناد وابن جریر وابی نعیم۔

آپ خلیفہ تھے اور آپ ایک تہہ بند باندھے ہوئے تھے، جس میں بارہ پیوند تھے [1]

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو جب کہ وہ امیر المومنین تھے دیکھا کہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان کرتے پر تین پیوند لگا رکھے تھے، جن میں سے بعض بعض کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔ [2]

حضرت [3] ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے اپنے اور گھر والوں کے لئے روزینہ مقرر کر رکھا تھا گرمیوں میں نیا کپڑا بدل لیتے اور بسا اوقات تہہ بند پھٹ جاتا تو اس پر پیوند لگا لیتے۔ جب تک کہ اس کا وقت نہ آجاتا (جو انہوں نے مقرر کر رکھا تھا) اس کی جگہ دوسرا نہ بدلتے۔ اور کوئی ایسا سال نہیں گذرا کہ جب مال کثیر ہوتا تو ان کا لباس سال گذشتہ کی بہ نسبت گھٹیا ہو جاتا۔ اس بارہ میں حضرت حفصہ رض نے اُن سے کلام کیا، آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کے مال سے پہنتا ہوں اور یہی میری گذر اوقات کے لئے کافی ہے [4] محمد بن ابراہیم رح فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رض اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے ہر دن کا نفقہ صرف دو درہم لیا کرتے تھے [5]

زہد حضرت عثمان بن عفان رض

حضرت [6] عبدالملک بن شداد رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رض کو جمعہ کے دن ممبر پر دیکھا، آپ ایک عدنی موٹا تہہ بند باندھے ہوئے تھے، جس کی قیمت چار یا پانچ درہم سے زائد نہ ہوگی، اور ایک معمولی سی گیروا رنگ کی کوفی چادر اوڑھے ہوئے تھے حضرت حسن رض سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت عثمان رض کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان دنوں جبکہ آپ خلیفہ تھے، اور فرمایا جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو کنکریوں کا نشان آپ کے پہلو پر ہوتا تھا اور کہا جاتا تھا یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں [7] شرحبیل بن مسلم فرماتے ہیں۔ حضرت عثمان رض لوگوں کو تو خلافت کے مطابق کھانا کھلاتے تھے اور خود گھر میں جاتے، سرکہ اور روغن زیتون سے کھانا تناول فرماتے۔

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۵ [2] وعند مالک [3] کذا فی الترغیب ج ۳ ص ۳۹۶ [4] واخرج ابن سعد
[5] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۱۳ [6] واخرج ابن سعد
[7] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۱۲ [8] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۶۰
[9] واخرجہ احمد کمافی صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۱۲ مثلہ

زہدِ حضرت علی بن ابی طالب رضؓ

ثقیف[1] کے ایک آدمی بیان کرتے ہیں کہ ان کو حضرت علیؓ نے موضع عکبرا میں عامل بنا دیا۔ اور دیہات میں نمازی ٹھہرا نہیں کرتے تھے تو حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ جب ظہر کا وقت ہو تو میرے پاس چلے آنا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس گیا تو میں نے آپ کے پاس کوئی دربان نہیں پایا کہ جو مجھ کو حضرت علیؓ کے پاس جانے سے روکے میں نے آپ کو بیٹھا ہوا پایا۔ آپ کے پاس ایک پیالا اور ایک کوزہ پانی کا تھا، اس کے بعد ایک چھوٹی سی تھیلی منگائی۔ میں نے اپنے جی میں کہا، شاید حضرت علیؓ نے مجھ کو بہت بڑا امین سمجھا ہے۔ جبھی میری طرف جواہرات کی تھیلی نکالی ہے اور مجھے یہ علم نہیں تھا کہ اس میں کیا ہے؟ اس تھیلی پر مُہر لگی ہوئی تھی۔ حضرت علیؓ نے اس مہر کو توڑا، اچانک اس میں ستو تھے، ان ستوؤں کو اس میں سے نکالا اور پیالے میں الٹا اور اس پر پانی ڈالا، خود پیا اور مجھے پلایا۔ یہ دیکھ کر مجھے صبر نہ آیا اور میں نے کہہ ہی دیا کہ اے امیر المومنین! آپ ایسا کام اور عراق میں کرتے ہیں؟ حالانکہ عراق کا کھانا اس سے کہیں اکثر (بڑھیا ہے) حضرت علیؓ نے فرمایا، تجھے معلوم ہونا چاہیئے، خدا کی قسم! میں نے اس تھیلی پر مہر اس پر بخل کرنے کی وجہ سے نہیں لگائی۔ لیکن میں اتنی مقدار خرید لیتا ہوں جو میرے لئے کفایت کرے اور مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں رَل مِل جائے تو اس تھیلی کے علاوہ دوسری تھیلی سے کہیں ستو تیار نہ کیا جائے۔ یہ میرا کام شدتِ احتیاط کی وجہ سے ہے اور میں ہر اس کھانے کو جو میرے پیٹ میں داخل ہو مکروہ سمجھتا ہوں، مگر صرف مالِ طیّب کو (جس میں کوئی دغدغہ نہ ہو) مکروہ نہیں سمجھتا،

——اعمشؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ (صرف دو وقت یعنی) صبح اور شام کھاتے تھے، اور آپ اسی چیز سے کھایا کرتے تھے جو آپ کے پاس مدینے سے آتی تھی۔

حضرت عبد اللہ[2] بن شریکؒ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس فالودہ لایا گیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، اے فالودہ! تو بڑی اچھی

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ا صا۸ [2] واخرج ایضاً ج ا صا۸

خوشبو والا بڑے اچھے رنگ والا بہترین ذائقہ والا ہے، لیکن میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کا میرا نفس عادی نہیں۔[۱]

حضرت زید[۲] بن وہب فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت علیؓ تشریف لائے ان پر ایک چادر تھی اور ایک تہہ بند، جس کو انہوں نے کپڑے کی ایک کتر سے باندھ رکھا تھا آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں یہ دو کپڑے پہنتا ہوں تاکہ میرے لئے یہ تکبر سے مانع ہو اور میری نماز کے لئے یہ بھلے ہیں، اور مومن کے لئے سنت ہیں[۳] ——— ایک[۴] آدمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ پر ایک موٹی چادر دیکھی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اسے پانچ درہم میں خریدا ہے جو مجھے اس میں ایک درہم کا نفع دے اس کے ہاتھ بیچ دوں[۵]

حضرت[۶] مجمع بن سمعان تیمیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی تلوار لے کر بازار گئے۔ اور فرمایا، کون مجھ سے میری یہ تلوار خریدتا ہے؟ اگر میرے پاس چار درہم ہوتے جس سے میں ازار خرید لیتا تو اسے نہ بیچتا[۷] ——— ایک[۸] راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ ایک گدھے پر سوار ہیں اور آپ نے اپنے دونوں پیر ایک ہی طرف لٹکائے اس کے بعد فرمایا میں وہ ہوں جس نے آدمی کی توہین کی[۹] (اور اس کو حقیر سمجھا)

حضرت عبد[۱۰] اللہ بن رزین رضؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کی خدمت میں بقرعید کے روز آیا۔ آپ نے ہمارے سامنے حلیم پیش کیا، ہم نے عرض کیا اللہ پاک آپ کو صلاحیت کے ساتھ باقی رکھے، اگر آپ ہم کو یہ بطخ کھلاتے تو بہت اچھا تھا۔ اللہ نے تو خیرِ کثیر (مال کی زیادتی) کر رکھی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا، اے ابن رزین! میں نے حضورؐ سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال سے بجز دو پیالے کے اور حلال نہیں، ایک وہ پیالہ کہ جسے خود کھائے اور اپنے اہل کو کھلائے اور ایک وہ پیالہ کہ جس کو لوگوں کے سامنے رکھے۔[۱۱]

---

[۱] واخرجہ ایضاً عبداللہ بن الامام احمد فی زوائدہ عن عبداللہ بن شریک مثلہ کما فی المنتخب ج ۵ صـ۵۸
[۲] واخرج ابن المبارک [۳] کذا فی المنتخب ج ۵ صـ۵۸ [۴] واخرج البیہقی [۵] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صـ۵۸
[۶] واخرج یعقوب بن سفیان [۷] کذا فی البدایۃ ج ۸ صـ۳ [۸] واخرج ابوالقاسم البغوی عن صالح بن ابی الاسود [۹] کذا فی البدایۃ ج ۸ صـ۵ [۱۰] واخرج احمد [۱۱] کذا فی البدایۃ ج ۸ صـ۳

زہد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ[۵۱] فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے یہ اپنے کجاوہ کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گٹھری کا تکیہ بنا رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا، کیا تم نے وہ نہیں لیا، جو تمہارے ساتھیوں نے لیا ہے؟ کہنے لگے: اے امیر المومنین! یہ میری خواب گاہ (قبر) تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ حضرت معمر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لائے تو اس جگہ پر بڑے بڑے لوگ اور عوام الناس آپ کی ملاقات کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے دریافت کیا کون؟ آپ نے فرمایا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! لوگوں نے کہا کہ ابھی آپ کے پاس آئیں گے جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے آپ سواری پر سے اُترے اور آپ نے اُن سے معانقہ کیا اس کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے اُن کے گھر میں بجز اُن کی تلوار اور ان کی ڈھال اور ان کے کجاوہ کے اور کچھ نہ دیکھا۔[۵۲]

زہد حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ[۵۳] فرماتے ہیں کہ میں ایک سردی کی صبح میں اپنے گھر سے نکلا۔ میں بھوکا تھا اور مجھے کھانے کی تمنا تھی اور سردی سے میرے پیر نہیں جم رہے تھے میں نے ایک کٹی ہوئی کھال جو میرے پاس تھی وہ لی اور میں نے اُسے بیچ سے پھاڑا، اور پھر میں نے اُسے اپنی گردن میں ڈالا، اور اپنے سینے پر لپیٹ لیا کہ اس سے گرمائی حاصل کروں، اور خدا کی قسم میرے گھر میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی کہ جس کو میں کھاتا اور اگر رسول اللہ کے گھر میں ہوتی تو مجھے ضرور پہنچتی، میں مدینے کے بعض اطراف میں چلا۔ میں نے ایک یہودی کی طرف جو اپنے باغ میں تھا اس کی دیوار کے جھروکے میں سے جھانکا۔ اس یہودی نے کہا، اے اعرابی! کیا ہے؟ کیا تو اس اجرت پر

---

۵۱ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صـ ۱۰۱ ۵۲ ثم ذکر نحوہ واخرجہ الامام احمد ایضاً نحو حدیث معمر کما فی صفۃ الصفوہ ج ۱ صـ ۱۴۳ وابن المبارک فی الزہد من طریق معمر نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صـ ۲۵۳
۵۳ اخرج الترمذی وحسنہ وابو یعلی وابن راہویہ۔

کام کرسکتا ہے کہ ایک ڈول پر ایک کھجور لے؟ میں نے کہا، ہاں، میں نے باغ کا دروازہ کھلوایا۔ اس نے میرے لئے کھول دیا۔ چنانچہ میں ڈول کھینچتا رہا اور وہ مجھے کھجور دیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے اپنی مٹھی بھرلی تو میں نے کہا، اب میرے لئے تیری جانب سے یہ کافی ہے، چنانچہ میں نے ان کو کھایا، پھر میں نے منہ لگاکر پانی پیا اس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس مسجد میں بیٹھ گیا، آپ اپنے اصحاب کے چھوٹے سے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ہم لوگوں کے پاس حضرت مصعب بن عمیرؓ اپنی پیوند لگی ہوئی چادر میں آگئے۔ جب انہیں حضور نے دیکھا، آپ کو ان کی وہ نعمتیں اور دولت جس میں یہ پہلے تھے یاد آگئیں اور ان کی یہ موجودہ حالت دیکھی تو آپ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں، اور آپ خوب روئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے ہر ایک صبح کو ایک جوڑا بدلے گا، اور شام کو دوسرا، اور اپنے گھروں پر اس طرح پردہ ڈالے رہے گا جیسا کہ کعبہ پر غلاف پڑا رہتا ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اس دن ہم لوگ بڑی خیریت کے ساتھ ہوں گے، مشقت سے بچائے جائیں گے۔ عبادت کرنے کے لئے فارغ رہیں گے۔ حضور نے فرمایا نہیں! نہیں! بلکہ تم آج اس زمانے سے بہتر ہو۔[1]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا، وہ بھیڑ کی کھال پہنے ہوئے تھے اور اسے کمر پر باندھ رکھا تھا، حضور نے فرمایا، اس شخص کی طرف دیکھو، یہ وہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کے دل کو روشن کردیا ہے، میں نے اس کو دیکھا تھا۔ جب یہ اپنے ماں باپ کے پاس تھا، صبح اور شام اسے اچھے سے اچھا کھلاتے پلاتے تھے اور میں نے اس پر ایک ایسا جوڑا دیکھا تھا جو دو سو درہم کی قیمت میں اس کے لئے خریدا گیا تھا اسے اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت نے اس حالت کی طرف بلالیا جسے تم دیکھ رہے ہو۔[3]

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس چند اصحاب

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ ص ۳۲۱ وقال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۱۴ رواہ ابو یعلی وفیہ راو لم یسم وبقیۃ رجالہ ثقات۔ اھ
[2] وعند الطبرانی والبیہقی [3] کذا فی الترغیب ج ۳ ص ۳۹۵ واخرجہ ایضاً الحسن بن سفیان وابو عبد الرحمٰن السلمی والحاکم کما فی الکنز ج ۷ ص ۸۰ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۰۸ عن عمر نحوہ [4] وعند الحاکم ج ۳ ص ۶۲۸

تھے حضرت مصعب بن عمیرؓ آکر کھڑے ہوئے ان پر ایک ایسی چادر تھی جو اچھی طرح اُن کی پردہ پوشی نہ کر سکتی تھی اور قوم نے سر جھکا لیا۔ چنانچہ یہ آئے اور انہوں نے سلام کیا لوگوں نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں بھلی بات کہی اور اُنکی تعریف کی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے پاس مکہ میں دیکھا ہے کہ وہ اس کا بڑا اکرام کرتے تھے اور طرح طرح کی نعمتیں اُسے کھلاتے، اور کوئی جوان قریش کے جوانوں میں سے اس جیسا نہ تھا، یہ ان چیزوں کو چھوڑ کر اللہ کی رضامندی تلاش کرنے اور اس کے رسولؐ کی مدد کرنے کے لئے نکل آئے۔ سن لو کہ تم لوگوں پر اتنے اتنے دن نہ گذریں گے یہاں تک کہ اللہ پاک فارس اور روم کو فتح کرے گا، تم میں سے ایک، صبح کسی جوڑے میں ہوگا اور شام کسی جوڑے میں کرے گا اور تمہارے آگے ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام کھانے کا پیش کیا جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم ان دنوں زیادہ بہتر ہوں گے یا آج؟ آپؐ نے فرمایا، کہ تم آج اس دن کی بہ نسبت بہتر ہو۔ سن لو۔ اگر تم دنیا سے وہ بات جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم اپنے آپ کو دنیا سے غافل کر دو گے[۵۱] حبابؓ[۵۲] سے روایت ہے کہ حضرت مصعبؓ نے سوائے ایک ایسے کپڑے کے اور کچھ نہیں چھوڑا جس سے اگر ان کا سر چھپایا جاتا تو پیر کھل جاتے، اور اگر پیر چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا، حضورؐ نے فرمایا ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ (اور سر کو چادر سے چھپا دو)

زہدِ حضرت عثمان بن مظعونؓ

حضرت[۵۳] ابن شہابؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے ان پر ایک دھاری دار چادر تھی جو جگہ جگہ سے بوسیدہ ہو گئی تھی، جس پر انہوں نے پوستین کے ٹکڑوں کا پیوند لگا لیا تھا اس بات سے آں حضورؐ کو ان پر بڑا ترس آیا اور آپؐ کی وجہ سے آپؐ کے اصحابؓ پر بھی بڑی رقت طاری ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جس دن کہ تم میں سے ہر ایک صبح ایک جوڑے میں کرے گا اور شام دوسرے جوڑے میں اور ایک پیالہ اس

---

۵۱ وقال فی الاصابۃ ج ۳ صہ ۴۲۱ ۵۲ وفی الصحیح ۵۳ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صہ ۱۰۵

کے سامنے رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا اور تم گھروں پر اس طرح پردہ ڈالو گے جیسا کہ کعبہ پر غلاف ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو پسند ہے یا رسول اللہ! کہ ایسا ہو جاتا تو ہم لوگ بھی کچھ عیش و راحت کی زندگی بسر کر لیتے، آپؐ نے فرمایا کہ ایسا ہو کر رہے گا اور تم آج ان لوگوں سے بہتر ہو (جنہیں خوش عیشی نصیب ہوگی)

حضرت ابن عباسؓ[1] فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعونؓ کے پاس جس دن کہ ان کی وفات ہوئی تشریف لے گئے آپؐ ان کی طرف اس طرح جھکے گویا کہ آپؐ ان کو کوئی وصیّت فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، لوگوں نے آپؐ کی چشم مبارک پر رونے کا اثر دیکھا۔ دوبارہ پھر آپؐ اُن کی طرف جھکے اور آپنے اپنا سر اٹھایا، لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ رو رہے ہیں۔ سہ بارہ پھر آپؐ ان کی طرف مائل ہوئے، اس کے بعد آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور آپ کے لئے رونے کی آواز تھی، اب لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضرت عثمانؓ کی وفات ہوگئی سب لوگوں نے رونا شروع کر دیا، حضورؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ یہ شیطانی اثر ہے تو سب نے استغفار پڑھی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو سائب! میں تیرے پاس سے جا رہا ہوں اور بے شک تو دنیا سے رخصت ہوا، اور دنیا کی کسی چیز سے بھی آلودہ نہ ہوا۔[2]

ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، اے عثمان! اللہ تجھ پر رحم کرے، نہ تو نے دنیا سے کچھ لیا، اور نہ دنیا نے تجھ سے کچھ لیا۔

زہدِ حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت عطیہ بن عامرؓ[3] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو دیکھا کہ ایک کھانے پر جسے یہ کھا رہے تھے اصرار کیا گیا (کہ اور کھائیے) آپنے فرمایا میرے لئے کافی ہے، میرے لئے کافی ہے: میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے

---

[1] ج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۹ صـ ۳۰۳ رواہ الطبرانی عن عمر بن عبدالعزیز بن مقلاص عن ابیہ ولم اعرفہا وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی۔ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صـ ۱۰۵ وابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۳ صـ ۸۷ عن ابن عباس من غیر طریق عمر بن عبدالعزیز عن ابیہ نحوہ واخرجہ ابونعیم ایضاً عن عبدربہ بن سعید المدنی مختصراً [3] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صـ ۱۹۸

جو دنیا میں لوگوں میں سے پیٹ زیادہ بھرے گا اس کی بھوک آخرت میں سب سے زیادہ ہوگی، اے سلمان! دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے[۱]

حضرت حسن رضؓ[۲] فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضؓ کا وظیفہ (سالانہ) پانچ ہزار درہم تھا اور یہ قریب قریب تیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے اور یہ لوگوں میں ایک ایسی عبا میں خطبہ دیا کرتے تھے جس کے بعض حصّہ کو بچھاتے تھے اور بعض کو اوڑھتے تھے، اور جب ان کا وظیفہ دیا جاتا تو اس کو سخاوت کر دیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کھجور کی ٹوکریاں بناتے تھے اور اس کو بیچ کر گذر اوقات کرتے تھے۔[۳]

حضرت اعمش رضؓ[۴] سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت حذیفہ رضؓ نے حضرت سلمان رضؓ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا میں تیرے لئے ایک کوٹھری نہ بنا دوں؟ حضرت حذیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا کہ مجھے مہلت دو، میں تم سے بیان کروں، میں تمہارے لئے ایک ایسی کوٹھی تیار کرنا چاہتا ہوں کہ جب تم اس میں لیٹو ایک جانب اس کے تمہارا سر لگے اور دوسری جانب تمہارا پیر اور جب تم کھڑے ہو تو اس کی چھت تمہارے سر پر لگے حضرت سلمان رضؓ نے فرمایا، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ تم میرے جی میں اتر گئے ہو، (جبھی تم نے میری منشا کے مطابق تجویز کی)۔

حضرت مالک بن انس رضؓ[۵] سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضؓ (درخت اور دیوار کے) سایہ سے سایہ پکڑتے، جدھر بھی سایہ پھرتا اسی طرف کھسک جاتے ان کے لئے کوئی گھر نہیں تھا کسی صاحب نے ان سے عرض کیا کیا میں آپ کے لئے کوئی عمارت نہ بنا دوں؟ جس میں آپ گرمی سے سایہ پکڑیں اور سردی میں سکونت اختیار کریں، حضرت سلمان رضؓ نے فرمایا، ہاں بنا دو۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپ نے اُسے آواز دے کر بلایا اور اس سے پوچھا کس طرح کا بناؤ گے؟ اس نے کہا، میں اسے اس طرح کا بناؤں گا کہ اگر آپ کھڑے ہوں تو آپ کے سر کو لگے اور اگر آپ اس میں لیٹیں تو آپ کے پیر سے اڑے۔ آپ نے فرمایا، ہاں (اسی طرح کا چاہیے۔)

---

[۱] واخرجہ العسکری فی الامثال نحوہ کما فی الکنز ج ۷، ص۴۱ [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص۱۹۷

[۳] واخرجہ ابن سعد ج ۴ ص۶۲ عن الحسن بنحوہ [۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص۲۰۲

[۵] وعند ابن سعد ج ۴ ص۶۳

زہدِ حضرت ابوذر غفاریؓ

حضرت ابو اسماءؓ [1] فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوذرؓ کے پاس گئے اور حضرت ابوذرؓ مقام ربذہ میں تھے۔ اُن کے پاس ایک کالے رنگ کی عورت تھی جس کے بال پراگندہ تھے اور اس کے اُوپر نہ تو کسی اچھی چیز کا اثر تھا اور نہ کوئی خوشبو تھی، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ دیکھتے نہیں کہ یہ کلوٹی مجھ کو کس چیز کا حکم دے رہی ہے؟ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں عراق جاؤں، پس جب میں عراق پہنچوں گا، لوگ اپنی دنیا لے کر میری طرف مائل ہوں گے اور میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے کہ پل صراط سے وَرے ایک راستہ ہے جو بڑی پھسلن اور رپٹن والا ہے اور جب ہم اس پر آئیں گے، اور ہمارے بوجھ میں ہماری طاقت کے مطابق وزن ہوگا اور ہم ہلکے پھلکے ہونگے تو اس صورت میں ہم نجات کے لائق ہوں گے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس راستے سے گذریں اور ہمارے اوپر اونٹ کی طرح بوجھ لدا ہوا ہو۔ [2]

حضرت عبداللہ بن خراشؓ [3] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کو ربذہ میں دیکھا کہ اپنے کالے چھپر کے نیچے ہیں اور ان کے ماتحت ان کی کالے رنگ کی بیوی ہے وہ گون کے ایک ٹکڑے پر بیٹھے ہوئے تھے، اُن سے کہا گیا کہ آپ ایک ایسے آدمی ہیں کہ آپ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ان کو اس دارِ فانی میں لے لیتا ہے اور دار البقاء میں ان کا ذخیرہ کر دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابوذر! اس کے علاوہ کوئی اور دوسری بیوی اختیار کرو۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اگر میں ایسی عورت سے شادی کروں جو مجھے گرائے وہ مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت ایسی عورت کے جو مجھے چڑھائے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کاش آپ اس سے زیادہ نرم بستر اختیار کرتے آپ نے فرمایا اے میرے اللہ! مغفرت کر دے اور جو تو چاہے اپنی عطیات میں سے لے لے [4] (غالباً یہ قول اولاد کی یاد میں کہا ہے۔)

---

[1] اخرجہ احمد [2] قال فی الترغیب ج ۵ ص ۹۳ رواہ احمد ورواتہ رواۃ الصحیح۔ اھ۔ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۶۱ عن ابی اسماء وابن سعد ج ۴ ص ۱۷۴ نحوہ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۶۰ [4] واخرجہ الطبرانی عن عبداللہ بن خراش نحوہ قال الہیثمی ج ۹ ص ۳۳۱ وفیہ موسیٰ بن عبیدۃ وہو ضعیف۔ اھ

حضرت ابراہیم[1] تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے کہا گیا کہ آپ کوئی زمین لے لیتے جیسا کہ فلاں اور فلاں نے لی ہے، فرمایا میں امیر ہو کر کیا کروں گا؟ میرے لئے ہر دن پانی یا دودھ کا گھونٹ کافی ہے اور جمعہ میں ایک ٹوکری گیہوں کی ـــــ ابونعیم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، میرا روزینہ رسول اللہ کے زمانے میں ایک صاع تھا، میں اس پر زیادتی نہ کروں گا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے مل جاؤں۔

زہد حضرت ابوالدرداءؓ

حضرت ابوالدرداءؓ[2] فرماتے ہیں اس سے پہلے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو میں تجارت کیا کرتا تھا، جب آپ کی نبوت کا پرچا ہوا میں نے ارادہ کیا کہ عبادت اور تجارت دونوں کو جمع کروں، پس یہ بات ٹھیک نہ ہوئی. میں نے تجارت چھوڑ دی اور عبادت کی طرف متوجہ ہو گیا۔[3]

ابونعیم[4] کی روایت میں اس حدیث میں اتنا اور ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا، قسم اس ذات کی کہ ابوالدرداء کا نفس اس کے ہاتھ میں ہے۔ آج مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ مسجد کے دروازے پر میری دوکان ہوتی اور اس دوکان میں رہ کر میری جماعت کی نماز نہ چھوٹتی اور چالیس دینار روز نفع کے کماتا اور ان سب کو اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیتا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اے ابوالدرداء! یہ بات آپ کو کیوں بری لگی؟ فرمایا، حساب کی سختی سے۔[5]

ابونعیم کی روایت[6] میں ایک دوسری سند سے ہے، حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا، مجھے یہ بات خوش نہیں کر سکتی کہ میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوں، اور خرید و فروخت کروں اور تین سو دینار یومیہ کماؤں اور مسجد میں ہر جماعت میں حاضر ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ عزوجل نے بیع کو حلال اور سود کو حرام نہیں کیا

---

[1] واخرج ابونعیم ج ۱ ص ۱۶۳ [2] اخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۹ ص ۳۶۷ رجالہ رجال الصحیح۔ اھ [4] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۰۹ عن ابی الدرداء نحوہ [5] وہکذا اخرجہ ابن عساکر کما فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۹
[6] وعند ابی نعیم ایضاً من طریق آخر عنہ

لیکن میں اچھا سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے ہو جاؤں کہ انہیں تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی (قال اللہ تعالےٰ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)

حضرت[۱] خالد بن حدیر رض اسلمی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوالدرداء رض کے پاس گئے ان کے نیچے ایک بستر کھال یا اون کا تھا اور اُن کے اُوپر ایک موٹی چادر اُون کی تھی اور اُن کا جوتا ایسے چمڑے کا تھا جس کے بال بھی نہ اُتارے گئے تھے۔ آپ بیمار تھے اور پسینہ آرہا تھا۔ خالد نے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ کے بستر پر ایک پتلی چادر میں ڈال دوں؟ اور مرعزی کمبل ان کمبلوں میں سے جس کو امیر المومنین نے بھیجا ہے، اُڑھا دوں، فرمانے لگے ہمارے لئے ایک گھر ہے اور ہم اس کی طرف کوچ کرنے والے ہیں اور اسی کے لئے ہم عمل کرتے ہیں ــــ حضرت حسّان بن عطیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت ابوالدرداء رض کے کچھ ساتھی آپ کے مہمان ہوئے۔ آپ نے ان کی ضیافت کی بعض ساتھیوں نے ان میں سے نمدے پر لیٹ کر رات گذاری اور بعض نے اپنے کپڑے پر جو پہنے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے۔ اس بات کا ان پر اثر محسوس کیا تو فرمایا۔ ہمارے لئے ایک گھر ہے ہم اسی کے لئے جمع کرتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

حضرت محمد بن کعب رض فرماتے ہیں کہ کچھ حضرات حضرت ابوالدرداء رض کے یہاں سردی کی رات میں ٹھہرے۔ آپ نے ان مہمانوں کے پاس گرم کھانا تو بھیج دیا اور اُن کے پاس لحاف نہیں بھیجے، تو ان میں سے ایک نے کہا کہ ہماری طرف کھانا تو بھیج دیا، سو اس ٹھنڈ کے ساتھ وہ ہمارے لئے خوش گوار نہ ہوا، میں ان پر یہ بات بغیر ظاہر کئے نہ رہوں گا، دوسرے نے کہا چھوڑو اس بات کو مگر اس نے انکار کیا، اور نہ مانا، یہاں تک کہ آپ کے دروازے پر آکر کھڑا ہوا، ان کو بیٹھا ہوا دیکھا اور اُن کی بیوی پر کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جو تذکرہ کے قابل ہو، یہ دیکھ کر وہ واپس چلا اور اس نے کہا، میرا گمان یہ ہے کہ آپ نے بھی رات اسی طرح کاٹی جس طرح پر کہ ہم نے کاٹی حضرت ابوالدرداء رض نے فرمایا ہم لوگوں کے لئے ایک گھر ہے جس کی طرف ہم کو منتقل ہونا ہے لہذا پہلے ہی سے ہم نے وہاں بستر اور لحاف بھیج دئے ہیں اور اگر اس میں سے

---

[۱] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۲۲ ۵۲ وعند احمد

کوئی چیز ہمارے پاس پائی جاتی تو ہم اسے تیرے پاس بھیج دیتے اور بے شک ہمارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے ہلکے بوجھ والا اس میں بھاری سامان والے سے بہتر ہوگا۔ کیا جو بات میں نے تجھ سے کہی تو سمجھ گیا؟ آدمی نے کہا۔ جی ہاں [1]

امیر کی رفعت پسندی پر انکار کے بارے میں پہلے ہی ذکر آچکا ہے کہ حضرت عمرؓ اُن کے پاس داخل ہوئے۔ دروازے پر جو دھکا دیا تو اس دروازے میں کنڈی نہیں تھی، آپ تاریک گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے حضرت ابوالدرداءؓ کو ٹٹولنا شروع کیا۔ یہاں تک اُن پر آپ کا ہاتھ پہنچ گیا۔ حضرت عمرؓ نے تکیہ ٹٹولا تو وہ، پالان تھی بستر ٹٹولا وہ چھوٹی کنکریوں کا تھا، اُن کے پہننے کا کپڑا ٹٹولا تو وہ پتلا کمبل تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ آپ پر رحم کرے، کیا میں نے آپ کو وسعت نہیں دی؟ کیا میں نے آپ کے ساتھ ایسا نہیں کیا؟ تو حضرت عمرؓ سے حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا کیا تمہیں وہ حدیث یاد ہے جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا، کون سی حدیث؟ فرمایا:

لِيَكُنْ بَلَاغُ أَحَدِكُمْ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ،

ترجمہ:۔ "دنیا سے تم میں سے ہر ایک کے لئے گذر اوقات اتنی چاہئے جیسے کہ سوار کی زادراہ ہوتی ہے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا تو ہم لوگوں نے حضورؐ کے بعد اے عمر! کیا کیا؟ راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں نے رونا شروع کر دیا اور روتے روتے صبح کر دی۔

زہدِ حضرت معاذ بن عفراءؓ

حضرت افلح[2] مولیٰ حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہؓ کے لئے جوڑا اُتنے جانے کا حکم دیتے تھے جس میں کسی قدر عمدگی کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ حضرت معاذ بن عفراءؓ کے پاس ایک جوڑا بھیجا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے افلح! اس حلّہ کو بیچ دے میں نے ان کے لئے حلّہ ڈیڑھ ہزار

---

[1] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۶۳ [2] اخرج عمر بن شبۃ

میں بیچ دیا، پھر مجھ سے فرمایا انہیں لے جا اور میرے لئے ان داموں سے غلام خرید لا، میں نے اُن کے لئے پانچ غلام خرید لئے، تب انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! بے شک وہ آدمی بے وقوف ہے جس نے ایسے دو عمدہ لباس پہنے جس کی قیمت سے پانچ غلام خرید کر آزاد کر سکتا ہے۔ جاؤ تم پانچوں آزاد ہو۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم ہوا کہ ابن عفراءؓ اس لباس کو جو اُن کی طرف بھیجا جاتا ہے نہیں پہنتے ہیں تو اُن کے لئے ایسا موٹا جوڑا لیا جس پر صرف سو درہم لگے، پس جب اسے لے کر قاصد اُن کے پاس آیا اُنہوں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ اب تمہیں اس جوڑے کے ساتھ نہ بھیجا ہوگا، کہا، ہاں وہ خدا کی قسم! چنانچہ حضرت ابن عفراءؓ نے وہ جوڑا لیا اور اسے لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المومنین! آپ نے میرے پاس یہ جوڑا بھیجا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں! میں تمہاری طرف وہ جوڑا بھیجتا تھا جس کو میں تمہارے اور تمہارے بھائیوں کے لئے تیار کراتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسے نہیں پہنتے ہو۔ یہ سُن کر حضرت معاذؓ نے فرمایا، اے امیر المومنین! بے شک میں اگر اس کو نہیں پہنتا تھا لیکن مجھے یہ بات پسند تھی کہ میرے پاس وہ چیز آئے جو آپ کے پاس بہتر سے بہتر ہے، تو حضرت عمرؓ نے ان کو پہلے ہی جیسا حلہ مرحمت فرمایا۔[1]

زہدِ حضرت لجلاج غطفانیؓ

حضرت لجلاجؓ[2] فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا پیٹ جب سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لایا نہیں بھرا، بقدرِ زیست کھاتا ہوں اور بقدرِ زیست پیتا ہوں اور بیہقی میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ ایک سو بیس ۱۲۰ برس زندہ رہے، پچاس ۵۰ سال زمانۂ جاہلیت میں اور ستر سال زمانۂ اسلام میں۔[3]

زہدِ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ

حضرت حمزہ بن عبد اللہ[4] بن عمر فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس

---

[1] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۸۸ [2] اخرج الطبرانی باسناد لاباس بہ [3] کذا فی الترغیب ج ۳ ص ۲۲۳ واخرجہ ابو العباس السراج فی تاریخہ والخطیب فی المتفق کما فی الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۸ وابن عساکر کما فی الکنز ج ۷ ص ۸۶
[4] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۹۸

بہت کھانا ہوتا جب بھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے اور کھاتے بھی تو جب اس کے لئے اور کھانے والا پا لیتے، ابن مطیع رضؓ ان کے پاس عیادت کے لئے آئے دیکھا کہ ان کا جسم بہت لاغر ہو گیا ہے تو حضرت صفیہ رضؓ سے کہا آپ ان کے ساتھ مہربانی کیجیے، شاید کہ ان کا جسم ان کی طرف لوٹ آئے تو آپ ان کے لئے کھانا پکائیے۔ حضرت صفیہ رضؓ نے فرمایا کہ ہم ایسا کرتے ہیں لیکن یہ کسی کو اپنے گھر والوں میں سے اور جو لوگ ان کے پاس آتے ہیں چھوڑتے نہیں اور ان سب کو اس کھانے پر بلاتے ہیں تم خود اس بارے میں ان سے گفتگو کر لو۔ چنانچہ ابن مطیع رضؓ نے کہا، اے ابو عبد الرحمٰن! آپ کوئی کھانا پکوا لیا کیجیے کہ آپ کی طرف آپ کا جسم لوٹ آئے۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ میرے اوپر آٹھ سال گذر رہے ہیں کہ میں نے ان میں ایک مرتبہ بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا یا اس طرح فرمایا کہ صرف ایک مرتبہ پیٹ بھر کر کھایا ہے۔ اب تم ارادہ کر رہے ہو کہ میں پیٹ بھروں؟ جب کہ میری عمر سے گدھے کی پیاس کی برابر باقی رہ گیا ہے (یعنی بہت تھوڑا حصہ گدھا تھوڑی ہی دیر میں پیاسا ہو جاتا ہے)

حضرت عمر بن حمزہ بن عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی گذرا، میرے باپ نے پوچھا تم مجھ سے بتاؤ کہ تم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ سے جس دن کہ تم نے انہیں دیکھا کیا کہا تھا؟ تم ان سے مقام جرف میں بات کر رہے تھے۔ اس گذرنے والے نے کہا، میں نے کہا تھا اے ابو عبد الرحمٰن! تمہاری بوٹیاں پتلی پڑ گئی ہیں، یعنی تم دبلے ہو گئے ہو اور تمہاری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ تمہارے پاس بیٹھنے والے تمہارے حق اور تمہاری شرافت کو نہیں پہچانتے۔ کاش! آپ اپنے گھر والوں کو حکم دیتے کہ وہ تمہارے لئے کچھ تیار کر دیتے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاتے تو وہ نرم غذا تمہیں کھلاتے۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے جواب دیا تھا، تجھ پر بڑا افسوس ہے، میں نے گیارہ سال، سے اور بارہ سال سے اور تیرہ سال سے اور چودہ سال سے ایک مرتبہ بھی پیٹ نہیں بھرا ہے۔ اب میں کیسے پیٹ بھروں جب کہ میری عمر سے گدھے کی پیاس کی برابر باقی رہی ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ کے غلام عبید اللہ بن عدی عراق سے آئے حضرت ابن عمر رضؓ

لہ وعندہ ایضاً ۲ہ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۰

کے پاس سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو کہا میں آپ کی طرف ایک ہدیہ لایا ہوں پوچھا وہ ہدیہ کیا ہے؟ کہا جوارش لایا ہوں کہا جوارش کیا چیز ہے؟ کہا کھانا ہضم کر دیتی ہے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا، میں نے چالیس سال سے پیٹ نہیں بھرا ہے میں اس جوارش کا کیا کروں؟

حضرت ابن[۱] سیرین رحؒ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت ابن عمر رضؓ سے کہا کہ میں آپ کے لئے جوارش بنا دوں گا، پوچھا کہ جوارش کیا چیز ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا وہ ایسی شے ہے کہ جب کھانا آپ کو ہضم نہ ہو اور نقصان دے اور آپ اسے استعمال کر لیں تو آسانی سے آپ کے لئے ہضم ہو جائے گا۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا، میں نے چار مہینے سے کھانے سے پیٹ نہیں بھرا ہے اور یہ اس سبب سے نہیں کہ میں نے کھانا پایا نہیں لیکن بات یہ ہے کہ میں نے ایک ایسی قوم کے ساتھ عرصہ دراز گذارا ہے جو ایک مرتبہ سیر ہوتی تھی اور ایک مرتبہ بھوکی رہتی تھی[۲]

حضرت[۳] ابن عمر رضؓ نے فرمایا، میں نے ایک اینٹ پر دوسری اینٹ نہیں رکھی (یعنی کوئی مکان نہیں بنایا) اور نہ میں نے کوئی پودا لگایا، جب سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی[۴]

حضرت[۵] جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے دنیا پائی، اور وہ دنیا کی طرف اور دنیا اس کی طرف مائل نہ ہوئی سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے۔

سدی[۶] رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند صحابہ رضؓ کو دیکھا جن کا یہ کہنا ہے کہ کوئی بھی صحابہ کرام رضؓ میں اپنی اس حالت پر نہیں رہا جس حالت پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑا تھا۔ سوائے حضرت عبداللہ بن عمر کے[۷]

زہدِ حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ

حضرت ساعدہ[۸] بن سعد بن حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضؓ فرمایا

---

[۱] وعنده ایضا [۲] واخرجه ابن سعد ج ۴ ص۱۱۰ عن ابن سیرین مختصراً وکذالک عن نافع مختصراً۔ [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۳۰۳ [۴] واخرجه ابن سعد ج ۴ ص ۱۲۵ مثله [۵] واخرج ابوسعید بن الاعرابی بسند صحیح [۶] وفی تاریخ ابی العباس السراج بسند حسن [۷] کذافی الاصابۃ ج ۲ ص ۳۴۷ [۸] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۷۷

کرتے تھے کہ کوئی دن میری آنکھ کو ٹھنڈا کرنے والا اور میرے جی کو خوش کرنے والا اس دن کی بہ نسبت نہ ہوتا کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس آتا اور ان کے پاس کھانا نہ پاتا اور وہ یہ کہتے کہ ہمیں قلیل و کثیر کسی چیز پر قدرت نہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ بے شک اللہ پاک مومن سے دنیا کو اس طرح بچاتا ہے جس طرح مریض سے اس کے گھر والے کھانے کو اور اللہ تعالیٰ مومن کو بلا کے ساتھ اس سے زیادہ مبتلا کرتا ہے جتنا کہ باپ اپنے بیٹے کے ساتھ بھلائی نہیں کر سکتا۔[1]

دنیا اور دنیا کی لذتوں سے بے رغبتی نہ برتنے والوں پر تنبیہ اور دنیا سے پرہیز کرنے کی وصیت

حضرت عائشہ رضؓ[2] فرماتی ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں نے ایک دن میں دو مرتبہ کھایا۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تو پسند نہیں کرتی کہ پیٹ کے علاوہ تیرے لئے کوئی اور مشغلہ ہو؟ دن میں دو مرتبہ کھانا اسراف ہے اور اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، ایک روایت میں ہے، آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! تو نے اپنے پیٹ میں دنیا سمیٹ لی جس نے ہر دن ایک مرتبہ سے کھانے پر زیادتی کی اس نے اسراف کیا، اور اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔[3]

حضرت عائشہؓ[4] فرماتی ہیں میں حضورؐ کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تو کیوں رو رہی ہے، اگر تیرا ارادہ میرے ساتھ ملنے کا ہے تو تیرے لئے دنیا سے سوار کی زاد راہ کے برابر کافی ہے اور مالدار وں سے میل جول نہ رکھنا[5] ——— ایک روایت

---

[1] واخرجہ الطبرانی عن ساعدۃ مثلہ قال الہیثمی ج ۱۰ صہ ۲۸۵ وفیہ من لم اعرفہم [2] اخرج البیہقی
[3] کذا فی الترغیب ج ۳ صہ ۴۲۳ [4] وعند ابن الاعرابی [5] کذا فی الکنز ج ۲ صہ ۱۵۱

میں اتنی زیادتی اور ہے جب تک کپڑے پر پیوند نہ لگا لینا اس کو پرانا نہ سمجھنا، ——— [1]

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ اس وقت تک نیا کپڑا نہ پہنتی تھیں جب تک کہ اس پرانے کپڑے کا پیوند لگا کر اس کو خراب نہ کر لیتیں۔ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک دن حضرت معاویہؓ کی جانب سے اسی ہزار درہم آئے۔ ان کے پاس ان میں سے ایک درہم نے بھی شام نہ کی، آپ کی کنیز نے آپ سے کہا کہ ہمارے لئے آپ نے ان درہموں میں سے ایک درہم کا گوشت کیوں نہیں خرید لیا (دیکھیے گذرا ہے کہ اس روز ان کا روزہ بھی تھا) فرمایا اگر تم پہلے سے مجھے یاد دلا دیتی تو ایسا کر لیتی۔[2]

حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چکنے گوشت کا ثرید کھایا اور اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں ڈکار لے رہا تھا، آپؐ نے فرمایا، اے ابوجحیفہ! تم اپنی ڈکار کو ہم سے روکو، جو لوگ دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتے ہیں وہی قیامت کے دن زیادہ بھوکے رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت ابوجحیفہؓ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ دنیا چھوڑ گئے، اگر وہ صبح کو کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے، اور اگر وہ شام کو کھا لیتے تو صبح کو نہ کھاتے۔[3]

حضرت جعدہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بڑا پیٹ والا دیکھا تو اس کے پیٹ میں اپنی انگلی کا چوکا دیا اور فرمایا، اگر یہ اس کے علاوہ میں ہوتا تو تیرے لئے بہتر تھا (یعنی صدقہ کر دیا ہوتا) ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک آدمی نے ایک خواب دیکھا۔ آپؐ نے اس کو بلوایا، وہ آیا اس نے آپؐ کو خواب بیان کیا اور وہ بڑے پیٹ والا تھا، آپؐ نے انگلی سے اس کے پیٹ میں چوکا دیا اور فرمایا، اگر یہ (کھانا) اس مکان (پیٹ) کے غیر میں ہوتا تو تیرے لئے زیادہ بہتر تھا۔[4]

---

[1] وذکرہ رزین [2] کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۲۶ [3] واخرج الطبرانی ص قال الہیثمی ج ۵ ص ۳۱ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر باسانید وفی احد اسانید الکبیر محمد بن خالد الکوفی ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی واخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۴ ص ۳۶ نحوہ واخرجہ البزار باسنادین نحوہ مختصرا ورجال احدھما ثقات کما قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۲۳ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۲ ص ۲۵۶ عن ابی جحیفۃ بمعناہ ولم یذکر قولہ فما اکل الی آخرہ [4] واخرج الطبرانی قال الہیثمی ج ۵ ص ۳۱ رواہ کلہ الطبرانی ورواہ احمد الا انہ جعل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو الذی رای الرؤیا للرجل۔ ورجال الجمیع رجال الصحیح غیر ابی اسرائیل الجشمی وھو ثقۃ۔ انتہی

حضرت یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کو اس حال میں پایا کہ ان کے ساتھ ایک آدمی گوشت اٹھائے ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، تم میں سے کوئی ایک اس بات کا ارادہ کیوں نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو اپنے پڑوسی اور اپنے چچیرے بھائیوں کے لئے بھوکا رکھے تم لوگوں سے یہ آیت کہاں چلی گئی ہے؟

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا [۱]

(سورۃ الاحقاف ع ۲)

ترجمہ:۔ "تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے، اور اُن کو خوب برت چکے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضؓ کی ملاقات ہوئی اور میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا تھا۔ آپ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، میرے گھر والوں کی بڑھی ہوئی خواہش ہے میں نے ان کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا ہے یہ سُن کر حضرت عمر رضؓ نے میرے اس جملہ کو کہ میرے اہل کی گوشت کی بڑھی ہوئی خواہش ہے بار بار دہرایا یہاں تک کہ مجھے یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ درہم مجھ سے کہیں گر جاتا یا میری حضرت عمر رضؓ سے ملاقات نہ ہوتی [۲] —— حضرت [۳] ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھا دریافت کیا یہ درہم کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں ارادہ کر رہا ہوں کہ اپنے گھر والوں کے لئے اس کا گوشت خریدوں، ان لوگوں کو گوشت کھانے کی بڑی خواہش پیدا ہوئی حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، کیا یہی بات ہے؟ کہ جب کبھی تم کو کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تم اس کو خریدتے ہو؟ تم سے یہ آیت کہاں چلی گئی؟

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا [۵] (ترجمہ اوپر گذر چکا)

حضرت حسن [۶] رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضؓ کے پاس

---

[۱] واخرج مالک [۲] کذا فی الترغیب ج ۳ صـ ۲۴۳ [۳] وعند البیہقی [۴] کذا فی الترغیب ج ۳ صـ ۲۴۳ واخرجہ ابن جریر عن جابر اطول منہ کما فی منتخب الکنز ج ۴ صـ ۴۱۲ [۵] واخرجہ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر والحاکم والبیہقی [۶] فذکرہ کذا فی المنتخب ج ۴ صـ ۴۱۰ [۷] واخرج عبدالرزاق واحمد فی الزہد والعسکری فی المواعظ وابن عساکر۔

تشریف لے گئے اور ان کے پاس گوشت تھا، آپ نے دریافت فرمایا، یہ گوشت کیسا ہے؟ عرض کیا، مجھے آج اس کی خواہش ہوئی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اور جب کبھی تمہیں کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تو اُسے کھاتے ہو؟ آدمی کے اِسراف کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش کرے اُسے کھائے۔[1]

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ قسم قسم کا کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے غلام سے جن کو یرفاؓ کہا جاتا ہے فرمایا جب تمہیں پتہ چل جائے کہ یزیدؓ کے شام کا کھانا آیا ہے تو مجھے اطلاع دیدینا جب شام کا کھانا آیا یرفاؓ نے آپ کو اطلاع دی، چنانچہ حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور سلام کرنے کے بعد اجازت لی۔ یزیدؓ نے اجازت دی، آپ اندر داخل ہوئے۔ یزیدؓ نے آپ کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا ثرید لائے اور گوشت لائے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ کھایا، پھر بُھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ یزیدؓ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ سمیٹ لئے اور اس کے بعد فرمایا اے یزید بن ابی سفیانؓ! (اللہ سے ڈرو) کھانے کے بعد کھانا؟ قسم اس ذات کی کہ عمرؓ کی جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر تم لوگوں نے (اصحابِ گذشتہ) کی سنت کے خلاف کیا تو میں تم لوگوں سے ان کے طریقے کے خلاف چلنے پر مخالفت کروں گا۔[2]

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک کوڑی پر گذرے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے آپ کے اصحابؓ کو اس کوڑی کی گندگی سے گھن اور تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا، یہی وہ تمہاری دنیا ہے جس پر تم لالچ یا یہ فرمایا کہ اعتماد کرتے ہو[3]

حضرت سلمہ بن کلثومؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو الدرداءؓ نے دمشق میں ایک اونچی عمارت بنائی اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچی۔ آپ مدینے میں تھے۔ آپ نے اُن کے پاس لکھا اے عویمر بن اُمّ عویمر! کیا تمہارے لئے فارس اور روم کی عمارات عبرت پکڑنے کے لئے کافی نہ ہوئیں؟ جو تم نے عمارتیں بنانی شروع کر دیں، تم اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدوہ یعنی امام اور سردار ہو، جن کی اقتدار کی جائے۔

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صد ۴۰۱ [2] واخرج ابن المبارک [3] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ صد ۴۱۴ [4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صد ۴۸ [5] واخرج ابن عساکر۔

راشد بن[۵۱] سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے حمص میں دروازے پر چھجہ نکال لیا ہے تو آپ نے ان کی طرف لکھا :

اما بعد ! اے عویمر ! کیا دنیا کے مزین کرنے پر تمہاری عبرت کے لئے وہ عمارتیں کافی نہ تھیں، جنہیں روم نے بنایا اور اللہ پاک نے اُن کے خراب کرنے کا حکم دیا۔[۵۲]

راشد بن[۵۳] سعد کی روایت میں دنیا کی تزئین کے بعد دنیا کی تجدید کرنے کا بھی لفظ ہے اور اللہ پاک نے ان عمارات کے خراب کرنے کی اطلاع دی ہے۔ جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تم حمص سے دمشق منتقل ہو جاؤ۔ سفیان راوی فرماتے ہیں یہ ان کو سزا دی۔

حضرت یزید بن[۵۴] ابی حبیبؒ فرماتے ہیں کہ مصر میں (آپؐ کے اصحاب میں) سب سے پہلے جنہوں نے بالاخانہ بنایا۔ حضرت خارجہ بن حذافہؓ تھے، جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی، آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس لکھا :

"سلام، اما بعد ! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ خارجہ بن حُذافہؓ نے ایک بالاخانہ بنایا ہے، اور بے شک انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے پردے کی چیزوں کو جھانکے، جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اس عمارت کو منہدم کر دینا، انشاء اللہ یعنی پھر جو بھی ہو خدا کی مرضی[۵۵] والسلام

حضرت عبداللہ[۵۶] رومیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اُمّ طلقؓ کے پاس اُن کے گھر میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ اُن کے گھر کی چھت کوتاہ تھی، میں نے عرض کیا، اے اُمّ طلق ! آپ کے گھر کی چھت تو بہت ہی نیچی ہے، فرمایا، اے میرے بیٹے ! حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کے پاس لکھا ہے کہ تم اپنی عمارتیں اونچی مت بناؤ۔ اس لئے کہ تمہارے دنوں میں بدتر وہی دن ہے جس میں تم اپنی عمارتیں بلند و بالا بناؤ گے۔[۵۷]

---

[۵۱] وعندہ ایضاً ہناد والبیہقی۔ [۵۲] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۸ صد ۶۲۔ [۵۳] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صد ۳۰۵ [۵۴] واخرج ابن عبدالحکم [۵۵] کذا فی الکنز ج ۸ صد ۶۳ [۵۶] واخرج ابن سعد والبخاری فی الادب [۵۷] کذا فی الکنز ج ۸ صد ۶۳۔

حضرت سفیان[۱] بن عیینہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے جب یہ کوفہ پر مقرر تھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں خط بھیجا۔ آپ سے ایسے گھر کے بنانے کے لئے اجازت لے رہے تھے۔ جس میں یہ سکونت اختیار کریں، حضرت عمرؓ نے اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا کہ اتنا بڑا مکان بنالو جو دھوپ سے تمہیں بچائے اور بارش سے تم پر اوٹ کرے، اس لئے کہ دنیا ایسا گھر ہے جہاں سے آخرت کے لئے جانے کی تیاری کرنی ہے اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف جب یہ مصر میں تھے لکھا تم اپنی رعایا کے حق میں اس طرح پر رہو جس طرح پر کہ تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے لئے تمہارے امیر رہیں[۲]

حضرت سفیان[۳] فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ ایک آدمی نے پکی اینٹوں کا مکان بنایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میں یہ گمان نہیں رکھتا تھا کہ اس امّت میں بھی فرعون جیسے لوگ ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے فرعون کے اس کلام کا ارادہ کیا ہے کہ (فرعون نے کہا) میرے لئے ایک محل بنا اور میرے لئے اے ہامان! کچی اینٹوں پر آگ روشن کر۔

حضرت سالم بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے زمانے میں میری شادی ہوئی۔ میرے باپ نے لوگوں کو مدعو کیا۔ ان حضرات میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری بھی تھے اور گھر والوں نے میری کوٹھڑی کو ایک سبز پردہ سے چھپا رکھا تھا۔ حضرت ابو ایوبؓ تشریف لائے اپنا سر جھکایا اور دیکھا تو کوٹھڑی پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے عبد اللہ! دیواروں پر پردہ ڈالتے ہو؟ میرے والد نے شرمندہ ہوکر فرمایا اے ابو ایوب! عورتیں ہم پر غالب آگئیں۔ حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا۔ اگر تم اپنے آپ کو ان لوگوں میں سے خیال کرتے ہو جنہیں یہ خطرہ ہے کہ عورتیں اُن پر غالب آجائیں لیکن مجھے تو یہ خوف نہیں کہ عورتیں تم پر غالب آجائیں، نہ تو میں تمہارے گھر میں داخل ہوں گا اور نہ میں تمہارے کھانے کو کھاؤں گا[۵]

حضرت سلمان[۶] فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے

---

[۱] واخرج ابن ابی الدنیا والدینوری [۲] کذافی منتخب الکنز ج ۴ ص۴۰۶ [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۷ ص۳۰۴
[۴] واخرج ابن عساکر [۵] کذافی کنز العمال ج ۸ ص۶۳ [۶] واخرج احمد فی الزہد وابن سعد ج ۳ ص۱۳۷ وغیرہما

کوئی نصیحت فرمائیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، اے سلمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عنقریب فتوحات ہوں گی، پس میں تمہیں جو کچھ تمہارا حصّہ اس میں ہونا چاہئے، بتائے دیتا ہوں وہ یہ ہو کہ جس کو تم اپنے پیٹ میں رکھ لو اور جس کو تم اپنے تن پر ڈال لو، اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے جس نے پانچوں نمازیں پڑھیں وہ اللہ کی ذمّہ داری میں صبح کرتا ہے اور اللہ کی ذمّہ داری میں شام کرتا ہے۔ لہٰذا تم کسی اہل اللہ کو قتل نہ کرنا اگر تم ایسا کروگے تو اللہ کی ذمّہ داری کو تم توڑ دوگے اور اللہ تعالیٰ تمہیں مُنہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔[۱]

حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اُن کے اس مرض میں آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ہے اور عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! مجھے وصیّت کیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، اللہ پاک تم لوگوں پر دنیا فتح کرنے والا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی ہرگز گذر اوقات سے زیادہ نہ لے۔[۲]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور وہ اپنے اس مرض میں مبتلا تھے جس میں ان کی وفات ہوئی۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ وہ سامنے سے آگئی۔ اور اگرچہ وہ اب تک نہیں آئی ہے مگر وہ آنے والی ہے اور عنقریب تم لوگ حریر کے پردے بناؤگے اور دیبا کے تکیے، اور تم اس معمولی اُون کے بستروں پر تکلیف محسوس کروگے، جس طرح کہ تم میں سے ایک سعدان گھاس کے ڈھیر پر تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (سعدان نکیلے کانٹے والی ایک گھاس ہوتی ہے) اور خدا کی قسم! تم میں سے کوئی آگے بڑھے اور ناحق اس کی گردن ماردی جائے۔ یہ بات بہتر ہے اس بات سے کہ دنیا کی گہرائی میں تیرے۔[۳] (یعنی دولت مند ہو)

حضرت علی بن رباحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عاصؓ کو سنا کہ وہ کہتے تھے بیشک تم لوگ صبح اور شام ان چیزوں میں رغبت کرتے ہو جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۸ ص ۲۳۳ [۲] وعند الدینوری [۳] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۶ [۴] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۳۴ [۵] واخرجہ الطبرانی ایضاً عن عبدالرحمٰن نحوہ کما فی المنتخب ج ۴ ص ۳۶۲ وقال ولہ حکم الرفع لانہ من الاخبار عما یأتی۔ اھ۔ [۶] واخرج احمد۔

اظہار بے رغبتی فرماتے تھے۔ تم دنیا کی رغبت میں صبح کرتے ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں زہد یعنی بے رغبتی فرماتے تھے، خدا کی قسم! حضور پر کوئی ایک رات زندگی بھر ایسی نہیں گذری کہ جس سخت معیشت پر آپؐ گذر کر رہے تھے اس کی سختی میں اور اضافہ نہ ہوا ہو راوی کہتے ہیں کہ یہ سُن کر بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو اُدھار لیتے ہوئے دیکھا ہے[1] — حاکم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ کی زندگی میں تین دن ایسے نہیں گذرے جس میں آپؐ پہلے سے زیادہ تنگ عیشی میں مبتلا نہ ہوئے ہوں، اور آپؐ کا قرض آپؐ کی ملکیت پر زائد نہ ہوا ہو[2] احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی عادتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک سے کس قدر بعید ہیں۔ سن لو کہ آپؐ تمام لوگوں میں سے دنیا کے بارے میں زیادہ بے رغبت تھے اور تم تمام لوگوں میں سے دنیا کیطرف زیادہ راغب ہو[3]

حضرت میمونؓ[4] سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحب زادوں میں سے ایک نے آپ سے تہبند کا مطالبہ کیا اور عرض کیا کہ میرا تہبند پھٹ گیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سے فرمایا، اپنا ازار اچھی طرح پھٹ جانے دے جب نیا تہبند استعمال کرنا۔ اس نوجوان صاحبزادے کو یہ بات پسند نہ آئی اس سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، تیرا ناس جائے خدا سے ڈرا اور اس قوم میں سے مت ہو جو اس چیز کو جو اللہ پاک نے انہیں دی ہے، اپنے پیٹ میں رکھتے ہیں۔ اور اپنے بدن پر استعمال کرتے ہیں۔

حضرت ثابتؓ[5] سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ کا حضرت ابوالدرداءؓ پر گذر ہوا، یہ اپنے لئے کوٹھری بنا رہے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا تو نے لوگوں کی گردنوں پر پتھر لاد دئے؟ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کچھ نہیں ایک کوٹھری بنا رہا ہوں، حضرت ابوذرؓ نے پھر اسی طرح کہا تو حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا غالباً آپ اس بات سے میرے اوپر ناراض ہو رہے ہیں؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا

---

[1] قال فی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۶ رواہ احمد و رواتہ رواۃ الصحیح [2] و رواہ ابن حبان فی صحیحہ مختصراً۔ انتہی [3] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۱۵ رجال احمد رجال الصحیح ۔ اھ۔ واخرجہ ابن عساکر وابن النجار نحوہ کما فی الکنز ج ۲ ص ۱۲۳ [4] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۳۰۱ [5] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۶۳۔

اگر میں تمہارے پاس سے گذرتا اور تم اپنے گھر والوں کے پاخانہ میں ہوتے تو یہ مجھے زیادہ پسند تھا اس چیز سے کہ جس میں میں تمہیں اب دیکھ رہا ہوں۔[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنا نیا کرتا استعمال کیا میں اسے دیکھتی اور خوش ہوتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، کیا دیکھ رہی ہے؟ اللہ پاک تیری طرف نہیں دیکھ رہے ہیں، میں نے عرض کیا اور یہ کس لئے؟ آپ نے فرمایا، کیا تجھے علم نہیں کہ بندے میں جب دنیا کی زینت سے غرور پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا رب اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ بندہ اس زینت کو ترک نہ کر دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اس کرتے کو اتارا اور صدقہ کر دیا، تب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا قریب ہے کہ یہ تمہارا صدقہ کر دینا اس گناہ کا کفارہ ہو جائے۔[2]

حضرت حبیبؓ بن ضمرہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے ایک بیٹے کا وقت قریب آگیا، اس جوان نے تکیے کی طرف دیکھنا شروع کیا جب اس کی وفات ہو گئی لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا ہم نے آپ کے بیٹے کو تکیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس جوان کو جب تکیہ پر سے ہٹایا تو اس کے نیچے پانچ یا چھ دینار نکلے، تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا، اور بار بار کہہ رہے تھے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، جہاں تک میرا خیال ہے تیری کھال اس کی گنجائش نہیں رکھتی تھی[3]

حضرت عبداللہؓ بن ابوہذیل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے اپنا گھر بنایا تو حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا آؤ، دیکھو میں نے کیا بنایا ہے؟ حضرت عمارؓ گئے اور اس مکان کی طرف دیکھا اور فرمایا، سخت چیز بنائی۔ بعید چیز کی امید کی ـــــ دوسری روایت میں ہے یا لمبی اُمید کر رہے ہو اور عنقریب مرو گے۔[4]

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کو ایک ولیمہ کی طرف بلایا گیا اور میں ان کے ساتھ تھا، انہوں نے پیلا اور سبز کھانا دیکھا تو فرمایا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر صبح کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور اگر شام کو کھا لیتے تو صبح کو نہ کھاتے۔[5]

---

[1] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۳۷ [2] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۳۷ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۴۲ [4] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۳ ص ۲۲۳ [5] قال ابونعیم غریب من حدیث عطا ولا اعلم عنہ راویا الا الوضین بن عطا۔

باب

صحابۂ کرامؓ کی تمام مرغوبات دلی سے برطرفی یعنی باپ، اولاد، بھائی، بیویاں، خاندان، مالوں اور تجارتوں سے، مکانوں اور جائدادوں وغیرہ سے، اور صحابۂ کرامؓ کا تعلق اللہ کی محبت اور اس کے رسولؐ کی محبت اور مسلمانوں میں سے ان لوگوں کے ساتھ محبت جنہیں اللہ اور اسکے رسولؐ کیساتھ تعلق ہوا، اور کس طرح ان لوگوں نے ان حضرات کا اکرام کیا جنہیں نسبتِ محمدیہ کے ساتھ لگاؤ ہو گیا،

اسلام کی رسّی کی مضبوطی کیلئے جاہلیت کی رسّی کا کاٹنا

حضرت[1] ابن شوذبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا والد اپنے بیٹے حضرت ابو عبیدہؓ کی گھات میں یوم بدر میں لگا رہا، ہر دفعہ حضرت ابو عبیدہؓ ہٹ جاتے اور اعراض کرتے، لیکن جب ان کا والد بار بار ان کے سامنے آیا حضرت ابو عبیدہؓ نے بالآخر اسے قتل کر دیا تو اللہ پاک نے اس بارے میں یہ آیۃ اتاری: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۂ مجادلۃ رکوع ۳) ترجمہ: جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسولؐ کے برخلاف ہیں کہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور انکے (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے)، اور انکو ایسے باغوں میں

---

[1] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۰۱، [2] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۲۷ والحاکم ج ۳ صفہ ۲۶۵ عن عبداللہ بن شوذب نحوہ قال البیہقی ہذا منقطع واخرجہ الطبرانی ایضا بسند جید عن ابن شوذب نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۵۳،

داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

حضرت[1] مالک بن عمیرؓ جنھوں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں دشمن کی جماعت سے ملا، اور میں نے ان میں اپنے باپ کو پایا میں نے اپنے باپ سے آپ کے بارے میں کچھ نامناسب بات سُنی، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، میں نے اُسے نیزہ مارا یہاں تک کہ اُسے قتل کر دیا، آپ نے ان سے کچھ نہ کہا اتنے میں ایک دوسرے صحابیؓ نے آ کر کہا میری اپنے باپ سے مڈبھیڑ ہوئی میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں نے پسند کیا کہ میرے علاوہ اس کا کام کوئی اور ہی تمام کر دے، حضورؐ یہ سُن کر خاموش رہے۔[2]

حضرت[3] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی کے پاس سے گذرے اور یہ ایک قلعہ کے سائے کے نیچے تھا، اس نے کہا ابی کبشہ کے بیٹے نے ہم پر غبار اُڑا دیا، تو اس کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اس کا (اپنے باپ کا) سر آپ کے پاس لے آؤں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں، تو اپنے باپ کے ساتھ بھلائی کر اور اس کی صحبت کو اچھا رکھ۔[4] طبرانی میں اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت چاہی کہ یہ اپنے باپ کو قتل کر دیں، حضورؐ نے فرمایا تم اپنے باپ کو قتل نہ کرو۔

حضرت[5] عاصم بن عمرؓ بن قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبی بن سلول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کے قتل کا ارادہ فرما رہے ہیں؟ مجھے آپ کی جانب سے یہی خبر معلوم ہوئی اگر آپ کا ارادہ اس کام کا ہو تو آپ مجھے اس کام کا حکم دیجئے میں آپ کے پاس اس کا سر اٹھا کر لاؤں گا، پس خدا کی قسم آپ کو قبیلہ خزرج کا علم ہے اس قبیلہ میں کوئی آدمی اپنے والد کے لئے زیادہ بھلا بہ نسبت میرے نہیں ہے، اور مجھے یہ خطرہ ہے

---

[1] واخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۷ [2] قال البیہقی: ہذا مرسل جید [3] واخرج البزار، [4] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۱۸ رواہ البزار ورجالہ ثقات [5] وعند ابن اسحاق،

کہ اگر آپ میرے علاوہ کسی اور کو اس کام کا حکم دیں اور وہ میرے باپ کو قتل کر دے تو ایسا نہ ہو کہ میرا نفس اس کام سے مجھے نہ چھوڑے کہ میں عبداللہ بن اُبی (اپنے باپ) کے قاتل کی طرف جب کہ اس کو لوگوں میں چلتا پھرتا ہوا دیکھوں تو میں اسے قتل کر دوں تو اس صورت میں میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلہ میں مارنے والا ہوں گا اور جہنم میں جاؤں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس کے ساتھ نرمی برتیں گے اور اس کی صحبت کو اچھا رکھیں گے جب تک کہ وہ ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے، [۱]

حضرت[۲] اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ بنی مصطلق سے واپس ہوئے تو عبداللہ بن اُبی منافق کے صاحبزادے کھڑے ہوئے اور اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور کہنے لگے میں نے اللہ کے لئے اپنے اوپر عہد کر لیا ہے کہ میں اس تلوار کو میان میں نہ رکھوں گا، جب تک کہ تو یہ نہ کہہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب میں زیادہ عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں، عبداللہ بن اُبی نے کہا تیری خرابی ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑے باعزت اور میں بہت ذلیل ہوں، حضورؐ کو اس بات کی اطلاع ملی آپؐ نے بڑا تعجب فرمایا اور ان کی اس بات پر انہیں دُعائیں دیں، یا ان کی اس بات کا بڑا شکریہ ادا کیا، [۳]

حضرت[۴] عروہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبی بن سلول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد کے قتل کرنیکی اجازت چاہی، آپؐ نے ان دونوں حضرات کو اس کام سے منع کر دیا، [۵]

حضرت[۶] ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے کہا میں نے یوم احد میں آپ کو دیکھا تو میں نے آپ سے اعراض کیا حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا لیکن اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو تجھ سے اعراض نہ کرتا۔[۷] (یعنی تجھے قتل کر دیتا) واقدی کی روایت[۸] میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جنگِ بدر میں اپنے مقابلہ کے لئے آواز لگائی ان کے مقابلہ کے لئے ان کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ تیار ہوئے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم اپنی ذات سے ہمیں نفع پہونچاؤ، [۹] (یعنی مقابلہ کیلئے نہ جاؤ اور میری حفاظت میں لگے رہو)

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۸، [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۱۸ وفیہ محمد بن الحسن بن زبالۃ وہو ضعیف [۴] واخرج ابن شاہین باسناد حسن [۵] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۳۳۶ [۶] واخرج ابن ابی شیبۃ [۷] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۷۴ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۷۵ عن ایوب نحوہ [۸] واسند حاکم [۹] وہکذا ذکرہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۸۶ عن الواقدی،

ایک[1] روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کا حضرت سعید بن عاصؓ کے پاس گذر ہوا تو ان سے فرمایا کہ اے سعید! میں تمھیں دیکھتا ہوں گویا کہ تمھارے جی میں کچھ ہے، میرا خیال ہے تم گمان کرتے ہو گے کہ میں نے تمھارے باپ کو قتل کیا ہے؟ اگر میں اس کو قتل کرتا تو تمھاری طرف اس کے قتل سے عذر خواہی نہ کرتا لیکن میں نے تو اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا ہے مگر میں تمھارے باپ کے پاس سے گذرا اور وہ مٹی کرید رہا تھا جس طرح کہ بیل اپنے سینگ سے مٹی کریدتا ہے میں اس سے ہٹ گیا اور اس کے قتل کا ارادہ اس کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ نے کیا اور اسے قتل کر دیا[2] دوسری[3] روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت سعید بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ سے جواب میں کہا کہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے تو تم حق پر ہوتے اور وہ تو باطل پر تھے ہی، حضرت عمرؓ کو حضرت سعیدؓ کا یہ قول بہت پسند آیا۔

حضرت[4] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ نے بدر میں جو کفار مارے گئے تھے ان کے متعلق حکم دیا کہ یہ کھینچ کر اس کنویں میں ڈال دیے جائیں جس کے کنارے منڈیر نہیں تھی چنانچہ یہ سب اس میں ڈالے گئے۔ اس کے بعد آپؐ وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے کنویں والو! کیا جو کچھ تمھارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا صحیح پایا؟ بے شک جس چیز کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا میں نے اس کو حق پایا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مُردوں سے کلام کر رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ ان سے ان کے رب نے وعدہ کیا حق ہے، حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ نے جب دیکھا کہ ان کا باپ عتبہ بھی کنویں میں گھسیٹ کر ڈالا گیا ہے، حضورؐ نے حضرت ابو حذیفہؓ کے چہرہ پر کچھ کراہیت کے آثار محسوس کیے آپؐ نے فرمایا اے ابو حذیفہ! کیا تو نے جو دیکھا ہے اس سے تجھے کراہیت ہے؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ سردار تھا مجھے اُمید تھی کہ اس کا رب اسے اسلام کی ہدایت دے گا پس جب وہ ایسے موقع میں واقع ہوا جہاں کہ واقع ہوا اس (اُمید پر پانی پھر جانے) نے مجھے مبتلائے رنج کیا ہے یہ سن کر حضورؐ نے حضرت ابو حذیفہؓ کو دعائے خیر دی،[5]

ابی[6] زناد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو حذیفہؓ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے اور اپنے باپ عتبہ کو مقابلہ کیلئے پکارا۔ اور وہ بھی ذکر کیا جو انکی بہن ہند بنت عتبہ نے اس بارے میں شعر کہے تھے[7]

---

[1] وذکرہ ابن ہشام عن ابی عبیدۃ وغیرہ من اہل العلم بالمغازی [2] کذافی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹۰ [3] وزاد فی الاستیعاب والاصابۃ [4] واخرج ابن جریر [5] کذافی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۶۹ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۴ عن عائشۃ نحوہ وقال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی وذکرہ ابن اسحاق نحوہ بلا اسناد کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹۴ [6] وذکر الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۳ [7] وہکذا اسندہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۸۶،

بنی عبد الدار[1] کے بھائی حضرت نبیہ بن وہبؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپؐ کی خدمت میں قیدی لائے گئے ان کو اپنے اصحابؓ پر بانٹ دیا اور فرمایا ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ ابو عزیزؓ بن عمیر بن ہاشم، حضرت مصعب بن عمیرؓ کے حقیقی بھائی بھی قیدیوں میں تھے ابو عزیزؓ کہتے ہیں کہ مجھ پر میرے بھائی حضرت مصعبؓ بن عمیر گذرے اور ایک انصاری آدمی مجھے قید کیے ہوئے تھا تو انصاری سے میرے بھائی نے کہا کہ اسکے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنے سے باندھ لے اسکی ماں بڑی پونجی والی ہے شاید کہ وہ تجھے فدیہ دیکر اسے چھڑالے، ابو عزیزؓ کہتے ہیں کہ میں انصار کی ایک چھوٹی سی جماعت میں تھا جب کہ یہ لوگ مجھے بدر سے لائے تھے۔ جب یہ لوگ اپنے صبح اور شام کے کھانے کو لاتے تو خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود یہ لوگ کھجور پر اکتفا کرتے، چونکہ حضورؐ نے حضرات صحابہؓ کو ہم قیدیوں کے بارے میں وصیت فرمائی تھی، ان آدمیوں میں سے جس کسی کے پلے کوئی روٹی کا ٹکڑا پڑتا وہ مجھے دے دیتا، مجھے شرم محسوس ہوتی اور میں وہ ٹکڑا اس غریب کو واپس کرتا وہ پھر مجھے دے دیتا اور اس سے ہاتھ نہ لگاتا اور جب ان کے بھائی حضرت مصعبؓ نے حضرت ابو یُسر انصاری سے جنھوں نے ابو عزیزؓ کو قید کیا تھا وہ بات کہی جو انھوں نے کہی تھی تو ابو عزیزؓ نے حضرت مصعبؓ سے کہا اے میرے بھائی! تیرا یہ سلوک میرے ساتھ ہے؟ تو حضرت مصعبؓ نے ابو عزیز کو جواب دیا میرا بھائی تیرے علاوہ ہے، (راوی کہتے ہیں) ان کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ جو قریشی کا فدیہ دیا گیا ہے وہ کیا ہے؟ اس سے کہا گیا چار ہزار درہم، چنانچہ ان کی ماں نے ان کے فدیہ میں وہ ادا کئے[2]

حضرت[3] ایوب بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ابو عزیزؓ بن عمیر، جو حضرت مصعب بن عمیرؓ کے حقیقی بھائی ہیں گرفتار ہوئے اور یہ محرزؓ بن نضلہ کی سپردگی میں دیئے گئے تو حضرت مصعبؓ نے محرزؓ سے کہا اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنے سے باندھ لے اس کی ماں مکہ میں بہت مال والی ہے یہ سنکر حضرت مصعبؓ سے ان کے بھائی ابو عزیزؓ نے کہا اے میرے بھائی یہ تیری میرے ساتھ خیر خواہی ہے؟ حضرت مصعبؓ نے فرمایا محرزؓ میرا بھائی ہے تیرے علاوہ، ابو عزیزؓ کی ماں نے ان کے فدیہ میں چار ہزار درہم دیئے[4]

---

[1] واخرج ابن اسحاق، [2] کذا فی البدایۃ ج ۳ صـ ۳۰۷ [3] وعند الواقدی [4] کذا فی نصب الرایۃ للزیلعی ج ۳ صـ ۴۰۳،

زہریؒ کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان بن حرب مدینہ آئے تو حضور کے پاس آئے،
آپؐ غزوۂ مکہ کا ارادہ فرما رہے تھے ابوسفیانؓ نے آپؐ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ صلح
حدیبیہ کی میعاد میں اضافہ فرمادیں حضورؐ نے قبول نہ فرمایا یہ وہاں سے اٹھے اور اپنی بیٹی
ام حبیبہؓ کے پاس گئے، جب وہاں پہونچے اور حضورؐ کے بستر مبارک پر بیٹھنا چاہا حضرت
ام حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا، ابوسفیان نے کہا اے میری بیٹی! کیا تو اس بستر کو مجھ
پر ترجیح دیتی ہے یا مجھے اس بستر پر؟ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا بلکہ بستر کو (ترجیح دیتی ہوں)
اس لئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم ایک پلید اور مشرک آدمی ہو، ابوسفیان
نے کہا اے میری بیٹی! بے شک تجھے میرے بعد شرارت لگ گئی، ایک[1] روایت میں حضرت
ام حبیبہؓ کے قول میں یہ بھی اضافہ ہے کہ میں اچھا نہیں سمجھتی کہ تم حضورؐ کے بستر پر بیٹھو،
ابوعوص[2] کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعودؓ کے پاس گئے اور ان کے پاس تین بیٹے
اشرفی کی طرح پر تھے ہم نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا حضرت ابن مسعودؓ ہماری اس بات
کو سمجھ گئے انھوں نے فرمایا گویا کہ تم لوگ مجھ پر ان بچوں کی وجہ سے غبطہ کر رہے ہو یعنی
اسی جیسی اولاد کے متمنی ہو، ہم نے کہا کہ اسی جیسی چیز پر تو غبطہ کیا جاتا ہے یہ سن کر آپ نے
اپنا سر گھر کی چھت کی طرف اٹھایا جو بہت چھوٹی تھی اس میں خطاف چڑیا کا آشیانہ تھا اور
فرمایا اگر میں ان کو دفنا کر ان کی قبر کی مٹی سے ہاتھ جھاڑوں یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند
ہے کہ اس چڑیا کا انڈا گرے اور پھوٹ جائے، حضرت ابوعثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں
کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھا کرتا تھا، ایک روز وہ اپنے چبوترہ پر تھے
اور ان کی فلاں اور فلاں دو بیویاں تھیں جو بڑے منصب اور جمال والی تھیں اور ابن
مسعودؓ کے ان دونوں سے بڑے خوب صورت بچے تھے اتنے میں وہ چڑیا بولی جو آپ
کے سر پر تھی اس کے بعد اس نے بیٹ کی آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے کھرچا اور فرمایا کہ
اگر عبداللہؓ کے سارے بچے مر جائیں اور میں ان کا جنازہ لے کر چلوں تو مجھے یہ بات اس چڑیا
کے مرنے سے زیادہ پسند ہے،

حضرت عمرؓ کا یہ قول اہل الرائے سے مشورہ لینے کے عنوان میں پہلے گذر چکا ہے
کہ خدا کی قسم میری وہ رائے نہیں جو حضرت ابوبکرؓ کی رائے ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۷۰ وذکر ابن اسحاق نحوہ بلا اسناد کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۸۰
[2] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۳۲

آپ مجھے فلاں پر قابو دیجئے جو حضرت عمرؓ کا قریبی رشتہ دار تھا تاکہ میں اس کی گردن مار دوں اور حضرت علیؓ کے حوالہ عقیل کو کیجئے کہ حضرت علیؓ ان کی گردن مار دیں اور حضرت حمزہؓ کے حوالہ فلاں کو کیجئے جو ان کا بھائی لگتا ہے تاکہ حضرت حمزہؓ اس کی گردن مار دیں۔ تاکہ اللہ پاک جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی اُلفت نہیں ہے، و نیز انصار کے قصے جاہلیت کی رسّی کے کاٹنے کے بارے میں پہلے گذر چکے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابۂ کرامؓ کی محبت

حضرت عبداللہ بن ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم آپؐ کے لئے ایک جھونپڑا کیوں نہ بنا دیں؟ آپ اس میں تشریف فرما ہوں اور آپؐ کے لئے آپ کی سواریوں کو تیار رکھیں پھر ہم دشمنوں سے لڑیں اگر اللہ پاک ہم کو عزت دے اور دشمنوں پر ہمیں کامیابی عطا فرمائے، تو یہ وہ بات ہوگی کہ جس کو ہم پسند کرتے ہیں، اور اگر کوئی دوسری بات ہوئی تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر ہمارے پیچھے ہماری قوم سے مل جائیے، آپ کے پیچھے وہ لوگ ہیں کہ ہمیں آپ سے اتنی محبت نہیں جتنی انھیں ہے، اور اگر انھیں یہ گمان ہوتا کہ آپ لڑائی میں جا رہے ہیں تو آپ سے پیچھے نہ رہتے اللہ پاک ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرمائے گا، وہ آپ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کے ساتھ رہ کر جہاد کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کی اچھی تعریف فرمائی اور ان کو دعائے خیر دی، پھر انھوں نے حضورؐ کے لئے جھونپڑا تیار کیا جس میں آپؐ تشریف فرما رہے، ۵

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے نفس سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ مجھے میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں اور میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں، مجھے قرار ہی نہیں آتا جب تک کہ میں آپ کو نہ دیکھ لوں اور جب میں اپنی موت کو اور آپ کی وفات کو یاد کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ تمام انبیاء کرام سے اونچے درجہ پر ہوں گے، اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ میں آپ

لے اسند ابن اسحاق، ۵ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۸، ۵ و اخرج الطبرانی،

کو نہ دیکھ سکوں گا، آپؐ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا، یہاں تک کہ حضرت جبریلؑ یہ آیتہ لے کر اُترے :- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؀ (سورۂ نساء رکوع ۹)

ترجمہ :- "اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں"

حضرت ابن عباسؓ[2] فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں یہاں تک کہ جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں اگر آپ کی خدمت میں آکر آپ کو نہ دیکھوں تو میرا گمان یہ ہے کہ میری جان نکل جائے آپ مجھ سے بیان فرمایئے اگر میں جنت میں داخل ہوا تو میرا مرتبہ آپ کے مرتبہ سے نیچا ہوگا، یہ بات تو میرے اوپر شاق گذرے گی، میں تو چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ایک ہی درجہ میں رہوں آپؐ نے انھیں کوئی جواب نہیں دیا، اللہ پاک نے یہ آیتہ اُتاری :- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؀ (سورۂ نساء رکوع ۹) - (ترجمہ اوپر گذر چکا) تو حضورؐ نے ان صحابیؓ کو بلایا اور یہ آیتہ انھیں پڑھ کر سنائی۔[3]

حضرت انسؓ[4] فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انھوں نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ تو جن کو دوست رکھتا ہے ان کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم کسی چیز سے ایسا خوش نہیں ہوئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تو اس کے

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجالہ رجال الصحیح غیر عبداللہ بن عمران العابدی وہو ثقۃ۔ انتہی واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۰ عن عائشۃ بہذا السیاق والاسناد نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من حدیث منصور وابراہیم تفرد بہ فضیل وعنہ العابدی، [2] وعند الطبرانی [3] ج ۷ صفحہ رواہ الطبرانی وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط۔ اھ،

[4] واخرج الشیخان،

ساتھ ہو گا جس کو تُو دوست رکھتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نبی علیہ السلام کو اور حضرت ابو بکرؓ کو اور حضرت عمرؓ کو دوست رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس محبت کی وجہ سے کہ جو مجھے ان کے ساتھ ہے ان کے ساتھ ہوں گا،

دیہات[2] سے ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کب قیامت قائم ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا تیری خرابی، سو تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا بلاشبہ تو ان کے ساتھ ہو گا جنھیں دوست رکھتا ہے۔ راوی نے کہا کہ ہم سب اسی طرح ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، اس ارشاد کیوجہ سے ہم سب اُس دن بہت خوش ہوئے، ترمذی میں ہے راوی نے کہا کہ میں کے اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ایک چیز سے اس قدر خوش ہوئے کہ کسی چیز سے اس سے زیادہ خوش نہیں ہوئے تھے، ایک آدمی نے پوچھا تھا یا رسول اللہ! ایک شخص کسی آدمی کو اس کے بھلے عمل کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے لسے دوست رکھتا ہے اور خود اس جیسا نہیں کرتا حضورؐ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس کو دوست رکھتا ہے،

حضرت[3] ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص ایک قوم کو دوست رکھتا ہے اور اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا ہے کہ اس قوم جیسا عمل کر سکے آپؐ نے فرمایا اے ابوذر! تُو ان کے ساتھ ہو گا جن کو تُو دوست رکھتا ہے حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا بلاشبہ تو انکے ساتھ ہو گا جن کو تُو دوست رکھتا ہے راوی کہتے ہیں اسی طرح حضرت ابوذرؓ نے کئی مرتبہ کہا اور حضورؐ نے بھی اسی طرح کئی مرتبہ یہی جواب دیا، [4]

حضرت[5] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی حاجت پیش آگئی اس کی اطلاع حضرت علیؓ کو ملی، تو وہ گھر سے کسی کام کی تلاش میں نکلے جس کے ذریعہ یہ کچھ حاصل کریں اور اس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کریں چنانچہ حضرت علیؓ ایک یہودی کے باغ میں پہونچے، اور ایک ڈول ایک کھجور کے بدلہ، سترہ ڈول اس کے لئے پانی کے کھینچے، یہودی نے اپنے کھجوروں پر حضرت علیؓ کو چُن لینے کا

---

[1] وفی روایۃ للبخاری، [2] وعندہ ابی داؤد [3] کذا فی الترغیب ج ۴ ص ۲۹ [4] ۳۱ ۴، ۳۳ ۴ [5] واخرج ابن عساکر،

اختیار دیا انھوں نے سترہ عجوہ کھجوریں لیں اور انھیں لے کر خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسن! یہ تم کہاں سے لائے؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے آپ کی محتاجگی کی اطلاع ملی، میں گھر سے نکلا کہ آپ کے لئے اُجرت پر کام کروں تاکہ آپ کی خدمت میں کھانا لے چلوں آپؐ نے دریافت کیا کیا اس کام پر تمھیں اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے آمادہ کیا؟ عرض کیا جی ہاں! اے اللہ کے نبی! آپؐ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھے مگر محتاجگی اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتی ہے جیسے بہتی ہوئی رَو، اپنے بہاؤ پر تیزی سے بہتی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھے وہ بلاؤں کے لئے جھول تیار کرلے اور اتنی سی کھجوریں بہت کافی ہیں، لہ

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور متغیر ہے میں نے عرض کیا میرا باپ آپ پر سے قربان جائے میں آپ کو آج متغیر دیکھ رہا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ میرے پیٹ میں تین دن سے وہ چیز نہیں داخل ہوئی جو کسی جگر والے کے پیٹ میں داخل ہوتی، حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ میں چلا اور میں نے یہودی کو دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا ہے میں نے اس کے لئے ایک کھجور کے بدلہ ایک ڈول کھینچا اور ان کھجوروں کو جمع کیا اور انھیں لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے دریافت کیا کہ اے کعب! یہ کھجوریں تمھارے پاس کہاں سے آئیں؟ میں نے آپؐ سے بیان کر دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے کعب! کیا تم مجھے محبوب رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا میرا باپ آپ پر قربان جائے ہاں! آپؐ نے فرمایا اس شخص کی طرف جو مجھ سے محبت کرے محتاجگی اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ لپکتی ہے کہ پانی کی رَو اپنے نیچان کی طرف، عنقریب تجھے مصائب کا سامنا کرنا ہوگا اس کے لئے جھول تیار کرلے راوی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ کو نہ پایا آپؐ نے لوگوں سے دریافت کیا کعبؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا وہ بیمار ہیں آپؐ پاپیادہ ہی چل دیئے اور ان کے پاس پہونچے اور آپؐ نے فرمایا اے کعب! خوش خبری حاصل کر! حضرت کعبؓ کی ماں نے کہا اے کعب! تجھے جنت مبارک ہو، آپؐ نے دریافت کیا یہ اللہ پر بڑھ کر بات کرنے والی کون ہے؟ حضرت

لہ کذا فی کنز الاعمال ج ۳ صہ ۳۲۱ وقال فیہ حفش ۲ وا خرج الطبرانی،

کعبؓ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ میری ماں ہیں، آپؐ نے فرمایا اے امِ کعب! تجھے کیا پتہ؟ شاید کہ کعبؓ نے کبھی ایسی بات کہی ہو جو اس کے لئے نافع نہ ہو اور ایسی چیز سے منع کیا ہو جو اس کے مقصد سے زائد ہو[1] اور ایک[2] روایت میں ہے کہ شاید کعبؓ نے کبھی لایعنی، بے کار بات کہہ دی ہو یا لایعنی بے کار بات سے نہ رکا ہو۔

حضرت[3] حصین بن وحوح انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براءؓ جب آنحضورؐ سے ملے تو آپؐ سے چمٹنا شروع کر دیا اور آپؐ کے دونوں پیر مبارک چومے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ آپ کو محبوب ہو مجھے حکم دیجئے، میں کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا، حضورؐ نے ان کی اس بات سے تعجب کیا اس لئے کہ یہ بچہ تھے آپؐ نے ان کے اس کہنے پر فرمایا جا اپنے باپ کو قتل کر دے چنانچہ حضرت طلحہ بن براءؓ اس کام کے لئے پیٹھ پھرا کر چل دیئے حضورؐ نے ان کو آواز دی اور ان سے کہا یہاں آؤ میں قطع رحم کے لئے نبی نہیں بنایا گیا ہوں، اس کے بعد حضرت طلحہؓ مریض ہوئے حضورؐ ان کی عیادت کے لئے ایسے وقت میں تشریف لائے کہ سردی کا موسم تھا اور ٹھنڈ اور ابر تھا آپؐ نے واپسی پر ان کے گھر والوں سے فرمایا میں طلحہؓ میں اس کے سوا کچھ نہیں دیکھتا کہ ان میں آثارِ موت نمایاں ہیں تم ان کے انتقال کی مجھے خبر دینا تاکہ میں حاضر ہوں اور ان کی نماز پڑھوں اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، یہاں سے نکل کر ابھی آپؐ بنی سالم بن عوف کی آبادی تک نہیں پہونچے تھے کہ حضرت طلحہؓ کی وفات ہوگئی اور رات کا وقت آگیا، ان وصیتوں میں جو حضرت طلحہؓ نے کی تھیں اُن میں یہ بھی تھا کہ میرے دفن میں جلدی کرنا اور مجھے میرے رب عزوجل سے ملا دینا اور حضورؐ کو نہ بلانا، مجھے حضورؐ پر یہود کی جانب سے خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ میری وجہ سے آپؐ کو تکلیف پہونچائیں، چنانچہ جب صبح ہوئی تو حضورؐ کو خبر دی آپؐ تشریف لائے اور ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے، لوگوں نے آپؐ کیساتھ صف بنائی اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے میرے اللہ! تو طلحہؓ سے اس طرح مل کہ تو اس کی طرف ہنسے اور وہ تیری طرف ہنسے۔[3]

---

[1] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۴ رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ جید۔ اھ وکذا قال فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۳، عن شیخہ الحافظ ابی الحسن [2] واخرجہ ابن عساکر مثلہ کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲ [3] واخرج الطبرانی، [4] کذا فی الکنز ج، صفحہ ۵ واخرجہ البغوی وابن ابی خیثمہ وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن السکن کما فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۲۲۷ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۶۵ روی ابوداؤد بعض ہذا الحدیث وسکت علیہ فہو حسن انشاء اللہ۔ انتہی،

حضرت طلحہ بن مسکین سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براءؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں آپ سے بیعت ہوں (آپ نے فرمایا (تم کیا جب بھی بیعت ہو گے) اگرچہ میں تم کو حکم دوں کہ تم اپنے والدین سے قطع تعلق کر لو؟ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں پھر دوبارہ میں آپؐ کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت ہوں آپؐ نے دریافت کیا کس چیز پر بیعت ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اسلام پر آپؐ نے فرمایا اگرچہ میں تمھیں تمھارے والدین سے قطع تعلق کا حکم دوں؟ میں نے کہا نہیں، پھر میں سہ بارہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، راوی کہتے ہیں ان کے ماں تھی اور وہ تمام لوگوں میں سے ان کے ساتھ زیادہ سلوک کرتے تھے، اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے طلحہ! ہمارے دین میں قطع رحم نہیں ہے، لیکن میں اچھا سمجھتا ہوں کہ تمھیں دین اختیار کرنے میں کوئی شک نہ رہ جائے، چنانچہ حضرت طلحہؓ اسلام لے آئے اور یہ اپنے اسلام میں نہایت اچھے رہے اس کے بعد یہ مریض ہوئے حضورؐ نے ان کی عیادت فرمائی توان کو اس حال میں پایا کہ ان پر بے ہوشی تھی یہ دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا جہاں تک میرا خیال ہے طلحہ اپنی اسی رات میں اٹھائے جائیں گے اگر یہ ہوش میں آجائیں تو مجھے کسی آدمی کے ذریعہ اطلاع کر دینا، حضرت طلحہؓ کو آدھی رات میں ہوش آیا تو دریافت کیا میری عیادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی؟ لوگوں نے کہا ہاں آپؐ تشریف لائے تھے اور جو کچھ آپؐ نے فرمایا تھا اس کی ان کو اطلاع دی، انھوں نے کہا کہ آپؐ کے پاس اس وقت میں آدمی نہ بھیجو ایسا نہ ہو کہ کوئی موذی جانور آپؐ کو ڈسے یا آپؐ کو کوئی اور تکلیف پہونچے، لیکن جب میں گم ہو جاؤں یعنی میری وفات ہو جائے تو میرا آپؐ سے سلام کہہ دینا اور آپؐ سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت طلب فرمائیں، جب حضورؐ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے آپؐ نے ان کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے حضورؐ سے ان کی وفات کی اور جو بات انھوں نے کہی تھی اطلاع دی، راوی کہتے ہیں آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا اے میرے اللہ! تو اس سے اس طرح مل کہ یہ تجھے دیکھ کر ہنسے اور تو اسے دیکھ کر ہنسے [۲]

---

[۱] واخرج الطبرانی ایضا، [۲] قال الهيثمی ج ۹ صفہ ۳۶۵ رواہ الطبرانی مرسلا وعبد ربہ بن صالح لم اعرفہ و بقیۃ رجالہ وثقوا۔ انتہی واخرجہ ابن السکن نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۲۷

زہری[1] سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی حضورؐ سے شکایت کی گئی کہ وہ مزاح اور واہیات باتیں کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اُسے چھوڑو اس کا اندرون اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے،[2]

حضرت ادرعؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات آیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کروں پس اچانک ایک آدمی ہے کہ اس کی قرأت بہت بلند تھی جب آپؐ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ریاکار ہے آپؐ نے فرمایا "یہ عبداللہ بن ذی البجادینؓ ہے" جب ان کا مدینہ میں انتقال ہوا، اور لوگ انھیں نہلا اور کفنا کر فارغ ہوئے اور ان کی نعش کو اٹھا کر لے چلے تو حضورؐ نے فرمایا ان کے ساتھ نرمی کرو، اللہ نے ان پر نرمی کی ہے یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے تھے، آپؐ انکی قبر پر تشریف لائے اور فرمایا ان کے لئے قبر کو وسیع کرو اللہ پاک نے ان پر وسعت کی ہے، آپؐ کے بعض اصحابؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو ان کی وفات پر بڑا رنج ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے تھے،[3]

حضرت عبدالرحمٰن بن سعدؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا انکا پیر سو گیا میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! تمھارے پیر میں کیا ہوا، انھوں نے کہا اس کے پٹھے اس جگہ سمٹ گئے۔ میں نے کہا جو لوگوں میں سے تمھیں زیادہ محبوب ہے اسے پکارو انھوں نے کہا یا محمدؐ چنانچہ یہ کہتے ہی انھوں نے پیر پھیلا لئے،

اور حضرت زید بن دثنہؓ کا یہ قول پہلے آچکا ہے جس وقت ان سے ابوسفیان نے انھیں قتل کرتے وقت کہا تھا کہ اے زید! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس اس وقت تیری جگہ ہوتے اور ہم ان کی گردن کاٹ رہے ہوتے اور تو اپنے گھر میں ہوتا؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی اپنے اس مکان میں ہوں جس میں آپؐ ہیں اور آپؐ کو ایک کانٹا چبھ کر تکلیف دے اور میں اپنے اہل میں بیٹھا ہوا ہوں، ابوسفیانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اس طرح محبوب رکھتا

---

[1] واخرج ابن عساکر [2] کذافی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۲۳ [3] واخرج ابن ماجہ والبغوی وابن مندہ وابونعیم، [4] کذافی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۲۴ وقال فی سندہ موسیٰ بن عبیدۃ الربذی ضعیف [5] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۵۴،

ہو جیسا کہ اصحابِ محمد، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور حضرت خبیبؓ کا قول حیاۃ الصحابہؓ
اردو حصہ سوم صفحہ ۵۶۵ پر پہلے گذر چکا ہے جس وقت کفار نے انھیں پکارا اور انھیں قسم دی۔ کیا
تمھیں پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری جگہ ہوتے؟ کہا نہیں، اللہ اعظیم کی قسم! میں
نہیں پسند کرتا کہ ایک کانٹا آپؐ کے قدم مبارک میں میرے فدیہ کے عوض چبھے،

صحابۂ کرامؓ کا حضورؐ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دینا

حضرت[1] انسؓ سے حضرت ابو قحافہؓ کے اسلام لانے کے قصے میں روایت ہے
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو قحافہؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ حضورؐ سے بیعت
ہوں، تو حضرت ابو بکرؓ رو دیئے، حضورؐ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ حضرت ابو بکرؓ
نے کہا کہ اگر آپؐ کے چچا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کی جگہ ہوتا اور وہ اسلام لاتے اور اللہ پاک
آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا مجھے زیادہ محبوب تھا بہ نسبت اس کے کہ جو ہو رہا ہے۔[1]

حضرت[2] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے والد حضرت ابو قحافہؓ کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتح مکہ کے دن ٹکاتے ہوئے لائے، یہ بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے
حضرت ابو بکرؓ سے حضورؐ نے فرمایا تم نے ان بوڑھے آدمی کو ان کے گھر ہی چھوڑا ہوتا
میں خود ہی وہاں چلا جاتا حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ انھیں
اس کا اجر دے اس لئے کہ میں ابو طالب کے اسلام سے زیادہ خوش ہوتا بہ نسبت
اس کے کہ میں اپنے باپ کے اسلام لانے سے خوش ہوں، ابو طالب کے اسلام سے
خوشی یوں ہوتی کہ یا رسول اللہ! آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں حضورؐ نے فرمایا تم سچ
کہتے ہو۔[2]

حضرت[3] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگِ بدر میں قیدی گرفتار ہوئے حضرت
عباسؓ بھی ان قیدیوں کیساتھ گرفتار ہوئے، حضرت عباسؓ کو ایک انصاری آدمی نے
قید کیا تھا، انصار نے انھیں قتل سے ڈرایا تھا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[1] اخرج عمر بن شبۃ وابو یعلی وابو بشر سمویہ فی فوائدہ [2] وسندہ صحیح واخرجہ الحاکم من ہٰذا الوجہ وقال صحیح
علی شرط الشیخین کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۶ [3] وعند الطبرانی والبزار کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۴۲ وفیہ
موسیٰ بن عبیدۃ وہو ضعیف [4] واخرج ابن مردویہ والحاکم،

اس کی اطلاع پہونچی آپ نے فرمایا مجھے آج رات اپنے چچا عباسؓ کی وجہ سے نیند نہیں آئی،
اور انصار کا ارادہ ہے کہ ان کو قتل کر دیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا میں انصار کے پاس جاؤں؟
آپؐ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ انصار کے پاس آئے اور ان سے کہا عباسؓ کو
چھوڑ دو انصار نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم نہ چھوڑیں گے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اور اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں رضامندی ہو؟ انصار نے کہا اگر آپؐ کی رضامندی ہے تو
لو انھیں، چنانچہ حضرت عمرؓ نے انکو پکڑا جب یہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئے حضرت عمرؓ نے
ان سے کہا اے عباس! اسلام لے آؤ پس خدا کی قسم! اگر تم اسلام لے آئے تو یہ بات
مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوگی کہ (میرا باپ) خطاب اسلام لائے، اور یہ محض اس وجہ سے
ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھیں تمھارا اسلام لانا زیادہ پسند ہے۔۱ے

حضرت علیؓ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عباسؓ سے کہا اسلام لے آؤ پس
خدا کی قسم! اگر تم اسلام لے آئے تو یہ تمھارا اسلام لانا مجھے خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ
محبوب ہوگا اور یہ اس لئے کہ میں نے حضورؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ کو یہ بات پسند ہے کہ تم
اسلام میں سبقت کرو۔۲ے

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے ایک کام میں بہت
اصرار کیا چنانچہ حضرت عمرؓ سے کہا اے امیر المومنین! آپ بتائیے کہ اگر آپ کے پاس حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے چچا مسلمان ہو کر آجائیں تو آپ ان کے ساتھ کیا کریں؟ حضرت
عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں ان کے ساتھ سلوک کروں حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ میں
تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو الفضل! تمھاری
کیا رائے ہے؟ خدا کی قسم! تمھارے باپ مجھے میرے باپ سے زیادہ محبوب تھے اسکے
بعد حضرت عمرؓ نے دو مرتبہ اللہ! اللہ کہا فرمایا بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تمھارے والد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے والد سے زیادہ محبوب تھے لہٰذا میں حضورؐ کی محبت کو اپنی محبت
پر ترجیح دیتا ہوں۔۳ے ابو جعفرؒ یعنی محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کے
پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بحرین بطور جاگیر دیا ہے
حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے کون جانتا ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ چنانچہ

۱ے کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹۸ ۲ے وعند ابن عساکر ۳ے کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۶۹ ۴ے وعند ابن سعد ج ۴
صفحہ ۲۰ ۵ے وعند ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۲ ایضاً

یہ حضرت مغیرہؓ کو لائے اور حضرت مغیرہؓ نے ان کی موافقت میں گواہی دی، راوی کہتے ہیں پھر بھی حضرت عمرؓ نے ان کے لئے بحرین کا فیصلہ نہیں کیا، گویا کہ حضرت مغیرہؓ کی گواہی نہیں قبول کی، حضرت عباسؓ نے اس پر حضرت عمرؓ کو سخت وسست کہا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عبداللہ! اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ! سفیان کی روایت میں دوسروں سے اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوالفضل! خدا کی قسم! میں تمہارے اسلام لانے سے بہت زیادہ خوش ہوا اتنا اپنے باپ کے اسلام لانے سے خوش نہ ہوتا اگر وہ مسلمان ہو جاتے اور یہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی وجہ سے ہے،

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد ہم لوگوں میں جب کوئی میت ہونے والی ہوتی ہم لوگ آپ کے پاس آتے آپکو اطلاع دیتے، آپؐ تشریف لاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت فرماتے، جب اس میت کی وفات ہو چکتی تو آپؐ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہوتے واپس تشریف لے جاتے اور بسا اوقات آپؐ دفن تک تشریف فرما رہتے، اور بہت سی دفعہ آپؐ کو دیر تک یہاں ٹھہرا رہنا پڑتا، جب ہم لوگوں کو یہ ڈر ہوا کہ آپؐ پر اس بات سے بڑی مشقت ہوتی ہے تو بعض نے بعض سے کہا کہ اگر ہم اس وقت تک آپؐ کو اطلاع نہ دیں جب تک کہ میت کی وفات نہ ہو جائے اور وفات ہو چکنے کے بعد آپؐ کو اطلاع دیں اس سے آپؐ پر نہ مشقت ہوگی اور نہ آپؐ کو زیادہ دیر تک رکنا پڑے گا، راوی کہتے ہیں چنانچہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا، لہٰذا ہم لوگ آپؐ کو اطلاع میت کے وفات پا جانے پر دیا کرتے تھے اور آپؐ تشریف لاتے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے اور اس کیلئے استغفار کرتے اس کے بعد بسا اوقات آپؐ جبھی واپس چلے جاتے اور بسا اوقات آپؐ دفنِ میت تک ٹھہرتے ایک زمانہ تک ہم لوگ اسی حالت پر رہے پھر لوگوں نے کہا اگر ہم آپؐ کو آنے کی زحمت نہ دیں اور جنازہ کو آپؐ کے مکان تک لے چلیں اور آپؐ کے پاس آدمی بھیج کر آپؐ کو بلائیں اور آپؐ اپنے گھر کے پاس ہی اس کی نماز پڑھائیں تو یہ بات آپؐ کے لئے زیادہ آرام دہ اور آسان ہوگی، راوی کہتے ہیں چنانچہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا، محمد بن عمرؓ فرماتے ہیں اسی وجہ سے اس جگہ کا نام موضع الجنائز پڑا، اسلئے کہ جنازے یہاں اٹھا کر لائے جاتے تھے، پھر تو لوگوں میں اپنے جنازوں کے لانے میں اور ان پر اس موضع میں نماز پڑھے

لہ واخرجہ ابن سعد (ج ا ص ۲۵۷)،

جانے میں یہ سلسلہ آج تک جاری ہے،

حضرت[1] اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! خدا کی قسم! میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ پیارا ہو اور خدا کی قسم! تمھارے ابا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے تم سے زیادہ لوگوں میں سے کوئی محبوب نہیں،[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور عظمت

حضرت[3] انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے اصحابؓ مہاجرین و انصار جن میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے بیٹھے ہوتے اور حضورؐ تشریف لاتے تو ان میں سے کوئی بھی آپؐ کی طرف سوائے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے نظریں نہ اٹھا سکتا تھا، یہ دونوں حضرات تو آپؐ کو دیکھتے اور آپؐ ان دونوں حضرات کو دیکھتے یہ آپؐ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپؐ ان حضرات کو دیکھ کر مسکراتے تھے،[4]

حضرت[5] اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندہ ہے (جو سر اٹھاتے ہی اڑ جائے گا)، ہم میں سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا اچانک آپؐ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انھوں نے حضورؐ سے دریافت کیا، اللہ کے بندوں میں سے کون اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو ان میں سے اخلاق میں اچھے ہیں،[6]

حضرت[7] اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے اصحابؓ آپؐ کے گرد اس طرح تھے گویا کہ ان کے سروں پر پرندہ ہے،[8]

حضرت[9] براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں کسی بات کے بارے میں حضورؐ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپؐ کی ہیبت کی وجہ سے دو دو سال تک مؤخر کرنا پڑتا،[10]

---

[1] واخرج الحاکم [2] کذافی کنز العمال ج۷ صفحہ ۱۱۲ [3] اخرج الترمذی [4] کذافی الشفاء للقاضی عیاض ج۲ صفحہ ۳۳، [5] واخرج الطبرانی وابن حبان فی صحیحہ [6] کذافی الترغیب ج۴ صفحہ ۱۸۷ وقال ورواۃ الطبرانی محتج بہم فی الصحیح [7] واخرجہ الاربعۃ وصححہ الترمذی، [8] کذافی ترجمان السنۃ ج۱ صفحہ ۳۷، [9] واخرج ابو یعلیٰ وصححہ [10] کذافی ترجمان السنۃ ج۱ صفحہ ۳۷،

زہریؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے انصار میں سے ایک ایسے آدمی نے بیان کیا جس پر میں الزام نہیں رکھتا کہ جب حضورؐ وضو فرماتے یا بلغم تھوکتے صحابہ کرامؓ جھپٹ کر اسے لیتے اور اپنے چہرے اور اپنے جسم پر مل لیتے حضورؐ نے فرمایا تم ایسا کس لئے کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا اس سے ہم برکت تلاش کرتے ہیں یہ سن کر آپؐ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھے وہ گفتگو میں سچائی اختیار کرے، امانت کو ادا کرے، اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، [1]

عروہؓ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نظریں جمائے ہوئے تھے کہا خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بلغم نہیں تھوکا مگر کوئی نہ کوئی صحابیؓ اسے اپنے ہاتھ میں لیتا اور اسے اپنے چہرہ اور اپنے جسم پر مل لیتا، اور جب آپؐ ان کو کسی کام کا حکم دیتے تو یہ اس کی بجاآوری کی طرف جھپٹتے اور جب آپؐ وضو فرماتے تو یہ اس پانی کے لینے میں قریب ہوتے کہ ایک دوسرے سے لڑ مریں گے، اور جب آپؐ گفتگو فرماتے ان کی آوازیں آپؐ کے پاس بالکل پست ہو جاتیں اور آپؐ کی طرف آپؐ کی تعظیم کیوجہ سے یہ نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے، عروہ یہ باتیں دیکھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے اور کہا اے قوم! خدا کی قسم! میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں خدا کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے پاس والے اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جس طرح کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضورؐ کی تعظیم کرتے ہیں [2]

حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ابی مرداس سلمیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپؐ نے وضو کا پانی منگایا اور اس میں دست مبارک ڈالے اور وضو فرمایا ہم نے اس مستعمل پانی کو لیا اور اس کا گھونٹ بھر گئے، حضورؐ نے فرمایا اس کام پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں، آپؐ نے فرمایا اگر تمہیں یہ بات محبوب ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں دوست رکھے تو جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو اور جب بات کہو سچ بولو اور جو تمہارے پڑوس میں ہیں، ان کی ہمسائگی کو خوبی کے ساتھ نبھاؤ، [3]

---

[1] واخرج البیہقی [2] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۲۸، [3] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ا صفحہ ۱۳۰ فی حدیث صلح الحدیبیۃ عند البخاری وغیرہ عن المسور بن مخرمۃ ومروان [4] واخرج الطبرانی [5] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۷ وفیہ عبید بن واقد القیسی وہو ضعیف،

حضرت[1] عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ پچھنے لگوا رہے تھے جب آپؐ فارغ ہو گئے آپؐ نے کہا اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کہیں اس طرح سے ڈال آؤ کہ تمہیں کوئی نہ دیکھے، جب یہ آپؐ کے پاس سے نکلے تو انھوں نے اس خون کا ارادہ کیا اور اسے پی گئے، جب یہ واپس آئے آپؐ نے پوچھا اے عبداللہ! اس خون کا کیا کیا؟ جواب دیا کہ میں نے اسے ایک نہایت پوشیدہ مکان میں ڈال دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ لوگوں کو اس کا پتہ نہ چلے گا، آپؐ نے فرمایا شاید تو نے اس کو پی لیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا خون کیوں پیا؟ لوگوں کی جانب سے تجھے خرابی ہو گی اور تیری طرف سے لوگوں کی خرابی ہے، حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عاصمؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میں لوگ جو قوت دیکھتے تھے ان کا خیال یہ ہے کہ وہ اسی خون کے طفیل میں تھی، [2] ابو سلمہؒ کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ وہ قوت جسکا لوگ ابن زبیرؓ میں مشاہدہ کرتے تھے وہ حضورؐ کے اسی خون کے طفیل میں تھی،

حضرت[3] عبداللہ بن زبیرؓ کے مولیٰ کیسان فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس ایک طشت ہے اور یہ جو کچھ اس میں ہے اُسے پی رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت عبداللہؓ، حضورؐ کی خدمت میں آئے آپؐ نے ان سے پوچھا کہ وہ کام کر آئے؟ حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا جی ہاں! حضرت سلمانؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا کام؟ آپؐ نے فرمایا میں نے انھیں اپنے پچھنے کے خون کا غسالہ دیا تھا تاکہ جو کچھ اس میں ہے یہ اسے بہا آویں حضرت سلمانؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اسے تو یہ پی گئے آپؐ نے پوچھا کیا تم اسے پی گئے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے عرض کیا مجھے یہ بات پسند آئی کہ حضورؐ کا خون مبارک میرے پیٹ میں ہو، یہ سُن کر حضورؐ نے ابن زبیرؓ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تجھے لوگوں سے نقصان پہونچے گا اور لوگوں کو تجھ سے نقصان پہونچے گا،

---

[1] واخرج ابو یعلی والبیہقی فی الدلائل، [2] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۳۱۰ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۵۵۴ والطبرانی نحوہ قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۲۷۰ رواہ الطبرانی والبزار باختصار ورجال البزار رجال الصحیح غیر ہنید بن القاسم وہو ثقۃ۔ انتہی [3] واخرجہ ایضا ابن عساکر نحوہ کما فی الکنز ج ۷ صفہ ۵۶ مع ذکر قول ابی عاصم [3] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۳۰،

(یعنی تم شہید کئے جاؤ گے اور تم سے جنگ کرنے والے مبتلائے عذاب ہوں گے تمہیں جہنم کی آگ نہ پہونچے گی، مگر وعدۂ الٰہی وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کے پورا کرنے کے لئے[ل] (جس کے ایفاء کے لئے پُل صراط پر سے گذرنا ہو گا)

حضرت[۲] سفینہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے پچھنے لگوائے اور فرمایا کہ اسے درندوں پرندوں اور انسانوں سے بچا کر کسی جگہ دفن کر دو میں آپؐ کے پاس سے لے گیا اور پس پردہ لے کے پی گیا، اس کے بعد میں نے آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا حضورؐ ہنس پڑے،[۳]

حضرت[۴] ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ان کے باپ مالک بن سنانؓ نے جب حضورؐ کا چہرۂ مبارک یوم احد میں زخمی ہوا تو اس چہرۂ مبارک سے یہ خون چوستے اور اسکو نگل جاتے ان سے کہا گیا کہ کیا تم حضورؐ کا خون پی رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں حضورؐ کا خون پی رہا ہوں، یہ سن کر آپؐ نے فرمایا میرا خون ان کے خون کے ساتھ مل گیا انھیں جہنم کی آگ نہ لگے گی،[۵]

حضرت[۶] امیمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جسے آپؐ چارپائی کے نیچے رکھتے اور اس میں پیشاب کرتے آپؐ اس کو تلاش کرنے کے لئے اٹھے آپؐ نے اس پیالہ کو نہ پایا لوگوں نے کہا کہ ام سلمہؓ کی خادمہ بَرّہ اسے پی گئیں وہی بَرّہ جو حبشہ سے ان کے ساتھ آئی تھیں، حضورؐ نے فرمایا کہ اس نے جہنم سے ایک اوٹ حاصل کر لی،[۷]

حضرت[۸] ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور حضرت ابو ایوبؓ کے یہاں ٹھہر گئے آپؐ نیچے کے درجہ میں تھے اور حضرت ابو ایوبؓ اوپر کے درجہ میں تو جب شام ہوئی اور حضرت ابو ایوبؓ نے رات گذاری تو ذکر کیا کہ یہ ایسی چھت پر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نیچے ہیں اور یہ آپؐ کے اور وحی کے درمیان میں حائل ہیں، حضرت ابو ایوبؓ اس خطرہ سے اس رات نہ سوئے ایسا نہ ہو آپؐ پر چھت سے غبار اڑے اور آپؐ کو تکلیف ہو، جب صبح ہوئی علی الصباح حضورؐ

[ل] واخرجہ ابن عساکر عن سلمان نحوہ مختصرا ورجالہ ثقات کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۵۶ [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۷۰ رجال الطبرانی ثقات [۴] واخرج الطبرانی فی الاوسط [۵] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۷۰ لم ار فی اسنادہ من اجمع علی ضعفہ۔ انتہی [۶] واخرج الطبرانی عن حکیمۃ بنت امیمۃ [۷] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۷۱ رجالہ رجال الصحیح غیر عبداللہ بن احمد بن حنبل وحکیمۃ وکلاہما ثقۃ، [۸] واخرج الطبرانی،

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آج ساری رات میں نے اور میری بیوی اُمِ ایوبؓ نے آنکھ بند نہیں کیں، حضورؐ نے دریافت فرمایا اے ابوایوبؓ کس وجہ سے؟ حضرت ابوایوبؓ نے کہا مجھے یہ یاد آیا کہ میں ایک ایسے گھر کی چھت پر ہوں کہ آپ مجھ سے نیچے ہیں، اگر میں حرکت کھاؤں تو آپ پر ایسا نہ ہو کہ غبار گرے اور آپ کو میری حرکت سے تکلیف ہو، اور میں آپ کے اور وحی کے درمیان میں حائل ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوایوب! تم ایسا (گمان) مت کرو، کیا میں تمھیں وہ کلمات نہ بتا دوں کہ جب تم انہیں دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کہہ لو تو ان کی وجہ سے تمھیں دس نیکیاں ملیں اور دس گناہوں کا کفارہ کر دیا جائے اور ان کی وجہ سے دس درجہ بلند ہوں، اور تمہارے لئے بروزِ قیامت دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہو، تم کہہ لیا کرو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ [1]

حضرت[2] ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے کے حصے میں رہیں، آپؐ نے فرمایا ہمارے لئے آسانی اسی بات میں ہے کہ ہم نیچے رہیں اس لئے کہ لوگ ہمارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، ایک دن میں نے دیکھا کہ میرا گھڑا پھوٹ گیا اور اس کا پانی بہہ نکلا میں اور اُمِ ایوبؓ اپنا دھاری دار کمبل لے کر لپکے اور ہمارے پاس سوائے اس کے اور اوڑھنے کی چیز نہ تھی اور اس سے پانی سونتنے لگے اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ گر نہ جائے اور آپؐ کو تکلیف ہو، اور ہم آپؐ کے لئے کھانا پکاتے تھے جو کچھ بچتا جب آپؐ اسے واپس کرتے تو برکت کے لئے جہاں پر آپؐ کی انگلی لگی ہوتی وہیں سے ہم کھاتے اور اسی جگہ یہ کھانے کا قصد کرتے ایک رات آپؐ نے شام کا کھانا واپس کیا اس میں ہم نے لہسن ڈالا تھا یا پیاز تو ہم نے اس کھانے میں آپؐ کی انگلیوں کا اثر نہ پایا، میں نے آپؐ سے جو ہم کرتے تھے اس کا تذکرہ کیا اور اس بات کا بھی کہ آج آپ نے کھانا ویسا ہی واپس کر دیا اور اس میں سے کھایا نہیں آپؐ نے فرمایا میں نے اس کھانے میں اس درخت کی بو محسوس کی اور میں ایسا آدمی ہوں کہ اللہ پاک سے مناجات کرتا ہوں میں نے پسند نہ کیا کہ میرے مُنہ سے اس کی بو آئے۔ لیکن

---

[1] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۲۹۴، [2] وعند الطبرانی ایضاً،

تم اسے کھالو، لہ

ابن عساکر اور طبرانی میں بھی اسی طرح کی روایات ہیں ان دونوں کی روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو مناسب نہیں کہ میں آپ سے اوپر رہوں آپ بالاخانہ پر منتقل ہو جائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامان کے منتقل کرنے کا حکم دیا اور آپ کا سامان بہت ذرا سا تھا، سہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کا پرنالہ حضرت عمرؓ کے راستہ پر تھا حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن اپنے کپڑے بدلے، اور حضرت عباسؓ کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے، حسن اتفاق سے جب یہ پرنالہ کے قریب گذرے ان چوزوں میں سے جو خون نکلا تھا اس پرنالہ میں بہایا گیا تھا وہ حضرت عمرؓ پر جا پڑا آپ نے اس پرنالہ کے اکھیڑ دیئے جانے کا حکم فرمایا اور اس کے بعد لوٹے اپنے کپڑے اتارے اور دوسرے کپڑے بدلے، پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، اس کے بعد ان کی خدمت میں حضرت عباسؓ آئے اور فرمایا خدا کی قسم یہ وہی جگہ ہے جہاں حضورؐ نے اس پرنالہ کو رکھا تھا، یہ سنکر حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری کمر پر سوار ہو یہاں تک کہ تم اس پرنالہ کو اسی جگہ رکھو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے اسی طرح کیا، سہ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور انھوں نے اپنے دونوں پیر حضرت عمرؓ کے کندھوں پر رکھے اور پرنالہ کو جہاں تھا اسی جگہ لگایا، ہہ

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؓ نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا ہاتھ ممبر پر اسجگہ لگایا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے پھر ہاتھ کو اپنے چہرہ پر رکھ لیا، یزید بن عبداللہ بن قسیطؒ کہتے ہیں میں نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند حضرات کو دیکھا کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو ممبر کے کنارے جو انار کی طرح برجی بنی ہوئی ہے اور جو قبر شریف کی جانب ہے اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتے اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے

لہ کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۷ وہکذا اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۶۱ الا انہ لم یذکر فکنا نصنع طعاما الی آخرہ وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی سہ وقد اخرجہ ابو نعیم ۳ کذا فی الکنز ج صفحہ ۵۷ وہکذا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن ابی عاصم عن ابی ایوب کما فی الاصابۃ ج ا صفحہ ۴۰۵ سہ واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲ واحمد وابن عساکر سہ کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۶۶ ہہ واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۳ ایضا عن یعقوب بن زید بنحوہ سہ وقد ذکرہ الہیثمی فی المجمع ج ۴ صفحہ ۲۰۶ عن عبیداللہ بن عباسؓ ووقع فی نقلہ میراث بدل میزاب ولعلہ تصحیف وقال رواہ احمد ورجالہ ثقات الا ان ہشام بن سعد لم یسمع من عبیداللہ سہ واخرج ابن سعد ج ا صفحہ ۲۵۴

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کا بوسہ لینا

حضرت[1] ابو لیلیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اُسید بن حضیرؓ بھلے ہنس مکھ اور ملیح آدمی تھے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے بات کر رہے تھے اور انھیں ہنسا رہے تھے حضورؐ نے ان کے پہلو میں ایک چونکا مارا تو حضرت اُسیدؓ نے عرض کیا آپ نے مجھے تکلیف پہونچائی آپؐ نے فرمایا بدلہ لے لو، عرض کیا یارسول اللہ! آپ تو کُرتہ پہنے ہوئے ہیں اور میرے جسم پر کُرتا نہیں، راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنا پیرہن مبارک اٹھا دیا تو حضرت اُسیدؓ آپؐ سے جمٹ گئے اور آپؐ کے پہلو کو بوسہ دینا شروع کر دیا اور کہا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نے تو بدلہ سے اسی کام کا ارادہ کیا تھا، [2]

ایک[3] روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں اپنے اصحابؓ کی صفیں برابر کیں آپؐ کے ہاتھ میں بے پھل کا تیر تھا جس سے آپؐ صفوں کو برابر فرما رہے تھے سواد بن غزیہؓ پر آپؐ کا گذر ہوا جو بنی عدی بن نجار کے حلیف تھے یہ ذرا صف سے آگے نکلے ہوئے تھے، حضورؐ نے اس لکڑی سے ان کے پیٹ میں چونکا دیا اور کہا اے سواد! برابر کھڑے ہو، انھوں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ آپ کو تو اللہ نے حق اور انصاف کے لئے بھیجا ہے لہذا مجھے بدلہ دیجئے، چنانچہ حضورؐ نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا بدلہ لو، راوی کہتے ہیں کہ حضرت سوادؓ آپؐ سے چمٹ گئے اور آپؐ کے پیٹ مبارک کو بوسہ دیا آپؐ نے فرمایا اے سواد! تمھیں اس چیز پر کس نے آمادہ کیا؟ عرض کیا یارسول اللہ! جو کچھ سامنے ہے آپ دیکھ رہے ہیں میں نے یہ ارادہ کیا میری آخری ملاقات آپ کے ساتھ اس طرح پر ہو کر میری کھال آپ کی کھال سے رل جائے، یہ سُن کر حضورؐ نے ان کے لئے دُعائے خیر کی، اور ان کیلئے بھلائی کی دُعا دی، [4]

---

[1] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۸ [2] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی فقال صحیح واخرجہ ابن عساکر عن ابی لیلیٰؓ مثلہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۳۰۱ والطبرانی عن اسید بن حضیر نحوہ کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۳

[3] واخرج ابن اسحاق عن حبان بن واسع عن اشیاخ من قومہ، [4] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۱،

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابیؓ سے ملے جو زرد خضاب کئے ہوئے تھے اور آپؐ کے ہاتھوں میں کھجور کی ٹہنی تھی، آپؐ نے فرمایا اس ورس کی خوشبو کو دور کرو (ورس ایک خوشبو دار گھاس ہوتی ہے) یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ یہ ورس کا خضاب؟ اور آپؐ کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی اس سے ان کے پیٹ میں چونکا دیا۔ اور فرمایا کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ اس چونکے سے ان صاحب کے پیٹ پر خون کا اثر آگیا تو ان صاحب نے کہا یا رسول اللہ! بدلہ دیجئے، لوگوں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم بدلہ لیتے ہو؟ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا میری اور دوسروں کی کھال کھال ہونے میں برابر ہیں، اور آپؐ نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا اور فرمایا بدلہ لے، ان صاحب نے آپؐ کے پیٹ مبارک کو بوسہ دیا اور کہا میں نے اس بدلہ کو آپ کے لئے چھوڑا تا کہ آپ قیامت کے دن میری سفارش کریں، [1]

حضرت حسنؓ کی روایت میں شخص کی جگہ سواد بن عمرو ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ یہ لحاف پہنے ہوئے تھے جو ورس کی پتیوں سے رنگا ہوا تھا آپؐ نے ان کے پیٹ میں لکڑی یا مسواک سے چونکا دیا تھا، وہ لکڑی ان کے پیٹ میں چبھ گئی اور ان کے پیٹ پر اثر کر گئی، باقی تذکرہ اوپر والی روایت جیسا ہے، [2]

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی جن کو سوادؓ بن عمرو کہا جاتا تھا انھوں نے خوشبوئے مرکب لگا رکھی تھی جس کا رنگ غوانی یعنی سرخ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب انھیں اس حالت میں دیکھتے تو اس رنگین خوش بو کو ان سے دور کرا دیتے ایک دن یہ آئے اور وہی رنگین خوشبو لگائے ہوئے تھے آپؐ اس لکڑی کو جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی لئے لیکر ان کی طرف مائل ہوئے اور انھیں زخمی کر دیا سوادؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! بدلہ دیجئے، آپؐ نے وہ لکڑی انھیں دی اور آپؐ پر دو کرتے تھے آپؐ نے ان دونوں پیرہنوں کو اتارنا شروع کیا، لوگوں نے سوادؓ کو ڈانٹا اور آپؐ سے روکا جب آپؐ نے پیرہن وہاں تک اونچے کئے جو جگہ سوادؓ کی زخمی کی تھی سوادؓ نے وہ چھڑی ہاتھ سے پھینکی اور آپؐ سے چمٹ گئے اور بوسہ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی! میں نے قصاص آپ کیلئے چھوڑا تا کہ اسکی وجہ سے آپ میرے لئے قیامت کے دن شفاعت فرمادیں، [3]

---

[1] واخرجہ عبدالرزاق [2] کذا فی الکنز ج ، صفحہ ۳۰۲، [3] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۲، [4] واخرجہ عبدالرزاق ایضاً کما فی الکنز ج ، صفحہ ۳۰۲، [5] واخرجہ البغوی کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۹۶

محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت حسین بن وحوح روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ بن براء جب حضور سے ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے اور آپؐ کے دونوں پیر چومے، اور حضرت ابوبکرؓ کا حضورؐ کی پیشانی مبارک کو آپؐ وصال کے بعد بوسہ دینے کا ذکر آگے آئے گا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی شہرت پر صحابہ کرامؓ کی آہ وبکا اور آپؐ کی حفاظت میں جو کچھ ان سے صادر ہوا

حضرت[۱] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احد ہوا تو تمام اہل مدینہ انتہائی گم گشتہ ہو گئے (اور اس بدحواسی میں کہا) کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید کر دیئے گئے اور یہ خبر اتنی گرم ہوئی کہ رونے والیوں کی آوازیں مدینہ کے گوشہ گوشہ میں سنی جاتی تھیں یہ سُن کر انصار کی ایک پردہ نشین عورت گھر سے نکلی اپنے باپ، اپنے بیٹے، اپنے شوہر اور اپنے بھائی کے سامنے سے گذر گئی، راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ سب میں پہلے کس کے سامنے سے گذری؟ جب کبھی ان میں سے کسی ایک پر گذرتی پوچھتی یہ کون ہے، لوگ بتاتے یہ تیرا باپ ہے یہ تیرا بھائی ہے، یہ تیرا شوہر ہے یہ تیرا بیٹا ہے وہ دریافت کرتی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہاں؟ اور کس حال میں ہیں، لوگ کہتے کہ تیرے آگے ہیں یہاں تک کہ حضورؐ کے پاس کسی طرح ریل پیل کر پہونچائی گئی، جاتے ہی آپؐ کے کپڑے کا کنارا پکڑ لیا اس کے بعد کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں جب آپ محفوظ ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کون ہلاک ہوا؟ [۱]

حضرت[۲] زبیرؓ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ احد میں کفار اس قدر ٹوٹ کر جمع ہوئے کہ اصحاب نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے مدینہ میں کوئی نہ باقی رہا اور شہدار کی بڑی کثرت ہوئی کسی پکارنے والے نے بلند آواز سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] اخرجہ الطبرانی ۱۲ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۵ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ محمد بن شعیب ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی [۲] وعند البزار،

شہید کر دیئے گئے یہ سن کر مدینہ کی تمام عورتیں رو پڑیں ایک عورت نے کہا کہ تم رونے میں جلدی نہ کرو جب تک کہ میں نہ دیکھ لوں چنانچہ وہ پیدل ہی چل پڑی اور اس کا ارادہ سوائے حضورؐ کے اور آپؐ کے بارے میں پوچھنے کے اور کچھ نہ تھا[۱] حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا بنو دینار کی ایک عورت پر گذر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ غزوۂ احد میں شہید کر دیئے گئے تھے جب ان کی خبر مرگ اس صحابیہؓ کو ملی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اے امِ فلاں! آپؐ خیریت سے ہیں، آپ بحمد اللہ اسی حالت میں ہیں جس کو تو پسند کرتی ہے یہ صحابیہؓ کہنے لگی مجھے آپؐ کو دکھا دو کہ میں خود آپؐ کو دیکھ لوں، راوی کہتے ہیں کہ اس کے لئے حضورؐ کی طرف اشارہ کیا گیا یہاں تک کہ جب اس نے آپؐ کو دیکھ لیا تو کہا ہر مصیبت آپؐ کے بعد آسان ہے،[۲]

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ غزوۂ احد میں حضورؐ کے سامنے ہو کر تیر چلاتے تھے اور آپؐ ان کے پیچھے ان کی اوٹ لئے ہوئے تھے اور یہ بہت بڑے تیر انداز تھے جب یہ تیر مارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک بلند کرتے، دیکھتے کہ ان کا تیر کہاں جاتا ہے؟ تو حضرت ابو طلحہؓ اپنا سینہ اور اونچا کر دیتے اور کہتے یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، آپ اس طرح میری اوٹ لے کر دیکھئے ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپ کو لگ جائے میرا سینہ آپ کے سینۂ مبارک کے آگے ہے، اور حضرت ابو طلحہؓ نے اپنے آپ کو حضورؐ کے سامنے فصیل کی طرح پر کر رکھا تھا اور فرماتے تھے کہ یا رسول اللہ میں قوی ہوں لہذا آپ مجھ کو اپنی ضروریات کے لئے بھیجئے اور جس چیز کو آپ چاہیں اس کا مجھے حکم دیجئے،[۳]

حضرت قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کمان ہدیہ میں ملی آپؐ نے یوم احد میں وہ کمان مجھے دے دی، میں آپؐ کے سامنے تیر اندازی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کمان کا چھلہ ٹوٹ گیا اور میں برابر اپنی جگہ حضورؐ کے سامنے کھڑا رہا اور سارے تیر اپنے چہرہ پر روکتا رہا جب کبھی کوئی تیر آنے والے تیروں میں سے آپؐ کے چہرۂ مبارک کی طرف آتا ہوا دیکھتا میں اپنا سر اس طرف جھکا دیتا تاکہ حضورؐ کے چہرۂ مبار

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۵ وفیہ عمر بن صفوان وہو مجہول۔ انتہی۔ [۲] وعند ابن اسحاق [۳] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۴۷ [۴] واخرج احمد، [۵] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۶ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۵ عن انس نحوہ، [۶] واخرج الطبرانی،

کو بچاؤں اور اس وقت میں کمان کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے تیر اندازی نہیں کر سکتا تھا پھر راوی نے پوری حدیث ذکر کی جو پہلے شجاعت حضرت قتادہؓ کے عنوان میں گذر چکی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی یاد میں صحابۂ کرامؓ کا رونا

حضرت[۱] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مسجد میں تھے آپؐ سر مبارک پر اس مرض کی وجہ سے پٹی باندھے ہوئے تھے جس میں آپؐ کی وفات ہوئی آپؐ ممبر کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ آپؐ ممبر پر تشریف فرما ہوئے ہم لوگ بھی آپؐ کے پیچھے ہوئے آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت اپنے حوضِ کوثر پر کھڑا ہوا ہوں اور آپؐ نے فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جس پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی اور اس نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے، اس بات کو بجز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اور کوئی نہ سمجھا ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ پڑے اور وہ رو دیئے اور انھوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بلکہ ہم تو آپ پر اپنے باپ اپنی مائیں، اپنی جانیں اور اپنا مال قربان کر دیں، اس کے بعد آپؐ ممبر سے اترے اور اس پر آج تک تشریف فرما نہ ہوئے۔[۲]

حضرت[۳] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہے یہ سن کر حضرت فاطمہؓ رونے لگیں آپؐ نے ان سے فرمایا رو نہیں، تم میرے اہل میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملوگی یہ سن کر حضرت فاطمہؓ ہنسیں ان کو زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو ان سے پوچھا میں نے تمہیں دیکھا کہ تم روئیں اور ہنسیں (یہ کیوں؟) حضرت فاطمہؓ نے فرمایا حضورؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے میری وفات کی اطلاع دی گئی ہے تو میں رو پڑی تھی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا رو نہیں اس لئے کہ تم میرے اہل میں سے سب میں پہلے مجھ سے ملوگی یہ سن کر میں ہنسی تھی۔[۴]

---

[۱] اخرج ابن ابی شیبۃ [۲] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۵۸ [۲] ابن سعد ج ۲ صفحہ ۲۸ عن ابی سعید نحوہ [۳] واخرج الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۳ رجالہ رجال الصحیح غیر ہلال بن خباب وہو ثقۃ وفیہ ضعف۔ انتہی

حضرت[1] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو اپنے اس مرض میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی بلایا اور ان کے کان میں کوئی بات کہی جس سے حضرت فاطمہؓ روئیں آپؐ نے دوبارہ انھیں بلایا اور ان کے کان میں ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے اس بات کو پوچھا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ آپؐ اپنے اسی درد میں وفات پا جائیں گے یہ سن کر میں روئی تھی، اس کے بعد آپؐ نے مجھے خبر دی کہ میں حضورؐ کے اہل میں سے سب سے پہلے آپؐ سے ملوں گی یہ سن کر میں ہنسی تھی،[2] حضرت[3] ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے ان کے رونے اور ان کے ہنسنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپؐ وفات پا جائیں گے اور اس کے بعد آپؐ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے بعد جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی،"اس وجہ سے میں ہنسی تھی"

حضرت[4] علاءؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہؓ رونے لگیں حضورؐ نے ان سے فرمایا اے میری بیٹی رو نہیں، جب میں مر جاؤں تو کہنا انا للہ وانا الیہ راجعون اس لئے کہ ہر انسان کے لئے مصیبت کے وقت اس آیتہ کے کہہ لینے سے اس مصیبت کا عوض ملتا ہے حضرت فاطمہؓ نے پوچھا کہ آپ سے بھی یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا اور مجھ سے بھی (کہ اگر میرا عوض نہ سہی تو ثواب اسی جیسا ہے)

حضرت[5] معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جب انھیں آنحضرتؐ نے یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انھیں وصیت کرتے ہوئے کچھ دور چلے حضرت معاذؓ سوار تھے اور حضورؐ پا پیادہ ان کی سواری کے قریب، جب آپؐ نصیحت کر کے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے معاذ! بہت ممکن ہے کہ تم مجھ سے میرے اس سال کے بعد نہ مل سکو، اور شاید کہ تم میری اس مسجد میں میری قبر پر گذرو گے، یہ سن کر حضرت معاذؓ آپؐ کے فراق کے شدتِ درد سے رو دیئے اس کے بعد آپؐ نے التفات کیا اور مدینہ کی طرف چہرۂ مبارک کر کے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب پرہیزگار لوگ ہوں گے جو بھی ہوں اور

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۳۹ [2] واخرجہ باسناد آخر عنہا اطول منہ [3] واخرجہ ایضاً [4] واخرج ابن سعد ج ۲ صفہ ۳۱۲ [5] واخرج احمد،

جہاں کہیں ہوں[1]، ایک[2] روایت میں ہے کہ اے معاذ! رو نہیں رونا شیطان کیجانب سے ہے[3]،

حضورؐ کی وفات کے ڈر سے صحابہ کرامؓ کا رونا

حضرت[4] ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے آکر کہا۔ یہ انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا کس چیز نے انہیں رلایا؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا آپ کی وفات سے کے ڈرنے، حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ باہر تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے آپؐ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی۔ اور اس کے دونوں پلے دونوں کندھوں پر ڈال رکھے تھے اور سرِ مبارک پر ایک مٹیلے کپڑے سے پٹی باندھ رکھی تھی آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:۔

"اما بعد! اے لوگو! لوگ بکثرت ہو جائیں گے اور انصار کی تعداد گھٹ جائے گی، یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اسے لازم ہے کہ ان میں سے بھلے لوگوں کے ساتھ سلوک کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرے۔"[5]

حضرت[6] ام فضل بنت حارثؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس آپؐ کی بیماری میں آئی اور میں نے رونا شروع کیا آپؐ نے اپنا سرِ مبارک اٹھایا اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ انھوں نے کہا کہ مجھے آپ پر (وفات) کا خوف ہے اور ہمیں علم نہیں کہ یا رسول اللہ! آپ کے بعد لوگوں سے کیا سابقہ پڑے گا؟ آپؐ نے فرمایا تم میرے بعد کمزور سمجھے جاؤ گے[7]۔

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۲ رواہ احمد باسنادین[2] وقال فی احدہما عن عاصم بن حمید[3] ورجال الاسنادین رجال الصحیح غیر راشد بن سعد وعاصم بن حمید وہما ثقتان۔ انتہی، [4] اخرج البزار، [5] قال الہیثمی فی المجمع ج ۱۰ صفہ ۳۷ رواہ البزار عن ابن کرامۃ عن ابن موسیٰ ولم اعرف الآن اسمائہما وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح وہو فی الصحیح خلا اولہ الی قولہ فخرج فجلس۔ انتہی، وقال فی حاشیۃ عن ابن حجر بن کرامۃ ہو محمد بن عثمان بن کرامۃ وابن موسیٰ ہو عبد اللہ وہما من رجال الصحیح۔ انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفہ ۲۵۲ عن ابن عباس، نحوہ[6] واخرج احمد[7] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۴ وفیہ یزید بن ابی زیاد وضعفہ جماعۃ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا الوداع کہنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنی وفات کی اطلاع ہمارے نبیؐ نے ہمارے حبیبؐ نے ان پر میرا باپ قربان اور میری جان فدا ہو صلی اللہ علیہ وسلم، وفات سے بجھ روز قبل دی، جب فراق کے دن قریب آگئے ہم اپنی ماں حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع ہوئے، آپؐ نے ہماری طرف دیکھا اور آپؐ کی چشمِ مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اسکے بعد آپؐ نے فرمایا۔ تمہارے لئے مرحبا، تم لوگوں کو اللہ زندہ رکھے، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اللہ تم کو پناہ دے اللہ تمہاری مدد کرے اللہ تمہیں بلندی دے اللہ تمہیں ہدایت دے۔ اللہ تم کو رزق دے، اللہ تمہیں توفیق دے اللہ تمہیں صحیح سالم رکھے اللہ تم کو قبول فرمائے میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں تمہیں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں اور اسے تم لوگوں پر خلیفہ کرتا ہوں میں تمہارے لئے کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں کے بارے میں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ پاک نے میرے اور تمہارے لئے فرمایا ہے:۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ○ (سورۃ القصص رکوع ۹ پارہ نمبر ۲۰) — ترجمہ:۔ "یہ عالمِ آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دُنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔" اور اللہ پاک نے فرمایا ہے:۔ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ○ (سورۃ زمر ع ۶) ترجمہ:۔ "کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اَجل قریب آلگی ہے اور اللہ کی طرف پلٹنا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی طرف اور پورے پیالہ کی طرف اور رفیق اعلیٰ کی طرف، خیال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو غسل کون دے گا؟ جب آپ کی وفات ہو جائیگی فرمایا میرے اہل کا قریب سے قریب آدمی، ہم نے کہا کہ کس چیز میں آپ کو کفن دیں گے؟ فرمایا میرے انہیں کپڑوں میں اگر تم چاہو، یا یمنی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑے میں، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم میں سے آپ کے جنازے کی نماز

۱؎ اخرج البزار،

کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم رو دیئے اور حضورؐ بھی روئے، آپؐ نے فرمایا ٹھہرو، اللہ تمہاری مغفرت کرے اور تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے، جب تم لوگ میرے غسل سے فارغ ہو چکنا تو مجھ کو میری چارپائی پر میرے اس گھر میں میری قبر کے کنارے رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب میں پہلے وہ آدمی جو میرے جنازے کی نماز پڑھینگے وہ میرے خلیل اور میرے جلیس حضرت جبریلؑ ہوں گے اس کے بعد حضرت میکائیلؑ اس کے بعد اسرافیلؑ اس کے بعد ملک الموت مع اپنے پورے لشکر کے، اس کے بعد عام ملائکۃ اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ پھر تم میرے اوپر جماعت در جماعت داخل ہونا اور تم مجھ پر درود و سلام بھیجنا اور مجھے کسی رونے والی سے تکلیف نہ دینا، راوی کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے اور نہ کوئی بلند آواز سے رونے والی تکلیف دے اور نہ آہستہ سے رونے والی، اور سب میں پہلے میرے گھر کے آدمی میری نماز پڑھیں اس کے بعد تم، اور تم میری جانب سے اپنے آپ کو سلام کہنا اور جو میرے بھائیوں میں سے غائب ہیں ان سے میرا سلام کہنا اور جو تمہارے ساتھ میرے بعد تمہارے دین میں داخل ہو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں سلام کہتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اسے سلام کہتا ہوں اور ہر اس شخص کو جس نے میرا اتباع میرے دین پر کیا میرے اس دن سے قیامت تک، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو کون آپ کی قبر میں ہم میں سے داخل کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا میرے گھر کے لوگ، مع ملائکہ کی کثیر تعداد کے کہ وہ تمہیں اس طرح پر دیکھ رہے ہوں گے کہ تم انہیں نہیں دیکھ رہے ہوگے، ؎

وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یزیدؒ بن بابنوسؒ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں

؎ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۵ رجالہ رجال الصحیح غیر محمد بن اسمٰعیل بن سمرۃ الاحمسی وہو ثقۃ ورواہ الطبرانی فی الاوسط بنحوہ الا انہ قال قبل موتہ بشہر وذکر فی اسنادہ ضعفاء منہم اشعث بن طابق قال الازدی لا یصح حدیثہ ۔ انتہی ۔ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۱۶۸ عن ابن مسعود بنحوہ مطولا بفرق یسیر ثم قال ہذا حدیث غریب من حدیث مرۃ عن عبد اللہ لم یروہ متصل الاسناد الا عبد الملک بن عبد الرحمن وہو ابن الاصبہانی واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۲۵۶ عن ابن مسعود بنحوہ مطولا وفی اسنادہ الواقدی ؎ اخرج احمد،

حاضر ہوئے اور ہم دونوں نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی انھوں نے ہمارے لئے تکیہ ڈالا اور اپنی طرف پردہ کھینچا میرے ساتھی نے پوچھا اے ام المومنین! آپ عراک کے بارے میں کیا فرماتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا عراک کیا؟ تو میں نے اپنے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ مارا حضرت عائشہؓ نے فرمایا رک! تو نے اپنے بھائی کو اذیت پہونچائی؟ اس کے بعد فرمایا عراک کیا محیض کو پوچھ رہے ہو؟ اس کے بارے میں وہی کہو جو اللہ عزوجل نے محیض کے بارے میں فرمایا ہے:۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۸) ترجمہ:۔ "اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو" اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے چمٹ جاتے تھے اور میرے سر سے بھی چمٹتے تھے اور میرے اور آپؐ کے درمیان ایک کپڑا ہوتا تھا اور میں حائضہ ہوتی تھی، اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے دروازے پر سے گذرتے ایک آدھ کلمہ سنا جاتے، اللہ پاک جس سے مجھ کو نفع دیتا، ایک روز آپؐ گذرے آپؐ نے کچھ نہیں کہا، دوبارہ گذرے جب بھی آپؐ نے کچھ نہیں کہا یا سہ بارہ گذرے تو کچھ نہیں کہا تو میں نے اپنی باندی سے کہا میرے لئے تکیہ دروازے پر رکھ دے اور میں نے اپنے سر پر ایک پٹی باندھی جب آپؐ میرے پاس سے گذرے آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرے سر میں تکلیف ہے، آپؐ نے فرمایا انا وا راساہ کہ میں بھی ہائے میرا سر کہہ رہا ہوں اور میرے سر میں بھی تکلیف ہے کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی مگر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ آپؐ کو آپؐ کے کمبل میں اٹھا کر لایا گیا، اور آپؐ میرے یہاں داخل ہوئے اور اپنی تمام ازواج کے پاس آدمی بھیجا اور کہا میں بیمار ہو گیا ہوں اور مجھ میں اس کی طاقت نہیں رہی کہ میں نمبر وار تمہارے یہاں آؤں، تم سب مجھے اجازت دو کہ میں عائشہؓ کے پاس رہوں چنانچہ میں آپؐ کی تیمارداری کرتی رہی اور اس سے پہلے میں نے کسی کی تیمارداری نہیں کی تھی، ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ اچانک آپؐ کا سر میرے سر کی طرف مائل ہوا میرا گمان یہ ہوا کہ آپ میرے سے کسی حاجت کا ارادہ رکھتے ہیں اتنے میں آپؐ کے دہن مبارک سے ایک ٹھنڈا نقطہ لعاب مبارک کا نکلا اور میرے سینے کی ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں گرا

اس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے گمان کیا کہ آپ پر بیہوشی آگئی ہے تو میں نے آپ کو ایک چادر سے ڈھانپ دیا اتنے میں حضرت عمرؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ آگئے اور ان دونوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے ان دونوں کو اجازت دی اور لپنے اوپر پردہ کھینچ لیا، حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف دیکھا او فرمایا، ہائے آپ کی بے ہوشی! کس قدر حضورؐ کو بے ہوشی سخت ہے، اس کے بعد وہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے، جب دروازے کے قریب پہونچے تو حضرت مغیرہؓ نے کہا اے عمر! حضورؐ کی تو وفات ہوگئی ہے، میں نے کہا تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو فتنہ پرداز آدمی ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک وفات نہ پائیں گے جبتک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کریں گے، فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو میں نے پردہ اُٹھادیا آپ نے حضورؐ کی طرف دیکھا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی، پھر آپ کے سرہانے کی طرف آئے اور اپنا منہ جھکایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا پھر کہا ہائے میرے نبی! پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنا مُنہ جھکایا اور آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا پھر فرمایا اے میرے خالص دوست! پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنا مُنہ جھکایا اور آپکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا ہائے میرے خلیل! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور مسجد کی طرف نکلے حضرت عمرؓ لوگوں میں خطبہ دے رہے تھے، اور کلام کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ حضورؐ کا اس وقت تک وصال نہیں ہو گا جبتک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے گا، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ بولے، اللہ تعالیٰ کی تعریف وثنا کی اس کے بعد کہا اللہ پاک فرماتا ہے: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (پ ۲۳ سورۃ الزمر ع ۳)

ترجمہ: "تحقیق تو بھی مرنے والا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں۔" اس کے بعد یہ آیۃ پوری پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۵) ترجمہ: "اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہو جاویں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دیوے گا حق شناس لوگوں کو۔" اس کے بعد فرمایا جو شخص اللہ پاک کی عبادت کرتا ہے بے شک اللہ پاک زندہ ہے اسے

موت نہ آئے گی اور جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا یہ آیتیں بھی کتاب اللہ میں ہیں؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا اے لوگو! یہ ابوبکرؓ ہیں یہ مسلمانوں کے حق میں جو بہتری ہیں، لہٰذا انسے بیعت کرو تو لوگوں نے ان سے بیعت کی۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

حضرت[2] علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضورؐ کے غسل کی تیاری کی تمام لوگوں سے دروازہ بند کرلیا تو انصار نے آواز دی اور کہا کہ ہم آپؐ کے ماموں ہیں اور اسلام میں ہماری جگہ ہماری جگہ ہے، قریش نے آواز دی اور کہا کہ ہم آپکے عصبہ ہیں یعنی ہمارا اور آپؐ کا خاندان ایک ہے، حضرت ابوبکرؓ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! ہر قوم اپنے جنازہ کی، بہ نسبت اپنے غیر کے، زیادہ مستحق ہے میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہوگے تو جن کا حق ہے تم ان کو حضورؐ کے پاس سے ہٹاؤ گے خدا کی قسم آپؐ کے پاس کوئی نہ داخل ہوگا مگر جس کو بلایا جائے۔ حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں کہ انصار نے آواز دے کر کہا کہ ہمارے لئے حق ہے، اس لئے کہ وہ ہمارے بھانجے ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں ہمارا مرتبہ ہے اور حضرت ابوبکرؓ سے اس بات کا مطالبہ کیا انھوں نے فرمایا آپؐ کا گھرانہ آپؐ کے لئے زیادہ اولیٰ ہے لہٰذا حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے پوچھو اس کام کے کرنے والوں کے پاس وہی داخل ہوگا جس کو یہ حضرات فرمائیں،

حضرت[3] ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوگئے اور آپؐ کے پاس حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ تھیں اتنے میں حضرت علیؓ اندر آئے جب ان کو حضورؐ نے دیکھا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ میرے قریب آؤ، اور آپؐ نے حضرت علیؓ سے ٹیک لگالی، حضرت علیؓ وفات تک آپکے پاس

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۲۴۱ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۳ رجال احمد ثقات ورواہ ابو یعلی بنحوہ مع زیادۃ باسناد ضعیف۔ انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفہ ۲۶۷ عن یزید بن بابنوس نحوہ مختصرا [2] اخرج ابن سعد ج ۲ صفہ ۶۱ ، [3] واخرج الطبرانی،

رہے، جب آپؐ کی وفات ہوگئی حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور دروازہ بند کر دیا اور حضرت عباسؓ مع عبدالمطلب کے بیٹوں کے آئے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے کہنا شروع کیا میرے باپ آپ پر قربان جائیں آپ زندگی میں بھی بھلے اور مرنے کے بعد بھی بھلے ہیں اور (حجرہ میں) ایسی اچھی خوشبو پھیلی کہ لوگوں نے اس جیسی خوشبو نہیں پائی تھی اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عورتوں کی طرح سے اس رونے کو چھوڑو اور اپنے صاحب کی طرف متوجہ ہو، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ فضل بن عباسؓ کے پاس جاؤ، انصار نے کہا کہ ہم تمھیں اللہ کی قسم دیتے ہیں اور اس حصہ کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو ان حضرات نے ایک آدمی کو انصار میں سے بھی داخل کیا جن کو اوسؓ بن خولی کہا جاتا ہے یہ اپنے ایک ہاتھ میں گھڑا لئے ہوئے تھے اتنے میں لوگوں نے حجرہ میں آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے نہ اُتارو اور آپؐ کو اسی طرح پر مع کُرتے کے غسل دو آپؐ کو حضرت علیؓ نے غسل دیا اپنا ہاتھ کُرتے کے نیچے داخل کرتے تھے اور فضلؓ آپ کے کپڑے کو تھامے رہتے اور وہ انصاری پانی ڈالتے اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر دستانہ تھا جس کو پہن کر کُرتے کے نیچے ہاتھ سے غسل دے رہے تھے۔ [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھے جانے کی کیفیت

حضرت [۲] ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں جب حضورؐ کی وفات ہوگئی تو لوگ تھوڑے تھوڑے کر کے حجرۂ مبارک میں داخل کیے گئے، اور انھوں نے بغیر امام کے نماز پڑھی جب تمام مرد نماز سے فارغ ہو گئے اس کے بعد عورتیں داخل ہوئیں انھوں نے آپؐ کی نماز پڑھی اس کے بعد بچے داخل کیے گئے انھوں نے آپؐ کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد غلام داخل کیے گئے انھوں نے آپؐ کی نماز پڑھی اور یہ سب تھوڑی تھوڑی ٹولی کر کے داخل کیے گئے، حضورؐ کے نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۶ فیہ یزید بن ابی زیاد وہو حسن الحدیث علی ضعفہ وبقیۃ رجالہ ثقات وروی ابن ماجہ بعضہ، انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۶۳ عن عبداللہ بن الحارث بمعناہ،

[۲] اخرج ابن اسحاق،

حضرت[1] سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملبوس کفن کر دیئے گئے تو چار پائی پر آپ کو رکھا گیا اور اس کے بعد آپ کو قبر شریف کے کنارے رکھا گیا، لوگ ٹولی ٹولی کر کے داخل ہوئے اور کسی نے ان کی امامت نہیں کرائی۔ حضرت[2] موسیٰ بن محمد بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب میں یہ مضمون پایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنایا گیا اور آپ چارپائی پر رکھے گئے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور ان کے ساتھ کچھ حضرات مہاجرین وانصار جن کی تعداد اتنی تھی کہ حجرہ مبارک میں آسکے داخل ہوئے، حضرات شیخین نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور انھیں دونوں حضرات کی طرح مہاجرین وانصار نے سلام کیا اس کے بعد ان حضرات نے صف بندی کی اور ان کا کوئی امام نہ ہوا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جو صفِ اول میں آپ کے مقابل تھے کہا اے میرے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا تھا آپ نے اس کی تبلیغ کی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں یہاں تک جہاد کیا کہ اللہ پاک نے اپنے دین کو عزت دی اور اللہ کا کلمہ پورا ہوا، اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لایا گیا اے ہمارے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے کر دیجئے جو اس قول کا اتباع کرتے ہیں جو حضورؐ پر اتارا گیا، اور ہمیں آپ کے ساتھ جمع کر دیجئے، یہاں تک کہ تو ہم کو آپ کی وجہ سے جانے اور آپ کو ہماری وجہ سے، اس لئے کہ آپ مومنین کے لئے نہایت مہربان اور رحمدل تھے، ہم جو آپ پر ایمان لائے اس کا بدلہ نہیں تلاش کرتے ہیں اور نہ کبھی اس کے عوض میں کوئی قیمت چاہتے ہیں لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے اور لوگ نکل رہے تھے اور دوسرے داخل ہو رہے تھے یہاں تک کہ جب مرد نماز سے فارغ ہوگئے پھر عورتیں داخل ہوئیں پھر بچے داخل ہوئے۔[3]

حضرت[4] علیؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چارپائی پر رکھا گیا حضرت علیؓ نے فرمایا آپ کی نمازِ جنازہ کے لئے کوئی امام نہ بنے وہ زندگی اور وفات میں تمہارے امام ہیں لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کر کے داخل ہوتے اور صف در صف ہو کر نماز پڑھتے اور تکبیر پڑھتے، ان کا کوئی امام نہ ہوتا اور حضرت علیؓ حضورؐ کے برابر کھڑے

---

[1] واخرج الواقدی، [2] قال الواقدی، [3] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۲۶۵ واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۶۹ ایضاً عن الواقدی عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نحوہ، [4] واخرجہ ج ا بن سعد ج ۲ صفحہ ایضاً،

ہوئے کہہ رہے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اے میرے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر اتارا گیا آپؐ نے اس کی تبلیغ کی اور اپنی اُمّت کو نصیحت کی اور اللہ کے راستے میں یہاں تک جہاد اور کوشش کی کہ اللہ پاک نے اپنے دین کو عزت دی اور اللہ کا کلمہ پورا ہوا۔ اے میرے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے کر جو اس چیز کا اتباع کرتے ہیں کہ آپؐ پر اتاری گئی اور ہمیں آپؐ کے بعد ثابت رکھ، اور ہمیں آپؐ کے ساتھ جمع کر دے اور لوگ آمین کہتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپؐ پر تمام مردوں نے نماز پڑھی، اس کے بعد عورتوں نے، پھر بچوں نے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کا حال

اور آپؐ کے فراق میں ان کی گریہ وزاری

حضرت [2] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی صبح کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ لوگ کچھ سرگوشیاں سی کر رہے ہیں آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ کان لگائے کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ پھر آپ کو اطلاع دے چنانچہ غلام نے عرض کیا کہ میں نے سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، یہ بات حضرت ابوبکرؓ کے لئے انتہائی رنجدہ ہوئی اور آپ کہنے لگے، ہائے میری کمر کا ٹوٹ جانا، اور مسجد میں پہونچ بھی گئے۔ لوگوں کو اپنے رنج کی وجہ سے یہی گمان رہا کہ آپ پہونچے نہیں ہیں۔ [3]

حضرت [4] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب حضورؐ کی وفات ہوگئی نکلے اور حضرت عمرؓ لوگوں سے کلام کر رہے تھے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے عمر! بیٹھ جاؤ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا امّا بعد! جو تم میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (سن لے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور جو تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ، اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی وفات نہ ہوگی، بے شک اللہ پاک نے فرمایا ہے:۔

---

[1] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۵۵، [2] اخرج ابن خسرو، [3] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۵۴، [4] واخرج عبدالرزاق وابن سعد وابن ابی شیبۃ واحمد والبخاری وابن حبان وغیرہم،

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پ ۴)

ترجمہ: "اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپؐ کا انتقال ہو جاوے یا آپؐ شہید ہو جاویں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے۔ اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جاوے گا تو خدائے تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو۔" حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں خدا کی قسم! ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی تلاوت سے قبل نہیں جانتے تھے کہ یہ آیۃ اُتری تمام حضرات نے حضرت ابوبکرؓ سے اس آیۃ کو لیا اور جس بشر نے بھی اس آیۃ کو سنا اس کی تلاوت کرتا رہا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں بالکل غافل تھا مگر اس وقت میرے ذہن میں یہ آیۃ آئی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے اس کی تلاوت فرمائی میں اپنے پیر زمین پر رگڑنے لگا اور میرے پیروں میں مجھے سنبھالنے کی تاب نہیں رہی اور میں زمین پر گرا پڑتا تھا اور جب میں نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ آیۃ سُنی تو میں نے جان لیا کہ آنحضرتؐ کی وفات ہو گئی۔[۱]

حضرت[۲] عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کرامؓ کو اتنا رنج شدید ہوا کہ بعض صحابہؓ کا تو یہ حال تھا کہ جیسے انھیں وسوسہ اور جنون ہو گیا ہو میں بھی انھیں لوگوں میں سے تھا، ایک روز میں مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی جا رہی تھی، میرے پاس سے حضرت عمرؓ گذر گئے اور مجھے اس بات کی قطعاً خبر نہ ہوئی اس لئے کہ مجھے انتہائی رنج تھا حضرت عمرؓ نے جا کر حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ سُناؤں؟ میں حضرت عثمانؓ کے پاس سے گذرا اور انھیں سلام کیا تو انھوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔[۳]

حضرت عبد[۴] الرحمن بن سعید بن یربوعؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیؓ بن ابی طالب چہرہ ڈھکے ہوئے رنجیدہ تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے وہ پیش آئی ہے جو تمھیں نہیں پیش آئی حضرت ابوبکرؓ نے حاضرین سے کہا سُنو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں تم لوگوں سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے کسی کو دیکھا کہ جس نے مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رنج منایا؟

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۹ ۔ [۲] واخرج ابن سعد ج ۲ صفحہ ۸۴ ۔ [۳] فذکر الحدیث بطولہ کما سیأتی فی السلام، [۴] واخرج ابن سعد ج ۲ صفحہ ۸۴ ،

حضرت[1] اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم سب ازواج ایک جگہ جمع تھیں اور رو رہی تھیں، اس وقت نیند کا ہمارے پاس کام کیا تھا؛ حضورؐ ہمارے گھروں میں تھے ہم آپؐ کو چارپائی پر دیکھ کر تسلی پکڑ رہے تھے، اچانک ہم نے کُدالوں کی آواز صبح ہی صبح سُنی، اس کے ساتھ ہی ہم سب کی چیخ نکلی اور اہلِ مسجد بھی رونے چلانے لگے اس کے بعد تمام مدینہ میں ایک ہی چیخ و پکار تھی حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی، جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو رو پڑے اور بہت پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ہم سب کے حزن وملال میں اور زیادہ اضافہ کر دیا لوگوں نے آپؐ کی قبر کی طرف داخلہ کا ارادہ کیا تو لوگوں کی آمد سے دروازہ بند کر لیا گیا پس ہائے رے وہ مصیبت! اس مصیبت کے بعد جو مصیبت ہم کو پہونچتی ہے آسان ہو جاتی ہے جبکہ ہم آپؐ کے ساتھ کی مصیبت کو یاد کر لیتے ہیں۔[2]

حضرت ابو ذویب[3] ہذلیؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور تمام اہلِ مدینہ میں اس طرح رونے کی آواز تھی جیسا کہ احرام باندھنے والے حاجی ایک دم سے تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کرتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؛ لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔[4]

حضرت[5] عبید اللہ بن عمیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو مکہ میں عامل حضرت عتاب بن اسیدؓ تھے جب اہلِ مکہ کو آپؐ کی وفات کی خبر پہونچی مسجد الحرام سے بے اختیار رونے کی آواز نکلی اور حضرت عتابؓ وہاں سے نکل کر مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں چلے گئے ان کی خدمت میں حضرت سہیل بن عمروؓ آئے اور کہا لوگوں میں چلئے اور ان سے بات کیجئے، انھوں نے جواب دیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی مجھ میں کلام کی طاقت نہیں رہ گئی، حضرت سہیلؓ نے کہا آپ میرے ساتھ چلئے میں آپ کی طرف سے اس کام کو انجام دوں چنانچہ دونوں حضرات مسجد الحرام میں آئے، حضرت سہیلؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ جیسا خطبہ دیا اور اس میں کوئی کمی نہیں کی، حضورؐ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے فرمایا تھا جبکہ حضرت سہیل بن عمروؓ جنگِ بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئے تھے (اے ابن خطاب!) تمھیں کس چیز نے آمادہ کیا کہ تم اس کے دونوں دانت اکھاڑنا

---

[1] واخرج الواقدی [2] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۲۷۱ ورواہ ابن سعد مختصراج ۲ صفہ ۱۳۱۲ [3] واخرج ابن مندہ وابن عساکر [4] کذا فی الکنزج ۴ صفہ ۵۸ [5] واخرجہ ابن اسحاق بطولہ کما سنذکر فیما قالت الصحابہؓ علی وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم
[5] اخرج سیف وابن عساکر،

چاہتے ہو؟ عنقریب اللہ پاک اسے ایک ایسے مقام پر قائم کرے گا جو تمہیں پسند ہوگا، یہ وہی مقام تھا جس کی طرف حضورؐ نے اشارہ فرمایا تھا اور حضرت سہیلؓ نے حضرت عتابؓ کے تمام عمل اور ان کے گرداگرد کے تمام کاموں کے سنبھالنے کے فرائض انجام دیئے۔[1]

حضرت[2] ابوجعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ کو حضورؐ کے وصال کے بعد ہنستا ہوا نہیں دیکھا، مگر کبھی کبھی ہنسنے کی طرف کسی قدر میلان کا اظہار ہو جاتا تھا۔

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد صحابۂ کرامؓ نے کیا کہا؟

حضرت[3] محمد بن اسحاقؓ اپنے والد سے یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا آج کے دن ہم نے اللہ کے کلام اور اس کی وحی کو گم کر دیا۔[4]

حضرت[5] انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات ہوئی حضرت اُمِ ایمنؓ روئیں ان سے دریافت کیا گیا تمہیں حضورؐ پر کس چیز نے رُلایا؟ فرمانے لگیں میں جانتی تھی کہ بیشک حضورؐ کی وفات ہوگی، لیکن میں اس بات پر روتی ہوں کہ اب ہم لوگوں سے وحی اُٹھالی گئی۔

ایک[6] روایت میں اس طرح پر ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت اُمِ ایمنؓ کے پاس ان کی زیارت کے لئے چلو جب ہم ان کے پاس پہونچے تو وہ ہمیں دیکھ کر رو پڑیں، ان حضرات نے ان سے پوچھا آپ کس لئے روتی ہیں؟ حضورؐ کے لئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے، انھوں نے جواب دیا خدا کی قسم میں اس لئے نہیں روتی ہوں کہ میں یہ نہیں جانتی کہ حضورؐ کیلئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے لیکن میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ وحی کا آسمان سے آنا بند ہو گیا، اس بات نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا اور یہ حضرات بھی رونے لگے۔[7] حضرت[8] طارقؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات ہوگئی تو حضرت اُمِ ایمنؓ نے رونا شروع کر دیا ان سے دریافت کیا گیا اے اُمِ ایمنؓ آپ کیوں روتی ہیں؟ کہنے لگیں میں آسمانی خبروں پر روتی ہوں

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۲۶ [2] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۸ [3] اخرج ابو اسمٰعیل الھروی فی دلائل التوحید، [4] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۵۰ [5] واخرج احمد [6] وعند البیہقی [7] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۲۷۴ واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ ومسلم وابو یعلی وابو عوانۃ عن انس مثلہ کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۸ وابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۶۲ عن انس نحوہ، [8] وعند ابن ابی شیبۃ،

کہ ان کا سلسلہ منقطع ہوگیا[1]۔ حضرت موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت اُمِ ایمنؓ نے جواب دیا کہ میں ان آسمانی خبروں پر روتی ہوں جو ہمارے پاس دن و رات تازہ بتازہ نو بنو آیا کرتی تھیں، ان کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور وہ جاتی رہیں، میں تو اسی پر روتی ہوں، حضرات صحابہؓ نے ان کے اس قول سے بڑا تعجب کیا۔[2]

حضرت[3] ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی تمام صحابۂ کرامؓ آپؐ پر روئے اور کہا خدا کی قسم! ہم اس بات کو زیادہ دوست رکھتے تھے کہ ہماری آپؐ سے پہلے وفات ہو جاتی اور ہمیں ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ ہم آپؐ کے بعد فتنہ میں مبتلا ہو جائیں یہ سُن کر حضرت معن بن عدیؓ نے کہا لیکن مجھے خدا کی قسم! یہ بات محبوب نہیں تھی کہ میں آپؐ سے پہلے مروں تاکہ میں آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی تصدیق کروں جس طرح پر کہ میں نے آپؐ کی حینِ حیات میں آپؐ کی تصدیق کی،[4]

حضرت[5] انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ سخت مریض ہوئے درد کی وجہ سے آپؐ پر بے ہوشی کا دورہ پڑا، حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے میرے باپ کی تکلیف! آپؐ نے ان سے فرمایا آج کے دن کے بعد تیرے ابا جان پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی جب حضورؐ کی وفات ہوگئی حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے میرے والدِ محترم! ان کے رب نے انھیں بلایا اور انھوں نے رب کی پکار پر لبیک کہی، ہائے میرے والدِ محترم! جنت الفردوس ہیں ان کا ٹھکانا ہوگیا اے میرے والدِ محترم! میں حضرت جبرئیلؑ کو آپؐ کی خبرِ وفات سے مطلع کرتی ہوں، جب حضورؐ دفن ہوئے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اے انس! کیا تمھارے نفوس کو یہ بات پسند آگئی کہ تم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی؛

امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اے انس! کیا تمھارے نفوس کو یہ گوارا ہوا کہ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں دفن کیا اور لوٹ آئے؛

---

[1] کذا فی الکنز ج ۴ صفہ ۶۰ واخرجہ ایضا ابن سعد ج ۸ صفہ ۱۶۴ بسندٍ صحیح عن طارق نحوہ، [2] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۲۷۴، [3] واخرج مالک، [4] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۳۳۹ واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۳ صفہ ۴۴۶ من طریق مالک نحوہ قال فی الاصابۃ ج ۳ صفہ ۴۵۰ وسعید بن ھاشم ای راوی الحدیث عن مالک ضعیف والمحفوظ مرسل عروۃ ۔ انتہی وقد اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۴۶۵ عن عروۃ نحوہ [5] واخرج البخاری،

حماد راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثابتؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ ان کی پسلیاں روتے روتے ایک دوسری پر چڑھ جاتیں، [۱]

حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ نے آپؐ کی وفات پر اظہارِ غم میں یہ اشعار کہے :۔

اشعار

لھف نفسی وبت کالمسلوبِ (۱) ارقب اللیل فعلة المحروب

من ھموم وحسرة ارقتنی (۲) لیت انی سقیتھا بشعوب

حین قالوا ان الرسول قد امسی (۳) وافقته منیة المکتوب

حین جئنا لآل بیت محمدؐ (۴) فاشاب القذال منی مشیب

حین رینا بیوته موحشاتٍ (۵) لیس فیھن بعد عیش غریب

فعرانی لذاک حزن طویل (۶) خالط القلب فھو کالمرعوب

ترجمہ اشعار

۱ مجھے اپنے اوپر افسوس ہے میں نے اس طرح رات کاٹی ہے جس طرح وہ آدمی رات کاٹتا ہے جس کا مال چھین لیا گیا ہو اور اس کا سارا مال لٹ گیا ہو، میں رات کی تاریکی کے ازالہ کی منتظر ہوں،

۲ ایسے ہموم اور حسرت کیوجہ سے جس نے میری نیند اڑا دی، کاش! کہ میں موت کا گھونٹ بھر جاتی

۳ جس وقت لوگوں نے کہا کہ حضورؐ نے اس حال میں شام گذاری کہ لکھی ہوئی موت آپؐ کو لگ گئی،

۴ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے پر جس دم ہم پہونچے میری کنپٹی کے سیاہ بال سفید ہو گئے

۵ جس وقت آپؐ کے گھر ہمیں دکھلائے گئے اور وہ وحشت سے پُر تھے، خوش عیشی کے بعد ان گھروں میں ایک مسافر بھی نہ تھا،

۶ ان باتوں سے مجھے ایک طویل رنج نے گھیر لیا اور میرے دل میں یہ رنج پیوست ہو گیا اور وہ دل مرعوب کر دیا گیا،

اور یہ شعر بھی کہے :۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا (۱) وکنت بنا برا ولم تک جافیا

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۲۷۳ واخرجہ ایضا ابن عساکر وابو یعلی عن انس نحو حدیث البخاری کما فی الکنز ج ۴ صفہ ۵۱
واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفہ ۸۳ عنہ نحوہ [۲] واخرج الطبرانی،

وکان بنا برا رحیما نبیّنا ② لیبك علیك الیوم من كان باكیا

لعمری ما ابکی النبی لموتہ ③ ولکن لھرج کان بعدك آتیا

كأن علیٰ قلبی لفقد محمّد ④ ومن حبہ من بعد ذاك المكاویا

أفاطم إصلّی اللہ ربّ محمّد ⑤ علی جدث امسی بیثرب ثاویا

اری حسنا ایتمتہ وترکتہ ⑥ یبکی ویدعو جدہ الیوم نائیا

فدی لرسول اللہ اُمّی وخالتی ⑦ وعمی ونفسی قصرہ وعیالیا

صبرت وبلغت الرسالۃ صادقا ⑧ ومت صلیب الدین ابلج صافیا

فلوان ربّ العرش ابقاك بیننا ⑨ سعدنا ولکن امرہ کانَ ماضیا

علیك من اللہ السّلام تحیّۃ ⑩ وادخلت جنات من العدن راضیا[1]

ترجمہ اشعار

۱ اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے لئے نرم (اور ہماری امیدوں کا سرچشمہ) تھے اور آپ ہم لوگوں کے لئے بھلے تھے اور سختی کرنے والے نہیں تھے،

۲ اے ہمارے نبی! آپ ہم لوگوں کے لئے بھلے اور رحم کرنے والے (اور مہربان تھے) جس کو رونا ہو آج کے دن آپ پر روئے،

۳ میری عمر کی قسم! میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آنسو نہیں بہا رہی، لیکن میں آپ کے بعد آنے والے فتنوں پر آنسو بہا رہی ہوں،

۴ گویا کہ میرے دل پر حضورؐ کے گم ہو جانے سے اور آپؐ کے بعد آپؐ کی محبت سے ایک داغ لگا دیا گیا ہے،

۵ اے فاطمہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب، اللہ عزوجل نے یثرب کی اس قبر پر جس میں شام کو آپؐ نے پناہ پکڑی ہے رحمتوں کی بوچھار کر دی ہے،

۶ میں دیکھ رہی ہوں کہ حسنؓ کو تو نے یتیم کر دیا ہے اور اسکو روتا ہوا چھوڑ دیا ہے اور وہ آج اپنے ان نانا جان کو پکار رہے ہیں جو دور چلے گئے،

۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری ماں (میرا ماموں) میری خالہ میرے چچا میری جان میرا مکان اور میرے عیال سب قربان جائیں،

۸ آپؐ نے مصائب پر صبر کیا اور انتہائی صداقت کیساتھ رسالت کی تبلیغ کی،

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۹ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن - انتہی،

اور آپ نے اس حال میں وفات پائی کہ دین کی ہر کجی صاف کر دی اور دین کو روشن کر دیا

۹ پس کاش! اگر رب العرش آپ کو ہمارے درمیان باقی رکھتا تو ہم کامیاب اور نیک بخت ہوتے لیکن اللہ پاک کا امر نافذ ہو کر رہا،

۱۰ آپ پر اللہ کیجانب سے تحیہ و سلام ہو، آپ جنات عدن میں راضی ہو کر داخل ہو گئے،

حضرت[۱] محمد بن علی بن حسینؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حضرت صفیہؓ نکلیں اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں ؎

قد کان بعدک انباء وھنبثۃ لو کنت شاھدھا لم یکثر الخطب[۲]

ترجمہ:۔ "آپ کے بعد ایسے مصائب اور مختلف شدائد آئے اگر آپ ان کو دیکھ لیتے تو کسی مصیبت کو کثیر نہ سمجھتے"۔

حضرت[۳] غنیم بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے چند کلمات سُنے جو انھوں نے حضورؐ کی وفات پر کہے:۔

الا لی الویل علی محمد قد کنت فی حیاتہ بمقعد

ابیت لیلی امنا الی الغد[۴]

ترجمہ:۔ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے میری تباہی و بربادی ہو گئی ہیں آپؐ کی زندگی میں ایسی جگہ پر تھا کہ میں اپنی ساری رات آرام سے صبح تک بسر کرتا رہا"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں صحابۂ کرامؓ کی گریہ وزاری

حضرت[۵] زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کسی رات پہرہ داری کے لئے نکلے، ایک گھر میں چراغ جلتا ہوا دیکھا، جب اس گھر کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنا اُون کاتنے کے لئے دھنک رہی ہے اور وہ کہتی جا رہی ہے ؎

اشعار

علی محمد صلوۃ الابرار ـــــ صلی علیک المصطفون الاخیار

---

[۱] وعند الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۹ رجالہ رجال الصحیح الا ان محمدا لم یدرک صفیۃ انتہی، [۳] واخرج البخاری والبغوی [۴] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۴ واخرجہ البزار نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۹ رجالہ رجال الصحیح غیر بشر بن آدم وہو ثقۃ واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۸۹ بمعناہ، [۵] اخرجہ ابن المبارک وابن عساکر،

قد کنت قواما بکی الاسحار (۲) یالیت شعری والمنایا اطوار
هل تجمعنی وحبیبی الدار

ترجمۂ اشعار

۱ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھلے لوگوں کا درود ہو، آپؐ پر چیدہ چیدہ بھلے لوگ درود بھیجتے ہیں،

۲ آپؐ راتوں کو عبادت کرنے والے اور اوقاتِ صبح میں گریہ وزاری کرنے والے تھے، اور موت کے لئے مختلف طریقے ہیں اے کاش اکہ میں جان لیتی کہ مجھے اور میرے حبیبؐ کو کیا کوئی گھر جمع کریگا؟ حبیب سے مُراد وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے رہی تھی، یہ سُن کر حضرت عمرؓ بیٹھ کر رونے لگے اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ بڑھیا کے دروازے کو کھٹکھٹایا، بڑھیا نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب ہے، بڑھیا نے کہا کہ مجھے اور عمرؓ سے کیا واسطہ؟ اور عمرؓ کو ایسے ناوقت میں کیا چیز لائی؟ آپ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تم دروازہ کھولو تم پر کوئی خطرہ نہیں، چنانچہ اس ضعیفہ نے حضرت عمرؓ کے لئے دروازہ کھولا، آپ اندر گئے اور آپ نے کہا تو مجھ پر اپنے انھیں کلمات کا اعادہ کر، جو تو نے ابھی کہے ہیں چنانچہ اس ضعیفہ نے ان کا اعادہ کیا جب وہ اپنے آخری قول پر پہونچی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے دونوں کے ساتھ داخل کرے۔ بڑھیا نے کہا وعمرؓ فاغفِر لهٗ یَا غفّارُ۔ ترجمہ: " اور عمر کی بھی اے مغفرت کرنے والے مغفرت کردے،، حضرت عمرؓ راضی ہو گئے اور لوٹ آئے [۱]

ایک [۲] روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو میں نے نہیں سُنا کہ انھوں نے حضورؐ کا تذکرہ کیا ہو اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو نہ جاری ہوئے ہُوں، حضرت مثنیٰ بن [۳] سعید زارع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی رات ایسی نہیں جسمیں میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا ہُوں، اور اس کے بعد روتے،

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۳۸۱،
[۲] واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۶۸ عن عاصم بن محمد عن ابیہ،
[۳] واخرج ابن سعد ج ، صفہ ۲۰،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنیوالوں کو صحابۂ کرامؓ کا مارنا

حضرت[1] کعب بن علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ غرفہ بن حارث کندیؓ نے جو حضورؐ کے اصحابؓ میں سے ہیں ایک نصرانی کو سُنا کہ وہ حضورؐ کی شان میں کلماتِ نازیبا کہہ رہا تھا، انھوں نے اسے مارا اور اس کی ناک اچھی طرح کوٹ دی، اس نصرانی نے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس مرافعہ دائر کیا تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے غرفہؓ سے کہا، ہمارا ان لوگوں کے ساتھ معاہدہ ہے (جس کی پابندی کرنی ہے) یہ سن کر حضرت غرفہؓ نے کہا اللہ کی پناہ! ہم ان کے معاہدہ کا اس گستاخی پر بھی لحاظ رکھیں؟ کہ آپؐ کی شان میں یہ نازیبا باتیں کہیں؟ ہمارا معاہدہ تو ان لوگوں سے صرف اس بات پر ہے کہ ہم ان کی اور ان کی عبادت گاہوں میں حائل نہ ہوں، اس یہ لپنے گرجاؤں میں جو چاہیں کہیں اور اس بات پر ہے کہ ہم ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بار نہ ڈالیں، اور اگر کوئی دشمن ان پر چڑھ کر آئے تو ہم ان کی طرف سے اس کا مُقابلہ کریں اور ہم ان کے اور ان کے احکام کے درمیان انھیں چھوڑے رکھیں ہاں اگر یہ ہمارے احکام پر راضی ہو جائیں تو ہم ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مُطابق فیصلہ نافذ کریں گے اور اگر یہ اپنے معاملات میں ہم سے واسطہ نہ رکھیں گے تو ہمیں ان سے تعارض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ سُن کر حضرت عمروؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو، [2]

حضرت[3] غرفہ بن حارثؓ فرماتے ہیں یہ حضورؐ کے صحابیؓ ہیں اور حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ کے ساتھ رہ کر یمن میں مُرتدین سے جہاد بھی کیا ہے ان کا گذر مصر کے ایک نصرانی پر ہوا جس کا نام مندقون تھا، اس کو انھوں نے اسلام کی دعوت دی، اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، حضرت غرفہؓ نے اسے مارا پیٹا، اس نے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس شکایت کی، حضرت عمروؓ نے غرفہؓ کو آدمی بھیج کر بلایا اور کہا ہمارا ان

---

[1] اخرج ابن المبارک عن حرملۃ بن عمران، [2] کذا فی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۱۹۳ واخرجہ البخاری فی تاریخہ عن نعیم بن حماد عن عبداللہ بن المبارک عن حرملۃ باسنادہ نحوہ واسنادہ صحیح کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۱۹۵، [3] واخرجہ الطبرانی،

سے معاہدہ ہے، باقی حدیث اوپر جیسی ہے، [1]

حضرت کعب بن علقمہؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت غرفہ بن حارث کندیؓ جنھیں حضورؐ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، کسی ذمی آدمی پر گذرے اور اسے حضرت غرفہؓ نے اسلام کی دعوت دی، اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اظہارِ بے ادبی کیا تو حضرت غرفہؓ نے اسے قتل کر دیا، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا ان لوگوں نے ہمارے ساتھ عہد کر کے اطمینان پکڑا ہے حضرت غرفہؓ نے کہا ہمارا ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے بارے میں تکلیف پہونچائیں اور اوپر جیسی حدیث بیان کی،

فرمانِ نبویؐ کی بجا آوری

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو نخلہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان سے کہا تم وہیں رہنا اور قریش کی خبروں کو ہمارے پاس لانا اور ان کو لڑنے کا حکم نہیں دیا اور ان کی یہ روانگی اشہر حرم میں سے کسی مہینے میں واقع ہوئی اور اس سے پہلے کہ انھیں آپؐ بتائیں کہ یہ کہاں جائیں گے؟ ان کے لئے آپؐ نے ایک تحریر لکھی، اور آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم اور تمھارے ساتھی چلو جب دو دن کی مسافت طے کر لو تو اپنے اس خط کو کھولنا اور دیکھنا کہ میں نے تمھیں اس خط میں کس بات کا حکم دیا ہے؟ اسی کی پیروی کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی پر اپنے ساتھ چلنے میں جبر نہ کرنا چنانچہ جب یہ دو دن چلے نامہ مبارک کو کھولا اس میں لکھا ہوا تھا کہ تم نخلہ تک چلو اور ہمارے پاس جو خبر تمھیں قریش سے پہونچے اس کی اطلاع دو، یہ پڑھ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا حضورؐ کا کہا سننا ہے اور آپ کی فرماں برداری کرنی ہے تم میں سے جس کسی کے لئے شہادت میں رغبت ہو وہ میرے ساتھ چلے میں آپؐ کے امر کو پورا کر کے رہوں گا اور جو تم میں سے اسے ناپسند کرے وہ لوٹ جائے

---

[1] قال الهیثمی ج ۶ صفحہ ۱۳ وفیہ عبداللہ بن صالح کاتب اللیث قال عبدالملک بن سعید بن اللیث ثقۃ مامون وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ ثقات - اھ - واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۰۰ نحوہ [2] وعند ابن عساکر

[2] اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۵۸ من طریق ابن اسحاق عن یزید بن رومان،

اس لئے کہ حضورؐ نے مجھے تم میں سے کسی ایک پر جبر کرنے سے منع فرما دیا ہے چنانچہ آپ کے ساتھ قوم چلی، جب بحران میں پہونچے تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عتبہ بن غزوانؓ نے اپنی اونٹنی گم کردی، جس پر یہ نوبت بہ نوبت سوار ہوئے تھے، اس کی تلاش میں یہ دونوں حضرات، حضرت عبداللہؓ سے پیچھے رہ گئے، اور تمام لوگ چل دیئے اور نخلہ پر جاکر ٹھہر گئے ان لوگوں پر عمرو بن حضرمی اور حکم بن کیسان اور عبداللہ کے دونوں بیٹے عثمان اور مغیرہ گذرے جن کے پاس مالِ تجارت میں چمڑے اور کشمشیں تھیں جسے طائف سے لا رہے تھے جب انھیں حضرات صحابہؓ نے دیکھا تو ان کی طرف حضرت واقد بن عبداللہؓ نے سر اونچا کیا اور یہ سر منڈائے ہوئے تھے جب ان کا سر منڈا ہوا دیکھا تو ان تاجروں کی جماعت نے کہا کہ یہ لوگ تو عمرہ کرنے والے ہیں تمھارے اوپر ان سے کوئی خطرہ نہیں، اور ہر صحابہ کرامؓ نے ان کے بارے میں مشورہ کیا اور یہ رجب کی آخری تاریخ تھی، اور کہا اگر تم ان لوگوں کو قتل کردو گے تو انھیں مہینۂ حرام میں قتل کرو گے اور اگر تم انھیں چھوڑ دیتے ہو تو یہ اسی رات حدودِ حرم میں داخل ہو جائیں گے (اس لئے کہ سرزمینِ حرم کچھ دور نہیں) تو تم سے محفوظ ہو جائیں گے، تمام صحابہؓ نے ان کے قتل پر اتفاق کیا، چنانچہ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمیؓ نے عمرو بن حضرمی کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا، اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان گرفتار ہوئے اور مغیرہ بھاگ گیا اور آپؐ کے اصحابؓ اسکے پکڑنے سے عاجز ہو گئے، یہ حضرات اس تجارتی قافلہ کو آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے حضورؐ نے ان حضرات سے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم لوگوں کو مہینۂ حرام میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا، آپؐ نے دونوں قیدیوں کو اور سامانِ تجارت کو روکے رکھا اور اس میں سے کچھ نہیں لیا، اور جب حضورؐ نے حضرات صحابہؓ سے یہ بات کہی کہ میں نے تمھیں مہینۂ رجب میں لڑنے کے لئے نہیں کہا تھا تو حضرات صحابہؓ کو بڑی ندامت ہوئی انھوں نے یہ گمان کیا کہ یہ تباہ ہو گئے، اور ان کے مسلمان بھائیوں نے بھی انھیں اس بات پر ملامت کی، اور جب قریش کو اس بات کی اطلاع ملی تو قریش نے کہا محمد نے مہینۂ حرام میں خون بہایا، مال لیا، اور اس مہینہ میں آدمی گرفتار کئے، اور مہینۂ حرام میں ان باتوں کو حلال سمجھا تو اس بارے میں اللہ پاک نے یہ آیت اتاری: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکُفْرٌ بِہٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط (سورۂ بقرہ رکوع ۲۷، پ ۲)

ترجمہ :- "لوگ آپ سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر قتال کرنا (یعنی عمداً) جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے انکو اس سے خارج کر دینا جرم عظیم ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔"

اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا قتل سے زیادہ بڑا ہے جب یہ آیتہ اتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامانِ تجارت پر قبضہ کیا اور ان دو قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا تو ان مسلمانوں نے کہا کیا ہمارے لئے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ یہ ہمارا غزوہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انکے بارے میں یہ آیتہ اتاری :- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۷، پ ۲) - ترجمہ :- "حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترکِ وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو، ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو) معاف کر دیں گے اور (تم پر) رحمت کریں گے۔" یہ آٹھ حضرات تھے اور نویں ان کے امیر حضرت عبد اللہ بن جحش تھے۔[1]

حضرت[2] جندب بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث کی سرکردگی میں ایک جماعت روانہ فرمائی پس یہ جماعت جانے لگی حضرت عبیدہ بن حارث آپ کے عشق میں رو دیئے ان کی جگہ آپ نے دوسرے صحابی جن کو حضرت عبد اللہ بن جحش کہا جاتا ہے کو روانہ کیا اور ان کو ایک پروانہ لکھ کر دیا اور انھیں حکم فرمایا کہ اس نامۂ مبارک کو فلاں فلاں مقام سے قبل نہ پڑھیں اور ہرگز اپنے ساتھیوں میں سے اپنے ساتھ چلنے کے بارے میں جبر نہ کریں جب عبد اللہ اس مقام

---

[1] واخرج ابو نعیم ہذہ القصۃ من طریق ابی سعید البقال عن عکرمۃ عن ابن عباس مطولۃ وکذا رجہا الطبری من طریق اسباط بن نصر عن السدی کما فی الاصابۃ ج ۳ صـ ۲۲۶ [2] واخرج البیہقی بنحوہ ج ۹ صـ ۱۱

پر پہونچے نامہ مبارک پڑھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا سنا اور اس کی اطاعت کی، راوی کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی انکے ساتھیوں میں سے واپس آگیا اور باقی ان کے ساتھ چلے ان لوگوں کی ابن حضرمی سے ملاقات ہوئی اور اسے قتل کر دیا اور انھیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ جمادی الآخر کا مہینہ ہے یا رجب کا شروع، مشرکین نے کہا کہ شہر حرام میں ابن حضرمی کی جماعت کو ان لوگوں نے مارا ہے اس پر یہ آیتہ اتری۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط (سورہ بقرہ ع ۲۷ ترجمہ اوپر گذر چکا، اس پر بعض مسلمانوں نے کہا کہ سریّہ نے کوئی غلط کام نہیں کیا لیکن ان کے لئے ثواب نہیں، تب اللہ پاک نے یہ آیتہ اتاری اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لا اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۂ بقرہ ع ۲۷) (ترجمہ اوپر گذر چکا)[۱]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب میں حکم دیا کہ کوئی عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہونچنے سے پہلے نہ پڑھے بعض صحابہؓ کو عصر کا وقت راستہ میں آگیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ جب تک ہم بنی قریظہ نہ پہونچ لیں گے نماز نہ پڑھیں گے، اور بعض نے کہا بلکہ ہم پڑھیں گے آپؐ کا مقصد اس کہنے سے یہ نہیں (بلکہ وہاں جلد پہونچنا ہے) جب حضورؐ سے اس کا ذکر آیا آپؐ نے ان میں سے کسی پر کوئی تنبیہ نہیں کی،[۲]

حضرت کعب[۳] بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگِ احزاب سے واپس آئے آپؐ نے اپنی زرہ پہنی اور دھونی لی، رحیم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور انھوں نے فرمایا آپ کو جنگ سے کیا عذر ہے؟ کیا میں آپ کو نہیں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنی زرہ اتار دی ہے؟ حالانکہ ہم ملائکہ نے لباسِ جنگ نہیں اتارا، حضورؐ گھبرا کر اٹھے، اور لوگوں سے پختگی کے ساتھ فرمایا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہونچنے سے پہلے نہ پڑھو، چنانچہ صحابہ کرامؓ

---

[۱] واخرج ابن ابی حاتم عن جندب بن عبداللہ نحوہ کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۵۱ [۲] واخرج البخاری، [۳] وہکذا رواہ مسلم، [۴] واخرج الطبرانی،

ہتھیاروں سے لیس ہو کر نکلے اور ابھی بنی قریظہ تک نہ پہونچے تھے کہ آفتاب چھپنے کے قریب ہو گیا اور ان حضرات نے آپس میں نمازِ عصر کے بارے میں جھگڑا کیا، بعض نے کہا نماز پڑھ لو اس لئے کہ حضورؐ نے ارادہ ترکِ صلوٰۃ کا نہیں فرمایا، اور بعض نے کہا حضورؐ نے ہم سے پختگی سے فرمایا ہے کہ ہم بنی قریظہ میں پہونچنے سے پہلے نماز نہ پڑھیں ہم حضورؐ کی اس عزیمت کے ماتحت ہیں، ہم پر کوئی گناہ نہیں چنانچہ ایک جماعت نے ایمان کے ڈر اور ثواب کی نیت سے نماز پڑھی اور ایک جماعت نے جب تک بنی قریظہ نہیں پہونچ لئے نماز نہیں پڑھی اور جب سورج غروب ہو گیا تب عصر کی نماز پڑھی ایمان کے ڈر اور ثواب کی نیت سے، آپؐ نے ان دونوں جماعتوں میں سے کسی پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، [۱]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ حنین میں جس وقت مسلمانوں سے وہ بات دیکھی جو دیکھی تھی فرمایا اے عباس! بلند آواز سے پکارو، اے جماعتِ انصار! اے اصحابِ شجرہ! چنانچہ انھوں نے پکارا اور ان حضرات نے لبیک! لبیک! کہتے ہوئے جواب دیا بعض صحابہؓ اپنے اونٹ کی نگہداشت کے لئے جا رہے تھے سو یہ آواز سن کر انھیں قدرت نہ ہوئی اور اپنی زرہ کو اپنی گردن سے پھینکا (مبادا تیز رفتاری میں الجھاؤ پیدا کرے) اور اپنی تلوار اور ڈھال لی اور آواز کی طرف لپک لئے، چنانچہ حضورؐ کے پاس ان حضرات میں سے سو جمع ہوئے اور لوگوں کا مقابلہ کیا اور ان سے لڑے اور یہ حضرت عباسؓ کی پکار شروع میں انصار کے لئے (سلسلہ بہ سلسلہ) ہوئی اور آخر میں قبیلہ خزرج کے لئے، اور یہ حضرات لڑائی کے وقت میں بہت صبر کرنے والے تھے حضورؐ نے اپنے سواروں کی طرف گردن اٹھائی اور قوم کی بہادری دیکھی تو فرمایا اب کنکریوں کے گرماؤ کا وقت ہے، (یہ محاورہ ہے جو انتہائی کوشش کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم! حضرات صحابہؓ کی اس مراجعت پر کچھ دیر نہ لگی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بازو بندھے ہوئے قیدی دکھائی دینے لگے، اور مشرکین میں سے جن کو قتل ہونا تھا قتل کئے گئے۔ اور جن کو شکست کھانی تھی وہ شکست کھا گئے اور اللہ پاک

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۴۰ رجالہ رجال الصحیح غیر ابن ابی المعذیل وہو ثقۃ۔ اہ۔ واخرجہ البیہقی بنحوہ عن عبید اللہ بن کعب بن مالک ومن حدیث عائشہؓ اطول منہ کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۷، [۲] واخرج البیہقی،

نے ان کفار کا مال اور ان کی اولادیں آپ کو فئے (مال غنیمت) میں دیں،

ایک[۱] روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عباس! اصحاب سمرہ (کیکر کے نیچے بیعت ہونے والے صحابہؓ) کو آواز دو، حضرت عباسؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم! جب انھوں نے میری آواز سُنی تو اس طرح سے آپؐ کی طرف مائل ہوئے جیسے گائے اپنے بچھڑے کی طرف لپکتی ہے اور انھوں نے میری آواز پر یا لبیکاہ! یا لبیکاہ! کہا یعنی ہم آئے، ہم آئے،[۲]

حضرت[۳] عکرمہؓ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح کی چونکہ خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ جاہلیت میں حلیف تھے اور بنو بکر قریش کے حلیف تھے لہٰذا اس صلح میں بھی خزاعہ آپؐ کے ساتھ رہے اور بنو بکر قریش کے ساتھ خزاعہ اور بنو بکر میں جنگ و جدال تھا تو بنو بکر کی قریش نے ہتھیاروں اور کھانے سے امداد کی اور ان کی مدد کے لئے نکلے لہٰذا بنو بکر کو کامیابی ہوئی اور خزاعہ کے بہت لوگ مارے گئے اس کے بعد قریش کو خطرہ ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہو، تو ابوسفیان سے کہا تم محمد کے پاس جاؤ اور حلیف کے معاملہ کو باقی رکھتے ہوئے لوگوں کے درمیان صلح کرا آؤ، ابوسفیان چلے اور مدینہ پہونچے، حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا ابوسفیان تم لوگوں کے پاس آیا ہے اور بغیر حاجت پورا ہوئے راضی ہو کر واپس جائے گا چنانچہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوبکر! حلفاء کے معاملہ کو باقی رکھو اور لوگوں کے درمیان صلح کرا دو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ بات میرے بس کی نہیں اللہ اور اس کے رسول کے اختیار میں ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس پہونچا اور آپ سے بھی اسی طرح کہا جس طرح کہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں قریش کے معاہدہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ جدید صورت جو پیدا ہوئی ہے اس کی تو اللہ نے آزمائش کرادی اور جو سخت ہے اس معاہدہ کو بھی اللہ کاٹ کر رہے گا، ابوسفیان نے کہا میں نے آج کے دن کی طرح قوم کی طرف سے وکالت کرنے والا (ان جیسا) نہیں دیکھا، اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کے پاس آیا اور کہا اے فاطمہ! کیا تمھیں ایسے معاملہ

---

[۱] وعند ابن وہب من حدیث العباسؓ فذکرہ ، [۲] ورواہ مسلم عن ابن وہب کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۳۱ وقد اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰ حدیث العباس بطولہ فذکر نحوہ [۳] واخرج ابن ابی شیبۃ،

میں رغبت ہے کہ تم اس میں اپنی قوم کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ، پھر ان سے وہی تذکرہ کیا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کیا تھا، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یہ بات میرے اختیار میں نہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس امر کا اختیار ہے اس کے بعد وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی طرح کہا جس طرح کہ حضرت ابو بکرؓ سے کہا تھا حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا گمراہ آدمی ہی نہیں دیکھا تو لوگوں کا سردار ہے حلیف کے معاملہ کو باقی رکھ اور لوگوں کے درمیان صلح کرے یہ سن کر ابو سفیان نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور کہا میں نے لوگوں کو ان میں سے بعض کو بعض سے پناہ دی اس کے بعد چلا گیا اور اہلِ مکہ کے پاس پہونچا اور انھیں جو کچھ کر کے آیا تھا اس کی اطلاع دی ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے آج کے دن جیسا قوم کا ایلچی نہیں دیکھا، خدا کی قسم! جب ہمارے پاس لڑائی کی خبر لاتا ہے تو ڈرا دیتا ہے اور ہمارے پاس صلح کی خبر لاتا ہے تو ہم مامون ہو جاتے ہیں، [1]

حضرت[2] ابو عزیز بن عمیرؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی کہتے ہیں کہ یوم بدر کے قیدیوں میں سے میں بھی تھا، حضورؐ نے فرمایا قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا میں چند نفر انصار کے پاس تھا جب وہ اپنا صبح کا کھانا لاتے یا شام کا کھانا لاتے تو خود کھجوریں کھاتے اور مجھے حضورؐ کی وصیت کی وجہ سے گیہوں کھلاتے، [3]

حضرت[4] عبد اللہ بن رواحہؓ ایک روز آئے اور حضورؐ خطبہ دے رہے تھے آپؐ سے سنا کہ آپؐ فرما رہے ہیں بیٹھ جاؤ یہ اپنی اسی جگہ مسجد سے باہر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ اپنے خطبہ سے فارغ ہو گئے جب یہ بات حضورؐ کو پہونچی آپؐ نے ان سے کہا۔ اللہ پاک تم میں اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کی طمع زیادہ کرے، [5]

حضرت[6] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جمعہ کے روز ممبر پر تشریف فرما تھے، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے حضورؐ کا یہ فرمان سنا کہ اِجْلِسُوْا وہیں بنی غنم میں بیٹھ گئے، آپؐ سے کہا گیا یا رسول اللہ! وہ دیکھیے ابن رواحہؓ نے آپؐ کی

---

[1] فذکر الحدیث فی فتح مکۃ کما فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۱۶۲، [2] و اخرج الطبرانی فی الکبیر والصغیر، [3] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۶ اسنادہ حسن، [4] واخرج ابن عساکر عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی، [5] کذا فی الکنز ج ۷، صفحہ ۲۵ واخرجہ البیہقی ایضاً نحوہ عن عبد الرحمٰن بسند صحیح کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۳۰۶، [6] واخرجہ ابن عساکر ایضاً۔

آواز سنی کہ آپؐ لوگوں سے فرما رہے تھے بیٹھ جاؤ، وہ اپنی اسی جگہ بیٹھ گئے۔[۱]

حضرت[۲] عطاؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ خطبہ دے رہے تھے آپؐ نے لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ آپؐ کے اس کہنے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو دروازہ پر تھے سنا وہ فوراً بیٹھ گئے، آپؐ نے کہا اے عبداللہ! اندر آؤ۔[۳] حضرت[۴] جابرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لائے، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، اس بات کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سنا اور مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ بن مسعود! آگے آؤ۔[۵]

حضرت[۶] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے اور ہم آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے ایک اونچا قبہ دیکھا دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ کے اصحابؓ نے آپ سے بیان کیا یہ فلاں انصاری آدمی کا ہے، راوی کہتے ہیں آپؐ خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا جب وہ قبہ والے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں کے مجمع میں آپؐ کو سلام کیا، آپؐ نے ان سے چہرۂ مبارک پھرا لیا اسی طرح پر کئی مرتبہ اتفاق ہوا، وہ صحابیؓ اس بات کو جان گئے کہ آپؐ ان پر ناراض ہیں اور اسی وجہ سے ان سے اعراض فرمایا ہے اس بات کی شکایت اپنے ساتھیوں سے کی کہ خدا کی قسم میں حضورؐ کا رخ اپنے سے متغیر پاتا ہوں، ساتھیوں نے بتایا کہ آپؐ نکلے تھے، تمہارا قبہ دیکھا تھا حضرت انسؓ فرماتے ہیں وہ صحابیؓ اپنے قبہ کی طرف واپس گئے اور مسمار کرکے زمین کے برابر کر دیا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اس قبہ کو نہ دیکھا تو دریافت فرمایا کہ وہ قبہ کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ والے نے آپ کے اعراض کرنے کی ہم سے شکایت کی، ہم نے اسے بتایا تو اس نے وہ قبہ ڈھا دیا، آپؐ نے فرمایا سن لو ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے، مگر وہ عمارت نہیں جس کی ضرورت سخت ہو، ایک[۷] دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے

---

[۱] کذا فی الکنز ج، ص ۱۵۵ وہکذا اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والبیہقی من حدیث عائشۃؓ قال الہیثمی ج ۹ ص ۳۱۶ وفیہ ابراہیم بن اسمٰعیل بن نجیح وہو ضعیف وقال فی الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۶ والمرسل اصح [۲] واخرج ابن ابی شیبۃ، [۳] کذا فی الکنز ج، ص ۵۶، [۴] واخرجہ ابن عساکر، [۵] کذا فی الکنز ج، ص ۵۵، [۶] واخرجہ ابوداؤد،
[۷] واخرجہ ابن ماجہ مختصراً،

گذر ہوا آپؐ نے جب اُس قبہ کو نہ دیکھا اسکے متعلق دریافت کیا آپؐ سے بتایا گیا کہ مالک نے اسے ڈھادیا جبکہ آپ کی ناراضگی کی اطلاع اسے ملی، آپؐ نے فرمایا اس پر اللہ رحم فرمائے، اس پر اللہ رحم کرے،[۱]

حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں حضورؐ کے ہمراہ اذاخر گھاٹی کی طرف گیا اور میرے اوپر ایک باریک رنگین کپڑا تھا آپؐ نے میری طرف التفات کی اور فرمایا یہ کیا کپڑا ہے؟ جس سے میں آپؐ کے کراہیت کرنے کو سمجھ گیا میں اپنے کجاوہ کے پاس آیا اور لوگ تنور دُھکارئے ہوئے تھے۔ میں نے اس کپڑے کو اس میں جھونک دیا اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے دریافت فرمایا تمہارا وہ کپڑا کہاں گیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اسے تنور میں جھونک دیا ہے، آپؐ نے فرمایا کیوں نہ تو نے اسے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دے دیا؟[۲]

حضرت سہل بن حنظلیۃ عبشمیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیمہ اسدی بہترین آدمی ہیں اگر ان کی زلفیں لمبی اور ان کا تہبند نیچا نہ ہوتا، یہ بات خزیمہؓ کو جب معلوم ہوئی تو چھری لی اور نصف کان تک بال کاٹ دیئے اور اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا کیا۔[۳]

جثامہ[۴] بن مساحق بن ربیع بن قیس کنانی جن کو حضرت عمرؓ نے ہرقل کی طرف بھیجا تھا فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور مجھے یہ علم نہیں تھا کہ میرے نیچے کیا ہے دیکھا تو وہ میرے نیچے سونے کی کرسی تھی، جب میں نے اسے دیکھا، اس سے اتر گیا، ہرقل ہنس دیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم اس چیز سے جس سے میں نے تمہارا اکرام کیا تھا کیوں اتر گئے؟ میں نے کہا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ اس سے منع فرماتے تھے،[۵]

حضرت رافع[۶] بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک دن میرے ماموں تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہمیں ایک کام سے منع کیا ہے جو تمہارے لئے نافع ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے اور تمہارے سبھی

---

[۱] واخرج الدولابی فی الکنی ج ۲ صفحہ ۴۳، [۲] واخرج احمد والبخاری فی التاریخ وابن عساکر، [۳] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۹، [۴] واخرج ابونعیم عن الکنانی، [۵] کذا فی الکنز ج ، صفحہ ۱۵ واخرجہ ابن مندہ نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲۲۷، [۶] واخرج عبدالرزاق،

کے لئے نافع ہے، [1]

حضرت [2] بلحارث بن خزرج کے بھائی محمد بن اسلمؓ فرماتے ہیں اور یہ بہت بوڑھے تھے، انہوں نے اپنا قصہ بیان کیا، کہا کہ جب یہ مدینہ میں داخل ہوتے اور بازار سے اپنی حاجت پوری کر لیتے اس کے بعد اپنے گھر چلے جاتے اور جب اپنی چادر اتارتے اور انہیں یہ یاد آتا کہ انہوں نے حضورؐ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھی تو فرماتے خدا کی قسم! میں نے حضورؐ کی مسجد میں دو رکعت نماز نہیں پڑھی اور آپؐ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے جو کوئی اس گاؤں یعنی مدینہ میں آئے تو جب تک اس مسجد میں دو رکعت نہ پڑھ لے واپس نہ جائے اس کے بعد اپنی چادر لیتے اور مدینہ واپس آتے یہاں تک کہ مسجد نبویؐ میں دو رکعت نماز ادا فرماتے، [3]

حضرت [4] مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ میں نے انصار کی ایک لڑکی سے منگنی کی، اس کا تذکرہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپؐ نے دریافت کیا کہ کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپؐ نے فرمایا اس کی طرف دیکھ لے، ایسا کرنے سے تم دونوں کے درمیان دوامِ محبت کی لیاقت ہو جائے گی، چنانچہ میں اس کے گھر گیا اور اس کے والدین سے اس کا تذکرہ کیا، میاں بیوی میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا میں کھڑا ہوا اور چل دیا، لڑکی نے کہا اس آدمی کو بلاؤ تو میں اس کے پردہ کے ایک کنارے کھڑا ہو گیا اس لڑکی نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ تو میری طرف دیکھے تو دیکھ لے، ورنہ میں تیرے اوپر اس بات سے تنگی کرتی ہوں کہ تو مجھے دیکھے (یعنی میں نہیں چاہتی کہ تو مجھے دیکھے) چنانچہ میں نے اس کی طرف دیکھا اور میں نے اس سے شادی کی، میں نے جب کبھی کسی عورت سے شادی کی تھی وہ اتنی محبوب اور اتنی قابلِ اکرام میرے نزدیک نہیں ہوئی جتنی کہ یہ تھی، میں نے ستر عورتوں سے شادی کی تھی، [5]

---

[1] فذکر الحدیث فی کرار الارض کما فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳، [2] واخرج الحسن بن سفیان وابو نعیم فی المعرفۃ عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۴۶ واخرجہ ابن مندہ وقال غریب و الطبرانی الا انہ سماہ مسلم بن اسلم کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۴۱۴،

[4] واخرج سعید بن منصور وابن النجار

[5] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۸۸،

حضرت[1] معرور بن سوید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو مقام ربذہ میں دیکھا، ان پر ایک موٹی چادر تھی اور ایسی ہی ان کے غلام پر بھی تھی، معرورؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ اگر آپ اپنے غلام سے وہ چادر جو اس غلام پر ہے لے لیتے اور اپنی چادر کے ساتھ ایک ہی نمونہ کا جوڑا کر لیتے اور اپنے غلام کو کوئی اور لباس پہنا دیتے تو آپ کے پاس ایک جوڑا ہو جاتا، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا ایک آدمی کو میں نے غلام بنایا اور اس کی ماں عجم کی رہنے والی تھی میں نے اپنے اس غلام کو اس کی ماں کے ساتھ عار دلایا (کہ تو ایک عجمی عورت کا بیٹا ہے) اس غلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی آپؐ نے فرمایا اے ابوذر! تو ایک ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں زمانۂ جاہلیت کا اثر ہے اور آپؐ نے فرمایا یہ غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ پاک نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے پس جس کی ان میں سے تمہارے ساتھ موافقت نہ ہو اسے بیچ دو اور تم اللہ کی مخلوق کو مت ستاؤ،

ایک[2] روایت میں اس طرح پر ہے کہ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں اللہ پاک نے ان لوگوں کو تمہارے ہاتھ کے نیچے رکھا ہے پس اللہ پاک جس شخص کے ہاتھ کے نیچے اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہیئے کہ اس بھائی کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہو اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہو اور اسے طاقت سے زیادہ کام کی تکلیف نہ دے اور اگر اس سے ایسا ہی کام لے تو اس کام پر اس غلام کی امداد کرے۔[3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنیوالوں پر سختی

حضرت[4] ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضورؐ سے جوؤں کی کثرت کی شکایت کی، اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے حکم دیجئے کہ میں حریر کا کرتا پہنوں، راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے انھیں اس کی اجازت دیدی جب حضورؐ کی اور حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے، یہ اپنے

---

[1] واخرج ابوداود، [2] واخرجہ الشیخان والترمذی، [3] کذافی الترغیب ج ۳ صفحہ ۴۹۵ واخرجہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۷ عن المعرور نحوہ وابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۳۷ عن عون بن عبداللہ مختصرا، [4] اخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۹۲ وابن منیع،

بیٹے ابو سلمہؓ کو لئے ہوئے سامنے سے آئے اور اُس پر حریر کا کرتا تھا، حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ اُس کے کرتہ کے گریبان میں ڈالا اور نیچے تک اُسے پھاڑ دیا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو علم نہیں کہ حضورؐ نے اسے میرے لئے حلال کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے تمھارے لئے آپؐ نے اس لئے حلال کیا تھا کہ تم نے حضورؐ سے کثرتِ جوں کی شکایت کی تھی لیکن حضورؐ نے تمھارے غیر کے لئے حلال نہیں فرمایا تھا،

حضرت ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ان کی ہمراہی میں ان کا بیٹا محمد بھی تھا، اس پر ریشم کی قمیض تھی حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور ان کے بیٹے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس قمیض کو پھاڑ ڈالا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا اللہ آپ کی مغفرت کرے آپ نے میرے بچے کو گھبراہٹ میں ڈال دیا اور اس کے دل کو توڑ دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم ان کو ریشم پہناتے ہو؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا میں خود بھی تو ریشم پہنتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا تو کیا یہ تمھاری طرح ہیں؟ [۲]

ابن عساکر و ابن سیرینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالدؓ ریشم کی قمیض پہنے ہوئے تھے ان سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے خالد! یہ کیا ہے؟ حضرت خالدؓ نے کہا اے امیر المومنین! اس میں کیا حرج ہے؟ کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اسے نہیں پہنتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم ابن عوفؓ جیسے ہو؟ اور تمھارے لئے ابن عوف جیسی بیماری ہے؟ جو لوگ اس گھر میں ہیں میں ان سب کو قسم دیتا ہوں کہ ہر ایک ان کے کپڑے کا ایک ایک کنارا پکڑے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے یہاں تک کہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کے بدن پر اس کا ایک ٹکڑا باقی نہ رہا، [۳]

اور یہ روایت پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت خالد بن سعیدؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ماہ بعد تشریف لائے اور ان کے جسم پر دیبا کا جبہ تھا اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے ملے حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو جو ان کے قریب تھے آواز دی کہ ان کے جبے کو پھاڑ ڈالو کیا یہ ریشم پہنتے ہیں؟ اور یہ حضرت خالد بن سعیدؓ ہمارے سلمی لوگوں میں چھوڑے گئے تھے، چنانچہ سب نے ان کے جبہ کو پھاڑ ڈالا، [۴]

---

[۱] و عند ابی عیینۃ فی جامعہ و مسدد و ابن جریر، [۲] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵، [۳] کذا فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۵
[۴] اخرجہ الطبری و سیف و ابن عساکر،

حضرت عبدہ بن ابی لبابہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ حضرت عمرؓ کا مسجد میں گذر ہوا اور ایک آدمی کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا اس کے اوپر طیلسان (سبز رنگ کا عجمی کمبل) تھا اور اس میں دیبا کی گھنڈیاں لگائے ہوئے تھا، آپ اس کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور آپ نے فرمایا جتنا تیرا جی کرے لمبی پڑھ! میں بھی جبتک کہ تو فارغ نہ ہو جائے یہاں سے ٹلنے والا نہیں جب اس آدمی نے یہ بات دیکھی تو حضرت عمرؓ کی طرف آیا آپ نے فرمایا اپنا کپڑا دکھا پھر جتنی گھنڈیاں دیبا کی اس کپڑے پر تھیں سب کاٹ دیں اور کہا اب لے اپنا کپڑا، [۲]

حضرت[۳] سعید بن سفیانؒ قاری فرماتے ہیں کہ میرا بھائی وفات دیا گیا اور سو دینار اللہ راہ میں دینے کی وصیت کرگیا، میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور انکے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور مجھ پر ایک قبا تھی اس کے گریبان اور اس کے چاک پر ریشم کی کناری لگی ہوئی تھی، جب مجھے اس آدمی نے دیکھا متوجہ ہوا اور مجھ سے میری قبا کو کھینچا کہ اسے پارہ پارہ کردے، جب حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھا اس سے کہا کہ اس آدمی کو چھوڑ، چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے جلدی کی۔ میں نے حضرت عثمانؓ سے سوال کیا اور کہا اے امیر المومنین امیرا بھائی وفات دیا گیا اور اللہ کے راستہ میں سو دینار خرچ کرنے کی مجھے وصیت کرگیا ہے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھ سے پہلے کسی اور سے بھی یہ سوال کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، انھوں نے فرمایا اگر تو نے مجھ سے پہلے کسی اور سے فتویٰ طلب کیا ہے اور اس نے تجھے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے جو میں تجھے فتویٰ دوں گا تو میں تیری گردن ماردوں گا، اللہ پاک نے ہمیں اسلام کا حکم دیا ہم سب اسلام لائے پس ہم سب مسلمان ہیں اور ہمیں ہجرت کا حکم دیا ہم نے ہجرت کی پس ہم سب اہلِ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں اس کے بعد اللہ پاک نے ہمیں جہاد کا حکم دیا پس تم لوگوں نے جہاد کیا، تم مجاہدین اہلِ شام ہو ان دیناروں کو اپنے نفس پر، اپنے اہل پر اور جو تمہارے اردگرد حاجت مند ہوں ان پر خرچ کرو، اس لئے کہ اگر تو ایک درہم لے کر نکلے اور اس سے گوشت خریدے تو اور تیرے اہل

---

[۱] واخرج ابن جریر، [۲] کذافی الکنز ج ۸ ص ۵۷، [۳] واخرج ابن عساکر ج ۱ ص ۵۳،

اسے کھائیں تیرے لئے سات سو درہموں کا ثواب ہے، اس کے بعد میں حضرت عثمانؓ کے پاس سے نکلا اور میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو میری قبا پکڑ کر کھینچ رہا تھا، مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ ہیں، چنانچہ میں ان کے پاس ان کے مکان پر آیا اور میں نے کہا آپ نے مجھ سے کیا دیکھا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے وہ زمانہ کچھ دور نہیں کہ میری اُمت عورت کی شرم گاہوں کو (یعنی زنا کو) اور ریشم کو حلال سمجھے گی، اور یہ وہ پہلا ریشم ہے جس کو میں نے مسلمانوں میں سے ایک پر دیکھا ہے اس کے بعد میں حضرت علیؓ کے پاس سے نکلا اور میں نے اُس قبا کو بیچ دیا۔

حضرت[1] عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے قدامہؓ بن مظعون کو بحرین پر عامل بنایا اور یہ حضرت حفصہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں ہیں، عبد قیس کے سردار حضرت جارودؓ بحرین سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! قدامہؓ نے شراب پی اور مست ہو گیا اور میں نے اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے کام کو دیکھا ہے مجھ پر حق تھا کہ آپ کی طرف اس کا مرافعہ کروں حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمہارے ساتھ اور کون گواہ ہے؟ حضرت جارودؓ نے کہا حضرت ابو ہریرہؓ، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم کس چیز کے ساتھ گواہی دیتے ہو؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے انھیں پیتے ہوئے تو نہیں دیکھا لیکن میں نے انھیں دیکھا کہ وہ مست تھے اور قے کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اپنی گواہی دینے میں غور سے کام لیا ہے، پھر قدامہؓ کی طرف لکھا کہ بحرین سے میرے پاس آئیں چنانچہ قدامہؓ بحرین سے آئے اور جارودؓ نے کہا کہ ان پر کتاب اللہ کا حکم جاری کیجیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم مدعی ہو یا گواہ؟ اور فرمایا تم اپنی گواہی ادا کر چکے، راوی کہتے ہیں یہ سن کر جارودؓ خاموش ہو گئے پھر اگلے روز حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا ان پر اللہ کی حد قائم کیجیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا جہاں تک میرا تمہارے متعلق خیال ہے تم مدعی ہو اور تمہارے ساتھ ایک آدمی نے گواہی دی، جارودؓ نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اپنی زبان کو روک لو ورنہ میں تمھیں تکلیف دوں گا، یہ سن کر

---

[1] واخرجہ عبدالرزاق

جارودؓ نے کہا اے عمر! یہ تو حق بات نہیں ہے کہ تمہارا چچیرا بھائی شراب پیے اور تم مجھے تکلیف پہونچاؤ؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اے امیر المومنین! اگر آپ ہماری گواہی میں شک کر رہے ہیں تو ولید کی بیٹیؓ کے پاس جو قدامہؓ کی بیوی ہیں آدمی بھیج کر ان سے پوچھئے چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہندؓ بنت ولید کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے قسم دے کر پوچھا اس نے بھی اپنے شوہر کے خلاف گواہی دی، حضرت عمرؓ نے قدامہؓ سے کہا میں تم پر حد لگاؤں گا، حضرت قدامہؓ نے کہا اگر میں نے پی بھی ہے جیسے آپ فرما رہے ہیں تو تمہارے لئے یہ نہیں ہے کہ تم مجھے حد لگاؤ، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کیوں؟ قدامہؓ نے کہا اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○

(سورۂ مائدہ رکوع ۱۲)

ترجمہ:- "ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے اس کی تاویل میں غلطی کی تم جب اللہ تعالیٰ سے ڈروگے تو جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس سے ضرور بچو گے اس کے بعد حضرت عمرؓ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کا قدامہؓ پر کوڑے لگائے جانے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرات صحابہؓ نے کہا جب تک یہ مریض ہیں ہم نہیں دیکھتے کہ ان پر کوڑے لگائے جائیں، یہ سن کر حضرت عمرؓ کچھ دنوں خاموش رہے پھر ان کے کوڑے لگائے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا، اور لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی قدامہؓ پر کوڑے لگائے جانے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا جب تک کہ یہ بیمار ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ ان کے آپ کوڑے نہ لگائیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ اللہ تعالیٰ سے کوڑوں کے نیچے رہ کر ملاقات کریں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اللہ پاک سے اس حال میں

ملوں کہ یہ حد میری گردن میں ہو، میرے پاس مکمل کوڑا لاؤ، اس کے بعد آپ نے ان کے بارے میں حکم کیا اور انہیں کوڑے لگائے گئے اور حضرت عمرؓ حضرت قدامہؓ سے خفا ہو گئے۔ اور ان سے ترکِ تعلقات کر لئے، حضرت عمرؓ نے حج کیا اور حضرت قدامہؓ نے بھی حج کیا اور یہ قدامہؓ سے ناراض ہی تھے، جب یہ دونوں حج کر کے لَوٹے تو حضرت عمرؓ منزلِ سقیا میں سو گئے جب اپنی نیند سے بیدار ہوئے، فرمایا میرے پاس جلد سے جلد قدامہؓ کو لاؤ پس خدا کی قسم! ایک آنے والا میرے خواب میں آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم قدامہؓ سے صلح کر لو، اس لئے کہ وہ تمہارا بھائی ہے، لہٰذا تم جلد سے جلد انہیں میرے پاس لاؤ جب لوگ قدامہؓ کے پاس پہنچے تو قدامہؓ نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کریں تو ان کو کھینچ کر میرے پاس لاؤ (چنانچہ وہ آئے) اور حضرت عمرؓ نے ان سے بات چیت کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی [1]

حضرت یزید بن عبید اللہ اپنے بعض اصحاب کی جانب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی مجلس جنازہ میں ہنس رہا ہے: آپؓ نے فرمایا کہ تو جنازہ کے ساتھ ہے اور ہنس رہا ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھ سے کبھی بھی بات نہ کروں گا [2]

ارشادِ نبوی کے خلاف سرزد ہو جانے پر صحابہ کرام کا خوف و ہراس

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے یوم بدر میں اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم کے لائے گئے ہیں۔ حالانکہ انہیں ہم سے لڑنے کی کوئی حاجت نہیں جو تم میں سے کسی بنی ہاشم سے ملے اس کو قتل نہ کرے اور جو ابو البختریؓ بن ہشام بن حارث بن اسد سے ملے اسے قتل نہ کرے اور جو عباسؓ بن عبد المطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے ملے انہیں قتل نہ کرے۔ اس لئے کہ وہ جبراً لڑائی کے لئے نکالے گئے۔

---

[1] واخرجہ ابو علی ابن السکن کذا فی الاصابہ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ [2] واخرج البیہقی [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۱۱۶ [4] اخرج ابن اسحاق۔

ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ نے کہا کیا ہم اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کردیں اور عباس کو چھوڑ دیں؟ خدا کی قسم! اگر میں ان سے ملوں گا تو اپنی تلوار سے ان کی بوٹی اڑا دوں گا۔ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، اے ابو حفص! حضرت عمرؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم یہ وہ پہلا دن ہے جس دن میں مجھے حضورؐ نے ابو حفص کی کنیت کے ساتھ خطاب فرمایا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا چہرہ تلوار سے مارا جائے گا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ابو حذیفہ کی گردن تلوار سے اڑا دوں۔ اس لئے کہ خدا کی قسم یہ منافق ہو گیا ہے۔ ابو حذیفہؓ نے عرض کیا میں اس کلمہ کی وجہ سے خائف رہوں گا مگر یہ کہ اسلام پر میری شہادت اس کا کفارہ بنے۔ چنانچہ انہوں نے یوم یمامہ میں شہید ہو کر وفات پائی۔[1]

حضرت معبدؓ بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ کا آپؐ نے پچیس رات محاصرہ کیا۔ اس محاصرہ سے ان پر بڑی سختی کی گئی اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا۔ بنی قریظہ پر ان کے رئیس کعب بن اسد نے یہ بات پیش کی کہ یہ لوگ یا تو ایمان لے آئیں یا اپنی عورتوں اور بیٹوں کو قتل کردیں اور مرنے مارنے کے لئے نکل کھڑے ہوں یا مسلمانوں پر ہفتہ کی رات میں شبخون ماریں۔ بنی بنی قریظہ نے کہا نہ تو ہم ایمان لائیں گے اور نہ ہفتہ کی رات میں شبخون کرنے کو حلال سمجھیں گے اور اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کو قتل کردینے کے بعد ہمارے لئے کیا عیش و آرام ہے؟ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ابی لبابہ بن عبد المنذرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور یہ لوگ ان کے حلیف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قلعہ سے اترنے میں ان سے مشورہ طلب کیا انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم ذبح کردیئے جاؤ گے۔ اس کے بعد اس اشارہ سے یہ پچھتائے اور مسجد نبوی کی طرف آئے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کی توبہ قبول کی۔[2] حضرت موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ بنی قریظہ نے کہا اے ابو لبابہ! تمہاری کیا رائے ہے؟ اور تم ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہو؟ ہمارے لئے لڑنے کی طاقت نہیں تو ابو لبابہؓ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اس پر اپنی انگلیاں پھیریں۔ اور بنی قریظہ کو دکھایا کہ تمہارے قتل کئے جانے کا

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۸۴ و اخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۵ والحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۳ عن ابن عباس نحوہ قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔[2] و اخرج ابن اسحاق عن ابیہ[3] کذا فی فتح الباری ج ۷ صفحہ ۲۹۱ [4] و ذکر فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۹

ارادہ کیا گیا ہے۔ جب ابولبابہؓ واپس ہوئے بہت پشیمان ہوئے اور دیکھا کہ ان کو ایک بہت بڑا فتنہ لگا تو کہا خدا کی قسم! میں حضورؐ کے چہرۂ انور کی طرف اس وقت تک نہ دیکھوں گا جب تک اللہ کے لئے خالص توبہ نہ کرلوں جس توبہ کو اللہ پاک مجھ سے جان لے اور مدینہ واپس آئے اور اپنے ہاتھوں کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ رواۃ کہتے ہیں کہ انہوں نے قریب قریب بیس رات اپنے آپ کو باندھے رکھا۔ حضورؐ نے جب ابولبابہؓ کو نہ دیکھا فرمایا کیا ابھی تک ابولبابہؓ اپنے حلیفوں سے فارغ نہیں ہوئے ہیں؟ تو آپ سے جو کچھ ابولبابہؓ نے کیا اس کا تذکرہ کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ انہیں میرے بعد فتنہ لگ گیا۔ اگر وہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت طلب کرتا۔ اور وہ جب ایسا کر چکے تو میں ان کو ان کی جگہ سے حرکت نہ دوں گا جب تک کہ اللہ پاک ان کے بارے میں جو چاہے فیصلہ دے لے۔[1]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو نہ پایا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کی خبر سے آپ کو واقف کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آیا، ثابتؓ کو ان کے گھر میں سر جھکائے بیٹھا پایا تو ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا بہت بڑا شر ہے۔ یہ اپنی آواز کو حضورؐ کی آواز سے بلند کرتا تھا۔ اس کا عمل ضائع ہو گیا یہ جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ اس آدمی نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو خبر دی کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حضرت موسیٰ بن انسؓ راوی کہتے ہیں کہ یہ آدمی دوسری مرتبہ پھر ان کے پاس بشارت عظیمہ لے کر گیا۔ چنانچہ حضورؐ نے اس شخص سے فرمایا تم ثابت کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تم اہل نار سے نہیں ہو بلکہ اہل جنت سے ہو۔[2]

حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کی صاحبزادی کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب یہ آیت حضورؐ پر نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (سورۂ لقمان ع ۲) (سورۂ لقمان ۲) ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے" تو حضرت ثابتؓ پر نہایت بھاری بات پڑ گئی اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع کر دیا حضورؐ کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے ان کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے انہوں نے اس چیز کی آپؐ کو خبر دی جو اس آیت سے ان پر بھاری پڑی اور عرض کیا میں ایک آدمی ہوں کہ زینت اور جمال کو پسند کرتا ہوں اور یہ کہ اپنی قوم کا سردار ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم

---

[1] قال ابن کثیر و ہکذا رواہ ابن لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروہ و کذا ذکرہ محمد بن اسحاق فی مغازیہ [2] واخرج البخاری، [3] وعند الطبرانی عن عطاء الخراسانی

ان لوگوں میں سے نہیں ہو بلکہ تم بھلائی کے ساتھ زندگی گذارو گے۔ خیریت کے ساتھ تمہاری وفات ہوگی اور تمہیں اللہ پاک جنّت میں داخل کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اللہ پاک نے حضورؐ پر یہ آیت اتاری

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورہ حجرات رکوع ۱) ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔" جب بھی انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضورؐ کو خبر دی گئی۔ آپؐ نے ان کی طرف آدمی بھیجا۔ انہوں نے اس سے جو کچھ اس آیت کی وجہ سے ان پر گذری اس کی اطلاع دی اور یہ بلند آواز والے تھے اور انہیں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا ایسا نہ ہو کہ یہ ان لوگوں میں سے ہوں کہ جن کا عمل ضائع ہو گیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا بلکہ تم ایسی حالت میں زندگی گذارو گے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں گے اور تمہیں شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ اور تمہیں اللہ پاک جنّت میں داخل کرے گا۔[1]

حضرت محمد بن ثابت انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ میں تباہ ہو گیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کس لئے؟ عرض کیا کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو منع کیا ہے کہ ہم نے جو کچھ نہیں کیا ہم اس پر تعریف کئے جانے کو پسند کریں۔ اور میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی تعریف پسند ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں تکبّر سے منع کیا اور میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ زینت کو محبوب رکھتا ہوں۔ اللہ پاک نے ہمیں آپ کی آواز پر آواز بلند کرنے کو منع فرمایا ہے اور میری آواز بلند ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے ثابت! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ زندگی میں تمہاری تعریف کی جائے اور تمہیں شہادت کی موت نصیب ہو اور تم جنت میں داخل ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ بے شک یہ باتیں پسند ہیں۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس طرح زندگی گذاری کہ ان کی تعریف کی گئی اور انہوں نے مسیلمہ کذاب کی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔[2]

یوم الاحد ۱۸ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۸۳ھ

---

[1] فذکر الحدیث قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۲۲ وبنت ثابت بن قیس لم اعرفہا وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح والظاہر ان بنت ثابت بن قیس صحابیۃ فانہا قالت سمعت ابی۔ انتہی، واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۲۳۵ عن عطاء عن ابنۃ ثابت بن قیس نحوہ مختصراً [2] قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ بہذا السیاقۃ ووافقہ الذہبی

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ

اردو حیاۃ الصحابہؓ عکسی

حصہ ششم

جسمیں اتباعِ سنت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ واہلبیتؓ اور آپکی امت کی نسبت کا لحاظ رکھنے کی ہدایات، مسلمان کے قتل سے احتراز مسلمان کی پردہ پوشی، اکرامِ مسلم، اکرامِ علماءؒ ومشائخ، اکرامِ والدین قوم کے خواص کا اکرام کرنا نیز مسلمان کی غیبت، مسلمان کو ڈرانے، مسلمان پر لعنت کرنے، مسلمان کی توہین وتخفیف وغیرہ تمام اعمالِ قبیحہ سے بچنے کے واقعات وقصص کو اس حصہ میں جمع کر دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کے حامل کا مقام اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کتنا بلند ہے

تالیف

رئیس التبلیغ حضرت اقدس

مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی

قدس اللہ سرہ

ترجمہ

حضرت مولانا

محمد عثمان خان صاحب فیض آبادی

مدّ فیوضہم

ناشر

ایچ۔ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مِری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

محمد رسول اللہ
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں، زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ
نشانی اُن کی، چہروں پر ہے سجود کے اثر سے

حیاۃ الصحابہؓ اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے

فہرست عنوانات

حصہ ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

اتباع نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی رات کو آپ اپنے حجرہ میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے اور دن کو اسے بچھاتے اور اس پر بیٹھتے، حضرات صحابہ کرامؓ آپؐ کے پاس آئے اور آپ کی نماز کی اقتدا کی، یہاں تک کہ ان حضرات کی تعداد کثیر ہوگئی، حضورؐ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو اعمال (نوافل) سے اسی مقدار کو اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو، اس لئے کہ اللہ پاک (ثواب دینے سے) سستی نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ تم خود سستی برتو، بے شک اعمال میں سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل ہے جس پر مداومت برتی جائے اگرچہ کتنا ہی تھوڑا ہو، ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے جب کوئی عمل کرتے تو اس پر مداومت برتتے تھے، ؎۲

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت میں ہے کہ انھوں نے نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک میں ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی، لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں، آپؐ نے انگشتری نکال دی تو لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں سے انگشتری نکال دیں، ؎۳ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کو آپ نے اتار دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی بھی نہ پہنوں گا، یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں، ؎۵

حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ قریش نے خارجہ بن کرز کو اپنی طرف سے خبر معلوم کرنے کے لئے بھیجا، یہ قریش کی طرف لوٹ کر گئے مسلمانوں کی تعریف کرتے ہوئے، قریش نے ان سے کہا تو ایک دیہاتی قسم کا آدمی ہے مسلمانوں نے تیرے لئے ہتھیاروں کو کھنکھٹایا، تیرا دل دھڑکنے لگا، تجھے کچھ پتہ ہی نہ چلا کہ تجھ سے کیا کہا گیا؟ اور تو نے کیا کہا؟ اس کے بعد قریش نے عروہ بن مسعود کو بھیجا، یہ آپ کے پاس آئے اور انھوں نے

؎۱ اخرج الشیخان، ؎۲ کذا فی الترغیب ج ۵ صـ۸۹، ؎۳ واخرج ابو داؤد، ؎۴ واخرجہ البخاری بنحوہ، ؎۵ وفی الصحیحین، ؎۶ کذا فی البدایۃ ج ۶ صـ۳، ؎۷ واخرج ابن ابی شیبۃ،

کہا اے محمد! یہ کیا بات ہے آپ اللہ کی ذات کی طرف بلاتے ہیں اور پھر بھی آپ اپنی قوم کے پاس مختلف لوگوں کی ٹولیوں کو جن کو آپ پہچانتے ہیں اور جن کو آپ پہچانتے نہیں ہیں اس لئے کر آئے ہیں تاکہ آپ قریش کی رشتہ داریوں کو کاٹ دیں اور ان کی حرمت کی پردہ دری کریں اور ان کے خون اور ان کے مال کو حلال سمجھیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنی قوم کے پاس محض اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے رشتہ داری کے گٹھ بندھنوں کو مضبوط کروں اللہ پاک نے ان کے دین سے ان کے لئے ایک بہتر دین ظاہر کیا ہے، اور ان کی زندگی سے ایک بہتر زندگی دی ہے، چنانچہ عروہ بھی تعریف اور شکریہ کرتے ہوئے لوٹ گئے، سلمہؓ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جو مسلمان مشرکین کے ہاتھوں میں قید تھے ان کی مصیبت سخت ہوگئی تو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ اے عمر! کیا تم میری طرف سے اپنے مسلمان قیدی بھائیوں کو پیغام پہونچا دوگے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے بس کی چیز نہیں، خدا کی قسم! میرے لئے مکہ میں کوئی خاندان نہیں رہ گیا، میرے علاوہ اور لوگوں کے خاندان مکہ میں مجھ سے زیادہ ہیں، اس کے بعد حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان کو مسلمان قیدیوں کی طرف بھیجا، حضرت عثمانؓ اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر نکلے، یہاں تک کہ مشرکین کے لشکر کے پاس پہونچے، مشرکین نے حضرت عثمانؓ کا مذاق اڑایا اور ان کو سخت سست بات کہی، ان کے چچیرے بھائی ابان بن سعید بن عاص نے ان کو پناہ دی اور ان کو اپنے گھوڑے کی زین پر اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر یہ ٹھکانے پر پہونچے، تو ابان نے کہا اے میرے عم زادے! مجھے کیا ہوا کہ میں تم کو عاجزانہ حالت میں پاتا ہوں اپنے تہبند کو ذرا نیچے لٹکالو حضرت عثمانؓ کا تہبند نصف پنڈلی تک تھا، حضرت عثمانؓ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے صاحبؐ کا بھی تہبند اسی طرح پر ہوتا ہے، اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے مکہ میں کسی مسلمان قیدی کو نہیں چھوڑا کہ جس کو حضورؐ کا پیغام نہ پہونچایا ہو، حضرت سلمہؓ راوی کہتے ہیں کہ ایک روز ہم دوپہر میں لیٹے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی کہ اے لوگو! بیعت کے لئے چلو اور بیعت ہو، روح القدسؑ اُترے ہیں (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کوئی پیغام لائے ہیں) چنانچہ ہم سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کیکر (ببول) کے پیڑ کے نیچے تشریف فرما تھے

ہم نے آپ سے بیعت کی، اس بارے میں اللہ پاک کا یہ قول نازل ہوا، لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (سورۂ فتح رکوع ۳)

ترجمہ:۔ "بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا، اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی۔" راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے حضورؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ میں لے کر بیعت کی حضرات صحابۂ کرامؓ نے کہا ابو عبد اللہ (حضرت عثمانؓ) کے لئے بڑی خوشی کا مقام ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور ہم سب یہاں ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر وہ اتنے اتنے سال وہاں ٹھہریں تو جب تک میں طواف نہ کروں گا وہ طواف نہ کریں گے[1] ایک[2] اور روایت میں ہے کہ ابان نے کہا کہ اے میرے عم زادے! میں تم کو بڑی کسرِ نفسی کی حالت میں دیکھتا ہوں اپنے تہبند کو اتنا ہی نیچا کر لو جتنا تمھاری قوم کئے ہوئے ہے، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اسی طرح پر ہمارے صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نصف پنڈلی تک تہبند نیچا رکھتے ہیں، اس کے بعد ابان نے کہا اے میرے عم زادے! بیت اللہ کا طواف کر لو، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا جب تک ہمارے صاحبؐ کوئی کام نہ کریں، ہم کچھ نہ کریں گے، ہم انھیں کے نقشِ قدم کا اتباع کریں گے،

حضرت[3] زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ اہلِ یمامہ کی جنگ کے زمانہ میں مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آدمی بھیج کر بلایا اور آپ کے پاس حضرت عمر بن خطابؓ بھی تشریف فرما تھے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا انھوں نے میرے پاس تشریف لا کر مجھے اطلاع دی ہے کہ قرآن کے قاریوں کا قتل اس جگہ یعنی جنگِ یمامہ میں بہت گرما گرمی سے ہوا ہے اور مجھے یہ خطرہ ہے کہ اگر تمام مواقع میں حفاظ و قرّاء کا قتل اسی طرح گرم رہا تو قرآن شریف جاتا رہے گا، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو جمع

---

[1] کذا فی الکنز ج ۱ صفہ ۸۴ واخرجہ الرویانی وابو یعلی وابن عساکر عن ایاس بن سلمۃ عن ابیہ مختصر کما فی الکنز ج ۸ صفہ ۵۶ [2] واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفہ ۴۶۱ عن ایاس بن سلمۃ عن ابیہ مختصرا، [3] واخرج الطیالسی وابن سعد واحمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن حبان وغیرہم،

کروالیں، میں نے ان سے یعنی حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم کس طرح ایسی چیز کو کرنا چاہتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا کر لینا خدا کی قسم بہتر ہے اور مجھ سے حضرت عمرؓ بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے میرا سینہ بھی اس کام کے لئے اسی طرح کھول دیا جس طرح پر کہ اللہ پاک نے ان کے لئے اس کام کا شرح صدر کر دیا اور میں نے بھی سمجھ لیا جس طرح حضرت عمرؓ سمجھے، حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس خاموش بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ (اے زید!) تم نوجوان سمجھ دار ہو، تم پر کسی قسم کا اتہام ہم نہیں لگا سکتے، اور تم تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرتے تھے، لہٰذا تم قرآن کو جمع کر دو، حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے منتقل کرنے کی مجھے تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اس کے مقابلہ میں اتنا بھاری نہ گذرتا جو انھوں نے مجھے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا کہ آپ حضرات ایسا کام کیوں کر کرنا چاہتے ہیں جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، خدا کی قسم! ایسا کرنا ہی بہتر ہے، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ بار بار مجھ سے اس کام کا اصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے بھی اس امر کا میرے لئے شرح صدر کر دیا جس کے لئے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا شرح صدر کیا تھا، اور میرے سامنے بھی اس جمع کرنے میں وہ تمام مصلحتیں آگئیں جو ان حضرات کے پیش نظر تھیں، چنانچہ میں نے قرآن کی تلاش شروع کی اور میں لمبے کپڑے کے ٹکڑوں سے، اور سفید پتھروں سے اور شانے کی ہڈیوں پر سے اور پٹھوں پر سے (جن پر کہ قرآن لکھا ہوا تھا) اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا رہا، یہاں تک کہ میں نے سورۂ برارت کا آخری حصہ حضرت خزیمۃ بن ثابت انصاریؓ کے پاس پایا، ان کے علاوہ مجھے کسی کے پاس سے نہیں ملا، (یعنی) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ (س ۱۱ توبہ رکوع ۱۶) سے لے کر ختم سورۂ برارت تک، چنانچہ یہ صحیفے جن میں قرآن مجید جمع کیا گیا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ان کی وفات تک رہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ان کی زندگی بھر ان کی وفات تک رہے، اس کے بعد آپ کی

صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول پہلے گذر چکا ہے قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اسکے ہاتھ میں ہے کہ اگر میں آسمان سے گر پڑوں یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے اس امر سے کہ میں کسی ایسی چیز کو چھوڑوں جس پر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ وقتال کیا ہے، مگر میں ان کاموں کے لئے ضرور جنگ وقتال کروں گا، چنانچہ آپ عرب (مرتدین) سے لڑے یہاں تک کہ انھوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا، ایک[2] دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں ان لوگوں سے جنھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ضرور لڑوں گا، اس لئے کہ زکوٰۃ حق مال ہے، خدا کی قسم! اگر لوگ زکوٰۃ میں وہ رسی جس میں اونٹ باندھا جاتا ہے اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے اگر مجھ سے روکیں گے تو اس پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا، حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول بھی پہلے گذر چکا ہے کہ قسم اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر ازواجِ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں سے کتے بھی لپٹ جائیں تو میں ہرگز اس لشکر کو واپس نہیں کروں گا جس کو کہ حضورؐ نے بھیجا ہے اور اس جھنڈے کو نہیں کھولوں گا جس کو حضورؐ نے باندھا ہے چنانچہ حضرت اسامہؓ کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا،[3] حضرت عروۃ[4] فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے اگر میں یہ گمان کروں کہ درندے مجھ کو اُچک لیں گے جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسامہؓ کے بھیجنے کو جاری کر کے رہوں گا، جس طرح کہ حضورؐ نے حکم دیا ہے اور اگرچہ آبادی میں میرے سوا کوئی بھی نہ رہ جائے، جب بھی میں اس حکم کو نافذ کر کے رہوں گا،

حضرت عروۃ[5] سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا (اگر) اس لشکر کو جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا، روکوں تو میں ایک امرِ عظیم کے ارتکاب کی جسارت کروں گا، قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُس کے ہاتھ میں ہے اگر تمام عرب میرے اوپر ٹوٹ پڑیں مجھے یہ اس کی بہ نسبت زیادہ

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۹، [2] رواہ العدنی عن عمرؓ وعند الشیخین واحمد عن ابی ہریرۃ فذکر الحدیث، [3] اخرجہ البیہقی عن ابی ہریرۃ، [4] وعند سیف،
[5] وعند ابن عساکر،

پسند ہے کہ میں ایسے لشکر کو روک لوں جس کو حضورؐ نے روانہ فرمایا ہو، اے اُسامہؓ! تم اپنے لشکر میں جاؤ اُسی جانب کے لئے جس کا تمھیں حکم دیا گیا تھا، پھر جہاد کرو جس جگہ کا تم کو حضورؐ نے حکم دیا تھا، یعنی اطرافِ فلسطین میں اور اہلِ موتہ سے، بیشک اللہ پاک جس چیز کو تم چھوڑ کر جارہے ہو اس کی کفایت کرے گا،

نیز روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا، اے ابنِ خطاب! تجھے تیری ماں گم کرے، کیا جس کو حضورؐ نے امیر بنایا ہے اس کے غیر کو میں امیر بنادوں؟

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے کہا، اے امیرالمومنین! اگر آپ ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے کپڑے سے ذرا نرم ہوتا اور ایسا کھانا کھاتے جو آپ کے کھانے سے اچھا ہوتا (تو مناسب تھا) اس لئے کہ اللہ پاک نے رزق میں وُسعت دی ہے اور مال بھی زیادہ دیا ہے، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں تجھی سے اس بارے میں فیصلہ چاہتا ہوں کیا تجھے یاد نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر عُسرتِ عیش کو برداشت کرنا پڑا ہے، اور بار بار حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ سے انھیں باتوں کا تذکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ کو رُلا دیا، اور حضرت حفصہؓ سے فرمایا خدا کی قسم! یہ جو میں نے کہا ہے سُن لو، اللہ گواہ ہے اگر مجھ سے ہو سکا تو میں ان دونوں حضرات (حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) کا ان کی تنگیٔ معاش کے بارے میں ضرور شریک رہوں گا اور ساتھ دوں گا، شاید میں ان دونوں حضرات کی اس بارے میں شرکت سے ارزانیٔ (آخرت) پالوں،[۳]

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ اپنے اصحابؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے کہ کھدر کا ایک کُرتا پہننے لگے ابھی گلے ہی میں ڈالا تھا کہ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ۔

ترجمہ: ”تمام تعریف اس ذات کی جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنی ستر پوشی کرسکوں اور اپنی زندگی میں اس سے تزئین حاصل کروں، اس کے بعد

---

[۱] وعند سیف [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۴۸ [۳] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۹۹ عن معصب بن سعد بنحوہ وقد تقدمت الروایات المطولۃ والمجملۃ فی ذٰلک فی زہد عمرؓ،
[۴] واخرج ہناد،

قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کلمات کس لئے کہے؟ لوگوں نے کہا، جب تک آپ نہ فرمائیں ہم کو کیا علم؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کے پاس نیا کپڑا لایا گیا تھا جس کو آپؐ نے زیب تن فرمایا، اور اس کے بعد کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ...... اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا، کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں کہ جسے اللہ پاک نے نیا کپڑا پہنایا ہو اور اس نے اپنے مستعمل پرانے کپڑے لئے اور کسی مسکین مسلمان بندہ کو پہنا دیئے اور محض اللہ واسطے پہنائے مگر یہ پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کے پڑوس میں اور اللہ کی ضمانت میں رہے گا جب تک کہ اس کپڑے کا ایک دھاگہ بھی اس مسلمان پر رہے گا خواہ یہ پہنانے والا زندہ ہو یا وفات پا جائے، راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنا کرتا کھینچا تو اس میں اپنی انگلیوں سے کچھ حصہ آگے بڑھا ہوا پایا تو حضرت عبد اللہؓ سے فرمایا اے میرے بیٹے! چھری لا، چنانچہ حضرت عبد اللہؓ گئے اور چھری لے آئے، حضرت عمرؓ نے اپنے کرتے کو ہاتھوں پر کھینچا اور جو کچھ انگلیوں سے زائد تھا اسے کاٹ دیا، ہم نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! کیا ہم درزی کو نہ بلا لائیں، تاکہ وہ اس کٹے ہوئے حصہ پر کف لگا دے، حضرت عمرؓ نے منع فرما دیا، حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ اس کٹے ہوئے حصہ کے تلگے جھالر کی طرح انگلیوں پر لٹکے ہوئے تھے، جب بھی ان کو نہ سلوایا۔ [1]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک نیا کرتا پہنا، اور مجھ سے چھری طلب فرمائی اور فرمایا اے میرے بیٹے! میرے اس کرتے کی آستین کھینچ اور اپنے ہاتھ کو میری انگلیوں کے کنارے سے ملا پھر جو بڑھا ہوا حصہ ہو اسے کاٹ دے، چنانچہ میں نے دونوں آستینوں کی دونوں جانبیں کاٹ دیں، کٹنے میں دونوں آستینیں برابر نہ کٹیں تو میں نے عرض کیا اے ابا جان! اگر میں ان دونوں کو قینچی سے برابر کر دوں تو اچھا ہو؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! اسے چھوڑ! میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۵ و عند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۴۵

اسی طرح پہنے رہے یہاں تک کہ وہ پارہ پارہ ہو گئی، اور میں نے دیکھا کہ بسا اوقات اس کے تاگے ان کے قدم تک لٹکے ہوتے۔

حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حجرِ اسود کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا سُن لے خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو کسی کو نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دے رہے ہیں تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، اس کے بعد اسے بوسہ دیا، پھر فرمایا کہ ہمیں رمل (طواف کے تین چکروں میں اکڑ کر چلنے) سے کیا واسطہ؟ یہ تو ہم لوگوں نے مشرکین کو دکھلانے کے لئے کیا تھا، اور اللہ پاک نے مشرکین کو ہلاک کر دیا اس کے بعد فرمایا مگر یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے لہٰذا اس کے ترک کرنے کو ہم اچھا نہیں سمجھتے، [۱]

ایک[۲] راوی فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع، اس کے بعد آپؐ نے اس کو بوسہ دیا، آپؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے حج کیا اور حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر کہا، میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، [۳]

یعلی[۴] بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا، یعلیؓ کہتے ہیں کہ میں اس جانب تھا جو بیت اللہ کے متصل ہے جب ہم رکنِ غربی پر پہونچے جو حجرِ اسود کے قریب ہے تو میں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کو کھینچا، تاکہ وہ اس گوشہ کو بوسہ دیں حضرت عثمانؓ نے دریافت کیا کہ کیوں ہاتھ کھینچ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ اس گوشہ کا استلام نہ کریں گے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں کیا ہے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا تم نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے ان دونوں مغربی جانب کے کونوں کا استلام کیا ہے؟

---

[۱] واخرج البخاری [۲] کذافی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۱۵۳ [۳] واخرج ابن ابی شیبۃ والدارقطنی فی العلل عن عیسی بن طلحہ عن رجل [۴] کذافی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۳۴ [۵] اخرج احمد ج ۱ صفحہ

میں نے عرض کیا نہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی اقتدار کرنی نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو اپنے آپ کو اس گوشہ سے پرے کرو۔

بکرؒ بن عبداللہؒ کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ابنِ عباسؓ سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آلِ معاویہ تو پانی اور شہد پلاتے ہیں اور فلاں خاندان کے لوگ دودھ اور آپ حضرات نبیذ پلاتے ہیں؟ آپ حضرات میں یہ بات بخل کی وجہ سے ہے یا ضرورت کی وجہ سے؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا نہ تو ہم میں بخل ہے اور نہ کوئی مجبوری، لیکن بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے پیچھے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سوار تھے آپؐ نے پانی طلب فرمایا ہم نے آپؐ کو یہی پینے کو دیا، یعنی پینے کے برتن سے نبیذ، چنانچہ آپؐ نے اس کو پیا اور فرمایا تم نے یہ بہت اچھا کیا اور اسی طرح پر کیا کرو۔

جعفرؒ بن تمامؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابنِ عباسؓ کے پاس آکر عرض کیا آپ فرمایئے کہ لوگوں کو جو کشمش کا نبیذ آپ پلاتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ جس کا اتباع کرتے ہو، یا دودھ اور شہد کی بہ نسبت اس کو اپنے لئے آسان سمجھتے ہو؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور یہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، حضورؐ نے پانی طلب فرمایا، تو حضرت عباسؓ نے بڑے پیالے نبیذ کے منگائے، اور ایک پیالہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا، آپؐ نے اس میں سے پیا اور اس کے بعد فرمایا یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے اسی طرح کیا کرو، حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا لہٰذا ہم لوگوں کو یہ بات پسند نہیں کہ ہماری پیاؤ پر شہد اور دودھ کی سبیل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مقابلہ میں جاری کی جائے کہ "تم نے بڑا اچھا کام کیا ہے اسی طرح کرتے رہو"۔

انسؓ بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابنِ عمرؓ کے ساتھ عرفات میں تھا جب کوچ کا وقت آیا میں نے ان کے ساتھ کوچ کیا وہ امام کے قریب آئے اُس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد ٹھیرے رہے میں اور میرے

لہ واخرج احمد عنہ وعند ابن سعد ج ۴ ص ۱۶ عنہ واخرج احمد

ساتھی بھی، جب امام نے کوچ کیا ہم سب نے بھی اس کے ساتھ کوچ کیا، یہاں تک کہ جب حضرت ابن عمرؓ ایک تنگ راستے پر پہونچے جو دو پہاڑیوں کے سلسلوں کے درمیان تھا، اونٹ بٹھایا اور ہم نے بھی اونٹ بٹھایا ہمارا خیال تھا کہ ابن عمرؓ نماز کا ارادہ کر رہے ہیں تب اس غلام نے جوان کی اونٹنی کو پکڑے کھڑا ہوا تھا بتایا کہ یہ نماز کا ارادہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مقام پر پہونچے تھے تو آپؐ نے قضائے حاجت کی تھی، لہٰذا انہیں بھی یہ بات پسند ہے کہ یہاں قضائے حاجت کریں، [1]

ایک [2] روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت تھا وہاں آتے، اور اس کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ فرماتے اور بتاتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے، [3]

حضرت [4] نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کا اتباع کرتے، جس مقام میں آپؐ نے نماز پڑھی ہوتی وہیں نماز پڑھتے، یہاں تک کہ حضورؐ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تھے، تو ابن عمرؓ اس درخت کی بڑی نگہداشت رکھتے تھے، اس کی جڑ میں پانی دیا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے، [5]

مجاہد [6] کی روایت میں ہے کہ ہم حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ کسی سفر میں تھے جب وہ ایک مقام سے گذرے تو وہاں سے ذرا ہٹ گئے، حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ نے ایسا کیا سو میں نے کیا، [7] نافعؒ کی [8] روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ کے راستے میں تھے اپنی اونٹنی کے سر کو پھیر دیتے تھے اور فرماتے تھے شاید کہ پیر، پیر پر پڑیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پیر پر پڑیں، نافع [9] رضی سے روایت ہے حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ اگر تو حضرت ابن عمرؓ کی طرف دیکھتا جب کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کا اتباع کر رہے تھے

[1] قال فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۴۷ رواہ احمد ورواتہ محتج بہم فی الصحیح [2] واخرج البزار باسناد لاباس بہ [3] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۴۶ وقال الہیثمی ج ۱ صفحہ ۱۷۵ ورجالہ موثقون [4] واخرج ابن عساکر [5] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۵۹ [6] واخرج احمد والبزار باسناد جید [7] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۴۶ [8] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۱۰ [9] وعند ابی نعیم ایضاً

تو تو یہی کہتا کہ یہ آدمی مجنون ہے۔ [۱]

حضرت[۲] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے مقامات میں آثار کا اتنا اتباع کرنے والا نہیں تھا جتنا کہ حضرت ابن عمرؓ اتباع کرتے تھے، عاصم[۳] احولؒ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابن عمرؓ کو کوئی شخص دیکھتا تو اس دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا کہ ان میں آثارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے کا بہت بڑا حصہ ہے، اسلم[۴] فرماتے ہیں کہ کوئی اونٹنی زمین کے کسی جنگل میں اپنے گم شدہ بچے کی اتنی تلاش نہیں کر سکتی جس درجہ حضرت عمر بن خطابؓ سے ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ حضورؐ کے آثار کو تلاش کرتے تھے،

حضرت[۵] عبد الرحمٰن بن امیہ بن عبد اللہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کیا کہ ہم صلوٰۃِ خوف اور اقامت کی نماز کا تذکرہ قرآن شریف میں پاتے ہیں اور مسافر کی نماز کا تذکرہ ہمیں نہیں ملتا؛ حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہم سب مبتلائے مشقت تھے، (یعنی رسم و رواج کی مشقت میں گرفتار تھے) لہذا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جیساکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، ایک[۶] اور روایت میں اس طرح ہے کہ امیہ بن عبد اللہؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ ہم اللہ عز و جل کی کتاب میں صلوٰۃِ خوف میں قصر کرنا پاتے ہیں اور سفر کی نماز میں قصر کرنا نہیں پاتے؛ یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عمل کرتے ہوئے پایا سو ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں،

وارد[۷] بن ابی عاصم کی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے منیٰ میں ملاقات ہوئی، تو آپ سے سفر کی نماز کے بارے میں سوال کیا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ دو رکعت ہیں، واردؒ نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے ہم لوگ یہاں منیٰ ایں ہیں؟ یہ سن کر حضرت عبد اللہؓ کو غصہ آگیا اور فرمایا تیرے لئے خرابی ہو کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے؛ میں نے کہا ہاں اور میں تو آپؐ پر ایمان بھی لایا

---

[۲] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۶۱ [۳] عن نافع نحوہ [۴] وعند ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰۷

[۵] وعند ابی نعیم ج ۱ صفحہ ۳۱۰ [۶] واخرج عبد الرزاق عن عبد الرحمٰن بن امیہ بن عبد اللہ [۶] وعند ابن جریر [۷] وعندہ ایضا،

میں دیکھا تو ان کے گریبان کے تکمے کھلے ہوئے تھے۔ [۱]

ہوں، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ جب منیٰ کی طرف نکلتے دو رکعت نماز پڑھتے، اگر تو چاہے تو (دو رکعت) نماز پڑھ یا چھوڑ دے،

حضرت [۲] ابی منیب جرشیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے اللہ پاک کے اس قول۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ۱۵) ترجمہ:۔ "اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے بلاشبہ کافر لوگ تمھارے صریح دشمن ہیں۔" کے بارے میں کہا گیا کہ ہم امن میں ہیں اور کسی خوف میں بھی مبتلا نہیں اس کے باوجود قصر کرتے ہیں؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اچھی ہے۔ [۲]

حضرت [۳] زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [۳]

حضرت [۴] قرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزینہ کی ایک چھوٹی جماعت کے ہمراہ حاضر ہوا اور ہم نے حضورؐ سے بیعت کی آپؐ کے پیرہن مبارک کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کے پیرہن مبارک کے گریبان میں داخل کیا اور مہر نبوت کو چھوا عروہ راوی کہتے ہیں کہ جب کبھی میں نے حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے کو سردی یا گرمی

---

[۱] وعند ابن ماجہ الا مطلقۃ ازرارہما کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۲۵ واخرجہ ایضا البغوی وابن السکن کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۳۳ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفحہ ۴۶۰ نحوہ،

[۱] وعندہ ایضاً [۲] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۲۴۰ [۳] واخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ والبیہقی، [۴] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۴۲ [۵] واخرج ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر قال حدثنی معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس نسبت کی رعایت فرمانا جو حضورؐ کو اپنے اصحابؓ و گھر والوں اور خاندان اور اپنی اُمت سے تھی

حضرت[1] کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں چند اصحابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جن میں کچھ انصار حضرات تھے اور کچھ مہاجرین اور کچھ بنی ہاشم، ہم میں آپس میں حضورؐ کے بارے میں اس بات پر جھگڑا ہوا کہ ہم میں سے کون آپؐ کو زیادہ محبوب اور آپؐ سے زیادہ قریب ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم انصار کی جماعت آپؐ پر ایمان لائے آپؐ کا اتباع کیا اور آپؐ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے، اور ہم آپؐ کا لشکر آپؐ کے دشمنوں کے ذبح کرنے کے لئے ہیں، لہٰذا ہم رسول اللہؐ سے زیادہ قریب اور تمام لوگوں میں سے آپؐ کے لئے زیادہ محبوب ہیں یہ سُن کر ہمارے مہاجرین بھائیوں نے کہا کہ ہم وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہجرت کی، اپنے خاندان، اپنے اہل اور اپنا ملک چھوڑا اور ہم ان تمام مقامات پر حاضر رہے جہاں تم حاضر رہے، اور ان تمام جنگوں میں شریک رہے جن میں تم شریک رہے۔ لہٰذا ہم حضورؐ سے زیادہ نزدیک اور آپؐ کے لئے لوگوں میں سے زیادہ محبوب ہیں، اور ہمارے بھائی بنی ہاشم نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں اور جہاں تم حاضر رہے، ہم بھی حاضر رہے اور جن لڑائیوں میں تم نے شرکت کی ہم نے

---

[1] اخرج الطبرانی؛

بھی شرکت کی لہذا ہم حضورؐ سے زیادہ قریب اور لوگوں میں سے آپؐ کے لئے زیادہ محبوب ہیں، اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے تے؟ چنانچہ ہم نے اپنی باتوں کا اعادہ کیا یہ سن کر آپؐ نے انصار سے فرمایا تم نے سچ کہا، کون ہے جو تمھاری اس بات کو رد کر سکتا ہے؟ اس کے بعد ہم نے جو کچھ ہمارے بھائی مہاجرین نے کہا تھا اس کی آپؐ کو اطلاع دی آپؐ نے فرمایا کہ انھوں نے بھی سچ کہا، ان کی اس بات کو کون رد کر سکتا ہے؟ پھر جو کچھ بنو ہاشم نے کہا تھا اس کی آپؐ کو اطلاع دی آپؐ نے فرمایا انھوں نے سچ کہا ہے ان کی اس بات کا کون انکار کر سکتا ہے؟ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کیا میں تمھارے درمیان اس بات کا فیصلہ نہ دے دوں؟ ہم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں آپؐ ضرور فرمایئے، آپؐ نے فرمایا اے جماعتِ انصار! بے شک میں تمھارا بھائی ہوں یہ سن کر حضرات انصار نے کہا اللہ اکبر!، ربِ کعبہ کی قسم! ہم نے آپؐ کو جیت لیا، حضرات مہاجرین سے آپؐ نے فرمایا میں تمھیں میں سے ہوں، حضرات مہاجرین نے اللہ اکبر کہا اور کہا قسم ربِ کعبہ کی! ہم نے حضورؐ کو جیت لیا۔ بنی ہاشم سے آپؐ نے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میری سپردگی میں ہو، اس کے بعد ہم سب کھڑے ہوئے، اور ہم سب ایک دوسرے سے راضی تھے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر غبطہ کرنے والے تھے، [1] (کہ آپؐ سب کے لئے بھی ہوں اور ہمارے لئے بھی)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے حضورؐ سے حضرت خالد بن ولیدؓ کی شکایت کی، حضورؐ نے حضرت خالدؓ سے فرمایا اے خالد! تم اس آدمی کو جو بدری ہیں تکلیف نہ دو، اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو تو ان کے عمل کی برابری نہیں کر سکتے ہو،

---

[1] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۱۴ رواہ الطبرانی وفیہ ابو مسکین الانصاری ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف۔ انتہی، [2] واخرج الطبرانی،

حضرت خالدؓ نے کہا کہ وہ میرے پیچھے پڑتے ہیں تو میں انھیں جواب دے دیتا ہوں یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ خالد کو مت ستاؤ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک ایسی تلوار ہیں جسے اللہ پاک نے کفار پر مسلط کر دیا ہے۔ [1]

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے درمیان کچھ سخت بات ہو گئی حضرت خالدؓ نے کہا کہ اے ابن عوف! تم مجھ پر فخر نہ کرو اس لئے کہ تم ایک یا دو دن مجھ سے سبقت لے گئے ہو، جب حضورؐ کو اس کی اطلاع ملی آپؐ نے فرمایا کہ تم میرے پاس میرے اصحابؓ کو بلا لاؤ، قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے (اہلِ بدر کے) آدھے کو نہیں پہونچ سکتا، راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت زبیرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا تو حضرت خالدؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپؐ نے تو مجھے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے جھگڑا کرنے سے منع کیا تھا اور یہ حضرت زبیرؓ انھیں برا بھلا کہہ رہے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہلِ بدر ہیں ان میں کا بعض ان کے بعض کے ساتھ زیادہ مستحق ہے [2] (یعنی ان میں آپس میں اس قسم کی بات اتنی نازیبا نہیں جو ان کا غیر ان کے بارے میں استعمال کرے) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ میں کوئی وہ قضیہ پیش آگیا جو لوگوں میں ہو جایا کرتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا میرے لئے میرے اصحابؓ کو چھوڑ دو، اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان اصحابؓ کے ایک مُد اور اس کے آدھے کو بھی نہیں پہونچ سکتا ہے۔ [5]

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۴۹ رواہ الطبرانی فی الصغیر والکبیر باختصار والبزار بنحوہ، ورجال الطبرانی ثقات۔ انتہی، واخرجہ ایضا ابن عساکر وابو یعلی کما فی الکنز ج ۷ صفہ ۱۳۸ وابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفہ ۴۰۹ [2] عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ مثلہ [3] وعند ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفہ ۱۳۸ واخرجہ احمد عن انسؓ بنحوہ مختصرا قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۱۵ ورجالہ رجال الصحیح، انتہی، [4] وعند البزار [5] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۱۵ رجالہ رجال الصحیح غیر عاصم بن ابی النجود وقد وثق۔ انتہی،

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء ومرسلین کے علاوہ تمام عالم میں اللہ پاک نے میرے اصحابؓ کو چن لیا ہے، اور میرے اصحابؓ میں سے چار کو میرے لئے اختیار کیا ہے، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اللہ پاک نے ان کو میرا صحابیؓ بنایا اور میرے ہر صحابیؓ کے بارے میں اللہ پاک نے بھلی بات کہی ہے اور تمام اُمتوں میں سے میری امت کو اللہ پاک نے چُن لیا ہے اور میری اُمت میں سے چار قرنوں کو منتخب فرمایا ہے، یعنی قرنِ اول اور دوم اور سوم اور چہارم، [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات قریب آئی، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، ہم لوگوں کو وصیت فرمائیے، آپؐ نے فرمایا میں تم کو ان مہاجرین کے بارے میں جنھوں نے شروع میں اسلام اور ہجرت میں سبقت کی ہے اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہوں اگر تم ایسا نہ کروگے (یعنی ان کی مراعات) تو اللہ پاک تم سے کسی نفل اور فرض کو قبول نہ کرے گا [2] بزار وغیرہ کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ میں تم لوگوں کو مہاجرینِ اولین جنھوں نے اسلام اور ہجرت میں سبقت کی ہے اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کو اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے بیٹوں یعنی پوتوں کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہوں [3] حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جب نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی اطلاع مل گئی، آپؐ ایک چادر لپیٹے ہوئے اپنے پرانے کپڑوں میں باہر آئے اور ممبر پر تشریف فرما ہوئے، یہ سُن کر تمام حضرات اور بازار کے لوگ مسجد میں جمع ہو گئے، حضورؐ نے اللہ کی تعریف اور ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! اس قبیلہ یعنی انصار کے بارے میں میری حفاظت کرو، اس لئے کہ یہ انصار میری ایسی اوجھ ہیں جس میں میں کھاتا ہوں اور میری گٹھری ہیں ان کے بھلے کی بات قبول کرلو اور ان کے خطاداروں سے در گذر کرنا، [4]

---

[1] واخرج البزار [2] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۱۶ ورجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف [3] واخرج الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۱۷ رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار [5] ورجالہ ثقات [6] واخرج الطبرانی [7] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۶ وزید بن سعد بن زید الاشہلی لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات، انتہی

حضرت[۱] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے سامنے حضرت مالک بن دخشنؓ کا تذکرہ کیا گیا لوگوں نے ان کے بارے میں لب کشائی کی، اور ان کے بارے میں کہا گیا کہ یہ منافقین کے سردار ہیں، حضورؐ نے فرمایا میرے اصحابؓ کو چھوڑو میرے اصحاب کو برا مت کہو۔[۲] ابن[۳] عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے میرے اصحابؓ کو برا کہا اللہ اور اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی اس آدمی پر لعنت ہے،[۴]

حضرت[۵] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا مت کہو، اللہ اس شخص پر لعنت نازل فرماتا ہے جو میرے اصحابؓ کو برا کہتا ہے،[۶]

حضرت[۷] سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ نے فرمایا تم مجھ سے میرے ساتھیوں کے برا کہنے کو کہتے ہو؟ بلکہ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اللہ ان کی مغفرت کرے،[۸]

حضرت[۹] سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابنِ عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ آپ مجھے وصیت کیجیے، حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خراب تذکرہ نہ کرنا اس لئے کہ تجھے علم نہیں کہ ان کے (کیسے کیسے) اعمالِ سابقہ گذر چکے ہیں،[۱۰]

حضرت[۱۱] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ آخری کلمہ جس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلم فرمایا یہ تھا کہ تم میرے بعد میرے اہلبیت کی رعایت کرنا،[۱۲]

حضرت[۱۳] ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حضورؐ کی صاحبزادی آپؐ کی خدمت میں حضرات حسنینؓ کو کوکھ پر لادے ہوئے حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں ایک ہانڈی تھی جس میں حضرت حسنؓ کے لئے گرم کھانا تھا جب آپؐ کی خدمت میں پہونچیں اور اس ہانڈی کو آپؐ کے سامنے رکھ دیا آپؐ نے دریافت فرمایا حسنؓ

---

[۱] واخرج البزار [۲] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۱ رجالہ رجال الصحیح۔ اھ [۳] وعند الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۱ وفیہ عبداللہ بن خراش وہو ضعیف [۵] وعند الطبرانی [۶] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۱، رجالہ رجال الصحیح غیر علی بن سہل وہو ثقۃ [۷] واخرج الطبرانی [۸] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۱ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [۹] واخرج الطبرانی [۱۰] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۲ وفیہ عمر بن عبداللہ النشسی وہو ضعیف۔ انتہی [۱۱] واخرج الطبرانی فی الاوسط [۱۲] قال الہیثمی جلد ۹ صفہ ۱۶۳ وفیہ عاصم بن عبیداللہ وہو ضعیف۔ انتہی [۱۳] واخرج ابو یعلی،

کے والد کہاں ہیں؟ عرض کیا گھر ہیں، آپ نے اُن کو بلوایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ بیٹھ کر کھانے لگے حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضورؐ نے نہیں بُلایا حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ آپ نے کچھ کھایا ہو اور میں آپؐ کے پاس ہوں اور آپؐ نے مجھے نہ بُلایا ہو، جب آپؐ فارغ ہو گئے تو ان سب حضرات پر آپؐ نے اپنا کپڑا ڈالا اور اس کے بعد فرمایا اے میرے اللہ! تو اس کا دشمن ہو جا جو ان سے عداوت برتے اور تو اُس کا دوست ہو جا جو ان سے دوستی کرے[1]

حضرت[2] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب! میں نے تم لوگوں کے لئے اللہ پاک سے تین دُعائیں کیں، (۱) تم میں سے جو (دین پر) قائم ہیں انھیں ثابت رکھے (۲) اور تمھارے جاہل کو عالم کر دے (۳) اور تمھارے گمراہ کو راہ پر لگا دے، اور میں نے اللہ پاک سے یہ بھی سوال کیا کہ اللہ پاک تم کو سخی اور آپس میں رحم کرنے والا بنا دے۔ پس اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دونوں پیروں پر کھڑا ہو کر نماز پڑھے (اور ساری زندگی) روزہ رکھے، پھر مر جائے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے بغض رکھتا ہو جہنم میں داخل ہوگا۔[3]

حضرت[4] عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ احسان کیا اور اس اولاد نے اسے دُنیا میں بدلہ نہیں دیا تو کل (بروزِ قیامت) جب مجھ سے ملے گا اس کے احسان کا معاوضہ میرے ذمہ ہے،[5]

حضرت[6] جابرؓ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمرؓ سے سُنا جب کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی سے شادی کی کہ آپ فرما رہے تھے تم مجھ پر الزام نہ رکھو میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ بروزِ قیامت ہر

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ ص ۱۶۷ و اسنادہ جید [2] واخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۹ ص ۱۷۱ رواہ الطبرانی عن شیخہ محمد بن زکریا الغلابی وہو ضعیف، وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یعتبر حدیثہ اذا روی عن الثقات فان فی روایتہ عن المجاہیل بعض المناکیر قلت روی ہذا عن سفیان الثوری و بقیۃ رجالہ رجال الصحیح، انتہی، [4] واخرج الطبرانی فی الاوسط [5] قال الہیثمی ج ۹ ص ۱۷۳ وفیہ عبد الرحمن بن ابی الزناد وہو ضعیف۔ انتہی [6] واخرج الطبرانی

تعلق اور ہر سب منقطع ہوجائے گا مگر میرا نسب اور میرا تعلق باقی رہے گا،[1]

حضرت[2] محمد بن ابراہیم تیمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان ظفریؓ نے قریش کو کچھ بُرا بھلا کہا، اور ان کے بارے میں اسی قسم کی گفتگو کی تو آنحضورؐ نے فرمایا اے قتادہ! قریش کو بُرا بھلا نہ کہو، پس شاید کہ تم اگر ان میں سے ایسے آدمیوں کو دیکھوگے تو اپنے عمل کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں اور اپنے فعل کو ان کے افعال کے مقابلہ میں حقیر سمجھوگے، اور تم جب ان کو دیکھوگے تو غبطہ کروگے (کہ کاش! ان جیسے اعمال میرے بھی ہوتے) اگر قریش کے سرکش یعنی اترانے والے ہوجانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں قریش کو بتادیتا کہ ان کے لئے اللہ کے پاس کیا ہے؟[3]

حضرت[4] علیؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک مجھے علم ہے قریش کو آگے رکھنا اور ان سے آگے ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ اور اگر قریش کے اترانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں بتادیتا کہ ان کے لئے اللہ پاک کے نزدیک کیا مراتب ہیں،[5] حضرت[6] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر قریش اترانے نہ لگیں تو میں البتہ قریش کو بتاتا کہ ان کے لئے اللہ کے پاس کیا ہے،[7]

حضرت[8] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ امانت کی طلب اور جستجو قریش میں کرو، اس لئے کہ قریش کے امین کو قریش کے علاوہ دوسرے امانتداروں پر فضیلت حاصل ہے، قریش کی قوت کو دوسروں کی قوت پر دُگنی فضیلت ہے،[9]

حضرت[10] رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا میرے لئے اپنی قوم کو تم جمع کرو چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان حضرات کو آپؐ کے گھر کے سامنے جمع کردیا، اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض یارسول اللہ! کیا ان کو آپ کی خدمت میں لے آوٴں؟ یا آپ ان کے پاس تشریف

---

[1] قال الهيثمي ج ۹ صفہ ۱۷۳ رواه الطبراني في الاوسط والكبير باختصار ورجالهما رجال الصحيح غير الحسن بن سهل وهو ثقة [2] واخرج احمد [3] قال الهيثمي ج ۱۰ صفہ ۲۳ رواه احمد مرسلا ومسندا واحال لفظ المسند على المرسل و البزار كذلك والطبراني مسندا ورجال البزار في المسند رجال الصحيح ورجال احمد في المسند والمرسل رجال الصحيح غير جعفر بن عبدالله بن اسلم في مسند احمد وهو ثقة وفي بعض رجال الطبراني خلاف. اه [4] واخرج الطبراني [5] قال الهيثمي ج ۱۰ صفہ ۲۵ وفيه ابو معشر وحديثه حسن [6] وعند احمد [7] ورجاله رجال الصحيح كما قال الهيثمي ج ۱۰ صفہ ۲۵ [8] واخرج الطبراني [9] قال الهيثمي ج ۱۰ صفہ ۲۶ رواه الطبراني في الاوسط وابو يعلى واسناده حسن. اه [10] واخرج البزار

لے چلیں گے؟ حضورؐ نے فرمایا بلکہ میں ان کے پاس چلتا ہوں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں چنانچہ آپؐ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تمہارے ساتھ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ ان حضرات نے عرض کیا جی ہاں، ہمارے ساتھ ہمارے حلیف اور ہمارے بھائیوں کے بیٹے اور ہمارے غلام بھی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے حلیف ہمیں میں سے ہیں، اور ہمارے بھائیوں کے بیٹے ہمیں میں سے ہیں۔ اور ہمارے غلام ہمیں میں سے ہیں، اور تم لوگ کیوں نہیں سنتے ہو کہ اللہ کے اولیاء پرہیزگاروں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہیں، پس اگر تم لوگ متقی ہو تو اللہ کے اولیاء ہو، اور نہیں تو غور کرلو ایسا نہ ہو بروزِ قیامت لوگ اعمال لے کر آئیں اور تم (گناہوں کا) بوجھ لے کر حاضر ہو، اور میں تم سے منہ پھرالوں، اس کے بعد آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے لوگو! قریش اہلِ امانت ہیں جس نے ان کے لئے مصیبتیں تلاش کیں اس کو اللہ پاک نتھنوں کے بل اوندھا کر کے ڈال دے گا، یہ کلمہ حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا، [1]

حضرت [2] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے، اور اہلِ عرب سے بغض رکھنا نفاق ہے۔ [3]

حضرت [4] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس آنحضرتؐ تشریف لائے اور آپؐ فرمارہے تھے اے عائشہ! تیری قوم میری امت میں سے بہت جلد مجھ سے مل جائے گی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آپؐ تشریف فرما ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ جب تشریف لائے تو آپ نے ایک بات کہی، جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا آپؐ نے فرمایا وہ کیا بات تھی؟ میں نے عرض کیا کہ آپ فرمارہے تھے کہ تیری قوم مجھ سے بہت جلد مل جائے گی آپؐ نے فرمایا ہاں (میں نے یہ کہا ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کس وجہ سے ہوگا (یا رسول اللہ!)؟ آپؐ نے فرمایا موت ان کو ہلاک

---

[1] قال الهیثمی ج ۱۰ ص ۲۶ رواہ البزار واللفظ له واحمد باختصار وقال کبه الله فی النار لوجهه والطبرانی بنحو البزار ورجال احمد والبزار واسناد الطبرانی ثقات۔ انتہی [2] واخرج الطبرانی [3] قال الهیثمی ج ۱۰ ص ۲ رواہ الطبرانی ورجاله ثقات انتہی [4] واخرج احمد،

کردے گی، اور ان میں کے کمزور ان کے بعد ہلاک ہوں گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ لوگ اس کے بعد یا اس وقت میں کیسے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیڑے ہوں گے کہ ان کا سخت ان کے کمزور کو کھا جائے گا اور ایسے ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، راوی کہتے ہیں اس حدیث میں جو لفظ دُبّہ ہے اس کا ترجمہ جنادُب کا ہے یعنی پلیدی کا وہ کیڑا جس کے پَر نہیں ہوتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح پر ہے (فرمایا) اے عائشہ! لوگوں میں سے جو اوّل ہلاک ہوں گے وہ تیری قوم ہوگی راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آیا کسی زہر سے وہ مَر جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں!، بلکہ اس قبیلۂ قریش کو موت ہلاک کردے گی اور قریش میں سے جو بھلے ہوں گے وہ سب میں پہلے وفات پائیں گے میں نے عرض کیا جو ان کے بعد باقی رہے گا اس کا کیا حال ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا یہ لوگوں کے لئے بمنزلہ پشت وپناہ ہوں گے، جب یہ لوگ ہلاک ہوجائیں گے تو تمام لوگ بھی ہلاک ہوجائیں گے۔[1]

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگ مجھ سے بیان کرو کہ مومنین میں سے کون ایمان میں افضل ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ملائکہ ہیں، آپؐ نے فرمایا وہ اسی طرح پر ہیں اور انھیں اس بات کا حق پہونچتا ہے اور انھیں ایمان لانے سے مانع بھی کچھ نہیں اور اللہ نے ان کو وہ منزلت عطا فرمائی ہے جس منزلت پر کہ اللہ پاک نے ان کو رکھا ہے، میری مُراد ان سے علاوہ کی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کو اللہ پاک نے رسالت اور نبوت سے نوازا، حضورؐ نے فرمایا ہاں انبیاء اسی طرح پر ہیں اور ان کے لئے اس بات کا حق ہے اور ایمان سے کوئی چیز مانع نہیں اور اللہ پاک نے ان حضرات کو اس مرتبہ سے نوازا جس مرتبہ پر کہ ان حضرات کو رکھا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ، وہ شہدا ہیں جو انبیا علیہم السلام کے ساتھ رہ کر

---

[1] قال الهيثمي ج ۱۰ ص ۲۸ رواه احمد والبزار ببعضه والطبراني في الاوسط ببعضه ايضا واسناد الرواية الاولى عند احمد رجال الصحيح وفي بقية الروايات مقال اه ۱ھ واخرج ابو يعلى،

شہید ہوئے، آپؐ نے فرمایا وہ اسی طرح پر ہیں اور ان کا یہی حق تھا، اور ان کے لئے کوئی مانع نہیں، جب کہ اللہ پاک نے انھیں شہادت کے ساتھ نوازا، میرا مقصد تو ان کے علاوہ اور کو پوچھنا ہے، یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی فرمائیے کہ ایمان میں افضل کون ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا، وہ ایسی قومیں ہیں جو ہنوز اپنے باپوں کی پشتوں میں ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ مجھ کو نہ دیکھا ہوگا، اور میری تصدیق کریں گے حالانکہ میرا دیدار انھیں میسر نہ آیا ہوگا، لٹکے ہوئے پرچے پائیں گے (یعنی قرآن مجید) اور جو کچھ اس میں ہوگا اس پر عمل کریں گے پس یہ ایمان میں اہل ایمان سے افضل ہیں[1]، عمروؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ بروزِ قیامت اللہ کے نزدیک تمام مخلوق میں جو اعظم ہوں گے انھیں بتاؤ؟ صحابہؓ نے عرض کیا ملائکہ، حضورؐ نے فرمایا کہ ملائکہ کو ان کے رب کی نزدیکی سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ بلکہ ملائکہ کے علاوہ کو بتاؤ، صحابہؓ نے عرض کیا انبیاء علیہم السلام ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ انبیاء کے لئے کیا مانع ہو سکتا ہے جب کہ وحی الٰہی ان پر نازل ہوئی، بلکہ تم ان کے علاوہ کو بتاؤ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی فرمائیے، حضورؐ نے فرمایا وہ ایسی قوم ہے جو تمہارے بعد آئے گی مجھ پر ایمان لائے گی حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ ہوگا لٹکا ہوا پرچہ ملے گا اسی پر ایمان لے آئے گی یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک مرتبہ میں بہت اونچے ہیں اور بروزِ قیامت اللہ کی مخلوق میں سے ایمان لانے میں اعظم ہیں،[2]

ابو جمعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کا کھانا کھایا ہمارے ہمراہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی ہم سے بھی افضل ہے؟ ہم آپ پر اسلام لائے اور ہم نے آپ کے ساتھ رہ کر جہاد کیا ہے، آپؐ نے فرمایا ہاں، وہ ایسی قوم ہے جو میرے بعد آئے گی اور مجھ پر ایمان لائے گی حالانکہ مجھ کو نہ دیکھا ہوگا،[3]

---

[1] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۵ رواہ ابو یعلی [2] ورواہ البزار [3] وقال الصواب انہ مرسل عن زید بن اسلم واحد اسنادی البزار المرفوع حسن، انتہی [4] وعند احمد [5] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۶ رواہ احمد وابو یعلی والطبرانی باسانید واحد اسانید احمد رجالہ ثقات۔ انتہی،

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن حضرات نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لائے ان کے لئے مژدۂ بشارت ہے، اور ان لوگوں کے لئے سات مرتبہ مژدۂ بشارت ہے جو مجھ پر ایمان لائے اور انھوں نے مجھے نہیں دیکھا۔[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک قوم میرے بعد آئے گی کہ ان میں سے ایک کو یہ تمنا ہوگی کہ میرے دیکھنے کے لئے اپنے اہل اور اپنے مال کو پروان چڑھادے۔[۲] حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کاش! کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھ لیتا جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ مجھ کو نہ دیکھا ہوگا۔[۳] ابو یعلیٰ کی روایت میں اس طرح ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے کب ملونگا، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا بلکہ تم میرے اصحابؓ ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور مجھ کو دیکھا نہ ہوگا۔[۴]

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال بارش جیسی ہے، یہ نہیں جانا جاسکتا کہ اس کا اول حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔[۵]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک کے کچھ فرشتے زمین میں چکر لگاتے ہیں جو میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ و نیز ابن مسعودؓ نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا میری زندگی تمھارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے باتیں کرتے ہو میں تم سے، اور میری وفات بھی تمھارے لئے بہتر ہے تمھارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے جو کچھ میں بھلے عمل دیکھوں گا اس پر اللہ کی تعریف کروں گا، اور جو برا عمل دیکھوں گا تمھارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرونگا۔[۶]

---

[۱] وعند احمد [۲] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۷ رواہ احمد والطبرانی باسانید ورجالہا رجال الصحیح غیر ایمن ابن مالک الاشعری وہو ثقۃ۔ انتہی [۳] واخرج البزار [۴] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۶ وفیہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وحدیثہ حسن وفیہ ضعف وبقیۃ رجالہ ثقات۔ اھ [۵] وعند احمد [۶] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۶ رواہ احمد [۷] وفی رجال ابی یعلیٰ محتسب ابو عائذ وثقہ ابن حبان وضعفہ ابن عدی وبقیۃ رجال ابی یعلیٰ رجال الصحیح غیر الفضل بن الصباح وہو ثقۃ وفی اسناد احمد جسر وہو ضعیف ورواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح غیر محتسب انتہی، [۸] وعند احمد والبزار والطبرانی [۹] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۶۸ ورجال البزار رجال الصحیح غیر الحسن بن قزعۃ وعبید بن سلیمان الاغر وہما ثقتان وفی عبید خلاف لایضر۔ انتہی، واخرجہ البزار وغیرہ عن عمران، والطبرانی عن ابن عمرؓ کما فی المجمع ج ۱۰ صفحہ ۶۸ وقال ابن حجر فی الفتح ہو حدیث حسن لہ طرق قد یرتقی بہا الی الصحۃ قالہ المناوی ج ۵ صفحہ ۵۱۷ [۱۰] واخرج البزار [۱۱] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۴ رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی،

حضرت[1] ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس عبداللہ بن یزیدؓ بھی تھے خارجیوں کے سر لائے جا رہے تھے، جب لوگ کسی سر کو لے کر گذرتے تو میں کہتا یہ سر جہنم کے لئے ہے، عبداللہ بن یزیدؓ نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے! ایسا نہ کہو اس لئے کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے اس امت کا عذاب اس کی دنیا ہی میں ہو جائے گا[2]۔ ایک[3] روایت میں اس طرح پر ہے اللہ پاک نے اس امت کا عذاب اسی دنیا میں قتل کیا جانا کر دیا ہے[4]،

حضرت[5] ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن زیاد کے پاس سے نکلا میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بہت سخت سزا دیتا ہے اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ کے پاس بیٹھ گیا ان صحابیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس امت کی سزا تلوار سے ہو گی،[6]

مسلمانوں کے خون و مال کی حفاظت

حضرت[7] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مقتول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قتل کیا گیا اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چلا، سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا اے لوگو! کیا مقتول قتل کر دیا جائے اور میں تم لوگوں کے درمیان ہوں اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے؟ اگر آسمان و زمین کے تمام باشندے ایک مسلمان کے قتل پر جمع ہو جائیں تو ان سب کو اللہ پاک بغیر شمار کئے اور حساب لگائے مبتلائے عذاب کرے گا،[8]

حضرت[9] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کے زمانہ میں قتل کیا گیا تو آپؐ نے ممبر پر تشریف لا کر خطبہ دیا اور کہا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ کس نے تم میں سے اسے

---

[1] واخرج البیہقی [2] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۸۵ [3] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۸ صفحہ ۳۰۸ عن ابی بردۃ بنحوہ ولفظہ فی المرفوع [4] واخرجہ الطبرانی فی الکبیر والصغیر باختصار والاوسط کذلک ورجال الکبیر رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۲۵ [5] وعند الطبرانی [6] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۲۵ ورجالہ رجال الصحیح

[7] اخرج الطبرانی [8] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۹۷ رجالہ رجال الصحیح غیر عطاء بن ابی مسلم وثقہ ابن حبان وضعفہ جماعۃ۔ انتہی [9] وعند البزار،

قتل کیا ہے ؟ اور اس جملہ کا آپؐ نے تین مرتبہ اعادہ فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا اللہ گواہ ہے کہ ہمیں علم نہیں تو حضورؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ محمدؐ کی جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر ایک مومن کے قتل پر ساتوں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے جمع ہو جائیں تو ان سب کو اللہ پاک جہنم میں داخل کرے گا اور کوئی گھرانہ ہم سے بغض نہ رکھے گا مگر اللہ پاک اس کو اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔[1]

حضرت اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضورؐ نے جہینہ کی ایک آبادی کی طرف بھیجا ہم نے صبح کے وقت ان سے لڑائی شروع کر دی ان میں ایک ایسا آدمی تھا کہ جب وہ آگے ہوتا تو ہم لوگوں پر وہ ساری قوم میں سے بھاری پڑ جاتا اور جب وہ قوم پیچھے ہٹتی تو یہ ان کی حفاظت میں لگا رہتا حضرت اُسامہؓ فرماتے ہیں میں نے اور ایک انصاری نے اسے گھیر لیا جب ہم دونوں اس پر چھا گئے تو اس آدمی نے کہا لا الٰہ الا اللہ، یہ سُن کر وہ انصاری تو پیچھے ہٹ گیا اور میں نے اس شخص کو قتل کر دیا جب حضورؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا اے اُسامہ! کیا تم نے اس کو اس کے بعد بھی قتل کر دیا جب اُس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا ؟ حضرت اُسامہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو اس نے قتل سے بچنے کے لئے کیا تھا حضرت اُسامہؓ کہتے ہیں آپؐ نے بار بار اس کا میرے اوپر اعادہ فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تو نے اُسے قتل کر دیا ؟ اور آپؐ نے اتنی مرتبہ یہ کہا کہ مجھے یہ تمنا پیدا ہوئی کہ میں آج سے قبل اسلام نہ لایا ہوتا۔[2] ابنِ اسحاق کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ جب ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے اس کی آپؐ کو خبر دی آپؐ نے فرمایا اے اُسامہ! لا الٰہ الا اللہ کے بعد تمہارے اس قتل کی ذمہ داری کون لے سکتا ہے ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو قتل سے بچنے کے لئے اس کلمہ کو کہا تھا آپؐ نے فرمایا اس کلمہ کے بعد تمہارے اس قتل کی ذمہ داری کون لے سکتا ہے ؟ پس قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا آپؐ برابر اس کلمہ کو مجھ سے فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ آرزو ہوئی کہ جو کچھ اسلام میں میری عمر گذری وہ لا شئے کے درجہ میں ہوتی،

---

[1] قال الہیثمی ج۷ صفحہ ۲۹۶ وفیہ داؤد بن عبدالحمید وغیرہ من الضعفاء۔ انتہی [2] واخرج احمد [3] واخرجہ البخاری ومسلم ایضا،

اور میں آج کے دن اسلام لایا ہوتا اور میں نے اس کو قتل نہ کیا ہوتا، اور میں نے عرض کیا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں کسی ایسے آدمی کو جو لا الٰہ الا اللہ کہے کبھی نہ قتل کروں گا، آپؐ نے فرمایا اے اُسامہ! اور میرے بعد؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد بھی[1] (میں کسی کلمہ گو کو قتل نہ کروں گا)

حضرت[2] اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور ایک انصاری نے مرداس بن نہیک کو پکڑا جب ہم نے اس پر تلوار اُٹھائی اس نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، ہم نے اس پر سے تلوار نہ ہٹائی اور اس کو قتل کر دیا، اس کے بعد جب ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے بعد اوپر جیسی روایت ہے، ایک[3] روایت میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور تو نے اُس کو قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو ہتھیار کے ڈر سے اس کلمہ کو کہا ہے، آپؐ نے فرمایا تو تو نے اس کا دل پھاڑ کر کیوں نہیں دیکھ لیا تھا؟ تاکہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ کلمہ اس نے اس سبب سے پڑھا ہے یا نہیں، اس کے لا الٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں بروز قیامت تمھاری ضمانت کون لے گا؟ آپؐ برابر اس کلمہ کو فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج کے دن اسلام لایا ہوتا۔[4]

حضرت[5] بکر بن حارثہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے سریہ میں تھا جس کو حضورؐ نے روانہ فرمایا تھا ہم میں اور مشرکین میں مڈبھیڑ ہوئی، میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی پر حملہ کیا اس نے مجھ سے اسلام ظاہر کر کے پناہ پکڑنی چاہی اور میں نے اس کو قتل کر دیا، جب اس کی خبر حضورؐ کو ہوئی، آپؐ مجھ پر خفا ہوئے اور مجھے اپنے سے دُور کر دیا، آپؐ کے پاس اللہ پاک نے یہ وحی بھیجی، وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

---

[1] كذا في البداية ج ۴ ص ۲۲۲ [2] واخرجه ابن عساكر [3] واخرجه ايضا ابوداؤد والنسائي والطحاوي وابو عوانة وابن حبان والحاكم وغيرهم [4] كذا في كنز العمال ج ۱ ص ۷۸ واخرجه البيهقي ج ۸ ص ۱۹۲ [5] واخرجه الدولابي وابن منده وابونعيم،

مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ۱۲)

ترجمہ:۔ "اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو (ابتداً) قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمھارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خون بہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جائے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔" اس کے بعد آپؐ مجھ سے راضی ہو گئے اور آپؐ نے مجھے اپنے قریب کر لیا۔[1]

حضرت عقبہ[2] بن خالد لیثیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا اس سریہ نے ایک قوم پر لوٹ ڈالی، اس قوم میں سے ایک آدمی نے بڑی سختی سے حملہ کیا، ہماری جماعت میں سے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کیا جس کے ہاتھ میں تلوار سُتی ہوئی تھی، اس قوم کے اُس آدمی نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "میں مسلمان ہوں" "میں مسلمان ہوں" لیکن ہمارے سریہ والے آدمی نے اس کی اس بات پر دھیان نہ دیا اور اس کو قتل کر ڈالا، جب یہ بات حضورؐ تک پہونچی آپؐ نے اس مجاہد کے بارے میں بہت سخت بات کہی چنانچہ یہ بات اس مجاہد کو بھی پہونچی راوی کہتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ خطبہ دے رہے تھے اس قاتل نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم اس مقتول نے وہ کلمہ جو کہا محض قتل سے بچنے کے لئے کہا تھا، آپؐ نے اس کی طرف سے اور جو لوگ اس طرف تھے ان سب سے مُنہ پھرا لیا اور خطبہ دینے لگے، پھر دوبارہ اس قاتل نے عرض کیا یا رسول اللہ! محض قتل سے بچنے کے لئے وہ کلمہ کہا تھا، آپؐ نے پھر اس کی جانب سے اور جو لوگ اُدھر تھے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۱، صفحہ ۳۱۶ [2] واخرج ابو یعلی

منہ پھرالیا، اس قاتل کو پھر بھی صبر نہ آیا اور تیسری مرتبہ پھر اس نے یہی بات کہی، تب حضورؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار نمایاں تھے، اور آپؐ نے فرمایا بے شک اللہ پاک نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں کسی مومن کو قتل کروں اور آپؐ نے اس کلمہ کا تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔[1]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں حضرت مقداد بن اسودؓ بھی تھے جب یہ لوگ قوم کے پاس پہونچے یہ قوم جا چکی تھی اور ان میں سے ایک آدمی جس کے پاس بہت مال تھا وہ نہیں بھاگا اور اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے، حضرت مقدادؓ اس کی طرف بڑھے اور اس کو قتل کر دیا، حضرت مقدادؓ سے ان کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کیا تم نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو گواہی دے رہا تھا کہ سوائے اللہ پاک کے اور کوئی معبود نہیں ؛ میں ضرور اس امر کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروں گا، جب یہ حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے، آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی نے اس بات کی گواہی دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور اس کو مقدادؓ نے قتل کر دیا ہے، آپؐ نے فرمایا مقدادؓ کو میرے پاس بُلالاؤ، (وہ بُلائے گئے) آپنے فرمایا اے مقداد! کیا تم نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو کہہ رہا تھا لا الٰہ الا اللہ؟ کل (بروز قیامت) اس کے لا الٰہ الا اللہ کہنے کا کیا جواب دوگے؛ راوی کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے یہ آیۃ نازل فرمائی، يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ

(سورۂ نساء رکوع ۱۳) ترجمہ: "اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق (کر کے کیا) کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں، یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں، پہلے تم بھی ایسے ہی تھے" تو جناب

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ صفہ ۲۹۲ رواہ ابو یعلیٰ واحمد باختصار الا انہ قال عقبہ بن مالک بدل عقبۃ بن خالد والطبرانی بطولہ ورجالہ رجال الصحیح غیر بشر بن عاصم اللیثی وہو ثقۃ۔ انتہی، واخرجہ ایضاً النسائی والبغوی وابن حبان عن عقبۃ بن مالک کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۴۹۱ والخطیب فی المتفق والمفترق کما فی الکنز ج ۱ صفہ ۹ عن عقبۃ بن مالک بنحوہ والبیہقی ج ۹ صفہ ۱۱۶ وابن سعد ج ۷ صفہ ۴۸ عن عقبۃ بن مالک بنحوہ ۵۲ واخرج البزار،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ سے فرمایا کہ وہ مومن آدمی تھا قوم کفار سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا، اور تم نے اس کو قتل کر دیا؟ اسی طرح تم بھی اس سے قبل مکہ میں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے، [1]

حضرت عبداللہ بن ابی حدردؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضم پہاڑی کی آبادی کی طرف مع چند مسلمانوں کے بھیجا، جن میں حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی اور حضرت محلم بن جثامہ بن قیس رضی اللہ عنہما بھی تھے ہم مدینہ سے نکل کر اضم کے قریب ہی پہونچے تھے کہ ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی اپنے اونٹ کے بچھیرے پر سوار ہو کر گذرا، اُس کے پاس تھوڑا سا سامان اور ایک مشکیزہ دودھ سے بھرا ہوا تھا اس نے ہم لوگوں کو اسلامی سلام کیا ہم اُس سے رُک رہے اور اُس پر محلم بن جثامہؓ نے حملہ کر کے قتل کر دیا، کسی معاملہ کی وجہ سے جو ان کے اور اُس کے درمیان تھا اور اُس کے اونٹ اور سامان کو لے لیا، جب ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ کو اس قصہ کی اطلاع دی، ہمارے ہی بارے میں قرآن کی یہ آیۃ اُتری، يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (سورۂ نساء رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیوں کہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں، پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔" [2]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محلم بن جثامہؓ کو کسی سریہ میں روانہ فرمایا ان حضرات سے عامر بن اضبط ملا اس نے

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۹ رواہ البزار واسنادہ جید وقال فی ہامشہ رواہ الطبرانی ایضا فی الکبیر والدار قطنی فی الافراد [2] واخرج ابن اسحٰق [3] وہکذا رواہ احمد من طریق ابن اسحاق کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۲۴ والطبرانی کذلک قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۸ ورجالہ ثقات والبیہقی ج ۹ صفحہ ۱۱۵ وکذلک ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۸۲ نحوہ [4] وعند ابن جریر من طریق ابن اسحٰق عن نافع،

ان کو اسلام کے طریقہ پر سلام کیا زمانہ جاہلیت میں ان کا آپس میں کچھ جھگڑا تھا، محلم بن جثامہؓ نے اس کو ایک تیر مارا اور قتل کر دیا یہ خبر حضورؐ کو پہونچی آپؐ نے ان کے بارے میں عیینہ اور اقرع رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا، اقرعؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج طریقہ جاری کیجئے اور کل کو بدل دیجئے گا، حضرت عیینہؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! آپ ایسا نہ کیجئے یہاں تک کہ آپؐ اس کی عورتوں کو شوہر کی گمشدگی کا وہ ذائقہ چکھائیے جو ہماری عورتوں نے چکھا ہے، اتنے میں محلمؓ اپنی دو چادریں پیٹے ہوئے آئے اور حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے تاکہ حضورؐ ان کے لئے مغفرت طلب کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت نہ کرے، یہ سن کر محلمؓ کھڑے ہوئے اور ان کے آنسو ان کی دونوں چادروں پر ٹپک رہے تھے، اور اس کے بعد ان پر سات دن نہیں گذرے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ لوگوں نے انھیں دفن کیا اور زمین نے انھیں باہر ڈال دیا صحابہؓ نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا کہ زمین تو تمہارے صاحب سے بدتر لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ پاک نے ارادہ کیا ہے کہ تمھیں تمھاری حرمت کے بارے میں نصیحت کرے، اس کے بعد صحابہؓ نے ان کو ایک پہاڑی میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر رکھ دیئے، اور یہ آیۃ اتری۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ[1] (سورۃ نساء رکوع ۱۳)

حضرت قبیصہ بن ذویبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے ایک صحابیؓ نے ایک ایسی چھوٹی جماعت پر لوٹ ڈالی جو شکست کھا چکی تھی جب یہ ایک مشرک پر غالب آچلے اور وہ مشرک شکست خوردہ تھا تو انھوں نے یہ ارادہ کیا کہ بذریعہ تلوار اس پر چڑھ جائیں اس مشرک نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا پھر بھی یہ اُس سے نہ رُکے اور اسے قتل کر دیا ان صحابیؓ کے جی میں اس کے قتل کرنے سے کچھ تردد پیدا ہوا سو انھوں نے اس کا تذکرہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور عرض کیا کہ اس نے یہ کلمہ محض پناہ پکڑنے کے لئے کہا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہیں دیکھ لیا تھا؟ دل کی ترجمانی زبان ہی کرتی ہے (راوی کہتے ہیں) کچھ دن نہیں گذرے تھے یہاں تک کہ ان صاحب کی جنھوں نے قتل کیا تھا وفات ہو گئی یہ دفنائے گئے، صبح کے وقت زمین کے اوپر پڑے ہوئے ملے ان کے

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۲۴ و اخرج عبد الرزاق و ابن عساکر

گھر والوں نے حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا ان کو دفن کر دو، پھر یہ دفن کئے گئے اور صبح کو پھر زمین پر پائے گئے ان کے گھر والوں نے آپؐ کو خبر دی تو حضورؐ نے فرمایا کہ زمین نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے ان کو (پہاڑ کے) غاروں میں سے کسی غار میں ڈال دو۔ ؎

حضرت ابو جعفر محمد بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جب مکہ فتح ہوا حضرت خالد بن ولیدؓ کو دعوت (الی الاسلام) کے لئے بھیجا اور ان کو لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا ان کی معیت میں عرب کے چند قبیلے اور سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ بھی تھے، یہ حضرات بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناف بن کنانہ کے پاس پہونچے جب حضرت خالدؓ کو اس قوم نے دیکھا تو اپنے ہتھیار سنبھالے، حضرت خالدؓ نے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دو اس لئے کہ تمام لوگ اسلام اختیار کر چکے ہیں جب ان لوگوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ان کے بارے میں حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاندھوں سے باندھ دیئے جائیں پھر ان کو سامنے لائے اور تلوار سے ان میں سے جس کسی کو مارنا تھا مار ڈالا، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا اے میرے اللہ! جو کچھ خالد بن ولیدؓ نے کیا ہے میں اس کے فعل سے تجھ سے برات چاہتا ہوں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا اے علی! تم اُس قوم کے پاس جاؤ اور ان کے اَمر کی تحقیق کرو اور جاہلیت کی بات کو اپنے قدموں کے نیچے روند دینا، چنانچہ حضرت علیؓ چل کر ان کے پاس پہونچے اور حضرت علیؓ کے پاس مال تھا جس کو حضورؐ نے ان کے ساتھ بھیجا تھا، حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو ان کے خون کا بدلہ (جسے خون بہا کہتے ہیں) اور جو کچھ ان کا مال لیا گیا تھا اس کا معاوضہ دیا، یہاں تک کہ کُتّے کے اس ٹھیکرے کا جس میں اُسے کھانا دیا جاتا ہے اس کا بھی معاوضہ ادا کیا، جب حضرت علیؓ مال اور خون کا فدیہ ان کو دے چکے تو حضرت علیؓ کے پاس کچھ مال باقی رہ گیا تو حضرت علیؓ نے ان سے ان کے کام سے فارغ ہونے کے بعد دریافت فرمایا کیا تمہارے کسی خون اور مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا؟ ان لوگوں نے کہا نہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم لوگوں کو یہ بقیہ مال بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احتیاطاً دیتا ہوں اس چیز کے معاوضہ میں جس کا آپؐ کو پتہ نہ

؎ کذا فی الکنز ج ۷، صفحہ ۳۱۶ ھ واخرج ابن اسحق۔

چلا ہو اور تمھیں بھی اس کی خبر نہ لگی ہو، چنانچہ حضرت علیؓ یہ کام کر کے آپؐ کی خدمت میں واپس تشریف لائے اور آپؐ کو اس خبر کی اطلاع دی، آپؐ نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا، اس کے بعد حضورؐ قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کر کے کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ آپؐ کی دونوں بغلیں نمودار تھیں اور آپؐ فرما رہے تھے، اے میرے اللہ! میں تجھ سے برارت چاہتا ہوں خالدؓ کے اُس فعل سے جو خالدؓ نے کیا، اور یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ کہا،[1]

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ بنو جذیمہ کی طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی وہ صاف طور سے یہ نہ کہہ سکے اَسْلَمْنَا، کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا انھوں نے کہنا شروع کیا صَبَانَا صَبَانَا کہ ہم تمھاری طرف مائل ہوئے حضرت حضرت خالدؓ نے ان کو گرفتار بھی کیا اور قتل بھی کیا حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر آدمی کو ایک قیدی دیا ایک دن جب صبح ہوئی حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر آدمی اپنے قیدی کو قتل کر دے حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا خدا کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہ کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا، حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خالدؓ کے اس فعل کا آپؐ سے تذکرہ کیا آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دو مرتبہ فرمایا "اے میرے اللہ! میں تجھ سے برارت چاہتا ہوں خالدؓ کے اس فعل کے بارے میں جو انھوں نے کیا ہے۔"[2] اسحاقؒ راوی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بھی روایت پہونچی ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت خالدؓ کے درمیان گفتگو ہوئی حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تو نے جاہلیت کا کارنامہ اسلام میں انجام دیا؟ حضرت خالدؓ نے کہا کہ میں نے تیرے باپ کا بدلہ لیا ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کہ تو نے میرے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا لیکن تو نے اپنے چچا فاکہہ بن مغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے، ان دونوں حضرات کے درمیان بہت گرما گرمی کے ساتھ بات ہوئی جب حضورؐ کو یہ اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا اے خالد! ان باتوں کو چھوڑ، اپنی جانب سے میرے اصحابؓ کو باز رکھ،

---

[1] وعند احمد [2] ورواہ البخاری والنسائی من حدیث عبدالرزاق بہ نحوہ

پس خدا کی قسم اگر اُحد پہاڑ سونے کا ہوتا اور تو اس کو اللہ پاک کے راستے میں خرچ کرتا جب بھی تو میرے اصحابؓ کے اس ثواب کو نہیں پہونچ سکتا جو انہیں صبح یا شام سفرِ جہاد میں ملا ہے، ؎۱

حضرت صخر احمسیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے قبیلہ ثقیف سے غزوہ کیا جب حضرت صخرؓ نے اس بات کو سُنا تو یہ بھی سواروں کی ایک جماعت میں سوار ہو کر حضورؐ کی امداد کے لئے چلے، انھوں نے دیکھا کہ آپؐ واپس آرہے ہیں اور فتح نہیں ہوئی ہے، حضرت صخرؓ نے اس وقت میں عہد کیا اور اپنے اُوپر ذمہ داری لی کہ اس محل کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ یہ حضورؐ کے فرمان کے مُطابق قلعہ سے نیچے نہ اُتر آئیں، چنانچہ حضرت صخرؓ نے ان کا محاصرہ نہیں چھوڑا یہاں تک کہ وہ حضورؐ کے فرمان کے مُطابق اُترنے پر آمادہ ہوئے اس واقعہ کو حضرت صخرؓ نے حضورؐ کے پاس لکھا اما بعد! ثقیف آپ کے حکم کے مُطابق یا رسول اللہ! اُتر آتے ہیں اور میں ان کو لے کر آرہا ہوں اور وہ سب میرے سواروں کی جماعت میں ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ (ندا کر دی جائے) کہ نماز تیار ہے، اس کے بعد آپؐ نے قبیلہ احمس کے لئے دس مرتبہ دُعا دی "اے میرے اللہ! قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں میں برکت نازل فرما۔" اتنے میں ثقفی بھی آپہونچے تب حضرت میغرہ بن شعبہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا، اور کہا یا رسول اللہ! صخرؓ نے میری پھوپھی کو گرفتار کیا ہے حالانکہ وہ اسی اسلام میں داخل ہو چکی ہے جس میں مسلمان داخل ہیں آپؐ نے یہ سُن کر صخرؓ کو بُلایا اور فرمایا اے صخر! جب کوئی قوم مسلمان ہو جاتی ہے وہ اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لیتی ہے مغیرہؓ کے حوالہ ان کی پھوپھی کو کر دو، چنانچہ انھوں نے حضرت مغیرہؓ کی پھوپھی ان کے حوالہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی سلیم کے پانی کے متعلق سوال کیا کہ وہ بھاگ گئے ہیں، اسلام نہیں لائے، اور اُس پانی کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں یا رسول اللہ! کیا میں اور میری قوم وہاں منزل بنا لیں ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو وہاں ٹھہرایا، اور قبیلہ اسلم، اسلام لے آیا اور حضرت صخرؓ کے پاس آکر کہا کہ صخرؓ ان کے پانی پر سے اپنا قبضہ اُٹھا کر ان کے حوالہ کر دیں، حضرت صخرؓ نے انکار کر دیا ان لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

؎۱ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۱۲ ؎۲ واخرج ابو داؤد،

ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور ہم صخرؓ کے پاس آئے تھے تاکہ وہ ہمارا پانی ہمارے حوالہ کر دیں انھوں نے ہم سے انکار کر دیا آپؐ نے فرمایا اے صخر! قوم جب اسلام قبول کر لیتی ہے تو اپنا مال اور اپنا خون محفوظ کر لیتی ہے لہٰذا ان کا پانی ان کے حوالہ کرو، حضرت صخرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! بہت اچھا پس میں نے حضورؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا کہ سرخی سے بدل گیا تھا اس حیاء کی وجہ سے کہ ان سے جاریہ بھی لے لی اور ان سے پانی بھی لے لیا، [1]

مسلمانوں کے قتل سے احتراز اور ملک گیری کیلئے جہاد میں کراہیت

حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مدینہ کی مسجد میں ایک قبہ میں تھے اتنے میں آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا اور آپؐ سے کچھ سرگوشی کی ہم نہ جان سکے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تو جا اور ان سے کہہ دے کہ اس کو قتل کر دیں، پھر اس کو آپؐ نے بلایا اور کہا شاید اس نے اس بات کی گواہی دے دی ہے کہ بجز اللہ کے کوئی قابلِ عبادت نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، اس آدمی نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا جا اور ان لوگوں سے کہہ دے کہ اسے چھوڑ دیں، پس بے شک مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لوگ اس بات کی شہادت دے دیں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جب لوگ اس کلمہ کو کہہ دیں تو مجھ پر ان کے خون کا بہانا اور ان کا مال حرام ہو جاتا ہے مگر حقِ اسلامی کے ساتھ، (یعنی جو مرتد ہو جائے، اور جو بیوی سے ہم بستری کے بعد زنا کرے اور جو کسی مومن کا خون ناحق کرے) اور ان اسلام لانے والوں کا حساب اللہ پاک پر ہے،

---

[1] تفرد به ابو داؤد و فی اسناده اختلاف کذا فی البدایة ج ۴ ص ۱۵۱ و اخرجه ایضا احمد والدارمی وابن راهویه والبزار وابن ابی شیبة والطبرانی کما فی نصب الرایة ج ۳ ص ۱۲۴ والفریابی فی مسنده والبغوی وابن شاهین کما فی الاصابة ج ۲ ص ۱۸۰ والبیهقی فی سننه ج ۹ ص ۱۱۴ [2] اخرج احمد والدارمی والطحاوی والطیالسی،

حضرت[۱] عبداللہ بن عدی انصاریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا وہ سرگوشی کے ساتھ ایک منافق آدمی کے قتل کرنے کے بارے میں اجازت طلب کر رہا تھا، آپؐ نے اس کے کلام کو بلند آواز سے بیان کیا اور فرمایا کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ سوائے اللہ پاک کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں ہے؟ اُس شخص نے کہا کہ بے شک وہ گواہی دیتا ہے مگر اس کی شہادت کا اعتبار نہیں آپؐ نے فرمایا کیا وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا بیشک وہ اس بات کی شہادت دیتا ہے مگر اس کی شہادت کا اعتبار نہیں آپؐ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا ہے؟ اس نے کہا بے شک وہ نماز پڑھتا ہے مگر اس کی نماز کا اعتبار نہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں (کے قتل) سے منع کر دیا گیا ہے۔[۲]

حضرت[۳] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے بعض صحابیؓ کو بلادو میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ کو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا حضرت عمرؓ کو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا آپؐ کے چچیرے بھائی حضرت علیؓ کو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا حضرت عثمانؓ کو؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، جب حضرت عثمانؓ آئے آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم ہٹ جاؤ، آپؐ حضرت عثمانؓ سے سرگوشی کرتے جاتے تھے اور عثمانؓ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا، جب یوم دار ہوا (جس دن حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تھا) اور ان کا گھر میں محاصرہ کر لیا گیا ہم نے کہا اے امیر المومنین! آپ ان محاصرین سے کیوں نہیں لڑتے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نہ لڑوں گا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اُس پر صبر کروں گا۔[۴] ایک[۵] روایت میں اس کے آگے یہ اضافہ ہے کہ حضرات صحابہؓ کا خیال ہے کہ وہ سرگوشی یا وہ معاہدہ اسی دن کے لئے تھا۔

حضرت[۶] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے جب کہ آپ کا محاصرہ کیا گیا تھا لوگوں کی طرف جھانکا اور فرمایا کس وجہ سے تم لوگ میرے قتل کے درپے ہو؟ میں نے

---

[۱] وعند عبدالرزاق والحسن بن سفیان [۲] کذا فی کنز العمال ج ۱ صفحہ ۷۸ [۳] واخرج احمد [۴] تفرد بہ احمد کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۱۸۱ [۵] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۶ عن ابی سہلۃ بمعناہ اطول منہ [۶] واخرج احمد،

حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ آدمی کا خون بجز تین معاملہ کے حلال نہیں، (۱) جس آدمی نے بیوی سے مصاحبت کے بعد زنا کر لیا اس پر رجم ہے (۲) اور جس نے کسی کو قصداً مارا اس کے قصاص میں مارا جائے گا (۳) اور جو اسلام لانے کے بعد مُرتد ہوا اس پر قتل ہے، پس اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ زمانۂ جاہلیت میں نہ زمانۂ اسلام میں اور نہ میں نے کبھی کسی کو قتل کیا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے قصاص کے حوالہ کروں، اور نہ میں جس دن سے اِسلام لایا ہُوں مُرتد ہوا، میں گواہی دیتا ہُوں کہ سِوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں، [۱]

حضرت[۲] ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس ان کے گھر میں تھا اور ان کا محاصرہ کیا گیا تھا، اور ہم ایک ایسی جگہ داخل ہوجایا کرتے تھے جب اُس جگہ داخل ہوتے تو اُس جگہ سے محلہ بلاط کے لوگوں کی بات کرنے کی آوازیں سُن لیتے تھے حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ایک روز اپنی حاجت کیلئے وہاں داخل ہوئے اور ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، ان کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا انھوں نے فرمایا کہ باغی ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں، حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا اے امیرالمومنین! اللہ آپ کی طرف سے ان لوگوں کے لئے کافی ہے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ کس لئے میرے قتل کے دَرپے ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان آدمی کا خون بغیر ان تین باتوں کے حلال نہیں، (۱) ایک وہ آدمی کہ اسلام لانے کے بعد کافر ہوگیا، (۲) یا محصن ہونے کے بعد زنا کر لیا (۳) یا ناحق کسی کو قتل کر دیا، پس خدا کی قسم! میں نے کبھی بھی زنا نہیں کیا نہ زمانۂ جاہلیت میں اور نہ زمانۂ اسلام میں۔ اور جب سے کہ اللہ پاک نے مجھے ہدایت دی میرے دل میں اپنے دِین کی تبدیلی کی کوئی تمنّا نہیں پیدا ہوئی۔ اور نہ میں نے کسی نفس کو قتل کیا ہے، (پھر) یہ لوگ کس لئے میرے قتل کے دَرپے ہیں؟ [۳]

---

[۱] رواہ النسائی کذا فی البدایۃ ج، صفہ ۱۷۹، [۲] وعند احمد ایضا، [۳] وقد رواہ اہل السنن الاربعۃ وقال الترمذی حسن، کذا فی البدایۃ ج، صفہ ۱۷۹ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۴۶ عن ابی امامۃ مثلہ،

حضرت[1] ابو لیلی کندیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا کہ آپ کا محاصرہ کیا گیا تھا، آپ نے ایک روشن دان سے چہرہ نکالا اور فرمایا :-

"اے لوگو! تم مجھے قتل نہ کرو اور مجھے ہلاک نہ کرو، پس خدا کی قسم! اگر تم نے مجھ کو قتل کر دیا تو تم ایک ساتھ کبھی بھی نماز نہ پڑھ سکو گے، اور نہ تم ایک ساتھ سب کے سب مل کر کسی دشمن سے کبھی بھی جہاد کر سکو گے اور تم میں آپس میں ضرور پھوٹ پڑ جائے گی، یہاں تک کہ تم اس طرح ہو جاؤ گے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا (یعنی اس طرح ایک دوسرے کے پیچھے پڑے رہو گے) اس کے بعد فرمایا: وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ○

(سورۂ ھود رکوع ۸) ترجمہ :- "اور اے قوم میری! ضد (اور عداوت) تمھارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسے قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر پڑی تھیں اور قوم لوطؑ تو (ابھی) تم سے (بہت دور زمانہ میں) نہیں (ہوئی)۔"

اور حضرت عثمانؓ نے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے پاس آدمی بھیجا اور پوچھا تمھاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے فرمایا تم رکو، تم رکو، (یعنی صبر کرو) یہ بات (بروزِ قیامت) تمھارے لئے حجت پکڑنے میں بہت کارآمد ہوگی۔

حضرت[2] مغیرہ بن شعبہؓ حضرت عثمانؓ کے پاس داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تھا حضرت مغیرہؓ نے عرض کیا آپ تمام لوگوں کے امام ہیں اور آپ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں میں آپ پر تین باتیں پیش کرتا ہوں، ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں یا تو آپ نکلئے اور ان باغیوں سے لڑیئے آپ کے ساتھ لوگوں کی تعداد بھی ہے اور قوت بھی ہے

لے واخرجہ ایضاً ج ۲ صفحہ ۴۹ ۔ ۲ے واخرج احمد

آپ حق پر ہیں اور باغی باطل پر، یا آپ ایک دروازہ علاوہ اس دروازہ کے پھوڑیئے جس پر کہ باغی ہیں اور آپ مکہ معظمہ چلے جایئے، یہ باغی ہرگز آپ کے خون کو حلال نہ سمجھیں گے جب تک کہ آپ مکہ معظمہ میں رہیں گے۔ یا آپ ملک شام چلے جایئے وہ شام کے لوگ ہیں ان میں حضرت معاویہؓ بھی ہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا اگر میں نکلوں اور ان سے لڑوں تو میں ہرگز وہ پہلا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہونا چاہتا جو آپؐ کی اُمت میں خون ریزی کرے اور اگر میں مکہ معظمہ چلا جاؤں تو یہ لوگ وہاں میرے خون کرنے کو حلال نہ سمجھیں گے تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے قریش کا جو آدمی مکہ میں بے دینی کرے گا اس کے اُوپر تمام عالم میں سے آدھا عذاب ہوگا اور میں ایسا قریشی نہیں ہونا چاہتا، (اور مجھے اپنے نفس پر کیا اعتبار) اور یہ کہ میں ملک شام چلا جاؤں، شام والے شام والے ہیں اور ان میں حضرت معاویہؓ بھی ہیں مگر میں اپنے مقام ہجرت کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔[1]

حضرت[2] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس ان کے محاصرہ کئے جانے کے زمانہ میں گیا اور میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اب تو قتال کرنا حلال ہوگیا، حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم تمام لوگوں کو اور مجھ کو قتل کردو؟ کہا نہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا پس خدا قسم! اگر تو نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا پس گویا کہ تُو نے تمام لوگوں کو ماردیا، چنانچہ میں لوٹ آیا اور میں نے کسی سے جنگ و قتال نہیں کیا۔[3] حضرت[4] عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ کے ساتھ اس گھر میں ایک ایسی جماعت ہے جن میں سے تھوڑے سے لوگوں کی بھی اللہ کی نصرت کے ساتھ امداد کی گئی ہے، لہٰذا آپ مجھ کو اجازت دیجئے تاکہ میں جنگ کروں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں یا میں تجھے خدا یاد دِلاتا ہوں اُس آدمی کے بارے میں جس کا خون میری وجہ سے بہایا جائے،

---

[1] کذا فی البدایہ ج ۷ صفحہ ۲۱۰ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۳۰ رواہ احمد و رجالہ ثقات الا ان محمد بن عبدالملک بن مروان لم اجد لہ سماعا من المغیرۃ۔ اھ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۸ و ابن عساکر [3] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲۵، [4] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۹،

یا فرمایا کہ وہ اپنا خون میرے بارے میں بہائے۔ ــــ ایک[۱] روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے محاصرہ کے ایام میں عرض کیا آپ ان سے جنگ کیجئے خدا کی قسم! اللہ پاک نے آپ کیلئے ان سے جنگ کرنا حلال کر دیا ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا نہیں! خدا کی قسم! میں ان سے کبھی جنگ نہ کروں گا[۲]۔ ــــ حضرت[۳] عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے محاصرہ کے ایام میں فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ غنی وہ آدمی ہے جس نے اپنا ہاتھ اور اپنی تلوار روک دی، ــــ ابن[۴] سیرینؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور فرمایا یہ حضرات انصار دروازے پر موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں، یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا لیکن جنگ! اُسے میں نہیں چاہتا، ــــ ابن[۵] سیرینؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ محاصرہ کے دن گھر میں سات سو آدمی تھے اگر حضرت عثمانؓ ان کو جنگ کے لئے اجازت دیتے تو یہ باغیوں کو انشاء اللہ مارتے اور ان کو مدینہ کے اطراف سے نکال باہر کر دیتے، انھیں حضرات میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے۔

حضرت[۶] عبداللہ بن ساعدہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس آکر عرض کیا کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکے رہیں گے؟ ہم کھائے گئے، اس قوم میں سے بعضوں نے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا بعضوں نے پتھروں سے مارا، اور بعضوں نے اپنی تلوار سونتی، آپ ہم سے اپنے امر کا اظہار کیجئے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا بے شک میں خدا کی قسم! ان سے ارادۂ جنگ نہیں رکھتا، اور اگر ان سے ارادۂ جنگ کروں تو مجھے اُمید ہے کہ میں ان سے بچ جاؤں گا لیکن میں ان لوگوں کو اللہ کے حوالہ کرتا ہوں اور اس شخص کو بھی اللہ کے حوالہ کرتا ہوں جس نے ان لوگوں کو میرے اُوپر جمع کیا ہے، بے شک ہم سب اللہ کے سامنے جمع ہوں گے، لیکن جنگ وجدال! پس وہ خدا کی قسم! میں تم کو جنگ وجدال کا حکم نہیں دیتا، یہ سُن کر حضرت سعید بن عاصؓ نے فرمایا خدا کی قسم! آپ کے بارے

---

[۱] وعندہ ایضا [۲] ذکر الحدیث [۳] واخرج ایضاج ۳ صفہ ۴۸ [۴] واخرج ایضاج ۳ صفہ ۴۸ [۵] واخرج ایضاج ۳ صفہ ۴۹ [۶] واخرج ایضاج ۵ صفہ ۲۳

ہیں اب میں کبھی کسی سے کچھ نہ پوچھوں گا، اس کے بعد نکلے اور قوم سے جنگ شروع کردی یہاں تک کہ ان کا سَر پھوٹ گیا،

حضرت[1] عمر بن سعدؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ان کے بیٹے عامرؓ نے آکر کہا کہ اے اباجان! لوگ جنگ کر رہے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ حضرت سعدؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! کیا فتنہ کے بارے میں تو مجھ کو حکم دیتا ہے کہ میں سردار ہو جاؤں؟ خدا کی قسم! ایسا نہیں کروں گا جب تک کہ مجھے ایسی تلوار نہ مل جائے کہ اگر میں اس سے مومن کو ماروں تو اُچٹ جائے، اور اگر کافر کو اس سے ماروں تو کافر کو قتل کردوں، میں نے آنحضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ پاک ایسے مال دار کو جو چھُپا ہوا اور پرہیزگار ہو دوست رکھتا ہے[2]۔ ایک[3] روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنے بیٹے عمرؓ سے فرمایا اے میرے بیٹے! کیا فتنہ کا مجھ کو حکم دیتے ہو؟[4]

ابن[5] سیرینؒ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا گیا آپ کیوں نہیں لڑتے ہیں؟ آپ تو اہلِ شوریٰ سے ہیں اور آپ اپنے غیر کی بہ نسبت اس امر کے زیادہ مستحق ہیں، حضرت سعدؓ نے جواب دیا میں اس وقت تک نہ لڑوں گا جب تک کہ تم میرے پاس ایسی تلوار نہ لے آؤ جس کی دو آنکھ اور ایک زبان اور دو لب ہوں، جو کافر اور مومن کو پہچانتی ہو، میں نے جہاد کیا ہے اور میں جہاد کو جانتا ہوں،[6]

ابراہیم[7] تیمیؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے کہا کہ بڑے پیٹ والے یعنی اُسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ میں کسی ایسے آدمی سے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو کبھی نہ لڑوں گا، یہ سُن کر حضرت سعد بن مالکؓ نے کہا کہ میں بھی خدا کی قسم! اس آدمی سے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو کبھی نہ لڑوں گا، ان دونوں حضرات سے کسی آدمی نے کہا کیا اللہ پاک نے یہ نہیں فرمایا؟ (جو سورۂ انفال رکوع ۵ میں ہے)

---

[1] واخرجہ احمد [2] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۲۸۳ [3] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۴ [4] فذکر نحوہ،
[5] وعند الطبرانی [6] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۹۹ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح۔ اھ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۴ عن ابن سیرین نحوہ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۰۱ عن ابن سیرین بمعناہ
[7] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۴۸،

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ترجمہ :- "اور تم ان (کفارِ عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے۔" ان دونوں حضرات نے فرمایا ہم لوگوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ فتنہ نہیں رہ گیا اور دین کُل کا کُل اللہ کے لئے ہو گیا، [1]

حضرت [2] نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ کے پاس حضرت ابن زبیرؓ کے فتنہ میں دو آدمی آئے اور انھوں نے کہا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور آپ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں آپ کو نکلنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میرے لئے یہ چیز مانع ہے کہ اللہ پاک نے میرے بھائی کے خون کرنے کو حرام کر دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کیا اللہ پاک نے نہیں فرمایا ہے؟ "وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ"، .... حضرت ابنِ عمرؓ نے جواب دیا ہم لوگوں سے یہاں تک لڑ چکے کہ فتنہ نہیں رہ گیا اور دینِ اللہ کے لئے ہو گیا، اور تم لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ تم فتنہ پیدا کرنے کے لئے لڑو، اور دینِ اللہ کے غیر کے لئے ہو جائے، ـــــ ایک [3] دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! تمھیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا کہ ایک سال تم حج کرتے ہو اور دوسرے سال عمرہ؟ اور تم نے جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ پاک نے جہاد میں کس قدر رغبت دلائی ہے؟ حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا اے میرے برادر زادہ! اسلام کی بنیاد پانچ چیز پر ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا پانچوں وقت کی نماز پڑھنا رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا اور حج بیت اللہ کا کرنا، اس آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا آپ اس آیۃ کو نہیں سنتے جس کو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں ذکر کیا؟ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ

سورۂ حجرات پ ۲۶

ترجمہ :- "اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ

---

[1] واخرجہ ابن مردویہ عن ابراہیم التیمی عن ابیہ نحوہ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۳۰۹ [2] واخرج البخاری صفحہ ۶۴۸ [3] وزاد عثمان بن صالح من طریق بکیر بن عبداللہ عن نافع،

دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو، جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ "وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ" - ترجمہ "تم لوگوں سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہ جائے۔" حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا ہم ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کر چکے، اسلام تھوڑا تھا، مسلمان اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا کیا جاتا تھا یا کفار اس کو قتل کر دیتے تھے یا اس کو طرح طرح سے تکلیف دیتے تھے یہاں تک کہ اسلام کثیر ہو گیا اور وہ فتنہ نہیں رہا۔ اُس آدمی نے کہا کہ آپ کا حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا قول ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا لیکن حضرت عثمانؓ! اللہ نے انھیں معاف کر دیا اور تم مکروہ سمجھتے ہو کہ انھیں معافی دو لیکن حضرت علیؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور آپؐ کے داماد ہیں اور حضرت ابن عمرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ ہے ان کا گھر، جہاں کہ تم دیکھ رہے ہو[1]۔ حضرت نافعؓ سے[2] روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے ابو عبدالرحمن! آپ وہ کام کیوں نہیں کرتے جس کا اللہ پاک نے اپنی کتاب میں تذکرہ فرمایا ہے؟ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا الآیۃ (سورۃ حجرات ع ۱) آپ کے لئے کیا مانع ہے؟ آپ کیوں نہیں قتال کرتے جیسا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اے میرے برادر زادہ! اگر میں اس آیۃ کے ساتھ عار دلایا جاؤں اور میں نہ لڑوں تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ مجھے اُس آیۃ کے ساتھ عار دلایا جائے کہ اللہ پاک فرماتا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (سورۃ نساء ع) ترجمہ :۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہنا اور اس پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دُور کر دیں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔" اُس آدمی نے کہا اللہ پاک فرماتا ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ الآیہ (سورۃ انفال ع ۵) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس پر عمل کر چکے ہیں اس کے بعد راوی نے پہلے گذرا ہوا مضمون بیان کیا۔

---

[1] واخرجہ البیہقی ج ۸ صہ ۱۹۲ من طریق نافع بنحوہ وہکذا اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صہ ۲۹۲ عن نافع [2] وعند البخاری ایضاً،

حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اور کیا تو جانتا ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے لڑتے تھے اور آپؐ کا ارادہ ان میں اسلام داخل کرنے کا تھا اور تمہاری طرح ملک کے لئے وہ جنگ نہ تھی۔[1]

حضرت ابو العالیہ البراءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن صفوانؓ ایک روز حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں حضرات کے پاس حضرت ابن عمرؓ طواف کرتے ہوئے گذرے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا تمہارا خیال ہے کہ ان سے بھلا بھی کوئی باقی رہ گیا؟ اس کے بعد ایک آدمی سے کہا جب یہ اپنے طواف سے فارغ ہو جائیں تو ان کو ہمارے پاس بلا لا، جب حضرت ابن عمرؓ طواف سے فارغ ہو چکے اور دو رکعت پڑھ لی ان دونوں حضرات کا قاصد آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا یہ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں، حضرت ابن عمرؓ ان دونوں حضرات کے پاس آ گئے حضرت عبداللہ بن صفوانؓ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کے لئے کیا مانع ہے؟ آپ امیر المومنین ابن زبیرؓ سے بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟ ان سے تو بیعت اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ اور اہلِ یمن اور اہلِ عراق اور عام اہلِ شام نے کی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تم سے بیعت نہ کروں گا، جب تک کہ تم اپنی تلواروں کو اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے ہو اور تمہارے ہاتھ مسلمانوں کا خون کرتے ہوں، حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے امر سے ہوا جو کچھ کہ ہوا یعنی فتنہ برپا ہوا تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آ کر کہا کہ آپ لوگوں کے سردار اور لوگوں کے سردار کے بیٹے ہیں اور تمام لوگ آپ سے راضی ہیں آپ نکلئے ہم لوگ آپ سے بیعت ہوں، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! جب تک کہ مجھ میں روح ہے میرے لئے کسی پچھنے کی جگہ سے بھی خون نہ نکالا جائے گا راوی کہتے ہیں اس کے بعد پھر آپ کے پاس کوئی آیا اور اس نے آپ کو ڈرایا اور آپ سے کہا گیا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ آپ کو آپ کے بستر پر قتل کر دیا جائے گا، حضرت ابن عمرؓ نے پہلی ہی جیسی بات کہی، حضرت حسنؒ کہتے ہیں پس خدا کی قسم! لوگ حضرت ابن عمرؓ کو

---

[1] وعندہ ایضا[2] کمافی التفسیر لابن کثیر ج ۲ ص ۳۰۸ [3] وعند البیہقی ج ۸ ص ۱۹۲ [4] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ا ص ۲۹۳

کسی بات سے کم نہ کرا سکے یہاں تک کہ حضرت ابن عمرؓ نے وفات پائی اور اللہ سے مل گئے۔[1]

حضرت خالد بن سمیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کہا گیا اگر آپ لوگوں کے کام سنبھالنے کے لئے (یعنی خلافت کے لئے) کھڑے ہو جائیں (تو بہت مناسب ہے) اس لئے کہ تمام لوگوں کی آپ کے بارے میں رضامندی ہے حضرت ابن عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا تم بتاؤ اگر کسی ایک آدمی نے مشرق میں مخالفت کی؟ لوگوں نے کہا اگر کسی نے مخالفت کی قتل کیا جائے گا، اور امت کی اصلاح کے لئے ایک آدمی کا قتل کیا جانا کیا ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزے کا ڈنڈا پکڑے ہوئے ہو اور میں اس کی نوک پکڑے ہوئے ہوں اور اس نیزے سے مسلمانوں کا ایک آدمی قتل کر دیا جائے، اور اس کے عوض میرے لئے دنیا ہو اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ہو،[2] حضرت قطنؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تم سے زیادہ شر اور کوئی نہیں، حضرت ابن عمرؓ نے دریافت فرمایا کس لئے؟ میں نے تو خدا کی قسم! نہ ان کا خون بہایا ہے اور نہ ان کی جماعت میں تفریق ڈالی ہے نہ میں نے ان کے ڈنڈے کو توڑا ہے اس شخص نے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ کے بارے میں امت میں سے دو آدمی بھی خلاف نہ کریں، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا مجھے یہ محبوب نہیں ہے کہ (خلافت) مجھے ملے اور ایک آدمی کہے نہ ملنی چاہیئے اور دوسرا کہے بے شک خلافت انہیں ملنی چاہیئے۔[3]

قاسمؒ بن عبد الرحمنؒ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عمرؓ سے پہلے فتنہ کے زمانہ میں کہا آپ کیوں نہیں نکلتے؟ اور کیوں نہیں جہاد کرتے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں جہاد اور قتال کر چکا جبکہ بت رکن یمانی اور (بیت اللہ کے) دروازے کے درمیان تھے یہاں تک کہ بتوں کے سلسلہ کو اللہ عزوجل نے سرزمینِ عرب سے باہر کر دیا اور اب لوگ مجھ پر جبر کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے لڑوں جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، لوگوں نے کہا خدا کی قسم تمہاری یہ رائے کچھ نہیں لیکن تمہارا تو یہ

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۴ ص ۱۱۱ عن الحسن بنحوہ [2] وعند ابن سعد ایضا ج ۴ ص ۱۱۱
[3] وعند ابن سعد ج ۴ ص ۱۱۱ [4] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۹۴

ارادہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحابؓ بعض کو فنا کر دیں یہاں تک کہ جب تمہارے سوا کوئی باقی نہ رہ جائے تو کہا جائے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے مسلمانوں کی امارت کے بارے میں بیعت کر لو، حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا خدا کی قسم! میرے دل میں یہ کچھ نہیں، لیکن جب تم حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے ہو تو میں تمہاری اس بات کا جواب دیتا ہوں اور جب تم حَیَّ عَلَی الفَلَاح کہتے ہو تو میں اس کا بھی جواب دیتا ہوں، اور جب تم متفرق ہو جاؤ گے تو میں تمہارے ساتھ جمع نہ ہوں گا اور جب تک تم جمع رہو گے میں تم کو نہ چھوڑوں گا، [۱]

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ سے حضرت ابن زبیرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اور جب کہ خارجیوں کا اور مختار بن عبید ثقفی یا شیعہ کی جماعت کا زور تھا کہا گیا کہ آپ اُن اور اُن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کر رہا ہے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جو یہ کہے گا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ "آؤ طرف نماز کے" اس کا یہ کہا میں مانوں گا اور جو کہے گا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح "بھلائی کی طرف آؤ" میں اس کی اجابت کروں گا اور جو کوئی کہے گا اپنے مسلمان بھائی کے قتل کی طرف، اس کا مال لینے کی طرف آؤ میں کہوں گا نہیں! [۱]

ابو عریف کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے مقدمۃ الجیش میں بارہ ہزار آدمی تھے ہماری تلواریں اہل شام سے جنگ کے لئے تیزی دھار کے باعث ٹپکی پڑ رہی تھیں (یعنی گویا کہ ان میں ابھی سے خون ٹپک رہا ہے)، ہم لوگوں پر سپہ سالار ابو عمر وظہ تھے جب ہمارے پاس حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی صلح کی اطلاع آئی تو گویا کہ ہماری کمریں جوش حرارت اور غصہ کی وجہ سے ٹوٹ گئیں، جب حضرت حسن بن علیؓ کوفہ تشریف لائے ہم میں سے ایک آدمی ان کی طرف کھڑا ہوا جس کی کنیت ابو عامر سفیان بن لیل تھی اس نے کہا السلام علیک یا مذل المومنین! "اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے!" حضرت حسنؓ نے فرمایا اے ابو عامر! تم یہ بات مت کہو، میں نے مومنین کو ذلیل نہیں کیا لیکن میں نے اس چیز کو ناپسند کیا کہ میں لوگوں کو ملک کے طلب کرنے کے بارے میں قتل کروں، [۳]

---

[۱] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲۵ عن نافع مثلہ [۲] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۷۵ [۳] واخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۳۷۲ نحوہ والخطیب البغدادی کذلک کما فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۱۹

شعبیؒ[1] کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں صلح ہوگئی تو حضرت حسنؓ سے حضرت معاویہؓ نے فرمایا کھڑے ہو اور لوگوں کے لئے تقریر کرو اور اس بات کو بیان کرو جس میں تم مبتلا تھے، چنانچہ حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے تقریر کی اور کہا:

"تمام تعریف ایسے اللہ پاک کی جس نے ہماری وجہ سے تمہارے پہلے لوگوں کو ہدایت دی اور ہماری وجہ سے تمہارے آخری لوگوں کا خون بچایا، سُن لو! دانا لوگوں میں سے زیادہ دانا تر، پرہیز گار ہے اور عاجز لوگوں میں سے زیادہ عاجز فاجر آدمی ہے، اور یہ امر جس کے بارے میں مجھ میں اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف واقع ہوا تھا دو حال سے خالی نہیں، یا میں اس کا زیادہ مستحق تھا یا وہ اس کے زیادہ مستحق تھے، ہم نے اس امر کو اللہ کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی بھلائی کے لئے اور ان کے خون کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔"

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت معاویہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میں نہیں جانتا شاید کہ یہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مُدت کے لئے پونجی ہو، اس کے بعد ممبر پر سے اُترے، یہ سُن کر حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا آپ نے اسی چیز کے سُننے کا ارادہ کیا تھا؟ [2]

حضرت جبیر بن نفیرؒ[3] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علیؓ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ کا ارادہ خلافت کا ہے؟ یہ سُن کر حضرت حسنؓ نے فرمایا عرب کے سرداروں کی کھوپڑی میرے ہاتھ میں تھی یہ ان سے لڑتے جن سے میں لڑتا اور یہ ان سے صلح کرتے جن سے میں صلح کرتا، میں نے جنگ کو اللہ پاک کی رضامندی طلب کرنے کے لئے اور اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کی حفاظت کے لئے ترک کر دیا، پھر میں اس کو جبراً و قہراً اہلِ حجاز کے ڈرانے کے لئے اختیار کروں؟[4] (ایسا نہ کروں گا)

---

[1] واخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۳۷۴ [2] واخرجہ ایضاً الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۷۵ والبیہقی ج ۸ صفحہ ۱۷۳ عن الشعبی بنحوہ [3] وعند الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۷۰ ایضاً [4] قال الحاکم ہذا اسناد صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی

حضرت عامر شعبیؒ[1] کہتے ہیں جب مروان نے ضحاک بن قیس سے ارادہ جنگ کیا تو حضرت ایمن بن خریم اسدیؓ کے پاس آدمی بھیج کر انھیں بلایا اور کہا ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ جنگ میں شرکت کیجئے، انھوں نے جواب دیا میرے باپ اور میرے چچا غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور ان دونوں نے مجھ سے عہد لیا کہ میں کسی ایسے سے جنگ نہ کروں جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، پس اگر تم میرے پاس دوزخ سے برارت کا پروانہ لے آؤ تو میں تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں، مروان نے کہا چلا جا اور ان کے پیچھے پڑ گیا اور انھیں برا بھلا کہا، حضرت ایمنؓ نے یہ شعر پڑھنے شروع کئے:۔

اشعار

ولست مقاتلاً رجلاً یصلی (۱) علیٰ سلطان آخر من قریش

اقاتل مسلماً فی غیر شیءٍ (۲) فلیس بنافعی ما عشت عیشی

لہ سلطانہ وعلیَّ اثمی (۳) معاذ اللہ من جہل و طیش![1]

ترجمۂ اشعار

(۱) میں کسی ایسے آدمی سے قریش کے دوسرے بادشاہ کی موافقت میں لڑنے والا نہیں جو نماز پڑھتا ہے،

(۲) میں مسلمان سے بلاوجہ لڑوں یہ بات جب تک کہ میں زندہ ہوں مجھے نفع دینے والی نہیں،

(۳) بادشاہ کے لئے تو حکومت ہو اور گنہگار میں ہوں؛ ایسی جہالت اور ایسے غصہ سے اللہ کی پناہ!

ایک اور روایت میں پہلے مصرعہ میں "لست مقاتلاً" کی جگہ "لست اُقاتل" ہے جس کا ترجمہ ہے میں نہ لڑوں گا اور چھٹا مصرعہ اس طرح پر ہے "معاذ اللہ من فشل و طیش"، ترجمہ:۔ "اللہ کی پناہ! دغابازی اور غصہ سے" (فشل کا اصلی ترجمہ بزدلی ہے) ـــ اور تیسرا مصرعہ اس طرح پر ہے، "اقتل مسلماً فی غیر جرمٍ"[3] ترجمہ:۔ کیا میں

---

[1] واخرج ابو یعلی[2] قال الہیثمی ج ۷ ، صفحہ ۲۹۶ رواہ ابو یعلی والطبرانی بنحوہ[3] ورجال ابی یعلی رجال الصحیح غیر زکریا بن یحییٰ رحمویہ وہو ثقۃ۔ انتہی واخرجہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۹۳ عن قیس بن ابی حازم والشعبی بنحوہ

کسی مسلمان کو بے احتیاطی میں قتل کر دوں؟"

حضرت[1] ابن حکم بن عمرو غفاریؒ کی روایت میں ہے راوی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا کہ میں حکم بن عمروؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جس وقت ان کے پاس حضرت علی بن ابی طالبؓ کا قاصد آیا اور اس نے پیغام پہونچایا کہ ان لوگوں میں سے جو اس امر میں ہماری اعانت کریں گے آپ ان سب میں زیادہ اس اعانت کرنے کے مستحق ہیں، حضرت حکمؓ نے فرمایا میں نے اپنے دوست تمہارے چچیرے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب اس جیسی بات ہو تو لکڑی کی تلوار بنا لینا چنانچہ میں نے لکڑی کی تلوار بنالی ہے۔[2]

ابو اشعث[3] صنعانیؒ کہتے ہیں کہ مجھے یزید بن معاویہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کے پاس بھیجا اور میرے ساتھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کئی حضرات تھے میں نے حضرت عبداللہؓ سے پوچھا وہ کیا چیز ہے جس کا آپ لوگوں کو حکم دیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا مجھے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ اگر میں ان باتوں میں سے کسی چیز کو پاؤں تو میں اُحد پہاڑ کا قصد کروں اور (اُسی پر) اپنی تلوار کو توڑ دوں اور اپنے گھر میں بیٹھ جاؤں (میں نے عرض کیا تھا) کہ اگر میرے گھر میں کوئی داخل ہو؟ حضورؐ نے فرمایا کہ تو اپنے گھر کے اندر کی کوٹھری میں چلا جا، پس اگر وہاں بھی کوئی پہونچے تو اپنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جاؤ اور تو کہہ میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ تو لوٹ اور اصحابِ نار میں سے ہو جا اور ظالم لوگوں کی یہی جزا ہے۔" چنانچہ میں نے اپنی تلوار توڑ دی ہے جب کوئی میرے گھر میں داخل ہوگا تو میں اندر کی کوٹھری میں چلا جاؤں گا اور اگر میری کوٹھری میں بھی داخل ہوا تو میں گھٹنے کے بل بیٹھ جاؤں گا اور میں وہی کہوں گا جس کے کہنے کا حضورؐ نے مجھے حکم دیا ہے۔[4]

حضرت[5] محمد بن مسلمہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو لوگوں کو دیکھے کہ دُنیا کے بارے میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں تو تو اپنی تلوار کو لے کر مقام حرّہ کے سب سے بڑے پتھر کا ارادہ کرنا اور اس پر

---

[1] واخرج الطبرانی [2] قال الهیثمی ج ۷ صفہ ۳۰۱ رواہ الطبرانی وفیہ من لم اعرفہ [3] واخرج البزار [4] قال الہیثمی ج ۷ صفہ ۳۰۱ رواہ البزار وفیہ من لم اعرفہم۔ انتہی [5] واخرج الطبرانی

اپنی تلوار کو مار کر توڑ دینا، اور اس کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کسی کا خطا کرنے والا ہاتھ دراز ہو یا تم اپنی موت مرجاؤ چنانچہ جس کام کا حضورؐ نے مجھے حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا، لے

حضرت محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار عنایت فرمائی اور کہا اے محمد بن مسلمہ! اللہ کے راستے میں اس تلوار سے جہاد کرو اور جب تم دیکھنا کہ مسلمانوں کی دو ٹولیاں آپس میں جنگ وقتال کر رہی ہیں اس تلوار کو پتھر پر اتنا مارنا کہ یہ تلوار ٹوٹ جائے، پھر اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا یہاں تک کہ تمہیں مقدر کی ہوئی موت آجائے یا کوئی خطاکار ہاتھ تمہاری طرف دست درازی کرے، جب حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے اور لوگوں پر گذری جو کچھ کہ گذری یہ اپنی تلوار لے کر ایک پتھریلے میدان میں نکلے اور تلوار پتھر پر ماری یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تلوار توڑ دی،

ربعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہؓ کے جنازے میں ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس جنازہ کی چارپائی پر جو ہے وہ کہہ رہا تھا کہ میرے لئے کوئی خطرہ کی بات نہیں جب سے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ سے سنا کہ اگر تم آپس میں جنگ و جدال کروگے تو میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں گا اور اگر وہ گھر میں بھی داخل ہوا تو میں اس سے کہوں گا آ، اور میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹ، ۲ے

وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ظہور کا علم ہوا تو میں اپنی قوم کی طرف سے ایک وفد میں نکلا یہاں تک کہ میں مدینہ پہونچا اور آپؐ کی ملاقات سے قبل آپؐ کے اصحابؓ سے ملا، انھوں نے کہا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قبل کہ تو ہمارے پاس آئے تین دن پہلے ہی خوش خبری سنا دی تھی، اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم لوگوں کے پاس وائل بن حجر آئے گا پھر میری ملاقات حضورؐ سے ہوئی آپؐ نے میرے لئے مرحبا کہا اور میری مجلس اپنے سے قریب کی، میرے لئے اپنی چادر بچھائی اور مجھے اس پر بٹھایا اس کے بعد آپؐ نے لوگوں میں ندا کرائی لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے

لے قال الہیثمی ج ۷ ص ۳۰۱ رجالہ ثقات ۵ وعند ابن سعد ج ۳ ص ۲/۳ ۵۳ واخرج احمد

۲ے قال الہیثمی ج ۷ ص ۳۰۱ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح غیر رجل المبہم ۵ واخرج الطبرانی

آپؐ ممبر پر تشریف لائے اور مجھے بھی ممبر پر اپنے پاس بٹھایا میں آپؐ سے ذرا نیچے ہو کر بیٹھا، آپؐ نے اللہ کی تعریف کی اور فرمایا اے لوگو! یہ وائل بن حجرؓ ہیں، تمہارے پاس دُور دراز شہر سے آئے ہیں یعنی حضرت موت کے شہروں سے، خوش دلی کے ساتھ بغیر جبر و اکراہ کے، شاہی خاندان کے بقایا میں سے ہیں اے ابن حجر اللہ پاک تجھ میں اور تیری اولاد میں برکت عطا فرمائے، اس کے بعد آپؐ ممبر سے اُترے اور مجھے مدینہ سے دُور ایک مکان میں ٹھہرایا اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو حکم دیا کہ مجھے اس منزل گاہ پر لے جائیں، چنانچہ میں چلا اور حضرت معاویہؓ میرے ساتھ تھے، جب ہم بعض راستے میں پہونچے حضرت معاویہؓ نے کہا اے وائل! گرمی کی حرارت میرے پیر کے تلوؤں کو لگ رہی ہے مجھے اپنے پیچھے بٹھالو، میں نے کہا کہ میں اس اونٹنی سے تیرے اوپر بخل نہیں کرتا لیکن تو شاہی خاندان سے نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے تیری وجہ سے عار دِلایا جائے، حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اپنے دونوں جُوتے ہی میری طرف ڈال دے تاکہ میں ان کے ذریعہ آفتاب کی حرارت سے بچوں میں نے کہا میں ان دونوں جُوتوں کے ساتھ تجھ سے بخل نہیں کرتا لیکن تُو ان لوگوں میں سے نہیں جو شاہی لباس پہنے، اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیری وجہ سے مجھے عار دِلایا جائے، راوی نے یہ حدیث ذکر کی اسی حدیث میں ہے کہ جب حضرت معاویہؓ بادشاہ ہوئے تو قریش کے ایک آدمی کو جن کا نام بُسر بن ابی ارطاۃؓ ہے، کو بھیجا اور ان سے کہا کہ میں نے ان اطراف کو گھیر لیا ہے تم اپنا لشکر لے کر نکلو اور جب تم ملکِ شام کے درمیان میں پہونچو تو اپنی تلوار چلانا اور ہر اُس آدمی کو قتل کر دینا جو میری بیعت سے انکار کرے یہاں تک کہ تم شہر تک پہونچ جاؤ، اس کے بعد شہر میں داخل ہونا اور جو میری بیعت سے انکار کرے اُسے قتل کر دینا اور اگر ابن حجرؓ کو زندہ پانا تو ان کو میرے پاس لے آنا چنانچہ حضرت بُسرؓ نے ایسا ہی کیا اور وائل بن حجرؓ کو زندہ پایا اور ان کو حضرت معاویہؓ کے پاس لے آئے حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ وائل بن حجرؓ مجھ سے ملیں اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی اور ان کو اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھایا اور ان سے حضرت معاویہؓ نے فرمایا کیا یہ میرا تخت بہتر ہے یا تیری اونٹنی کی پیٹھ؟ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! زمانہ جاہلیت اور کفر کے ساتھ میرا زمانہ قریب تھا اور یہ جاہلیت کی عادات میں سے تھی، اب اللہ پاک ہمارے پاس اسلام لے آیا، اسلام نے جو کچھ کہ میں نے کیا تھا اس پر

پردہ ڈال دیا، حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ تم کو میری مدد کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ حالانکہ تم کو حضرت عثمانؓ نے ثقہ سمجھا اور داماد بنایا، میں نے کہا آپ نے ایک ایسے آدمی سے جنگ کی کہ وہ شخص حضرت عثمانؓ کا تم سے زیادہ مستحق تھا، حضرت معاویہؓ نے کہا وہ شخص کیوں کر حضرت عثمانؓ کا میری بہ نسبت زیادہ مستحق ہے حالانکہ میں نسب میں حضرت عثمانؓ کے قریب تر ہوں میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ میں بھائی بندی کرائی تھی، اور بھائی چچا کی اولاد سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور میں مہاجرین سے لڑنے والا نہیں، حضرت معاویہؓ نے کہا کیا ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ میں نے کہا کیا میں تم دونوں کے معاملات سے علیحدہ نہیں رہا؟ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنا سر مشرق کی طرف اٹھایا اور آپ کے پاس بہت بڑا مجمع تھا پھر اپنی نظریں آپ نے واپس کیں اور فرمایا تمھارے پاس فتنے آ گئے، جو اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ہیں آپ نے ان فتنوں کے امر کو سخت دکھایا اور اُن کو جلدی آنے والا بتایا اور اُنکی بُرائی بیان کی، میں نے تمام قوم میں سے حضورؐ سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! وہ فتنے کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اے وائل! جب اسلام میں دو تلواریں چلیں تو تم اُن دونوں تلواروں سے علیحدہ رہنا، یہ سُن کر حضرت معاویہؓ نے کہا تم تو شیعہ ہو گئے ہو؟ میں نے کہا نہیں لیکن میں مسلمانوں کو نصیحت کرنے والا ہوں حضرت معاویہؓ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سُنا ہوتا اور اس کو جانتا تو میں تمھارے بارے میں اقدام نہ کرتا، میں نے کہا کیا آپ نے وہ نہیں دیکھا جو محمد بن مسلمہؓ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے موقع پر کیا؟ وہ اپنی تلوار کو لے کر ایک سخت پتھر کی طرف نکلے اور اس تلوار کو پتھر پر مارا یہاں تک کہ توڑ دیا، حضرت معاویہؓ نے کہا وہ ایسے ہی لوگ تھے جو اس قسم کا تحمل کر سکتے تھے، میں نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کیا کریں گے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے جس نے انصار کو دوست رکھا پس میری محبت کی وجہ سے انھیں دوست رکھا اور جس نے انصار سے عداوت برتی اس نے میرے بغض کی وجہ سے انصار سے بغض رکھا، اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے کہا جس شہر کو چاہو اختیار کر لو، اب تمھارے لئے حضرموت لوٹنا نہیں ہے میں نے کہا میرا خاندان مُلک شام میں ہے اور میرے گھر والے کوفہ میں ہیں، حضرت معاویہؓ نے کہا کہ تیرے گھر کا ایک آدمی تیرے خاندان کے دس

آدمیوں سے بہتر ہے میں نے کہا کہ میں حضر موت کسی اپنی پسندیدگی کی بنا پر نہ گیا تھا اور نہ مہاجر کے لئے یہ مناسب ہے کہ جس موضع سے ہجرت کی اس موضع کی طرف واپس ہو مگر کسی مجبوری کی بنا پر، حضرت معاویہؓ نے کہا تمھیں کیا مجبوری ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنوں کے بارے میں، جب تم میں آپس میں اختلاف ہوا تو ہم تم دونوں سے علیحدہ ہو گئے اور جب تم جمع ہو جاؤ گے تو میں تمھارے پاس آجاؤں گا، پس یہ میرے حضر موت جانے کی وجہ تھی، حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے تم کو کوفہ کا گورنر بنایا تم کوفہ چلے جاؤ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف سے والی نہ بنوں گا کیا تمھیں خبر نہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے اس بات کا ارادہ کیا تھا اور میں نے انکار کر دیا تھا اور حضرت عمرؓ نے بھی والی بنانے کا ارادہ کیا اور میں نے انکار کر دیا تھا اور حضرت عثمانؓ نے والی بنانیکا ارادہ کیا میں نے انکار کر دیا، اور ان میں سے کسی کی بیعت کو میں نے ترک نہیں کیا، میرے پاس حضرت ابو بکرؓ کا گرامی نامہ آیا جب کہ ہمارے اطراف کے لوگ مُرتد ہو گئے تھے تو میں ان لوگوں کے مُقابلہ کے لئے کھڑا ہوا یہاں تک کہ اللہ پاک ان کو اسلام کی طرف واپس لے آیا اور میں نے کوئی عہدہ نہ لیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے عبد الرحمٰن بن ام الحکمؓ کو بلایا اور ان سے کہا تم جاؤ میں نے تمھیں کوفہ کا والی بنا دیا ہے اور وائلؓ کو لے جاؤ، ان کا اکرام کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرتے رہنا، تو عبد الرحمن بن حکمؓ نے کہا اے امیر المومنین! تم نے میرے متعلق اچھا گمان نہ کیا آپ مجھے اس آدمی کے اکرام کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کا اکرام کیا ہے اور حضرت ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم نے اور خود آپ نے ان کا اکرام کیا ہے، حضرت معاویہؓ عبد الرحمٰنؓ کی اس بات سے بہت خوش ہوئے، (حضرت وائلؓ کہتے ہیں)، چنانچہ میں عبد الرحمٰنؓ کے ساتھ کوفہ آیا اور کچھ دن نہیں گذرے کہ عبد الرحمٰنؓ کی وفات ہو گئی، [۱]

ابو منہالؒ کہتے ہیں کہ جب ابن زیاد کے نکلنے کا زمانہ آیا مروان ملک شام چلا گیا جہاں کہ گیا اور حضرت ابن زبیرؓ مکہ کی طرف جھپٹے اور جن لوگوں کو قاری کہا جاتا تھا وہ بصرہ کی طرف لپکے، ابو منہالؒ کہتے ہیں میرے باپ کو ان باتوں سے بڑا رنج وغم ہوا،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۹ ص ۳۷۶ رواہ الطبرانی فی الصغیر والکبیر وفیہ محمد بن حجر وہو ضعیف۔ انتہی،
[۲] واخرج البیہقی ج ۸ ص ۱۹۳

اور انھوں نے مجھ سے کہا تیرا باپ مارا جائے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اُس آدمی یعنی حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کے پاس لے چلو، ابو منہالؒ کہتے ہیں چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا اور ہم حضرت ابو برزہؓ کے مکان میں داخل ہوئے وہ اپنے بالاخانہ کے سائے میں جو بانس کا تھا سخت گرمی کے موسم میں بیٹھے ہوئے تھے ہم ان کے پاس بیٹھ گئے میرے باپ نے ان سے اِدھر اُدھر کی بات کرنی شروع کی، اور کہا اے ابو برزہ! کیا تم نے یہ نہیں دیکھا؟ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا؟ تو سب میں پہلی بات جو حضرت ابو برزہؓ نے کہی یہ کہی مجھے اس بارے میں اللہ پاک کے پاس ثواب کی اُمید ہے کہ میں قریش کے تمام قبائل سے ناراض ہوں، تم اے عرب کی جماعت! زمانۂ جاہلیت میں جس حالت پر تھے کہ آدمیوں کی قلت بھی تھی، ذلت اور گمراہی بھی تھی جسے تم جانتے ہو اور بے شک اللہ عزو جل نے تم لوگوں کو اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اُونچا کیا یہاں تک کہ تم لوگوں کو اس مرتبہ پر پہونچا دیا جس کو تم دیکھ رہے ہو، اور اس دُنیا کو بھی تم دیکھ رہے ہو۔ جس نے تم میں پھوٹ ڈال دی وہ جو شام میں ہے یعنی مروان، خدا کی قسم! کسی اور چیز کے لئے سوائے طلب دُنیا کے نہیں لڑ رہا ہے اور وہ جو مکہ میں ہیں خدا کی قسم! سوائے طلبِ دُنیا کے اور کسی چیز کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں اور وہ لوگ جو تمھارے آس پاس ہیں جن کو تم قرّار کہتے ہو خدا کی قسم! سوائے دُنیا کے اور وہ کسی چیز کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں، ابو منہالؒ کہتے ہیں جب انھوں نے کسی کو نہیں بخشا ان سے میرے باپ نے کہا کہ اب آپ ہم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ان دنوں میں سوائے اس جماعت کے اور لوگوں میں سے کسی کو بھلا نہیں پاتا ہوں جو زمین سے چمٹی ہوئی ہے اور اپنے آپ کو گمنامی کے گوشہ میں ڈالے ہوئے ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا جن کے پیٹ لوگوں کے مال سے پتلے اور خالی ہیں، ان کی پشتیں لوگوں کے خون سے ہلکی ہیں[1] — شمر بن عطیہؒ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی سے دریافت کیا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو نے لوگوں میں سے بدکار کو قتل کر دیا؟ اس نے کہا ہاں، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اب تو اُس مقتول سے زیادہ بدکار ہو گیا،

---

[1] واخرجہ البخاری والاسماعیلی ویعقوب بن سفیان فی تاریخہ عن ابی المنہال بنحوہ کما فی فتح الباری ج ۱۳ صفحہ ۵۷ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج: صفحہ ۲۸۰

مسلمان کو ضائع کرنے سے احتراز

حضرت[1] انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ جب تم کسی شہر کا احاطہ کرتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ حضرت انسؓ نے کہا کہ ایک آدمی کو ہم اس شہر کی طرف بھیجتے ہیں اور اُس کے (بچاؤ کے) لئے ہم کھال کے مختلف ٹکڑے جوڑ کر ایک لباس بنا دیتے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم بتاؤ کہ اگر اسے پتھر سے مارا جائے؟ حضرت انسؓ نے کہا تو وہ قتل ہو جائے گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا نہ کرو قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ تم ایسے شہر کو فتح کرو جس میں چار ہزار لڑنے والے ہوں اور ایک مسلمان آدمی ضائع ہو،[2]

کفّار کے ہاتھ سے مسلمان کو چھڑانا

حضرت[3] عمرؓ نے فرمایا اگر میں ایک مسلمان آدمی کو کفار کے ہاتھوں سے چھڑا لوں یہ بات مجھے تمام جزیرۃ العرب سے زیادہ محبوب ہے،[4]

مسلمان کو ڈرانا

حضرت[5] ابوالحسنؓ جو بیعت عقبیٰ اور بدر میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اپنے جوتے بھول گیا، ایک دوسرے شخص نے ان کو اٹھایا اور ان کو اپنے نیچے رکھ لیا وہ آدمی واپس آیا اور اُس نے کہا میرے دونوں جوتے رہ گئے ہیں لوگوں نے کہا ہم نے نہیں دیکھے چھپانے والے نے کہا وہ جوتے یہ ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مومن کے

---

[1] واخرج البیہقی ج ۹ صـ ۴۲ [2] واخرجہ الشافعی مثلہ کما فی الکنز ج ۲ صـ ۱۶۵ الا ان عندہ ہبیا من جلود [3] اخرج ابن ابی شیبۃ [4] کذا فی کنز العمال ج ۲ صـ ۳۱۲ [5] اخرج الطبرانی

ڈرانے کا کیا جواب دے گا؟ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے تو محض مذاق کے طور پر ایسا کیا تھا، آپؐ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہی فرمایا کہ مومن کے ڈرانے کا کیا جواب دے گا؟[۱] ـــ عامرؓ بن ربیعہؓ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے جوتے لیکر غائب کر دیئے اور یہ محض مذاق میں کیئے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا گیا حضورؐ نے فرمایا مسلمان کو ڈراؤ نہیں، مسلمان کا ڈرانا یا گھبراہٹ میں ڈالنا بہت بڑا ظلم ہے،[۲][۳]

حضرت[۴] نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں حضورؐ کے ساتھ تھے ایک آدمی اپنی اونٹنی پر اونگھنے لگا، دوسرے آدمی نے اس کے ترکش سے ایک تیر لے لیا وہ آدمی بیدار ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے (یا مبتلائے پریشانی کرے)

حضرت[۵] عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے جا رہے تھے ایک آدمی ان میں سے سو گیا، ان میں سے ایک اور آدمی اس سونے والے کی رسّی کی طرف گیا اور اس کو لیا یہ سونے والا ڈر گیا، آپؐ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے،[۶]

حضرت[۷] سلیمان بن صردؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کے پاس ایک سینگ تھا اسے مجمع میں سے کسی نے لے لیا جب حضورؐ نے سلام پھیرا اس اعرابی نے کہا کہ سینگ کہاں گیا؟ یہ سن کر بعض لوگ ہنسے حضورؐ نے فرمایا جو آدمی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہو وہ ہرگز کسی مسلمان کو نہ ڈرائے،[۸]

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۶۳ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۵۳ رواہ الطبرانی وفیہ حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ الھاشمی وھو ضعیف۔ انتہی واخرجہ ایضا ابن السکن مثلہ کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۴۳ [۲] وعند البزار والطبرانی وابی الشیخ بن حبان فی کتاب التوبیخ [۳] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۶۳ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۵۳ وفیہ عاصم بن عبید اللہ وھو ضعیف [۴] واخرج الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات [۵] وعند ابی داؤد [۶] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۶۲ [۷] واخرج الطبرانی [۸] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۵۴ رواہ الطبرانی من روایۃ ابن عیینۃ عن اسمٰعیل بن مسلم فان کان ھو العبدی فھو من رجال الصحیح وان کان ھو المکی فھو ضعیف وبقیۃ رجالہ ثقات، انتہی

مسلمان کو ہلکا سمجھنا اور اس کی تحقیر

حضرت[1] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اسامہؓ دروازے کی چوکھٹ سے ٹھوکر کھاگئے، یا دروازے کی سردل ان سے لگ گئی جس کی وجہ سے اُن کی پیشانی زخمی ہوگئی، حضورؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! اس کے خون کو صاف کردے میں اس کام سے گھن کرگئی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی کے خون کو چوستے اور اس کو تھوک دیتے اور آپؐ فرمارہے تھے اگر اسامہؓ لڑکی ہوتے تو میں ان کو کپڑے پہناتا اور ان کو زیور پہناتا اور ان کی شادی کر کے رخصتی کرتا۔[2]

حضرت[3] عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جب یہ شروع میں مدینہ آئے چیچک نکل آئی یہ بچے تھے ان کی رینٹ بہہ کر منہ پر آجاتی تھی حضرت عائشہؓ اس بات سے گھن کرتی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو ان کے چہرے کو دھوتے اور بوسہ لیتے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! اس کے بعد میں ان سے کبھی گھن نہ کروں گی۔[4]

حضرت[5] عروہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ نے میدانِ عرفات سے کوچ کرنے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی وجہ سے دیر کردی، آپؐ ان کا انتظار کررہے تھے اتنے میں ایک لڑکا آیا جو چپٹی ناک اور کالے رنگ کا تھا تو اہلِ یمن بولے کہ اسی کی وجہ سے ہم لوگ روکے گئے تھے؟ حضرت عروہؓ کہتے ہیں اسی کہنے کی وجہ سے اہلِ یمن اس لڑکے کے بارے میں کافر ہوئے، ابن سعدؒ کہتے ہیں میں نے یزید بن ہارونؒ سے پوچھا کہ حضرت عروہؓ کے اس کہنے کا کیا مطلب تھا کہ اہلِ یمن اس لڑکے کی وجہ سے کافر ہوئے؟ تو یزید بن ہارونؒ نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اہلِ یمن جو مرتد ہوئے یہ اسی چیز کا نتیجہ تھا، کہ ان لوگوں نے حضورؐ

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۴۳ [2] واخرجہ ابن ابی شیبۃ نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۳۵
[3] وعند الواقدی وابن عساکر [4] کذا فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۳۶ [5] واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۴۴

ہے کے اس کام کو (جو آپؐ اُسامہؓ کے انتظار میں رُکے تھے) ہلکا سمجھا تھا۔ ایک[1] دوسری روایت میں حضرت عروہؓ سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمنی جو مرتد ہوئے حضرت اُسامہؓ کی وجہ سے[2] (یعنی حج کے موقع پر جو انھیں چپٹی ناک اور کالے رنگ کا کہہ کر تحقیر کی تھی)

حضرت[3] حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک جماعت حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس آئی، حضرت ابوموسیٰؓ نے عرب کو عطیے دیئے اور ان کے ساتھ جو عجمی تھے انھیں چھوڑ دیا اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس لکھا کہ تم نے ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟ اُس آدمی کی شرارت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے[4]۔ ایک[5] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہر آدمی کی شرارت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے،[6]

مُسلمان کو غُصہ دِلانا

حضرت[7] عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیان حضرت سلمان اور حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس سے جو ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے گذرے، ان حضرات نے کہا، اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دُشمن کی گردن میں ابھی تک اپنی جگہ نہیں پکڑی؟ راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان حضرات سے کہا کیا تم ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہتے ہو جو قریش کا شیخ اور ان کا سردار ہے؟، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے یہ بات بیان کی، حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر! شاید کہ تم نے ان مسلمانوں کو ناراض کر دیا؟ اگر تم نے انھیں غصہ دلایا ہے تو تم نے اپنے رب کو غصہ دِلایا ہے، یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور

---

[1] واخرجہ ابن عساکر [2] کذافی المنتخب ج ۵ ص ۱۳۵ [3] واخرج ابوعبید [4] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۳۱۹ [5] وعند احمد فی الزھد [6] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۷۲ [7] اخرج مسلم ج ۲ ص ۳۰۴

فرمایا اے ہمارے بھائیو! کیا میں نے تم کو غصہ دلایا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، لہ

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے ایک قیدی کو لیکر گذرے جس کیلئے حضرت ابو بکرؓ حضورؐ سے امن طلب کرنیوالے تھے حضرت صہیبؓ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت صہیبؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، مشرکین میں سے یہ میرا قیدی ہے اس کے لئے حضورؐ سے امن طلب کروں گا، حضرت صہیبؓ نے فرمایا اس کی گردن میں تو تلوار بڑی اچھی بیٹھے گی یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ کو غصہ آگیا، جب حضورؐ نے ان کو دیکھا آپؐ نے فرمایا اے ابو بکر! میں تمھیں غصہ میں کس لئے دیکھ رہا ہُوں؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں اپنے اس قیدی کو لے کر صہیبؓ کے پاس سے گذرا تو انھوں نے کہا کہ اس کی گردن میں تو تلوار کا اچھا موقع ہے، حضورؐ نے فرمایا شاید کہ تم نے صہیبؓ کو رنجیدہ کیا، حضرت ابو بکرؓ نے کہا نہیں! اللہ کی قسم! حضورؐ نے فرمایا اگر تم نے انھیں تکلیف دی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے، ۳ہ

مُسلمان پر لعنت کرنا

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاحب جن کا نام عبد اللہ تھا اور ان کو لوگ حمار کہتے تھے وہ حضورؐ کو ہنسایا کرتے تھے اور آپؐ نے انھیں شراب نوشی کے بارے میں کوڑے بھی لگائے تھے، ایک روز انھیں لایا گیا، حضورؐ نے ان کے متعلق حکم دیا اور انھیں کوڑے لگائے گئے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا اے میرے اللہ! اس پر لعنت کر، کس قدر کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے (کوڑے کھاتا ہے اور شراب نوشی نہیں چھوڑتا) حضورؐ نے فرمایا اس پر لعنت نہ بھیجو خدا کی قسم تُو نہیں جانتا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، ۔ ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ ایک آدمی

لہ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صف ۳۴۶ وابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۲ صف ۱۸۱ عن عائذ بن عمرو نحوہ ۔ ۲ہ واخرج ابن عساکر

۳ہ کذا فی الکنز ج ۷ صف ۴۹ ۴ہ اخرج البخاری وابن جریر والبیہقی ۵ہ وعند ابی یعلی وسعید بن منصور وغیرہما

جس کا لقب حمار تھا جو حضورؐ کے لئے گھی کا کُپّا اور شہد کا کُپّا بطور ہدیہ لایا کرتا تھا، جب اس کا ساتھی (یعنی جس سے یہ شہد اور گھی اُدھار خرید کر لاتا تھا) اس کے پاس آکر تقاضا کرتا یہ آپؐ کے پاس لاتا تو آپؐ سے کہتا یا رسول اللہ! اس کے مال کی قیمت دیجئے حضورؐ اس کی اس بات سے مسکراتے اور قیمت کے متعلق حکم دیتے اور قیمت اُسے دیجاتی، ایک روز آپکے پاس لایا گیا اور شراب پی رکھی تھی ایک آدمی نے کہا اے میرے اللہ! اس پر لعنت کر، باقی مضمون پہلی جیسی روایت کا ہے، [۱]

حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ ابن نعمانؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپؐ نے ان کو کوڑے لگائے پھر دوبارہ ان کو لایا گیا پھر آپؐ نے ان پر کوڑے لگائے، ایسا کئی مرتبہ ہوا جب چوتھی یا پانچویں مرتبہ انھیں لایا گیا تو کسی شخص نے کہا اے میرے اللہ! اس پر لعنت بھیج! یہ کس قدر شراب کا پینے والا ہے؟ اور کتنی مرتبہ اس پر کوڑے لگے؟ (پھر بھی باز نہ آیا) آپؐ نے فرمایا اس پر لعنت نہ بھیج یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، [۳] — اور ایک روایت [۴] میں ہے کہ نعیمانؓ یا ابن نعیمانؓ کو حضورؐ کے پاس لایا گیا،

حضرت ابو ہریرہؓ [۵] فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شرابی کو لایا گیا آپؐ نے اپنے اصحابؓ کو حکم دیا انھوں نے اسے مارا، بعض نے جوتوں سے اور بعض نے ہاتھ سے اور بعض نے اپنے کپڑے سے پھر آپؐ نے فرمایا اب ہاتھ روک لو، اور صحابہؓ کو حکم دیا کہ اسے بُرا بھلا کہو، صحابہؓ نے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا نہیں کرتا؟ اور ایسا کام کرتا ہے؟ اس کے بعد اسے چھوڑ دیا، جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو لوگ اس پر بد دعا کرنے لگے اور بُرا بھلا کہنے لگے، کوئی کہنے والا کہتا تھا اے میرے اللہ! اس کو رسوا کر، اے میرے اللہ اس پر لعنت کر، آپؐ نے فرمایا اس طرح مت کہو اور اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے معاون مت بنو، لیکن تم اس طرح کہو اے میرے اللہ! اس کی مغفرت کر، اے میرے اللہ! اس کو ہدایت دے، — اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اس طرح نہ کہو اور شیطان کی مدد مت کرو لیکن کہو اللہ تجھ پر رحم کرے، [۶]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۰۷ [۲] واخرج عبد الرزاق [۳] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۱۰۱ [۴] وعند ابن سعد ج ۳ صفہ ۵۶ [۵] واخرج ابن جریر [۶] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفہ ۱۰۵

حضرت[1] سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہی خیال کرتے تھے کہ ایسا کرنے والے نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے،[2]

مسلمان کو گالی دینا

حضرت[3] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آیا اور حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے غلام ہیں۔ جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان کو گالی بھی دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں، تو میرے لئے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا انھوں نے جو تیری خیانت کی ہے تیری نافرمانی کی ہے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اس کا حساب لیا جائے گا اور تو جو ان کو ان کے گناہوں کی برابر سزا دیتا ہے اس کا حساب لیا جائے گا اگر دونوں برابر ہیں تو نہ تیرے لئے کوئی نقصان ہو گا اور نہ نفع، اور اگر تیری سزا ان کی خطا سے زائد ہو گئی تو ان کے لئے تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا، یہ سُن کر وہ آدمی ایک کنارے ہٹا اور باآواز رونے لگا، اس سے حضورؐ نے فرمایا کیا تو اللہ پاک کے اس قول کو نہیں پڑھتا ہے؟ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء ع ۴)

ترجمہ:۔ اور (وہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے (اور سب کے اعمال کا وزن کریں گے) سو کسی پر اصلا ظلم نہ ہو گا اور اگر (کسی کا عمل) رائی کے دانہ کی برابر بھی ہو گا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں"۔ تب اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے لئے اور ان کے لئے اس سے بھلی اور کوئی بات نہیں پاتا ہوں کہ انھیں اپنے سے جُدا کر دوں میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ یہ سب کے

---

[1] واخرج الطبرانی باسناد جید [2] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ [3] اخرج احمد والترمذی

سب آزاد ہیں، [1]

حضرت [2] ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو گالی دی، حضورؐ تشریف فرما تھے آپؐ اس آدمی سے تعجب کر رہے تھے اور مسکرا رہے تھے جب وہ آدمی زیادہ آگے بڑھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی بعض بات کا جواب دیا، یہ دیکھ کر حضورؐ خفا ہوئے اور اٹھ کر چل دیئے، حضرت ابو بکرؓ آپؐ سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شخص مجھے گالی دے رہا تھا اور آپؐ تشریف فرما تھے اور جب میں نے اس کی بعض گالیوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے اور اٹھ کر چل دیئے، آپؐ نے فرمایا بے شک! تمھارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمھاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے خود اس کی بعض بات کا جواب دیا تو بیچ میں شیطان حائل ہو گیا تو میں شیطان کے ساتھ نہ بیٹھا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے ابو بکر! تین باتیں ہیں اور وہ تینوں حق ہیں، (۱) جب کوئی بندہ کسی ظلم کے ساتھ ظلم کیا جائے اور یہ بندہ اللہ عزوجل کی وجہ سے ہٹ جائے تو اللہ پاک اس کے سبب سے اس بندہ کی امداد کو قوی کرتا ہے، (۲) اور جب کسی آدمی نے عطیہ کا دروازہ کھولا جسکی وجہ سے اس نے صلہ رحمی کا ارادہ کیا اس کی وجہ سے اللہ پاک اس کے مال کو کثیر کر دیتا ہے، (۳) اور جب کسی بندہ نے مال کی کثرت کیلئے سوال کا دروازہ کھولا اللہ پاک اسی قدر اس کے مال میں قلت اور کمی واقع کر دیتا ہے، [2]

انہی [3] سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت مقدادؓ کو گالی دی حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں تیری زبان نہ کاٹوں تو میرے اوپر نذر ہے، حضراتِ صحابہؓ نے حضرت عمرؓ سے ان کے بارے میں کلام کیا اور ان کے لئے معافی طلب کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے چھوڑو تاکہ میں اس کی زبان کاٹ دوں کہ آئندہ یہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو گالی نہ دیں،

انہی [4] کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت مقدادؓ کے

---

[1] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۴۹۹ وقال ایضا ج ۵ صفحہ ۴۶۴ اسناد احمد والترمذی متصلان ورواتہما ثقات
[2] واخرج احمد والطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۹ رجال احمد رجال الصحیح ورواہ ابوداؤد الا انہ لم یذکر ثم قال ابو بکر!
[3] اخرج احمد واللالکائی فی السنۃ وابوالقاسم بن بشران فی امالیہ وابن عساکر [5] وعند ابن عساکر

درمیان کوئی جھگڑا تھا، حضرت عبداللہؓ نے ان کو کچھ برا بھلا کہا حضرت مقدادؓ نے ان کی شکایت ان کے والد سے کی تو حضرت عمرؓ نے نذر مان لی کہ ان کی زبان ضرور کاٹیں گے، جب حضرت عبداللہؓ کو اپنے والد کی جانب سے اس بات کا خطرہ ہوا لوگوں کو اپنے والد کے پاس سفارش کے لئے بھیجا، حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے چھوڑو تا کہ میں اس کی زبان کاٹوں اور تاکہ یہ ایک طریقہ بن جائے کہ میرے بعد والا اس پر عمل کرے۔ جب کوئی آدمی حضورؐ کے صحابیؓ کو گالی دیتا ہوا پایا جائے گا اس کی زبان ضرور کاٹی جائے گی۔[۱]

کسی مسلمان کی برائی بیان کرنا

حضرت[۲] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی دوسرے شخص کے عیوب بیان کرنے لگا، آپؐ نے فرمایا تو اٹھ جا تیری گواہی معتبر نہیں، اس نے کہا یا رسول اللہ! میں دوبارہ ایسی حرکت نہ کروں گا، آپؐ نے فرمایا تو صبح سے قرآن کا استہزا کر رہا ہے وہ قرآن شریف پر ایمان نہیں لایا جس نے قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کے ساتھ حلال کا سا معاملہ کیا۔[۳]

حضرت[۴] طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ اور حضرت سعدؓ کے درمیان کچھ بات بڑھ گئی ایک آدمی حضرت سعدؓ کے پاس گیا اور حضرت خالدؓ کے بارے میں کچھ کہا سنا، حضرت سعدؓ نے فرمایا رک جا! ہمارے اور ان کے درمیان جو جھگڑا ہے وہ ہمارے دین پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔[۵]

مسلمان کی غیبت کرنا

حضرت[۶] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ماعز اسلمیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

[۱] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۴۲۴ [۲] اخرج ابونعیم [۳] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۲۳۱ [۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۴ [۵] اخرجہ الطبرانی عن طارق مثلہ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۲۳ ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہیٰ، [۶] اخرج عبدالرزاق وابوداؤد

حاضر ہوئے اور اپنے نفس کے خلاف چار مرتبہ گواہی دی کہ انھوں نے ایک عورت سے حرام کا ارتکاب کیا ہے، ہر مرتبہ حضور ماعزؓ کی طرف سے مُنہ پھرا لیتے اس کے بعد راوی نے پُوری حدیث بیان کی جس میں یہ بھی ہے راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ان کے لئے حکم دیا سو یہ رجم کئے گئے، آپؐ نے اپنے اصحابؓ میں دو صحابہؓ کو سُنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو اس (ماعزؓ) کی طرف کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس نے اپنے آپ کو نہ چھوڑا، یہاں تک کہ اس کا رجم کیا گیا جس طرح کہ کُتے کو پتھروں سے مارتے ہیں یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چُپ لگا گئے، پھر تھوڑی دیر چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کا گذر ایک گدھے کی لاش پر ہوا جس کا ایک پَیر اُٹھا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا وہ فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں صحابہؓ نے کہا ہم یہ ہیں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم دونوں اپنی سواری سے اُترو اور اس مَرے ہوئے گدھے کو کھاؤ؟ ان دونوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ آپؐ کی مغفرت فرمائے، اسے کون کھاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی ابھی تم دونوں نے اپنے بھائی (ماعزؓ) کی آبرو ریزی میں جو کلمہ کہا ہے وہ اس مَرے ہوئے گدھے کے کھانے سے زیادہ سخت ہے قسم اُس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ وہ (ماعزؓ) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطہ کھا رہے ہیں۔ [1]

ابن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو رجم کرایا بعض مُسلمانوں نے کہا کہ اس عورت کا عمل ضائع ہو گیا، حضورؐ نے فرمایا نہیں! بلکہ یہ رجم اس کے اس گناہ کا جو اس نے کیا تھا کفارہ ہو گیا، اور تجھ سے اے کہنے والے! اس کا حساب ہو گا جو تو نے عمل کیا ہے۔ [2]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صفیہؓ کی طرف سے آپؐ کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ایسی اور ایسی ہے، بعض راوی کہتے ہیں یعنی وہ کوتاہ قد ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ تو نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صـ ۹۳ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ نحوہ کما فی الترغیب ج ۴ صـ ۲۸۹ واخرجہ البخاری فی الادب صـ ۱۰۸ نحوہ مختصرا وصححہ ابن حبان کما قالہ الحافظ فی الفتح ج ۱۰ صـ ۳۶۱ [2] واخرجہ عبدالرزاق [3] کذا فی الکنز ج ۳ صـ ۹۳ [4] واخرج ابوداؤد والترمذی والبیہقی

یہ سمندر کے پانی میں ملائی جائے تو اس کے ذائقہ کو بھی بدل دے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپؐ کے سامنے ایک انسان کی نقل اتاری تو آپؐ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ تو میرے لئے کسی انسان کی نقل اتارے اور اگرچہ مجھے اتنا اور اتنا (مال و دولت) ملے[1]۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت حیی کا اونٹ بیمار ہوگیا، حضرت زینبؓ کے پاس ایک سواری زائد تھی، حضورؐ نے حضرت زینبؓ سے کہا صفیہؓ کو وہ اونٹ دے دے، یہ سن کر حضرت زینبؓ بولیں، ہاں! میں اس یہودن کو اونٹ دوں، یہ سن کر حضورؐ خفا ہو گئے تین مہینے، ذی الحجہ، محرم اور صفر ان کے پاس نہیں گئے[2]۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ اور محرم دو مہینے یا تین مہینے انھیں چھوڑے رکھا اور ان کے پاس تشریف نہیں لائے، حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں تو آپؐ سے ناامید ہی ہو چکی تھی،[3]

ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کے بارے میں ایک مرتبہ کہا اور میں حضورؐ کے پاس تھی کہ وہ لمبے دامن والی ہے (یعنی لمبے قد کی ہے) آپؐ نے فرمایا تھوک! تھوک! تو جب میں نے تھوکا تو میرے منہ سے گوشت کی ایک بوٹی نکلی،[4]

حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ کی وفات ہوئی آپؐ کی تمام ازواج جمع ہوئیں اور حضرت صفیہؓ بنت حیی نے کہا خدا کی قسم! اے اللہ کے نبی! مجھے یہ پسند ہے کہ جو بیماری آپؐ کو ہے وہ مجھے ہوتی، آپؐ کی ازواج نے ان کی طرف ایک دوسری کو آنکھوں سے اشارہ کیا ازواج کی اس بات کو حضورؐ نے دیکھ لیا، آپؐ نے فرمایا تم سب کلی کرو ازواج نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کس چیز سے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے آپس میں جو صفیہؓ کے متعلق ایک دوسری کو آنکھ سے اشارہ کیا خدا کی قسم! صفیہ اپنے قول میں سچی ہے،[5]

---

[1] قال الترمذی حدیث حسن صحیح [2] وعند ابی داود ایضا [3] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۸۴ [4] واخرجہ ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۲۶ نحوہ [5] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۸۴ [6] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۲۸ [7] وسندہ حسن کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۴۷ واخرجہ ابن سعد ایضا ج ۲ صفحہ ۳۱۳ من طریق عطاء بن یسار بمعناہ

حضرت[۱] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں تھے ایک آدمی کھڑا ہوا صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ کس قدر عاجز ہے، یا اس طرح کہا کہ فلاں شخص کس قدر کمزور ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا، — اور طبرانی میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس سے کھڑا ہوا صحابہؓ نے اس کے کھڑے ہونے میں کچھ کمزوری محسوس کی اور کہا کہ فلاں کس قدر عاجز ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کو کھایا اور اس کی غیبت کی۔[۲] (شاید کہ صحابہؓ کا یہ قول استہزاءً تھا)

حضرت[۳] معاذ بن جبلؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے تو وہی بات کہی ہے جو اس میں ہے آپؐ نے فرمایا جبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہتے جو اس میں نہ ہوتی تو یہ اس پر تمھارا بہتان ہوتا،[۴]

حضرت[۵] عمرو بن شعیبؒ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ خود نہیں کھاتا جب تک کہ نہ کھلایا جائے، اور خود نہیں کوچ کرتا جب تک کہ اُسے کوچ نہ کرایا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے اس کی غیبت کی، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے تو وہی بیان کیا ہے جو اس میں ہے آپؐ نے فرمایا غیبت کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کا اسی چیز کے ساتھ تذکرہ کرے جو اس میں ہے،[۶]

حضرت[۷] ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ایک آدمی اُٹھ کر چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرے آدمی نے اس کے بارے میں کچھ لب کشائی کی، آپؐ نے اس کہنے والے سے فرمایا خلال اور پاک ہوجا، اس نے عرض کیا کس چیز سے پاکی حاصل کروں؟ آپؐ نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے،[۸] — ایک[۹] روایت میں ہے کہ خلال کر انھوں

---

[۱] واخرج ابو یعلی والطبرانی [۲] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۲۸۵ قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۹۴ وفی اسنادہما محمد بن ابی حمید ویقال لہ حماد وہو ضعیف جداً۔ انتہی [۳] واخرجہ الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۹۴ وفیہ علی بن عاصم وہو ضعیف [۵] واخرج الاصبہانی باسناد حسن [۶] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۲۸۵ [۷] واخرج ابن ابی شیبۃ والطبرانی واللفظ لہ ورواۃ رواۃ الصحیح [۸] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۲۸۵ [۹] وغیرہا نقل الہیثمی ج ۸ صفہ ۹۴

نے کہا کس واسطے یارسول اللہ! خِلال کروں؟ آپؐ نے فرمایا تُو نے گوشت کھایا ہے۔

حضرت[1] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے لوگوں کو ایک دِن کے روزہ کا حُکم دیا اور آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی افطار نہ کرے جب تک کہ میں اسے اجازت نہ دُوں، چنانچہ لوگوں نے روزہ رکھا جب شام ہوئی کوئی آپؐ کے پاس آتا اور کہتا میں نے سارے دِن روزہ رکھا ہے مجھے اجازت دیجئے میں افطار کروں، آپؐ اُسے اجازت دیتے اسی طرح پر ایک ایک کر کے لوگ آتے رہے اور اجازت لیتے رہے، یہاں تک کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ! آپؐ کے اہل میں سے دو نوجوان عورتوں نے سارے دن روزہ رکھا ہے اور دونوں کو اس بات سے حیاء آتی ہے کہ آپؐ کے پاس اجازت کیلئے آئیں ان کو اجازت دے دیجئے کہ وہ افطار کریں، آپؐ نے اس آدمی سے مُنہ پھر لیا، اس شخص نے دوبارہ کہا پھر بھی آپؐ نے اس سے مُنہ پھرا لیا اسی طرح چار مرتبہ ہوا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ نہیں رکھا ہے اور اس کا کیسے روزہ ہو گیا جو سارے دِن لوگوں کے گوشت کھاتا رہا؟ آپؐ نے فرمایا جا اور ان دونوں کو حُکم کر، اگر وہ دونوں روزہ دار تھیں تو قے کریں چنانچہ یہ شخص ان دونوں کی طرف گیا اور ان دونوں کو آپؐ کے فرمان کی خبر دی ان دونوں عورتوں نے قَے کی تو ان کے مُنہ سے خون کا جما ہوا ٹکڑا نکلا، اس آدمی نے واپس جا کر حضورؐ کو اس بات کی خبر دی آپؐ نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر یہ جما ہُوا خون ان کے پیٹوں میں باقی رہ جاتا تو ان دونوں کو آگ کھا جاتی۔ ایک[2] روایت میں اس طرح ہے کہ اس شخص نے ان میں سے ایک سے کہا قے کر! جب اس عورت نے قے کی تو اس کی قے میں کچ لہو، خون اور پیپ اور گوشت نکلا اور اتنا نکلا جس سے آدھا پیالہ بھر گیا، پھر اس شخص نے دوسری سے کہا قے کر! اس نے قے کی جس میں کچ لہو اور خون اور پیپ اور کچا گوشت اور اس کے علاوہ نکلا اور پورا پیالہ بھر گیا، اس کے بعد

---

[1] اخرج ابو داؤد والطیالسی وابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والبیہقی [2] واخرجہ احمد وابن ابی الدنیا ایضاً والبیہقی

آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں نے اس چیز پر روزہ رکھا جو اللہ نے ان دونوں کے لئے حلال کیا اور اس چیز پر روزہ افطار ا جو اللہ پاک نے ان دونوں کے لئے حرام کیا، ایک دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں نے لوگوں کے گوشت (بذریعہ غیبت) کھانے شروع کر دیئے،[۱]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ عرب سفر میں بعض بعض کی خدمت کرتا ہوا چلتا تھا، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا یہ دونوں حضرات سو گئے اور جب یہ بیدار ہوئے تو اس نے ان دونوں کے لئے کھانا نہیں تیار کیا تھا، ان دونوں حضرات نے کہا کہ یہ تو بہت سونے والا ہے اور اس شخص کو اُٹھایا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور آپؐ سے کہہ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپؐ کو سلام کہتے ہیں اور آپؐ سے سالن طلب کرتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں نے سالن تیار کر لیا ہے (چنانچہ اس شخص نے ایسے ہی جا کر کہہ دیا) یہ دونوں حضرات آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے کس چیز کے ساتھ سالن تیار کر لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم دونوں نے اپنے بھائی کے گوشت کا، قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میں اس شخص کا گوشت تم دونوں کے دانت میں دیکھ رہا ہوں ان دونوں حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے آپؐ مغفرت طلب فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی سے کہو کہ وہ تم دونوں کے لئے مغفرت طلب کرے،[۳]

مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کی تلاش

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کی معیت میں ایک رات مدینہ میں چوکیداری کی یہ دونوں حضرات چلے جا رہے تھے کہ ان کو ایک گھر میں چراغ کی روشنی دکھائی دی، یہ اس کے معلوم

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۴ ص ۲۸۶ [۲] واخرج الحافظ الضیاء المقدسی فی کتابہ المختار [۳] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ ص ۲۱۶ [۴] اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید والخرائطی

کرنے کے لئے چلے جب اُس گھر کے قریب ہوئے دروازہ بھڑا ہوا تھا کچھ لوگ تھے ان کی آوازیں بلند تھیں اور کچھ شور سا تھا حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تمھیں پتہ ہے یہ کس کا گھر ہے؟ اور خود ہی بتایا کہ یہ گھر ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا ہے، یہ لوگ اب شراب پیئے ہوئے ہیں، تمھاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جواب دیا میرا خیال یہ ہے کہ ہم اسی چیز کا ارتکاب کر چکے جس سے اللہ پاک نے منع کیا ہے، اللہ پاک نے فرمایا ہے:- وَلَا تَجَسَّسُوْا کہ "جستجوئے عیب مت کرو" اور ہم تو تجسس میں لگ گئے، یہ سُن کر حضرت عمرؓ ان لوگوں کو چھوڑ کر ان کے پاس سے چلے گئے،[1]

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے اصحابؓ میں سے ایک آدمی کو نہ پایا حضرت ابنِ عوفؓ سے فرمایا ہمارے ساتھ فلاں کے مکان کی طرف چلو، ہم دیکھیں (کہ وہ کہاں ہیں؟) چنانچہ یہ دونوں حضرات اس کے مکان پر پہونچے اس کا دروازہ کھُلا ہوا تھا اور وہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کی بیوی اس کے لئے برتن میں کچھ اُلٹ رہی تھی اور اُس آدمی نے اُسے لیا یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابنِ عوفؓ سے فرمایا یہی وہ چیز ہے جس نے اس کو ہمارے پاس سے غیر حاضر کیا، حضرت ابنِ عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا آپ کو کیا علم کہ اس کے برتن میں کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تمھیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ وہی تجسس ہے (جس کی قرآن میں نفی آئی ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا) حضرت ابنِ عوفؓ نے کہا بیشک یہ وہی تجسس ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر اس سے توبہ کی کیا سبیل ہے؟ حضرت ابنِ عوفؓ نے کہا کہ آپ نے اس آدمی کی جس بات پر اطلاع پائی اس سے کبھی اس بات کو نہ کہیے، اور آپ کے جی میں اس شخص کی جانب سے سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہ آنی چاہیے، اس کے بعد یہ دونوں حضرات واپس چلے آئے،[2]

طاؤسؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ ایک رات ان چند ساتھیوں کی پہرہ داری کے لئے نکلے جنھوں نے مدینہ کے ایک کنارے پڑاؤ ڈالا تھا، جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا آپ کا گذر ایک ایسے گھر پر ہوا جس میں کچھ لوگ پی رہے تھے، حضرت عمرؓ نے ان کو بلند آواز سے پکار کر کہا کیا تم لوگ فسق کا ارتکاب کر رہے ہو؟

---

[1] واخرج ابن المنذر و سعید بن منصور [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۶۷ [3] واخرج عبد الرزاق

تو ان میں سے بعض نے کہا آپ کو اللہ پاک نے اس (تجسس) سے منع کیا ہے یہ سن کر حضرت عمرؓ واپس ہو گئے اور ان کو چھوڑ دیا۔ [۱]

ثور کندیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ ایک رات مدینہ میں پہرہ داری کر رہے تھے کہ کسی گھر سے ایک آدمی کی آواز سنی، جو گانا گار ہا تھا، حضرت عمرؓ دیوار کود کر اس کے پاس گئے اور فرمایا اے دشمن خدا! کیا تیرا گمان ہے کہ اللہ تیری پردہ پوشی کرے گا اور تو بتلائے معصیت ہے؟ اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین! آپ مجھ پر جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی (اس معاملہ میں) ایک نافرمانی کی ہے تو بے شک آپ نے تین معاصی کا ارتکاب کیا ہے، (۱) اللہ پاک نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوا اور آپ نے جستجوئے عیب کیا، (۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا "کہ گھروں میں دروازوں کی جانب سے داخل ہو" اور آپ میرے پاس دیوار پھلانگ کر آئے ہو، (۳) اور آپ بغیر اجازت طلب کئے ہوئے میرے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا (سورۂ نور رکوع ۴) ترجمہ: "تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو، اور (اجازت لینے کے قبل) ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو" حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تجھ سے بھلائی کی امید ہے اگر میں تجھ کو معاف کر دوں؟ اس نے کہا جی ہاں آپ نے اسے معافی دی اور اسے چھوڑا اور چلے آئے۔ [۲]

سدیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نکلے اور آپ نے آگ کی روشنی دیکھی، آپ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے آپ اس روشنی کے پیچھے چل دیئے یہاں تک کہ ایک گھر میں داخل ہوئے اور اسی گھر میں یہ چراغ جل رہا تھا یہ آدھی رات کا قصہ ہے ایک بڈھا بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے شراب تھی اور ایک گانے والی کنیز بھی جو گانا گا رہی تھی اس بڈھے کو پتہ نہ چلا کہ اچانک حضرت عمرؓ اس کے پاس داخل ہو گئے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اس رات جیسا برا منظر نہیں دیکھا، ایک ایسے بوڑھے سے جو اپنی موت کا منتظر ہے، بڈھے نے اپنا سر حضرت عمرؓ

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۱ [۲] واخرج الخرائطی [۳] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۶۷ [۴] واخرج ابو الشیخ

کی طرف اٹھایا اور کہا بے شک اے امیر المومنین! جو کچھ آپ نے کیا یہ کہیں زیادہ قبیح ہے، آپ نے تجسس عیب کیا اور تجسس سے منع کیا گیا ہے اور آپ بلا اجازت داخل ہوئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا اس کے بعد حضرت عمرؓ اپنا کپڑا دانت سے پکڑ کر روتے ہوئے نکلے اور فرمایا اے عمر! تجھے تیری ماں گم کرے اگر تیرا رب تیری مغفرت نہ کرے اور اس بڈھے کو فکر لاحق ہوگیا اور یہ اپنے آپ کو اپنے گھر میں چھپائے ہوئے تھا، اور کہتا تھا اب تو مجھے حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا ہے وہ اس بارے میں میرے پیچھے پڑ جائیں گے اور اس بڈھے نے حضرت عمرؓ کی مجلس میں آنا ایک عرصہ تک ترک کر دیا، ایک روز حضرت عمرؓ اس قصہ کے بہت دنوں بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ کوئی چھپا چھپا سا بیٹھا ہے، اور وہ لوگوں کی آخری صف میں بیٹھ گیا حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھ لیا اور فرمایا میرے پاس اُس بڈھے کو لاؤ، اس بڈھے کے پاس ایک آدمی گیا اور اُس سے کہا امیر المومنین کا کہنا سن! یہ بڈھا کھڑا ہوا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ اب اسے اس چیز کی سزا دیں گے جو انھوں نے اس بڈھے سے دیکھی تھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے قریب آجا اور برابر اس کو اپنے سے قریب ہونے کا حکم فرماتے رہے یہاں تک کہ اس بڈھے کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اپنا کان مجھ سے قریب کر، بڈھے نے اپنا کان ان کے منہ کے پاس کر دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا تھا میں نے لوگوں میں سے کسی سے اس چیز کو نہیں کہا جو میں نے تجھ سے دیکھی اور نہ ابن مسعودؓ سے کہا اگرچہ وہ میرے ساتھ تھے اس بڈھے نے کہا اے امیر المومنین! آپ اپنا کان مجھ سے قریب کیجئے حضرت عمرؓ نے اپنا کان اس کے منہ سے ملا دیا تو اس بڈھے نے کہا قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے میں نے بھی اس تاریخ سے دوبارہ وہ کام نہیں کیا ہے یہاں تک کہ آج آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوں، حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا، لوگوں کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس سبب سے اللہ اکبر کہا ہے؟[1]

ابو قلابہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بیان کیا گیا کہ ابو محجن ثقفیؓ اپنے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۱ واخرجہ الطبرانی

گھر میں یہ اور ان کے ساتھی شراب پیتے ہیں حضرت عمرؓ چلے اور ابو محجنؓ کے پاس داخل ہوئے ابو محجنؓ کے پاس سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ تھا، ابو محجنؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے لئے یہ حلال نہیں، آپ کو اللہ پاک نے تجسس سے منع فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو حضرت عمرؓ سے حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبدالرحمن بن ارقمؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین! اس نے سچ کہا واقعی یہ تجسس ہے یہ سُن کر حضرت عمرؓ ابو محجنؓ کو چھوڑ کر باہر تشریف لے آئے، لے

مسلمان کی پردہ پوشی کرنی

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ میری ایک بیٹی تھی میں نے زمانۂ جاہلیت میں اُسے زندہ درگور کر دیا تھا مگر مرنے سے پہلے اُسے قبر سے نکال لایا اور اس نے ہمارے ساتھ زمانۂ اسلامی پا لیا اور اسلام لے آئی، جب وہ اسلام لے آئی تو اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس سے اُس پر حدود اللہ عائد ہوتی تھی، اس لڑکی نے چھری اُٹھائی تاکہ اپنے آپ کو ذبح کر دے اتنے میں ہم نے اس کو پکڑ لیا اور وہ اپنی گردن کی بعض رگیں تراش بھی چکی تھی، ہم لوگوں نے اس کا علاج کیا یہاں تک کہ وہ اچھی ہو گئی اس کے بعد پھر وہ توبہ کی طرف متوجہ ہوئی اور بڑی بڑھیا توبہ کی، جب قوم میں سے اس کا رشتہ آیا تو میں نے ان کو اس کی وہ حالت جس پر وہ پہلے تھی بتادی یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا جس چیز کی اللہ پاک نے پردہ پوشی کی ہے تو اس کے ظاہر کرنے کا قصد کرتا ہے، خدا کی قسم! اگر تو نے کسی شخص سے بھی اس کی حالت کا اظہار کیا تو میں تجھے وہ سزا دوں گا جو تمام شہر والوں کے لئے باعثِ عبرت ہو جائے، جا اُس کا نکاح کر جس طرح کہ ایک پاکدامن مسلمان عورت کا نکاح کیا جاتا ہے، سے

لے کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۱ ۲ے اخرج ہناد والحارث ۳ے کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۰

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ ایک جاریہ مبتلائے گناہ ہوئی اور اس پر حد لگائی گئی پھر یہ لوگ مدینہ ہجرت کر کے چلے آئے اس لڑکی نے توبہ کی اور اس کی توبہ نہایت اچھی رہی، لوگ اس کے چچا سے اس کے رشتہ کے بارے میں گفتگو کرتے اس کا چچا اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ اس کی شادی بغیر اس کی پچھلی باتوں کی اطلاع کے کرے، اور اسے بھی پسند نہ کرتا تھا کہ اس کی لڑکی پر چچا کے اس ارادہ کا اظہار ہو چنانچہ اس چچا نے لڑکی کا تذکرہ حضرت عمرؓ سے کیا انھوں نے فرمایا اس کی شادی اسی طرح پر کرو جس طرح پر کہ تم اپنی نوجوان بھلی لڑکیوں کی کرتے ہو، [۲]

شعبیؒ کہتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے ایک بچہ پایا اور اس کے ساتھ ایک مصری سفید باریک کپڑا تھا جس میں سو دینار تھے میں نے اس بچہ کو لیا اور اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی اُجرت پر لی اب چار عورتیں آتی ہیں اور اس کو پیار کرتی ہیں میں نہیں جان سکتی کہ ان میں سے کون سی عورت اس کی ماں ہے، حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا جب وہ تیرے پاس آئیں تو مجھے اطلاع دینا، چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا حضرت عمرؓ نے ان عورتوں میں سے ایک عورت سے پوچھا تم میں سے کون اس بچے کی ماں ہے؟ اس عورت نے کہا خدا کی قسم اے عمر! تم نے کوئی بھلا اور بہتر کام نہیں کیا، جس عورت کی اللہ پاک نے پردہ پوشی کی ہے آپ کا ارادہ ہے کہ آپ اس کی پردہ دری کریں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس عورت سے کہا (جس کی پرورش میں بچہ تھا) جب یہ عورتیں تیرے پاس آیا کریں ان سے کچھ نہ پوچھا کرو اور ان کے بچے کے ساتھ تو احسان کر، اس کے بعد واپس تشریف لے آئے، [۳]

صالح بن کرزؒ سے روایت ہے کہ یہ اپنی ایک ایسی جاریہ کو، جو مبتلائے زنا ہو گئی تھی حکم بن ایوبؓ کے پاس لائے یہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک حضرت انس بن مالکؓ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور انھوں نے دریافت کیا یہ جاریہ تمھارے

---

[۱] وعند سعید بن منصور والبیہقی [۲] کذافی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۹۶ [۳] واخرج البیہقی [۴] کذافی الکنز ج ۷، صفحہ ۳۲۹ [۵] واخرج عبد الرزاق

پاس کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا میری جاریہ ہے گناہ میں مبتلا ہو گئی ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس کا قصہ امام کے سامنے پیش کروں تاکہ امام حد قائم کرے، حضرت انسؓ نے فرمایا ایسا نہ کر، اپنی جاریہ کو واپس لے جا اور اللہ سے ڈر اور اس کی پردہ پوشی کر میں نے کہا میں ایسا کرنے والا نہیں حضرت انسؓ نے کہا کہ تو اپنے ارادہ سے باز آ اور میری اطاعت کر، حضرت انسؓ بار بار مجھ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ میں اُسے واپس لے گیا۔[1]

عقبہ[2] بن عامرؓ کے کاتب دخیر ابو الہیثمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے عرض کیا کہ ہمارے چند پڑوسی ہیں جو شراب نوشی کرتے ہیں اور میں ان کے لئے سپاہیوں کو بلانے والا ہوں تاکہ وہ انھیں گرفتار کریں عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اور انھیں نصیحت کرو اور ڈراؤ، دخیرؒ نے کہا میں نے انھیں منع کیا لیکن وہ رُکے نہیں اور میں ضرور ان کے لئے سپاہیوں کو بلاؤں گا تاکہ ان کو گرفتار کریں حضرت عقبہؓ نے فرمایا تیری خرابی ہو ایسا نہ کر، پس بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے پردہ پوشی کی گویا کہ اس نے زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو زندہ کیا ہے۔[3]

حضرت[4] بلال بن سعد اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس لکھا کہ تم میرے پاس دمشق کے فاسق لوگوں کی فہرست بھیجو، حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا مجھے اور دمشق کے فاسقوں سے کیا واسطہ؟ میں انھیں کس طرح پہچانوں کہ یہ فاسق ہے؟ حضرت ابو الدرداءؓ کے بیٹے بلالؓ نے عرض کیا کہ میں ان فاسقوں کو لکھے دیتا ہوں چنانچہ بیٹے نے فاسقوں کے نام لکھے، حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا تجھے کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ یہ فاسق ہیں؟ تجھے ان فاسقوں کا جبھی علم ہوا کہ تو بھی انھیں میں سے ہے (نام لکھنے میں) اپنے نفس کے ساتھ ابتدا کر! اور حضرت ابو الدرداءؓ نے ان کے نام حضرت معاویہؓ کے پاس روانہ نہیں فرمائے۔

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفہ ۹۴ [2] واخرج ابوداؤد والنسائی [3] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۱۷ وقال رواہ ابوداؤد والنسائی بذکر القصۃ وبدونہا وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح الاسناد قال المنذری رجال اسانیدہم ثقات ولکن اختلف فیہ علی ابراہیم بن نشیط اختلافا کثیرا [4] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۱۸۸

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ مکان میں تھے اور ان کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہؓ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے بُو محسوس کی تو فرمایا کہ اس بدبُو اُٹھانے والے آدمی کو میں حکم دیتا ہوں کہ کھڑا ہو اور وضو کرے تو حضرت جریرؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! کیا ساری قوم وضو کرے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے جریر! اللہ تجھ پر رحم کرے تو زمانہ جاہلیت میں بھی بہترین سردار تھا اور زمانہ اسلام میں بھی بہترین سردار ہے[۱] (اخراجِ ریاح میں ہر شخص مبتلا ہے اور ایک کے اُٹھنے سے اس کی پردہ دری ہوتی ہے اس اشارہ کو حضرت عمرؓ سمجھ گئے اور حضرت جریرؓ کی تعریف کی اور دُعا دی)۔

مُسلم سے درگذر کرنا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے اور حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما کو آنحضرتؐ نے بھیجا اور فرمایا کہ تم لوگ چلو اور خاخ باغ تک جاؤ اس موضع میں ایک ہودج نشین عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے اس خط کو اس سے لے لو چنانچہ ہم چلے ہمارے گھوڑے ہم کو تیزی سے لے چلے ہم باغ پر پہونچے اور ہم نے ایک ہودج نشین عورت دیکھ لی ہم نے اس سے کہا خط نکال کر دے، اس عورت نے کہا میرے پاس نہیں ہے، ہم نے اُس سے کہا تجھے ضرور خط نکال کر دینا پڑے گا، ورنہ تلاشی کے لئے تیرے کپڑے اُتارے جائیں گے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس نے ایک پرچہ اپنے بالوں کی چوٹیوں میں سے نکال کر دیا ہم اس پرچہ کو لے کر حضورؐ کے پاس آئے اس پرچہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ حاطب بن ابی بلتعہؓ کی جانب سے مشرکینِ مکّہ کے لوگوں کی طرف ہے ان کو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی اطلاع دے رہے تھے، آپؐ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ مجھ پر جلدی نہ کیجئے، میں ایک ایسا آدمی تھا جو قریش میں آبسا تھا راوی کہتے ہیں کہ ان کا منشا یہ تھا کہ میں حلیف تھا، اور میں قریشی نہیں تھا اور جو مہاجرین حضرات آپؐ کے ساتھ ہیں انکی قریش کے ساتھ

---

[۱] واخرج ابن سعد [۲] کذا فی الکنز ج ۲ صد ۱۵۱ [۳] اخرج البخاری

رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے یہ لوگ ان کے بال بچوں اور مال کی حفاظت کررہے ہیں میں نے یہ بات پسند کی کہ جب میرے لئے ان میں اس قسم کی رشتہ داری نہیں ہے تو میں ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کروں جس سے وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں گے اور میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ میں اپنے دین سے پھر گیا ہوں یا اسلام لانے کے بعد کفر کے ساتھ میری رضامندی ہے۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا بے شک اس نے تمہارے سامنے سچ کہا، حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں، آپؐ نے فرمایا یہ جنگِ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمھیں کیا پتہ؟ بے شک اللہ پاک نے ان لوگوں کے احوال پر اطلاع پالی ہے جو بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور اللہ پاک نے فرمایا ہے جو تمھارا جی چاہے کرو میں نے تمھاری مغفرت کردی ہے اور اس کے بعد اللہ پاک نے یہ سورۃ اُتاری:- یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ ط اِنْ کُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِھَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ ق وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَیْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَمَنْ یَّفْعَلْہُ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ[1]

(سورۂ ممتحنہ رکوع ۱)۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمھارے پاس جو دینِ حق آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں رسول کو اور تم کو اس بناء پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کرچکے ہیں اگر تم میرے رستہ پر جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپاکر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور (آگے اس پر وعید ہے کہ) جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہِ راست سے بھٹکے گا"۔

---

[1] واخرجہ بقیۃ الجماعۃ الا ابن ماجہ وقال الترمذی حسن صحیح، کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۲۸۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس حدیث کا آخری حصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کھوٹ کی بنا پر نہیں کیا ہے اور نہ کسی نفاق کی وجہ سے، میں جانتا تھا کہ اللہ پاک اپنے رسول کو کامیاب کرے گا، اور آپ کے لئے آپ کے امر کو پورا کرے گا مگر بات یہ ہے کہ میں قریش کے درمیان مسافروں کی طرح تھا اور میری والدہ قریش کے پاس ہے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ کوئی سلوک کروں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضور سے عرض کیا کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم اہل بدر میں سے ایک آدمی کو مارنا چاہتے ہو؟ اور تمہیں کیا علم بے شک اللہ پاک نے اہل بدر کے حالات پر اطلاع پا رکھی ہے جبھی فرمایا ہے جو تمہارا جی چاہے کرو۔[2]

ابو مطر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا کہ اس نے اونٹ چرایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا میرا خیال یہ ہے کہ تو نے نہیں چرایا، اس نے کہا بے شک میں نے چرایا ہے آپ نے فرمایا شاید کہ تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو اس نے کہا نہیں میں نے تو چرایا ہی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قنبر! اسے لے جا اور اس کی انگلیاں باندھ دے اور آگ جلا دے اور کاٹنے والے کو بلا لا تاکہ کاٹے، پھر انتظار کرنا یہاں تک کہ میں آ جاؤں اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا نہیں، پس اسے چھوڑ دیا لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟ وہ تو آپ کے سامنے اقرار کر چکا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے اس کو اس کے کہنے سے پکڑا تھا اور میں نے اس کو اس کے کہنے کی وجہ سے چھوڑا، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے چوری کی تھی آپ نے حکم دیا تو اس کا

---

[1] وعند احمد [2] تفرد بهذا الحديث من هذا الوجه الامام احمد واسناده على شرط مسلم كذا في البداية ج ۴ صفحہ ۲۸۴ وقال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۰۳ رواه احمد وابو يعلى ورجال احمد رجال الصحيح ۔ انتهى، واخرجه الحاكم ايضا كما في الكنز ج ۷ صفحہ ۱۳۷ واخرجه ايضا ابو يعلى والبزار والطبراني عن عمر قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۰۴ ورجالهم رجال الصحيح ۔ اه واحمد وابو يعلى عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ورجال احمد رجال الصحيح كما قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۰۳

[3] واخرج ابو يعلى

ہاتھ کاٹا گیا، اس کے بعد حضورؐ رو دیئے میں نے عرض کیا آپؐ کس لئے روتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میری اُمت کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو آپؐ نے معاف کیوں نہ کر دیا؟ آپؐنے فرمایا وہ بدترین بادشاہ ہے جو حدود کو معاف کرے، تم آپس ہی میں حدود کے کام کی معافی کر لیا کرو[1] (اور معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو)

ابو ماجد حنفی[2] سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی اپنے بھتیجے کو لایا اور وہ بھتیجا مست تھا، اور اس نے کہا کہ میں نے اس کو مست پایا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس کو ہلاؤ اور جھنجھوڑو اور اس کے مُنہ کی بُو سونگھو چنانچہ لوگوں نے اسے ہلایا اور جھنجھوڑا اور اس کے مُنہ کی بُو سونگھی تو شراب کی بُو پائی حضرت ابن مسعودؓ نے اسے جیل میں رکھنے کا حکم دیا پھر اُسے اگلے دن نکالا، پھر آپ نے کوڑے کے متعلق حکم دیا اس کی نوک کی گرہ کوٹی گئی یہاں تک کہ وہ کوڑا ہلکے چابک کی طرح ہو گیا اس کے بعد جلاد سے فرمایا مار! اور اپنے ہاتھ کو زیادہ اُونچا نہ کر اور ہر عضو کو اس کا حق دے، اس کو حضرت عبداللہؓ نے بہت سخت مار نہ لگوائی اور اس کو واپس کیا، ابو ماجد سے پوچھا گیا کہ مبرح کون سی مار کو کہتے ہیں انھوں نے کہا اُمراء کی مار کو کہتے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو فرمایا تھا ارْجَعْ یَدَکَ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ہاتھ اتنا اونچا کر کے نہ مارے کہ مارنے والے کی بغلیں ظاہر ہوں، راوی کہتے ہیں کہ یہ حد قبا اور پاجامہ پہنے ہوئے پر لگائی گئی تھی، اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اس یتیم کا یہ والی بُرا ہے تُو نے نہ اسے تمیز دی اور نہ اچھی تمیز سکھائی اور نہ تو نے اس کی رُسواکن بات کی پردہ پوشی کی، اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے اور مغفرت کو دوست رکھتا ہے، اور کسی حاکم کے لئے لائق نہیں کہ جس کے پاس حد کا کوئی معاملہ لایا جائے اور وہ اس حد کے قائم کرنے سے درگذر کرے، اسکے بعد حضرت عبداللہؓ نے بیان کرنا شروع کیا اور کہا وہ پہلا آدمی جس کا ہاتھ مسلمانوں میں سے کاٹا گیا ایک انصاری آدمی تھا، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ ص ۸۱ [2] و اخرج عبدالرزاق و ابن ابی الدنیا و ابن ابی حاتم و الطبرانی و الحاکم و البیہقی،

گویا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر راکھ چھڑک دی گئی ہو (یعنی آپؐ کا انتہائی رنج سے رنگ متغیر ہو گیا تھا) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا ہاتھ کاٹا جانا آپؐ پر بڑا گراں گذرا؟ تو آپؐ نے فرمایا مجھے اس رنج سے کیا مانع تھا تم لوگ اپنے ساتھی کے خلاف شیطان کے معاون بن گئے، اللہ پاک معافی دیتا ہے اور معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے، اور کسی والی کے لئے جب اس کے پاس حد کا کوئی معاملہ لایا جائے حد کے قائم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، اس کے بعد آپؐ نے یہ آیۃ پڑھی، وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ترجمہ: "چاہیئے کہ معافی اور درگذر کریں"۔ عمروؓ بن شعیب فرماتے ہیں وہ پہلی حد جو اسلام میں قائم کی گئی (یہ تھی) ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں لایا گیا جس پر گواہی گذری آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اُس کا ہاتھ کاٹا جائے، جب اُس آدمی پر یہ حد قائم کی جا چکی تو آپؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا گیا جیسے کسی نے راکھ چھڑک دی ہو (یعنی رنگِ مبارک متغیر تھا) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو اس کے ہاتھ کٹنے سے بڑا رنج ہوا؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس رنج سے کیا چیز مانع تھی جب کہ تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے معاون ہو گئے، لوگوں نے کہا تو آپؐ نے اسے چھوڑ دیا ہوتا آپؐ نے فرمایا پس کیوں نہیں اس سے پہلے درگذر کی کہ میرے پاس اس کو لاتے، امام کے پاس جب کوئی حد کا معاملہ لایا جائے گا اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کو ٹال دے، [۲]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ کسی حج یا عمرہ میں تھا ہمارا گذر ایک سوار پر ہوا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ یہ ہماری تلاش میں ہے، چنانچہ وہ آدمی آیا اور رو دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا بات ہے؟ کیوں روتے ہو؟ اگر تو مقروض ہے تو میں تیری اعانت کروں گا اور اگر تجھے کسی کا خوف ہے تو میں تجھے امن دوں گا، مگر یہ کہ تو نے کسی نفس کو قتل کیا ہو تو اس کے عوض میں قتل کیا جائے گا اور اگر تجھے کسی قوم کی ہمسائگی پسند نہ ہو تو میں تجھے ان کے پاس سے منتقل کر دوں گا، اس نے عرض کیا میں نے شراب پی تھی اور میں بنی تیم کے خاندان سے ہوں، حضرت ابو موسیٰؓ نے مجھے کوڑے لگائے میرا سر منڈایا اور میرا چہرہ کالا کیا

---

[۱] وعند عبد الرزاق [۲] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۸۳، ۸۹ [۳] واخرج البیہقی

اور مجھے لوگوں میں سا پھرایا اور حکم دیا کہ نہ اس کے پاس کوئی بیٹھے اور نہ اس کے ساتھ کوئی کھائے، اس پر میرے جی میں تین باتوں میں سے ایک آئی، (۱) یہ کہ میں اپنی تلوار لوں اور اس سے ابو موسیٰؓ کو مار دوں، (۲) یا یہ کہ آپ کے پاس آؤں اور آپ مجھ کو شام کی طرف منتقل کر دیں، کہ شامی مجھ کو پہچانیں گے نہیں، (۳) اور یا یہ کہ میں دشمنوں کے ساتھ مل جاؤں اور ان کے ساتھ کھاؤں اور پیوں" یہ سُن کر حضرت عمرؓ رو دیئے اور فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ تو ایسا کرے اگرچہ عمرؓ کے لئے ایسا اور ایسا ہو جائے، اور میں بھی زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو پلاتا اور پیتا تھا اور یہ شراب زنا کی طرح پر نہیں اور حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس یہ لکھا:-

"سلام علیکم اما بعد! فلاں بن فلاں تیمی نے مجھ سے اس اس طرح بیان کیا ہے اور خدا کی قسم اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں تمہارا چہرہ کالا کر کے تمام لوگوں میں پھراؤں گا، اب اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم اس بات کو حق جانتے ہو جو میں تم سے کہوں تو لوٹو اور لوگوں کو حکم دو کہ اس کے ساتھ بیٹھیں اور اس کے ساتھ کھائیں، اگر اس نے توبہ کر لی ہے تو اس کی شہادت کو بھی قبول کرو"

آپ نے اس کو سواری دی اور دو سو درہم دیئے، [1]

فعلِ مسلم کے لئے اچھا محل تلاش کرنا

ابن ابی عونؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دعویٰ کیا کہ مالک بن نویرہ کی جانب سے انھیں جو کلام پہونچا اس کی وجہ سے یہ مرتد ہو گیا، مالک نے اس بات کا انکار کیا اور کہا کہ میں اسلام ہی پر ہوں، نہ میں بدلا اور نہ میں نے کوئی تبدیلی کی اور مالک کی موافقت میں حضرت ابو قتادہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے بھی گواہی دی اس کے باوجود حضرت خالدؓ نے اس کو سامنے کیا اور ضرار بن ازورؓ اسدی کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دیں انھوں نے اس کی گردن کاٹ دی حضرت خالدؓ نے ان کی بیوی اُمِ متمم پر قبضہ کر کے اُن سے شادی کر لی جب

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۰۷ [2] اخرج ابن سعد

حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا ہے اور اس کی بیوی سے شادی کرلی ہے تو حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ خالدؓ نے زنا کیا ہے ان کو رجم کیجئے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں ان کو رجم نہیں کر سکتا، انھوں نے ایک تاویل کی اور تاویل میں غلطی کھائی ہے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ انھوں نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے لہذا ان کو قتل کر دیجئے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں ان کو قتل نہ کروں گا، انھوں نے تاویل کی اور تاویل میں غلطی کھائی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا تو ان کو معزول کر دیجئے، حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ میں ایسی تلوار کو میان میں کبھی نہیں رکھنے کا جس کو اللہ پاک نے کفار پر سونتا ہو۔[1]

گناہ سے بغض رکھنا نہ گنہگار سے

ابو قلابہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو الدرداءؓ کا گذر ایک ایسے آدمی پر ہوا جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تھا لوگ اُسے گالی دے رہے تھے، حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا تم لوگ بتاؤ اگر اس کو کسی کنویں میں پاتے کیا تم اس کو اس کنویں سے نہ نکالتے؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں! ہم ضرور نکالتے، حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا تم اپنے بھائی کو بُرا بھلا مت کہو اور اس اللہ پاک کی تعریف کرو جس نے تمھیں (اس گناہ سے) عافیت میں رکھا، لوگوں نے عرض کیا تو کیا آپ اس سے بغض نہیں رکھتے؟ حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا میں اس کے عمل سے بغض رکھتا ہوں جب اس نے اس عمل کو چھوڑ دیا یہ میرا بھائی ہے۔[2] حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے بھائی کو دیکھو کہ اس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو تم اس کے خلاف شیطان کے معاون نہ بنو کہ تم کہو اے اللہ! اس کو رسوا کر دے اے میرے اللہ! اس پر لعنت بھیج، لیکن تم اللہ پاک سے (اس کے لئے) عافیت کا سوال کرو، ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہتے تھے، جب تک کہ ہم نہ جان لیتے کہ کس عمل پر مرے گا، اگر اس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا تو

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۲ [2] اخرج ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۷۲ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۲۵ عن ابی قلابۃ مثلہ [4] واخرج ایضا ج ۴ صفحہ ۲۰۵

ہم جان لیتے کہ اس نے بھلا کام کیا ہے اور اگر اس کا خاتمہ شریر ہوتا تو ہم کو اس کے افعال سے خطرہ لاحق ہوتا،

کھوٹ اور حسد سے دل کو صاف رکھنا

حضرت[1] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا ابھی تمھارے پاس ایک آدمی آئے گا جو اہلِ جنت سے ہے اتنے میں ایک انصاری آدمی آیا جس کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی جھڑ رہا تھا اور اس نے اپنے دونوں جوتے بائیں ہاتھ میں لے رکھے تھے، جب دوسرا روز ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا اور پھر وہی انصاری اسی پہلی حالت میں آیا جب تیسرا روز ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی جیسی بات کہی اور پھر وہی انصاری اُسی پہلی حالت میں آئے، جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو اس انصاری کے پیچھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ چلے اور عرض کیا میں نے اپنے باپ سے جھگڑا کر لیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن ان کے پاس نہ جاؤں گا اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے پاس مجھے ٹھکانا دے دیں تاکہ تین دن کی میعاد گذر جائے تو آپ ایسا کر لیں، انھوں نے فرمایا بہت اچھا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے تھے، یہ ان کے پاس تین رات رہے اور ایک رات بھی ان کو نہیں دیکھا کہ رات کے کسی حصہ میں عبادت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں مگر یہ بات ضرور تھی کہ جب رات کو ان کی آنکھ کھلتیں اور اپنے بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے حضرت عبداللہ رضؓ بیان کرتے ہیں اتنا ضرور ہے کہ میں نے انھیں سوائے بھلی بات کہنے کے اور ان سے کچھ نہیں سُنا، جب تین راتیں گذر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر سمجھوں تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے باپ کے درمیان کوئی غصہ کی بات نہیں ہوئی اور نہ جُدائی ہوئی، لیکن میں نے رسول اللہ

---

[1] اخرج احمد باسناد حسن والنسائی،

صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک ایسا آدمی آئے گا جو اہلِ جنت سے ہے اور تینوں مرتبہ تم ہی سامنے آئے تب میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں تمہارے پاس ٹھکانا پکڑوں اور میں دیکھوں کہ تمہارا کیا عمل ہے؟ تاکہ میں تمہاری اقتدا کروں سو میں نے دیکھا کہ تم نے کوئی بڑا عمل نہیں کیا اب تم بتاؤ، کہ وہ تمہارا کون سا عمل ہے جس نے تمہیں اس مرتبہ پر پہونچایا، جس کو حضورؐ نے بیان فرمایا اُن انصاری نے کہا بس وہ ہی عمل ہے جو تم نے دیکھا جب میں پیٹھ پھیر کر چلا تو انھوں نے پھر مجھے بُلایا اور کہا بس وہی عمل ہے جو تم نے دیکھا مگر میں اپنے دِل میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی کھوٹ اور کوئی حسد اس بات پر نہیں پاتا جو اللہ پاک نے بھلی باتوں سے اُسے دیا ہے تو حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے فرمایا یہی ہے وہ عمل جس کی وجہ سے تم اس رُتبہ پر پہونچے۔

ایک[۲] روایت میں ان انصاری کا نام حضرت سعدؓ ذکر کیا گیا ہے — ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت عبد اللہؓ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ عمل لے میرے بھتیجے! سوائے اس کے اور کچھ نہیں جو تو نے دیکھا، مگر اتنی بات ہے کہ میں کسی مسلمان کی طرف سے دِل میں کینہ لے کر نہیں سوتا۔ اصبہانی[۳] وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہؓ نے کہا یہی وہ عمل ہے جسکی وجہ سے تم اس مرتبہ پر پہونچے اور یہ ایسا عمل ہے کہ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں[۳]— ایک[۴] اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا نام ہے اس کے آخر میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ اس کے علاوہ اور کوئی عمل نہیں جو تو نے دیکھا مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی بُرا خیال نہیں پاتا ہوں، اور نہ کسی کو بُرا کہتا ہوں، حضرت عبد اللہؓ نے کہا یہی وہ عمل ہے جو تم کو ایسے اونچے مرتبہ پر لے گیا اور یہ وہ عمل ہے جس کی میں طاقت نہیں رکھتا۔[۵]

---

[۱] ورواہ ابو یعلی والبزار بنحوہ [۲] زاد النسائی فی روایۃ لہ والبیہقی والاصبہانی [۳] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۳۲۸ وقال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۷۹ رجال احمد رجال الصحیح وکذلک احد اسنادی البزار الا ان سیاق الحدیث لابن لہیعۃ۔ اہ وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ج ۴ صفحہ ۳۳۸ لحدیث احمد وھذا اسناد صحیح علی شرط الشیخین۔ اہ، [۴] واخرجہ ایضا ابن عساکر ورجالہ رجال الصحیح [۵] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۴۳

حضرت[1] زید بن اسلم رحؒ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت ابو دجانہؓ کے پاس آئے اور یہ بیمار تھے اور ان کا چہرہ چمک رہا تھا، ان سے پوچھا گیا کہ تمہارا چہرہ کیا بات ہے کہ چمک رہا ہے؟ حضرت ابو دجانہؓ نے فرمایا میرے عمل میں کوئی چیز ایسی نہیں جس پر میں اعتماد کروں مگر دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو چیز میرا مقصود نہیں ہوتی ہے اس کے بارے میں میں کلام نہیں کرتا ہوں دوسری یہ بات ہے کہ میرا دل مسلمانوں کی طرف سے صاف ہے۔

مسلمانوں کی اچھی حالت پر خوش ہونا

حضرت[2] ابن بریدہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباسؓ کو بُرا بھلا کہا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تو مجھے گالی دے رہا ہے حالانکہ مجھ میں تین عادتیں ہیں (۱) میں جب کبھی اللہ تعالیٰ کی کسی آیۃ پر گذرتا ہوں تو میں دوست رکھتا ہوں کہ تمام مسلمان اسی طرح پر جان لیں جیسا کہ میں اس آیۃ کو جانتا ہوں، (۲) اور میں جب کبھی مسلمان حاکموں میں سے کسی حاکم کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ اپنے فیصلہ میں عدل سے کام لیتا ہے تو میں خوش ہوتا ہوں اور شاید کہ میں اس کی طرف کبھی مقدمہ نہ لے جاؤں (۳) اور میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے فلاں شہر میں بارش ہوئی تو خوش ہوتا ہوں حالانکہ میرا کوئی جانور وہاں چرنے نہیں جائے گا۔[3]

لوگوں سے نرم برتاؤ کرنا

حضرت[4] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی آپؐ نے فرمایا خاندان کا بُرا بیٹا ہے جب وہ اندر آیا

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۰۲ [2] اخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۸۴ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح - انتہی واخرجہ البیہقی کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۳۳۴ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۲۲ نحوہ [4] اخرج احمد

تو اس کے لئے آپؐ نے خوشی اور انبساط کا اظہار فرمایا اس کے بعد وہ چلا گیا، پھر ایک دوسرے آدمی نے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپؐ نے فرمایا خاندان کا بہتر بیٹا ہے جب یہ اندر آیا تو آپؐ نے اُس خوشی اور انبساط کا اظہار نہیں کیا جتنا کہ اُس پہلے کے لئے کیا تھا جب یہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! فلاں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے وہ بات کہی جو کہی، اور اس کے لئے بڑی خوشی اور انبساط ظاہر فرمائی اور اس دوسرے فلاں کے لئے آپؐ نے فرمایا جو کچھ کہ فرمایا، لیکن آپؐ نے اس کے ساتھ اُس جیسی فرحت اور انبساط کا اظہار نہیں کیا، آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! لوگوں میں سے زیادہ شریر وہ ہے جس کے فحش سے بچا جائے[۱]۔ صفوانؓ بن عسالؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضورؐ کے ہمراہ تھے سامنے سے ایک آدمی آرہا تھا جب حضورؐ نے اس کی طرف دیکھا فرمایا خاندان کا یہ بُرا بھائی اور بُرا آدمی ہے جب وہ آپؐ کے قریب آیا آپؐ نے اُسے اپنے قریب میں بٹھایا، جب وہ آدمی کھڑا ہوا اور چلا گیا تو اصحابؓ نے پُوچھا یارسول اللہ! جب آپؐ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ خاندان کا بُرا بھائی اور بُرا آدمی ہے اور پھر بھی آپؐ نے اسے اپنے قریب بٹھایا؟ آپؐ نے فرمایا یہ مُنافق ہے اس کے نفاق کی وجہ سے اس کی خاطر مدارات کرنی پڑی، اس ڈر سے کہیں وہ اپنے غیر کو اس فساد میں مُبتلا کرے،[۳]

حضرت بُریدہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ قریش کا ایک آدمی سامنے سے آیا آپؐ نے اسے قریب بُلایا اور اپنے قریب بٹھایا جب وہ چلا گیا آپؐ نے فرمایا اے بُریدہ! کیا تو اسے پہچانتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! یہ قریش میں حسب کے اعتبار سے افضل اور بڑا مال والا ہے، آپؐ نے تین مرتبہ پوچھا اور میں نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا اور میں نے کہا یارسول اللہ! جو کچھ مجھے اس کے بارے میں علم تھا میں نے آپؐ سے عرض کر دیا آپ کو زیادہ علم ہے آپؐ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے کہ اللہ پاک

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۷ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح وفی الصحیح بعضہ۔ انتہی واخرجہ البخاری فی الادب صفہ ۱۹۰ مختصرا [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفہ ۱۹۱ [۳] قال ابونعیم ھذا حدیث غریب [۴] واخرج الطبرانی فی الاوسط

اس کے لئے قیامت میں کوئی وزن قائم نہ کرے گا۔ [1]

حضرت[2] ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے ہیں حالانکہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے ہیں[3] (ان کے نفاق کی وجہ سے)

مسلم کو راضی کرنا

حضرت[4] ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اچانک سامنے سے حضرت ابو بکرؓ آئے اپنے کپڑے کا کنارا پکڑے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کے دونوں گھٹنے کھل گئے تھے آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی کا آج کسی سے جھگڑا ہو گیا، اتنے میں حضرت ابو بکرؓ نے سلام کیا اور عرض کیا میرے اور عمر بن خطابؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا اور مجھ سے ان کے ساتھ کچھ زیادتی ہو گئی اس کے بعد میں پشیمان ہوا اور میں نے ان سے سوال کیا کہ میری زیادتی کو وہ معاف کریں انھوں نے مجھ سے انکار کر دیا اب میں آپ کے پاس آیا ہوں، حضورؐ نے فرمایا اے ابو بکر! اللہ تیری مغفرت کرے اور یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد حضرت عمرؓ پچھتائے اور حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر گئے اور دریافت کیا کہ کیا یہاں ابو بکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں، تو حضرت عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور حضرت ابو بکرؓ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! میں نے زیادتی کی تھی، دو مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے یہ کلمہ کہا، حضورؐ نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تم لوگوں نے مجھے جھوٹا بتایا اور ابو بکر صدیقؓ نے میری تصدیق کی اور اپنی جان اور مال سے میری غمخواری کی، کیا تم لوگ میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ یہ کلمہ آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو

---

[1] قال الهيثمي ج ۸ صفحہ ۱۰۷ وفيه عون بن عمارة وهو ضعيف، انتهى [2] واخرج ابو نعيم في الحلية ج ۱ صفحہ ۲۲۲ [3] واخرجه ابن ابی الدنيا وابراهيم الحربي في غريب الحديث والدينوري في المجالسة عن ابي الدرداء فذكر مثله وزاد ونضحك اليهم كما في فتح الباري ج ۱۰ صفحہ ۴۰۳ وهكذا اخرجه ابن عساكر كما في الكنز ج ۲ صفحہ ۱۶۲ [4] اخرج البخاري

کبھی کسی نے کوئی اذیت نہیں پہونچائی، [۱]

حضرت[۲] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو کچھ بُرا بھلا کہا تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اے میرے بھائی! میرے لئے مغفرت طلب کر! حضرت عمرؓ غصہ ہو گئے حضرت ابوبکرؓ نے کئی مرتبہ اس بات کا اعادہ کیا پھر بھی حضرت عمرؓ کا غصہ ٹھنڈا نہ پڑا حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کا تذکرہ حضورؐ سے کیا، اور یہ دونوں حضرات آپؐ کے پاس پہونچے اور بیٹھ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اس کے لئے مغفرت کرو اور تم ایسا نہیں کرتے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے مجھ سے اپنے لئے استغفار کرائی ہو اور میں نے استغفار نہ کی ہو، اور اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی آپؐ کے بعد مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں، یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا اور قسم اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ کو بھیجا ہے، آپ کے بعد ان سے زیادہ مجھے بھی کوئی محبوب نہیں، اور حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے میرے ساتھی کے بارے میں تکلیف مت دو، اس لئے کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تھا تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں، اور اگر اللہ پاک نے ان کا نام صاحب نہ رکھا ہوتا تو میں ان کو اپنا خلیل بنا لیتا، لیکن اللہ کے لئے بھائی بندی ہے، سُن لو مسجد میں سے ہر دریچہ بند کر دی جائے مگر ابن ابی قحافہؓ کی دریچی باقی رہنے دی جائے، [۳]

حضرت[۴] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اُم حبیبہؓ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب بلایا اور کہا ہمارے آپس میں بہت سی دفعہ وہ باتیں ہوئیں جو سوکنوں میں ہوتی ہیں اللہ میری اور تمہاری ان معاملات میں مغفرت کرے جو ہوئے، میں نے کہا کہ اللہ تمہارے لئے ان سب باتوں کی مغفرت کرے اور تجاوز کرے اور ان سب باتوں سے بری الذمہ کرے، یہ سُن کر اُم حبیبہؓ نے کہا، تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تمہیں خوش کرے اور اسی طرح اُم حبیبہؓ نے اُم سلمہؓ کو

---

[۱] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفحہ ۹۲ [۲] وعند الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۹ ص ۴۵ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح۔ اھ [۴] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۰۰

بُلایا اور ان سے بھی اسی جیسی بات کہی،

شعبی[1] کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں ان کے پاس حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، حضرت علیؓ نے کہا اے فاطمہ! یہ حضرت ابوبکرؓ تمھارے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں حضرت فاطمہؓ نے کہا کیا آپ کو پسند ہے کہ میں انھیں اندر آنے کی اجازت دُوں؟ حضرت علیؓ نے کہا ہاں، انھوں نے اجازت دی چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کو راضی کر رہے تھے اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے گھر اور مال اور اہل اور خاندان محض اللہ کی رضا اور اور اس کے رسول کو راضی کرنے اور تم اہل بیت کو راضی کرنے کے لئے چھوڑا ہے اور اس کے بعد پھر انھیں مَنایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ راضی ہو گئیں، [2]

شعبی[3] روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں فلاں سے بُغض رکھتا ہُوں اس آدمی سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمرؓ کا کیا حال ہے جو تم سے بُغض رکھتے ہیں؟ جب حضرت عمرؓ کے گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے وہ آدمی آیا اور اس نے کہا اے عمر! تم نے اسلام میں ایک رخنہ ڈال دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں! اس نے کہا کہ تم نے ایک جنایت کی ہے یعنی گناہ کا کام، حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں! اس نے کہا کہ آپ نے ایک نئی بات کی ایجاد کی ہے حضرت عمرؓ نے کہا نہیں! اُس شخص نے کہا پھر کس وجہ سے آپ مجھ سے بُغض رکھتے ہیں؟ حالانکہ اللہ پاک فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ (سورۂ احزاب ع ۷)

ترجمہ:۔ "اور جو لوگ ایمان والے مَردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔" تو آپ نے مجھ کو تکلیف دی ہے، آپ کی اللہ مغفرت نہ کرے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تُو نے سچ کہا، خدا کی قسم! نہ تو کوئی رخنہ ڈالا ہے اور نہ یہ کیا اور نہ وہ کیا میری اُس خطا کو تو معاف کر اور برابر اس سے

---

[1] واخرج البیہقی ج ۶ صـ ۳۰۱ [2] قال البیہقی ہذا مرسل حسن باسناد صحیح۔ اھ۔ واخرجہ ابن سعد ج ۸ صـ ۲۷ عن عامر (الشعبی)، بنحوہ مختصرا [3] واخرج ابن المنذر

اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے آپ کی خطا کو معاف کیا۔ [1]

رجاءؒ بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں مسجد نبویؐ میں ایک ایسی جماعت کے درمیان بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ بھی تھے اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ گذرے انھوں نے سلام کیا اور سب نے ان کے سلام کا جواب دیا، حضرت عبداللہ بن عمروؓ چپ رہے، پھر ان کے پیچھے چلے اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، اس کے بعد فرمایا کہ یہ (حسنؓ) خدا کی قسم! آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، جنگ صفین کے بعد میں نے ان سے بات نہیں کی تھی، حضرت ابو سعیدؓ نے کہا کہ تم ان کے ساتھ کیوں نہیں چلتے؟ اور ان سے معافی کیوں نہیں چاہتے؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا بہت بہتر ہے، راوی کہتے ہیں یہ دونوں کھڑے ہوئے، اور وہاں پہنچ کر حضرت ابو سعیدؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، انھیں اجازت دی پھر حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے لئے اجازت طلب کی، اور وہ بھی داخل ہوئے تو حضرت ابو سعیدؓ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مخاطب ہو کر کہا ہم سے وہی بات بیان کرو جو تم نے جب حضرت حسنؓ گذرے تھے بیان کی تھی، حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا بہت اچھا، میں آپ حضرات سے اس بات کو بیان کرتا ہوں کہ یہ آسمان میں بسنے والوں کے نزدیک زمین میں بسنے والوں میں زیادہ محبوب ہیں راوی کہتے ہیں ان سے حضرت حسنؓ نے کہا جب تم جانتے ہو کہ میں آسمان والوں کو اہل زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہوں تو تم ہم سے کس لئے لڑے؟ یا یوں فرمایا کہ یوم صفین میں اپنی شمولیت سے مقابل کی تعداد کیوں کثیر کی؟ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے جواب دیا لیکن میں نے خدا کی قسم! نہ مجمع کی تعداد بڑھائی اور نہ میں نے ان کے ساتھ رہ کر تلوار چلائی، میں تو اپنے باپ کے ساتھ حاضر ہو گیا تھا یا اسی جیسی کوئی اور بات کہی، حضرت حسنؓ نے فرمایا کیا تمھیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کے بارے میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا بیشک یہی بات ہے لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لگاتار روزے رکھتا تھا میرے باپ نے اس چیز کی حضورؐ سے شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ! عبداللہ

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ ص ۳۶۰ [2] واخرج البزار

دن بھر روزے رکھتا ہے اور ساری رات عبادت کرتا ہے، آپ نے فرمایا تھا روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو بے شک میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، اور مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! اپنے باپ کا کہا مان چنانچہ میرے والد یومِ صفین میں نکلے میں بھی ان کے ساتھ (اسی فرمانِ نبویؐ کی وجہ سے) نکلا، [1]

طبرانی میں اس طرح ہے کہ حضرت رجا بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبویؐ میں تھا حسنِ اتفاق سے حضرت حسین بن علیؓ کا گذر ہوا انھوں نے سلام کیا ہم سب نے اس کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمروؓ خاموش رہے، جب قوم سلام کا جواب دے کر چپ ہو گئی تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے باآوازِ بلند کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اس کے بعد حضرت ابن عمروؓ نے قوم کی طرف توجہ کی اور کہا کیا میں تم سے نہ بتاؤں کہ آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں کون زیادہ محبوب ہے؟ قوم نے کہا ضرور بیان کرو حضرت ابن عمروؓ نے کہا وہ خدا کی قسم! یہی جوان (حسین بن علیؓ) ہے، جنگِ صفین کی راتوں کے بعد نہ میں نے اس جوان سے بات کی ہے اور نہ اس جوان نے مجھ سے، خدا کی قسم! اگر یہ مجھ سے راضی ہو جائے تو یہ بات مجھے اُحد پہاڑ کے برابر (سونے) سے زیادہ محبوب ہے، ان سے حضرت ابو سعیدؓ نے کہا کیا تم علی الصباح ان کے پاس نہ چلو گے؟ حضرت ابن عمروؓ نے کہا ضرور چلوں گا، چنانچہ ایک دوسرے سے صبح چلنے کا وعدہ ہوا، رجارؒ کہتے ہیں کہ میں بھی ان دونوں کے ساتھ چلا حضرت ابو سعیدؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی انھیں اجازت دی تو ہم داخل ہوئے اور انھوں نے حضرت ابن عمروؓ کے لئے داخل ہونے کی اجازت طلب کی، اور برابر کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسینؓ نے انھیں بھی داخلہ کی اجازت دی اور وہ اندر آئے جب حضرت حسینؓ نے انھیں دیکھا تو ان کے لئے جگہ خالی کی یہ حضرت حسینؓ سے ذرا ہٹ کر بیٹھ رہے تھے لیکن انھیں حضرت حسینؓ نے اپنی طرف کھینچا لیکن حضرت ابن عمروؓ کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں، جب حضرت حسینؓ نے یہ بات دیکھی

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۷ رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر ہاشم بن البرید وہو ثقۃ۔ انتہی،

توحضرت ابو سعیدؓ سے تنہائی میں بات کی اور حضرت ابو سعیدؓ کے لئے جگہ دی حضرت ابو سعیدؓ ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور حضرت ابو سعیدؓ نے سرگذشت سنائی تو حضرت حسینؓ نے پوچھا کیا اسی طرح ہے اے ابن عمروؓ! کیا تم جانتے ہو کیا میں تمام زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں؟ حضرت ابن عمروؓ نے کہا ہاں! رب کعبہ کی قسم! بے شک آپ زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں، حضرت حسینؓ نے دریافت کیا تو پھر تمھیں کس چیز نے آمادہ کیا تھا کہ تم نے مجھ سے اور میرے باپ سے یوم صفین میں جنگ وجدال کیا؟ خدا کی قسم! میرا باپ تو مجھ سے بھلا تھا کہا ہاں یہی بات ہے، لیکن (میرے باپ) حضرت عمروؓ نے میری شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور کہا تھا کہ عبداللہؓ دن بھر روزے رکھتا ہے اور راتوں عبادت کرتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا نماز بھی پڑھا کر اور سویا بھی کر، روزے بھی رکھ اور افطار سے بھی رہ، اور (اپنے باپ) عمروؓ کا کہنا مان، پس جب یوم صفین ہوا خدا کی قسم انھوں نے مجھے قسم دے کر شریک کیا نہ تو میں نے ان کی جماعت میں اضافہ کیا اور نہ میں نے ان کے ساتھ رہ کر تلوار سونتی اور نہ میں نے کوئی نیزہ مارا اور نہ کوئی تیر چلایا، یہ سن کر حضرت حسنؓ نے کہا کیا تمھیں اس بات کا علم نہیں کہ جہاں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو مخلوق کی اطاعت نہیں ہے؟ حضرت ابن عمروؓ نے کہا بے شک میں جانتا ہوں، راوی کہتے ہیں گویا کہ انھوں نے حضرت ابن عمروؓ کی بات مان لی، [۱]

مسلم کی حاجت روائی کرنا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کون سی ان دو نعمتوں میں سے میرے لئے زیادہ قابل عظمت ہے یہ کہ ایک آدمی نے اپنے چہرہ کا صحیح رُخ اس لئے میری طرف کیا کہ مجھے اپنی حاجت روائی کے لئے محل خیال کیا اور اللہ پاک نے اس کی حاجت کو پورا کرا دیا یا اس آدمی کے لئے میرے ہاتھوں آسانی ہوگئی،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۸۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ علی بن سعید بن بشیر وفیہ لین وہو حافظ وبقیۃ رجالہ ثقات، انتہی [۲] اخرج الزمنی

اور اگر میں کسی مسلمان کی حاجت روائی کروں یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس زمین بھر کر سونا اور چاندی ہوتی۔[1]

مسلم کی حاجت کیلئے کھڑا رہنا

حضرت[2] ابی یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت سے ملے جس کا نام خولہ ہے، یہ لوگوں کے ساتھ چلی جا رہی تھی اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹھہرایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے لئے ٹھہر گئے اور اس سے قریب ہوئے اور اس کی طرف اپنا سر جھکا دیا، اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے اور اس نے جو حاجت بیان کی اُسے پورا کیا، اور وہ عورت چلی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے عرض کیا اے امیر المومنین! قریش کے پیادہ چلنے والے اس بوڑھی عورت کے لئے رو کے گئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے کیا تو جانتا ہے یہ کون تھی؟ اس آدمی نے کہا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ عورت ہے کہ اللہ پاک نے اس کی شکایت ساتوں آسمانوں کے اُوپر سے سن لی، یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں خدا کی قسم! اگر یہ مجھ سے رات تک نہ واپس ہوتی تو میں انہیں چھوڑ کر نہ جاتا، جب تک کہ ان کی حاجت روائی نہ کر دیتا،

حضرت[3] ثمامہ بن حزن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار چلے جا رہے تھے ان سے ایک عورت ملی اور اس نے کہا اے عمر! ٹھہر! حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اس عورت نے ان سے بہت سخت بات کہی تو ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! میں نے تو آج جیسا دن نہیں دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس کی بات سننے سے کیا چیز مانع تھی؟ جب کہ یہ وہ عورت ہے کہ اللہ نے اس کی بات سن لی اور ان کے بارے میں اُتارا جو کہ اُتارا۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا۔
ترجمہ: "بیشک اللہ پاک نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں شکایت اور جھگڑا لائی تھی۔"

---

[1] کذا فی الکنز: ج ۳ صفحہ ۳۱۷ [2] اخرج ابن ابی حاتم والدارمی والبیہقی [3] وعند البخاری فی تاریخہ وابن مردویہ کذا فی الکنز: ج ۱ صفحہ ۲۶۸

مُسلم کی حاجت روائی میں چلنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدِ نبوی میں معتکف تھے ان کے پاس ایک آدمی نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گیا اس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے فلاں! تم مجھے رنجیدہ اور غمگین معلوم ہوتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچیرے بھائی! فلاں کا میرے اُوپر حق ہے اور قسم ہے اس صاحبِ قبر کی عزّت کی! میں اس کی ادائگی پر قادر نہیں ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا میں تیرے بارے میں اس سے گفتگو نہ کروں؟ اُس آدمی نے کہا کہ اگر آپ کو پسند ہو تو ایسا کرلیں راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جُوتے پہنے اور اس کے بعد مسجد سے نکلے اسی آدمی نے آپ سے عرض کیا کیا آپ اس چیز کو بھول گئے جس میں تھے؟ (یعنی اعتکاف کو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے اس صاحبِ قبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور ابھی آپ کا زمانہ قریب ہی ہے اور یہ کہتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ حضور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کے لئے چلا اور اس میں کوشش کی اس کے لئے یہ بات دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے اور جس آدمی نے ایک روز کا اعتکاف اللہ کی رضامندی کے لئے کیا اللہ تعالیٰ اس شخص کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کردے گا جن میں سے ہر خندق کی وسعت اتنی ہوگی جتنا فاصلہ کہ مغرب و مشرق میں ہے یا آسمان و زمین میں، ؎۲

زیارتِ مُسلم

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اور

؎۱ اخرج الطبرانی والبیھقی واللفظ لہ والحاکم مختصرا وقال صحیح الاسناد ؎۲ کذا فی الترغیب ج۲ ص۲۷۲ ؎۳ اخرج احمد

عام سبھی انصار کی زیارت بکثرت کرتے تھے جب کسی خاص کی آپؐ زیارت کرتے تو اس کے مکان تشریف لے جاتے اور جب زیارتِ عامہ کرتے تو مسجد میں تشریف لاتے،[1] حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھرانوں میں سے ایک گھرانہ کی زیارت کی اور آپؐ نے ان کے پاس کھانا کھایا، جب کھانے سے آپؐ فارغ ہوئے آپؐ نے مکان کی ایک جانب میں حکم دیا وہاں چٹائی ڈال کر اس کو نرم کرنے کے لئے پانی چھڑکا گیا، آپؐ نے اس پر نماز پڑھی اور ان لوگوں کو دعائیں دیں،

حضرت[3] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ میں سے ہر دو کے درمیان بھائی بندی کرا دیتے تھے ان میں سے کسی ایک پر اگر آپس کی ملاقات میں دیر ہو جاتی تو اس کا بھائی اس سے ملنے آتا اور بڑی محبت اور لطف کا اظہار کرتا اور دریافت کرتا کہ تمہارا میرے بعد کیا حال رہا؟ لیکن عام صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ کسی ایک پر تین دن نہیں گذرتے تھے کہ اسے اپنے بھائی کا حال معلوم نہ ہو،[4]

حضرت[5] عونؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے اصحابؓ سے جب وہ ان کے پاس آئے فرمایا کیا تم لوگ ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا ہاں! اس کو تو ہم کبھی نہیں چھوڑتے، حضرت عبداللہؓ نے پوچھا کیا تم ایک دوسرے کی زیارت کرنے جاتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں اے ابو عبدالرحمٰن! اگر ہم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو نہیں پاتا تو پیدل چل کر کوفہ کے آخر تک پہونچتا ہے یہاں تک کہ اس سے ملاقات کر کے آتا ہے حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا جب تک تم اس طرح کرتے رہو گے ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے،[6] حضرت[7] امّ الدرداءؓ سے روایت ہے کہ ہماری زیارت کے لئے حضرت سلمانؓ مدائن سے پیدل چل کر ملک شام آئے اور وہ ایک بہت اونچا پاجامہ پہنے ہوئے تھے، جو صرف گھٹنے تک تھا،

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۷۳ رواہ احمد وفیہ راولم یسم وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح انتہی [2] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۵۲ [3] واخرج ابو یعلی [4] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۷۴ وفیہ عمران بن خالد الخزاعی وہو ضعیف [5] واخرج الطبرانی [6] وہذا منقطع کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۱۴۶ [7] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۵۲

زائرین کا اکرام کرنا

حضرت[1] ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان کے لئے ایسا تکیہ ڈال دیا جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا میں اس پر بیٹھا نہیں وہ میرے اور آپؐ کے درمیان پڑا رہا،[2]

حضرت[3] امّ سعد بنت سعد بن ربیعؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضرت ابوبکرؓ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھایا یہ اُسی پر بیٹھ گئیں اتنے میں حضرت عمرؓ تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ سے اس کپڑا بچھانے کو دریافت کیا، آپؓ نے فرمایا کہ یہ اُس شخص کی بیٹی ہیں جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر تھے حضرت عمرؓ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ وہ ایسا آدمی ہے جو حضورؐ کے زمانہ میں وفات دیا گیا اور اس نے اپنا ٹھکانا جنت میں بنا لیا، اور میں اور تم باقی رہ گئے،[4]

حضرت[5] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے حضرت عمرؓ اپنے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر وہ تکیہ ان کے آگے ڈال دیا، حضرت سلمانؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا، حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوعبدالرحمن! وہ ہمیں سنائیے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپؐ نے وہ تکیہ میرے آگے ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا اے سلمان! کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے پاس اس کا بھائی مسلمان آئے اور یہ میزبان اُس کے اکرام کے لئے تکیہ ڈال دے مگر اللہ پاک اس کی مغفرت کر دیتا ہے،

---

[1] اخرج احمد [2] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۷۲ رجالہ رجال الصحیح. اھ [3] واخرج الطبرانی
[4] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۷ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۱۰ رواہ الطبرانی وفیہ اسمٰعیل بن قیس بن سعد بن زید وہو ضعیف واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۶۰۲ وصححہ وقال الذہبی بل اسمٰعیل ضعفوہ
[5] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۹۹

حضرت[۱] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے، یہ تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ اس تکیہ کو آپ نے میری طرف ڈال دیا اور اس کے بعد کہا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کے پاس اس کا مسلمان بھائی آئے اور یہ اس کی تعظیم کے لئے تکیہ پیش کرے مگر اللہ پاک اس کی مغفرت کر دیتا ہے، [۲]

حضرت[۳] انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس گئے حضرت سلمانؓ نے ان کے لئے تکیہ پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ اے ابو عبداللہ! یہ کیا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب کبھی کوئی مُسلمان اپنے مُسلمان بھائی کے پاس آئے اور یہ اس کے اکرام و تعظیم کے لئے تکیہ پیش کرے تو اللہ پاک اسکی مغفرت کر دیتا ہے[۴] — ابراہیم[۵] بن نشیطؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزر زبیدیؓ کے پاس آئے انھوں نے اُن کی طرف تکیہ پیش کیا جو ان کے نیچے تھا اور فرمایا کہ جس نے اپنے پاس بیٹھنے والے کا اکرام نہ کیا نہ وہ (گروہِ) احمدؐ سے ہے اور نہ (گروہِ) ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام سے،[۶]

اکرامِ مہمان

حضرت[۷] سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو اُسید ساعدیؓ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بُلایا اور ان کی بیوی ہی اس دن لوگوں کی خدمت کر رہی تھیں حالانکہ وہ نئی نویلی تھیں ان کی دُلہن کہتی ہے کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے حضورؐ کے لئے کیا چیز بھگوئی تھی؟ میں نے آپؐ کے لئے چند کھجوریں رات کو پتھر کے برتن میں بھگو دی تھیں،

---

[۱] واخرجہ الطبرانی ایضا [۲] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۷۲ وفیہ عمران بن خالد و ہو ضعیف۔ اھ وفی اسناد الحاکم ایضا عمران ہذا [۳] واخرج الطبرانی فی الصغیر [۴] وفیہ عمران بن خالد الخزاعی وہو ضعیف [۵] واخرج الطبرانی [۶] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۱۴۶ وقال رواہ الطبرانی موقوفا ورجالہ ثقات [۷] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۱۰

ایک[1] راوی بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہ تکیہ جس پر ٹیک لگائے ہوئے تھے نکالا اور اسے ان دونوں کے لئے ڈال دیا ان دونوں نے عرض کیا ہم اس ارادہ سے نہیں آئے، ہم تو اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ کچھ ایسی چیز سنیں جس سے ہم نفع اٹھائیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس آدمی نے اپنے مہمان کا اکرام نہیں کیا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام (کی جماعت) سے نہیں ہے، اس بندہ کے لئے بڑی خوشی کا مقام ہے جو اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے کی لگام سے چمٹا ہوا ہو، روٹی کے ایک ٹکڑے اور ٹھنڈے پانی پر افطار کیا ہو، اور رنگ برنگ کے کھانا کھانے والوں کے لئے خرابی ہے، جو بیل کی طرح منہ چلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس (رکابی) کو اٹھا، اور اس (پیالہ) کو اے غلام رکھ! اور اس درمیان میں اللہ عز و جل کا تذکرہ بالکل نہیں کرتے،[2]

قوم کے بڑے کا اکرام کرنا

حضرت[3] جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ مکان میں تھے اور مجمع کثیر تھا، یہ دروازہ پر کھڑے ہو گئے، آپ نے دائیں بائیں نظر ڈالی کہیں گنجائش نہ دیکھی تو آپ نے اپنی چادر لپیٹی اور اسے ان کی طرف پھینکا، اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ، حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اسے لیا اور اپنی چھاتی سے لگایا اور بوسہ دیا پھر آپ کی خدمت میں واپس کر دیا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ آپ کا اکرام فرمائے، جیسا کہ آپ نے میرا اکرام کیا، حضور نے فرمایا جب تمہارے پاس قوم کا بڑا آدمی آئے اس کی تعظیم کرو،[4] حضرت[5] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور کے گھر آئے اور یہ مجمع سے بھرا ہوا تھا بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ دیکھی تو حضور نے ان کی طرف اپنا تہبند یا چادر پھینکی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ، انھوں نے اسے اٹھایا

---

[1] واخرج ابن جریر عن ابراہیم بن شیبان عن رجل [2] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶ [3] اخرج الطبرانی فی الصغیر والاوسط [4] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵ وفیہ عون بن عمرو القیسی وہو ضعیف۔ اھ [5] وعند الطبرانی فی الاوسط

بوسہ دیا اور چھاتی سے لگایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک آپ کا اکرام فرمائے، جس طرح کہ آپؐ نے میرا اکرام فرمایا، آپؐ نے فرمایا جب تمہارے پاس قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کی تعظیم کرو۔[۱]

حضرت[۲] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصنؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے آپؐ کے پاس حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور یہ سب زمین پر بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے حضرت عیینہؓ کے لئے ایک تکیہ چادر منگائی اور انھیں اس پر بٹھایا اور فرمایا جب تمہارے پاس قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔[۳]

حضرت[۴] عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپؐ نے ان کے لئے تکیہ پیش کیا لیکن یہ زمین پر بیٹھ گئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ زمین میں نہ تو بلندی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور اسلام لے آئے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہم نے آپ سے ایسی بات دیکھی جو آپ سے کسی کے لئے نہ دیکھی آپؐ نے فرمایا ہاں! یہ قوم میں سے شریف ہیں اور جب تمہارے پاس قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔[۵]

حضرت[۶] ابو راشد بن عبد الرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنی قوم کے سو[۱۰۰] آدمیوں کے ہمراہ حاضر ہوا، جب ہم آپؐ کے قریب آئے، ہم ٹھہر گئے قوم نے مجھ سے کہا کہ اے ابو معاویہ! تم آگے بڑھو، پس اگر تم وہ بات دیکھو جو تمھیں پسند ہو تو تم ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم بھی ان کے پاس جائیں، اور اگر تم ایسی بات نہ دیکھو جو تمھیں پسند ہے تو تم ہمارے پاس واپس آنا تاکہ ہم سب لوٹ جائیں، چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں آیا اور میں اپنی قوم میں سے سب میں چھوٹا تھا، میں نے آتے ہی کہا اَنْعِمْ صَبَاحًا یَا مُحَمَّدُ! صبح بخیر باد، آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا بعض، بعض کو اس طرح سلام نہیں کرتا ہے اور یہ ان کا سلام نہیں، میں نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ! اور سلام کس طرح ہے؟ آپؐ نے فرمایا

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار باختصار کثیر وفیہ من لم اعرفہم. انتہی [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶ رواہ الطبرانی وفیہ من لم اعرفہم [۴] واخرج العسکری وابن عساکر [۵] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۵ [۶] واخرج المرزبانی فی الکنی ج ۶ صفحہ ۳۱

جب تم کسی مسلمان قوم کے پاس آؤ تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپؐ نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس کے بعد حضورؐ نے مجھ سے دریافت کیا تیرا کیا نام ہے اور تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ابو معاویہ بن عبد اللات والعزیٰ ہوں آپؐ نے مجھ سے فرمایا بلکہ تیرا نام ابو راشد عبد الرحمٰن ہے اور آپؐ نے میرا اکرام کیا اور آپؐ نے مجھے اپنے برابر بٹھایا اور اپنی چادر اُڑھائی، اور آپؐ نے مجھے اپنے جوتے دیئے اور اپنا عصا دیا اور میں اسلام لے آیا تو حضورؐ سے آپؐ کے پاس بیٹھنے والوں نے عرض کیا ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپؐ نے اس شخص کا بڑا اکرام فرمایا؟ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ یہ اپنی قوم کا شریف آدمی ہے اور جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔[1]

سردارِ قوم کی تالیف

حضرت[2] ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم جعیلؓ کو کیسا دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ لوگوں میں سے وہ اپنی شکل کی طرح مسکین ہیں آپؐ نے فرمایا کہ فلاں کو تم کیسا دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ وہ سرداروں میں سے ایک سردار ہیں، حضورؐ نے فرمایا اس جیسے زمین بھر لوگوں سے جعیلؓ بہتر ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو وہ فلاں بھی اسی طرح ہے حالانکہ آپ اس کے ساتھ کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ وہ قوم کا سردار ہے میں اس کی تالیفِ قلب کے لئے وہ باتیں کرتا ہوں[3]۔ حضرت[4] محمد بن ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپؐ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابسؓ کو تو

---

[1] فذکر الحدیث واخرجہ ابن مندہ من ہذا الوجہ مختصرا و ابن السکن کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۴۰۹ واخرجہ ایضا العقیلی کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲۱۶ [2] اخرج ابو نعیم ج ۱ صفحہ ۳۵۳ [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۲۰ واخرجہ الرویانی فی مسندہ و ابن عبد الحکم فی فتوح مصر واسنادہ صحیح واخرجہ ابن حبان من وجہ آخر عن ابی ذر لکن لم یسم جعیلا واخرجہ البخاری من حدیث سہل بن سعد فابہم جعیلا و ابا ذر [4] ورویٰ ابن اسحاق فی المغازی

سوسو دیئے ہیں اور جعیلؓ کو آپؐ نے کچھ نہیں دیا ہے، حضورؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے البتہ عیینہ اور اقرع جیسوں سے زمین بھر جائے ان سے جعیلؓ بن سراقہ بہتر ہے لیکن میں نے تو ان دونوں کو اسلام کے ساتھ مانوس کرنا چاہا ہے یعنی ان کی تالیفِ قلب کی ہے اور میں نے جعیلؓ کو ان کے ایمان کی سپردگی میں دیا، [۱]

اہلبیت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام

حضرت[۲] یزید بن حیانؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہؒ اور عمرو بن مسلمؒ، حضرت زید بن ارقمؓ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصینؒ نے ان سے کہا کہ اے زید! آپ نے بہت کچھ بھلائیاں دیکھی ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے، حضورؐ کی حدیثیں آپ نے سنیں، اور آپؐ کے ساتھ غزوہ کیا اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی بے شک اے زید! خیر کثیر جمع کرلئے، اے زید! ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے حضورؐ سے سنی ہے حضرت زیدؓ نے فرمایا اے میرے برادرزادہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، اور عرصہ دراز گذر گیا اور میں بعض وہ باتیں بھول گیا جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی تھیں، پس جو کچھ میں تم سے بیان کردوں اسے مان لو اور جو کچھ نہ بیان کروں اس کی تکلیف مجھے نہ دینا اس کے بعد فرمایا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے اس پانی کے کنارے کھڑے ہوئے جس کو خُم کہا جاتا ہے اور جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر آپؐ نے فرمایا:۔

"اما بعد! اے لوگو! میں بشر ہوں اور قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد بلانے کے لئے آئے اور میں اس کا کہا مان لوں، اور میں تم لوگوں میں دو بھاری بھرکم چیز چھوڑے جاتا ہوں ان میں

---

[۱] وہذا مرسل حسن کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲۳۹ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۵۳ عن محمد بن ابراہیم نحوہ [۲] اخرج مسلم

سے پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت ہے، نور ہے، تم اللہ کی کتاب لو اور اُسے مضبوطی سے پکڑو، چنانچہ آپؐ نے کتاب اللہ (کے عمل) پر آمادہ کیا اور اس کے بارے میں رغبت دِلائی، اس کے بعد فرمایا (دُوسری چیز) میرا گھرانہ ہے میں تمھیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں خدا یاد دِلاتا ہُوں، میں تمھیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں خُدا یاد دِلاتا ہُوں۔"

یہ سُن کر حصین رضؓ نے پوچھا اے زید! آپؐ کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا آپؐ کی ازواجِ مطہرات آپؐ کے اہلبیت نہیں ہیں؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا آپؐ کی ازواج بھی آپؐ کی اہلبیت میں سے ہیں لیکن آپؐ کے اہلبیت وہ لوگ ہیں کہ آپؐ کے بعد جن پر صدقہ کا مال حرام کردیا گیا حصینؓ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا وہ حضرت علیؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عباسؓ اور ان کی اولادیں ہیں حصینؓ نے پوچھا ان سب پر صدقہ کا مال لینا حرام کردیا گیا؟ حضرت زیدؓ نے کہا ہاں [1] ___ بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے اہلبیت میں خیال کرو۔ [2]

حضرت اُمّ المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پہلو میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے سامنے سے حضرت عباسؓ آتے ہوئے دکھائی دیئے، ان کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے جگہ دی وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضورؐ کے درمیان آپ کے سامنے ہی بیٹھ گئے، اس پر حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اہلِ فضل کی فضیلت اہلِ فضل ہی جانتا ہے پھر آپؐ حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے باتیں کرنے لگے، اور اس دوران میں حضورؐ نے اپنی آواز انتہائی پست کی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف ہوگئی ہے جس کی میرے دِل میں بڑی کھٹک ہے حضرت عباسؓ آپ کے پاس برابر بیٹھے رہے جب آپؐ نے ان کی ضرورت رفع کردی وہ چلے گئے تب حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ابھی آپ کو کوئی تکلیف ہوگئی تھی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں

---

[1] کذا فی ریاض الصالحین واخرجہ ایضا ابن جریر کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۹۵ [2] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۹۴ [3] واخرج ابن عساکر

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی آواز انتہائی پست ہو گئی تھی، آپؐ نے فرمایا کہ حضرت جبریلؑ نے مجھے حکم دیا کہ جب حضرت عباسؓ آئیں تو میں اپنی آواز کو انتہائی پست کروں جیسا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اپنی آوازوں کو میرے پاس پست کر لو۔[۱]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسی مجلس تھی کہ حضرت ابو بکرؓ وہاں سے نہیں اٹھتے تھے مگر حضرت عباسؓ کے لئے، یہ بات حضورؐ کو بہت خوش کرتی تھی، ایک روز حضرت عباسؓ سامنے سے تشریف لائے حضرت ابو بکرؓ ان کے لئے اپنے بیٹھنے کی جگہ سے سرکے، آپؐ نے پوچھا کیوں ہٹے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے چچا وہ آگئے، آپؐ نے انکی طرف دیکھا، پھر حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا یہ عباسؓ ہیں یہ اس طرح پر سامنے آئے ہیں کہ سفید کپڑا پہنے ہوئے ہیں اور ان کے بعد ان کا لڑکا کالا کپڑا پہنے گا، اور بارہ حبشی غلاموں کا مالک ہوگا جب حضرت عباسؓ آئے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ابو بکرؓ سے کچھ کہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے بھلی بات کہی ہے، حضرت عباسؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ نے سچ فرمایا اور آپ بھلی ہی بات کہتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ میرے چچا عباسؓ سفید کپڑے پہنے ہوئے آرہے ہیں اور عنقریب ان کا لڑکا ان کے بعد کالے کپڑے پہنے گا اور بارہ کالے غلاموں کا مالک ہوگا۔[۲]

حضرت جعفرؒ اپنے دادا کی سند کیساتھ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابو بکرؓ آپکے دائیں جانب اور حضرت عمرؓ آپؐ کی بائیں جانب اور حضرت عثمانؓ آپکے سامنے تشریف فرما ہوتے اور حضرت عثمانؓ حضورؐ کے راز کے کاتب تھے، جب حضرت عباس بن عبد المطلبؓ تشریف لاتے، حضرت ابو بکرؓ ہٹ جاتے اور ان کی جگہ حضرت عباسؓ بیٹھتے۔[۵]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۷، صفحہ ۶۸ [۲] و عند الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۹، صفحہ ۲۷۰ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار وفیہ جماعۃ لم اعرفہم۔ انتہی واخرجہ ابن عساکر عن ابن عباس مختصرا کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲۱۱ وقال لم ار فی سندہ من تکلم فیہ [۴] و عند ابن عساکر ایضا [۵] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲۱۴

مُطلبؓ بن ربیعہؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عباسؓ حضورؐ کے پاس آئے اور ان پر غصہ کے آثار نمایاں تھے آپؐ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ فرمایا یا رسول اللہ! مجھ میں اور قریش میں کیا ہو گیا؟ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری ان سے کیا بات ہوئی؟ حضرت عباسؓ نے کہا کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بہت بشاشت سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا یہاں تک کہ آپؐ کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان کی رگ اُبھر آئی راوی کہتے ہیں کہ جب آپؐ سے یہ کیفیت دُور ہوئی تو آپؐ نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ محمدؐ کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کسی آدمی کے دل میں ایمان نہیں داخل ہو گا جب تک کہ وہ تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے دوست نہ رکھے[1] راوی کہتے ہیں اس کے بعد آپؐ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا کہ مجھے عباسؓ کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں؟ آدمی کا چچا اس کے باپ جیسا ہے یعنی ایک درخت کی دو شاخیں ہیں۔ حضرت[2] عباس بن عبد المطلبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب بعض قریش بعض سے ملتا ہے تو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اور جب ہم سے ملتا ہے تو ایسا چہرہ بدل کر کہ جس میں شناسائی کی بُو نہ ہو حضرت عباسؓ فرماتے ہیں یہ سن کر حضورؐ بہت سخت ناراض ہوئے اور آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کسی آدمی کے دل میں ایمان نہیں سما سکتا جب تک کہ وہ تم کو اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے دوست نہ رکھے[3] ــــ عشمہؓ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو قریش کے چہرے بدلے ہوئے دیکھے حضرت عباسؓ حضورؐ کے پاس آپؐ کے گھر میں آئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے کیا کیا ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو میں لوگوں کے چہروں پر کراہیت کے آثار پاتا ہوں؟ حضورؐ یہ سن کر مسجد میں تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا اے لوگو! تم ایمان نہیں لائے اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک کہ تم عباسؓ کو محبوب نہ سمجھو گے۔[4]

---

[1] واخرج الحاکم [2] وعند الحاکم ج ۳ ص ۳۳۳ [3] ایضا [4] وعند الطبرانی قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۶۹ وفیہ الفضل بن المختار وھو ضعیف

حضرت[1] ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کو صدقات کی وصولیابی کے لئے بھیجا سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے جو ملے وہ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ تھے حضرت عمرؓ نے ان سے کہا اے ابو الفضل! اپنے مال کی زکوٰۃ لاؤ حضرت عباسؓ نے ان سے کہا اگر میرا اور تمہارا معاملہ ہوتا (تو بتا دیتا) اور ان سے سخت بات کہی، حضرت عمرؓ نے جواب دیا خدا کی قسم! اگر اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جو تمہارا مرتبہ ہے اس کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرے لئے اس بعض چیز میں کافی تھا جو تجھ سے اس وقت صادر ہوئی، اس کے بعد ان دونوں نے اپنا اپنا راستہ پکڑا حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے صدقہ کے کام پر مقرر کر کے بھیجا تھا پس وہ پہلا آدمی جس سے میں ملا آپ کے چچا عباسؓ تھے میں نے کہا اے ابو الفضل! اپنے مال کی زکوٰۃ لاؤ، انھوں نے مجھے ایسا اور ویسا کہا، اور مجھے ڈانٹ بتائی، اور مجھے بہت سخت سُست کہا میں نے کہا سُن لو خدا کی قسم! اگر اللہ کا اور تیرے اس مرتبہ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہے لحاظ نہ ہوتا تو میں تیری ان بعض باتوں کا بدلہ لے لیتا، آپؐ نے فرمایا تم نے ان کی تعظیم بجا رکھی، اللہ تمہارا اکرام کرے، کیا تمھیں علم نہیں کہ آدمی کا چچا اور اس کا والد ایک ہی درخت کی دو شاخیں جیسے ہیں؟ اب تم عباسؓ سے کچھ نہ کہنا میں نے ان سے دو سال تک کی زکوٰۃ وصول کر رکھی ہے۔[1]

حضرت[2] ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عباسؓ کے والد کا تذکرہ کیا اور ادھر انھیں کچھ بُرا بھلا کہا حضرت عباسؓ نے اس کے ایک طمانچہ مارا، اس پر لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا خدا کی قسم! ہم بھی عباسؓ کو طمانچہ ماریں گے جس طرح پر کہ انھوں نے اس کو طمانچہ مارا جب اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو ہوئی آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا، اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں عباسؓ سے ہوں اور تم ہمارے مردوں کو بُرا نہ کہو جس کی وجہ سے تم ہمارے زندوں کو تکلیف پہونچاؤ گے۔[2]

---

[1] واخرجہ ابن عساکر کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۱۳۲ واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۶ عن قتادہ مختصرا
[2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۲۹ قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح

ایک[1] روایت میں اتنا اضافہ ہے یہ سن کر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، آپ ہم لوگوں کے لئے مغفرت طلب فرمایئے، سو آپ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔[2]

ابن[3] شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنے اپنے دورِ خلافت میں جب کبھی حضرت عباسؓ سے ملتے اور یہ سوار ہوتے تو اپنی سواری سے حضرت عباسؓ کے لئے اتر جاتے، اور اس سواری کی لگام پکڑ کر حضرت عباسؓ کے ساتھ پیدل چلتے یہاں تک کہ حضرت عباسؓ اپنے مکان یا اپنی مجلس پر جب پہونچ جاتے تو یہ جدا ہوتے تھے۔[4]

قاسم[5] بن محمدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے ان واقعات میں سے جو انہوں نے ایجاد کی اور لوگ اس پر راضی ہو گئے ایک یہ ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو کسی جھگڑے میں مارا جس نے کہ اس قضیہ میں حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی توہین کی تھی، جب حضرت عثمانؓ پر اس سزا دینے کے بارے میں اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم کریں اور میں ان کے چچا کی توہین کئے جانے پر رخصت دے دوں؟ جو آدمی ایسے کام پر راضی ہو بے شک اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، چنانچہ لوگ حضرت عثمانؓ کی اس بات سے راضی ہو گئے۔[6]

حضرت[7] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور اور آپ کے اصحابؓ چاروں طرف سے آپ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے میں سامنے سے حضرت علیؓ آئے اور کھڑے ہو کر مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگے حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کی طرف دیکھا کہ ان میں سے کون ان کے لئے جگہ میں گنجائش دیتا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، اپنے بیٹھنے کی جگہ سے حضرت ابوبکرؓ کھسکے اور فرمایا اے ابوالحسن! یہاں آجائیں، چنانچہ حضرت علیؓ، حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے تو ہم نے دیکھا کہ حضورؐ کا چہرۂ مبارک انتہائی خوش ہوا، اس کے بعد آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ

---

[1] واخرجہ ابن عساکر عن ابن عباس. بنحوہ [2] واخرجہ ابن سعد ج۴ صفحہ ۲۸ عن ابن عباس نحوہ ورواہ ابن عساکر [3] واخرج ابن عساکر [4] کذا فی الکنز ج۷ صفحہ ۶۹ [5] واخرج سیف وابن عساکر [6] کذا فی منتخب الکنز ج۵ صفحہ ۲۱۳ [7] واخرج ابن الاعرابی

لے ابوبکر! اہلِ فضل ہی سے فضیلت ظاہر ہوتی ہے، لہ

حضرت رباح بن حارث رضؓ کہتے ہیں کہ مقام رحبہ میں ایک جماعت حضرت علی رضؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا السلام علیکم یا مولانا! حضرت علی رضؓ نے فرمایا میں تمہارا مولا کیسے ہو گیا؟ تم تو قوم عرب ہو، (اور عرب غلام نہیں بنائے جاتے) اس جماعت نے کہا ہم نے حضورؐ سے غدیر خم کے دن سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں حضرت رباحؓ کہتے ہیں جب یہ لوگ چلے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم انصار ہیں اور ان میں حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ بھی تھے، سے

حضرت بریدہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ فرمایا اور ہم پر امیر حضرت علی رضؓ کو مقرر کیا جب ہم واپس آئے حضورؐ نے دریافت کیا کہ تم نے اپنے امیر کو کیسا پایا؟ تو میں نے یا میرے علاوہ کسی دوسرے نے آپؐ سے حضرت علی رضؓ کی شکایت کی حضرت بریدہ رضؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا سرِ مبارک بلند کیا اور میں سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا ہے اور آپؐ فرما رہے تھے کہ جس کا میں ولی ہوں علی رضؓ اس کے ولی ہیں تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو حضرت علی رضؓ کے بارے میں کبھی تکلیف نہ دوں گا، سے

حضرت عمرو بن شاس اسلمی رضؓ جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضؓ کے ساتھ اس سریہ میں تھا جس کو آنحضرتؐ نے یمن کی طرف روانہ کیا حضرت علی رضؓ نے مجھ پر بعض سختیاں کیں جس کی وجہ سے میں ان پر اپنے جی میں خفا تھا، جب میں مدینہ پہونچا تو میں نے ان کی ہر مجلس میں اور جس کسی سے ملا شکایت کی، میں ایک روز سامنے سے آیا اور حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے جب آپؐ نے مجھے دیکھا کہ میں آپؐ کی دونوں آنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہوں آپؐ نے میری طرف نظریں جمائیں یہاں تک کہ میں آپؐ کے پاس بیٹھ گیا او

لہ کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۳۵۹ ۲ہ واخرج احمد والطبرانی سے قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۰۴ رجال احمد ثقات ۳ہ واخرج البزار ۵ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۰۸ رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح۔ اھ ۴ہ واخرج ابن اسحاق

جب میں بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اے عمرو! خدا کی قسم! سُن لے تو نے مجھے تکلیف دی ہے میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ کی اور اسلام کی اس بات سے پناہ چاہتا ہُوں کہ حضورؐ کو تکلیف پہونچاؤں تب آپؐ نے فرمایا جس نے علیؓ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، [1]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ دو آدمی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے حضرت علیؓ کے بارے میں کچھ کہنا شروع کیا، سامنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ کے چہرۂ مبارک پر غضب کے آثار نمودار تھے میں نے آپؐ کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہی، حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا کہوں اور مجھے کیا ہو گیا؟ جس نے علیؓ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، [3]

حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت علیؓ کے بارے میں کچھ کہنے لگا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہے؟ یہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور علیؓ، ابی طالب کے بیٹے اور یہ بھی عبدالمطلب کے پوتے ہیں، تو حضرت علیؓ کا تذکرہ بجز بھلائی کے مت کر اگر تو نے حضرت علیؓ کو تکلیف پہونچائی تو ان صاحب قبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچائی، [5]

حضرت ابوبکر بن خالد بن عرفطہ، حضرت سعد بن مالکؓ کے پاس آئے اور کہا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ کوفہ میں حضرت علیؓ کو برا بھلا کہتے ہو، تو کیا تو نے بھی ان کو بُرا بھلا کہا ہے؟ حضرت سعد بن مالکؓ نے کہا اللہ کی پناہ! اس ذات کی قسم کہ سعد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کے لئے کچھ فرماتے تھے تو اگر میرے سَر کے بیچ پر آرا چلایا جائے تو میں (اس قول کے سُننے کے بعد) حضرت علیؓ کو جب بھی بُرا نہ کہوں گا، [7]

---

[1] وقد رواہ الامام احمد عن عمرو بن شاس فذکرہ، کذا فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۳۴۶ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۲۹ رواہ احمد والطبرانی باختصار والبزار اخصر منہ ورجال احمد ثقات ۔ انتہی، [2] واخرج ابو یعلی [3] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۳۴۶ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۲۹ رواہ ابو یعلی والبزار باختصار ورجال ابی یعلی رجال الصحیح غیر محمود بن خداش وقنان وہما ثقتان۔ انتہی [4] واخرج ابن عساکر [5] کذا فی المنتخب ج ۵ صفہ ۴۶ [6] واخرج ابو یعلی [7] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۳۰ اسنادہ حسن

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے اپنے بیٹے عامر رضؓ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضؓ نے سعدؓ کو حکم دیا اور کہا کہ تمھیں ابوتراب کے برا کہنے سے کس چیز نے منع کیا؟ حضرت سعدؓ نے فرمایا جب تم نے یہ ذکر کیا تو سنئے وہ تین باتیں ہیں کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی، (۱) میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بعض غزوہ میں گھر ہی رکھ چھوڑا تھا، حضرت علیؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ تم میرے لئے اسی طرح پر ہو جاؤ جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، (۲) اور میں نے حضورؐ کو یوم خیبر میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں، حضرت سعدؓ کہتے ہیں میں نے اس جھنڈے کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہا آپؐ نے فرمایا میرے پاس علیؓ کو بلالاؤ چنانچہ آپؐ کے پاس حضرت علیؓ کو لایا گیا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آپؐ نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں لگایا اور وہ جھنڈا ان کے حوالہ کیا، اللہ نے ان کے ہاتھوں خیبر فتح کیا (۳) اور جب یہ آیۃ اتری۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○ (سورۃ آل عمران ع ۶)

ترجمہ:۔ "پس آپ فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم (اور تم) بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب مل کر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں" تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل ہیں"

حضرت ابو نجیح فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضؓ نے حج کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کا ہاتھ انھوں نے پکڑا اور کہا اے ابو اسحٰق! ہم وہ لوگ ہیں کہ

لہ واخرجہ احمد ومسلم والترمذی کذا عند ابی زرعۃ الدمشقی،

ان غزوات نے ہم کو حج سے دُور کر دیا، اور قریب ہے کہ ہم حج کی بعض سنتیں بھول جائیں لہٰذا تم طواف کرو، ہم بھی تمہارے طواف جیسا طواف کریں، ابو نجیح رحؒ کہتے ہیں جب طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت سعدؓ کو دار الندوہ میں لے گئے اور انھیں اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھایا اور اس کے بعد حضرت علیؓ کا تذکرہ کیا، اور ان کے بارے میں کچھ کچھ کہنے لگے، تو حضرت سعدؓ نے فرمایا تم نے مجھ کو اپنے گھر میں داخل کیا اور تم نے مجھے اپنے تخت پر بٹھایا اس کے بعد تم حضرت علیؓ کے بارے میں بُرائی کے ساتھ لب کشائی کرتے ہو؟ خدا کی قسم! اگر مجھ میں ان کی تین باتوں میں سے ایک بات ہوتی تو یہ مجھے زیادہ پسند تھا اس چیز سے کہ میرے لئے وہ تمام رُوئے زمین ہوتی جس پر سُورج نکلتا ہے، اور کاش! کہ اگر میرے لئے وہ ہوتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے غزوۂ تبوک کے موقع پر کہا تھا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے اسی طرح پر ہو جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے؟ مگر صرف بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی نہیں، تو یہ بات مجھے زیادہ پسند تھی اس سے کہ میرے لئے وہ دُنیا ہوتی جس کے اُوپر سورج نکلتا ہے، اور اگر میرے لئے وہ چیز ہوتی جو حضورؐ نے یومِ خیبر میں حضرت علیؓ کے بارے میں کہا تھا کہ میں ایسے آدمی کو جھنڈا دُوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھوں فتح نصیب کرے گا وہ بھاگنے والا نہیں، تو یہ چیز مجھے اس دُنیا سے زیادہ محبوب ہے جس پر سُورج طلوع ہوتا ہے، اور اگر میں آپؐ کی بیٹی پر حضورؐ کا داماد ہوتا اور میرے اس سے ایک لڑکا ہوتا جس طرح کہ حضرت علیؓ کے لئے ہے تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب تھی کہ میرے لئے وہ دُنیا ہوتی جس پہ سُورج نکلتا ہے، آج کے دن کے بعد میں تمہارے پاس تمہارے گھو میں نہیں داخل ہوں گا، اس کے بعد حضرت سعدؓ نے اپنی چادر جھاڑی اور باہر نکل گئے۔[1]

حضرت[2] ابو عبد اللہ خدلیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت اُمِ سلمہؓ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں میں بُرا بھلا کہا جاتا ہے؟ میں نے کہا سُبحان اللہ اللہ کی پناہ! یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ میں نے کہا، انھوں نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے حضرت علیؓ کو بُرا کہا اُس نے مجھے بُرا کہا۔[3]

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۳۴۰-۳۳۹ [2] واخرج احمد [3] قال الہیثمی ج ۹ ص ۱۳۰ رجالہ رجال الصحیح غیر ابی عبد اللہ الخدلی و ہو ثقۃ

حضرت ابو عبد اللہ جدلیؒ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا تم لوگوں میں حضورؐ کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے؟ میں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے بُرا کہا جا سکتا ہے؟ حضرت اُمّ سلمہؓ نے فرمایا کیا حضرت علیؓ کو اور جو ان کو دوست رکھتے ہیں ان کو بُرا نہیں کہا جاتا ہے؟ حالانکہ حضورؐ، حضرت علیؓ کو دوست رکھتے تھے۔[1]

حضرت ابو صادقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا حسب نسب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب نسب ہے، میرا دین حضورؐ کا دین ہے، جس نے مجھے کچھ بُرا کہا اس نے حضورؐ کی شان میں گستاخی کی۔[2]

حضرت عبد الرحمٰن بن اصبہانیؒ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور یہ حضورؐ کے ممبر پر تھے، اور انہوں نے کہا میرے باپ کی جگہ سے اُتر یئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا کہ بے شک یہ تمہارے باپ کی مجلس ہے اور انہیں اپنی گود میں بٹھالیا اور رونے لگے، حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ اس نے میرے کہنے سے نہیں کہا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تم نے سچ کہا میں تمہارے اُوپر الزام نہیں رکھتا۔[3] حضرت عروہؓ سے اس طرح پر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے ایک روز خطبہ دیا، حضرت حسنؓ آئے اور ان کے پاس ممبر پر چڑھ کر کہا میرے باپ کے ممبر سے اُتر یئے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ایک چیز اس سے سرزد ہوئی جس کے بارے میں ہم ملامت کے مستحق نہیں۔[4]

ابو البختریؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ممبر پر خطبہ دے رہے تھے ان کے لئے حضرت حسین بن علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا میرے باپ کے ممبر سے اُتر یئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا ممبر تیرے باپ ہی کا ہے میرے باپ کا ممبر نہیں، تمہیں اس چیز کا کس نے حکم دیا؟ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا اس کو کسی نے اس کہنے کا حکم نہیں دیا، (اور حضرت حسینؓ سے کہا) اے غدار! تجھے میں ضرور سزا دوں گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے بھائی کے بیٹے کو تکلیف نہ دینا اس نے سچ کہا ہے، ممبر اس کے باپ کا ہے۔[5]

---

[1] وعند الطبرانی وابی یعلی [2] قال الہیثمی رجال الطبرانی رجال الصحیح غیر ابی عبد اللہ وہو ثقۃ واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن ابی عبد اللہ نحوہ کما فی المنتخب ج۵ صفحہ ۴۶ [3] واخرج الخطیب فی المتفق وابن عساکر [4] کذا فی المنتخب ج۵ صفحہ ۴۶ [5] واخرج ابو نعیم والجابری فی جزئہ [6] وعند ابن سعد [7] کذا فی الکنز ج۳ صفحہ ۱۳۲ [8] واخرج ابن عساکر [9] قال ابن کثیر سندہ ضعیف کذا فی الکنز ج۷ صفحہ ۱۰۵

حضرت[1] حسین بن علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس ممبر پر چڑھا اور میں نے کہا کہ میرے باپ کے ممبر سے اُتر جائیے اور اپنے باپ کے ممبر پر بیٹھئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے باپ کے لئے کوئی ممبر نہ تھا اور مجھے اپنے پاس بٹھا لیا جب ممبر سے اُترے مجھے اپنے مکان لے گئے اور مجھ سے پوچھا اے میرے بیٹے! تجھے یہ کس نے سکھایا ہے؟ میں نے کہا مجھے یہ کسی نے نہیں سکھایا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! کاش! کہ اگر تو ہمارے پاس آمد و رفت رکھے تو بڑا اچھا ہے، میں ایک دن ان کے پاس گیا اور وہ حضرت معاویہؓ سے خلوت میں کچھ کہہ رہے تھے اور حضرت ابن عمرؓ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، ان کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی تھی میں لوٹ آیا اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ مجھ سے ملے اور فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے نہیں دیکھا کہ تم میرے پاس آئے ہو میں نے کہا میں آیا تھا اور آپ حضرت معاویہؓ سے خلوت میں باتیں کر رہے تھے، اور میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ واپس ہوئے تھے میں بھی واپس ہو گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا تم عبداللہ بن عمرؓ کی بہ نسبت اجازت دیئے جانے کے زیادہ حقدار تھے، دیکھو یہ سرفرازی جس کو تم دیکھ رہے ہو، اللہ نے عطا فرمائی ہے اور اس کے بعد تم لوگوں نے، اور اپنا ہاتھ اُن کے سر پر رکھا۔[2]

عقبہ[3] بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ نمازِ عصر پڑھ کر حضورؐ کی وفات سے چند راتوں کے بعد نکلا، حضرت علیؓ ان کے پہلو کے برابر چل رہے تھے حضرت ابوبکرؓ کا گذر حضرت حسن بن علیؓ پر ہوا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اپنی ران پر انھیں بٹھا لیا اور فرمانے لگے

بأبي شبيه بالنبي ——— ليس شبيها بعلي

ترجمہ: "میرے باپ کی قسم! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُشابہ ہے اور حضرت علیؓ کے مُشابہ نہیں ہے۔" اور حضرت علیؓ ہنس رہے تھے۔[4]

حضرت[5] عمیر بن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علیؓ سے ملے اور انھوں نے کہا اپنے پیٹ سے کُرتا ہٹاؤ جس جگہ کا میں نے رسول اللہ

---

[1] وعند ابن سعد وابن راہویہ والخطیب [2] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۰۵ قال فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۳۳۳ سندہ صحیح [3] واخرج ابن سعد واحمد والبخاری والنسائی والحاکم [4] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۰۳ [5] واخرج احمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے انھوں نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا، حضرت ابوہریرہؓ نے اس جگہ کا بوسہ لیا، ایک روایت میں ہے کہ ان کی ناف کا بوسہ لیا۔[1] احمد اور طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ان کے پیٹ پر سے کرتا ہٹایا اور اپنا ہاتھ ان کی ناف پر رکھا۔[2] ایک[3] روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ان کی ناف پر مُنہ لگایا،

مقبریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ تھے اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ آئے اور انھوں نے سلام کیا قوم نے ان کے سلام کا جواب دیا ہمارے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ تھے ان کو ان کی آمد کا علم نہ ہوا ان سے کہا گیا کہ یہ حضرت حسن بن علیؓ سلام کر رہے ہیں تو حضرت ابوہریرہؓ ان سے ملے اور کہا وعلیک یا سیدی! حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کہتے ہیں اے میرے سردار! حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ سردار ہیں۔[4] (حضور نے فرمایا ہے سید اشباب اہل الجنۃ")

حضرت[5] ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مروان ان کے پاس ان کے اس مرض میں آیا جس میں ان کی وفات ہوئی اور مروان نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا مجھے تم سے کسی شے کے بارے میں رنج نہیں، جس وقت سے کہ ہم ساتھ ہوئے ہیں، مگر اس بات میں کہ تم حضرات حسنؓ اور حسینؓ کو محبوب رکھتے ہو؟ یہ سُن کر حضرت ابوہریرہؓ سمٹے اور بیٹھ گئے اور کہا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، جب ہم بعض راستے میں پہونچے، تو حضورؐ نے حضرات حسن و حسینؓ کو روتے ہوئے سُنا اور یہ دونوں حضرات اپنی ماں کے ساتھ تھے، آپؐ نے رفتار میں تیزی کی اور ان دونوں کے پاس پہونچ گئے میں نے آپؐ کو سُنا کہ آپؐ فرما رہے تھے میرے یہ دونوں بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا بھوک سے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے مشکیزہ کی طرف پیچھے کو ہاتھ کیا اس میں پانی تلاش کرنے لگے اور

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۷ [2] ورجالہ رجال الصحیح غیر عمیر بن اسحاق وہو ثقۃ اھ [3] واخرجہ ابن النجار عن عمیر کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۰۴ [4] واخرج الطبرانی [5] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۸ رجالہ ثقات واخرجہ ابو یعلی و ابن عساکر عن سعید المقبری نحوہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۰۴ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۶۹ وصححہ [6] واخرج الطبرانی،

پانی ان دِنوں نایاب اور اس کا حصول دُشوار تھا، اور لوگ ارادہ کر رہے تھے حضورؐ نے آواز دی کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ یہ سُن کر کوئی ایسا نہیں رہا کہ آپؐ کے کلام کی وجہ سے جس نے اپنے مشکیزے کی طرف پانی کی تلاش میں ہاتھ نہ بڑھایا ہو مگر کسی نے بھی پانی کا ایک قطرہ نہ پایا تو حضورؐ نے فرمایا ان میں سے ایک کو مجھے دے دو، تو حضرت فاطمہؓ نے پردہ کے پیچھے سے ایک بچہ کو آپؐ کے حوالہ کیا اور مجھے ان کے بغل کی سفیدی دکھائی دے گئی جب یہ بچے کو دے رہی تھیں، حضورؐ نے اس بچہ کو لیا اور اپنی چھاتی سے لگایا اور وہ رو ہی رہا تھا چُپ نہیں ہوتا تھا آپؐ نے اس کے مُنہ میں اپنی زبان دی اس بچہ نے زبان کو چوسا یہاں تک کہ وہ چُپ ہوا اور اُس نے سکون پکڑا اور میں نے اس بچہ کے رونے کی آواز نہیں سُنی اور دوسرا اسی طرح رو رہا تھا اور چُپ نہیں ہوتا تھا آپؐ نے فرمایا دوسرے کو بھی مجھے دے حضرت فاطمہؓ نے اُسے بھی دیا اور آپؐ نے اُس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا، پس دونوں بچے چُپ ہو گئے اور میں نے ان کی کوئی آواز نہ سُنی، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا چلو، ہم دائیں بائیں سے پردہ نشین عورتوں سے پھٹ گئے یہاں تک کہ ہم آپؐ سے ایک چوڑے راستے پر جا کر ملے تو کیا میں راے مروان، ان دونوں کو دوست نہ رکھوں، اور میں نے حضورؐ کو یہ کرتے ہوئے دیکھا ہو۔[1]

عُلماء اور بزرگوں اور اہلِ فضل کا اِکرام

حضرت[2] عمار بن ابی عمارؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ ایک روز سوار ہونے لگے تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کے گھوڑے کا رکاب تھام لیا، حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! آپ ہٹ جائیں، حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا ہم کو اپنے عُلماء اور اپنے بڑے لوگوں کے ساتھ اسی طرح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ سُن کر حضرت زیدؓ نے فرمایا ذرا مجھے اپنا ہاتھ دِکھایئے، حضرت ابنِ عباسؓ نے اپنا ہاتھ نِکالا تو حضرت زیدؓ نے اس کا بوسہ لیا اور کہا ہم کو اپنے نبیؐ کے اہلِ بیت کے ساتھ اسی طرح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[3]

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۸۱ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات [2] اخرجہ ابن عساکر [3] کذافی الکنز ج ۷، صفحہ ۳۷

شعبیؒ[1] کی روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے گھوڑے پر سوار ہونے کا ارادہ کیا حضرت ابن عباسؓ نے اس کی رکاب تھامی، حضرت زیدؓ نے فرمایا اے حضورؐ کے چچا کے بیٹے! آپ علیحدہ ہو جائیں، انھوں نے کہا نہیں! ہم علماء اور بزرگوں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں۔[2] ابن نجار کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی رکاب پکڑی اور کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے معلمین اور عمر رسیدہ لوگوں کی رکاب کو پکڑیں۔[3]

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم مع چند نفر صحابہؓ تھے، اتنے میں آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا جس میں پینے کی چیز تھی، حضورؐ نے وہ پیالا حضرت ابو عبیدہؓ کو دیا، انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں آپؐ نے فرمایا اسے لو، چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ نے وہ پیالا لیا اور اس سے پہلے کہ پئیں آپؐ سے کہا اے اللہ کے نبی! آپ لے لیجئے، آپؐ نے فرمایا تم پیو، اس لئے کہ برکت ہمارے بڑوں کے ساتھ ہے، جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔[5]

حضرت رافع بن خدیجؓ اور حضرت سہل بن حثمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سہلؓ اور محیصہ بن مسعودؓ خیبر آئے اور ایک نخلستان میں پہونچ کر دونوں جدا ہو گئے اور اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سہلؓ شہید کر دیئے گئے تو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سہلؓ اور حویصہؓ اور محیصہؓ مسعود کے دونوں بیٹے حضورؐ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے مقتول کے بارے میں گفتگو کی، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جو ان میں سب میں چھوٹے تھے کلام کی ابتدا کرنی چاہی تو حضورؐ نے فرمایا بڑے کی بڑائی رکھ! اور یحییٰؒ نے یہ بیان کیا کہ پہلے بڑے کو بات کرنے دے چنانچہ ان حضرات نے اپنے مقتول کے بارے

---

[1] وعند یعقوب بن سفیان باسناد صحیح [2] کذا فی الاصابۃ ج۱ صفحہ ۵۶۱ واخرجہ الطبرانی عن الشعبی نحوہ ورجالہ رجال الصحیح غیر رزین الرمانی وہو ثقۃ کما قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۳۴۵ واخرجہ ابن سعد ج۴ صفحہ ۱۷۵ نحوہ واخرجہ الحاکم ج۳ صفحہ ۴۲۳ عن ابی سلمۃ نحوہ وصححہ علی شرط مسلم ویعقوب بن سفیان عن الشعبی نحو حدیث عمار بن ابی عمار کما فی الاصابۃ ج۲ صفحہ ۳۳۲ [3] کذا فی الکنز ج۷ صفحہ ۳۸ [4] واخرج الطبرانی [5] قال الہیثمی ج۸ صفحہ ۱۵ وفیہ علی بن یزید الالہانی وہو ضعیف [6] واخرج البخاری

ہیں آپؐ سے گفتگو کی، حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے مقتول (کے خون بہا)، کے یا آپؐ نے فرمایا اپنے صاحب (کے خون بہا)، کے مستحق ہو جاؤ گے، تم میں سے پچاس آدمیوں کو قسم کھانی ہو گی، ان حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ایسی بات ہوئی کہ جس کو ہم نے دیکھا نہیں (کہ کون قاتل ہے؟ کس طرح قسم کھائیں؟) آپؐ نے فرمایا تو یہود پچاس آدمی قسمیں کھا کر برارت چاہ لیں گے، ان حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو کافر لوگ ہیں (ان کی قسم اور بات کا کیا اعتبار؟) تو آپؐ نے اپنے پاس سے ان حضرات کو دیت دی،

حضرت[1] وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی اطلاع ملی اور ہم ایک بڑے ملک میں تھے اور ہماری اطاعت کی جاتی تھی، سو میں نے اس حکومت کو چھوڑا اور میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رغبت کرتے ہوئے نکلا، جب میں حضورؐ کی خدمت میں آیا آپؐ صحابہؓ کو میری آمد کی بشارت دے چکے تھے، جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے میرے سلام کا جواب دیا اور میرے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی، اور مجھے اس پر بٹھایا پھر آپؐ ممبر پر تشریف لائے اور مجھے اپنے ساتھ بٹھایا، اس کے بعد آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجا، لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے آپؐ نے ان سے فرمایا اے لوگو! یہ وائل بن حجرؓ ہیں تمھارے پاس حضرموت کی دُور دراز زمین سے آئے ہیں خوش دِلی کے ساتھ، بلا کسی جبر کے، اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دِین میں رغبت کرتے ہوئے، وائلؓ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا[2] — طبرانی میں اس طرح ہے کہ وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا یہ وائل بن حجرؓ تمھارے پاس آئے ہیں یہ تمھارے پاس کسی لالچ اور ڈر سے نہیں آئے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے تمھارے پاس آئے ہیں اور آپؐ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی، اور ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور اپنی طرف بلایا، اور اپنے ممبر پر بٹھایا، اور لوگوں میں تقریر کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، ان کا زمانہ حکمرانی سے ابھی قریب ہے، حضرت وائلؓ نے کہا کہ میرے گھر والے جو چیز میری

---

[1] و اخرج البزار[2] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۷۳ وفیہ محمد بن حجر و ہو ضعیف،

تھی اس پر غالب آگئے، آپؐ نے فرمایا کہ میں تجھے وہ بھی دوں گا اور اس سے دوگنا دوں گا، [۱]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ کے ہاتھ سے خون بہنے لگا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہوئے اور انھیں گلے سے لگایا اور خون کی فوار آپؐ کے چہرۂ مبارک اور آپؐ کی ڈاڑھی پر پڑ رہی تھی، جب کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خون سے جتنا بچانا چاہتا اتنا ہی حضور علیہ السلام ان سے چمٹتے یہاں تک کہ حضرت سعدؓ کی وفات ہوگئی،

ایک انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ دے چکے تو واپس آگئے اور ان کے زخم سے خون جاری ہوگیا اس کی اطلاع حضورؐ کو جب پہونچی آپؐ تشریف لائے اور آپؐ نے ان کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور ان کو سفید کپڑے سے ڈھک دیا جب وہ کپڑا ان کے سر کی طرف کھینچا جاتا ان کے پیر باہر نکل جاتے یہ سفید رنگ کے گداز بدن آدمی تھے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے اللہ! سعدؓ نے تیرے راستہ میں جہاد کیا ہے تیرے رسول کی تصدیق کی ہے اور جو ان پر واجب تھا اسے ادا کر دیا، اے اللہ! ان کی روح کو بھلائی کے ساتھ قبول کرے جس طرح پر کہ تو بھلائی کے ساتھ کسی روح کو قبول کرتا ہے، جب حضرت سعدؓ نے حضورؐ کا کلام سنا آنکھیں کھول دیں اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ! سن لیجئے کہ میں گواہی دے رہا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جب حضرت سعدؓ کے گھر والوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کا سر اپنی گود مبارک میں لے لیا ہے اس بات سے گھبرا گئے اور اس چیز کا تذکرہ حضورؐ سے کیا گیا، کہ حضرت سعدؓ کے گھر والوں نے جب آپ کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی گود میں رکھ لیا ہے وہ سب گھبرا گئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک سے تم گھر والوں کی تعداد کے مطابق (یعنی جتنے تم ہو) اسی قدر فرشتوں نے اس بات کی اجازت طلب کی ہے کہ حضرت سعدؓ کی وفات پر وہ حاضر ہوں راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کی ماں رو رہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں،

---

[۱] فذکر الحدیث قال الھیثمی ج ۹ صفحہ ۳۷۴ رواہ الطبرانی من طریق میمونۃ بنت حجر بن عبد الجبار عن عمتھا ام یحیٰی بن عبد الجبار ولم اعرفھا وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتھی [۲] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۲۶

ویل امك سعدا ـــــــ حزامة و جدا

ترجمہ:۔ "ایسے سعد کی ماں کے لئے خرابی ہوگئی جو بہت محتاط اور عبادت میں بہت کوشاں تھے"، ان کی ماں سے کہا گیا کیا تم حضرت سعدؓ کا مرثیہ کہہ رہی ہو؟ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا انہیں چھوڑو، ان کے علاوہ تو اور شاعر جھوٹ کہتے ہیں،

حضرت[1] خارجہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے لئے لوگوں کے ہمراہ شام کا کھانا لایا گیا تاکہ یہ سب کھائیں حضرت عمرؓ تشریف لائے اور معیقب بن ابی فاطمہ دوسیؓ سے فرمایا جنھیں شرفِ صحبتِ نبویؐ بھی حاصل تھا اور یہ بھی مہاجرینِ حبشہ میں سے ہیں، قریب آکر بیٹھو، خدا کی قسم! اگر تیرے غیر میں وہ (بیماری) ہوتی جو تجھ میں ہے تو وہ مجھ سے قریب نیزے کی برابر بھی نہ ہو سکتا تھا،

ابن سعد کی دوسری سند میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اپنے صبح کے کھانے کی طرف بُلایا لوگ ڈر گئے اور ان میں حضرت معیقبؓ بھی تھے انھیں کوڑھ کی بیماری تھی، حضرت معیقبؓ نے بھی لوگوں کے ساتھ کھایا آپ نے حضرت معیقبؓ سے فرمایا جو تمھارے متصل ہے اسی طرف سے کھاؤ، تمھارے علاوہ اگر کوئی اور آدمی ہوتا (اور اسے یہ بیماری ہوتی)، تو وہ میرے ساتھ ایک برتن میں نہ کھاتا اور میرے اور اس کے درمیان نیزے کے برابر فاصلہ ہوتا،

حضرت[2] عبد الواحد بن عون دوسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمروؓ حضورؐ کے پاس لوٹ آئے اور آپؐ کے ساتھ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ وفات پائی، جب قبائلِ عرب مرتد ہوئے تو یہ بھی مسلمانوں کے ہمراہ جنگِ یمامہ میں تشریف لے گئے ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے حضرت عمرو بن طفیلؓ بھی تھے حضرت طفیلؓ یمامہ میں شہید کر دیئے گئے (ان کے ساتھ جو ان کے بیٹے حضرت عمرو بن طفیلؓ آئے تھے ان کا بھی ہاتھ (اس لڑائی میں) کاٹا گیا، یہ صاحبزادہ ایک روز حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس تھے اتنے میں کھانا لایا گیا یہ علیحدہ ہٹ گئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اور تمھیں کیا ہوا؟ تم اپنے ہاتھ کی وجہ سے علیحدہ ہٹ گئے؟ عرض کیا جی ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا نہ کرو خدا کی قسم۔ میں اس کھانے کو نہیں چکھوں گا جب تک تم اس کھانے کو اپنے ہاتھ سے نہ لوگے، پس خدا کی قسم! اس مجمع میں سوائے تمھارے کوئی بھی

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۸۷ [2] واخرج ابن سعد و ابن عساکر

ایسا نہیں کہ اس کا بعض حصہ جنت میں ہو، اس کے بعد حضرت عمرو بن طفیلؓ غزوۂ یرموک میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔[۱]

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس لکھا:۔

"مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم اپنے پاس مجمع کثیر کو آنے کی اجازت دیتے ہو؟ جب یہ میرا خط تمھیں ملے تو تم پہلے اپنی مجلس میں فضل اور شرافت اور مرتبہ والوں کو بٹھاؤ، جب یہ بیٹھ جایا کریں تو باقی لوگوں کو آنے کی اجازت دو۔"[۲]

اکابر کو سردار بنانا

حکیم بن قیس بن عاصمؒ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور فرمایا:۔

"اللہ سے ڈرو، اور اپنے بڑے کو سردار بناؤ جب قوم اپنے بڑے کو سردار بناتی ہے تو اس نے اپنے باپ کی صحیح نیابت کی، اور اگر اپنے میں سے چھوٹے کو سردار بنایا تو یہ بات ان کے ہم عصروں میں بے وزن اور حقیر ثابت ہوگی، اور تم مال کی حفاظت کرنا اور اس کے حصول کے طریقے اختیار کرنا، مال کریم کے لئے بلندی ہے اور اس کے ذریعہ کمینوں سے محافظت ہوتی ہے، تم، لوگوں کے پاس سوال کرنے سے اپنے آپ کو بچانا یہ آدمی کا سب سے آخری پیشہ ہے، اور جب میں مرجاؤں تو مجھ پر نوحہ نہ کرنا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا اور جب میں مرجاؤں تو مجھے ایسی سرزمین میں دفن کرنا کہ میرے دفن کی اطلاع بکر بن وائل کو نہ ہو، اس لئے کہ میں نے ان سے زمانۂ جاہلیت میں کوئی تعلق نہ رکھا تھا۔"[۳]

---

[۱] واخرج الدینوری [۲] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۵ [۳] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۵۴ واخرجہ احمد ایضا نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۵۳ واخرجہ ابن سعد ج ۷ صفحہ ۳۶ ایضا نحوہ

عمل اور رائے کے اختلاف کے باوجود اکرام کرنا

حضرت[۱] یحییٰ بن سعیدؒ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب جنگِ جمل میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے، حضرت علیؓ نے ہماری صف بندی کی اور لوگوں میں پکار کر کہا کہ ہرگز کوئی آدمی نہ تیر چلائے اور نہ نیزہ اور نہ تلوار مارے، اور تم قوم سے لڑنے میں ابتدا نہ کرنا، اور ان سے نہایت نرمی کے ساتھ کلام کرنا راوی کہتے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے کہ اس میں جو پھسل گیا وہ قیامت کے دن بھی پھسل جائے گا، چنانچہ ہم برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ دن بہت چڑھ گیا، تو ساری قوم نے بالاتفاق بلند آواز سے کہا یا ثاراتِ عثمان! یعنی اے عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے والو! یہ سُن کر حضرت علیؓ نے محمد بن حنفیہؒ کو پکارا وہ ہمارے امام تھے اور ان کے پاس جھنڈا تھا اور آپ نے دریافت کیا، اے ابنِ حنفیہ! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم لوگوں کی طرف محمد بن حنفیہؒ متوجہ ہوئے اور فرمایا اے امیرالمومنین! یہ کہہ رہے ہیں کہ اے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے والو! یہ سُن کر حضرت علیؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا اے میرے اللہ! آج قاتلینِ عثمانؓ کو چہرے کے بل اوندھا کر کے ڈال دے،

محمد[۲] بن عمر بن علی بن ابی طالبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل میں اہلِ جمل سے جنگ نہیں کی جب تک کہ تین دن تک لوگوں کو دعوتِ حق نہ دیدی، جب تیسرا دن ہوا آپ کی خدمت میں حضراتِ حسنینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم میں زخمیوں کی تعداد کثیر ہو گئی، حضرت علیؓ نے (عبداللہ بن جعفرؓ کو) خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے بھتیجے! خدا کی قسم! میں ان کے کسی کام سے غافل نہیں مگر خدا جانے ان کا کیا ارادہ ہے؟ اور فرمایا میرے لئے برتن میں پانی دو، چنانچہ آپ کے لئے برتن میں پانی لیا گیا، آپ نے وضو کیا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہو گئے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اپنے رب سے دُعا کی اور ان حضرات سے کہا اگر تم قوم پر غالب آجانا تو ان کے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرنا اور ان کے

---

۱ اخرج البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۸۰ ۲ وعندہ ایضاً ج ۸ صفحہ ۱۸۱

زخمیوں کے خاتمے کے درپے نہ ہونا اور دیکھ لینا جو کچھ سامانِ جنگ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کرلینا اور جو کچھ اس کے ماسوا ہو وہ اس کے وارث کا ہے[1] ـــــ بیہقی کہتے ہیں کہ صحیح اس طرح پر ہے کہ آپ نے نہ تو کچھ لیا اور نہ کسی مقتول کا سامان لیا۔ ـــــ

حضرت[2] علیؓ بن حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا اس نے کہا کہ میں نے تمھارے باپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا کہ غلبہ پا لینے پر بھی اس نے انتہائی شرافت کا معاملہ کیا ہو، جب ہم یومِ جمل میں پیٹھ پھیر کر بھاگے تو ان کے منادی نے باآوازِ بلند اعلان کردیا کہ بھاگنے والا مارا نہ جائے، اور زخمی کو قتل نہ کیا جائے،

عبدِ[3] خیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے اہلِ جمل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہمارے بھائی تھے جنھوں نے ہم سے بغاوت کی، ہم ان سے لڑے، وہ لوٹ آئے، ہم ان سے راضی ہوگئے،

محمد بن عمر بن علی بن ابی طالبؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل میں فرمایا ہم نے ان پر لاالٰہ الااللہ کی شہادت کی وجہ سے احسان کیا اور ان کے باپ بیٹوں کو وارث بنایا،

ابو[4] البختریؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کیا اہلِ جمل مشرک تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جنھوں نے شرک کیا تھا وہ تو پہلے ہی بھاگ گئے، پوچھا گیا کیا وہ منافق تھے؟ فرمایا کہ منافق تو اللہ پاک کا ذکر کرتے ہی نہیں مگر بہت کم، پوچھا گیا آخر وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے بھائی تھے جنھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی،

حضرت[5] ابو حبیبہؒ حضرت طلحہؓ کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حضرت عمران بن طلحہؓ کے ساتھ حاضر ہوا، جب کہ آپ اصحابِ جمل سے فارغ ہوچکے تھے، ابو حبیبہؒ کہتے ہیں کہ عمرانؓ کے لئے انھوں نے مرحبا کہی اور انھیں اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ پاک مجھ کو اور تیرے والد کو ان لوگوں میں سے کرے جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے

---

[1] قال البیہقی ہذا منقطع [2] وعندہ ایضاً ج ۸ صفحہ ۱۸۱ [3] وعندہ ایضاً ج ۸ صفحہ ۱۸۲ [4] واخرج ایضاً: ۸ صفحہ ۱۷۳ [5] واخرج ایضاً ج ۸ صفحہ ۱۷۳

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ (سورۂ حجر رکوع ۴)

ترجمہ:۔ "اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دُور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (اُلفت و محبت سے) رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے"
اس کے بعد حضرت علیؓ نے دریافت کیا اے میرے بھتیجے! فلاں عورتوں کا کیا حال ہے؟ فلاں عورتوں کا کیا حال ہے؟ اور ان سے ان کے باپ کی اُم ولد تک کو پوچھا اس کے بعد فرمایا میں نے ان برسوں میں تمہاری زمین پر اس لئے قبضہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ لوگ اس پر لُوٹ ڈال لیں، اے فلاں! ان کے ساتھ ابنِ قرظہ کے پاس جاؤ اور (اس) سے کہو کہ انھیں ان برسوں کا غلہ دے اور ان کی طرف ان کی زمین کو واپس کرے، راوی کہتے ہیں کہ دو آدمی ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک ان میں سے حارث اعور رضؓ تھے ایک نے ان میں سے کہا اللہ ان سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے ہم ان لوگوں سے لڑیں اور وہ جنت میں ہمارے بھائی ہوں؟ حضرت علیؓ نے یہ سُن کر کہا تم کھڑے ہو! اور اللہ پاک کی دُور دراز زمین میں جا کر آباد ہو جاؤ اس شخص کے کہنے کا مصداق میرے اور طلحہ رضؓ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اے میرے بھتیجے! جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو ہمارے پاس آیا کر!

ایک[۱] روایت میں اس طرح ہے کہ ان دونوں کی باتیں سُن کر حضرت علیؓ اس قدر زور سے چلائے کہ مکان میں صدائے بازگشت یعنی گُونج پیدا ہو گئی اور آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ ہم نہیں ہیں تو پھر (ان کی مُراد) اور کون ہیں؟

ابراہیم[۲] روایت کرتے ہیں کہ ابن جرموز نے حضرت علیؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور حضرت علیؓ کی طرف ظلم اور زیادتی کی نسبت کرتے ہوئے اس نے (اتنا ہی) کہا تھا "لیکن مصیبت زدہ لوگ" حضرت علیؓ نے فرمایا تیرے مُنہ میں مٹی، میں البتہ اُمید کرتا ہوں کہ میں اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما انھیں لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ (سورۂ حجر رکوع ۴)

---

[۱] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۲۴ عن ابی حبیبۃ نحوہ وعن ربعی بن حراش بمعناہ [۲] وعندہ ایضا ج ۳ صفحہ ۱۱۳

حضرت[۱] جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہم نے کسی آدمی کو آپ سے زیادہ فیصلہ کن اور حق بات کہنے والا اور منافقین کے لئے سخت اے امیر المومنین! نہیں دیکھا، پس آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں بھلے ہیں، یہ سن کر حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا خدا کی قسم! تم لوگوں نے جھوٹ کہا، ہم نے ان سے زیادہ بہتر حضورؐ کے بعد دیکھا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عوف! وہ کون ہیں؟ حضرت عوفؓ نے کہا حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عوف! تم نے سچ کہا اور ان لوگوں نے غلط بیانی کی، خدا کی قسم! حضرت ابو بکرؓ مشک کی خوشبو سے زیادہ مہکدار تھے، اور میں اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ بے راہ ہوں، [۲]

حضرت[۳] حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے لوگوں پر کچھ خفیہ مقرر تھے، چنانچہ یہ آئے اور حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ کچھ لوگ جمع ہوئے اور آپ کو حضرت ابو بکرؓ پر فضیلت دی، یہ سن کر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور ان لوگوں کی طرف آدمی بھیجا اور وہ لائے گئے، آپ نے فرمایا اے قوم کے شریر لوگو! اے قبیلہ کے شریر لوگو! اے صاف لوگوں میں فساد ڈالنے والو! انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کس لئے ایسا فرمارہے ہیں؟ ہم نے کیا کیا ہے؟ پھر بھی آپ نے تین مرتبہ ان کلمات کا اعادہ کیا اور فرمایا، تم نے مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں تفریق کیسے کی؟ اس ذات کی قسم! کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے لئے جنت میں (کاش!) وہ مقام ہوتا جہاں حضرت ابو بکرؓ کو آنکھوں کے سامنے دیکھوں،

لالکائی حضرت عمرؓ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سے بہتر حضرت ابو بکرؓ ہیں، جس نے میری اس گفتگو کے بعد اس کے خلاف کہا وہ مفتری ہے اور اس پر وہی سزا جاری کی جائے گی جو افترا کرنے والے پر جاری کی جاتی ہے،

حضرت[۴] زیاد بن علاقہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ یہ (یعنی عمرؓ) ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے بعد تمام امت سے بہتر ہیں حضرت عمرؓ نے اس آدمی کو درہ سے مارنا شروع کیا اور کہہ رہے تھے کہ اس نے

---

[۱] واخرج ابو نعیم فی فضائل الصحابہؓ [۲] قال ابن کثیر اسنادہ صحیح کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۳۵۰
[۳] وعند اسید بن موسیٰ [۴] وعند خیثمۃ فی فضائل الصحابہؓ

اوّل سے آخر تک جھوٹ کہا، بے شک حضرت ابو بکرؓ مجھ سے اور میرے باپ سے اور تجھ سے اور تیرے باپ سے بہتر تھے۔[۱]

ابو زنادؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو آگے کر دیا حالانکہ آپ ان کی بہ نسبت مناقب میں زیادہ کامل ہیں، اور اسلام لانے اور صلح جوئی میں ان سے پیش پیش اور سبقت لے جانے والے اعمال میں ان سے آگے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے استعاذہ کر (یعنی اس بات کے کہنے سے اللہ کی پناہ پکڑ) اس شخص نے کہا بہت اچھا، حضرت علیؓ نے فرمایا اگر مومن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا، اور اگر تو زندہ رہ گیا تو میری جانب سے تیرے پاس وہ گھبراہٹ آئے گی جو تیرا چاروں طرف سے محاصرہ کرے گی، تجھ پر بڑا افسوس ہے، حضرت ابو بکرؓ چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے، امام بننے میں مجھ پر سبقت لے گئے اور امام بنائے جانے میں، اور ہجرت کے وقت غار کے واقعہ میں بھی مجھ پر سبقت لے گئے، اور اسلام کی اشاعت میں مجھ پر سبقت لے گئے تجھ پر بڑا افسوس ہے اللہ پاک نے تمام لوگوں کی مذمت کی اور حضرت ابو بکرؓ کی تعریف فرمائی اور فرمایا: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ توبہ رکوع ۶)

ترجمہ: اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم رنج، غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔"

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۳۵۰ [۲] واخرج خیثمۃ وابن عساکر [۳] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۳۵۵ واخرجہ العشاری عن ابن عمر بمعناہ کما فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۴۷

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے قوی اُمید ہے کہ میں اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما انھیں لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا اور یہی آیۃ تلاوۃ کی،

حضرت عمرو بن غالبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے ایک آدمی کو سُنا کہ وہ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کو بُرا کہہ رہا ہے آپ نے اس سے فرمایا اے بدکردار آوارہ چُپ ہو جا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور جنتی ہیں ہے۔ ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے اے بدذات دُور ہو جا، کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو اذیت پہونچاتا ہے؟ ہے

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ نے بڑے امن کے ساتھ اپنی زندگی گذاری ہے اور ہم خوب واقف ہیں کہ وہ دُنیا اور آخرت میں حضورؐ کی زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ پاک نے ہم لوگوں کو ان کے ساتھ آزمایا ہے تاکہ اللہ جان لے کہ ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں یا حضرت عائشہؓ کی۔ ہے

حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حسن بن علیؓ کو کوفہ بھیجا تاکہ یہ ان لوگوں کو جنگ کے لئے لائیں، حضرت عمارؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ حضورؐ کی بیوی دُنیا اور آخرت میں ہیں لیکن اللہ پاک نے ان کے ذریعہ تمھاری آزمائش کی ہے تاکہ اللہ پاک دیکھے کہ تم اُس کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ کی؟ ہے

اِختلافِ رائے کے باوجود اکابر کے اتّباع کا حُکم

حضرت زید بن وہبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس کتاب اللہ کی ایک آیۃ پڑھنے آیا آپ نے مجھے وہ آیۃ اس اس طرح پڑھائی میں نے

---

[۱] واخرج ابن عساکر [۲] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۱۶ [۳] واخرجہ ابن سعد ج ۸ صفحہ ۶۵ نحوہ [۴] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۶۰ [۵] وعند ابن عساکر وابی یعلی [۶] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۱۶ [۷] واخرجہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۷۴ [۸] قال البیہقی رواہ البخاری فی الصحیح [۹] اخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۷۱

عرض کیا کہ حضرت عمرؓ نے تو مجھے اس اس طرح پڑھایا ہے، یعنی حضرت عبداللہؓ کی قرارت کے خلاف، حضرت زیدؓ کہتے ہیں یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ ان کے آنسو میں نے کنکریوں کے درمیان دیکھے اس کے بعد فرمایا اسی طرح پڑھنا جیسا کہ تمہیں حضرت عمرؓ نے پڑھایا ہے، پس خدا کی قسم! حضرت عمرؓ کی قرارت سیلحین کے راستہ سے بھی زیادہ واضح ہے، بے شک حضرت عمرؓ اسلام کے لئے ایک ایسا مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکلتا نہیں تھا جب حضرت عمرؓ قتل کئے گئے اس مضبوط قلعہ میں رخنہ پڑ گیا، اب اسلام اس میں داخل ہونے کے بجائے اس میں سے نکل رہا ہے،

احترامِ اکابر کیلئے غصہ ہونا

حضرت شریح بن عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ابوالدرداءؓ سے کہا کہ اے قاریوں کی جماعت! تمہارا کیا حال ہے کہ تم ہم لوگوں سے زیادہ بزدل ہو اور جب تم سے سوال کیا جاتا ہے تو زیادہ بخل کرتے ہو؟ جب تم کھاتے ہو تو لقمے بڑے اُٹھاتے ہو، حضرت ابوالدرداءؓ نے اس شخص کی طرف سے منہ پھرالیا اور اس کو کوئی جواب نہیں دیا اس بات کی اطلاع حضرت عمر بن خطابؓ کو بھی کسی نے دی انہوں نے حضرت ابوالدرداءؓ سے اس بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا کہ اے اللہ! ہم لوگوں کی مغفرت فرما، جو کچھ ہم نے ان سے سنا ہم وہی کرتے ہیں، یہ سُن کر حضرت عمرؓ اس شخص کے پاس پہونچے جس نے حضرت ابوالدرداءؓ سے وہ باتیں کہی تھیں حضرت عمرؓ نے اس شخص کو مع گردن اور کپڑے کے پکڑا اور کھینچ کر حضورؐ کے پاس لائے اس آدمی نے کہا ہم نے تو محض کھیل اور ہنسی کے طور پر وہ بات کہی تھی، اللہ پاک نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی نازل فرمائی۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ط (سورۂ توبۃ رکوع ۸) ترجمہ:۔ "اور اگر آپ ان سے پوچھے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے"۔

۱؎ اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۱۰

ضرور سزا جاری کرتا لیکن میں اعلان سے پیشتر سزا دینے کو اچھا نہیں سمجھتا، اب اگر کوئی شخص کوئی بات میرے اس کھڑے ہونے کے بعد کہے گا تو وہ مفتری ہے اور اس پر وہی حد لگے گی جو ایک افترا پرداز پر لگتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب میں بہتر حضرت ابو بکرؓ ہیں اس کے بعد حضرت عمرؓ، اس کے بعد ہم لوگوں نے فتنے کھڑے کر دیئے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ دے،

حضرت[1] سوید بن غفلہؓ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تنقیص کر رہی تھی میں حضرت علیؓ کے پاس آیا میں نے ان سے اس چیز کا تذکرہ کیا، آپ نے کہا اس پر اللہ کی لعنت جس نے ان دونوں حضرات کی طرف سے سوائے اچھی اور بھلی بات کے کچھ اور جی میں رکھی یہ دونوں حضرات حضورؐ کے بھائی اور آپؐ کے وزیر تھے اس کے بعد ممبر پر تشریف لے گئے اور ایک نہایت بلیغ خطبہ دیا:۔

"لوگوں کو کیا ہوا کہ قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کا اس چیز کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں جس سے میرا دامن ملوث نہیں، اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں میں اس سے بری ہوں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں میں اس پر سزا نافذ کروں گا، قسم اُس ذات کی جس نے بیج پھاڑا اور نفوس پیدا کئے ان دونوں حضرات کو سوائے مومن پرہیزگار کے اور کوئی دوست نہیں رکھے گا، اور ان دونوں حضرات سے سوائے فاجر ناکارہ کے اور کوئی عداوت نہیں برتے گا، وہ دونوں حضرات آنحضرتؐ کے ساتھ سچائی اور وفاداری کے ساتھ رہے، امر بالمعروف بھی فرماتے رہے اور نہی عن المنکر بھی کرتے رہے اور لوگوں کو سزائیں بھی دیتے رہے جو کام ان دونوں حضرات نے کئے، حضورؐ کی رائے سے تجاوز نہیں کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں حضرات کی رائے کی طرح کسی اور رائے کو خیال نہیں کرتے تھے، اور جس طرح پر ان دونوں حضرات کو دوست رکھتے تھے کسی کو دوست نہیں رکھتے تھے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا سے تشریف لے گئے آپؐ ان دونوں سے راضی تھے، اور تمام لوگ بھی ان دونوں سے راضی تھے، اور حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو نماز کا امام کر دیا

---

[1] وعند خیثمۃ واللالکائی وابی الحسن البغدادی والشیرازی وابن مندہ وابن عساکر

تھا جب حضورؐ کی وفات ہوگئی مسلمانوں نے ان کی ولایت تسلیم کی اور انھیں زکوٰۃ سپرد کی، بے شک نماز و زکوٰۃ دونوں ملی جلی ہیں، اور میں ہی بنی عبد المطلب میں سے وہ پہلا آدمی تھا جس کا نام ان کے سامنے لیا گیا (اشارہ خلافت کی طرف ہے)، اور وہ اس کام (خلافت) کو اچھا نہ سمجھتے تھے، انھیں یہ پسند تھا کہ ہم میں سے کوئی ان کی اس کام میں کفایت کرے، پس خدا کی قسم! باقی لوگوں میں سے وہ سب میں بھلے تھے، رأفت میں سب میں اونچے تھے، رحم کرنے میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے، پرہیزگاری میں سب سے زیادہ ہوشیار تھے، قبول اسلام میں وہ سب سے اقدم تھے، ان کو حضورؐ نے رأفت اور رحمت میں حضرت میکائیلؑ سے تشبیہ دی ہے اور عفو و وقار میں حضرت ابراہیمؑ سے، آنحضرتؐ کی سیرت کے مطابق چلتے رہے یہاں تک کہ وفات پائی، اللہ ان پر رحم کرے، اس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ ہوئے اور اس بارے میں لوگوں نے مشورہ کیا بعض راضی تھے اور بعض نے پسند نہ کیا میں ان لوگوں میں تھا جو ان کے خلیفہ بننے سے راضی تھے، پس خدا کی قسم! حضرت عمرؓ نے دنیا نہیں چھوڑی (یعنی وفات نہیں پائی)، یہاں تک کہ ان سے وہ تمام لوگ راضی ہو گئے جو ان کی خلافت کو پسند نہ کرتے تھے انھوں نے تمام کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کئے، ان دونوں کے آثار کا اسی طرح اتباع کیا جس طرح اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے نقش قدم پر چلتا ہے، خدا کی قسم! وہ باقی لوگوں میں انتہائی بھلے اور رفیق اور رحیم تھے، ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنے والے تھے، اور اللہ پاک نے ان کی زبان پر حق جاری کیا تھا یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ فرشتہ ان کی زبان پر بولتا تھا (قرآن کی بعض آیات اسی طرح اتری ہیں جس طرح کہ حضرت عمرؓ کی رائے تھی)، ان کے اسلام لانے سے اللہ نے اسلام کو عزت دی اور ان کے ہجرت کرنے کو دین کے لئے بنیاد بنادی، مسلمانوں کے دل میں اللہ پاک نے ان کی محبت ڈال دی اور منافقین کے دل میں ان کا رعب بٹھا دیا

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تھا آپ کے سامنے گھوڑا لایا گیا ایک شخص نے کہا مجھے اس گھوڑے پر بٹھا دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر میں اس گھوڑے پر ایک چھوٹے بچے کو بٹھا دوں اور گھوڑا اس بچہ کی پیشانی پر چڑھ جائے یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تجھے اس پر بٹھاؤں یہ سن کر وہ آدمی غصہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں خدا کی قسم! تجھ سے اور تیرے باپ سے شہ سواری میں بہتر ہوں، حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں جب اس شخص نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بات کہی تو مجھے غصہ آگیا میں اس آدمی کی طرف لپکا اور میں نے اس کا سر پکڑا اور میں نے اس کو ناک کے بل کھینچا، اس کی ناک کا گوشت اس طرح نکل آیا جیسے توشہ دان کے نیچے کی چونچ ہوتی ہے، اس پر انصار نے یہ ارادہ کیا کہ مجھ سے اس کا بدلہ لیں جب اس کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو ہوئی آپ نے فرمایا کچھ لوگوں کا دعوٰی ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہؓ سے قصاص لیں گے میں ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دوں یہ بات زیادہ قریب ہے بہ نسبت اس کے کہ میں انھیں اللہ کے ان چوکیداروں سے بدلہ دلواؤں، جو اللہ کے بندوں کی (غلط روش سے) نگرانی کرتے ہیں۔[2]

حضرت ابو وائلؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنا تہبند حدِ شرعی سے نیچے لٹکائے ہوئے ہے آپ نے فرمایا اپنا تہبند اونچا کر! اس نے کہا اے ابن مسعود! تم بھی اپنا تہبند اونچا کرو، حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے کہا میں تیرے جیسا نہیں، میری پنڈلی میں زخم ہے اور میں لوگوں کی امامت کرتا ہوں، اس بات کا پتہ حضرت عمرؓ کو چلا تو آپ اس آدمی کو مارتے جاتے تھے اور کہہ رہے تھے کیا تو ابن مسعودؓ کی بات کو رد کرتا ہے؟[4]

راویؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ کے گھر پر جو مدینہ میں تھا تشریف لائے، اور اس کی تعمیر دیکھ رہے تھے قریش کے ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! کیا آپ اسے ڈھائیں گے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے ایک اینٹ اٹھائی

لہ واخرج الطبرانی ۲ہ قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۶۱ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی
۳ہ واخرج ابن عساکر ۴ہ کذا فی الکنز ج ۷، ص ۵۵ ۵ہ واخرج یعقوب بن سفیان وابن عساکر عن العلاء عن اشیاخ لہم

اور اُسے مارا اور فرمایا کیا تُو مجھے حضرت عبداللہ رضؓ سے متنفر کرنا چاہتا ہے؟ لہ

کسی آدمی کا کوئی حق حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ پر تھا اس شخص نے حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ کی مخالفت پر قسم کھائی تو اس آدمی کو حضرت عمر رضؓ نے تیس کوڑے مارے جس سے اس کی کھال پھٹ گئی اور خون بہنے لگا۔ ۲ہ

اُمِّ موسیٰؒ کی روایت میں ہے حضرت علی رضؓ کو یہ اطلاع ملی کہ ابنِ سبا ان کو حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ پر فضیلت دیتا ہے، حضرت علی رضؓ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا حضرت علی رضؓ سے عرض کیا گیا کیا آپ ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہیں جس نے آپ کی بڑائی اور فضیلت بیان کی؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا یہ ضروری ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ اس شہر میں نہ رہے جس میں مَیں ہوں۔ ۳ہ

ابراہیمؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضؓ کو یہ خبر ملی کہ عبداللہ بن اسود حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی تنقیص کرتا ہے حضرت علی رضؓ نے تلوار منگائی اور اس کے قتل کا ارادہ کیا اس کے بارے میں آپ سے کہا سُنا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس شہر میں نہ رہے جس میں مَیں ہوں اور اس کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ۴ہ

کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی رضؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ تمام لوگوں میں سے بہتر ہیں، حضرت علی رضؓ نے دریافت کیا کیا تُو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت علی رضؓ نے پوچھا کیا حضرت ابوبکر رضؓ کو بھی نہیں دیکھا؟ اس نے کہا نہیں، تو حضرت علی رضؓ نے فرمایا اگر تو کہتا کہ تو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر تو کہتا کہ تُو نے حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کو دیکھا ہے تو میں تجھ پر حد قائم کرتا۔ ۵ہ

حضرت علقمہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضؓ نے ہم لوگوں کو خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضؓ پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں اس سلسلے میں پہلے سے کوئی اعلان دے چکا ہوتا تو میں

لہ کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۵۵ ۲ہ واخرج ابو عبید فی الغریب وسفیان بن عیینۃ واللالکائی
۳ہ کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۴۲۰ ۴ہ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۸ صفحہ ۲۵۳ ۵ہ واخرج العشاری واللالکائی ۶ہ کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۴۷ ۷ہ واخرج العشاری عن الحسن بن کثیر عن ابیہ
۸ہ واخرج ابن ابی عاصم وابن شاہین واللالکائی والاصبہانی وابن عساکر

اور اس نے اس آدمی کو مار ڈالا تو حضرت سعدؓ نے ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بددعا نہ دیں گے،

حضرت[1] قیس بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا اور میں بازار میں گشت کر رہا تھا میں احجار زیت تک پہونچا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک سوار کے گرد اگرد جمع ہیں وہ اپنی سواری پر سوار حضرت علیؓ کو سب وشتم کر رہا تھا اور لوگ اس کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے، حسنِ اتفاق سے سامنے سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آئے اور لوگوں کے پاس کھڑے ہوئے اور لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ شخص حضرت علیؓ کو برا کہہ رہا ہے، حضرت سعدؓ آگے بڑھے لوگوں نے انہیں جگہ دی اور انہوں نے اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے شخص! تو کس لئے حضرت علیؓ کو برا کہتا ہے کیا یہ وہ پہلے آدمی نہیں جو اسلام لائے؟ کیا یہ وہ پہلے آدمی نہیں جنھوں نے شروع میں حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی؟ کیا یہ تمام لوگوں میں سے زیادہ زاہد نہیں؟ کیا یہ تمام لوگوں میں سے زیادہ عالم نہیں؟ اسی طرح کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کیا یہ حضورؐ کے داماد نہیں؟ کیا یہ حضورؐ کے غزوات میں آپؐ کا جھنڈا اٹھانے والے نہیں؟ اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے میرے اللہ! یہ شخص تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو برا کہتا ہے پس یہ مجمع جدا نہ ہونے پائے کہ تو انہیں اپنی قدرت دکھادے حضرت قیسؒ کہتے ہیں پس خدا کی قسم! ابھی ہم وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے کہ اس کی سواری اس کو لے کر دھنس گئی اور یہ سر کے بل انھیں پتھروں پر گرا اور اس کا بھیجا پھٹ گیا اور مر گیا۔[2]

حضرت[3] رباح بن حارثؒ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہؓ بڑی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے دائیں بائیں اہلِ کوفہ تھے، اتنے میں ایک آدمی آیا جس کو سعید بن زیدؓ کہا جاتا ہے اسے حضرت مغیرہؓ نے سلام کیا اور اپنے پیر کی طرف تخت پر بٹھالیا، اتنے میں اہلِ کوفہ میں سے ایک آدمی آیا اور حضرت مغیرہؓ کے سامنے کھڑے ہو کر گالی بکنی شروع کر دی اس آدمی نے پوچھا اے مغیرہ! یہ کس کو برا کہہ رہا ہے؟

---

[1] وعندہ ایضا [2] قال الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۰۰ ووافقہ الذہبی ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ا ھ، واخرجہ ابو نعیم فی الدلائل صفحہ ۲۰۶ عن ابن المسیب نحو السیاق الاول [3] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۵

حضرت مغیرہؓ نے کہا حضرت علی بن ابی طالبؓ کو برا کہہ رہا ہے اس نو وارد نے کہا اے مغیرہ بن شعبہ! تین دفعہ کہا، کیا میں نہیں سن رہا ہوں کہ اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے سامنے برا کہا جا رہا ہے نہ تم منع کرتے ہو، اور نہ تمہارا رنگ بدلتا ہے؟ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں اس چیز کی کہ میرے کانوں نے حضورؐ سے سن کر محفوظ رکھا، میں ان لوگوں میں سے نہیں جو حضورؐ سے نقل میں جھوٹ بولے، جب میں اُسے ملا تو یہ مجھ سے حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھ سکتا تھا، حضورؐ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ جنت میں جائیں گے، حضرت عمرؓ جنت میں جائیں گے، حضرت عثمانؓ جنت میں جائیں گے، حضرت علیؓ جنت میں جائیں گے، حضرت طلحہؓ جنت میں جائیں گے، حضرت زبیرؓ جنت میں جائیں گے، حضرت سعد بن مالکؓ جنت میں جائیں گے، اور ان مومنین میں سے نواں آدمی جنت میں ہے اور اگر میں اس کا نام بتانا چاہوں تو اس کا نام لے سکتا ہوں، راوی کہتے ہیں اہلِ مسجد نکلے اور ان کو قسم دینے لگے کہ اے صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا تم لوگوں نے مجھ کو اللہ کی قسم دی اور اللہ بہت بڑا ہے اُن مومنین میں سے نواں میں خود ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ہیں، اس کے بعد دائیں طرف التفات کی اور فرمایا ہر وہ غزوہ کہ اس میں آدمی حضورؐ کے ساتھ رہا اور اس کا چہرہ آپؐ کے ساتھ رہ کر غبار آلود ہوا تم میں سے ایک کے عمل سے زیادہ افضل ہے اگرچہ اسے عمرِ نوحؑ عطا کی جائے،[1]

حضرت عبداللہ بن ظالم مازنیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہؓ کوفہ سے چلے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو گورنر مقرر کر گئے، راوی کہتے ہیں اور ایسے خطیب مقرر کئے جو حضرت علیؓ کے بارے میں کچھ سے کچھ کہیں، میں حضرت سعید بن زیدؓ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا راوی کہتے ہیں یہ غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور میں ان کے پیچھے ہو لیا اور انھوں نے فرمایا کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ آدمی جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے جس نے کہ حکم دیا ہے کہ ایک ایسے آدمی کو برا کہے جو اہلِ جنت سے ہے میں نو آدمیوں کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ اہلِ جنت سے ہیں اور میں اگر دسویں کے متعلق بھی گواہی دے دوں تو گنہگار نہ ہوں گا،[2]

---

[1] عند ؓ ایضا ج ۱ صفحہ ۹۶ [2] اخرجہ احمد وابونعیم فی المعرفۃ وابن عساکر عن رباح نحو ما تقدم کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۷۹

ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کے ساتھ تشبیہ دی
دشمنوں کے لیے سخت اور بھاری تھے، اور حضرت نوحؑ کے ساتھ کفار سے
بغض اور عداوت رکھنے میں تشبیہ دی، تم لوگوں کے لئے دونوں حضرات
جیسا کون ہو سکتا ہے؟ جہاں تک وہ دونوں حضرات پہونچے بغیر ان
دونوں حضرات سے محبت کئے ہوئے اور ان کے نقش قدم پر چلے ہوئے
وہاں تک نہیں پہونچا جا سکتا، جس نے ان دونوں حضرات کو دوست
رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا
اس نے مجھ سے بغض رکھا اور میں اس آدمی سے بری ہوں اور اگر میں
پہلے سے ان دونوں حضرات کے بارے میں کوئی حکم دے چکا ہوتا تو
میں انتہائی سخت سزا دیتا، اب جو آدمی میرے اس مقام کے بعد اس
معاملہ میں میرے پاس لایا جائے گا اس پر وہی سزا جاری ہو گی جو
جو ایک افترا پرداز پر جاری کی جاتی ہے، سن لو، اس اُمت کے نبیؐ
کے بعد سب میں بہتر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے ان کے بعد اللہ
زیادہ جانتا ہے کہ خیر کہاں ہے؟ میں اپنی یہ تقریر ختم کرتا ہوں اور اللہ
میری اور تمہاری مغفرت فرمائے"۔[1]

ابو اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ حضرت عثمانؓ
جہنم میں ہیں (نعوذ باللہ) حضرت علیؓ نے فرمایا تجھے کہاں سے پتہ چلا؟ اس نے کہا کہ
انھوں نے نئی بات ایجاد کی، حضرت علیؓ نے اس شخص سے فرمایا تو بتا اگر تیرے کوئی بیٹی ہو
کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کئے ہوئے کر دے گا؟ اس نے کہا نہیں، حضرت علیؓ نے
فرمایا تو کیا میری رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رائے اپنی دونوں بیٹیوں
کے بارے میں ہوئی بہتر ہے؟ اور تو مجھے حضورؐ کی یہ بھی بات بتا کیا جب حضورؐ کسی کام کا
ارادہ فرماتے تھے تو اللہ پاک سے استخارہ کرتے تھے یا استخارہ نہیں کرتے تھے؟
اس شخص نے کہا ایسا نہیں کہ آپؐ استخارہ نہ کرتے ہوں بلکہ آپؐ استخارہ کرتے تھے
حضرت علیؓ نے فرمایا کیا اللہ پاک آپؐ کو خیر کی رائے دیتا تھا یا نہیں؟ اس نے کہا بیشک
اللہ پاک آپؐ کو خیر کی رائے دیتا تھا، حضرت علیؓ نے فرمایا تو مجھے حضورؐ کے بارے میں بتا

---

[1] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۶ واخرجہ ابن عساکر

کہ آیا اللہ پاک نے آپؐ کے لئے یہ اختیار کیا تھا کہ آپؐ اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کریں یا نہیں اختیار کیا تھا؟ اس کے بعد حضرت علیؓ نے کہا میں نے ارادہ کیا تھا کہ تیری گردن مار دوں پس اللہ پاک نے منع کر دیا، سُن لے خدا کی قسم! اگر تو اس مرتبہ کے بعد پھر کہے گا تو ضرور تیری گردن مار دُوں گا، [۱]

حضرت سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ مجھ سے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابیؓ ملے ان کی زبان میں کچھ لکنت تھی جس کی وجہ سے ان کا کلام صاف نہ سمجھ میں آتا تھا انہوں نے حضرت عثمانؓ کا کچھ ایسا ویسا تذکرہ کیا عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ آپ اے جماعت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خوب جانتے ہو کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ان کے مناقب میں) کہا کرتے تھے "ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم" اور اب تو مال پر بات رہ گئی ہے اگر دے دیا گیا تو رضامندی ہے ورنہ کچھ نہیں، [۲]

حضرت عامر بن سعدؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ چلے جا رہے تھے اچانک ایک آدمی گذرا اور وہ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو بُرا کہہ رہا تھا، حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ تو ان حضرات کو بُرا کہتا ہے حالانکہ ان کے لئے اللہ پاک کی جانب سے بہت کچھ فضائل آچکے ہیں، خدا کی قسم! یا تو تو ان کی دُشنام طرازی سے رُک جا ورنہ میں اللہ عزو جل سے تیرے لئے بددُعا کروں گا اس نے کہا یہ مجھے اس طرح ڈرا رہا ہے جیسے کہ یہ نبی ہو، حضرت سعدؓ نے فرمایا اے میرے اللہ! اگر یہ ان حضرات کو بُرا بھلا کہتا ہے جن کے لئے تیری جانب سے پہلے ہی فضائل و انعامات نازل ہو چکے ہیں تو اسے ایسی سزا دے جو اَوروں کے لئے باعثِ عبرت ہو جائے، اتنے میں ایک بختی اونٹ آیا لوگ اسے دیکھ کر ہٹ گئے، اور وہ اسے چارہ کی طرح چاب گیا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ حضرت سعدؓ کے پیچھے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے ابو اسحاق! اللہ پاک نے تمہاری دُعا قبول کر لی، [۳] ـــــ حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہا حضرت سعد بن مالکؓ نے اسے بددُعا دی تو ایک اُونٹنی یا ایک اُونٹ آیا

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۸ [۲] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۲۳۵ [۳] واخرج الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۵۴ رجالہ رجال الصحیح اھ [۵] وعند الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۹۹

اکابر کی موت سے حالات میں تبدیلی

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں دفن کرنے کے بعد کچھ دیر نہ لگی کہ ہم لوگوں نے اپنے دلوں کو متغیر پایا۔[1]

حضرت اُبَی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ تھے تو ہمارے چہرے ایک تھے، جب ہم آپؐ سے جدا ہوئے تو ہمارے چہرے بدل گئے، اور یہ تبدیلی دائیں بائیں سبھی طرف تھی، ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے تو ہمارے چہرے ایک تھے، جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو ہماری نظریں اِدھر اُدھر جانے لگیں،[2]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب وہ دِن ہوا جس میں حضورؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی وفات سے مدینہ کی ہر چیز تاریک دِکھائی دینے لگی، اور ابھی ہم نے آپؐ کے دفن سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ اپنے دِلوں میں تبدیلی محسوس کی ——[3]

حضرت انسؓ سے ہجرت کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ میں حاضر تھا جس دِن کہ آپؐ مدینہ میں ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، میں نے کسی دِن کو کبھی بھی اتنا اچھا اور اتنا روشن نہیں دیکھا اس دِن سے کہ جس دِن آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے، اور جس دِن کہ آپؐ کی وفات ہوئی میں حاضر تھا اس دِن سے زیادہ قبیح اور تاریک میں نے کبھی بھی کسی دِن کو نہیں دیکھا، جس دِن کہ آپؐ کی وفات ہوئی تھی،[4]

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اصحابِ شوریٰ جمع ہوئے جب ان کو جو کچھ وہ کر رہے تھے حضرت ابو طلحہؓ نے دیکھا فرمایا کہ میرے نزدیک اس وقت خلافت میں رغبت کرنے سے زیادہ خطرناک اس کا ایک دوسرے پر ڈالنا ہے، پس خدا کی قسم! مسلمانوں میں سے کوئی گھرانا ایسا نہیں کہ جس میں حضرت عمرؓ کی وفات سے ان کے دِین اور ان کی دُنیا میں خلل نہ واقع ہو گیا ہو،[5]

---

[1] اخرج البزار [2] قال الھیثمی ج ۹ صفحہ ۳۸ رجالہ رجال الصحیح۔ اھ [3] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۵۴ [4] وعند ابن سعد ج ۲ صفحہ ۲۷۴ [5] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۷۴

کمزور اور نادار مسلمانوں کا اکرام

حضرت[۱] سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، مشرکین نے آپؐ سے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے یہ چلیے ہیں، ہیں، حضرت سعدؓ کہتے ہیں ایک تو میں تھا اور حضرت ابن مسعودؓ اور قبیلہ ہذیل کے ایک آدمی تھے اور حضرت بلالؓ اور دو آدمی اور تھے جن کا میں نام بھول گیا، کفار کے اس کہنے سے آپؐ کے جی میں جو اللہ نے چاہا وہ آئی، اور آپؐ نے اس کے متعلق جی ہی جی میں کچھ سوچا اتنے میں اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

﴿ سورۃ انعام رکوع ۶ ﴾

ترجمہ: "اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائیں گے۔"

حضرت[۲] ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت کا حضور علیہ السلام کے پاس گذر ہوا آپؐ کے پاس حضرت صہیب، بلال، خباب، عمار اور اسی جیسے حضرات رضی اللہ عنہم اور کچھ نادار مسلمان بیٹھے ہوئے تھے، قریش کی جماعت نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو اپنی قوم چھوڑ کر یہ پسند آئے ہیں؟ کیا ہم اور ان کے تابع ہوں؟ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ آپ ان کو اپنے پاس سے بھگا دیجئے، تو بہت ممکن ہے کہ اگر آپ ان کو بھگا دیں تو ہم آپ کا اتباع کریں، اس پر اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں: وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ

---

[۱] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۶ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۱۹ عن سعد مختصراً وقال صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ [۲] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۶

اکابر کی وفات پر رونا

ابن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب انہیں نیزہ مارا گیا پینے کی چیز لائی گئی اور وہ زخم سے نکل گئی تو حضرت صہیبؓ نے کہا واعمراہ! واخاہ! ہمارے لئے تمہارے بعد کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اے میرے بھائی! رُک! کیا تمھیں علم نہیں کہ جس کے اوپر نوحہ کیا جاتا ہے اُسے عذاب دیا جاتا ہے، حضرت ابو بردہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نیزہ سے زخمی ہوئے حضرت صہیبؓ بلند آواز سے روتے ہوئے متوجہ ہوئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا میرے اوپر رو رہے ہو؟ حضرت صہیبؓ نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کیا تمھیں علم نہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے جس پر رویا جاتا ہے وہ مبتلائے عذاب ہوتا ہے؟ حضرت مقدام بن معدیکربؓ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو زخمی کیا گیا ان کی خدمت میں حضرت حفصہؓ آئیں اور کہا اے صاحب رسول اللہ! اے خسر رسول اللہ! اے امیر المومنین! حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ سے کہا اے عبد اللہ! مجھے بیٹھا کرو مجھے اس بات پر صبر نہیں جو میں سن رہا ہوں، انھوں نے اپنی چھاتی سے حضرت عمرؓ کو سہارا دیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا میں تجھ پر پابندی لگاتا ہوں اس چیز کی وجہ سے کہ میرا تیرے اوپر حق ہے کہ تو میرے اوپر اپنی اس مجلس کے بعد بلند آواز سے روئے، ہاں میں تیری دونوں آنکھوں کا مالک نہیں، بیشک! بات اس طرح ہے کوئی میت ایسی نہیں جس پر نوحہ کیا جائے مگر ملائکہ اس کو جھنجھوڑتے ہیں، (مذکورہ بالا روایات کی تاویل اور جواب ایک یہ بھی ہے جو اس آخری روایت میں آیا ہے اس کے علاوہ اور تاویلات بھی ہیں اس بارے میں اصل مسئلہ وہ ہے جو قرآن میں آیا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ فاطر) اگر خاندان میں رونے کا رواج تھا اور میت اس سے منع کر کے نہیں مرا یا عرب کے قاعدہ کے مطابق وصیت کر گیا کہ خوب رونا پیٹنا یا اس فعل سے راضی تھا تو رونے سے اسے عذاب ہوگا اس کے علاوہ اور بھی توجیہات ہیں)

۱؎ اخرجہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۶۳

حضرت[1] زیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زیدؓ روئے ان سے کسی کہنے والے نے کہا اے ابو الاعور! کس چیز نے تمھیں رلایا؟ فرمایا میں اسلام پر روتا ہوں، حضرت عمرؓ کی وفات نے اسلام میں رخنہ پیدا کر دیا ایسا رخنہ جو قیامت تک نہ بھر سکے گا، حضرت ابو وائلؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کی وفات کی خبر دی تو اس دن جیسا کوئی اور دن نہ دیکھا گیا کہ رنج منانے والے اور رونے والے اس سے اکثر ہوئے ہوں اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم! اگر مجھے علم ہو جائے کہ عمرؓ فلاں کتے کو دوست رکھتے تھے تو میں اس کو دوست رکھوں، خدا کی قسم! بڑے بڑے کانٹے دار درختوں نے بھی حضرت عمرؓ کے فقدان کا غم کیا،

حضرت[2] ابو عثمانؒ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس حضرت نعمان بن بشیرؓ کی وفات کی خبر آئی تو حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کر دیا،[3]

حضرت[4] ابو اشعث صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ صنعاء پر ایک امیر مقرر تھے جن کو ثمامہ بن عدیؓ کہا جاتا ہے یہ صحابیؓ تھے جب ان کے پاس حضرت عثمانؓ کی خبرِ وفات پہونچی تو روئے اور فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ خلافتِ نبویؐ چھین لی گئی اور اب بادشاہت اور جبر باقی رہ گیا، جو کوئی کسی چیز پر غالب آجائے گا اسے کھالے گا،[5]

حضرت[6] زید بن علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عثمانؓ کے لئے جب ان کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تھا رویا کرتے تھے ___ ابو صالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب ان باتوں کو یاد کرتے تھے جو حضرت عثمانؓ کے ساتھ کی گئی تھیں رو دیتے تھے راوی کہتے ہیں گویا کہ میں نے ان کو سنا کہ وہ ہاہ، ہاہ کہتے تھے اور بہت پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے، یحیٰی بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ابو حمید ساعدیؓ نے کہا جس وقت حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے اور حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے تھے جن کا غزوۂ بدر کے شرکاء میں شمار ہے ہائے میرے اللہ! بے شک تیرا (حضرت عثمانؓ کا) میرے اوپر حق ہے یہ کہ میں ایسا نہ کروں اور ایسا نہ کروں اور میں نہ ہنسوں جب تک کہ تجھ سے نہ مل جاؤں،

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۳۷۲ [2] واخرج ابن ابی الدنیا [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفہ ۱۱۷ [4] واخرج ابو نعیم [5] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفہ ۲۷ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۸ نحوہ [6] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۸۱

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سے مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ تک (سورۂ انعام رکوع ۶)

ترجمہ: "اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات کا اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں، ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائیں گے۔"

حضرت[1] انس رضی اللہ کے قول عَبَسَ وَتَوَلّٰی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آنحضور ابی بن خلف سے باتیں کر رہے تھے حضور نے حضرت عبداللہ رضی کی طرف سے چہرہ پھرالیا تو اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں: عَبَسَ وَتَوَلّٰی ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ○ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى ○ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ○ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ○ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ○ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ○ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ○ وَهُوَ يَخْشٰى ○ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ○ (سورۂ عبس ع ۱)

ترجمہ: "پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) چیں بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس اندھا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید نابینا (آپ کی تعلیم سے پورے طور پر) سنور جاتا یا (کسی خاص امر میں) نصیحت قبول کرتا (کچھ نہ کچھ) فائدہ پہونچاتا تو جو شخص (دین سے) بے پرواہی کرتا ہے آپ اس کے تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس (دین کے شوق میں) دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ (خدا سے) ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔" اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی کا بڑا اکرام کرتے تھے ——

حضرت[2] عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ سورہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی، حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی نابینا

---

[1] واخرجہ احمد والطبرانی نحوہ قال الہیثمی ج ۷، صفحہ ۲۱ رجال احمد رجال الصحیح غیر کردوس وھو ثقۃ۔ انتہی [2] واخرج ابو یعلی [3] وعند ابی یعلی وابن جریر،

کے بارے میں اُتری، یہ حضور کے پاس آئے اور انھوں نے کہنا شروع کیا "مجھے ہدایت دیجئے، مجھے ہدایت دیجئے" آپ کے پاس مشرکین کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیتے اور دوسروں کی طرف توجہ کر کے فرماتے کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں کوئی خطرہ ہے؛ وہ کہتا نہیں، اسی بارے میں یہ آیات اُتری تھیں یا [1]

حضرت خباب بن ارتؓ فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آپ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ حضرات عمار، صہیب، بلال، خباب بن ارت رضی اللہ عنہم اور کچھ کمزور حال مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، جب ان آنے والوں نے ان بیچاروں کو دیکھا تو ان کو حقیر سمجھا اور آپ سے خلوت میں باتیں کیں، اور کہا کہ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے ہیں ہمیں اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان کو آپ ہمارے پاس سے ہٹا دیا کیجئے، حضور نے فرمایا بہت اچھا، ان لوگوں نے کہا تو پھر آپ ہمیں ایک پرچہ لکھ کر دیدیجئے چنانچہ آپ نے پرچہ منگایا اور حضرت علیؓ کو لکھنے کے لئے بلایا، ہم (غریب) ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سے غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک (سورۂ انعام رکوع ۶)

ترجمہ:۔ "اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں اور آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جاویں گے، اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ لوگ کہا کریں کہ کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں کہ اللہ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے اور یہ لوگ جب ہمارے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر

---

[1] وروی الترمذی ہذا الحدیث مثلہ کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۴۷۰ ؎ ۲ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۶

کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں" تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچہ پھینکا اور ہمیں بلایا ہم آپ کے قریب آئے، آپؐ کہہ رہے تھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اور ہم آپؐ سے اتنا قریب ہوئے کہ ہم نے اپنے گھٹنے آپؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے، اس کے بعد حضورؐ ہمارے پاس بیٹھے رہے اور جب آپؐ کا ارادہ ہوتا تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ جاتے اس پر اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ج (سورۂ کہف رکوع ۴) پ ۱۵

ترجمہ:- "اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے نہ ہٹنے پاویں" حضرت خبابؓ کہتے ہیں اس کے بعد ہم آپؐ کے پاس بیٹھے رہتے اور جب آپؐ کے اٹھنے کا وقت آجاتا جس میں کہ آپؐ تشریف لیجاتے تھے تو ہم خود ہی کھڑے ہو جاتے اور آپؐ کو چھوڑ جاتے، اور اگر ہم ایسا نہ کرتے تو آپؐ اپنے آپ کو ہمارے اٹھنے تک روکے رکھتے۔[1] حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ لوگ آئے جن کی تالیف قلوب کی جا رہی تھی، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس اور ان جیسے لوگ، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ مسجد کے صدر میں تشریف فرما ہوں اور ان کو اور ان کے جبہ کی بو کو ہم سے دور کر دیتے (تو بڑا اچھا تھا) یعنی ابوذر اور سلمان اور فقرائے مسلمین رضی اللہ عنہم کو ان حضرات پر اون کے جبے تھے اور اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور لباس نہ تھا، تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں اور آپ کے ساتھ خلوص برتیں اور آپ سے کچھ حاصل کریں تو اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں، وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ سے نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا تک (سورۂ کہف رکوع ۴) ترجمہ:- "اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے، اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا، اور آپ خدا کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے، اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی

---

[1] واخرجہ ابن ماجہ عن خباب بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صـ ۵۶ واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن الاقرع بن حابس وعیینۃ بن حصن نحوہ الی آخر الآیۃ ولم یذکر ما بعدہ کما فی کنز العمال ج ۱ صـ ۲۴۵ وعند ابی نعیم ایضا ج ۱ صـ ۳۴۵

رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا یہ حال حد سے گذر گیا ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ یہ دینِ حق تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناطیں اس کو گھیرے ہوں گی،، اور ان ظلم کا ارادہ کرنے والوں کو آگ کی دھمکی دی، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تلاش میں اُٹھے اور ان لوگوں کو مسجد کے آخری حصہ میں پایا کہ یہ اللہ پاک کا ذکر کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا، تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے وفات نہیں دی جب تک، کہ مجھے اس بات کا حکم نہیں دے دیا کہ میں اپنے آپ کو اپنی اُمت میں سے ایک قوم کے ساتھ مقید کروں اور صبر سے کام لُوں، (میری) زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ ہے اور (میری) وفات تمہاری وفات کے ساتھ،

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ روایت کرتے ہیں کہ قیس بن مطاطیہ اس جماعت پر سے گُذرا جس میں حضرت سلمان فارسی، صہیب رُومی، اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے تو اس نے کہا وہ اوس و خزرج ہیں جو اس آدمی کی مدد کے لئے اُٹھے تو یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ یہ سُن کر حضرت معاذؓ اُٹھے اور اس کو تمام کپڑوں سمیت پکڑا اور اسے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر آپؐ سے اس کی گفتگو نقل کی، آپؐ غصہ میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے اُٹھے اور مسجد میں تشریف لے گئے اس کے بعد آواز لگی کہ نماز تیار ہے آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! بے شک! رب ایک ہی رب ہے اور بے شک! باپ ایک ہی باپ ہے اور بے شک دِین ایک ہی دِین ہے، اور سُن لو کہ عربیت نہ تمہارے لئے باپ ہے اور نہ تمہارے لئے ماں، یہ ایک زبان ہے جو عربی میں گفتگو کرے وہ عربی ہے، اتنے میں حضرت معاذؓ نے کہا اور یہ قیس کو سارے کپڑوں سمیت پکڑے ہوئے تھے یا رسول اللہ! آپ اس مُنافق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اسے جہنم میں دھکا دے، راوی کہتے ہیں یہ انہیں لوگوں میں ہوا جو مرتد ہوگئے تھے اور یہ بحالتِ ارتداد مارا گیا، ؎۲

؎۱ واخرج ابن عساکر عن مالک عن الزہری ؎۲ کذا فی الکنز: ج ۷، صفہ ۴۶

والدین کا اکرام

حضرت[1] بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی ماں کو اپنی گردن پر لاد کر دو فرسخ (چھ میل) تک ایسی سخت گرمی میں لے گیا کہ اگر آپ اس گرمی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیتے تو بُھن جاتا، تو کیا میں نے اپنی ماں کا شکر ادا کر دیا؟ آپؐ نے فرمایا شاید تیرا یہ کام ایک ہی مرتبہ کے لئے ہو[2] (یعنی اس جیسے تیری ماں کے لاکھوں حقوق ہیں)

حضرت[3] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ایک عمر رسیدہ بڈھا بھی تھا آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا اے فلاں! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ اس نے عرض کیا یہ میرے والد ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ تم ان کے آگے نہ چلنا، ان سے پہلے نہ بیٹھنا، ان کا نام لے کر نہ پکارنا، اور نہ کسی کے والد کو بُرا کہنا کہ وہ جواب میں تمہارے باپ کو بُرا کہے۔[4]

ابو غسان ضبیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ٹھیک دوپہر میں نکل کر جارہا تھا میری حضرت ابوہریرہؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ میرے والد ہیں حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ان کے آگے نہ چل! یا تو ان کے پیچھے چل! یا ان کے پہلو میں، اور کسی کو نہ چھوڑنا کہ تمہارے اور تمہارے باپ کے درمیان حائل بنے اور اپنے باپ کی بے منڈیر کی چھت پر نہ چڑھنا کہ جس سے تیرا باپ خطرہ محسوس کرے اور اس ہڈی کو نہ چوسنا جس کی طرف تیرے باپ نے دیکھا ہو، شاید کہ اس کے چوسنے کی تیرے باپ کو خواہش ہو۔[6]

حضرت[7] عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا اور اس نے آپؐ سے جہاد میں اجازت طلب کی، آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تیرے

---

[1] اخرج الطبرانی فی الصغیر [2] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۷ وفیہ الحسن بن ابی جعفر وہو ضعیف من غیر کذب ولیث بن ابی سلیم مدلس۔ انتہی
[3] واخرج الطبرانی فی الاوسط [4] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۷ وفیہ علی بن سعید بن بشیر شیخ الطبرانی وہو لین وقد نقل ابن دقیق العید انہ وثق ومحمد بن عروۃ بن البرند لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [5] واخرج الطبرانی فی الاوسط [6] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۷ وابو غسان وابو غنم الراوی عنہ لم اعرفہما وبقیۃ رجالہ ثقات [7] واخرج الستۃ الا ابن ماجہ

والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا جا انھیں کے بارے میں جہاد کر!
(یعنی ان کی خدمت سے غفلت مت برت) ــــ مسلم کی روایت میں اس طرح ہے[۱] آدمی
کہتے ہیں ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا، میں آپ سے ہجرت
اور جہاد پر بیعت ہو کر اللہ پاک سے اجر کا اُمیدوار ہوں، آپؐ نے فرمایا کیا تیرے
والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا دونوں حیات ہیں آپؐ نے فرمایا
کیا تُو اللہ پاک سے اجر کا متلاشی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا اپنے والدین
کیطرف واپس چلا جا اور ان کے ساتھ حُسنِ صحبت سے زندگی بسر کر ــــ ابو داؤد کی روایت
میں ہے کہ اس شخص نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ
سے ہجرت پر بیعت ہوں اور میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں آپؐ نے فرمایا
ان کی طرف لوٹ جا اور انھیں اسی طرح ہنسا جس طرح تُو نے انھیں رُلایا ہے، و نیز
ابو داؤد میں حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ یمن والوں میں سے ایک آدمی آپؐ
کی طرف ہجرت کر کے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا یمن میں کوئی
تیرا ہے؟ اس نے کہا میرے ماں باپ ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا کیا ان دونوں نے تجھے
اجازت دے دی تھی؟ اس نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا ان دونوں کے پاس واپس
چلا جا اور ان سے اجازت طلب کر، پس اگر وہ تجھے اجازت دے دیں تب تو تو جہاد میں
شرکت کر، ورنہ انھیں دونوں کے ساتھ سلوک کرتا رہ، ــــ حضرت[۱] انسؓ فرماتے
ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے جہاد کی تمنا ہے مگر
اس پر قدرت نہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تیرے والدین میں سے کوئی حیات ہے؟
اس نے کہا میری ماں زندہ ہے، آپؐ نے فرمایا اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کر کے
اللہ کے سامنے سُرخرو ہو، اگر تو نے ایسا کر لیا تو گویا تو نے حج اور عُمرہ اور جہاد سبھی کر لیا۔

حضرت[۲] ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اس قریہ کے جہاد کے لئے جس کے ساکنین ظالم ہیں تیاری کرو، اللہ پاک انشاء اللہ
اس کو تمھارے اوپر فتح دے گا، یعنی خیبر کو اور ہرگز میرے ساتھ وہ نہ چلے جس کا اُونٹ
بے مہار اور قابو سے باہر ہو اور نہ کوئی کمزور میرے ساتھ چلے، یہ سُن کر حضرت ابو ہریرہؓ
اپنی ماں کے پاس گئے اور عرض کیا مجھ کو سامان دے دیجئے اس لئے کہ رسول اللہ

---

[۱] وعند ابی یعلی والطبرانی باسناد جید[۲] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۹۳ [۲] و اخرج الطبرانی

صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے لئے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے ان کی ماں نے کہا تُو جا رہا ہے اور تجھے خوب معلوم ہے کہ تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اب میرے ساتھ ہی داخل ہوگا، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ سے پیچھے رہنے والا نہیں تھا، میری ماں نے اپنی پستان نکالی اور مجھے جو اس میں سے دودھ پلایا تھا اس کی قسم دی اور وہ حضورؐ کے پاس چھپ کر آئیں اور آپؐ کو خبر دی آپؐ نے فرمایا تُو جا اب تیرے کہنے کی ضرورت نہیں رہی، اتنے میں حضرت ابوہریرہؓ آپؐ کی خدمت میں آئے، آپؐ نے ان سے منہ پھرالیا، حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے جو یہ اعراض فرمایا اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کہ آپ کو میرے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے، حضورؐ نے فرمایا تُو وہی تو ہے کہ تیری ماں نے تجھے قسم دی اور اپنی پستان دکھا کر تجھے قسم دی اس چیز کا واسطہ دیتے ہوئے جو اس نے تجھے دُودھ پلایا تھا، تم میں سے ایک کا گمان یہ ہے جب کہ اپنے والدین کے پاس یا ان میں سے کسی ایک کے پاس ہو کہ شاید وہ اللہ کے راستے میں نہیں ہے، بلکہ وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک ان کے ساتھ سلوک کرتا رہے اور ان کے حقوق کو ادا کرتا رہے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دو سال تک ٹھہرا رہا اور کسی غزوہ میں جب تک میری ماں کا انتقال نہ ہو گیا شرکت نہیں کی۔[1]

حضرت[2] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیاؤ پر تھے آپؐ کے پاس ایک عورت اپنے بچہ کو لائی اور اس نے عرض کیا کہ میرا یہ بیٹا غزوہ میں جانے کا ارادہ کر رہا ہے اور میں اس کو منع کرتی ہوں آپؐ نے فرمایا کہ (اے بچے!) تو اپنی ماں سے جُدا نہ ہو جب تک کہ یہ تجھے اجازت نہ دے دے یا اللہ پاک اس کی وفات نہ کردے، اس کی خدمت کرنا ہی تیرے لئے بڑا اجر ہے، و نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اس کی ماں بھی وہیں تھی، یہ جہاد کا ارادہ کر رہا تھا اور اس کی ماں شرکت جہاد سے اسے منع کر رہی تھی، آپؐ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس رہ، تیرے لئے اس کے پاس رہنے ہی میں جہاد جیسا اجر ہے[3]۔ حضرت[4] طلحہ بن معاویہؓ سلمی فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] فذکر الحدیث قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۲۳ وفیہ علی بن یزید الالہانی وہو ضعیف انتہی [2] واخرج الطبرانی
[3] وفی الاسناد بن رشدین بن کریب وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۲۲ [4] وعندہ ایضا

کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری ماں حیات ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے فرمایا اس کے پیروں سے چمٹا رہ، جنت وہیں ہے[۱]۔ جاہمہ رضؓ فرماتے ہیں میں حضورؐ کی خدمت میں جہاد میں شریک ہونے کا مشورہ کرنے آیا، حضورؐ نے فرمایا کیا تیرے والدین ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا انہیں دونوں کے پاس رہ، جنت ان کے قدموں تلے ہے[۲]۔ جاہمہ رضؓ حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں غزوہ کروں اور میں آپ کی خدمت میں مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں، آپؐ نے دریافت کیا کیا تیری ماں ہے؟ میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا ماں کے پاس رہ، جنت اس کے پیروں تلے ہے، دوسری مرتبہ بھی آپؐ نے یہی کہا اور تیسری مرتبہ بھی آپؐ نے یہی فرمایا اور آپؐ نے کئی نشستوں میں یہی یا اسی طرح فرمایا۔

نعیم[۶] مولیٰ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ حج کے لئے چلے جب مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے نیچے آئے اور اس درخت کو پہچان لیا تو اس کے نیچے بیٹھ گئے اس کے بعد فرمایا میں نے حضورؐ کو اس درخت کے نیچے دیکھا جب آپؐ کے سامنے اس گھاٹی سے ایک جوان نکل کر آیا اور آپؐ کے پاس کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہ کر فی سبیل اللہ جہاد کروں اور اللہ کی رضامندی اور دارِ آخرت میں نجات کا طالب ہوں، آپؐ نے دریافت کیا کیا تیرے ماں باپ دونوں زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا لوٹ جا، اور اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک اور ان کی خدمت کرتا رہ، یہ سن کر وہ جوان جدھر سے آیا تھا اسی طرف واپس چلا گیا۔[۶]

حضرت[۷] حسن رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ام کلثومؓ سے نکاح

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۸ رواہ الطبرانی عن ابن اسحٰق وہو مدلس عن محمد بن طلحہ ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [۲] وعندہ ایضا [۳] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۸ رجالہ ثقات۔ اہ، [۴] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۷ [۵] واخرج ابو یعلیٰ [۶] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۳۹ فیہ ابن اسحاق وہو مدلس ثقۃ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ان کان مولیٰ ام سلمۃ نائم وہو الصحیح وان کان نعیما فلم اعرفہ۔ انتہی، [۷] واخرج البیہقی عن حسن بن حسن عن ابیہ

کرنا چاہا حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ ابھی عمر میں بہت چھوٹی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے ہر تعلق اور ہر نسب قیامت کے دن کٹ جائے گا مگر میرا تعلق اور میرا نسب باقی رہے گا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا حضورؐ سے تعلق اور نسب قائم ہو جائے، تو حضرت علیؓ نے حضرات حسنینؓ سے فرمایا کہ تم دونوں اپنے چچا کی شادی کر دو، ان دونوں حضرات نے کہا کہ وہ عورتوں میں سے ایک عورت ہے اسے اپنے نفس کا اختیار ہے یہ سُن کر حضرت علیؓ غصہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت حسنؓ نے آپ کے کپڑے پکڑ لئے اور کہا اے ابا جان! مجھے آپ کی جدائیگی پر صبر کہاں ہے؟ اور ان دونوں نے حضرت عمرؓ سے شادی کر دی، ؎

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں ایک کھجور کے درخت کی قیمت حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک ہزار درہم تک پہونچ چکی تھی راوی کہتے ہیں کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک کھجور کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور اس کا گابھہ جو سفید سفید چربی کی طرح ہوتا ہے نکال کر اپنی ماں کو کھلا دیا، لوگوں نے ان سے عرض کیا تمھیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ پیڑ کی قیمت ہزار درہم کو پہونچ چکی ہے انھوں نے فرمایا کہ میری ماں نے اس کا مطالبہ مجھ سے کیا تھا اور جب کبھی کسی چیز کا مجھ سے مطالبہ کریگی اور مجھے اس کے دینے پر قدرت ہوگی ضرور دوں گا، (خواہ چیز کتنی ہی گراں ہو)

اولاد پر رحم کرنا اور ان میں مساوات برتنا

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؐ ممبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اتنے میں حضرت حسین بن علیؓ نکلے ان کی گردن میں کپڑے کی ایک دھجی تھی جسے یہ کھینچ رہے تھے اس میں پیر پھنسا اور یہ منہ کے بل گر گئے، حضورؐ ان کے اُٹھانے کے ارادہ سے ممبر سے اُترے جب حضرات صحابہ کرامؓ نے یہ دیکھا بچہ (حضرت حسینؓ) کو اُٹھایا اور آپؐ کے پاس لائے، آپؐ نے انھیں پکڑا اور گود میں اُٹھا لیا اور فرمایا اللہ شیطان کو قتل کرے بے شک اولاد فتنہ ہے، خدا کی قسم! مجھے یہ بھی نہیں پتہ چلا کہ ممبر سے (کب) اُترا جب تک کہ انھیں میرے

ؔ کذا فی الکنز ج ۸ صفہ ۲۹۶ ؎ واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۴۹ ؎ اخرج الطبرانی

پاس نہ لایا گیا۔ [۱]

حضرت [۲] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ آپؐ کے پاس آئے، آپؐ سجدہ میں تھے یہ آپؐ کی پُشتِ مُبارک پر سوار ہو گئے انہیں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پکڑا آپؐ نے قیام کیا پھر رکوع کیا اور یہ پھر آپؐ کی پُشت پر سوار ہو گئے، جب آپؐ کھڑے ہوئے انہیں آہستہ سے نیچے اُتار دیا پھر یہ چلے گئے۔ [۳]

حضرت [۴] زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ آئے اور آپؐ کی پُشت پر سوار ہو گئے، آپؐ نے انہیں اُتارا نہیں، یہاں تک کہ یہ خود اُترے اور آپؐ اپنے دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ کر دیتے تھے تاکہ حضرت حسنؓ اس جانب سے اُس جانب نکل جائیں۔ [۵]

بُہی [۶] کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے بتائیے کہ حضورؐ سے زیادہ مُشابہ کون تھا؟ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ حضورؐ کے تمام لوگوں میں سے سب میں زیادہ مُشابہ اور سب سے زیادہ آپؐ کو محبوب تھے، یہ آتے اور آپؐ سجدہ میں ہوتے، یہ حضورؐ کی پُشتِ مُبارک پر سوار ہو جاتے آپؐ اس وقت تک نہ کھڑے ہوتے جب تک یہ ہٹ نہ جاتے، یہ آتے اور آپؐ کے پیٹ کے نیچے داخل ہو جاتے تو آپؐ ان کے لئے اپنے دونوں پیروں میں کُشادگی کر دیتے تاکہ وہ نکل جائیں۔ [۷]

حضرت [۸] عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے جب آپؐ سجدہ میں جاتے، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کود کر آپؐ کی پُشتِ مُبارک پر سوار ہو جاتے جب حضرات صحابہؓ ارادہ کرتے کہ ان دونوں کو روکیں تو آپؐ صحابہؓ کی طرف اشارہ فرماتے کہ انہیں چھوڑ دو اور کچھ نہ کہو اور جب نماز سے فارغ ہوتے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ان دونوں کو دوست رکھے۔ [۹] ابو یعلیٰ اور بزار کی روایت میں ہے پس

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۵ رواہ الطبرانی عن شیخہ حسن ولم ینسبہ عن عبد اللہ بن علی الجارودی ولم اعرفہما وبقیہ رجالہ ثقات۔ انتہی، [۲] واخرج البزار [۳] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۵ رواہ البزار وفی اسنادہ خلاف۔ اہ [۴] وعند الطبرانی [۵] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۵ وفیہ علی بن عابس وہو ضعیف۔ اہ [۶] وعند البزار [۷] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۶ وفیہ علی بن عابس وہو ضعیف۔ انتہی، [۸] وعند ابی یعلی [۹] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۹

آپؐ جب نماز سے فارغ ہوتے ان دونوں کو اپنے سے چمٹا لیتے تھے[۱] حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آتے اور آپؐ کی پشت پر سوار ہو جاتے تو آپؐ سجدہ کو طویل کر دیتے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ نے سجدے بہت طویل کر دیئے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر میرے دونوں بچے سوار ہو گئے تھے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ سجدہ میں جلدی کروں۔[۲]

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور حضرت امامہ بنت ابی العاصؓ آپؐ کے کندھے مبارک پر تھیں آپؐ نے نماز پڑھی جب آپؐ رکوع میں جاتے انھیں علیحدہ کر دیتے اور جب رکوع سے اٹھتے انھیں پھر اٹھا لیتے۔[۳]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما تھے، ایک ایک کاندھے پر تھے اور دوسرے ایک کاندھے پر، کبھی آپؐ ان کا بوسہ لے لیتے اور کبھی آپؐ ان کا، یہاں تک کہ آپؐ ہمارے پاس پہنچے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ان دونوں بچوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔[۴]

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت حسن بن علیؓ کی زبان یا ہونٹ کو چوس رہے تھے اور بے شک ہرگز نہ عذاب دی جائے گی وہ زبان یا دو ہونٹ جن کو حضورؐ نے چوسا ہے۔[۵]

حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسنؓ کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابسؓ نے عرض کیا میرے دس لڑکے ہوئے میں نے ان میں سے کسی ایک کا بوسہ نہیں لیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم

---

[۱] والطبرانی باختصار و رجال ابی یعلی ثقات وفی بعضہم خلاف۔ انتہی، [۲] وعند ابی یعلی [۳] قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۱۸۱ وفیہ محمد بن ذکوان وثقہ ابن حبان وضعفہ غیرہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی، [۳] واخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۸۸۷ [۴] واخرجہ ابن سعد ج۸ صفحہ ۳۹ عن ابی قتادۃ نحوہ، [۴] واخرج احمد [۵] قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۱۷۹ رواہ احمد ورجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف ورواہ البزار ورواہ ابن ماجہ باختصار۔ انتہی [۵] واخرج احمد [۶] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷۷ رجالہ رجال الصحیح غیر عبدالرحمن بن ابی عوف وہو ثقۃ۔ انتہی، [۷] واخرج الطبرانی

نہیں کرتا۔[1] اسود[2] بن خلفؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت حسنؓ کو اُٹھایا اور ان کا بوسہ لیا اور حضرات صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بچہ بُخل پر آمادہ کر دیتا ہے، بُزدل بنا دیتا ہے اور نادانی کے کام کرا دیتا ہے[3] (بچہ کی وجہ سے انسان ہاتھ روک کر خرچ کرتا ہے، اس کی محبت کی وجہ سے شرکتِ جہاد سے کترانے لگتا ہے، بلاوجہ بچہ کی طرف سے لڑتا ہے)۔ حضرت[4] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لئے تمام لوگوں میں سے زیادہ رحم دل تھے آپؐ کا بیٹا دُودھ پینے کے لئے مدینہ کے ایک کنارے تھا اور اس بچہ کو دُودھ پلانے والی ایک لوہار کی بیوی تھی، ہم آپؐ کے ہمراہ اس بچہ کے پاس جاتے اور وہ گھر اذخر گھاس کے دُھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا آپؐ اپنے بچہ کو سُونگھتے اور اس کا بوسہ لیتے۔[5]

حضرت[6] انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں حضرت عائشہؓ نے انہیں تین کھجوریں دیں اس عورت نے دونوں کو ان میں سے ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور خود لی اور اسے اپنے مُنہ میں رکھنا چاہتی تھی راوی کہتے ہیں کہ اُن دونوں بچیوں نے ماں کی طرف دیکھا تو اُس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں کو اس میں سے آدھا آدھا دیا اور چلی گئی، اتنے میں حضورؐ تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے اس عورت کے اس فعل کو بیان کیا آپؐ نے فرمایا تو بے شک وہ عورت اس فعل سے جنت میں داخل ہو گئی۔[7]

حضرت[8] حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، اس نے حضورؐ سے سوال کیا آپؐ نے اسے تین کھجوریں دیں ہر ایک کے لئے ان میں سے ایک کھجور اس عورت نے دے دی اس کے بعد ان دونوں بچوں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اس نے اپنی کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور ہر بچہ کو نصف نصف دے دیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ نے اس پر رحم کیا کیوں کہ اس نے اپنے دونوں بیٹوں پر رحم کیا۔[9]

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۶ و رجالہ ثقات انتہی، واخرجہ البخاری ج ۲ صفحہ ۸۸۷ عن ابی ہریرۃ نحوہ [2] وعند البزار [3] و رجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۵ [4] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۵۶،
[5] واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفحہ ۸۷ عن انس بمعناہ [6] واخرج البزار [7] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۸ وفیہ عبید اللہ بن فضالۃ ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [8] وعند الطبرانی فی الصغیر والکبیر
[9] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۸ وفیہ خدیج بن معاویۃ الجعفی وہو ضعیف،

حضرت[1] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا اس آدمی نے اپنے بچہ کو اپنے سے چمٹانا شروع کر دیا آپؐ نے فرمایا کیا تو اس پر رحم کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے اُوپر اس سے زیادہ مہربان ہے کہ تُو اپنے بچہ پر مہربانی کرتا ہے اور وہ اللہ پاک تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے،

حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں ایک شخص حضورؐ کے پاس تھا اتنے میں اس کا بچہ آیا اس نے اس کا بوسہ لیا اور اپنی ران پر اسے بٹھالیا اور اس کی بیٹی آئی تو اسے اپنے سامنے بِٹھالیا تو آپؐ نے فرمایا تُو نے ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟[3]

ہمسایہ کا اِکرام

حضرت[4] معاویہ بن حیدہؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پڑوسی کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر، اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چل، اگر تجھ سے قرض طلب کرے تو اسے قرض دے اور اگر وہ محتاج ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کر، اور اگر اسے کوئی بھلائی پہونچے تو اسے مُبارک باد دے اور اگر اسے کوئی مُصیبت لگے تو اس کی تعزیت کر، اور اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے اُونچا نہ بنا، اور اس کو اپنی ہانڈی کی مہک کے ساتھ اذیت نہ دے مگر یہ کہ ایک چمچہ اپنی ہانڈی میں سے اُسے دے[5] حضرت[6] معاویہؓ کی روایت میں ایک جُملہ اس طرح ہے اگر وہ ننگا ہو تو اس کا ستر ڈھانپ،[7]

حضرت[8] محمد بن عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف دی ہے آپؐ نے فرمایا صبر کر، انھوں نے دوبارہ آپؐ سے پھر وہی کہا کہ میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف دی ہے، آپؐ نے پھر فرمایا صبر کر، تیسری مرتبہ پھر وہی کہا کہ میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف

---

[1] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۵۶ [2] واخرج البزار [3] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۶ رواہ البزار فقال حدثنا بعض اصحابنا ولم یسمہ وبقیۃ رجالہ ثقات [4] اخرج الطبرانی [5] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶۵ وفیہ ابوبکر الہذلی وہو ضعیف۔ اہ [6] واخرجہ البیہقی فی شعب الایمان [7] کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۴۴ [8] واخرج ابونعیم فی المعرفۃ

دی ہے، تب آپؐ نے فرمایا اپنے گھر کے سامان کو لے اور اسے بازار میں ڈال دے جب تیرے پاس کوئی آئے تو اس سے کہنا کہ میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف دی ہے، تب اس پر لعنت ثابت ہو گئی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اسے چاہئے کہ یا تو بھلی بات کہے یا چپ رہے۔[۱]

حضرت[۲] عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے چلے تو آپؐ نے فرمایا آج ہمارے ساتھ وہ نہ جائے جس نے اپنے پڑوسی کو تکلیف دی ہے تو قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار کی جڑ میں پیشاب کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ تو بھی آج میرے ساتھ مت جا۔[۳]

حضرت[۴] مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحابؓ سے دریافت کیا کہ تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اصحابؓ نے عرض کیا حرام ہے، اللہ اور اس کے رسول نے اُسے حرام قرار دیا ہے تو وہ قیامت تک حرام ہے، راوی کہتے ہیں آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اگر کوئی آدمی دس عورتوں سے زنا کرے یہ بابت اس سے آسان ہے کہ اپنے پڑوس کی ایک عورت سے زنا کرے راوی کہتے ہیں اس کے بعد آپؐ نے فرمایا تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا تو وہ حرام ہے آپؐ نے فرمایا آدمی دس گھروں میں چوری کرے یہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنے پڑوسی کی چوری کرے[۵] (ہر چوری اور ہر زنا گناہِ کبیرہ اور قابلِ حد ہے، پڑوسی کے ساتھ ایسا کرنے سے اس کی قباحت میں اور عذابِ آخرت میں دس گنا اضافہ ہو جاتا ہے)

مطرف[۶] بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوذرؓ سے (بالواسطہ) ایک حدیث پہونچی، میں ان کی مُلاقات کا متمنی تھا چنانچہ میں ان سے مِلا اور میں نے عرض کیا مجھے آپ کی جانب سے ایک حدیث پہونچی ہے، اور میں آپ کی مُلاقات کا مُتمنی تھا حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے باپ کے ساتھ سلوک کرے تو مجھ سے

---

۱ کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۴۴ ۲ واخرج الطبرانی فی الاوسط ۳ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۷۰ وفیہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی وہو ضعیف۔اہ ۴ واخرج احمد والطبرانی ۵ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۶۸ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات ۶ واخرج احمد والطبرانی واللفظ لہ

ملا، تو پوچھ لے کیا غرض ہے؟ میں نے عرض کیا ایک حدیث ہے جو مجھے پہونچی ہے کہ حضورؐ نے آپ سے بیان کی ہے، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اللہ عز وجل تین آدمیوں کو محبوب رکھتا ہے اور تین سے بغض، اور میں اپنے متعلق یہ خیال نہیں کرتا کہ حضورؐ سے جھوٹ نقل کروں راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ وہ تین آدمی کون ہیں جن کو اللہ عز وجل دوست رکھتا ہے؟ فرمایا وہ آدمی جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا صبر سے کام لیا اور ثواب کا اُمیدوار رہا لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا، اور تم اس کا تذکرہ اپنے پاس اللہ کی کتاب میں پاتے ہو پھر یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (سورۃ صف رکوع ۱) پ۲۸۔ ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو (خاص طور پر) پسند کرتا ہے جو اس کے راستہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے کہ جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔" میں نے پوچھا اور کون؟ فرمایا ایک وہ آدمی کہ اس کا ایک پڑوسی بُرا ہے جو اسے ستاتا رہتا ہے اس نے اس کی ایذا رسانی پر صبر کیا یہاں تک کہ اللہ پاک نے اس کی طرف سے اس پڑوسی سے بدلہ لیا زندگی میں یا موت میں[1] اس کے بعد احمد اور طبرانی میں پوری روایت نقل کی ہے۔ عبدالرحمن بن قاسمؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کے پاس گذرے وہ اپنے پڑوسی سے جھگڑ رہے تھے آپ نے فرمایا اپنے پڑوسی سے جھگڑا مت کر، یہ باقی رہے گا اور سارے لوگ چلے جائیں گے۔[2]

صالح ہمسفر کا اکرام

حضرت رباح بن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا، آپ نے ہم میں سے ہر تین کو ایک اُونٹ دے رکھا تھا دو سوار رہتے اور ایک اُونٹ کو ہنکا کرلے چلتا، جنگل اور میدان میں تو اسی طرح کرتے اور پہاڑیوں میں ہم سب اُتر جاتے میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے میں پیدل چل رہا تھا

---

[1] قال الہیثمی ج۸ صفحہ ۱۷۱ اسناد الطبرانی واحد اسنادی احمد رجالہ رجال الصحیح وقد رواہ النسائی وغیرہ غیر ذکر الجار۔ [2] واخرج ابن المبارک وابو عبید فی الغریب والخرائطی وعبدالرزاق [3] کذا فی الکنز ج۵ صفحہ ۴۴ [4] اخرج الطبرانی

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے رباح! میں تجھ کو پیدل دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا کہ میں ابھی اونٹنی سے اترا ہوں اور یہ میرے دونوں ساتھی سوار ہوئے ہیں، آپ میرے دونوں ساتھیوں پر گذرے اور انھوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس سے اتر پڑے جب میں ان کے قریب پہونچا ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس اونٹ کے اگلے حصہ پر سوار ہو جائیے اور اسی پر رہیے جب تک کہ تم واپس آؤ، اور میں اور میرا ساتھی نوبت بہ نوبت سوار ہوتے رہیں گے، میں نے پوچھا یہ کس لئے؟ ان دونوں نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم دونوں کا ساتھی بھلا ہے اس کی صحبت میں اس کے ساتھ سلوک کرنا، [1]

لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارنا

حضرت[2] عمرو بن مخراقؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے ایک باوقار آدمی گذرا یہ کھانا کھا رہی تھیں آپ نے اسے بلایا یہ ان کے ہمراہ دستر خوان پر بیٹھ گیا ایک دوسرا آدمی گذرا حضرت عائشہؓ نے اسے ایک ٹکڑا دے دیا حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہمیں حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارنا[3]۔ میمون[4] بن ابی شبیبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل حضرت عائشہؓ کے پاس آیا آپ نے اس کے لئے ایک ٹکڑا دینے کا حکم دیا ایک دوسرا باوقار آدمی آیا تو اسے اپنے دستر خوان پر بٹھالیا حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا ہم کو حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارنا۔ حلیہ[5] میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ کسی سفر میں تھیں آپ نے قریش کو صبح کے کھانے کے لئے طلب کیا ایک مالدار باوقار آدمی آیا آپ نے فرمایا اس کو بلالو، وہ سواری سے اترا اور اس نے کھایا اور چلا گیا اور ایک سائل آیا تو حضرت عائشہؓ نے اس کے لئے ایک ٹکڑے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس مالدار نے ہمارے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا تھا مگر ہم نے اس کے ساتھ وہ کیا جو کیا اور اس فقیر نے سوال

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۴۲ [2] اخرج الخطیب فی المتفق [3] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۲ [4] واخرجہ ایضا ابوداؤد فی السنن وابن خزیمۃ فی صحیحہ والبزار وابو یعلی وابو نعیم فی المستخرج والبیہقی فی الادب والعسکری فی الامثال من طریق میمون بن ابی شبیب [5] ولفظ ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفہ ۳۷۹

کیا ہم نے اس کے لئے اس چیز کا حکم دیا جس سے یہ راضی تھا، اور تحقیق کہ حضورؐ نے ہمیں حکم دیا ہے[1] کہ ہم لوگوں کی ان کی حیثیت کے مطابق قدر کریں) اور یہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کے لئے ایک جوڑا اور سو دینار کا حکم دیا جب ان سے دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق ان کے مرتبہ پر اُتارنا اور یہی اس آدمی کا میرے نزدیک مرتبہ ہے،

مُسلمان کو سلام کرنا

اغر مزنیؓ[2] بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک جریب کھجوروں کا حکم دیا جو ایک انصاری کے پاس تھے اس نے اس بارے میں مجھ سے ٹال مٹول کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر! صبح جاؤ اور اس کے لئے کھجوریں وصول کرو مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے مسجد میں ملنے کا وعدہ کیا جب میں نے صبح کی نماز پڑھی تو میں نے ان کو اسی جگہ پایا جہاں کا انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا ہم دونوں چلے جب حضرت ابوبکرؓ کسی آدمی کو دیکھتے تو دُور ہی سے سلام کرتے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ لوگ تجھ پر فضل کر رہے ہیں؟ سلام کی ابتدا کرنے میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرنے پائے تو ہم جب کوئی آدمی دُور سے آتا دکھائی دیتا تھا اُسے سلام کرنے میں سبقت کرتے تھے اس سے پہلے کہ وہ ہمیں سلام کرے[3] زہرہ بن خمیصہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا جب ہم کسی قوم پر گذرتے حضرت ابوبکرؓ انھیں سلام کرتے اور وہ ہمیں ہمارے سلام سے کہیں زیادہ سلام کا جواب دیتے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آج تو لوگ برابر ہم پر غلبہ لے گئے، اور ایک روایت میں اس طرح ہے لوگوں نے آج کے دِن ہم سے زیادہ خیر جمع کرلی،

---

[1] وقد صحح ہذا الحدیث الحاکم فی معرفۃ علوم الحدیث وکذا غیرہ وتعقب بالانقطاع وبالاختلاف علی راویہ فی رفعہ قال السخاوی وبالجملۃ فحدیث عائشۃ حسن کذا فی شرح الاحیاء للزبیدی ج ۶ صفحہ ۲۶۵ [2] اخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط واحد اسنادی الکبیر رواتہ محتج بہم فی الصحیح [3] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۲۰۶ واخرجہ ایضا البخاری فی الادب صفحہ ۱۴۵ وابن جریر وابو نعیم والخرائطی کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۲ [4] وعند ابن ابی شیبۃ۔

حضرت[1] عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا وہ لوگوں پر گذرتے اور کہتے السلام علیکم، لوگ جواب میں کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا آج تو لوگ ہم سے بہت زیادہ فضیلت لے گئے۔[2]

حضرت[3] امامہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے وعظ کہا اور فرمایا کہ تمھیں ہر معاملہ میں صبر لازم ہے خواہ تمھیں پسند ہو یا برا لگے، صبر بہترین عادت ہے، تمھیں دنیا نے تعجب میں ڈال دیا ہے اور تمھارے لئے اپنے دامن نیچے کر دیئے ہیں اپنے کپڑے پہن لئے ہیں اور اپنے آپ کو مزین کر دیا ہے، اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں کے سامنے میدان میں بیٹھتے اور کہتے ہم (اس لئے یہاں) بیٹھتے ہیں کہ ہم سلام کریں اور ہمیں سلام کیا جائے۔[4]

حضرت[5] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوتے اور ہمارے درمیان میں درخت حائل ہو جاتا پھر جب ہم ملتے تو ہمارا بعض، بعض کو سلام کرتا تھا۔[6] حضرت[7] طفیل بن اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آتے، حضرت ابن عمرؓ انھیں لے کر صبح ہی صبح بازار میں جاتے، طفیلؓ کہتے ہیں کہ جب ہم بازار کی طرف جاتے تو جب وہ کبھی کسی کباڑی پر اور کسی بیچنے والے پر اور کسی مسکین پر اور کسی اور پر گذرتے تو ضرور اسے سلام کرتے، میں نے عرض کیا کہ ہم بازار چل کر کیا کریں آپ نہ خرید و فروخت کرتے ہیں نہ کسی سامان کو پوچھتے ہیں اور نہ کسی سامان کا مول تول کرتے ہیں اور نہ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں طفیلؓ کہتے ہیں اور میں نے کہا یہیں ہمارے ساتھ بیٹھے رہئے ہم بات چیت کریں تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اے پیٹو! اور طفیلؓ بڑے پیٹ والے تھے ہم تو صبح سلام ہی کرنے کے لئے بازار جاتے ہیں جو ملا کرے اسے سلام کر لیا کر اور ایک[8] روایت میں ہے کہ ہم تو سلام ہی کرنے صبح کو جاتے ہیں جو ہمیں ملے ہم سلام کرتے ہیں۔[9]

---

[1] وعند البخاری فی الادب [2] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۵۲ و ۳۵۳ [3] واخرج ابن عساکر [4] کذا فی الکنز ج ۱ صفہ ۱۵۶ [5] واخرج الطبرانی باسناد حسن [6] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۲۰۷ واخرجہ البخاری فی الادب صفہ ۱۴۸ بنحوہ [7] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ [8] واخرجہ مالک عن الطفیل بن اُبی بن کعب بنحوہ [9] کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفہ ۱۴۱ واخرجہ البخاری فی الادب صفہ ۱۴۸ عن الطفیل بن ابی بنحوہ

حضرت[۱] ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ یہ جس شخص سے ملتے اُسے سلام کرتے، اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ کسی نے سلام کرنے میں مجھ پر سبقت کی ہو، مگر ایک یہودی، ایک مرتبہ ان کے لئے ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا، اور وہ اس کی آڑ سے نکلا اور اس نے انہیں سلام کیا تو اس سے حضرت ابو امامہؓ نے پوچھا اے یہودی! تیرا ناس جائے تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے ان سے کہا میں نے دیکھا کہ تم ایسے آدمی ہو جو بکثرت سلام کرتے ہو تو میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ یہ فضیلت کی چیز ہے، میں نے قصد کیا کہ میں بھی اس پر عمل کروں تو اس سے حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا تیرا ناس جائے میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ پاک نے اس سلام کو اپنی اُمّت کے لئے تحیۃ کہا ہے اور اہلِ ذمّہ کے لئے اسے امن بتایا ہے، [۲]

محمد[۳] بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا یہ اپنے گھر واپس جارہے تھے، جب یہ کسی مسلمان پر یا نصرانی پر یا چھوٹے پر یا بڑے پر گذرے تو سلام علیکم، سلام علیکم کہتے ہوئے گذرے اور جب اپنے گھر کے دروازے پر پہونچے ہماری طرف التفات کیا پھر فرمایا اے میرے برادر زادہ! ہم کو حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ ہم آپس میں بکثرت سلام کریں، — بشیر[۴] بن یسارؓ سے روایت ہے کہ کوئی حضرت ابنِ عمرؓ سے پہلے یا جلدی سلام نہیں کرسکتا تھا (یعنی سلام میں یہی پہل کرتے تھے)

سلام کا جواب دینا

حضرت[۵] سلمانؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ، آپؐ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اس نے

---

[۱] واخرج الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۳۳ رواہ الطبرانی عن شیخہ بکر بن سہل الدمیاطی ضعفہ النسائی وقال غیرہ مقارب الحدیث۔ انتہی [۳] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۶ صفہ ۱۱۲ [۴] وعند البخاری فی الادب صفہ ۱۴۵ [۵] اخرج الطبرانی

کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس کے لئے جواب میں حضورؐ نے فرمایا وعلیک، تو اس آدمی نے کہا یارسول اللہ! آپ کے پاس فلاں اور فلاں آیا تو آپ نے ان دونوں کے سلام کا جواب اس سلام سے افضل دیا جو مجھے دیا تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا تو نے کچھ چھوڑا ہی نہیں تو ہوتا اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (سورۂ نساء رکوع ۱۱)

ترجمہ: "اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس سلام سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو" پس میں نے تجھ کو سلام کا جواب دیا۔[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عائشہؓ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہہ رہے ہیں میں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور میں نے اور زیادہ کہنے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا سلام یہیں تک ختم ہوچکا، تو حضرت جبریلؑ نے کہا رحمۃ اللہ وبرکاتہ، علیکم اہل البیت![2][3]

حضرت ثابت بنانیؒ، حضرت انسؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو حضرت سعدؓ نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سنا آپ نے تین مرتبہ سلام کیا اور تینوں مرتبہ حضرت سعدؓ نے سلام کا جواب دیا اور آپ کو سنانا نہیں چاہا (یعنی بہت آہستہ سے جواب دیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آپ کے پیچھے حضرت سعدؓ چلے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں آپ نے کوئی سلام نہیں کیا کہ میرے کان میں نہ پہونچا ہو، اور میں نے ہر سلام کا جواب دیا لیکن آپ کو سنانا نہیں چاہا میں نے پسند کیا کہ میں آپ کے سلام اور برکت سے کثرت حاصل کروں، اس کے بعد آپؐ کو اپنے مکان کے اندر لے گئے اور آپؐ کے سامنے روغنِ زیتون پیش کیا، آپؐ نے کھایا جب آپؐ فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا تمہارا کھانا بھلے کھائیں اور تمہارے لئے ملائکہ دعائے رحمت کریں اور

---

[1] قال الہیثمی ج۸ صفہ ۳۳ فیہ ہشام بن لاحق قواہ النسائی وترک احمد حدیثہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی،
[2] واخرج الطبرانی فی الاوسط [3] قال الہیثمی ج۸ صفہ ۳۳ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح وہو فی الصحیح باختصار۔ انتہی [4] واخرج احمد

تمھارے پاس روزہ دار افطار کریں۔[1]

حضرت[2] انس رض فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی زیارت کرتے جب آپ انصار کے گھروں کی طرف آتے تو انصار کے بچے آپ کے گرد جمع ہو جاتے آپ ان کے لئے دُعا فرماتے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور انھیں سلام کرتے، چنانچہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کے دروازہ پر آئے اور ان کو سلام کیا اور کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حضرت سعدؓ نے سلام کا جواب دیا اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنانا نہ چاہا یہاں تک کہ آپؐ نے تین مرتبہ سلام کیا اور آپؐ تین مرتبہ سے زیادہ سلام نہ کرتے تھے اگر آپؐ کو اجازت مل جاتی تو فبہا ورنہ آپؐ واپس چلے آتے، پس واپس چل دیئے۔[3]

محمد[4] بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس سے گُذرے، انھیں سلام کیا حضرت عثمانؓ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا تو یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اس بات کی ان سے شکایت کی، حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا کہ تھیں کیا مانع پیش آیا کہ تم نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ عرض کیا خدا کی قسم: میں نے نہیں سُنا اور میں اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا اپنے جی سے کیا بات کر رہے تھے؟ عرض کیا شیطان کے خلاف، اس نے میرے جی میں کچھ باتیں ڈال دی تھیں، میں نہیں پسند کرتا کہ ان باتوں کا تذکرہ کروں اگرچہ میرے لئے اس کے عوض میں جو کچھ روئے زمین پر ہے سب مل جائے، جس وقت شیطان نے میرے جی میں وہ باتیں ڈالیں میں نے اپنے جی میں کہا اے کاش! کہ میں حضورؐ سے دریافت کر لیتا جو مجھے ان باتوں سے نجات دیتی جو شیطان میرے جی میں ڈالتا ہے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے حضورؐ سے اس چیز کی شکایت کی اور آپؐ سے پوچھا کہ کیا چیز مجھے ان باتوں سے نجات دے گی جو شیطان میرے نفس میں ڈالتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا تمھیں اس بات سے نجات وہ چیز دے گی کہ تم مثل اسی چیز کے کہو جس کے کہنے کا اپنے چچا کو مرتے وقت میں نے حکم دیا تھا اور اس نے نہیں کہا۔[5] (یعنی لا الٰہ الا اللہ)

---

[1] ورویٰ ابوداوٗد بعضہ [2] ورواہ البزار [3] فذکر نحوہ ورجالہا رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۸ صہ ۳۴ [4] واخرج ابویعلی [5] کذا فی الکنز ج ۱ صہ ۲۴۷ وقال قال البوصیری فی زوائد العشرۃ سندہ حسن

ابن سعدؒ میں حضرت عثمانؓ سے اس سے بھی زیادہ طویل روایت نقل کی ہے اُس میں اس طرح ہے تو حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا آپ کو تعجب نہیں؟ میرا حضرت عثمانؓ پر گذر ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، حضرت ابوبکرؓ اٹھے اور حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے عثمان! میرے پاس تمہارے بھائی (عمرؓ) نے آکر یہ بات کہی ہے کہ وہ تمہارے پاس سے گذرے اور تمہیں سلام کیا اور تم نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! میں نے ایسا نہیں کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک! خدا کی قسم! تم نے ایسا ہی کیا ہے کہ تم نے سلام کا جواب نہیں دیا، لیکن اے بنی اُمیہ! یہ تو تمہارا کبر ہے، میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو نہ آپ کے گذرنے کی اطلاع ہوئی اور نہ اس بات کی کہ آپ نے مجھے سلام کیا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا، خدا کی قسم! تمہارے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ تم کسی فکر اور سوچ کی وجہ سے ان کے سلام کا احساس نہ کر سکے، حضرت عثمانؓ کہتے ہیں میں نے کہا جی ہاں، حضرت ابوبکرؓ نے کہا تمہیں کیا فکر ہے؟ میں نے عرض کیا حضور وفات دیئے گئے اور میں آپؐ سے اس اُمت کی نجات کے بارے میں نہ پوچھ سکا کہ وہ کس چیز میں ہے، اور اسی کا تذکرہ میں اپنے جی میں کر رہا تھا اور اپنی اس کمی یعنی نہ پوچھنے پر تعجب کر رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں حضورؐ سے اس کو پوچھ چکا ہوں اور آپؐ مجھے وہ بتا چکے ہیں حضرت عثمانؓ نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے آپؐ سے پوچھا تھا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! اس اُمت کی نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور میرے چچا نے اس کو رد کر دیا تھا پس وہی کلمہ اس اُمت کے لئے نجات ہے، اور وہ کلمہ جس کو حضورؐ نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اس بات کی گواہی دینی ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

لہ واخرجہ ابن سعد ج ۲ صہ ۳۱۲

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ پر مسجد میں گذرا میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے مجھے اچھی طرح سے دیکھ لیا اور پھر میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آیا اور میں نے دو مرتبہ عرض کیا اے امیر المومنین! کیا اسلام میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کوئی بات نہیں مگر یہ کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس ابھی مسجد میں گذرا میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے نگاہ بھر کر اچھی طرح دیکھ لیا اور میرے سلام کا جواب نہیں دیا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس آدمی بھیجا اور انھیں بُلایا اور ان سے کہا تمھیں کیا مانع پیش آیا کہ تم نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا، حضرت سعدؓ کہتے ہیں میں نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے ایسا ہی کیا ہے، حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ وہ بھی قسم کھا گئے اور میں نے بھی قسم کھائی، حضرت سعدؓ کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو یاد آیا انھوں نے کہا ہاں، بے شک جو تم نے کہا وہی ٹھیک ہے اور میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کا طالب ہوں بے شک تم ابھی ابھی میرے پاس سے گذرے تھے اور میں اپنے جی میں اس کلمہ کے بارے میں غور کر رہا تھا جس کو میں نے حضورؐ سے سُنا تھا، خدا کی قسم! جب کبھی میں اس کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھ اور دل پر ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے، حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں تمھیں اس کلمہ کو بتاتا ہوں بے شک حضورؐ نے ہم لوگوں سے جب پہلی مرتبہ آپؐ نے دعوت دی تھی تذکرہ کیا تھا اتنے میں آپؐ کے پاس ایک اعرابی آگیا تھا آپؐ اس کی طرف مشغول ہو گئے یہاں تک کہ آپؐ کھڑے ہوئے اور میں آپؐ کے پیچھے چلا، جب میں نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ آپؐ مجھ سے پہلے اپنے مکان میں چلے جائیں گے میں نے زمین پر اپنے قدم پٹکے تو آپؐ نے التفات فرمایا اور دریافت کیا یہ کون ہے؟ ابو اسحاق ہے؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے دریافت کیا کیا بات ہے؟ میں نے کہا واللہ قسم! کوئی بات نہیں مگر آپؐ نے ہم لوگوں سے پہلی مرتبہ جو دعوت دی تھی ایک بات کا تذکرہ کیا تھا، پھر آپ کے پاس ایک اعرابی آگیا اس نے آپ کو مشغول کر لیا آپ نے فرمایا وہ حضرت ذوالنون کی دُعا ہے جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۂ انبیاء رکوع ۶)

؎ واخرج احمد

ترجمہ:۔ "آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں، میں بے شک قصور وار ہوں"۔ پس تحقیق کہ بات یہ ہے کہ جب کبھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی معاملہ میں اس کلمہ کے ساتھ دُعا کرتا ہے تو اللہ پاک اس کی دُعا قبول فرماتا ہے۔[1]

سلام بھیجنا

ابو البختریؒ[2] کہتے ہیں حضرت اشعث بن قیسؓ اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس ایک قلعہ میں جو مدائن کے اطراف میں تھا آئے ان دونوں نے انھیں سلام اور تحیہ کیا، (یعنی حیاک اللہ کے ساتھ دُعا دی کہ تمہیں اللہ زندہ رکھے) اس کے بعد ان دونوں نے پوچھا کیا آپ ہی سلمان فارسیؓ ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، ان دونوں نے کہا کیا آپ حضورؐ کے ساتھی ہیں؟ حضرت سلمانؓ نے کہا میں نہیں جانتا تو ان دونوں کو شک ہوا اور ان دونوں نے کہا شاید یہ وہ سلمانؓ نہیں جن کا ہم ارادہ کر رہے ہیں حضرت سلمانؓ نے ان دونوں سے کہا میں وہی تمھارا صاحب ہوں جس کا تم دونوں ارادہ کر رہے ہو، میں نے حضورؐ کو دیکھا ہے اور آپؐ کی صحبت اختیار کی ہے لیکن آپؐ کا ساتھی وہ ہے جو آپؐ کے ساتھ جنت میں داخل ہوا، تم بتاؤ کہ تم دونوں کی کیا حاجت ہے؟ ان دونوں نے کہا ہم تمھارے اس بھائی کے پاس سے آئے ہیں جو مُلکِ شام میں ہیں انھوں نے پوچھا وہ کون؟ ان دونوں نے کہا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ، تب انھوں نے کہا ان کا وہ ہدیہ کہاں ہے جو تم دونوں کو دے کر بھیجا ہے؟ ان دونوں نے کہا ہمارے ساتھ کوئی ہدیہ نہیں بھیجا، حضرت سلمانؓ نے کہا تم دونوں اللہ سے ڈرو اور امانت ادا کرو میرے پاس آج تک ان کی جانب سے کوئی نہیں آیا مگر اپنے ساتھ ہدیہ لایا ہے، ان دونوں نے کہا آپ اس قضیہ کو ہمارے اوپر بڑھائیے نہیں، ہمارے لئے بہت مال ہے جو چاہیں آپ اس میں حکم کریں، حضرت سلمانؓ نے کہا میں تم دونوں کے مال کا ارادہ نہیں رکھتا لیکن اس ہدیہ کا ارادہ رکھتا

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ٦٨ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح غیر ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص وہو ثقۃ۔ وروی الترمذی طرفا من آخرہ۔ انتہی واخرجہ ایضا ابو یعلی والطبرانی فی الدعاء وصحح عن سعد بن ابی وقاص نحوہ کما فی الکنز ج ۱ صفحہ ۲۹۸
[2] اخرج الطبرانی

ہوں جو تم دونوں کے پاس ہے ان دونوں نے کہا خدا کی قسم! ہمارے ساتھ انہوں نے کچھ نہیں بھیجا مگر انھوں نے ہم سے کہا کہ تم میں ایک آدمی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو پھر اُن کے علاوہ کسی کی تلاش نہ کرتے جب تم دونوں ان کے پاس جانا تو میرا ان سے سلام کہنا، حضرت سلمانؓ نے فرمایا پھر اور کون سے ہدیے کا اس کے سوا میں تم دونوں سے مطالبہ کر رہا تھا، اور کون سا ہدیہ سلام سے افضل ہو گا جو اللہ کی طرف سے تحیۃ اور مُبارک اور اچھا ہے، [۱]

مُصافحہ اور مُعانقہ

حضرت جندبؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحابؓ سے ملتے تو جب تک انھیں سلام نہیں کر لیتے ان سے مصافحہ نہیں کرتے تھے، [۳]

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ ان سے کسی کہنے والے نے کہا، میرا ارادہ ہے کہ میں آپ سے ایک حدیث حضورؐ کی حدیثوں میں سے دریافت کروں انھوں نے فرمایا تو اس وقت میں تم سے حضورؐ کی حدیث بیان کروں گا مگر یہ کہ کوئی راز کی بات ہو، فرمایا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے مُصافحہ کرتے تھے جب تم حضورؐ سے ملتے؟ فرمایا کہ میں نے کبھی آپؐ سے مُلاقات نہیں کی مگر مجھ سے مُصافحہ کیا، [۵]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہؓ سے ملے آپؐ نے ان سے مصافحہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت حذیفہؓ علیحدہ ہٹے اور عرض کیا کہ میں جُنبی ہوں (یعنی مجھے حاجتِ غسل ہے) تو آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے مُصافحہ کرتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح کہ درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں، [۶]

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۴۰ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح غیر یحیٰی بن ابراہیم المسعودی وہو ثقۃ۔ انتہی واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۰۱ عن ابی البختری مثلہ [۲] اخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۳۶ رواہ الطبرانی وفیہ من لم اعرفہم۔ انتہی [۴] واخرج احمد والرویانی [۵] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۴۲ [۶] واخرج البزار [۶] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۳۷ وفیہ مصعب بن ثابت وثقہ ابن حبان وضعفہ الجمہور

حضرت انسؓ[۱] فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمارا بعض بعض کے لئے جُھک سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا کیا ہمارا بعض بعض سے مُعانقہ کر سکتا ہے، آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کیا ہمارا بعض بعض سے مصافحہ کر سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں[۲]۔

حضرت انسؓ[۳] فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا جب ہم میں سے ایک بھائی اپنے بھائی یا دوست سے ملے کیا اس کے لئے جُھک جائے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، پوچھا کیا اسے چمٹالے اور اس کا بوسہ لے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اس نے دریافت کیا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مُصافحہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں[۴]۔ رزین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس قول کے بعد کہ کیا اس کا بوسہ لے اور اسے چمٹائے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ سفر سے آیا ہو[۵]۔

حضرت عائشہؓ[۶] فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ آئے اور حضورؐ میرے گھر میں تھے وہ آپؐ کی خدمت میں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، حضورؐ ان کی طرف لپکے آپؐ ننگے بدن تھے اور اپنا کپڑا کھینچ رہے تھے خدا کی قسم! میں نے حضورؐ کو ننگے بدن نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد، آپؐ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کا بوسہ لیا[۷]۔

حضرت انسؓ[۸] فرماتے ہیں کہ جب اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں ملتے تو ایک دُوسرے سے معانقہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے[۹]۔

حضرت حسنؓ[۱۰] فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے بھائیوں میں سے ایک آدمی کا رات میں تذکرہ کرتے تو فرماتے یا طولہا "اے رات کی درازی" جب نمازِ فرض سے فارغ ہوتے تو آپ کی گرانی اور بڑھ جاتی پس جب اُس سے ملتے معانقہ کرتے اور اسے چمٹا لیتے[۱۱]۔ حضرت عروہؓ[۱۲] فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام آئے

۱؎ واخرج الدار قطنی وابن ابی شیبۃ ۲؎ کذا فی الکنز ج۵ صفہ ۵۴ ۳؎ وعند الترمذی ج۲ صفہ ۹۷ ۴؎ قال الترمذی ہذا حدیث حسن ۵؎ کما فی جمع الفوائد ج۲ صفہ ۱۴۲ ۶؎ واخرج الترمذی ج۲ صفہ ۹۷ ۷؎ قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب ۸؎ واخرج الطبرانی ۹؎ قال الہیثمی ج۸ صفہ ۳۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی، ۱۰؎ واخرج المحاملی ۱۱؎ کذا فی الکنز ج۵ صفہ ۴۲ ۱۲؎ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج۱ صفہ ۱۰۱

تو عام لوگ اور اس سرزمین کے سر برآوردہ آپ سے ملے حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے پوچھا وہ کون؟ فرمایا حضرت ابو عبیدہؓ، لوگوں نے عرض کیا کہ ابھی آپ کے پاس آتے ہیں جب وہ آپ کے پاس آئے تو حضرت عمرؓ گھوڑے سے اُترے اور ان سے معانقہ کیا پھر پوری حدیث بیان کی جو آگے آئے گی،

مسلم کا ہاتھ و پیر اور سر چومنا

شعبی[1] سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام خیبر سے واپس ہوئے آپ سے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ ملے، حضورؐ نے انھیں چمٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا میں نہیں جان سکا کہ ان دونوں باتوں میں سے کس سے میں زیادہ خوش ہوا، جعفرؓ کے آنے سے یا خیبر کی فتح سے، دوسری روایت[2] میں ہے کہ آپؐ نے انھیں چمٹایا اور ان سے معانقہ کیا،

حضرت[3] سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا کہ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوا ہوں تو ہم سننے والوں نے انکا یہ ہاتھ چوما اور انھوں نے اس بات سے انکار نہیں کیا،[4]

حضرت[5] ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے حضورؐ کے ہاتھ چومے،

حضرت[6] عمرؓ نے حضورؐ کا بوسہ لیا اور موصل کے رہنے والے سے بتایا کہ بڑی نرمی کے ساتھ بوسہ لیا،[7]

حضرت[8] کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب ان کے عذر کے بارے میں آیۃ اُتری تو یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور اسے چوما،[9]

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۳ [2] واخرج الطبرانی فی الاوسط [3] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۲ رجالہ ثقات وفی الصحیح منہ البیعۃ ۔اھ۔ [4] واخرج ابو یعلی قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۲ وفیہ یزید بن ابی زیاد وہو لین الحدیث وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ۔انتہی [5] وذکر فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۴۳ ۔اھ [6] واخرجہ ابو داؤد عن ابن عمرؓ بسند حسن کما قال العراقی ج ۲ صفحہ ۱۸۱ [7] واخرج الطبرانی [8] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۲ وفیہ یحیی بن عبد الحمید الحمانی وہو ضعیف ۔اھ۔ واخرجہ ابو بکر بن المقری فی کتاب الرخصۃ فی تقبیل الید بسند ضعیف قالہ العراقی ج ۲ صفحہ ۱۸۱

حضرت ابی رجاء عطاردیؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہیں اور ان کے وسط میں ایک آدمی ہے جو دُوسرے آدمی کے سَر کو چوم رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں آپ پر قربان جاؤں اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا میں نے دریافت کیا کہ بوسہ لینے والا کون ہے؟ اور جس کا بوسہ لیا گیا یہ کون ہے؟ بتانے والے نے بتایا کہ یہ حضرت عمرؓ ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سَر چوم رہے ہیں، ان مُرتدین کے قتل کے بارے میں جنھوں نے ادائگیٔ زکوٰۃ کو منع کر دیا تھا، [۱]

حضرت وازع بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ ہم آئے اور ہم سے کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہم نے آپؐ کے ہاتھ اور پیر پکڑ لئے اور ان کا بوسہ لیا، —— مزیدہ عبدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اشجؓ پیدل چل کر آئے اور حضورؐ کا دستِ مُبارک پکڑا اور اس کا بوسہ لیا تو حضورؐ نے فرمایا سُن لے تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول محبوب رکھتا ہے انھوں نے دریافت کیا کیا وہ ایسی عادتیں ہیں کہ جن کو میں نے فطرۃً اختیار کیا ہے یا وہ میرے ساتھ پیدا کی گئی ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں اتمھارے ساتھ نہیں پیدا کی گئیں، بلکہ تم نے اُسے فطرۃً اختیار کیا ہے انھوں نے کہا تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس نے میری فطرت اس کام کے لئے بنائی جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے،

حضرت تمیم بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ مُلک شام تشریف لائے ان کا استقبال حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کیا حضرت عمرؓ سے مُصافحہ کیا ان کا ہاتھ چُوما اس کے بعد دونوں تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگے، حضرت تمیمؒ کہا کرتے تھے کہ ہاتھ کا چُومنا سُنّت ہے

حضرت یحییٰ بن حارثؒ زماری فرماتے ہیں کہ میں حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے ملا اور میں نے پُوچھا کیا آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے؟ انھوں نے فرمایا ہاں، میں نے کہا تو آپ اپنے ہاتھ میری طرف کیجئے تاکہ میں ان کا بوسہ لُوں، چنانچہ انھوں نے اپنے ہاتھ میری طرف کئے اور میں نے ان کا بوسہ لیا، [۵]

حضرت یونس بن میسرہؒ فرماتے ہیں کہ ہم یزید بن اسودؓ کے پاس عیادت کے لئے

---

[۱] واخرج ابن عساکر [۲] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۵۰ [۳] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۴۴ عن ام ابان ابنۃ الوازع عن جدہا [۴] وعند ایضا فی الادب صفحہ ۸۶ [۵] واخرج عبدالرزاق والخرائطی فی مکارم الاخلاق والبیہقی وابن عساکر [۶] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۴ [۷] واخرج الطبرانی [۸] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۴ [۹] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۳۰۶

گئے اتنے میں ان کے پاس حضرت واثلہ بن اسقعؓ تشریف لائے اور جب یزیدؓ نے ان کی طرف دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرہ اور اپنے سینہ پر پھیرا، اس لئے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت واثلہؓ نے یزیدؓ سے کہا اے یزید! تیرا اپنے رب کے متعلق کیا گمان ہے؟ یزیدؓ نے کہا اچھا گمان ہے تو حضرت واثلہؓ نے فرمایا تمھارے لئے بشارت ہے اس لئے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ پاک فرماتا ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ترجمہ: "میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں"۔ اگر میرے ساتھ بھلا گمان رکھتا ہے تو اس کے لئے بھلائی ہے اور اگر شر کا گمان رکھے تو اس کے لئے شر ہے"۔

حضرت[1] عبدالرحمٰن بن رزینؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا مقام ربذہ پر گذر ہوا ہم سے کہا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوعؓ ہیں ہم آپ کے پاس آئے اور ہم نے انھیں سلام کیا انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے اور فرمایا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ان کی ہتھیلیاں بڑی موٹی موٹی تھیں جیسے کہ اُونٹ کے پیر کے نیچے کا حصہ ہوتا ہے، ہم ان کے ہاتھ کی طرف لپکے اور ہم نے اس کا بوسہ لیا[2]۔ حضرت[3] ثابتؒ نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں تو انھوں نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ حضرت[4] صہیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ کے ہاتھ اور ان کے پیروں کو چومتے تھے۔

مسلمان کے لئے کھڑا ہونا

حضرت[5] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو و کلام میں اور نشست و برخاست میں زیادہ مشابہت رکھتا ہو جتنا کہ حضرت فاطمہؓ آپؐ سے مشابہت رکھتی تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انھیں سامنے سے آتا ہوا دیکھتے آپؐ

---

[1] واخرج البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۱۴۴ [2] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۳۹ عن عبدالرحمٰن بن زید العراقی نحوہ [3] واخرج البخاری ایضاً فی الادب صفحہ ۱۴۴ عن ابن جدعان [4] واخرج البخاری ایضاً فی الادب صفحہ ۱۴۴ [5] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۴۸

ان کے لئے مرحبا کہتے اور کھڑے ہو جاتے اور ان کا بوسہ لیتے، پھر ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو لاتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے، خود حضور علیہ السلام جب ان کے پاس تشریف لے جاتے یہ آپ کو مرحبا کہتیں آپ کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا بوسہ لیتیں، حضرت فاطمہ رضی حضور کے اس مرض میں تشریف لائیں جس میں کہ آپ کی وفات ہوئی آپ نے مرحبا کہا، اور ان کا بوسہ لیا، اور ان سے سرگوشی کی تو یہ رو پڑیں دوبارہ پھر ان کے کان میں کچھ کہا تو یہ ہنس دیں، میں نے عورتوں سے کہا کہ میں خیال کیا کرتی تھی کہ اس عورت (یعنی حضرت فاطمہ رضی) کے لئے تمام عورتوں پر فضیلت ہے، یہ تو ان عورتوں میں سے نکلیں کہ ابھی ابھی رو رہی تھیں اور ابھی ابھی ہنسنے لگیں، تو میں نے حضرت فاطمہ رضی سے پوچھا کہ تم سے آپ نے کیا کہا تھا؟ انھوں نے فرمایا اگر میں بتا دوں گی تو میں راز کی فاش کرنے والی ہو جاؤں گی جب حضور کی وفات ہو چکی، تو حضرت فاطمہ رضی نے بتایا کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی کی تو فرمایا کہ میں عنقریب وفات پانے والا ہوں یہ سن کر میں رو دی تھی، دوبارہ پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کہ تو میرے اہل میں سے سب میں پہلے مجھ سے ملے گی، اس وجہ سے میں خوش ہو گئی تھی، اور اس بات نے مجھے تعجب میں ڈالا تھا، [۱]

حضرت ہلال رضی[۲] فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لاتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے جب تک کہ آپ گھر میں تشریف نہ لے جاتے، [۳]

حضرت ابو امامہ رضی[۴] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے ہم آپ کے لئے کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا تم کھڑے نہ ہو جس طرح کہ عجمی لوگ بعض، بعض کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں [۵]

حضرت عبادہ بن صامت رضی[۶] فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی نے، اللہ ان پر رحم کرے فرمایا کھڑے ہو، تاکہ ہم حضور کے پاس اس منافق کے بارے میں استغاثہ دائر کریں، آپ نے فرمایا کسی اور کے لئے کھڑا نہیں ہوا جاتا صرف اللہ کے لئے کھڑا ہوا جاتا ہے، [۶]

---

[۱] واخرج البزار[۲] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۲ ہکذا وجدتہ فیما جمعتہ ولعلہ عن محمد بن ہلال عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی وہو الظاہر فان ہلالاً تابعی ثقۃ او ان محمد بن ہلال بن ابی ہلال عن ابیہ عن جدہ وہو بعید ورجال البزار ثقات، انتہی [۳] واخرج ابن جریر [۴] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۵ واخرجہ ابو داؤد مثلہ کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۴۳ [۵] واخرج احمد [۶] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۰ وفیہ راو لم یسم وابن لہیعۃ، اھ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو جتنی محبوب حضور علیہ السلام کی زیارت تھی کسی دوسرے کی نہ تھی (اس کے باوجود) حضرات صحابہؓ جب آپؐ کو دیکھتے تو آپؐ کے لئے اس لئے نہ کھڑے ہوتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ کو یہ بات پسند نہیں۔[۲]

حضرت نافعؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اس بات سے منع کر دیا تھا کہ کوئی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اُٹھائے اور پھر وہاں بیٹھے، اور حضرت ابن عمرؓ کے لئے اگر کوئی آدمی اپنے بیٹھنے کی جگہ چھوڑ کر کھڑا ہوتا تو یہ اس جگہ نہ بیٹھتے تھے۔[۴]

حضرت ابو خالد والبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ہماری طرف تشریف لائے اور ہم سب کھڑے ہو کر ان کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آئیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمھیں کس لئے کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں؟

ابو مجلزؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نکلے اور حضرت عبداللہ بن عامرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن عامرؓ تو کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن زبیرؓ بیٹھے رہے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان دونوں میں زیادہ پائے کے آدمی تھے، حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے لئے اللہ کے بندے تعظیماً کھڑے ہوں ایسے شخص کو اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیئے،

مُسلم کے لئے جگہ سے ہٹنا

حضرت واثلہ بن خطاب قرشیؒ فرماتے ہیں ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا تنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس کے لئے آپؐ اپنی جگہ سے ذرا سے ہٹے، آپؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جگہ تو کافی ہے، آپؐ نے فرمایا مومن کے لئے حق ہے کہ جب اس کو

---

[۱] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۱۳۸ [۲] واخرجہ الترمذی وصححہ کما قال العراقی فی تخریج الاحیاء والامام احمد وابو داؤد کما فی البدایۃ ج۶ صفہ ۵ [۳] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۱۶۹ [۴] واخرج ابن سعد ج۴ صفہ ۱۲۰ عن نافع عن ابن عمرؓ مختصرا علی فعلہ [۵] واخرج ابن سعد ج۶ صفہ ۲۸ [۶] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۱۴۴ [۷] اخرج البیہقی وابن عساکر

اس کا بھائی دیکھے تو یہ اُس کے لئے سَرک جائے، [۱]

حضرت[۲] واثلہ بن اسقع رض فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا حضور تن تنہا تشریف فرما تھے آپ اسے دیکھ کر جگہ سے ہٹے تو اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جگہ تو بہت کافی ہے، حضور نے فرمایا مُسلمان کا کچھ حق ہے [۳]۔ اکرام اہلبیت میں یہ روایت پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی رض کے لئے اپنی جگہ سے کسی قدر ہٹے اور فرمایا اے ابو الحسن! یہاں تشریف رکھئے لیکن حضرت علی رض ان کے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیٹھ گئے،

پاس بیٹھنے والے کا اِکرام

کثیر[۴] بن مُرہ رض فرماتے ہیں کہ میں جُمعہ کے دِن مسجد میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رض ایک حلقہ میں پَیر پھیلائے ہوئے بیٹھے ہیں مجھے دیکھ کر انھوں نے اپنے دونوں پَیر سمیٹ لئے اور مجھ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے دونوں پَیر کِس لئے پھیلا رکھے تھے؟ اس لئے کہ کوئی بھلا آدمی آئے اور اس جگہ بیٹھے، محمد بن عباد بن جعفر رض فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رض نے فرمایا کہ لوگوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ اکرام میرا ہمنشین ہے اور ابنِ ابی رض ملیکہ حضرت ابنِ عباس رض سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ اکرام کے قابل میرا ہمنشین ہے اگرچہ لوگوں کی گردن پھلانگ کر میرے پاس بیٹھ جائے

مُسلم کے اعزاز کو قبول کرنا

حضرت[۵] ابو جعفر رض کہتے ہیں کہ حضرت علی رض کے پاس دو آدمی آئے، حضرت علی رض نے ان دونوں کے لئے گدّا بچھا دیا ایک گدّے پر بیٹھ گیا اور دُوسرا زمین پر، حضرت علی رض نے اس سے جو زمین پر بیٹھا تھا فرمایا، اُٹھ اور گدّے پر بیٹھ، اس لئے کہ خاطر تواضع کا اِنکار سوائے گدھے کے اور کوئی نہیں کرتا ہے، [۵]

---

[۱] کذا فی الکنز: ج۵ صفحہ ۵۵ [۲] وعند الطبرانی [۳] قال الھیثمی: ج۸ صفحہ ۴۰ رجالہ ثقات الا ان ابا عمیر عیسیٰ بن محمد بن النحاس لم اجد لہ سماعا عن ابی الاسود واللہ اعلم انتہی [۴] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۶۷ [۵] اخرج ابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق،
[۵] کذا فی الکنز: ج۵ صفحہ ۵۵

مسلم کے راز کی حفاظت

حضرت[1] عمرؓ فرماتے ہیں کہ میری بیٹی حضرت حفصہؓ بیوہ ہوگئی، خُنیس بن حذافہ سہمیؓ کی وفات سے، یہ خُنیسؓ، حضورؐ کے صحابیؓ ہیں غزوۂ بدر میں شریک تھے، مدینہ میں ان کی وفات ہوئی، تو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا، اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنتِ عمرؓ کی شادی آپ سے کردوں انھوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، میں چند راتیں اسی طرح رہا کہ اُس سے حضورؐ نے منگنی کی اور میں نے اس کا نِکاح آپؐ سے کردیا اس کے بعد مجھ سے حضرت ابوبکرؓ ملے اور مجھ سے فرمایا شاید کہ تم خفا ہوگئے ہوگے جب تم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کے بارے میں مجھ سے کہا تھا اور میں نے تمھیں کوئی جواب نہیں دیا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے کہا جی ہاں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس وقت تم نے میرے سامنے وہ معاملہ پیش کیا تھا مجھے کسی اور بات نے جواب دینے سے منع نہیں کیا بجز اس کے کہ میں نے حضورؐ سے سُنا تھا کہ آپؐ حفصہؓ کا تذکرہ فرمارہے تھے، اور میں آپؐ کے راز کو فاش کرنے والا نہیں تھا اور اگر آپؐ اُس سے نکاح نہ کرتے تو میں نکاح کر لیتا۔[2]

حضرت[3] انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضورؐ کی خدمت کی جب میں نے دیکھا کہ میں آپؐ کی خدمت سے فارغ ہوگیا تو میں نے اپنے دِل میں کہا کہ حضورؐ قیلولہ فرمائیں گے تو میں آپؐ کے پاس سے نِکلا میں نے دیکھا کہ چند بچے کھیل رہے ہیں میں کھڑا ہوگیا اور ان کے کھیل کو دیکھنے لگا، اتنے میں حضورؐ تشریف لائے اور ان کی طرف پہونچے اور انھیں سلام کیا پھر مجھے بُلایا اور مجھے ایک کام کے لئے بھیج دیا، پس گویا کہ وہ بات آج بھی میرے مُنہ میں ہے کہ میں آپؐ کی خدمت میں آیا اور مجھے اپنی ماں کے پاس پہونچنے میں دیر ہوگئی تو میری ماں نے پوچھا تجھے کس چیز نے روکا ہے؟

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۶ [2] و اخرجہ ایضاً احمد و ابن سعد والبخاری والنسائی والبیہقی وابو یعلی وابن حبان مع زیادۃ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۲۰ [3] و اخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۱۶۹

عرض کیا کہ حضورؐ نے ایک ضرورت کے لئے مجھے بھیجا تھا ماں نے دریافت کیا وہ کیا کام تھا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ حضورؐ کی ایک راز کی بات تھی تو میری ماں نے فرمایا حضورؐ کے راز کی بات کی اپنے پاس حفاظت رکھنا چنانچہ میں نے اُس حاجت کو مخلوق میں سے کسی سے نہیں بیان کیا (اور میں نے اپنی ماں سے کہا) اگر میں اس راز کو بیان کرنے والا ہوتا تو تم سے بیان کرتا۔[۱]

یتیم کا اکرام کرنا

حضرت[۲] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دِل کی سختی کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر۔[۳]

حضرت[۴] ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور اس نے اپنی قساوتِ قلبی کی شکایت کی، آپؐ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تجھ میں نرم دلی پیدا ہو؟ اور تیری حاجات پُوری ہوتی رہیں؟ یتیم پر رحم کیا کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر، اپنے کھانے سے اُسے کھانا کھلا تیرے دِل میں نرمی پیدا ہوگی اور تیری حاجت روائی ہوتی رہے گی۔[۵]

حضرت[۶] بشیر بن عقربہ جہنیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ سے غزوۂ اُحد میں مِلا، میں نے آپؐ سے دریافت کیا میرے باپ کا کیا حال ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ شہید ہو گئے ان پر خُدا کی رحمت ہو یہ سُن کر میں رو پڑا آپؐ نے مجھے لیا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور اپنے ساتھ سواری پر بِٹھایا اور فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں؟ اور عائشہؓ تیری ماں ہو جائے؟[۷]

---

[۱] واخرجہ ایضا فی صحیحہ و مسلم عن انسؓ بنحوہ مختصرا کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفہ ۲۱۴۸ [۲] اخرج احمد [۳] قال الهیثمی ج ۸ صفہ ۱۶۰ رجالہ رجال الصحیح ۔ اہ [۴] و عند الطبرانی [۵] وفی اسنادہ من لم یسم و بقیۃ مدلس کما قال الهیثمی ج ۸ صفہ ۱۶۰ [۶] واخرج البزار [۷] قال الهیثمی ج ۸ صفہ ۱۶۱ وفیہ من لایعرف۔ اہ ، واخرجہ البخاری فی تاریخہ عن بشیر بن عقربۃ نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۱۵۳ وابن مندہ وابن عساکر اطول منہ کما فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۴۶

باپ کے دوست کا اکرام

حضرت[1] ابن عمرؓ کی روایت ہے جب یہ مکہ معظمہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا تھا جب اُونٹ کی سواری سے اُکتا جاتے تو راحت کے لئے اسی پر سوار ہو جاتے اور عمامہ تھا جسے سَر پر لپیٹ لیتے تھے، ایک روز آپ اسی گدھے پر سوار چلے جا رہے تھے کہ آپ کے پاس سے ایک اعرابی کا گذر ہوا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کیا تم فلاں ابن فلاں کے بیٹے نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہُوں اور آپ نے گدھا اس کے حوالہ کیا اور کہا اس پر سوار ہو جا اور پگڑی بھی دی اور کہا اسے اپنے سَر پر باندھ لے، حضرت ابن عمرؓ سے ان کے بعض ساتھیوں نے کہا، اللہ آپ کی مغفرت کرے، آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ سفر کرتے تھے اور پگڑی بھی دے دی جسے آپ سَر پر باندھتے تھے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کی اولاد کے ساتھ اپنے بااختیار ہونے کے بعد سلوک کرنا ہے، اور اس اعرابی کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا۔[2]

ایک[3] اور روایت کے آخر میں یہ مضمون آیا ہے جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان میں سے بعض نے کہا کیا اس کے لئے دو درہم کافی نہیں تھے؟ تو حضرت ابن عمرؓ بولے کہ حضورؐ نے فرمایا اپنے باپ کے دوستوں کا لحاظ رکھ کہ یہ منقطع نہ ہونے پائے ورنہ اللہ پاک تیرے نُور کو بُجھا دے گا۔

حضرت[4] ابو اُسید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے ماں باپ کی خدمت اور سلوک سے ان دونوں کے مَرنے کے بعد کچھ باقی رہ گیا ہے جو میں ان کے ساتھ کروں، آپؐ نے فرمایا ہاں، ان دونوں کے لئے رحمت کی دُعا، اور ان کے لئے استغفار کرو، ان کے بعد ان کے وعدہ کو پُورا کرو، اور ان تعلقات کو باقی رکھو کہ جو بغیر ان دونوں کے نہیں ہُوئے اور ان کے دوستوں کا اکرام کرو،

---

[1] اخرج ابوداؤد والترمذی ومسلم [2] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۶۹ [3] واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۹ بنحوہ مختصراً [4] وعند ابی داؤد،

مُسلم کی دعوت کو قبول کرنا

حضرت[1] زیاد بن انعم افریقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرات کسی غزوہ میں حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں سمندر کا سفر کر رہے تھے کہ ہماری کشتی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی کشتی سے مل گئی جب ہمارے پاس ہمارے صبح کا کھانا آیا ہم نے آدمی بھیج کر انھیں بُلایا وہ ہمارے پاس آئے اور فرمایا تم نے میری دعوت کی حالانکہ میں روزہ دار ہوں میرے لئے تمھاری دعوت کے قبول کر لینے سے کوئی بچاؤ نہیں تھا اس لئے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ ایک مُسلمان کے لئے اس کے بھائی پر چھ باتیں ضروری ہیں اگر ان میں سے کسی کو چھوڑ دے گا تو اس نے اپنے بھائی کے حق واجب کو جو اس پر تھا چھوڑا، جب اپنے بھائی سے ملے اسے سلام کرے، اور اس کی دعوت کو جب وہ کرے تو قبول کرے اور اس کی چھینک کا جواب دے جب وہ مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور جب اسے نصیحت کی ضرورت ہو تو اسے نصیحت کرے، پھر پُوری حدیث بیان کی،

حضرت[2] حمید بن نعیمؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کسی کھانے کی طرف مدعو کئے گئے ان دونوں حضرات نے منظور کر لیا، جب یہ دونوں چلے تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ میں اس کھانے کے لئے چل تو رہا ہوں لیکن مجھے یہ زیادہ پسند تھا کہ میں نہ جاتا حضرت عثمانؓ نے پُوچھا کس لئے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس کا خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کھانا فخر کے لئے کیا گیا ہو، [3]

حضرت[4] عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے شادی کی اور حضرت عثمانؓ کی دعوت کی حالانکہ یہ امیر المومنین تھے وہاں جاکر فرمایا میں روزہ سے ہوں مگر میں نے یہ چاہا اور پسند کیا کہ دعوت میں حاضر ہو جاؤں اور برکت کی دُعا کروں، [5]

حضرت[6] سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ جب تمھارا کوئی دوست یا کوئی پڑوسی یا کوئی رشتہ دار حاکم ہو جائے اور تمھارے پاس کوئی ہدیہ بھیجے یا تمھیں کھانے پر مدعو کرے

---

[1] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۴ [2] واخرج ابن المبارک واحمد فی الزہد [3] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶ [4] واخرج احمد فی الزہد [5] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۶۶ [6] واخرج عبد الرزاق

تو اسے قبول کر لو، اس لئے کہ یہ تمھارے لئے بے طلب ہے اور اس کا گناہ اس دعوت کرنے والے پر ہوگا، [1]

مُسلم کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا

حضرت[2] معاویہؓ بن قرہ فرماتے ہیں میں حضرت معقل مزنیؓ کے ہمراہ تھا، انھوں نے راستہ سے کوڑا کرکٹ ہٹانا شروع کیا تو میں نے ایک چیز دیکھی اور میں نے لپک کر اسے راستہ سے ہٹا دیا انھوں نے دریافت کیا کہ اے میرے بھتیجے! تمھیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو ایک کام کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے بھی وہ کر لیا، انھوں نے فرمایا کہ میرے بھتیجے! بہت اچھا کیا، میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے مُسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز دُور کی اس کے لئے نیکی لِکھی جاتی ہے، اور جس کی نیکی قبول کر لی جائے جنت میں داخل ہوگا،

چھینک کا جواب دینا

حضرت[3] ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ کو چھینک آئی صحابہ کرامؓ نے کہا: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ترجمہ: "اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے" آپؐ نے جواب میں فرمایا: یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ، ترجمہ: "اللہ تم سب کو ہدایت دے اور تمھارے حال کی اصلاح فرمائے"

حضرت[4] عائشہؓ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی کو حضورؐ کے پاس چھینک آئی اس نے دریافت کیا یارسول اللہ! میں کیا کہوں؟ آپؐ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم اس کے لئے کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ کہو، چھینکنے والے نے آپؐ سے دریافت کیا کہ میں ان کے لئے یارسول اللہ! کیا کہوں؟ آپؐ نے فرمایا تو ان کے لئے کہہ۔ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ [6]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ ص ۲۴۶ [2] اخرج البخاری فی الادب ص ۸۷ [3] اخرج الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۸ ص ۵۷ وفیہ اسباط بن عزرۃ ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ اھ [5] واخرج احمد وابو یعلی [6] قال الہیثمی ج ۸ ص ۵۷ وفیہ ابو معشر نجیح وھو لین الحدیث وبقیۃ رجالہ ثقات واخرج ابن جریر والبیہقی عن عائشہؓ نحوہ کما فی کنز العمال ج ۵ ص ۵۶

حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ ہم میں سے جب کوئی چھینکے تو ہم اس کی چھینک کا اسے جواب دیں۔[1] انہیں[2] سے دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ ہم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی چھینکے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ جب چھینکنے والا یہ کہہ چکے تو جو اس کے پاس ہیں وہ کہیں: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ جب لوگ یہ کہیں تو چھینکنے والا کہے: یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ۔[3] ترجمہ: "اللہ میری اور تمھاری مغفرت فرمائے۔"

حضرت اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے گھر کے قریب ایک آدمی کو چھینک آئی اور اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آپؐ نے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اس کے بعد آپؐ کے گھر کے قریب ایک اور آدمی کو چھینک آئی اس نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ۔ ترجمہ: "تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے جو سارے عالم کا پروردگار ہے، بہت زیادہ اور اچھی اور ایسی تعریف جس پر برکت نازل کی جاتی رہے۔" تو آپؐ نے فرمایا یہ (بعد والا شخص) اُس پر اُنیس[4] درجہ فضیلت لے گیا۔[5]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کو، جو حضورؐ کے پاس تھے چھینک آئی، ایک کی چھینک کا آپؐ نے جواب دیا (یعنی اس کے لئے دُعائے خیر و برکت کی) اور دوسرے کی چھینک کا آپؐ نے جواب نہیں دیا آپؐ سے دریافت کیا گیا آپؐ نے فرمایا اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا اور اُس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا تھا۔[6]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کو، جو حضورؐ کے پاس تھے چھینک آئی، ایک ان میں سے دوسرے کی بہ نسبت زیادہ شریف تھا، اسے جب چھینک آئی تو اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا تو آپؐ نے اس کی چھینک کا جواب نہیں دیا اور اس دوسرے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا تو آپؐ نے اس کی چھینک کا جواب دیا، راوی کہتے ہیں کہ اُس شریف نے آپؐ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے پاس چھینکا تو آپ نے میری چھینک کا جواب نہیں دیا اور اس نے چھینکا تو آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا راوی کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا اُس نے اللہ کا ذکر کیا میں نے بھی اُسے یاد کیا تُو نے اللہ کو

---

[1] واخرج الطبرانی [2] واسنادہ جید کما قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۵۷ [3] وعندہ ایضاً [4] قال الہیثمی وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط [5] واخرج ابن جریر [6] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۶ وقال لا بأس بسندہ [7] واخرج الشیخان وابوداؤد والترمذی [8] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۴۵ [9] وعند احمد والطبرانی،

بُھلا دیا میں نے بھی تجھے بُھلا دیا۔[۱]

حضرت[۲] ابو بردہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس گیا وہ فضل بن عباسؓ کی ماں کے گھر تھے، مجھے چھینک آئی انھوں نے میری چھینک کا جواب نہیں دیا اُمِ فضلؓ چھینکیں تو ان کی چھینک کا انھوں نے جواب دیا میں نے اپنی ماں کو اس بات کی خبر دی پس جب حضرت ابو موسیٰؓ میری ماں کے پاس آئے تو میری ماں ان کے پیچھے پڑ گئیں اور کہا میرے بیٹے نے چھینکا تو آپ نے اس کی چھینک کا جواب نہیں دیا اور اُمِ فضلؓ چھینکیں تو آپ نے ان کا جواب دیا، تو حضرت ابو موسیٰؓ نے میری ماں سے کہا میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو اور اگر وہ الحمد للہ نہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب نہ دو، اور اس میرے بیٹے نے چھینکا اور اللہ کی تعریف نہیں کی تھی تو میں نے اس کی چھینک کا جواب نہیں دیا اور اُمِ فضلؓ چھینکیں اور انھوں نے اللہ کی تعریف کی تو میں نے ان کی چھینک کا جواب دیا یہ سُن کر میری ماں نے کہا آپ نے اچھا کیا۔

حضرت[۳] مکحول ازدیؒ بیان کرتے ہیں میں حضرت ابنِ عمرؓ کے برابر میں تھا کسی آدمی کو مسجد کے گوشہ میں چھینک آئی حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اگر تو نے الحمد للہ کہی

حضرت[۴] نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمرؓ کو جب چھینک آتی اور ان کے لئے کہا جاتا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ تو آپ کہتے، یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ وَغَفَرَ لَنَا وَلَکُمْ : ترجمہ: اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے اور ہماری اور تمھاری مغفرت کرے۔[۵]

حضرت[۶] نافعؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو حضرت ابنِ عمرؓ کے پاس چھینک آئی اس نے الحمد للہ کہا تو حضرت ابنِ عمرؓ نے اس سے فرمایا تو نے بُخل سے کام لیا ایسا کیوں نہیں کیا کہ جب تو نے اللہ کی تعریف کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی بھیجتا

ضحاک بن قیس یشکریؒ بیان کرتے ہیں ایک آدمی کو حضرت ابن عمرؓ کے پاس چھینک آئی تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ تو حضرت عبد اللہؓ نے اس سے فرمایا کاش!

---

[۱] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۵۸ رجال احمد رجال الصحیح غیر ربعی بن ابراہیم وہو ثقۃ مامون۔ اھ واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۶ والبیہقی وابن النجار وابن شاہین کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۷ [۲] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۷ [۳] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۶ [۴] واخرج البیہقی [۵] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۷ واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۶ نحوہ [۶] واخرج البیہقی

کہ تو اپنے کلمہ کو پورا کر لیتا اور یہ بھی کہتا وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔[1] ابو جمرۃؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباسؓ کو سنا جب آپ چھینک کا جواب دیتے تھے تو اس طرح کہتے تھے، عَافَانَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ مِنَ النَّارِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ۔ ترجمہ "ہمیں اور تمھیں اللہ تعالیٰ آگ سے بچائے اور تم پر اللہ پاک رحم کرے۔"

مریض کی عیادت اور اس سے کیا کہا جائے؟

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ میں درد تھا اس پر میری عیادت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔[3]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میری عیادت کے لئے تشریف لائے تھے اس درد کی وجہ سے جو مجھے بہت سخت ہو گیا تھا، میں نے عرض کیا کہ مجھے درد اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہو گی تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی خیرات کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا تو پھر آدھا خیرات کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تہائی خیرات کر دو اور تہائی بھی بہت ہے یا آپؐ نے یوں فرمایا بڑی چیز ہے، اور آپؐ نے فرمایا اگر تم اپنے وارثین کو مال دار چھوڑ دو یہ بہتر ہے اس کی بہ نسبت کہ تم انھیں فقیر چھوڑو، کہ لوگوں کے آگے ہتھیلی پھیلاتے پھریں، اور آپؐ نے فرمایا جب کبھی تم کوئی نفقہ اللہ کی رضامندی طلب کرنے کے لئے خرچ کرو گے تمھیں ضرور اس میں اجر ملے گا، یہاں تک کہ اس لقمہ میں بھی اجر ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں یہیں (مکہ میں) اصحابؓ کے بعد پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم پیچھے رہ گئے اور عملِ صالح کرتے رہے تو اللہ پاک اس کی وجہ سے تمہارے درجے اور رفعت میں زیادتی کرے گا، پھر شاید کہ تم اپنے اصحابؓ کے بعد تک رہو گے، یہاں تک کہ تمہاری وجہ سے ایک قوم کو نفع ہو گا اور دوسری قوم کو نقصان ہو گا اے میرے اللہ!

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۷ [2] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۳۵ [3] اخرج ابوداؤد [4] کذا فی جمع الفوائد ج۱ صفحہ ۱۲۴ [5] واخرج البخاری ج۱ صفحہ ۱۷۳ واللفظ لہ ومسلم ج۲ صفحہ ۳۹ والاربعۃ

میرے اصحابؓ کے لئے ان کی ہجرت کو پورا کر دے، اور ان کو ان کی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا" لیکن غریب سعد بن خولہؓ کہ مکہ میں ان کی وفات ہوئی، (یہ آپؐ نے ان کے لئے بطور ترحم کہا)

حضرت[1] جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں سخت مریض ہو گیا میری عیادت کے لئے حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ میرے پاس تشریف لائے یہ دونوں حضرات پیدل چل کر آئے انھوں نے مجھے اس حال میں پایا کہ میرے اوپر غشی آگئی تھی، حضورؐ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا پانی میرے اوپر ڈالا میں ہوش میں آگیا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں؟ اور کس طرح اپنے مال میں حصہ بانٹ کروں؟ آپؐ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ میراث کی آیۃ اتری، [2]

حضرت[3] اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر ایک پالان جو دھاری دار کمبل کا فدک کا تیار کردہ تھا، ڈال کر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت اسامہؓ کو بٹھالیا، حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے جنگ بدر سے قبل تشریف لے جا رہے تھے، آپؐ چلے آپؐ کا گذر ایک ایسی مجلس پر ہوا جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول خدا اسے سمجھے یہ بھی تھا اور یہ اس سے قبل کا قصہ ہے کہ (ان کے بیٹے) عبداللہؓ اسلام لائے اور اس مجلس میں مسلمان اور بت پرست مشرک اور یہود سبھی ملے جلے بیٹھے ہوئے تھے، اسی مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی تھے، جب اس مجلس میں گدھے کے چلنے سے غبار اُڑا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی ناک چادر سے ڈھک لی اور کہا ہم پر غبار نہ اُڑاؤ، حضورؐ نے سلام کیا اور ٹھہرے اور اُترے ان لوگوں کو دعوت الی اللہ دی اور ان کے لئے آپؐ نے قرآن پڑھا، تو آپؐ سے عبداللہ بن اُبی بولا یہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتا اگر یہ حق ہے تو آپ اس سے ہمیں ہماری مجلسوں میں تکلیف نہ پہونچایئے، اور اپنی قیام گاہ پر جایئے، سو جو آپ کے پاس ہم میں سے آئے اسے یہ کہانی سنایئے، حضرت ابن رواحہؓ نے فرمایا بے شک! یا رسول اللہ! آپ ان باتوں کو ہماری مجلسوں میں ضرور کہیے، ہم اس کو پسند کرتے اور اچھا سمجھتے ہیں، اس سے مسلمانوں اور مشرکین اور یہود میں گالی گلوچ کی یہاں تک نوبت آئی کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے

---

[1] واخرج البخاری فی صحیحہ ج ۲ ص ۸۴۳ [2] واخرجہ فی الادب ص ۵ [3] مثلہ [3] واخرج البخاری ج ۲ ص ۹۲۵

کے قریب ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو نرم اور پست کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے، آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس آ گئے اور ان سے آپؐ نے فرمایا اے سعد! کیا تم نے وہ نہیں سُنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن اُبَی نے کہا، حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اسے معافی دیجئے اور اس سے درگذر کیجئے! اس لئے کہ اس (اللہ) نے آپ کو دیدیا جو اُسے دینا تھا، یہاں تو اس بحیرہ کے لوگوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا کہ اسے تاج پہنائیں اور سردار بنائیں جب یہ بات رد ہو گئی، اُس حق کی وجہ سے جو اللہ پاک نے آپ کو دیا ہے اسی وجہ سے اُسے آپ پر غصہ ہے اور یہ جو کچھ آپ نے دیکھا کہ اس نے کیا یہ اسی غصہ کا اثر ہے،

حضرت[1] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے آپؐ اس سے کہتے لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللهُ ترجمہ:۔ "کوئی خوف کی بات نہیں صفائی ہو جائے گی انشاء اللہ" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس اعرابی نے یہ سُن کر کہا شفا اور پاکی؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ بخار جوش مار رہا ہے یا چڑھا بیٹھ رہا ہے ایسے عمر رسیدہ بُڈھے پر جس کو قبر کی زیارت کرائیگا، یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا، اچھا تو ایسا ہی سہی،

حضرت[2] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما سخت بخار میں مُبتلا ہوئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دونوں کے پاس گئی اور میں نے پوچھا اے ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ اور اے بلال! آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو جب بُخار چڑھتا تو کہتے:۔

كُلُّ امْرِئٍ مصبح فی اهله ـــــ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نعلِه

ترجمہ:۔ ہر آدمی اپنے گھر میں صُبح کرتا ہے اور موت اس کے جُوتہ کے تسمے سے زیادہ قریب ہے اور حضرت بلالؓ جب ان کے پاس سے ہٹی تو یہ شعر پڑھنے لگے:۔

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة (۱) بوادٍ وحولی اِذ خرو جلیل

---

[1] واخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۸۴۴ [2] واخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۸۴۴

وھل أردن یوما میاہ مجنۃ ۲ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

ترجمۂ اشعار

(۱) کاش! کہ میں جان لیتا کہ میں کوئی رات وادی (مکہ معظمہ) میں گذاروں گا اور میرے گرداگرد اذخر گھاس اور جلیل گھاس ہو،

(۲) اور میں کیا کسی دن مجنہ کے پانی پر اُتروں گا؟ اور کیا کبھی مجھے شامہ اور طفیل پہاڑیاں دکھائی دیں گی؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ کو اسی طرح محبوب کردیجئے جیسا کہ ہم مکہ معظمہ کو دوست رکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب کردیجئے، اے میرے اللہ! اس کی آب وہوا کو ٹھیک کردیجئے اور ہمارے لئے مدینہ کے مُد اور مدینہ کے صاع میں برکت دیجئے اور مدینہ کے بخار کو منتقل کردیجئے اور اسے جحفہ میں کردیجئے،

حضرت[1] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آج تم میں سے کون صبح سے روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں، آپؐ نے پوچھا تم میں سے آج کسی نے کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے، آپؐ نے دریافت فرمایا تم میں سے کوئی آج کسی جنازہ کے ساتھ حاضر ہوا ہے؟ حضرت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں، آپؐ نے پوچھا تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں نے، مروانؒ راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب کبھی کسی آدمی میں کسی دن یہ عادتیں جمع ہوتی ہیں وہ جنت میں داخل ہوتا ہے،

حضرت[2] عبد اللہ بن نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰؓ حضرت حسن بن علیؓ کی عیادت کے لئے آئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب کبھی کوئی مسلمان کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس عیادت کرنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں، اگر صبح کے وقت عیادت کی ہے تو شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اس عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں باغ ہوگا، اور اگر شام کو عیادت کرنے جاتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں سب اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اس

---

[1] واخرج البخاری فی الادب المفرد صـ۷۵ [2] واخرج ابن جریر والبیہقی

کے لئے جنت میں باغ ہوگا۔[1] عبداللہ بن نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت حسن بن علیؓ کی عیادت کے لئے آئے ان سے حضرت علیؓ نے دریافت کیا تم عیادت کے لئے آئے ہو یا زیارت کے لئے؟ انھوں نے کہا زیارت کے لئے نہیں بلکہ عیادت کے لئے آیا ہوں تو حضرت علیؓ نے فرمایا جیسا کہ اوپر گذر گیا،

حضرت ابو فاختہ[2] سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت حسن بن علیؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے راوی کہتے ہیں اتنے میں حضرت علیؓ آئے اور انھوں نے پوچھا اے ابو موسیٰ! عیادت کے لئے آئے ہو یا زیارت کے لئے؟ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے امیر المومنین! زیارت کے لئے نہیں بلکہ عیادت کے لئے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا بے شک! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جب کبھی کسی مُسلمان نے کسی مُسلمان کی عیادت کی تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں، صبح سے شام تک، اور اللہ پاک اس عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں ایک باغ مقرر کر دیتا ہے، حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا اے امیر المومنین! خریف جنت کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا خریف اس نالی کو کہتے ہیں جس سے کھجور کے درخت کی سینچائی کی جاتی ہے،

حضرت عبداللہ بن یسار[3] فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حریثؓ نے حضرت حسن بن علیؓ کی عیادت کی حضرت علیؓ نے ان سے کہا تم حسنؓ کی عیادت کرتے ہو حالانکہ تمھارے جی میں جو ہے سو ہے، حضرت عمروؓ نے ان سے کہا آپ میرے رب نہیں ہیں کہ میرے دل میں جس طرح پر چاہیں تصرف کریں، حضرت علیؓ نے فرمایا سُن لو! یہ بات مجھے اس سے منع نہیں کرتی کہ میں تمھیں نصیحت نہ کروں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جب کوئی مُسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں خواہ دن کی کسی ساعت میں بھی عیادت کرے، یہانتک کہ شام ہو جائے اور رات کی کسی ساعت میں عیادت کرے تو صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں،[4]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۰ وقال قال ای البیہقی ہکذا رواہ اکثر اصحاب شعبۃ موقوفا وقد روی من غیر وجہ عن علی مرفوعا. انتہی وہکذا اخرجہ ابو داؤد عن عبداللہ بن نافعؒ نحوہ موقوفا وقال اسند ہذا عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر وجہ صحیح [2] وہکذا اخرجہ احمد ج ۱ صفحہ ۱۲۱ [3] واخرج احمد ج ۱ صفحہ ۹۱ [4] واخرج احمد ایضا ج ۱ صفحہ ۹۷ ۵ واخرجہ البزار قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۳۰ ورجال احمد ثقات۔

حضرت سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ تھا انھوں نے موضع کندہ میں ایک مریض کی عیادت کی، جب اس کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا بشارت حاصل کر، اس لئے کہ اگر مومن مریض ہو جاتا ہے تو اللہ پاک مومن کے لئے اس کے مرض کو کفارہ اور ذریعہ نجات کر دیتا ہے اور اگر فاجر بیمار ہوتا ہے تو اس کی مثال ایک اُونٹ کی طرح پر ہے کہ اسے اسکے مالک نے باندھ دیا پھر اسے چھوڑ دیا وہ اُونٹ نہیں جانتا کہ کس لئے باندھا گیا اور کس لئے چھوڑا گیا، حضرت سعید بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمانؓ کی معیت میں ان کے ایک دوست کے پاس جو کندہ میں تھا گیا، وہ اس دوست کی عیادت کے لئے گئے تھے اس سے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اللہ پاک اپنے مومن بندوں کو بلا میں مبتلا کرتا ہے پھر اسے عافیت دیدیتا ہے تاکہ اس کے گذرے ہوئے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور باقیہ زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دیئے جانے کا ذریعہ بنے اور اللہ عزوجل اپنے فاجر بندہ کو مرض اور بلا میں مبتلا کرتا ہے پھر اُسے عافیت دیتا ہے تو وہ ایسے اُونٹ کی طرح ہو جاتا ہے کہ اسے اس کے مالک نے باندھ دیا اور پھر اسے کھول دیا تو وہ نہیں جانتا ہے کس لئے اسے باندھا تھا جس وقت کہ اسے باندھا تھا اور نہ یہ جانتا ہے کہ کس لئے اسے کھولا ہے جب کہ اسے کھولا ہے،

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمرؓ کسی مریض کے پاس تشریف لیجاتے تو اس سے پوچھتے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور جب اس کے پاس سے اُٹھتے تو فرماتے، خَارَ اللّٰہُ لَکَ ترجمہ: "اللہ تجھے خیریت نصیب کرے" اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن ابی ہذیلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ایک مریض کے پاس اس کی عیادت کے لئے گئے، آپ کے ساتھ ایک جماعت تھی اور اس گھر میں ایک عورت تھی قوم میں سے ایک آدمی نے اس عورت کی طرف دیکھنا شروع کیا اُس سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا،

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو اس کے سرہانے تشریف رکھتے تو سات مرتبہ فرماتے، اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ ترجمہ: "میں اللہ عظیم سے جو عرش عظیم کا رب ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو شفا دے" پس اگر اس مریض کی وفات میں تاخیر ہوتی تو وہ اپنی بیماری سے عافیت دیا جاتا،

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض پر داخل ہوتے

۱؎ واخرج البخاری فی الادب صفہ ۷۲، ۲؎ وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ۱۶ ا صفہ ۲۰۶، ۳؎ واخرج البخاری فی الادب صفہ ۷۷، ۴؎ واخرج ایضا صفہ ۸۱، ۵؎ واخرج البخاری فی الادب صفہ ۷۹ ۶؎ واخرج ابن ابی شیبۃ

توآپؐ فرماتے۔ اِذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ [1]

ترجمہ: ”اے لوگوں کے رب! خطرہ دور فرما، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، کوئی شفا دینے والا نہیں مگر تو“ ایک [2] روایت میں یہ الفاظ ہیں: لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا [3]

حضرت [4] علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے اپنا دایاں ہاتھ مریض کے دائیں رخسارے پر رکھتے اور فرماتے کوئی خوف کی بات نہیں، اِذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ [5]

ترجمہ: ”اے لوگوں کے رب! خطرہ دور فرما، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے کوئی ازالہ نقصان نہیں کر سکتا مگر تو۔“

حضرت [6] انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض کے پاس تشریف لے جاتے آپؐ فرماتے، اِذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا [6] ترجمہ: ”اے لوگوں کے رب! خطرہ دور فرما، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے کوئی شفا دینے والا نہیں مگر تو، ایسی شفا دے جو کسی مرض کو باقی نہ رکھے۔“

حضرت [7] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے درد کی جگہ پر رکھتے اس کے بعد فرماتے، بِسْمِ اللّٰهِ لَا بَأْسَ، [8]

حضرت [9] سلمانؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے جب آپؐ نے نکلنے کا ارادہ کیا فرمایا اے سلمان! كَشَفَ اللّٰهُ ضُرَّكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَعَافَاكَ فِي دِيْنِكَ وَجَسَدِكَ اِلٰى اَجَلِكَ [10] ترجمہ: ”اللہ تیرے نقصان کو دور کرے تیرے گناہوں کی مغفرت کرے اور تجھے تیرے دین اور تیرے جسم کے بارے میں تجھے مرتے دم تک عافیت نصیب فرمائے۔“

حضرت [11] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لاتے یا آپؐ کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو آپؐ فرماتے: اِذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

---

[1] ورواہ احمد والترمذی وقال حسن غریب [2] والدورقی وابن جریر وصححہ [3] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۵۰ [4] وعند ابن مردویہ وابی علی الحداد فی معجمہ [5] وعند ابن ابی شیبۃ [6] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۵۱ [7] واخرج ابویعلیٰ [8] قال الہیثمی ج ۲ صفہ ۲۹۹ رجالہ موثقون [9] واخرج الطبرانی فی الکبیر [10] وفیہ عمرو بن خالد القرشی وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۲ صفہ ۲۹۹ [11] واخرج البخاری فی صحیحہ ج ۲ صفہ ۸۴۷

ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ سے ہے، فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ حفاظت کی دعا کرتے تھے اور اسی جیسی روایت ذکر کی صرف شِفَاءُ لَا کے بعد لفظ شِفَاءً کی لَایُغَادِرُ سُقْمًا سے پہلے زیادتی ذکر کی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ اپنے اس مرض میں جس میں وفات پائی سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے میں نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور میں نے آپ کے ہاتھ کو آپؐ پر پھیرنا شروع کیا اور انہیں کلمات کے ساتھ دعائے حفاظت کرتی جاتی تھی (یعنی یہی کلمات پڑھ پڑھ کر آپؐ پر دم کرتی تھی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے جدا کر لیا اور فرمایا اے رب! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق کے ساتھ ملا دے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یہ آپؐ کا وہ آخری کلام تھا جو میں نے سنا۔

اجازت طلب کرنا

حضرت انس[۲] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (اجازت طلب کرنے کے لئے) سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے اور جب آپ کوئی کلام کرتے تو تین مرتبہ اس کا اعادہ کرتے،

حضرت قیس[۳] بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہماری زیارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف لائے، اور آپؐ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میرے باپ نے بہت آہستہ سے آپؐ کے سلام کا جواب دیا میں نے کہا آپ حضورؐ کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ میرے باپ نے کہا آپ کو چھوڑ، تاکہ آپ ہمارے اوپر کثرت سے سلام کریں، اتنے میں آپؐ نے دوبارہ کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حضرت سعدؓ نے بہت آہستہ سے آپؐ کے سلام کا جواب دیا، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس کے بعد آپؐ واپس ہو چلے آپؐ کے پیچھے حضرت سعدؓ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور آپ کے سلام کا جواب اس لئے آہستہ دے رہا تھا تاکہ آپ ہمارے اوپر کثرت سے سلام کریں، چنانچہ حضور علیہ السلام حضرت سعدؓ کے ساتھ واپس آئے آپؐ کے لئے حضرت سعدؓ نے غسل (کے انتظام) کا حکم دیا چنانچہ آپؐ غسل سے فارغ ہوئے، پھر آپؐ کو دو چادر دی جو زعفران میں یا ورس (ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہوتی ہے) میں رنگی ہوئی تھی، آپؐ اس میں لپٹ گئے اس کے بعد آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپؐ کہہ رہے تھے، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَعْدٍ۔

---

[۱] واخرجہ ابن سعد ج ۲ ص ۱۴ [۲] اخرج البخاری فی صحیحہ ج ۲ ص ۹۲۳ [۳] وعند ابی داؤد

ترجمہ: "اے میرے اللہ! اپنی رحمت و مہربانی سعد پر نازل فرما" اس کے بعد آپ نے تھوڑا بہت کھانا کھایا جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعدؓ نے آپ کی سواری کے لئے ایک گدھا قریب کیا، جس کی پشت کو چادر بچھا کر نرم کر رکھا تھا اور حضرت سعدؓ نے فرمایا اے قیس! حضورؐ کے ساتھ جا، چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہو لیا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ سوار ہو جا، میں نے انکار کر دیا تو آپؐ نے فرمایا یا تو تو سوار ہو جا یا واپس چلا جا تو میں واپس چلا آیا۔[1]

حضرت[2] ربعی بن حراشؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بنی عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کیا میں اندر آجاؤں؟ آپؐ نے جاریہ کو حکم دیا کہ باہر جا اور اس آدمی سے کہہ کہ یوں کہے، السلام علیکم! کیا میں اندر آؤں؟ یہ آدمی اندر آنے کی اجازت لینے کو اچھی طرح نہیں جانتا ہے، یہ عامری کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے اس کلام کو سن لیا اس سے پہلے کہ جاریہ میرے پاس آئے میں نے کہا السلام علیکم! کیا میں اندر آجاؤں؟ آپؐ نے فرمایا وعلیکم السلام اندر آجاؤ۔[3]

حضرت[4] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ اپنے بالاخانہ پر تھے حضرت عمرؓ نے کہا السلام علیکم یا رسول اللہ! السلام علیکم، کیا عمر اندر آجائے؟[5]

ایک[6] روایت میں اس طرح الفاظ ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، السلام علیکم، کیا عمر اندر آجائے؟[7] حضرت[8] عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے پاس جانے کی اجازت تین مرتبہ طلب کی، تو میرے لئے اجازت ملی۔[9]

حضرت[10] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس بلانے کے لئے آدمی بھیجا ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔[11]

حضرت[12] سفینہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس تھا حضرت علیؓ آئے اجازت طلب کی تو آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا، آپؐ نے فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو۔[13]

حضرت[14] سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب کی، حضورؐ نے فرمایا ٹھیک دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت نہ طلب کرو ایک

---

[1] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۴۳ [2] واخرج البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۱۵۸ [3] فذکر الحدیث واخرجہ ایضا ابو داود کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۴۳ [4] واخرج احمد [5] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۴ رجالہ رجال الصحیح۔ اھ [6] واخرجہ ابو داود والنسائی عن عمرؓ نحوہ [7] والخطیب [8] والترمذی کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۱ [8] واخرج البیہقی [9] قال البیہقی حسن غریب کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۱ [10] واخرج ابو یعلی [11] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۵ رجالہ رجال الصحیح غیر اسحاق بن ابی اسرائیل وہو ثقہ۔[12] واخرج الطبرانی [13] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۵ وفیہ ضرار بن صرد وہو ضعیف [14] واخرج الطبرانی

روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا میں حضورؐ کے پاس آیا آپؐ گھر میں تھے میں نے دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب کی آپؐ نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ ذرا دور کھڑا ہو اس کے بعد میں آیا اور میں نے اجازت طلب کی، آپؐ نے فرمایا اجازت کا لینا دیکھنے سے بچنے کے لئے ہے[1]

حضرت[2] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ میں جھانکا اس کی طرف حضورؐ تیر کی ایک یا کئی نوکیں لے کر کھڑے ہوئے، میں آپؐ کی طرف دیکھ رہا تھا گویا کہ آپؐ آدمی کو بھونکنے کے لئے موقع تلاش کر رہے ہیں،

حضرت[3] سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضورؐ کے دروازے کی دراز سے جھانکا، آپؐ کے پاس نوکدار لکڑی تھی جس سے آپؐ سر کھجاتے تھے جب اس کو حضورؐ نے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں چبھو دیتا، آپؐ نے فرمایا اجازت کا طلب کرنا تو آنکھ ہی کی وجہ سے ہے،

حضرت[4] ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں تھا، اچانک حضرت ابو موسیٰؓ آئے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ وہ خوف زدہ اور ہراساں ہیں انھوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی، جب مجھے اجازت نہیں ملی تو میں لوٹا، حضرت عمرؓ نے پوچھا تمھیں کیا چیز اندر آنے سے مانع ہوئی؟ میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی، جب میرے لئے اجازت نہ ملی تو میں لوٹ گیا اور حضورؐ نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تو اس بات پر گواہ لا، کیا تیرے ساتھ کوئی اور آدمی گواہ ہے، جس نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو؟ یہ سن کر حضرت اُبی بن کعبؓ نے کہا تیرے ساتھ کوئی آور نہ جائے گا سوائے قوم میں سے سب میں کم عمر آدمی کے، چونکہ میں اس قوم میں سب میں چھوٹا تھا، میں حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ چلا اور میں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، ایک[5] اور روایت میں ہے کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ بات مجھ سے مخفی رہ گئی، بازاری معاملات نے مجھے غافل رکھا،

حضرت[6] ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی جب

---

[1] ورجال الروایۃ الثانیۃ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۴ [2] واخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۹۲۲ [3] وعندہ ایضاً ج ۲ صفحہ ۱۰۲۰
[4] واخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۹۲۳ [5] وعندہ ایضاً ج ۲ صفحہ ۱۰۹۲ من طریق عبید بن عمیر [6] وعندہ ایضاً فی الادب المفرد صفحہ ۱۵۷

مجھے تینوں مرتبہ اجازت نہ ملی تو میں واپس چلا آیا، مجھے آدمی بھیج کر انھوں نے بلایا اور فرمایا اے عبد اللہ! تجھے بہت گراں گذرا کہ تھوڑی دیر میرے دروازہ پر رُکا رہتا، تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو اسی طرح گراں گذرتا ہے کہ تمھارے دروازہ پر مُقید کھڑے رہیں میں نے کہا (نہیں)، بلکہ میں نے تو تین مرتبہ اجازت لی جب مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں واپس چلا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تم نے کس سے سُنا؟ میں نے کہا یہ بات میں نے حضورؐ سے سُنی، تو انھوں نے فرمایا کیا تو نے وہ بات حضورؐ سے سُن لی اور ہم نے نہ سُنی؟ اگر تو اس بات پر میرے پاس گواہ نہ لایا تو میں تجھے ایسی سزا دُوں گا جو لوگوں کے لئے باعث عبرت بنے، تو میں یہ سُنکر وہاں سے نکلا اور انصار کی ایک جماعت میں آیا جو مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی، میں نے ان سے اس (اجازت لینے) کو پوچھا، ان سب نے کہا آیا اس میں کوئی شک کرتا ہے؟ تو میں نے ان سے جو کچھ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہا ان حضرات نے کہا تیرے ساتھ ہم میں سے کوئی اور نہیں صرف ہمارا ایک کم عُمر جوان جائے گا چنانچہ میرے ساتھ حضرت ابو سعید خدری یا ابو مسعود رضی اللہ عنہما حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے آپؐ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کا ارادہ کیا تھا، جب ان کے پاس پہونچے آپؐ نے سلام کیا آپؐ کو اجازت نہیں ملی تو دوبارہ سلام کیا پھر تیسری مرتبہ سلام کیا جب آپؐ کو اجازت نہیں ملی تو آپؐ نے فرمایا جو چیز ہمارے ذمہ ضروری تھی اسے ہم پورا کر چکے، اس کے بعد حضورؐ واپس ہوئے تو حضرت سعدؓ (لپک کر)، آپؐ سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے کوئی سلام تینوں مرتبہ آپ نے ایسا نہیں کیا جو میرے کان میں نہ آیا ہو اور میں نے اس کا جواب نہ دیا ہو، لیکن میں پسند کرتا تھا کہ آپ مجھ پر اور میرے گھر والوں پر کثرت سے سلام کریں، اس کے بعد حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا خدا کی قسم! میں حضورؐ کی حدیث کے بارے میں امین ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں یہی بات ہے لیکن میں نے اچھا سمجھا کہ خوب تحقیق کر لُوں،[1]

حضرت[2] عامر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہماری ایک باندی حضرت زبیرؓ کی بیٹی کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئی اور اس نے کہا اندر آؤں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں، یہ سُن کر وہ باندی لوٹی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے بلا لاؤ، اور (وہ آکر یوں) کہے السلام علیکم! میں اندر آجاؤں؟[2]

---

[1] واخرجہ البیہقی [2] کنز فی الکنز ج ۵ ص ۱۵۱

حضرت[1] اسلمؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اسلم ! میرے پاس آنے سے لوگوں کو دروازے پر روک، اور کسی سے کچھ لینا نہیں، ایک دن حضرت عمرؓ نے مجھ پر نئے کپڑے دیکھے تو پوچھا تیرے پاس یہ کہاں سے آئے ؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے یہ عبیداللہ بن عمرؓ نے پہنائے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا خیر عبیداللہؓ سے تو تُو لے، لیکن ان کے علاوہ سے تو ہرگز کسی چیز کو نہ لینا، اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ آئے اور میں دروازہ پر تھا مجھ سے پوچھا کہ وہ اندر آئیں ؟ میں نے کہا امیر المومنین تھوڑی دیر کے لئے کام میں لگے ہوئے ہیں، انھوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے کان کے پیچھے ایک ایسا دھپ مارا جس سے میری آواز نکل گئی، میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا، انھوں نے مجھ سے دریافت کیا تجھے کیا ہوا ؟ میں نے کہا مجھے حضرت زبیرؓ نے مارا ہے اور میں نے واقعہ کی آپ کو اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے کہنا شروع کیا، زبیر ؟ خدا کی قسم ! میں دیکھوں گا، اس کے بعد کہا ان کو اندر لے آ، میں ان کو حضرت عمرؓ کے پاس اندر لایا، انھوں نے پوچھا تم نے اس غلام کو کیوں مارا ؟ حضرت زبیرؓ نے کہا اس نے دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو تمھارے پاس داخل ہونے سے روکے گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تمھیں میرے دروازہ سے اس نے کبھی لوٹایا ؟ حضرت زبیرؓ نے کہا نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے تو تم سے کہا تھا تھوڑی دیر صبر کرو امیر المومنین مشغول ہیں، تم نے میرا عذر نہ مانا ؟ خدا کی قسم ! بات یہ ہے درندہ، درندوں کے لئے خون آلود کیا جاتا ہے تو درندے اسے کھا لیتے ہیں،[2] (جب ہم آپس میں زیادتیاں کریں گے تو ہمارا اتفاق ٹوٹ جائے گا اور پھر دشمن ہمارے اوپر قابو پالے گا)

حضرت[3] زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ ان کے پاس تشریف لائے اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت زیدؓ نے انھیں اجازت دی، حضرت زیدؓ کا سر ان کی جاریہ کے ہاتھ میں تھا وہ ان کے سر میں کنگھی کر رہی تھی، حضرت زیدؓ نے اپنا سر اس کے ہاتھ سے علیحدہ کیا، تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اسے کنگھی کر لینے دو، اس کے بعد بات کروں گا، حضرت زیدؓ نے فرمایا اے امیر المومنین ! اگر آپ میرے پاس آدمی بھیجتے (تب بھی تو) میں آپ کے پاس آتا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تو حاجت مجھے ہے۔

ایک[4] راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نماز صبح کے بعد

---

[1] واخرج ابن سعد [2] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۵۱ [3] واخرج البخاری فی الادب المفرد صفہ ۱۸۹ [4] واخرج الطبرانی

اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہوں نے ہمیں اجازت دے دی، اور اپنی بیوی پر ایک چادر ڈال دی اور فرمایا میں نے اچھا نہ سمجھا کہ تم لوگوں کو انتظار کراؤں۔[1]

حضرت موسیٰ بن طلحہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ اپنی ماں کے پاس گیا، جب وہ اندر جانے لگے میں بھی ان کے پیچھے چلا، انہوں نے میری طرف التفات کیا اور میری چھاتی پر ایسا دھکا دیا کہ میں اپنے سُرین کے بَل بیٹھ گیا اس کے بعد فرمایا کیا بغیر اجازت اندر آنا چاہتا ہے؟[2]

حضرت مسلم بن نذیرؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور جھانک کر کہا کیا میں اندر آجاؤں؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا تیری آنکھ تو داخل ہو گئی ہیں لیکن تیرے سُرینوں کا داخل ہونا اور رہا ہے اس آدمی نے پوچھا کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت طلب کروں؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا اگر تو اجازت نہ طلب کرے گا تو بسا اوقات تو وہ دیکھے گا جو تجھے بُرا لگے گا،

حضرت ابو سوید عبدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمرؓ کے پاس آئے اور ان کے دروازہ پر بیٹھ گئے تاکہ ہمیں اندر آنے کی اجازت دی جائے، حضرت ابو سویدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں اجازت ملنے میں دیر ہو گئی تو میں دروازے کے سُوراخ کی طرف گیا اور اس میں سے جھانکنا شروع کر دیا، میری اس بات کو حضرت ابن عمرؓ نے دیکھ لیا اس کے بعد جب ہم کو اندر آنے کی اجازت دی تو ہم بیٹھ گئے آپ نے دریافت کیا تم میں سے کس نے ابھی ابھی میرے گھر میں جھانکا ہے؟ میں نے کہا میں نے جھانکا ہے، حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا کس دلیل سے تُو نے اسے حلال کر لیا کہ میرے گھر میں جھانکے؟ میں نے عرض کیا آپ نے اجازت دینے میں دیر کی تو میں نے جھانک لیا، حالانکہ جھانکنا میرا مقصد نہیں تھا حضرت ابو سویدؒ کہتے ہیں لوگوں نے پھر اور باتیں دریافت کیں، میں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمٰن! آپ جہاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا، مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ۔

ترجمہ:۔ ”جس نے کوشش کی ہاں کی کوشش کا نفع اُسی کے لئے ہے۔“

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۴۶ والرجل لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح [2] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۱۵۵ وصحح سندہ الحافظ فی الفتح ج ۱۱ صفہ ۲۰ [3] واخرج ایضا صفہ ۱۵۹ [4] واخرج احمد [5] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۴۴ وابو الاسود بن برکۃ بن یعلی التیمی لم اعرفہما

اللہ کیلئے مسلمان کو دوست رکھنا

حضرت[1] براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپؐ نے فرمایا اسلام کا کون سا گنڈا زیادہ مضبوط ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نماز، آپؐ نے فرمایا اچھی چیز ہے لیکن وہ یہ نہیں ہے لوگوں نے کہا رمضان کا روزہ، آپؐ نے فرمایا اچھی چیز ہے لیکن وہ یہ نہیں ہے، لوگوں نے عرض کیا جہاد، آپؐ نے فرمایا اچھی چیز ہے لیکن یہ وہ نہیں ہے، (اس کے بعد) آپؐ نے فرمایا ایمان کا سب سے زیادہ مضبوط گنڈا یہ ہے کہ اللہ کے لئے دوستی کرو اور اللہ ہی کے بارے میں (کسی سے) بغض رکھو،[2]

حضرت[3] ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے کہا نماز اور زکوٰۃ ہے اور کسی نے کہا جہاد ہے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال میں سے زیادہ محبوب اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے (کسی سے) عداوت رکھنی ہے،[4]

حضرت[5] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ سوائے پرہیزگار کے کسی سے محبت نہیں کرتے تھے،[6]

حضرت[7] عثمان بن ابی العاصؓ فرماتے ہیں دو آدمی ایسے ہیں کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی اور آپؐ ان کو دوست رکھتے تھے، ایک حضرت عبداللہ بن مسعود اور دوسرے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما،

حضرت[8] حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن عاصؓ کو لشکر پر عامل بنا کر روانہ فرمایا کرتے تھے جس میں عام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوتے حضرت عمرو بن عاصؓ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ آپ کو عامل بناتے تھے اور آپ کو قریب کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے؟ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جواب دیا کہ بے شک حضورؐ مجھ کو عامل بناتے تھے لیکن میں نہیں جانتا کہ آپؐ مجھے دوست رکھتے اور مجھ

---

[1] اخرج احمد[2] وفیہ لیث بن ابی سلیم وضعفہ الاکثر[3] وعندہ ایضا[4] وفیہ رجل لم یسم وعند ابی داؤد طرف منہ کذا فی مجمع الزوائد ج۱ صفحہ ۹۰[5] واخرج ابویعلیٰ[6] کما قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۲۷۴[7] واخرج ابن عساکر[8] وعندہ ایضا

سے اُلفت رکھتے تھے یا نہیں لیکن میں تم لوگوں کو وہ دو آدمی بتاتا ہوں کہ حضورؐ وفات تک ان دونوں کو دوست رکھتے رہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں [۱]۔ حضرت حسنؓ سے اسی جیسی روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ لوگوں نے کہا تو یہی خدا کی قسم! یوم صفین میں وہ لوگ تھے جو تمہارے مقتول ہوئے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا تم نے سچ کہا، خدا کی قسم ہم نے ان کو شہید کیا،

حضرت اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ آئے، دونوں اندر جانے کی اجازت طلب کر رہے تھے، ان دونوں حضرات نے مجھ سے کہا ہمارے لئے حضورؐ سے اندر آنے کی اجازت لو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان دونوں کو کون سی ضرورت لائی ہے؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا، آپؐ نے فرمایا لیکن میں جانتا ہوں ان دونوں کو اجازت دے دے، چنانچہ یہ دونوں حضرات اندر آئے اور آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم آپ سے پوچھیں کہ آپ کے گھر والوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا فاطمہ بنتِ محمدؐ، ان دونوں حضرات نے کہا ہم آپ کے پاس آپ کے خاص گھر والوں کو پوچھنے نہیں آئے ہیں آپؐ نے فرمایا تو سب میں زیادہ محبوب مجھے لوگوں میں سے وہ شخص ہے جس پر اللہ نے اِنعام کیا، اور میں نے اس پر انعام کیا یعنی اُسامہ بن زیدؓ، ان دونوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ، یہ سُن کر حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو ان سے پیچھے کر دیا، آپؐ نے فرمایا کہ علیؓ ہجرت کرنے میں تم سے پہلے ہیں، [۲]

حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ، لوگوں نے پوچھا اور آدمیوں میں سے؟ آپؐ نے فرمایا ابو بکرؓ، لوگوں نے کہا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا پھر ابو عُبیدہؓ، [۶]

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۳۸ [۲] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۸۸ [۳] واخرج الطیالسی والترمذی وصححہ والرویانی والبغوی والطبرانی والحاکم [۴] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۳۶ [۵] وعند ابن عساکر [۶] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۵۱

حضرت عمروؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ، انھوں نے کہا میں مردوں میں سے پوچھ رہا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ ان کے باپ، [۱]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس تھے اتنے میں ایک اور صحابیؓ ادھر سے گذرے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس جانے والے کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے ان سے کہا کیا تم نے اس بات کی انھیں اطلاع دے دی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا تم انھیں اطلاع دو، چنانچہ یہ اس گذرنے والے سے ملے اور ان سے کہا میں تمھیں اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں انھوں نے جواب دیا تجھے وہ ذات دوست رکھے جس کی وجہ سے تُو نے مجھے دوست رکھا ہے، [۳]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپؐ کو سلام کیا، پھر وہاں سے چلا گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا تُو نے اس بات کی اسے اطلاع دے دی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپؐ نے فرمایا اس بات کی اپنے بھائی کو اطلاع دیدے، چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس کو سلام کیا اور اس کے دونوں کندھے میں نے پکڑے اور کہا خدا کی قسم! میں تجھ کو اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں، اور اس نے بھی کہا میں بھی تجھے اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں اور میں نے کہا اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم نہ دیا ہوتا تو میں ایسا نہ کرتا، [۵]

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں حضرت ابوذرؓ کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا تُو نے انھیں اس بات کی اطلاع دی ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا تو انھیں اس کی اطلاع دو چنانچہ میں حضرت ابوذرؓ سے ملا اور میں نے ان سے کہا کہ میں تمھیں اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں، انھوں نے کہا تجھے وہ ذات دوست رکھے کہ جس کے لئے تُو نے مجھے دوست رکھا ہے، اس کے بعد میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو اس کی اطلاع دی آپؐ نے فرمایا یہ بات اس شخص کے لئے جو اسے

---

[۱] وعند ابن سعد ج۸ صفہ ۶۷ [۲] واخرج ابوداؤد [۳] کذا فی جمع الفوائد ج۲ صفہ ۱۴۷ واخرجہ ابن عساکر وابن النجار عن انسؓ وابونعیم عن الحارث بنحوہ کما فی الکنز ج۵ صفہ ۴۲ [۴] وعند الطبرانی [۵] قال الہیثمی ج۱۰ صفہ ۲۸۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہما رجال الصحیح غیر الازرق بن علی وحسان بن ابراہیم وکلاہما ثقۃ [۶] وعند الطبرانی ایضاً،

یاد رکھے (یعنی اس پر عمل کرے)، باعث اجر ہے۔ [۱]

مجاہدؒ [۲] کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے پاس سے گذرا آپ نے فرمایا کہ یہ مجھے دوست رکھتا ہے، لوگوں نے پوچھا اے ابن عباس! اس کا آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا اس لئے کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ [۳]

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صاحبؓ ملے اور پیچھے سے میرے دونوں کندھے انہوں نے پکڑے اور کہا سُن بیجئے کہ میں تمھیں دوست رکھتا ہوں، انہوں نے کہا تمھیں وہ اللہ دوست رکھے جس کے لئے تم نے مجھے دوست رکھا، اس کے بعد انہوں نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ جب کوئی شخص کسی کو دوست رکھے تو چاہیئے کہ اسے خبر کردے کہ یہ اُسے دوست رکھتا ہے تو میں تمھیں خبر نہ دیتا، وہ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھ پر ایک رشتہ پیش کیا اور کہا کہ میرے پاس ایک جاریہ ہے مگر وہ کانی ہے،

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ محبت کر تو اللہ کے واسطے، بُغض رکھ تو اللہ کے واسطے، دوستانہ کر تو اللہ کے لئے، عداوت رکھ تو اللہ کے واسطے، اس لئے کہ اللہ کی ولایت کو اس کے بغیر نہیں پہونچا جاتا اور آدمی کو ایمان کا ذائقہ نہیں ملتا اگرچہ کتنا ہی نمازی اور روزہ دار ہو، جب تک کہ ایسا نہ ہو جائے (اور اب تو) لوگوں کے دوستانے دنیوی معاملات میں رہ گئے ہیں۔ [۵]

مسلمان سے قطع تعلق

حضرت عوفؒ بن طفیل دوسیؒ جو حضرت عائشہ زوجۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کے رشتہ سے ان کے بھانجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کسی خرید و فروخت کے سلسلہ میں یا کسی عطیہ کے سلسلہ میں حضرت عائشہؓ کو کچھ دیا تھا اس کے بارے میں انہوں نے کہا خدا کی قسم! حضرت عائشہؓ کو چاہیئے کہ وہ اس بات سے رکیں ورنہ میں ان پر پابندی لگادوں گا، حضرت عائشہؓ نے کہا کیا اس نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا

---

[۱] قال الہیثمی ج ۱ صفحہ ۲۸۲ وفیہ من لم اعرفہم [۲] واخرج ابویعلی [۳] وفیہ محمد بن قدامۃ شیخ ابی یعلی ضعفہ الجمہور ووثقہ ابن حبان وغیرہ وبقیۃ رجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۷۵ [۴] واخرج البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۸۰ [۵] واخرج الطبرانی [۶] وفیہ لیث بن ابی سلیم والاکثر علی ضعفہ کما قال الہیثمی ج ۱ صفحہ ۹۰ [۷] اخرج البخاری ج ۲ صفحہ ۸۹۷

جی ہاں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو مجھے خدا کی قسم! میں نے اللہ کی نذر مان لی ہے کہ میں ابن زبیرؓ سے کبھی بھی کلام نہ کروں گی، جب حضرت عائشہؓ نے ان سے بات چیت وغیرہ چھوڑ دی اور اس پر مدت طویل گذر گئی تو حضرت ابن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس سفارشیں لائے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہرگز نہیں! خدا کی قسم! میں اس کے بارے میں سفارشوں کو نہ قبول کروں گی، اور میں اپنی نذر و قسم نہ توڑوں گی، جب یہ بات حضرت ابن زبیرؓ پر گراں گذری تو حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے جو قبیلۂ بنی زہرہ سے ہیں بات چیت کی اور ان دونوں سے عرض کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہؓ کے پاس لے چلو ان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ مجھ سے قطع تعلق کی نذر مانیں، چنانچہ ان کو مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما اپنی چادر میں لپیٹے ہوئے حضرت عائشہؓ کے پاس پہونچے اور ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے اجازت چاہی اور کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا اندر آجاؤ انھوں نے کہا کیا ہم سب؟ حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں تم سب آجاؤ، اور حضرت عائشہؓ کو یہ علم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ حضرت ابن زبیرؓ بھی ہیں جب یہ دونوں داخل ہوئے تو ابن زبیرؓ پردہ کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہؓ سے چمٹ گئے، اور انھیں قسمیں دے رہے تھے اور رو رہے تھے اور مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما بھی حضرت عائشہؓ کو قسمیں دے رہے تھے کہ آپ ضرور ان سے کلام کیجئے، اور ان سے راضی ہو جائیے، اور یہ دونوں کہہ رہے تھے بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک تعلق سے منع فرمادیا ہے جیسا کہ آپ کو علم ہے اور بیشک کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، پس جب ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے اس قسم کی باتیں کثرت سے کہیں اور ان پر ہر طرف سے تنگی کی تو ان دونوں کو حضرت عائشہؓ نصیحت کرنے لگیں اور رونے لگیں اور کہہ رہی تھیں میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ بہت سخت ہے مگر یہ بھی حضرت عائشہؓ کے پیچھے پڑے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے (اپنے بھانجے) ابن زبیرؓ سے گفتگو کر ہی لی، اور اپنی اس نذر کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کئے، اور اس کے باوجود جب کبھی اس کے بعد انھیں اپنی نذر یاد آتی تو اس قدر روتیں کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی۔[1]

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ لوگوں میں سے حضرت عائشہؓ کو

---

[1] واخرجہ البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۵۹ عن عوف بن الحارث بن الطفیل نحوہ ۱۲ واخرج ایضاً فی الصحیح ج ۲ صفحہ ۸۹۷ھ

حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد زیادہ محبوب تھے، اور یہ بھی حضرت عائشہؓ کے لئے انتہائی بھلے تھے، حضرت عائشہؓ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جو کچھ اللہ انھیں رزق دیتا اس میں سے کچھ نہ روکتیں اور سب صدقہ کر دیتیں، حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا مناسب ہے کہ حضرت عائشہؓ پر پابندی لگائی جائے، حضرت عائشہؓ کو جب اس بات کی اطلاع ملی، تو فرمایا کیا وہ مجھ پر پابندی لگاتا ہے اور میرے دونوں ہاتھ روک لیگا؟ میرے اُوپر نذر ہے اگر میں اس سے بات کروں، اس کے بعد حضرت ابنِ زبیر حضرت عائشہؓ کے پاس بہت سے قریش کے لوگ اور خاص طور سے حضورؐ کے ماموؤں کو سفارش میں لے گئے لیکن انھوں نے ایک نہ سُنی اور راضی نہ ہوئیں، تو حضرت ابنِ زبیرؓ سے بنی زہرہ کے لوگوں نے جو حضورؐ کے ماموؤں میں سے ہوتے ہیں جن میں سے عبد الرحمٰن بن اسود بن عبدِ یغوث اور مسور بن مخرمہؓ بھی تھے کہا جب ہم اندر جانے کی اجازت چاہیں تو تم (اے ابنِ زبیرا) حضرت عائشہؓ کے پردہ کے اندر داخل ہو جانا، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور اس کے بعد ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس دس غُلام بھیجے جن کو حضرت عائشہؓ نے قسم کے کفارے میں آزاد کیا، پھر ہمیشہ حضرت عائشہؓ غُلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ اس کفار میں آزاد کئے جانے والے غلاموں کی تعداد چالیس تک ہو گئی اور فرمایا میں پسند کرتی تھی کہ جب میں نے یہ کام کر لیا ہے تو اسے انتہا تک ہی پہونچاؤں،

آپس کے جھگڑوں کی اصلاح

حضرت[1] سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ اہلِ قبا میں یہاں تک جنگ ہوئی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر بھی پھینکے، حضور علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو ہم ان کے درمیان صلح کرائیں، انھیں[2] کی حدیث میں ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے کچھ لوگوں میں کچھ قضیہ ہو گیا حضورؐ ان کے پاس ان میں آپس میں صُلح کرانے کے لئے اپنے اصحابؓ کے کچھ لوگوں کے ہمراہ تشریف لائے، پھر پُوری حدیث بیان کی،

حضرت[3] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبد اللہ بن اُبی کے پاس تشریف لے جاتے (تو مناسب تھا) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف چلے اور آپؐ ایک گدھے پر سوار تھے اور مُسلمان بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ پیادہ چل رہے تھے،

---

[1] اخرج البخاری ج ۱ صفحہ ۳۷۱ [2] وعندہ ایضا ج ۱ صفحہ ۳۷۰ [3] واخرج البخاری ج ۱ صفحہ ۳۷۰

وُہ رہنے والی زمین تھی جب اس کے پاس حضورؐ پہونچے اُس نے کہا ہم سے ہٹئے خدا کی قسم! آپ کے گدھے کی بدبُو نے مجھے تکلیف دی ہے آپؐ کے اصحابؓ میں سے ایک انصاری نے کہا خدا کی قسم! حضور علیہ السلام کا گدھا تجھ سے خوشبو میں اچھا ہے، عبداللہ بن اُبی کی مُوافقت میں اس کی قوم میں سے ایک آدمی کو غُصّہ آیا اور ان دونوں میں آپس میں گالی گلوج ہوئی ان میں سے ہر ایک کے ساتھی دوسرے کے ساتھیوں پر غُصّہ ہوئے اور ان میں کھجور کی ڈنڈی اور ہاتھوں اور جُوتوں سے مار پیٹ ہوئی، ہم کو اطلاع ملی کہ یہ آیۃ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا (سورۂ حجرات رکوع ۱)

ترجمہ: " اور اگر مُسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو" اُتری۔ اور ایک روایت مریض کی عیادت کے باب میں حضرت اُسامہؓ سے گذر چکی ہے جس کو بخاری نے نقل کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ مُسلمان اور مشرک اور یہود میں گالی گلوج ہوئی اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک دُوسرے سے بھڑنے کے قریب ہو گئے، تو حضورؐ ہر ایک کو ان میں سے برابر نرم اور خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ لوگ چُپ ہو گئے،

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج جو انصار کے دو قبیلے تھے زمانہ جاہلیت میں ان میں آپس میں عداوت رہی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے یہ جنگ ان میں سے جاتی رہی اور اللہ پاک نے ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی، ایک روز یہ سب حضرات کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ اوس کے ایک آدمی نے ایک شعر سے مثال پکڑی جس میں قبیلہ خزرج کی ہجو تھی اور ایک خزرجی نے ایک ایسے شعر سے مثال پکڑی جس میں اوس کی ہجو تھی، پھر تو ان دونوں میں یہ سلسلہ جاری ہو گیا کہ ایک شعر یہ ہجو میں پڑھتا اور ایک شعر وہ، نوبت یہاں تک پہونچی کہ بعض، بعض کی طرف کھڑا ہوا اور ان لوگوں نے اپنے ہتھیار سنبھالے اور جنگ کے لئے چل پڑے جب یہ اطلاع رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی اور آپؐ پر وحی اتری آپؐ بڑی تیزی کے ساتھ ان کے پاس آئے کہ آپؐ نے پنڈلیاں مُبارک بھی کھول رکھی تھیں جب آپؐ نے ان حضرات کو دیکھا ان کو آواز دے کر کہا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ سے ختم رکوع تک (سورۂ آلِ عمران ع ۱۱) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو، ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا، اور مضبوط پکڑے رہو اللہ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ (تم سب) باہم متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت

---

۱ واخرج الطبرانی

کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں اُلفت ڈال دی سو تم خدا کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو، اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے، اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکامِ واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی، اس روز بعضے چہرے سفید ہو جاویں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جاوے گا کیا تم لوگ کافر ہو گئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد، تو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے، اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے۔" تو ان حضرات نے اپنے ہتھیار ڈالے اور پھینکے اور بعض نے بعض سے معانقہ کیا اور رونے لگے[1]

مسلمان سے وعدہ وفا کرنا

ہارون[2] بن رباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا فلاں شخص کو دیکھو، میں نے اس سے اپنی بیٹی کے بارے میں ایک ایسی بات کہی تھی جو وعدہ جیسی تھی، پس میں پسند نہیں کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں اور مجھ میں نفاق کا تہائی حصہ بھی ہو، لہٰذا تم سب گواہ رہو کہ میں نے اپنی بیٹی کی اس سے شادی کر دی[3]

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۸ رواہ الطبرانی فی الصغیر وفیہ غسان بن الربیع وہو ضعیف ا ہ۔ [2] اخرج ابن عساکر [3] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۵۹

مسلم پر بدگمانی کرنے سے بچنا

حضرت[1] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی کسی مجلس سے گذرا اور اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اہلِ مجلس نے اس کے سلام کا جواب دیا جب یہ اُس مجلس سے گذر گیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس سے بُغض رکھتا ہوں، اہلِ مجلس نے اس سے کہا رُک! خدا کی قسم! ہم اس قصہ کی اطلاع اس شخص کو ضرور دیں گے، اے فلاں! جا چنانچہ اس نے اس جانے والے کو جو کچھ کہنے والے نے کہا تھا اس کی خبر دی چنانچہ وہ آدمی جس کو اطلاع دی گئی تھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپؐ سے، جو کچھ ہوا اور جو اُس شخص نے کہا تھا بیان کیا، اور اِس آدمی نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے پاس کسی کو بھیجئے اور اُس سے پوچھئے کہ مجھ سے کیوں بُغض رکھتا ہے؟ (چنانچہ آپؐ نے اُسے بُلوایا اور) اس سے حضورؐ نے دریافت کیا تو اس شخص سے کیوں بُغض رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خوب خبر ہے میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ بجز ان نمازوں کے جن کو بھلے اور بُرے سبھی پڑھتے ہیں اور کوئی نماز نہیں پڑھتا، اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پوچھئے کیا میں نے ان نمازوں کے وضو میں کوئی کمی کی ہے یا ان نمازوں کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو سوائے اس زکوٰۃ کے جس کو بھلے اور بُرے سبھی ادا کرتے ہیں، تو اس نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پوچھئے کیا اس نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے زکوٰۃ کے طلب کرنے والے کو زکوٰۃ دینے سے منع کیا ہو؟ چنانچہ اس سے حضورؐ نے پُوچھا اُس نے کہا میں نے نہیں دیکھا تو اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی ایک دِن کا روزہ رکھا ہو سوائے اس مہینے کے جس کا بھلے اور بُرے سبھی روزہ رکھتے ہیں تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پُوچھئے کیا اس نے مجھے دیکھا ہے کہ جس دِن میں میں مریض نہ ہُوں یا سفر میں نہ ہُوں میں نے کبھی افطار کیا ہے؟ چنانچہ آپؐ نے اس بات کو اس سے پوچھا اس نے کہا نہیں، تو حضورؐ نے اس شکایت کرنے والے سے فرمایا میں نہیں جانتا شاید کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔[2]

---

[1] واخرج ابن عساکر [2] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۷

مسلمان کی تعریف کرنا اور جو اس بارے میں کراہیت ہے

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ بنی لیث کا ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو شعر سُنانا چاہتا ہوں یہ جملہ اس نے تین مرتبہ کہا اور چوتھی مرتبہ آپؐ کو شعر سُنایا جس میں آپؐ کی تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا اگر شاعروں میں سے کوئی بھلی بات کہتا ہے تو تو نے بھلی بات کہی، [۱]

خلاد بن سائبؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے پاس گیا انہوں نے میری تعریف میرے مُنہ پر کی اور فرمایا مجھے اس بات نے تیری تعریف تیرے مُنہ کے سامنے کرنے پر آمادہ کیا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب مومن کی تعریف اس کے مُنہ پر کی جاتی ہے تو ایمان اس کے دل میں بڑھتا ہے، [۳]

مطرفؒ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں وفد بنی عامر کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا، ہم نے کہا آپ ہمارے سید ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ سید تو اللہ تعالیٰ ہے ہم نے کہا کہ آپ ہم سب میں فضیلت میں افضل اور ہم سب میں مرتبہ میں بڑے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں یہ کہہ سکتے ہو یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ ہاں بعض اس قسم کی باتیں تم کہہ سکتے ہو، اور تم پر شیطان غالب نہ آنے پاوے ـــ رزین میں اسی جیسی روایت حضرت انسؓ سے ہے جس کے آخر میں یہ ہے میں نہیں ارادہ کرتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے اُونچا بڑھاؤ جس مرتبہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے میں محمد، عبد اللہ کا بیٹا اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، [۶]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے ہمارے بھلے! اور ہمارے بھلے کے بیٹے! اے ہمارے سردار! اے ہمارے سردار کے بیٹے! حضورؐ نے فرمایا تم وہ کہو جو میں تم سے کہتا ہوں اور تم پر شیطان غالب نہ آئے، میرے لئے وہی مرتبہ قائم کرو جس مرتبہ پر مجھے اللہ پاک نے رکھا ہے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، [۸]

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک آدمی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا تیری خرابی ہو، تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی، تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی تین مرتبہ آپؐ نے یہ جملہ فرمایا پھر فرمایا جسے تم میں سے اپنے بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو کہے میرا فلاں کے متعلق یہ گمان ہے اور

---

[۱] اخرج الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۱۹ وفیہ راو لم یسم وعطاء بن السائب اختلط [۳] واخرج الطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۱۹ وفیہ ابن لہیعۃ وبقیۃ رجالہ وثقوا [۵] واخرج ابوداود [۶] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۵۰ [۷] وعند ابن النجار [۸] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۸۲ واخرجہ احمد عن انسؓ نحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۴ [۹] واخرج الشیخان وابوداود

اللہ اسے زیادہ جانتا ہے، اللہ پاک کے سامنے کسی کی پاکی نہ بیان کرے (اور یوں کہے) میرا اس کے متعلق ایسا ایسا گمان ہے بشرطیکہ یہ باتیں اس میں جانتا ہو۔[1]

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص کسی شخص کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ سے کام لے رہا ہے آپؐ نے فرمایا تم نے ہلاک کر دیا یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کی پیٹھ کاٹ دی۔[2]

رجاء بن ابی رجاءؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت محجن اسلمیؓ کے ساتھ ایک روز چلا یہاں تک کہ ہم اہل بصرہ کی مسجد تک پہونچے، تو حضرت بریدہ اسلمیؓ کو دیکھا کہ مسجد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر بیٹھے ہوئے ہیں رجاءؒ نے کہا اور مسجد میں ایک آدمی تھا جس کا نام سکبہ تھا جو بڑی لمبی نماز پڑھتا تھا جب ہم مسجد کے دروازے پر پہونچے تو حضرت بریدہؓ پر ایک چادر تھی اور یہ مزاح بہت کرتے تھے تو فرمایا اے محجن! کیا تم ایسے ہی نماز پڑھتے ہو جیسے سکبہ نماز پڑھتا ہے، حضرت محجنؓ نے کوئی جواب نہیں دیا اور لوٹ آئے، رجاءؒ کہتے ہیں کہ حضرت محجنؓ نے فرمایا حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم پیدل چلے یہاں تک کہ احد پہاڑ پر چڑھ گئے آپؐ نے مدینہ کی طرف دیکھا اور فرمایا اس آبادی کی ماں کی خرابی ہو اس میں بسنے والے مدینہ کو چھوڑ دیں گے ایسے وقت جبکہ یہ خوب آباد ہوگا جیسا کہ اب ہے مدینہ میں دجال آئیگا تو اس کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ کو پائیگا اس میں داخل نہ ہو سکے گا اس کے بعد ہم احد پہاڑ سے اترے جب ہم مسجد میں پہونچے حضورؐ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کر رہا ہے اور رکوع کر رہا ہے حضورؐ نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہے، میں نے اس آدمی کی تعریف کرنی شروع کی، کہ یا رسول اللہ! یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے آپؐ نے فرمایا رک! اسے نہ سنا کہ تو اسے ہلاک کر دے گا حضرت محجنؓ کہتے ہیں آپؐ وہاں سے جب اپنے حجرہ کے قریب ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور فرمایا تمہارے دین (عمل) میں بہتر اس کا آسان عمل ہے بیشک تمہارے دین کا بہتر اس کا آسان عمل ہے آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت رجاءؒ سے اسی جیسی ایک طویل روایت ہے مگر اس روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے (فرمایا) میں نے اس شخص کی تعریف میں مبالغہ کرنا شروع کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ فلاں ہے اور ایسا اور ایسا ہے آپؐ نے فرمایا خاموش رہ وہ نہ سننے پائے ورنہ تو اسے ہلاک کر دے گا حضرت رجاءؒ کہتے ہیں پھر آپؐ چلے جب ہم آپؐ کے حجرہ کے پاس آئے لیکن آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے پھر فرمایا تمہارے دین کا بہتر آسان دین ہے تمہارے دین کا بہتر آسان دین ہے تمہارے دین کا بہتر آسان دین ہے،

---

[1] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۵۲ وعند البخاری ایضا [2] واخرجہ ابن جریر مثلہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۸۲ [3] واخرج البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۵۱ [4] واخرجہ الامام احمد ج ۵ صفحہ ۳۲

حضرت[1] عبداللہ بن شقیق رضؓ سے حضرت محجن رضؓ کی روایت میں اس طرح ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ فلاں ہے اور یہ اہلِ مدینہ میں بڑا بھلا آدمی ہے، یا یُوں کہا کہ اہلِ مدینہ میں یہ بہت نماز پڑھتا ہے آپ نے فرمایا کہ اُسے نہ سُناو ورنہ تو اُسے تباہ کر دے گا، یہ کلمہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ آپ نے فرمایا تم ایک ایسی اُمّت ہو کہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کیا گیا ہے،[2]

ابراہیم تیمی رحؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے آپ کو سلام کیا اتنے میں مجمع میں سے ایک شخص نے اس کی اس کے سامنے ہی تعریف کی تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تُو نے آدمی کو ذبح کر دیا تجھے خدا ذبح کرے تو اس کی تعریف اس کے دین کے بارے میں اس کے سامنے کرتا ہے؟[3]

حضرت[4] حسن رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضؓ کی تعریف کی آپ نے فرمایا تو مجھے ہلاک کرتا ہے اور خود ہلاک ہوتا ہے؟[5]

حضرت حسن رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس دُرّہ تھا اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک سامنے سے جارود رضؓ آئے ایک شخص نے کہا یہ خاندانِ ربیعہ کے سردار ہیں اس بات کو حضرت عمر رضؓ نے اور جو انکے آس پاس تھے انھوں نے اور جارود رضؓ نے سُن لیا جب حضرت جارود رضؓ حضرت عمر رضؓ کے قریب آئے تو حضرت عمر رضؓ نے انھیں دُرّہ سے آہستہ سے مارا حضرت جارود رضؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ حضرت عمر رضؓ نے بھی یہی فرمایا کہ میں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے؟ کیا تم نے اس آدمی کو وہ کہتے ہوئے نہیں سُنا؟ حضرت جارود رضؓ نے کہا کہ اگر میں نے وہ کلمہ سن لیا تو کیا ہوا؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کی وجہ سے تمھارے دِل میں کچھ خیال پیدا ہوا ہو، تو میں نے پسند کیا کہ میں اسے تم سے جھاڑ دوں،[6]

حضرت[7] ہمام بن حارث رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضؓ کی تعریف کرنی شروع کی تو حضرت مقداد رضؓ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور یہ موٹے آدمی تھے اور اس کے مُنہ پر مٹی چھڑکنی شروع کی حضرت عثمان رضؓ نے حضرت مقداد رضؓ سے پُوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ حضرت مقداد رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہرہ پر مٹی چھڑک دو،

---

[1] واخرجہ احمد ایضاً [2] واخرجہ ابن جریر والطبرانی مختصراً کما فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۸۴ [3] واخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۸۲ [5] وعند ابن ابی الدنیا فی الصمت [6] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۶۷ [7] واخرج ابن ابی الدنیا فی الصمت [8] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۶۷ [9] واخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۴۱۴ واللفظ لہ وابو داؤد ج ۵ صفحہ ۲۴۱

ایک[۱] راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑے ہو کر خلفاء میں سے کسی خلیفہ کی تعریف کرنے لگا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس کے چہرہ پر مٹی ڈالتے اور فرماتے کہ ہم کو حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ پر خاک ڈالیں،

حضرت[۲] عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی شخص کی تعریف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کر رہا تھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ کی طرف مٹی ڈالی اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو،

حضرت[۳] عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح اشارہ کیا کہ اس کے منہ پر مٹی ڈالو، اور فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر خاک ڈالو،[۴]

حضرت[۵] نافع وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا اے لوگوں میں سے بھلے! یا یوں کہا کہ اے لوگوں میں سے بھلے کے بیٹے! تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو میں لوگوں میں سے زیادہ بھلا ہوں اور نہ لوگوں میں سے زیادہ بھلے کا بیٹا، لیکن میں اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں اللہ سے امید لگائے ہوئے ہوں، اور اللہ سے ڈرتا ہوں، خدا کی قسم! تم ایک آدمی کی مدح کے پیچھے پڑے رہو گے اور اسے تباہ کر کے چھوڑو گے،

طارق[۶] بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی نکلتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا دین ہوتا ہے اور وہ واپس ہوتا ہے اور اس کے پاس دین سے کچھ نہیں رہ جاتا، (اس طرح) کہ اس کے پاس ایسا آدمی آتا ہے کہ جو اس کے اور اپنے نفس کے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوتا اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ تو ایسا ہے اور ایسا ہے، تو یہ لوٹتا ہے اور اپنی کسی حاجت کو کچھ بھی نہیں حل کیا (یعنی تعریف کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا نہ اسے اور نہ اسے) اور اللہ کو اپنے اوپر ناراض کر لیتا ہے،[۷]

---

[۱] واخرجہ مسلم ایضا والترمذی ج ۲ صفہ ۶۲ والبخاری فی الادب صفہ ۵۰ من طریق ابی معمر،
[۲] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۵۱ [۳] وعند احمد والطبرانی [۴] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۱۷ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ رجال الصحیح۔ اھ [۵] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۰۷
[۶] واخرج الطبرانی [۷] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۱۸ رواہ الطبرانی باسانید ورجال احدہما رجال الصحیح

صلہ رحمی اور اس کا قطع کرنا

حضرت[1] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قریش سخت قحط سالی میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ سڑی ہوئی ہڈی بھی کھا گئے، قریش میں کوئی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے زیادہ اس وقت خوش حال نہ تھا تو حضورؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا اے چچا جان! آپ کے بھائی ابوطالب، آپ جانتے ہیں کہ کثیر العیال ہیں اور قریش کو جو مصیبت لگی ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیے تاکہ ہم ان سے ان کے بعض بال بچوں کو لے آئیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات ان کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب! تمھاری قوم کا جیسا کچھ حال ہے تم دیکھ رہے ہو، اور ہم جانتے ہیں کہ تم بھی انھیں میں سے ایک آدمی ہو ہم تمھارے پاس اس غرض سے آئے ہیں تاکہ تم سے تمھارے بال بچوں کو اپنے پاس لے جائیں، یہ سُن کر ابوطالب نے کہا میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو اور جو تم دونوں پسند کرو، وہ کرو، چنانچہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو لیا اور حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کو، یہ دونوں انھیں دونوں حضرات کے پاس رہے یہاں تک کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے، سلیمان بن داؤدؒ راوی کہتے ہیں کہ حضرت جعفرؓ حضرت عباسؓ کے پاس اس وقت تک رہے جب تک کہ یہ حبشہ ہجرت کر کے نہیں گئے۔[2]

حضرت[3] جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جویریہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس غلام کو آزاد کر دوں، حضورؐ نے فرمایا یہ غلام اپنے اس ماموں کو دے دے جو دیہات میں ہے، وہ اس کی پرورش کرے گا اور ایسا کرنے میں تیرے لئے اجر بھی زیادہ ہے۔[4]

حضرت[5] ابوسعیدؓ فرماتے ہیں جب یہ آیۃ، وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۳)

ترجمہ: "اور قرابت دار کو اس کا حق (یا مالی و غیر مالی) دیتے رہنا، اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا، اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا"، اتری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] اخرج البزار [2] قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۵۳ وفیہ من لم اعرفہم [3] واخرج البزار [4] ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۸ صفہ ۱۵۳ [5] واخرج الحاکم فی تاریخہ وابن النجار

فرمایا اے فاطمہ! باغ فدک تیرے لئے ہے، [1]

حضرت[2] ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے تعلقات بڑھاتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھے تکلیفیں پہونچاتے ہیں میں ان سے بُردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت برتتے ہیں، آپؐ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے کہا پس گویا کہ تُو ان کو راکھ پھنکا رہا ہے، اور ہمیشہ تیرے ساتھ اللہ کی جانب سے ان کے خلاف ایک معاون رہے گا جب تک کہ تُو اسی طرح کرتا رہے گا، [3]

حضرت[4] عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ قطع تعلق کرتے ہیں میں ان سے درگذر کرتا ہوں اور وہ مجھ پر ظلم ڈھاتے ہیں میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھے تکلیف پہونچاتے ہیں تو کیا میں ان سے بدلہ لوں؟ آپؐ نے فرمایا ایسا کرنے سے تم اور وہ ایک درجہ میں ہو جاؤ گے، تُو فضیلت پر عمل کر، اور ان سے تعلقات جوڑ، ایسا کرنے سے ہمیشہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تیری مدد کے لئے اللہ عزوجل کی جانب سے ہوگا، جب تک کہ تُو ایسا کرتا رہے گا، [5]

حضرت[6] عثمان بن عفانؓ کے آزاد شدہ غلام ابو ایوب سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت ابو ہریرہؓ جمعرات کی شام کے بعد جمعہ کی رات میں تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں میں سے جو رشتہ داروں سے قطع تعلق کئے ہوئے ہیں انھیں میں قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں، یہ سُن کر کوئی نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بات تین مرتبہ کہی، یہ سُن کر ایک جوان اپنی پھوپھی کے پاس آیا کئی سال سے اسے چھوڑ رکھا تھا جب یہ اپنی پھوپھی کے پاس

---

[1] قال الحاکم تفرد بہ ابراہیم بن محمد بن میمون عن علی بن عابس کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۸ [2] واخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۳۱۵ [3] واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۱۱ عن ابی ہریرۃؓ مثلہ [4] وعند احمد [5] وفیہ حجاج بن ارطاۃ وہو مدلس وبقیۃ رجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۱۵۴ [6] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۲

پہونچا پھوپھی نے اس سے کہا اے میرے بھتیجے! کیسے تمہارا آنا ہوا؟ اس نے کہا میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سُنا کہ وہ اس اس طرح فرما رہے تھے، پھوپھی نے کہا ان کے پاس واپس جا اور ان سے پوچھ لے یہ بات انھوں نے کس لئے کہی ہے؟ (چنانچہ وہ جوان حضرت ابوہریرہؓ کے پاس آیا اور پوچھا) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے جمعہ کی رات سے قبل ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں اس آدمی کا عمل مقبول نہیں ہوتا جو رشتہ کو توڑے ہوئے ہو۔

اعمشؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صبح کے بعد ایک حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا جو لوگ رشتہ داری توڑے ہوئے ہوں میں ان کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں، اس لئے کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اپنے رب سے دُعا کریں اور آسمان کے دروازے رشتہ داری توڑنے والوں کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔[2]

---

[1] واخرج الطبرانی [2] قال الهيثمی ج ۸ ص ۱۵۱ رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح الا ان الاعمش لم يدرك ابن مسعود۔ انتهى،

فَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
اور بیشک آپ خلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں

حیاۃ الصحابہؓ
اردو عکسی

حصۂ ہفتم

اس حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق و عادات اور آداب اور ان کی آپس کی حسنِ معاشرت، اُن کی بُردباری، توکل و تحمل، حلم و حیا، شفقت و رحمت، تواضع و انکسار، مزاح و خوش طبعی، صبر و شکر، شوقِ ثواب، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تقویٰ و خشیہ، خوف و بکا غرض سیکڑوں اقسام اخلاق کے قصص و حکایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

تالیف
رئیس التبلیغ حضرت اقدس
مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی
قدس اللہ سرہٗ

ترجمہ
حضرت مولانا
محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی
مدّ فیوضہم

ناشر
ایچ - ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

محمد رسول اللہ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں ان کے دامن کیلئے

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں، زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دِل ہیں آپس میں

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ

نشانی اُن کی، چہروں پر ہے سجود کے اثر سے

حیاۃ الصحابہؓ اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے

فہرست عنوانات

حصۂ ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضؓ کے اخلاق و عادات اور ان کی آپس کی معاشرت کا بیان

حُسنِ اخلاق

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] سعد بن ہشام رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو بیان فرمائیے، حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا بیشک! میں قرآن پڑھتا ہوں تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ کی عادت قرآن تھی[2]، قتادہ رضؓ[3] فرماتے ہیں کہ قرآن نے انسانوں کے لئے بہترین اخلاق پیش کئے ہیں[4] اور آپؐ کے لئے قرآن پر عمل کرنا فطرت بن چکا تھا، حضرت عائشہ رضؓ کے فرمانے کا یہی مطلب ہے، حضرت[5] ابو الدرداء رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے حضورؐ کے اخلاق کو دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق قرآن تھا، قرآن کی

---

[1] اخرج مسلم [2] واخرجہ احمد عن جبیر بن نفیر والحسن البصری عن عائشۃ نحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۳۵
[3] واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفہ ۹۰ عن سعد بن ہشام عن عائشۃ نحوہ [4] واخرجہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ صفہ ۵۶ عن جبیر بن نفیر عن عائشۃ نحوہ وابن سعد ج ۱ صفہ ۹۰ عن مسروق عنہا نحوہ [5] وعند یعقوب بن سفیان

رضامندی کی باتوں سے آپؐ راضی رہتے اور قرآن کی ناراضگی کی باتوں سے آپؐ ناراض ہوتے، زیدؒ بن بانبوسؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اے اُم المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ راوی نے ان کا بیان کیا اور انہیں راوی کی حدیث میں ہے پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تو سورہ مومنون پڑھتا ہے؟ پڑھ اِقَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. سے دس آیتیں تک پڑھ اور فرمایا کہ اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے[1]

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاق میں اچھا نہ تھا جب کبھی کسی نے آپؐ کو آپؐ کے اصحاب اور آپؐ کے گھر والوں میں سے پکارا تو آپؐ نے فرمایا لبیک! اور اسی حُسنِ اخلاق کی وجہ سے اللہ پاک نے اتارا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○

ترجمہ:۔ ”بیشک! آپ بہت بلند اخلاق پر ہیں“۔ (سورۃ القلم رکوع ۱)

بنوسُراۃ کے ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی خبر دیجئے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تو قرآن میں نہیں پڑھتا؟ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ تھے، تو میں نے آپؐ کے لئے ایک کھانا تیار کیا اور حضرت حفصہؓ نے بھی آپؐ کے لئے ایک کھانا تیار کیا، حضرت حفصہؓ نے مجھ سے پہلے ہی کھانا بھیج دیا، میں نے جاریہ سے کہا تو جا اور اس کے کھانے کو اُلٹ آ، چنانچہ حضرت حفصہؓ نے آپؐ کے سامنے رکھنے کا ارادہ کیا. اس جاریہ نے پیالہ کو الٹ دیا، پیالہ اوندھا ہو گیا اور کھانا بکھر گیا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو اور جو اُس پیالہ میں تھا زمین پر جمع کیا اور سب نے مل کر اُسے کھایا، اس کے بعد میں نے اپنا پیالہ بھیجا، حضورؐ نے اس پیالہ کو حضرت حفصہؓ کے پاس بھجدیا اور فرمایا برتن تو برتن کے عوض میں لو اور جو اس میں ہے اسے کھالو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس چیز کا کوئی

---

[1] واخرجہ البیہقی ۲ ورواہ النسائی کما فی البدایۃ ج ۶ ص ۳۵ ۳ واخرج ابو نعیم فی الدلائل ص ۵۶

[2] وعند ابن ابی شیبۃ عن قیس بن وہب

اثر حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر نہ دیکھا۔[1]

حضرت خارجہؒ بن زید رضؓ سے روایت ہے کہ چند حضرات میرے باپ حضرت زید بن ثابت رضؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہم سے حضورؐ کے بعض اخلاق کو بیان کیجیے تو حضرت زید رضؓ نے فرمایا، میں آپؐ کا پڑوسی تھا جب آپؐ پر وحی اترتی آپؐ مجھے بلا بھیجتے، میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وحی کو لکھتا، (یعنی اتنے قریب کا پڑوسی تھا)، ہم جب دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپؐ بھی دنیا کا تذکرہ فرماتے اور ہم جب آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپؐ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب ہم کھانے کا تذکرہ کرتے تو آپؐ بھی کھانے کا تذکرہ فرماتے پس یہ سب باتیں حضورؐ کی میں تم سے بیان کرتا ہوں۔[2]

حضرت صفیہؓ بنت حیی رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھے اخلاق والا نہیں پایا، میں نے آپؐ کو دیکھا آپؐ نے مجھے خیبر سے اپنی اونٹنی کے پیچھے سوار کیا تھا، رات کا وقت تھا میں نے اونگھنا شروع کیا، اور میرا سر اونگھ کی وجہ سے کجاوہ کے آخری حصہ پر جا لگتا، آپؐ مجھے ہاتھ سے ٹٹولتے اور فرماتے، اری بی بی! ذرا صبر کر، اے بنت حیی! ذرا رک! جب آپؐ موضع صہبا پر پہو نچے آپؐ نے فرمایا اے صفیہ! میں تجھ سے جو کچھ میں نے تیری قوم کے ساتھ کیا اس کی عذر خواہی کرتا ہوں، انھوں نے مجھے ایسا کہا اور ایسا کہا۔[3]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے بہت زیادہ نرم طبیعت اور مہربان تھے، خدا کی قسم! آپؐ سخت سردی کی صبح میں خواہ غلام ہو یا باندی اس بات سے پرہیز نہیں کرتے تھے کہ آپؐ کے پاس یہ پانی لاتے اور آپؐ اپنا چہرۂ مبارک اور اپنا ہاتھ انھیں اس ٹھنڈے پانی میں دھو کر دیتے (جسے یہ لوگ اپنے بیماروں کو شفا کے لئے پلایا کرتے تھے) اور جب کبھی آپؐ سے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۴ ص ۴۴ [2] واخرج ابو نعیم فی الدلائل ص ۵۷ [3] واخرجہ الترمذی ص ۲۵ نحوہ وکذلک البیہقی کما فی البدایۃ ج ۶ ص ۴۲ والطبرانی کما فی المجمع ج ۹ ص ۱۷ وقال واسنادہ حسن وابن ابی داؤد فی المصاحف وابو یعلی والرویانی وابن عساکر کما فی المنتخب ج ۵ ص ۱۸۵ واخرجہ ابن سعد ج ۱ ص ۹۰ ایضا نحوہ [4] واخرج الطبرانی [5] قال الہیثمی ج ۹ ص ۱۵ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو یعلی باختصار ورجالہما ثقات الا ان الربیع بن اخی الصفیہ بنت حیی لم اعرفہ۔ اھ [6] واخرج ابو نعیم فی الدلائل ص ۵۷

کوئی سائل کچھ پوچھتا آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور ضرور کان لگاتے، اور کبھی خود واپس نہیں ہوتے تھے جب تک کہ وہ سوال کرنے والا واپس نہ ہو، اور جب کبھی کسی نے آپؐ کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا آپؐ نے اپنا ہاتھ دیدیا اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ جدا کرتے تھے جب تک کہ وہ خود ہی اپنے ہاتھ کو آپؐ کے ہاتھ سے جدا نہ کرے،

حضرت[1] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نمازِ صبح سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خادم اپنے برتن آپؐ کے پاس لاتے جس میں پانی ہوتا، جب کبھی آپؐ کے پاس برتن لایا جاتا آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتے اور بسا اوقات آپؐ کے پاس سردی کی ٹھنڈی صبح میں یہ پانی لایا جاتا پھر بھی آپؐ اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے،

حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کسی سے مصافحہ کرتے یا کوئی آپؐ سے مصافحہ کرتا، آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا نہ کرتے یہانتک کہ وہ آدمی اپنا ہاتھ علیحدہ کرتا، اور جب آپؐ کسی کی طرف چہرہ مبارک کرتے تو اس سے چہرہ نہ پھراتے، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپ کے پاس سے واپس ہوتا، اور کبھی آپؐ کے زانوئے مبارک اپنے پاس بیٹھنے والے سے آگے نہ نکلے ہوئے ہوتے،[3]

حضرت[4] انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کسی آدمی نے کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنی چاہی ہو اور آپؐ نے اپنا سر اس کی طرف سے ہٹایا ہو، یہاں تک کہ خود ہی وہ آدمی (سرگوشی کرنے کے بعد) اپنا سر آپؐ کی طرف سے ہٹائے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی آدمی آپؐ کا ہاتھ پکڑتا ہو اور آپؐ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ہو، یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی آپؐ کے ہاتھ کو چھوڑتا،[5]

حضرت[6] ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اگر کوئی آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا نہ کرتے یہاں تک کہ یہ آدمی خود ہی آپؐ کے

---

[1] وعند مسلم ج ۲ صفحہ ۲۵۶ [2] وعند یعقوب بن سفیان [3] ورواہ الترمذی وابن ماجہ کما فی البدایہ ج ۶ صفحہ ۳۶ وابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۹ نحوہ [4] وعند ابی داؤد [5] تفرد بہ ابو داؤد کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۹ [6] عند البزار والطبرانی

ہاتھ کو چھوڑ دے، اور کبھی آپؐ کا زانوئے مبارک آپؐ کے پاس بیٹھنے والے کے زانو سے آگے نکلا ہوا نہ دیکھا گیا، جب کبھی آپؐ سے کوئی مصافحہ کرتا آپؐ اسکی طرف منہ کرتے پھر اُس سے چہرۂ مبارک نہ پھراتے تھے جب تک کہ وہ آدمی اپنے کلام سے فارغ نہ ہولیتا۔[1]

حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی آتی اور حضورؐ کا ہاتھ پکڑتی تو آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ نکالتے یہاں تک کہ جہاں چاہتی آپؐ کو لے جاتی،[3] امام احمد کی روایت میں اس طرح ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کی کنیز آپؐ کا ہاتھ پکڑتی اور اپنے کام کے لئے آپؐ کو لیجاتی۔[4]

حضرت[5] انسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فطور تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آپ سے ایک حاجت ہے آپؐ نے فرمایا اے فلاں کی ماں! دیکھ! جس گلی میں تو چاہے میں تجھ سے ملوں اور تیری حاجت روائی کروں چنانچہ حضورؐ نے بعض راستوں میں اس سے تنہا گفتگو فرمائی، یہاں تک کہ وہ عورت اپنی حاجت (کے بیان) سے فارغ ہوئی۔[6]

محمد بن[7] مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں کسی سفر سے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا آپؐ نے اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں رہنے دیا یہاں تک کہ میں نے ہی آپؐ کے ہاتھ کو چھوڑا۔[8]

حضرت[9] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان دونوں میں سے جو آسان ہوئی اسے اختیار کیا بشرطیکہ اس میں کسی قسم کا گناہ نہ ہوتا، اور اگر اس میں معصیت ہوتی تو آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دُور بھاگتے، کبھی حضورؐ نے اپنے نفس کے لئے بدلہ نہیں لیا، ہاں اگر اللہ تعالٰے کی حُرمت کی پردہ دری کی جاتی تو آپؐ اللہ کیلئے اس کا بدلہ ضرور لیتے۔[10]

---

[1] واسناد الطبرانی حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۵ [2] وعند احمد [3] ورواہ ابن ماجہ [4] ورواہ البخاری فی کتاب الادب من صحیحہ معلقا کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۳۹ [5] وروی مسلم فی صحیحہ ج ۲ صفہ ۲۵۶ [6] واخرجہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفہ ۵۷ عن انس مثلہ [7] واخرج الطبرانی [8] وفیہ الجلد بن ایوب وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۷ [9] واخرج مالک [10] واخرجہ البخاری ومسلم کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۳۶ واخرجہ ابوداؤد والنسائی واحمد، کما فی الکنز ج ۴ صفہ ۴۷ وابونعیم فی الدلائل صفہ ۵۷

حضرت[1] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہ کسی خادم کو مارا نہ کسی عورت کو مارا، اور نہ کسی اَور کو مارا، ہاں مگر یہ کہ اللہ کے راستے میں آپؐ جہاد کریں اور جب کبھی آپؐ کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو آپؐ ان دونوں میں سے اسی کو زیادہ پسند کرتے جو ان دونوں میں سے آسان ہوتی جب تک کہ اس میں کوئی گناہ نہ ہوتا اور اگر اس میں کوئی گناہ ہوتا تو آپؐ گناہ سے تمام لوگوں میں سے زیادہ دُور ہوتے، آپؐ نے کبھی اپنے نفس کے لئے کسی شے کا بدلہ نہیں لیا جو آپؐ کو پیش آتیں. جب تک کہ اللہ تعالےٰ کے محارم کی پردہ دری نہ کی جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ اللہ عزوجل کے لئے اس کا بدلہ لیتے ہے[2] حضرت[3] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی آپؐ پر جو ظلم کیا گیا ہو اس کا بدلہ لیا ہو جب تک کہ اللہ تعالےٰ کے محارم میں سے کسی شے کی بے حرمتی نہ کی گئی ہو اور جب اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی شے کی بے حرمتی کی جاتی، تو آپؐ کو تمام لوگوں میں سے زیادہ غصہ آتا اور جب کبھی آپؐ کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا آپؐ ان میں سے آسان پر عمل کرتے اگر کوئی گناہ نہ ہوتا ہے[4]

ابو عبد اللہ[5] جدلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو دریافت کیا تھا، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہ آپؐ بد خُلق تھے اور نہ بدزبان تھے، اور نہ آپؐ بازاروں میں شور کرتے بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے تھے لیکن آپؐ معاف کر دیتے تھے اور درگذر فرما دیتے تھے، یا راوی نے یوں فرمایا کہ معاف کر دیتے تھے اور چھپا لیتے تھے[6]

---

[1] وعند احمد [2] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۶ واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۲۵۶ وابو نعیم فی الدلائل مختصرا وعبد الرزاق وعبد بن حمید والحاکم نحو حدیث احمد کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷ [3] وعند الترمذی فی الشمائل صفحہ ۲۵ [4] واخرجہ ابو یعلی والحاکم کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷ [5] واخرج ابو داؤد الطیالسی [6] رواہ الترمذی وقال حسن صحیح کذا البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۶ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۰ عن ابی عبد اللہ عن عائشۃ نحوہ واحمد والحاکم کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷

صالح[1] مولیٰ توامۂ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کر رہے تھے حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا آپؐ کنکھیوں سے نہ دیکھتے تھے بلکہ، پورے طریقہ پر آپؐ متوجہ ہوتے اور پورے طریقہ پر آپؐ چہرۂ مبارک پھراتے، میرے ماں باپ آپؐ پر نچھاور آپؐ نہ بدخلق تھے اور نہ بدزبان تھے نہ بازاروں میں شور کرتے، آدمؓ راوی سے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ میں نے آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ جیسا آپؐ کے بعد دیکھا،

حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کو گالی دیتے نہ آپؐ لعنت بھیجتے اور نہ آپؐ بدخلق تھے، غصہ کے وقت ہم میں سے کسی ایک کو آپؐ فرماتے اسے کیا ہوا؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو[3] حضرت[4] عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بدخلق تھے اور نہ بدزبان تھے، اور آپؐ فرمایا کرتے تھے تم میں سے پسندیدہ، تم میں سے بھلے اخلاق والا ہے[5]

حضرت[6] انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے حضرت ابوطلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھے لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انسؓ ہوشیار اور سمجھدار لڑکا ہے یہ آپؐ کی خدمت میں رہے تو اچھا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے آپؐ کی خدمت سفر میں بھی کی اور حضر میں بھی، خدا کی قسم! کبھی آپؐ نے جو کام میں نے کیا یہ نہیں کہا کس لئے تو نے ایسا کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا کبھی آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ یہ کام تو نے کس لیے نہیں کیا؟ حضرت[7] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اخلاق میں اچھے تھے، ایک روز آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہ جاؤں گا اور میرے جی میں تھی کہ جس کام کے لئے آپؐ نے مجھ سے کہا ہے میں جاؤں گا، چنانچہ میں نکلا یہاں تک کہ میرا گذر چند لڑکوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اتنے میں حضورؐ نے پیچھے سے میری گدی پکڑی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کی طرف دیکھا آپؐ مسکرا رہے تھے آپؐ نے فرمایا

---

[1] وعند یعقوب بن سفیان [2] وعند احمد [3] ورواہ البخاری [4] وعند البخاری ایضاً [5] ورواہ مسلم کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۶ [6] واخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۲۵۳ [7] وعندہ ایضا

اے اُنیس! کیا تو جہاں کا میں نے تجھے حکم دیا تھا وہاں گیا تھا؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! ابھی جا رہا ہوں، حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے آپؐ کی نو سال خدمت کی، خدا کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے کسی شے کے لئے کہ میں نے اُسے کیا آپؐ نے نہیں کہا کس لئے ایسا ایسا تو نے کیا؟ اور نہ کسی ایسی شے کے بارے میں جس کو میں نے نہ کیا ہو آپؐ نے یہ نہیں کہا، کیوں تو نے ایسا ایسا نہیں کیا؟ مسلم کی ایک روایت میں حضرت انسؓ سے ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دس سال خدمت کی، خدا کی قسم! آپؐ نے کبھی میرے لئے اُف کا کلمہ استعمال نہیں کیا اور آپؐ نے کبھی مجھ سے کسی شے کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا اور تو نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ ابو ربیعؓ سے اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ ایسی شے کے بارے میں جس کو خادم نہیں کیا کرتے[1] حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کی دس سال خدمت کی آپؐ نے کبھی مجھے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ میں اس سے سست ہوا ہوں یا مجھ سے وہ کام ضائع ہو گیا ہو تو آپؐ نے مجھے ملامت کی ہو اور اگر گھر والوں میں سے کوئی ملامت کرتا تو آپؐ فرماتے اُسے چھوڑو اس لئے کہ اگر مقدر میں اس کام کا ہونا ہوتا تو ہو جاتا ہے[2]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت کئی سال کی نہ تو کبھی آپؐ نے بُرا کہا اور نہ آپؐ نے کبھی مجھے مارا، اور نہ کبھی مجھے جھڑکا اور نہ میرے سامنے ترشروئی سے پیش آئے اور نہ کبھی آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے کہا ہو اور میں نے اس میں سستی کی ہو تو آپؐ نے مجھے اس پر عتاب کیا ہو پس اگر کوئی آپؐ کے گھر والوں میں سے مجھے ملامت کرتا تو آپؐ فرماتے اسے چھوڑو اگر مقدر میں لکھی ہوئی ہوتی تو ضرور ہوتی[3]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی، میری ماں مجھے لے کر آپؐ کے پاس گئی

---

[1] ولم یذکر قولہ واللہ واخرجہ البخاری عن انس بنحوہ [2] وعند احمد [3] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۶ واخرجہ ابن سعد ج ۷ صفحہ ۱۱ عن انس مثلہ [4] وعند ابی نعیم فی الدلائل صفحہ ۵۰ [5] وعند ابن عساکر

اور اس نے کہا یا رسول اللہ! انصار کے مردوں اور عورتوں نے آپ کو تحفے دیئے ہیں سوائے میرے۔ اور میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جسے آپ کو تحفہ میں پیش کروں مگر میرا یہ بیٹا ہے آپ اس کو میری جانب سے قبول کیجئے، یہ آپکی خدمت کرے گا جو بھی آپ اس سے خدمت لینا چاہیں لیں، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، نہ تو آپ نے مجھے کبھی مارا اور نہ کبھی گالی دی اور نہ میرے سامنے آپؐ ترشروئی سے پیش آئے ہیں[1]

اخلاقِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[2] عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ قریش میں سے تین حضرات تمام لوگوں میں سے زیادہ روشن چہرہ اور احسن الاخلاق اور سب سے زیادہ حیار والے ہیں، اگر وہ تم سے بات کریں تو تم سے جھوٹ نہیں بولیں گے، اور اگر تم ان سے خود بات کرو تو وہ تمہاری تکذیب نہیں کریں گے، یعنی سیدنا حضرت ابو بکرؓ حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ رضی اللہ عنہم حضرت[3] عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ قریش میں سے تین حضرات تمام لوگوں میں سے زیادہ روشن چہرہ اور احسن الاخلاق اور سب سے زیادہ حیار والے ہیں، یعنی سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم[4]

حضرت[5] حسنؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اصحابؓ میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں ان کے عیب میں کوئی گرفت کرنا چاہوں تو کر سکوں سوائے ابو عبیدہ بن جراحؓ کے[6]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۹ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۶ [3] وعند الطبرانی [4] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۵۳ وقال فی سندہ ابن لہیعۃ [5] واخرج یعقوب بن سفیان [6] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۵۳ وقال ہذا مرسل ورجالہ ثقات۔ اھ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۶۶ عن الحسن نحوہ وقال ہذا مرسل غریب ورواتہ ثقات

حضرت عبد[1] الرحمن بن عثمان قرشی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے پاس تشریف لائے یہ حضرت عثمان رضؓ کا سر دھو رہی تھیں آپؐ نے فرمایا کہ اے میری چھوٹی بیٹی! ابو عبد اللہ (حضرت عثمان رضؓ) کی اچھی طرح خدمت کیا کر یہ میرے اصحاب میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں[2]۔

حضرت[3] ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت عثمان رضؓ کی بیوی حضرت رقیہ رضؓ کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی فرمانے لگیں ابھی ابھی میرے پاس سے حضورؐ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپؐ کے سر میں کنگھی کی، حضورؐ نے پوچھا تھا تم ابو عبد اللہ (یعنی حضرت عثمان رضؓ) کو کیسا خیال کرتی ہو؟ فرمایا بھلا، حضورؐ نے فرمایا ان کا اکرام ملحوظ رکھنا اس لئے کہ یہ اخلاق میں میرے اصحاب میں سے مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں[4]۔

حضرت[5] عبد اللہ بن اسلم رضؓ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت جعفر رضؓ سے فرمایا کہ تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو[6]۔

حضرت[7] علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے پاس آئے آپؐ نے حضرت زید رضؓ کے لئے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو، یہ سن کر حضرت زید رضؓ خوشی سے اچھل پڑے پھر آپؐ نے حضرت جعفر رضؓ کیلئے فرمایا کہ تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو، یہ حضرت زید رضؓ سے بھی زیادہ خوشی کے مارے اچھل پڑے اس کے بعد آپؐ نے میرے لئے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں (یعنی ہم دونوں ایک ہیں) تو میں حضرت جعفر رضؓ سے بھی زیادہ خوشی میں اچھل پڑا[8]۔ حضرت[9] اسامہ بن زید رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت جعفر رضؓ سے فرمایا تیری عادت میری عادت جیسی ہے[10]،

---

[1] واخرج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۹ ص ۸۱ رجالہ ثقات [3] وعندہ ایضاً [4] قال الہیثمی ج ۹ ص ۸۱ وفیہ محمد بن عبد اللہ یروی عن المطلب ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ اھ واخرجہ الحاکم وابن عساکر کما فی المنتخب ج ۵ ص ۳۲ [5] واخرج احمد [6] واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۷۲ [7] وعند ابن ابی شیبۃ وابی یعلی والبیہقی [8] کذا فی المنتخب ج ۵ ص ۱۳۰ [9] وعند الطبرانی

اور میری صورت سے تیری صورت زیادہ مشابہ ہے لہذا تو مجھ سے ہے اور تم اے علی! مجھ سے ہو اور میری اولاد کے باپ ہو[1]

حضرت[2] عبد اللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے ایک ایسی بات سُنی ہے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ اس بات کے عوض میں مجھے سرخ اونٹ ملتے میں حضورؐ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ جعفرؓ صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہے اور تم اے عبد اللہ! اللہ کی مخلوق میں سے اپنے باپ کے زیادہ مشابہ ہو[3]

حضرت[4] بحریہؓ فرماتی ہیں کہ میرے چچا حضرت خداشؓ نے حضورؐ سے وہ پیالا مانگ لیا جس میں آپؐ کو کھاتے ہوئے دیکھا تھا وہ پیالا ہمارے پاس ایک عرصہ تک رہا، حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے اس پیالے کو میرے پاس لاؤ تو ہم اس میں زمزم کا پانی بھرتے اور اس کو آپ کے پاس لاتے اور حضرت عمرؓ اسمیں سے پیتے اور اپنے سر اور اپنے چہرہ پر ڈالا کرتے تھے پھر کسی چور نے ہم پر ستم ڈھایا کہ مع ہمارے تمام سامان کے اُس پیالہ کو چرا لیا، اس کے بعد کہ وہ پیالا چوری ہو گیا تھا حضرت عمرؓ ہمارے پاس آئے اور ہم سے اس پیالہ کے نکالنے کی خواہش کی ہم نے عرض کیا اے امیر المومنین! ہمارے تمام سامان کے ساتھ وہ بھی چوری ہو گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا اس کا بھلا کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ (بھی) چرا لیا، راوی کہتے ہیں پس خدا کی قسم! نہ آپ نے اسے گالی دی اور نہ آپ نے اس پر لعنت بھیجی۔[5]

حضرت[6] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن بن بدرؓ تشریف لائے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیسؓ کے پاس ٹھہرے، اور حضرت عمرؓ کے اصحاب مجلس اور اصحاب رائے وہی حضرات ہوتے تھے جنھیں اس زمانہ میں قُرّا کہا جاتا تھا خواہ بوڑھے ہوں یا جوان، تو عیینہؓ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے برادر زادہ! اس امیر کے پاس تمہاری منزلت ہے لہذا تم میرے لئے حضرت عمرؓ سے اجازت

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۷۲ رواہ الطبرانی عن شیخہ احمد بن عبد الرحمن بن عقال وہو ضعیف۔ انتہی،
[2] واخرج العقیلی وابن عساکر [3] کذا فی المنتخب ج ۵ ص ۲۲۲ [4] واخرج ابن سعد ج ۷، ص ۵۷ [5] واخرجہ ایضا ابن بخران فی امالیہ کما فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۰ [6] واخرج البخاری وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی۔

طلب کرو چنانچہ حضرت حر رضؓ نے ان کے لئے اجازت طلب کی، تو اجازت مل گئی جب یہ حضرت عمر رضؓ کے پاس گئے تو فرمایا اے خطاب کے بیٹے! اُسن! خدا کی قسم! تو نہ ہم کو مال دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضؓ کو بہت غصہ آیا، یہاں تک کہ انھوں نے قصد کیا کہ ان پر چڑھ بیٹھیں تو حضرت حُر رضؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین! بیشک اللہ پاک نے اپنے نبی کیلئے فرمایا ہے، خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝ (سورۂ اعراف رکوع ۲۴) ترجمہ "سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارے ہو جایا کیجئے" اور یہ بھی جاہلین میں سے ہیں پس خدا کی قسم! اس آیۃ سے حضرت عمر رضؓ نے جب یہ ان پر پڑھی گئی تجاوز نہیں کیا، اور حضرت عمر رضؓ کتاب اللہ سے سرِ مو تجاوز کرنے والے نہ تھے [۱]

حضرت [۲] ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضؓ کو کبھی غصہ آیا ہو اور ان کے سامنے اللہ عزوجل کا تذکرہ کیا گیا ہو یا خوف دلایا گیا ہو یا ان کے سامنے کسی نے قرآنی آیۃ پڑھی ہو کہ وہ اپنی اس حالت سے غافل نہ ہو گئے ہوں جس کا کہ وہ ارادہ کر رہے تھے،

حضرت [۳] بلال رضؓ نے کہا اے اسلم! تم حضرت عمر رضؓ کو کس طرح کا پاتے ہو؟ میں نے کہا بہت بھلا ہے مگر جب غصہ آ جائے تو وہ بہت بڑا امر ہے، حضرت بلال رضؓ نے فرمایا جب تم ان کے پاس ہوا کرو اور انھیں غصہ آئے، ان کے پاس قرآن پڑھ دینا ان کا غصہ جاتا رہے گا،

مالک الدار رحؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضؓ مجھ پر چلائے اور کوڑا لیکر مجھ پر مسلط ہو گئے میں نے کہا میں تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں یہ سنتے ہی کوڑا ڈال دیا اور فرمایا کہ تم نے مجھے ذاتِ عظیم یاد دلا دی [۴]

حضرت [۵] عامر بن ربیعہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضؓ جس دن سے کہ اسلام لائے اُحد میں شہید کئے جانے تک میرے جگری دوست اور ساتھی رہے، ہم دونوں نے ایک ساتھ دو مرتبہ سرزمینِ حبشہ کی ہجرت کی اور تمام قوم میں سے

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۱۶ [۲] وعند ابن سعد [۳] وعن اسلم [۴] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۴۱۳ [۵] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۲

یہ میرے رفیقِ سفر رہے میں نے کسی آدمی کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان سے اخلاق میں زیادہ اچھا ہو، اور نہ ان سے کم خلاف کرنے والا دیکھا حبہ[1] بن جوین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعض قول کا تذکرہ کیا اس پر لوگوں نے ان کی تعریف کی اور لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا جو اخلاق میں بھی بہت بھلا، تعلیم دینے میں انتہائی نرم نشست و برخاست میں سب میں بہتر، پرہیز گاری میں انتہائی مجاہد، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ یہ بات تم لوگوں نے اپنے دل کی گہرائی سے اور سچ کہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے اللہ! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں اے میرے اللہ! میں بھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو ان لوگوں نے کہا، راوی کہتے ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا ان لوگوں سے اور بھی زیادہ کہتا ہوں ایک دوسری روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، دین کے بارے میں فقیہ تھے، اور سنت کے جاننے والے،

حضرت[2] سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی خادم پر لعنت نہیں بھیجی اور ایک پر لعنت بھیجی بھی تھی تو اسے آزاد کر دیا، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اپنے خادم پر لعنت بھیجیں اور اتنا ہی کہا تھا اے میرے اللہ اس پر لع، اور یہ لعنت کا کلمہ ابھی پورا بھی نہیں کہا تھا تو فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ اسے کہوں، انفاق فی سبیل اللہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رغبت کے بارے میں حدیث پہلے گذر چکی ہے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے زیادہ حسین صورت اور حسین سیرت اور زیادہ سخی تھے[3]

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۱۱ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۷ عن الزہری [3] تذکرہ اخرجہ الحاکم بطولہ

بُردباری اور درگذر کرنا

حِلمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین ہوا، چند حضرات کو حضور علیہ السلام نے زیادہ نوازا، اقرع بن حابس رض کو سو اونٹ دیئے عیینہ رض کو اسی طرح اور چند حضرات کو بھی اسی طرح، تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم سے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ نہیں کیا گیا ہے میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (تیری بات) کہوں گا چنانچہ میں نے حضورؐ سے کہی، آپؐ نے فرمایا اللہ پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دیئے گئے ہیں اور آپؐ نے صبر کیا (اور اس شخص کو کچھ نہ کہا)

بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں برتا گیا اور اس میں اللہ کی رضامندی ملحوظ نہیں رکھی گئی، تو میں نے کہا خدا کی قسم! میں حضورؐ سے اس بات کو ضرور کہوں گا میں آپؐ کی خدمت میں آیا اور میں نے اس شخص کی بات کی آپؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا جب اللہ اور اس کا رسولؐ انصاف نہ کرے گا تو اور کون انصاف کریگا؟! اللہ پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ تو اس سے بھی زیادہ ستائے گئے تھے، اور حضورؐ نے صبر کیا،

حضرت[2] ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ ہم آپؐ کی خدمت میں تھے اور آپؐ تقسیم فرما رہے تھے، اتنے میں آپؐ کے پاس بنی تمیم میں سے ایک موٹی کمر کا آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے، تو آپؐ نے فرمایا تیرا ناس جائے اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو میں رسوا ہو جاؤں گا اور خسارہ میں پڑ جاؤں گا، اور پھر کون انصاف کرے گا؟ تو حضرت عمر رض نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اس شخص کے بارے میں اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اس کے لئے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ہر

---

[1] اخرجہ البخاری ۳۳ وفی الصحیحین

ایک اپنی نماز کو اس کی نماز کے مقابلہ میں اور اپنے روزہ کو اس کے روزہ کے مقابلہ میں، ہیچ سمجھے گا، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے (لیکن) ان کے گلوں سے نیچے نہیں اتریگا، دین سے یہ اس طرح پر نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ پر سے ایسا نکل جاتا ہے کہ لوگ اس کی نوک کو دیکھتے ہیں کہ کسی آمیزش کا نشان نہیں ملتا، اس کے پھل کی موٹھ کو دیکھتے ہیں اس پر بھی کوئی نشان نہیں پاتے اس کی لکڑی کو دیکھتے ہیں اس پر بھی کچھ نہیں ملتا پھر اس کے پر کو دیکھتے ہیں اس پر بھی کچھ نہیں پایا جاتا، (حالانکہ) گوبر اور خون سبھی سے پار ہو کر وہ نکلا ہے ان لوگوں کی علامت (یہ ہے کہ) ایک آدمی (ظاہر ہوگا) جس کا رنگ کالا ہوگا اس کے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ عورت کی پستان کی گھنڈی کی طرح یا پیشاب گاہ کی طرح ہوگا جو حرکت کھارہا ہوگا ان لوگوں کا ظہور اس زمانہ میں ہوگا جب لوگوں میں فرقہ بندی ہو جائیگی، حضرت ابو سعید رضی فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی ان سے لڑے میں حضرت علی رضی کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی نے اس آدمی کی تلاش کے بارے میں حکم دیا چنانچہ وہ تلاش کر کے لایا گیا میں نے اس کی طرف غور سے دیکھا اسی صفت پر تھا جو حضور ؐ نے بیان کی تھی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی جب وفات دیا گیا تو اس کا بیٹا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا آپ اپنا کرتا مجھے دیدیجئے میں اسے اس میں کفناؤں اور اس کی نماز جنازہ پڑھئے اور اس کیلئے استغفار کیجئے، چنانچہ آپ ؐ نے انھیں اپنا کرتا دیدیا اور فرمایا مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز پڑھاؤں گا، اُنھوں نے آپ ؐ کو اطلاع دی حضور ؐ نے جب ارادہ کیا کہ اس کی نماز پڑھائیں تو آپ ؐ کو حضرت عمر رضہ نے کھینچ لیا اور عرض کیا کیا اللہ پاک نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا مجھے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا ہے اور آپ نے یہ آیۃ پڑھی: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (سورۃ توبہ رکوع ۱۰) ترجمہ: "آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں" چنانچہ حضور ؐ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صد ۳۶۲ [2] واخرج الشیخان

اور یہ آیت اتری: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ رکوع ۱۱)

ترجمہ: "اور ان میں کوئی مرجاوے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن اُبَیّ وفات دیا گیا تو حضورؐ اسکی نماز پڑھانے کے لئے بلائے گئے چنانچہ آپؐ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور آپؐ نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، میں اپنی جگہ سے ہٹا اور میں آپؐ کے سینۂ مبارک کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اللہ کے دشمن پر، عبد اللہ بن اُبَیّ پر؟ جو فلاں اور فلاں دن ایسا اور ایسا کہتا تھا؟ اور اس کے عداوت کے دنوں کی باتوں کا شمار کرانے لگا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ تبسم فرما رہے تھے یہاں تک کہ جب میں نے اس قسم کی باتیں بہت زیادہ کہیں تو حضورؐ نے فرمایا اے عمر! مجھ سے پیچھے ہٹو! مجھے اختیار دیا گیا ہے سو میں نے اختیار پر عمل کیا ہے مجھ سے کہا گیا: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۂ توبہ رکوع ۱۰) ترجمہ: "آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں، اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالےٰ ان کو نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالےٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا"

مجھے علم ہو جائے کہ اگر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے استغفار کروں تو اس کی مغفرت ہو جائے تو ضرور میں استغفار میں زیادتی کروں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد آپؐ نے اس کی نماز پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلے اور اس کی قبر پر ٹھہرے یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہوئے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے سامنے اتنی جو جرأت کی تھی اس سے بڑا تعجب کیا

لہ وعند احمد

اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم! تھوڑی سی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ (سورۂ توبہ رکوع ع ۱۱) ❖ ❖ ❖ ترجمہ:۔ "اور ان میں کوئی مرجائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جیے کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ چیزوں) کی وجہ سے دنیا میں (بھی) ان کو گرفتارِ عذاب رکھے اور ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے" اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک نہ کسی منافق کی نماز پڑھائی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے [۱] حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن اُبی مرا اسکے بیٹے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اسکے جنازہ میں نہ آئے تو ہمیشہ مجھے اس کی عار دلائی جائے گی، چنانچہ آپؐ اس کے پاس آئے اور آپؐ نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں داخل کیا جاچکا تھا آپؐ نے فرمایا کیوں اس کے داخل کئے جانے سے پہلے مجھے نہ بلایا؟ چنانچہ وہ اپنی قبر سے نکالا گیا اور آپؐ نے اس پر اپنا لعاب دہن اس کے سر سے اس کے پاؤں تک ڈالا اور اسے اپنا کرتا پہنایا [۲] بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن اُبی کے پاس اس وقت پہونچے جب اُسے قبر میں داخل کیا جاچکا تھا، آپؐ نے اسے نکلوایا اور اسے اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا اور پھر اپنا لعاب دہن ڈالا، اور اسے اپنا کرتا پہنایا [۳]

حضرت [۴] زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نے حضور علیہ السلام پر جادو کیا اس کی وجہ سے آپؐ چند روز بیمار رہے، حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آپکے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یہود کے ایک شخص نے آپ پر

---

[۱] وہکذا رواہ الترمذی وقال حسن صحیح ورواہ البخاری مثلہ [۲] وعند احمد [۳] ورواہ النسائی [۴] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۳۷۸ [۵] واخرج احمد

جادو کیا ہے اور آپ کے لئے ایسے ایسے کنویں میں گرہ بندی کی ہے، آپ اس
کنویں کی طرف ایسے آدمی کو بھیجئے جو اُسے لے آئے چنانچہ آپؐ نے آدمی بھیجا
اس نے اسے نکالا اور آپؐ کے پاس لایا اور ان گرہوں کو کھولا، حضرت زیدؓ
فرماتے ہیں کہ (اُن کے کھلتے ہی) آپؐ اس طرح کھڑے ہو گئے جیسا کہ آپؐ کی
بندشیں کھول دی گئی ہوں، آپؐ نے اس یہودی سے اس کا تذکرہ بالکل نہیں
کیا، اور نہ آپؐ کے چہرۂ مبارک میں اس کی طرف سے وفات تک کوئی بل دیکھا
گیا۔[1] حضرت[2] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا جس کا
اثر یہ ہوا کہ آپؐ خیال کرتے تھے میں اپنی عورتوں کے پاس آیا ہوں حالانکہ آپؐ
ان کے پاس نہ آئے ہوئے ہوتے، حضرت سفیانؒ کہتے ہیں کہ جادو کا یہ سخت
ترین اثر سمجھا جاتا ہے جبکہ یہ اثر پایا جائے، آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! تجھے
معلوم ہونا چاہئے مجھے وہ چیز بتادی جس کے بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے
پوچھا تھا۔ میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور
دوسرا میرے پائینتی، تو اس فرشتہ نے جو آپ کے سرہانے تھا دوسرے سے
پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا جادو کیا گیا ہے، اس نے پوچھا کس نے
آپؐ پر جادو کیا ہے؟ اس نے کہا لبید بن اعصم نے یہ بنی زریق کا ایک منافق یہودیوں کا
حلیف تھا، سرہانے والے نے پوچھا اور کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ اس نے کہا
کنگھی سے جھڑے ہوئے بال اور کنگھی میں، اس نے پوچھا یہ چیزیں کس میں ہیں؟ اس نے کہا کھجور
کے گابھے میں، اور بیان کیا کہ کنویں کے اندر جو پتھر ہوتا ہے اس کے نیچے اس
کنویں میں ہیں جس کا نام ذروان ہے، (یہ مدینہ میں بنی زریق کا کنواں تھا) حضرت
عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ اس کنویں پر تشریف لائے اور ان چیزوں کو نکلوایا اور
آپؐ نے فرمایا وہ کنواں ہے کہ میں نے اس کو دیکھا تھا اور اس کا پانی اس طرح
تھا جیسے مہندی کا نچوڑ، (یعنی سرخ) اور اس کے گابھے شیطان کے سر کی طرح
تھے (یعنی بہت بڑے بڑے تھے) راوی کہتے ہیں چنانچہ وہ سامان نکالا گیا، حضرت
عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا آپ نے اس جادو کرنے والے کی اور اس کے
اس جادو کرنے کی تشہیر کیوں نہیں کرائی؟ آپؐ نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے شفا

---

[1] ورواہ النسائی، [2] عند البخاری

دیدی اور میں نے اچھا نہ سمجھا کہ کسی شخص پر شرارت کو اچھالوں[1] ایک اور روایت[2]
میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چھ ماہ تک یہ حال تھا کہ
آپؐ خیال کرتے تھے کہ آپؐ فلاں جگہ گئے ہیں حالانکہ آپؐ وہاں نہ گئے ہوتے تو
آپؐ کے پاس دو فرشتے آئے اور پھر اوپر جیسا مضمون ہے[3]

حضرت[4] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے حضورؐ کے سامنے
ایک زہر آلود بکری پیش کی، آپؐ نے اس سے تناول فرمایا (زہر کا اثر محسوس ہونے
کے بعد اس عورت کو طلب کیا)، تو اس کو آپؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپؐ نے
اس سے اس کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ میں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا
تھا آپؐ نے فرمایا تجھے اللہ پاک میرے اوپر قابو دینے والا نہیں تھا، یا یوں فرمایا
کہ تجھے اس بات پر قابو دینے والا نہیں تھا، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا
ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ
حضورؐ کے حلق مبارک کے آخری حصہ پر جسے کوّا کہتے ہیں اس کا اثر محسوس کرتا تھا
حضرت[5] ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ یہود کی ایک عورت حضورؐ کے لئے ایک زہر
آلود بکری لائی، آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا (کھانے سے) رکو، اس بکری میں
زہر ملایا گیا ہے اور اس یہودیہ سے دریافت کیا گیا کس چیز نے تجھے اس پر آمادہ کیا جو
تو نے کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ جانچ لوں اگر آپ نبی ہیں تو اللہ
پاک آپ کو اس کی اطلاع دیدیگا اور اگر آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو میں لوگونکو
آپ سے راحت دیدوں گی، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
کچھ نہیں کہا[6] ایک روایت[7] میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی
اس کا اثر محسوس کرتے پچھنے لگواتے، حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں آپؐ نے ایک مرتبہ
سفر کیا جب آپؐ نے احرام باندھ لیا تو اس (بادوکا) کچھ اثر محسوس ہوا تو آپؐ نے
پچھنے لگوائے[8]

---

[1] ورواہ مسلم واحمد [2] وعند احمد ایضاً [3] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۵۷۴ [4] واخرج الشیخان [5] وعند البیہقی [6] ورواہ ابوداؤد نحوہ واحمد والبخاری عن ابی ہریرۃ مطولا [7] وعند احمد عن ابن عباس رضؓ نحو حدیث ابی ہریرۃ عند البیہقی [8] تفرد بہ احمد واسنادہ حسن

حضرت[1] جابرؓ فرماتے ہیں خیبر کے لوگوں میں سے ایک یہودیہ نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا اور اس کو آپؐ کے لئے ہدیہ کیا، آپؐ نے بکری کا ایک ہاتھ لیا اور اس سے کھایا اور چند صحابہؓ نے جو آپؐ کے ساتھ تھے کھایا آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ، اور حضورؐ نے اس عورت کے پاس ایک آدمی بھیج کر اسے بلایا اور اس سے کہا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ وہ یہودیہ بولی آپ کو کس نے اطلاع دی؟ آپؐ نے فرمایا مجھے بکری کے اس ہاتھ نے اطلاع دی جو میرے ہاتھ میں ہے، اس یہودیہ نے کہا ہاں، آپؐ نے کہا اس سے تیرا کیا مقصد تھا؟ اس نے کہا میں نے یہ سوچا اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو نقصان نہ دے گی اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پالیں گے، تو حضورؐ نے اسے معاف کر دیا اور اسے کوئی سزا نہیں دی، اور آپؐ کے ان اصحابؓ میں سے جنھوں نے وہ بکری کھائی تھی بعض کی وفات ہوگئی اور حضورؐ نے اس بکری کے کھانے کی وجہ سے اپنے شانے پر پچھنے لگوائے، ابو ہندؓ نے سینگ اور چھری سے آپؐ کے پچھنے لگائے۔ ابو ہندؓ انصار میں سے بنو بیاضہ کے غلام تھے[2] حضرت مروان بن عثمان بن ابو سعید بن معلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میں آپؐ کی وفات ہوئی اور بشر بن براء بن معرورؓ کی بہن آپؐ کے پاس آئیں فرمایا تھا اے امِ بشر! میں اس وقت اپنے دل کی رگیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں اُس ایک لقمہ کی وجہ سے جو میں نے تیرے بھائی کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا، مروانؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضورؐ شہید وفات پائے، یہ اللہ نے نبوت سے نوازنے کے بعد آپؐ کا اکرام کیا ہے[3]

جعدہ[4] بن خالد بن صمہ جشمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اور آپؐ نے ایک موٹے آدمی کو دیکھا اور اپنے ہاتھ سے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اگر یہ (مال) اس کے غیر میں ہوتا تو تیرے لئے بہتر تھا، جعدہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو پکڑ کر لایا گیا

---

[1] وعند ابی داؤد [2] واخرجہ ابو داؤد عن ابی سلمۃؓ نحو حدیث جابرؓ فی حدیثہ قال فمات بشر بن البراء بن المعرورؓ فذکرہ وفیہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتلت [3] وعند ابن اسحاق [4] وہکذا ذکر موسیٰ بن عقبۃ عن الزہری عن جابر۔ انتہی، من البدایۃ ج ۴ صفحہ ٢٠٨ مختصرا ﷺ واخرج احمد

اور آپ سے کہا گیا اس نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کو قتل کرے، آپ نے فرمایا ڈر نہیں، اگر تو نے اس کا ارادہ کیا تھا تو اللہ پاک تجھے میرے اوپر مسلط نہ کرتا۔[1]

حضرت[2] انسؓ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضورؐ اور آپ کے اصحابؓ ہر پہاڑی پر سے اہل مکہ کے اسّی آدمی ہتھیارے کر جبل تنعیم کی طرف سے اترے، ان لوگوں کا ارادہ تھا کہ حضورؐ کو دھوکہ میں شہید کر دیں آپؐ نے ان کے لئے بددعا کی سو وہ پکڑے گئے، عفانؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے انھیں معاف کر دیا، اور یہ آیۃ اتری وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۝[3] (سورۃ فتح رکوع ۳) ترجمہ:۔"اور وہ ایسا ہے کہ اس نے انکے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ ان (کے قتل) سے عین مکہ (کے قرب) میں روک دیئے بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دیدیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا" عبد[4] اللہ بن مغفلؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے اس میں ہے اس حال میں کہ ہم اسی طرح تھے اچانک ہمارے پاس تیس[5] جوان آئے وہ سب ہتھیاروں سے لیس تھے انھوں نے ہمارے چہروں پر غبار اڑائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا کی، اللہ پاک نے ان کی گوشمالی کر دی، اور ہم ان کے لئے کھڑے ہوتے اور ہم نے ان کو پکڑ لیا، آپؐ نے ان سے پوچھا کہ تم کسی کی ذمہ داری میں آئے ہو؟ یا تمہارے لئے کسی نے امن کا وعدہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، تو آپؐ نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا، اور اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری۔ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ (سورۃ فتح رکوع ۳) الآیۃ[5]

حضرت[6] ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ آئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی ہے (اور اسلام لانے سے) انکار کر دیا ہے۔ آپ ان کے لئے اللہ سے بددعا کیجئے یہ سن کر آپؐ قبلہ رو ہوئے اور آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، تو لوگوں نے (اپنے جی میں کہا اب) ہلاک ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ "اے میرے اللہ! دوس کو ہدایت دے

---

[1] قال الخفاجی ج ۲ صفحہ ۲۵ اخرجہ احمد والطبرانی بسند صحیح۔ اھ [2] واخرج احمد [3] ورواہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی [4] واخرجہ احمد ایضا والنسائی [5] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۱۹۲ [6] واخرج الشیخان

اور ان سب کو لے آ، اے میرے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان سب کو لے آ، اے میرے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان سب کو لے آ،

حلمِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[1] ابوزعار رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور میری، بھلی بیویاں اور میرے خاندان کے بھلے لوگوں میں سے چھوٹوں پر انتہائی بردبار ہیں اور تمام لوگوں میں سے زیادہ عالم ہیں، ہمارے ذریعہ اللہ تعالےٰ جھوٹ کو دُور کرتا ہے اور ہمارے ذریعہ اللہ پاک کٹکھنے کتے کے دانتوں کو توڑتا ہے، اور تمہارے قیدیوں کو اللہ پاک ہمارے ذریعہ رہائی دیتا ہے اور تمہاری گردنوں سے پھندا اتارتا ہے، ہمارے ہی ذریعہ اللہ پاک فتح دیتا ہے اور کاموں کو انجام تک پہونچاتا ہے[2] حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کا قول پہلے گذر چکا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے زیادہ سمجھدار اور عقلمند اور کثیر العلم اور انتہائی بردبار کسی کو نہیں دیکھا[3]

شفقت ورحمت

شفقتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[4] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے بہت طویل ادا کروں اتنے میں، میں بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں چونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کی ماں پر بچہ کے رونے سے کس قدر سخت رنج واقع ہوتا ہے؟[5]

حضرت[6] انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں، جب حضور ﷺ نے اس

---

[1] اخرج عبد الغنی بن سعید فی ایضاح الاشکال [2] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۵۳ [3] اخرجہ ابن سعد فی مشاورۃ اہل الرای ج ۱ صفحہ ۱۸۰ [4] اخرج الشیخان [5] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفحہ ۶۶ [6] واخرج مسلم

بات ہے اس پوچھنے والے کے چہرہ پر اثر محسوس کیا تو فرمایا اس میں شک نہیں کہ میرا اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں،[1]

حضرت[2] ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں آیا آپؐ سے کسی شے میں امداد طلب کی، حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے یہ بھی کہا کہ کسی خوں بہا کے بارے میں امداد طلب کی تو آپؐ نے کچھ دیا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی، اعرابی نے کہا، نہیں! آپ نے کوئی سلوک نہیں کیا، یہ سن کر بعض مسلمانوں کو غصہ آیا اور انھوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس آدمی کو تنبیہ کریں آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو ایسا مت کرو، جب حضور علیہ السلام اس مجلس سے اٹھے اور اپنے مکان تشریف لے گئے، اس اعرابی کو اپنے گھر بلایا اور فرمایا تو ہمارے پاس سوال کرنے کے لئے آیا تھا ہم نے تجھے دیا، اور تو نے کہا جو کچھ تو نے کہا، اس کے بعد اسے حضورؐ نے کچھ اور دیا اور فرمایا کیا میں نے تیرے ساتھ سلوک کیا؟ تو اس اعرابی نے کہا ہاں! اللہ پاک آپ کو میرے تمام اہل اور خاندان کی طرف سے جزائے خیر دے حضورؐ نے فرمایا تو میرے پاس آیا تھا تو نے مجھ سے سوال کیا میں نے تجھ کو دیا اور تو نے کہی جو بات کہ کہی، اور میرے اصحابؓ کے جی میں تیری اُس بات کی وجہ سے غصہ آیا ہے تو جب تو ان کے پاس پہونچے تو ان کے سامنے وہ بات کہنا جو تو نے اب میرے سامنے کہی ہے، تاکہ ان کے سینوں سے وہ کدورت جاتی رہے اعرابی نے کہا بہت بہتر ہے، پس جب وہ اعرابی صحابہ کرامؓ کے مجمع میں پہونچا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارا ساتھی ہمارے پاس آیا تھا ہم سے اس نے سوال کیا اور ہم نے اسے دیا اور اس نے کہا جو اسے کہنا تھا اور میں نے اس کو بلایا اور پھر اس کو دوبارہ دیا، اب اس کا دعویٰ ہے کہ یہ راضی ہو گیا اے اعرابی! کیا اسی طرح بات ہے؟ اس اعرابی نے عرض کیا جی ہاں! اللہ آپ کو میرے اہل اور خاندان کی طرف سے جزائے خیر دے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میری اور اس اعرابی کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک کر اس سے بھاگ گئی، لوگوں نے اس اونٹنی کا پیچھا کیا جتنا اس کا پیچھا کیا اتنا ہی وہ اور بھاگی تو لوگوں سے اونٹنی والے نے کہا کہ تم میرے

---

[1] انفرد باخراجہ مسلم کذا فی صفۃ الصفوۃ ج۱ ص ۶۶ [2] واخرج البزار

اور میری اونٹنی کے درمیان تخلیہ کردو یعنی حائل نہ ہو، میں اس کے ساتھ نرم برتاوا کروں گا اور میں اس کی عادت سے زیادہ واقف ہوں، چنانچہ یہ اونٹنی والا اونٹنی کی طرف متوجہ ہوا، اور اس اونٹنی کے لئے کچھ گری ہوئی کھجوریں زمین سے اٹھائیں اور اونٹنی کو بلایا یہاں تک کہ اونٹنی آگئی اور اپنے مالک کا کہا مان لیا اور مالک نے اس پر اپنا کجاوہ کسا، اور میں اگر تم لوگوں کا کہا مان لیتا جبکہ اس نے وہ بات کہی تھی جو اس نے کہی تو یہ جہنم میں چلا جاتا۔[1]

شفقتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[2] اصمعی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے عرض کیا کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ سے اس بارے میں بات چیت کریں کہ وہ لوگوں کے ساتھ ملائمیت اور نرمی اختیار کریں اب تو کنواری لڑکیاں بھی اپنے پردہ کے اندر ان سے خائف ہیں، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے اس معاملہ میں آپ سے بات چیت کی تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں لوگوں کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی اور سبیل نہیں پاتا، خدا کی قسم! اگر لوگوں کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ مجھ میں لوگوں کے لئے کس درجہ رأفت اور رحمت اور شفقت ہے تو لوگ میرے کپڑے کو میرے کندھے پر سے کھینچ لیں گے۔[3]

حیاء

حیاءِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[4] ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ کنواری لڑکی اپنے پردہ میں بھی اتنی

---

[1] قال البزار لانعلمہ یروی الامن ہذا الوجہ قلت وہو ضعیف بحال ابراہیم بن الحکم بن ابان کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۰۲ واخرجہ ایضا ابن حبان فی صحیحہ والبو الشیخ وابن الجوزی فی العرفار کما قال الخفاجی ج ۲ صفحہ ۲۰۸ [2] اخرج الدینوری [3] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۱۶ [4] اخرج البخاری

شرمیلی اور حیادار نہیں ہوتی جتنا کہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باحیار، اور شرمیلے تھے، ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جب آپؐ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اس کا اثر چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوتا[1] حضرت[2] انس رضؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا حیار، ساری کی ساری بہتر ہے[3]

حضرت انسؓ بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی پر زرد رنگ لگا ہوا دیکھا اور اس کو آپؐ نے اچھا نہ سمجھا، حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب وہ آدمی اٹھ کر چل دیا تو آپؐ نے فرمایا کاش! کہ تم اس آدمی کو اس زردی کے دھو دینے کا حکم دیتے، حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی عادت تھی کہ کسی کی مواجہت میں کوئی ایسی چیز آپؐ نہیں کہتے تھے جو اسکو ناپسند ہو[4]

حضرت[5] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی آدمی کی کوئی بات پہونچتی تو آپؐ اس طرح نہیں فرمایا کرتے تھے کہ فلاں کو کیا ہو گیا کہ وہ ایسی بات کرتا ہے بلکہ آپؐ اس طرح خطاب کرتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایسا ایسا کہتے ہیں[6]

حضرت[7] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کی طرف نظر نہیں کی، یا حضرت عائشہ رضؓ نے اس طرح فرمایا کہ میں نے حضورؐ کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی،

حیارِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[8] سعید بن عاص رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ زوجۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان رضؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضورؐ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، حضور علیہ السلام اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضؓ کی چادر اوڑھے ہوئے

---

[1] ورواہ مسلم، کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۶ والترمذی فی الشمائل صفحہ ۲۶ وابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۲ واخرجہ الطبرانی عن عمران بن حصین نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷ رواہ الطبرانی باسنادین ورجال احدہما رجال الصحیح۔ اھ [2] واخرجہ البزار [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷ رجالہ رجال الصحیح غیر محمد بن عمر المقدمی وہو ثقۃ۔ [4] واخرج احمد [5] ورواہ ابوداؤد والترمذی فی الشمائل والنسائی فی الیوم واللیلۃ۔ [6] وعند ابی داؤد [7] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۸ [8] واخرج الترمذی فی الشمائل صفحہ ۲۶ عن موسی بن عبداللہ بن یزید الخطمی عن مولی لعائشۃ رضؓ [9] اخرج احمد

لیٹے تھے آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی اور آپؐ اسی طرح رہے اور ان کی حاجت روائی کی اور حضرت ابوبکرؓ واپس چلے آئے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپؐ نے انھیں اجازت دی اور آپؐ اپنی اسی حالت پر رہے، ان کی بھی آپؐ نے حاجت روائی کی اور یہ بھی تشریف لے گئے حضرت عثمان رضؓ فرماتے ہیں پھر میں نے آپؐ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام بیٹھ گئے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم اپنے کپڑے سنبھالو، چنانچہ میں نے آپؐ کے سامنے اپنی حاجت پیش کی اور اس کے بعد میں واپس چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا یارسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے آنے سے وہ گھبراہٹ نہیں محسوس کی جیسا کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے آنے سے محسوس کی، حضورؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ شرمیلے آدمی ہیں، اور مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں اپنی اسی حالت پر انھیں اندر آنے کی اجازت دیدوں تو وہ اپنی حاجت پوری طرح پیش نہ کرسکیں گے، لیثؒ راوی اور چند دیگر رواۃ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میں اس آدمی سے کیوں نہ شرم محسوس کروں جس سے ملائکہ شرماتے ہیں؟[1]

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پیچھے حضرت عائشہؓ تھیں، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے اسکے بعد حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی اندر آئے پھر حضرت سعد بن مالکؓ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی داخل ہوئے اس کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آئے حضورؐ اپنے گھٹنے کھولے ہوئے لوگوں سے بات کر رہے تھے جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے اپنے دونوں زانو ڈھک لئے اور اپنی زوجۂ محترمہ سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ چنانچہ ان حضرات نے تھوڑی دیر آپؐ سے بات کی اس کے بعد یہ تشریف لے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! میرے والد اور انکے ساتھی آئے تو آپ نے اپنے کپڑے کو اپنے گھٹنے پر نہ کھینچا اور نہ مجھے اپنے پاس سے ہٹنے کا حکم دیا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں اس شخص (عثمانؓ) سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟ اور قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے بیشک فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں، اور اگر عثمانؓ

---

[1] رواہ مسلم وابو یعلی عن عائشۃ ورواہ احمد من وجہ آخر عن عائشۃ بنحوہ واحمد والحسن بن عرفۃ عن حفصۃ رضی بمثل حدیث عائشۃ کذا وعند الطبرانی

آجاتے اور تم میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کر سکتے تھے، اور اپنا سر نکلنے وقت تک نہ اٹھاتے ہے[1]

حضرت[2] حسن رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان رضؓ کا اور ان کی کثرتِ حیار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ گھر کے اندر ہوتے اور دروازہ بند ہوتا جب بھی یہ اپنے اوپر سے کپڑے نہ ہٹاتے تاکہ اپنے اوپر پانی ڈالیں، حیار ان کو پشت سیدھی کرنے سے بھی مانع تھی[3] حضرت[4] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا اے لوگو! اللہ پاک سے حیار کرو میں بیت الخلار میں جاتا ہوں اپنا سر اللہ عزوجل کی حیار کی وجہ سے جھکا لیتا ہوں ہے[5]

حضرت[6] سعد بن مسعود رضؓ اور عمارہ بن غراب یحصبی رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میری بیوی میرا ستر دیکھے، حضورؐ نے فرمایا یہ کیوں؟ عرض کیا کہ مجھے اس بات سے حیار آتی ہے اور میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے اسے تیرے لئے لباس بنایا ہے اور تجھے اس کے لئے لباس بنایا ہے اور میری گھر والی میرا ستر دیکھ لیتی ہے اور میں ان کا ستر دیکھ لیتا ہوں، حضرت عثمان رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ایسا کر لیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! حضرت عثمان رضؓ نے عرض کیا آپؐ کے بعد اب کیسے شبہ رہ گیا؟ راوی کہتے ہیں، جب حضرت عثمان رضؓ پیٹھ پھیر کر چلے حضورؐ نے فرمایا کہ بیشک ابن مظعون! باحیار اور پردہ دار ہیں،

ابو مجلز[7] رحؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں تاریک کوٹھری میں غسل کرتا ہوں، اپنی پیٹھ جب تک کہ کپڑے نہ لے لوں سیدھی نہیں کرتا، اپنے رب عزوجل کی حیار کی وجہ سے ہے[8] حضرت[9] قتادہ رحؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضؓ جب

---

[1] ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ وفیہ زیادۃ علی ماقبلہ وفی سندہ ضعف کذا فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۲۰۲ وحدیث حفصہ رضؓ اخرجہ ایضا الطبرانی فی الکبیر والاوسط مطولا وابویعلی باختصار کثیر واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۸۲ وحدیث ابن عمر اخرجہ ایضا ابویعلی نحوہ وفیہ ابراہیم بن عمر بن ابان وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۸۲ ، [2] واخرج احمد ج ۱ صفہ ۷۳ [3] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۸۲ رواہ احمد ورجالہ ثقات ۔ اھ ورواہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۵۶ مثلہ [4] واخرج سفیان [5] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۳ [6] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۸۷ [7] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۶۰ [8] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۸۴ عن ابی مجلز نحوہ وعن ابن سیرین مثلہ [9] وعندہ ایضا

تاریک کوٹھری میں غسل کرتے سکڑے رہتے، اور اپنی پیٹھ جھکائے رہتے، سیدھے کھڑے نہ ہوتے جب تک کہ اپنے کپڑے نہ لے لیتے، حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے کہ[1] حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ جب سوتے تو اپنے تمام کپڑے پہن لیتے اس خطرہ سے کہ ایسا نہ ہو ان کا ستر کھل جائے، حضرت عبادہ بن نسی رضؓ فرماتے ہیں کہ[2] حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ پانی میں بغیر تہبند کے کھڑے ہیں، تو فرمایا کہ اگر میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں پھر میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس جیسا کام کروں،

حضرت اشج عبد القیس رضؓ[3] فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ میں ایسی دو عادتیں ہیں جن کو اللہ پاک محبوب رکھتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ دونوں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ بردباری اور حیاء، میں نے عرض کیا کہ مجھ میں یہ پہلے سے تھیں یا نئی پیدا ہوئی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، نہیں! بلکہ پہلے ہی سے ہیں، میں نے کہا تمام تعریف ایسے اللہ پاک کے لئے ہے جس نے میری فطرت میں ایسی دو عادتیں پیوست کر دیں جن کو اللہ دوست رکھتا ہے،[4]

تواضع

تواضعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضؓ[5] سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا، تو دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ اتر رہا ہے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے پہلے کبھی نہیں اترا، جب وہ فرشتہ اترا اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کے پاس آپ کے رب نے بھیجا ہے اور کہا ہے آیا میں آپ کو بادشاہ اور نبی بناؤں یا بندہ اور رسول بناؤں؟

---

[1] وعندہ ایضاً ج ۴ ص ۸۳ [2] واخرج ایضاً ج ۴ ص ۸۳ [3] واخرج ابن ابی شیبۃ وابونعیم عن الاشج [4] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۱۴۰ [5] اخرج احمد

حضرت جبریلؑ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کے لئے تواضع اختیار کیجئے آپؐ نے فرمایا بلکہ میں بندہ اور رسول بننا چاہتا ہوں[1] ایک روایت[2] میں اس پر اضافہ ہے اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگاکر کھانا نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے میں اسی طرح کھاؤں گا جس طرح پر کہ غلام کھاتا ہے اور اسی طرح پر بیٹھوں گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے[3]

ابو غالب[4] کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوامامہؓ سے عرض کیا کہ آپ ہم سے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن تھی آپؐ کثرت سے ذکر کرتے تھے خطبہ مختصر دیتے تھے، نماز طویل پڑھتے تھے، ناک نہیں چڑھاتے تھے اور مسکین اور ضعیف کے ساتھ چلنے سے آپؐ پرہیز نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ مسکین اپنی حاجت سے فارغ ہو[5]

حضرت[6] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ذکر کرتے، لغو کبھی نہ کہتے گدھے پر سواری کرتے، اون کے کپڑے پہنتے، اور غلاموں تک کی دعوت قبول کر لیتے، اور اگر تو آپؐ کو جنگِ خیبر میں دیکھتا تو یہ دیکھ لیتا کہ آپ گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے چھلکوں کی تھی[7] ترمذی میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ بیمار کی عیادت فرماتے تھے اور جنازہ میں شرکت فرماتے تھے،

حضرت[8] ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو جاتے، اون کا کپڑا پہنتے بکری کا پیرا اپنے پیر مبارک میں داب کر دودھ دوھتے اور مہمان کی خاطر و مدارات کرتے[9] حضرت[10] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ زمین پر بیٹھتے اور زمین پر کھاتے اور

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۹ رواہ احمد والبزار وابویعلی ورجال الاولین رجال الصحیح [2] ورواہ ابویعلی باسناد حسن کما قال الہیثمی عن عائشۃ رض بمعناہ مع زیادۃ فی اولہ وزاد فی آخرہ [3] وقد تقدم حدیث ابن عباس رض بمعناہ فی رد المال عند الطبرانی وغیرہ [4] واخرج الطبرانی [5] واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۰ واخرجہ البیہقی والنسائی عن عبداللہ بن ابی اوفی رض نحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۴۵ [6] واخرج الطیالسی [7] وفی الترمذی وابن ماجہ عن انس بعض ذلک کذا فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۴۵ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفہ ۹۵ عن انس بطولہ [8] واخرج البیہقی [9] وہو غریب من ہذا الوجہ ولم یخرجوہ واسنادہ جید کذا فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۴۵ واخرجہ الطبرانی عن ابی موسیٰ مثلہ ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۰ [10] وعند الطبرانی

خود بکری کا دودھ نکالتے، غلاموں کی دعوت کو جَو کی روٹی پر قبول کر لیتے۔[1] نیز حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عوالی کا بعض آدمی آدھی رات آپؐ کو جَو کی روٹی کی دعوت کرتا آپؐ قبول فرما لیتے ہے۔[2] حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جَو کی روٹی اور باسی پرانی چکنائی سے دعوت کی جاتی آپؐ منظور فرما لیتے تھے، آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن رکھی ہوئی تھی آپؐ کو وفات تک اتنا نہ میسر ہوا کہ اسے چھڑا لیتے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضورؐ کو تین مرتبہ پکارا ہر مرتبہ آپؐ نے اسے جواب دیا لبیک! لبیک![5]

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں کے سامنے فحش گو اور بڑی بے حیا اور بے باک تھی اس کا گذر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا آپؐ ایک اونچے چبوترہ پر ثرید کھا رہے تھے اس عورت نے کہا اس کی طرف دیکھو ایسا بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ غلام بیٹھتا ہے اور اس طرح کھا رہا ہے جس طرح غلام کھاتا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ کون بندہ مجھ سے زیادہ بندگی کرنے والا ہوگا؟ یہ سن کر وہ بولی کہ خود کھا رہا ہے، ہمیں نہیں کھلاتا؟ آپؐ نے فرمایا تو بھی کھالے، اس عورت نے کہا اپنے ہاتھ سے مجھے دو چنانچہ آپؐ نے اس کو دیا اس عورت نے کہا مجھے تو اس میں سے دو جو آپ کے منہ میں ہے، چنانچہ آپؐ نے اُسے دیا اور اس عورت نے کھا لیا اس کے بعد سے اس پر حیا غالب ہوگئی پھر مرتے دم تک اس نے کسی کو فحش نہیں بکا۔[8]

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس پر کپکپی چڑھ گئی، حضورؐ نے فرمایا اپنے پر نرمی کر! (یعنی ڈر مت!) میں بادشاہ نہیں ہوں، میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھاتی تھی۔[9]

---

[1] واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج۹ صفہ۲۰ [2] وعندہ ایضا [3] ورجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج۹ صفہ۲۰ [4] وعند الترمذی فی الشمائل صفہ۲۳ [5] واخرج ابو یعلی [6] قال الہیثمی ج۹ صفہ۲۰ رواہ ابو یعلی فی الکبیر عن شیخہ جبارۃ بن المغلس، وثقہ ابن نمیر وضعفہ الجمہور وبقیۃ رجالہ ثقات رجال الصحیح۔ انتہی واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ وتمام والخطیب کما فی الکنز ج۴ صفہ۴۵ [7] واخرج الطبرانی [8] واسنادہ ضعیف کما قال الہیثمی ج۹ صفہ۲۱ [9] واخرج الطبرانی [10] قال الہیثمی ج۹ صفہ۲۰ وفیہ من لم اعرفہم

حضرت ابن[1] مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے فتح مکہ کے دن ایک آدمی نے گفتگو کی اور اس پر لرزہ طاری ہوگیا، آگے اسی جیسا مضمون ہے[2]۔ حضرت[3] عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ مسجد کی طرف چلا، آپؐ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا میں نے آپؐ کا جوتا لے لیا کہ اس کی اصلاح کروں، آپؐ نے اسے میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا کہ یہ بڑائی کی بات ہے اور میں بڑائی کو پسند نہیں کرتا[4]۔

حضرت[5] عبداللہ بن جبیرؓ خزاعی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحابؓ کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے اور ایک کپڑے سے آپؐ نے اپنے پر پردہ ڈال رکھا تھا، جب حضورؐ نے سایہ دیکھا اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے صحابیؓ نے آپؐ پر کمبل سے سایہ کر رکھا ہے آپؐ نے ان سے فرمایا اسے علیحدہ کرو اور کپڑا لیا اور اپنے سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں[6]۔

حضرت[7] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں میں نے کہا ہمیں کچھ علم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کب تک رہیں گے؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر (آپ فرمائیں)، تو ہم ایک جھونپڑا بنالیں جو آپ پر سایہ ڈالے آپؐ نے فرمایا میں اسی طرح لوگوں کے درمیان رہوں گا کہ لوگ میری ایڑیوں کو روندیں اور میری چادر لوگوں میں الجھ جائے یہاں تک کہ اللہ پاک مجھے ان لوگوں سے راحت دے[8]۔ حضرت[9] عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے بیان کیا کہ ہم ضرور پوچھیں گے کہ حضورؐ ہم میں کب تک قیام فرمائیں گے؟ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ! میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ آپ کو تکلیف دیتے ہیں اور ان کے غبار سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو اگر ہم ایک جھونپڑا بنالیں کہ آپ لوگوں سے اسی میں سے بات کر لیا کریں تو اچھا ہو؟ آپؐ نے فرمایا میں تو اسی طرح رہوں گا اور اوپر والی روایت ذکر کی مع اس اضافہ کے کہ (حضرت عباسؓ کہتے ہیں)، تو میں نے جان لیا کہ آپؐ کی سکونت تھوڑے دنوں کیلئے ہے[10]۔

---

[1] واخرجہ البیہقی [2] کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۹۳ [3] واخرج البزار [4] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱ وفیہ من لم اعرفہ ۱ھ [5] واخرج الطبرانی [6] ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱ [7] واخرج البزار [8] ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱ [9] واخرجہ الدارمی [10] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۸۰ واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۱۹۳ عن عکرمۃ نحوہ

حضرت[1] اسود رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ جب آپ مکان میں تشریف لاتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں لگے رہتے اور جب نماز کا وقت آتا تو آپؐ نکلتے اور نماز پڑھتے،[2] حضرت عروہ[3] رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کام کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا ہاں! اپنے جوتے کو گانٹھتے اور اپنے کپڑے کو سیتے جیساکہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں کام کرتا ہے،[4] عمرہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ حضورؐ گھر میں کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے اپنے کپڑوں میں سے جُوں دیکھتے اپنی بکری کا دودھ دوہتے اپنے آپ کی خدمت کرتے تھے[5] حضرت[6] ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طہارت وغیرہ کا انتظام کسی اور کے حوالہ نہ کرتے تھے اور اپنا صدقہ بھی کسی کے حوالہ نہ کرتے تھے بلکہ خود ہی ان کاموں کو بہ نفس نفیس انجام دیتے تھے[7]

حضرت[8] جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے (پاپیادہ) تشریف لائے نہ کسی خچر پر سوار تھے اور نہ کسی ترکی گھوڑے پر،[9] حضرت[10] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ پر حج کیا اور جس پر ایک پرانی چادر تھی جس کی قیمت چار درہم بھی نہ ہوگی، اور آپؐ نے فرمایا اے میرے اللہ! اس کو ایسا حج کر! جس میں ریاکاری اور شہرت نہ ہو،

حضرت[11] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تمام لوگ آپؐ کے دیکھنے کے لئے آئے آپؐ نے اپنا سر خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر رکھ لیا،[12] حضرت[13] انس رضؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ اپنی ٹھوڑی مبارک خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر ٹیکے ہوئے تھے، عبداللہ بن ابوبکرؓ

---

[1] واخرج احمد [2] ورواہ البخاری وابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۱ نحوہ [3] وعند البیہقی [4] وعند البیہقی [5] ورواہ الترمذی فی الشمائل کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۴ [6] وعند القزوینی بضعف [7] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۱۸۰ [8] واخرج البخاری [9] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفحہ ۶۵ [10] واخرج الترمذی فی الشمائل صفحہ ۲۴ [11] واخرج ابو یعلی [12] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۹ وفیہ عبداللہ بن ابی بکر المقدمی وہو ضعیف۔ اھ [13] واخرجہ البیہقی [14] وقال ابن اسحاق

فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مقام ذی طویٰ میں پہونچے، آپؐ اپنی سواری پر ٹھہرے، سر اور چہرۂ مبارک پر اپنی سُرخ یمنی چادر کا کنارہ ڈال رکھا تھا اور حضورؐ اپنا سر مبارک اللہ کی تواضع کے لئے جھکائے ہوئے تھے جبکہ آپؐ نے دیکھا کہ اللہ پاک نے فتح مکہ کے ساتھ آپؐ کا اکرام کیا ہے، اور آپؐ اس قدر سر جھکائے ہوئے تھے کہ قریب تھا کہ آپؐ کی ٹھوڑی کجاوہ کے بیچ کے حصّہ سے لگ جائے ہے[۱]

حضرت[۲] ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضورؐ کے ہمراہ بازار گیا آپؐ کپڑا بیچنے والوں کے پاس بیٹھے اور ان سے ایک پاجامہ چالیس درہم کا خریدا تاجروں کے پاس تولنے والا تھا آپؐ نے اس سے کہا تول! اور جھکتا تول، حضورؐ نے جب پاجامہ لیا تو میں آگے بڑھا تاکہ اُسے میں لے چلوں آپؐ نے فرمایا چیز کا مالک اپنی چیز کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے، مگر یہ کہ اس کے اٹھانے سے کمزور ہو اور عاجز آجائے تو دوسرا مسلمان بھائی اس کی اعانت کرے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ پاجامہ پہنیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! سفر میں بھی حضر میں بھی، رات کو بھی دن کو بھی، اس لئے کہ مجھے ستر (چھپانے) کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ستر چھپانے والی کوئی چیز نہیں ہے[۳] حضرت ابوہریرہ رضؓ کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ تولنے والے سے آپؐ نے فرمایا تول! اور جھکتا تول! تولنے والے نے کہا کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ میں نے اس کو کسی سے نہیں سُنا، تو حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے اس سے کہا تیرے لئے دین کے بارے میں جہالت اور سختی کی یہی بات کافی ہے کہ تُو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا ہے، یہ سُن کر اس نے ترازو ڈال دی اور حضورؐ کے دستِ مبارک کی طرف جھپٹا، اس کا ارادہ تھا کہ آپؐ کے ہاتھ کو چومے، آپؐ نے اس سے اپنا ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے فرمایا یہ کیا ہے؟ ایسا کام تو عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تمہیں میں سے ایک انسان ہوں، اس کے بعد اس آدمی نے تولا اور جھکتا تولا اور اس بات پر کاربند ہو گیا ہے[۴]

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صـ ۲۹۳ [۲] واخرج الطبرانی فی الاوسط وابو یعلی [۳] اخرجہ من طریق ابن زیاد الواسطی ابو ہم احمد فی سندہ ابن زیاد وہو وشیخہ ضعیفان کذا فی نسیم الریاض ج ۲ صـ ۱۰۵ وقال الجبر ضعفہ بمتابعۃ ومنہ یعلم ان تخطیۃ ابن القیم لا وجہ لہا۔ انتہی [۴] ذکر الحدیث الہیثمی فی المجمع ج ۵ صـ ۱۲۱

[۵] فذکر مثلہ قال الہیثمی رواہ ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط وفیہ یوسف بن زیاد وہو ضعیف

تواضعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[2] اسلم رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ ملک شام اپنے اونٹ پر تشریف لائے تو اہلِ شام نے آپس میں بات کرنی شروع کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ان کی نظریں ان لوگوں کی سواری کی طرف اونچی ہو رہی ہیں جن کے لئے (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہے[3]

حضرت[4] ہشام رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ وہ ایک ایسی عورت پر گذرے جو اپنا حریرہ گھوٹ رہی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا اس طرح نہیں گھوٹا جاتا اس کے بعد آپ نے گھوٹا لیا اور فرمایا کہ اس طرح گھوٹا جاتا ہے اور اسے گھوٹ کر دکھایا، ہشام بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے تم میں سے کوئی عورت آٹا نہ ڈالے جب تک کہ پانی گرم نہ ہو جائے پھر تھوڑا تھوڑا کر کے آٹا ڈالے اور اسے گھوٹے سے گھوٹتی جائے اس طرح سے وہ گھٹ جائے گا اور خلط ملط ہو جانے میں زیادہ آسان رہے گا۔[5]

زر رضؓ[6] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ عید کی نماز کے لئے ننگے پیر چلے جاتے تھے،[7] عمر مخزومی رضؓ[8] روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے نداء دی کہ نماز تیار ہے جب لوگ جمع ہو گئے اور کثیر تعداد میں ہو گئے آپ ممبر پر تشریف لے گئے اللہ کی حمد و ثنا کی جیسا کہ وہ اس کا اہل ہے اور حضورؐ پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنی خالاؤں کی جو بنی مخزوم میں سے ہیں بکریاں چراتا تھا' وہ میرے لئے ایک مٹھی کھجور اور کشمش لیتیں اور اسی میں' میں اپنا سارا دن بسر کرتا' اور وہ بھی کیا دن تھا، اس کے بعد ممبر

---

[2] اخرج ابن عساکر [3] واخرجہ ابن المبارک کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۱۷ [4] واخرج ابن سعد عن حزام بن ہشام عن ابیہ [5] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ ص ۴۱۷ [6] واخرج المروزی فی العیدین [7] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۱۸ [8] واخرج الدینوری عن محمد بن عمر المخزومی عن ابیہ

پر سے اتر آئے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے سوائے اپنا عیب بیان کرنے کے اور کوئی بات نہ بیان کی، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے ابن عوف! تجھ پر بڑا افسوس ہے، میں تنہائی میں تھا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ تو امیر المومنین ہے تجھ سے افضل کون ہوگا؟ تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو اسکا آپا پہچنوا دوں[1]، اور ایک[2] روایت میں اس طرح ہے، (فرمایا) اے لوگو! میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میرے پاس کھلانے کی وہ چیز نہیں جس کو لوگ کھاتے ہیں بجز اس کے کہ بنی مخزوم سے میری خالائیں تھیں میں ان کے لئے میٹھا پانی لاتا تھا وہ مجھے ایک مٹھی کشمش دیدیا کرتی تھیں، ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے اپنے بارے میں کچھ خدشہ ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو اس بات سے کچلوں،

حضرت[3] حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ سخت گرمی کے موسم میں نکلے اپنی چادر اپنے سر پر ڈالے ہوئے تھے ان کے برابر سے ایک لڑکا گدھے پر سوار گذرا آپ نے کہا اے لڑکے! مجھے اپنے ساتھ بٹھالے وہ لڑکا جلدی سے گدھے پر سے اترا اور کہا اے امیر المومنین! سوار ہو جائیے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میں اس طرح سوار نہ ہوں گا، تو سوار ہو اور میں تیرے پیچھے رہوں گا، تیرا ارادہ ہے کہ تو مجھے نرم جگہ پر بٹھائے اور تو کھردری جگہ پر سوار ہو؟ چنانچہ آپ غلام کے پیچھے بیٹھے اور مدینہ میں داخل ہوئے، اس حال میں کہ آپ پیچھے ہی بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے،[4]

سنان[5] بن سلمہ ہذلی رضؓ کہتے ہیں میں لڑکوں کیساتھ نکلا اور ہم سب مدینہ میں تھے کہ کچی کھجوریں چنیں، اچانک حضرت عمر بن خطاب رضؓ آگئے اور ان کے پاس دُرّہ تھا جب لڑکوں نے انھیں دیکھا کھجوروں میں علیحدہ علیحدہ ہوگئے، سنان رضؓ کہتے ہیں کہ میں کھڑا رہا اور میرے تہبند میں کچھ (کھجوریں) تھیں جنہیں میں نے چنا تھا میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ وہ ہے جسے ہوا نے گرادیا ہے سنان رضؓ کہتے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے انھیں میرے تہبند میں دیکھا اور مجھے مارا نہیں اسکے بعد میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! لڑکے ابھی میرے سامنے آئیں گے اور جو کچھ میرے پاس ہے اسے لے لیں گے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہرگز نہیں لے سکتے، چل! سنان رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ میرے ساتھ میرے گھر تک آئے،

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۱۷ [2] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۹۳ عن ابی عبیدہ الحارث بن عمیر عن رجل بمعناہ
[3] واخرج الدینوری [4] کذا فی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۱۷ [5] واخرج ابن سعد ج ۷ صفہ ۹

راوی[1] کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا جب یہ دونوں حضرات مکہ معظمہ سے آتے پڑاؤ پر ٹھہر جاتے اور لوگ جب سوار ہوتے کہ مدینہ میں داخل ہوں تو اپنے پیچھے لڑکوں کو سوار کر لیتے اور مدینہ میں اسی طرح داخل ہوتے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اپنے پیچھے بچوں کو بٹھا لیتے تھے میں نے راوی سے پوچھا کہ کیا ایسا تواضع کی وجہ سے کرتے تھے؟ راوی نے کہا ہاں اور یہ بھی مقصد تھا کہ عام لوگوں کی طرح سے سواری کریں، اور اپنے علاوہ دیگر بادشاہو کی طرح سے نہ ہوں، اس کے بعد راوی نے اس چیز کا تذکرہ کیا جو لوگوں نے اب رواج ڈال لیا ہے کہ لڑکے ان کے پیچھے چلتے ہیں اور وہ سوار چلے جاتے ہیں اور اس بات کا ان سواروں پر عیب لگایا ہے[2]

ہمدانی[3]ؓ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو دیکھا یہ اپنے خچر پر سوار تھے اور ان کے پیچھے اسی خچر پر ان کا غلام نائلؓ سوار تھا اور آپ خلیفہ تھے،

حضرت[4] عبد اللہؓ رومی فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ رات کے وضو کے پانی کا انتظام خود کرتے تھے ان سے عرض کیا گیا کہ آپ اپنے بعض خادموں کو اگر حکم دیدیں وہ آپ کے لئے اس کام سے کفایت کرے گا؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا نہیں، رات ان کے لئے ہے خدام اس میں آرام کرتے ہیں،[5] زبیر[6] بن عبد اللہؓ کی دادی بیان کرتی ہیں یہ حضرت عثمانؓ کی خادمہ تھیں فرماتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنے گھر والوں میں سے کسی سونے والے کو بیدار نہیں کرتے تھے ہاں اگر کسی کو جاگتا پاتے تو اسے آواز دے لیتے یہ آپ کو وضو کا پانی لا کر دیتا، اور حضرت عثمانؓ سارے سال روزہ رکھتے[7]

حضرت[8] حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد میں اپنے لحاف میں سوتا ہوا دیکھا ان کے آس پاس کوئی نہیں تھا حالانکہ آپ امیر المومنین تھے،

حضرت[9] انیسہؓ کہتی ہیں کہ قبیلہ کی باندیاں اپنی بکریاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

---

[1] واخرج البیہقی عن مالک عن عمہ عن ابیہ [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۳ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۶۰ عن میمون بن مہران [4] واخرج ابن سعد واحمد فی الزہد وابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۸ [6] وعند ابن المبارک فی الزہد [7] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۴۶۳ [8] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۶۰ [9] واخرج ابن سعد

پاس لائیں حضرت ابوبکرؓ ان سے فرماتے کیا تم پسند کرتی ہو کہ میں تمہارے لئے بکریوں کو دُوھ دوں، جیسا کہ عفراءؓ کا بیٹا دوہا کرتا تھا[1] ایک[2] روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ تاجر آدمی تھے یہ ہر دن بازار جاتے اور خرید و فروخت کرتے اور ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا شام کو یہ وہاں جایا کرتے تھے اور بسا اوقات خود ان بکریوں کو لے کر جاتے اور چراتے اور کبھی ان کے چرانے کے لئے نہ جاتے تو ان کے لئے کوئی اور چرا لاتا یہ قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے، جب ان سے خلافت کے لئے بیعت کی گئی تو قبیلہ کی ایک جاریہ نے ان سے کہا کہ اب تو ہمارے گھروں کے دودھالے جانوروں کا دودھ یہ نہ دوہیں گے، اس بات کو حضرت ابوبکرؓ نے سنا اور فرمایا بیشک! قسم ہے میری عمر کی! میں ضرور تمہاری بکریوں کا دودھ تمہارے لئے دُوھ دیا کروں گا، اور مجھے یہ امید ہے کہ میں جس کام (امر خلافت) میں داخل ہوا ہوں وہ میری کسی عادت میں جس کو میں کیا کرتا تھا حارج نہ ہوگا، چنانچہ یہ لوگوں کی بکریوں کا دودھ دُوہتے رہے اور بسا اوقات قبیلہ کی جاریہ سے کہتے، اے جاریہ! کیا تو پسند کرتی ہے کہ تمہارے لئے دودھ میں جھاگ اٹھادوں یا بے جھاگ رہنے دوں؟ پس بسا اوقات لڑکی کہتی جھاگ اٹھادو اور بسا اوقات کہتی بے جھاگ رہنے دو ان میں سے جو بات لڑکی کہتی آپ اُسی طرح کرتے۔

حضرت[3] صالحؒ کی دادی فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اسے اپنی چادر میں اُٹھالیا میں نے ان سے عرض کیا یا کسی اور آدمی نے اے امیر المومنین! لائیے میں اسے آپ کے لئے لے چلوں حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں! بال بچوں والا اپنے بوجھ اٹھانے کا خود ہی مستحق ہے۔[4]

زاذانؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ تنہا بازار میں تشریف لے جاتے جبکہ آپ حاکم تھے بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے، گم شدہ مال کا اعلان کرتے، کمزور کی اعانت فرماتے، سبزی فروش اور تاجروں کے پاس سے گذرتے اور انھیں قرآن کی یہ آیۃ پڑھ کر سناتے، تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ

---

[1] کذا فی المنتخب ج۴ صفحہ ۳۶۱ [2] وقد تقدم فی سیرۃ الخلفاء عن عائشۃ وابن عمر وابن المسیب وغیرہم عند ابن سعد وغیرہ [3] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۸۰ عن صالح بیاع الاکسیۃ عن جدتہ [4] واخرجہ ابن عساکر کما فی المنتخب ج۵ صفحہ ۵۶ وابو القاسم البغوی کما فی البدایۃ ج۸ صفحہ ۵ عن صالح بنحوہ [5] واخرج ابن عساکر

لَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (سورۃ قصص رکوع ۹)

ترجمہ: "یہ عالمِ آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے" اور فرماتے یہ آیۃ انصاف کرنے والے اور تواضع کرنے والے حُکّام اور قدرت والوں پر اتری ہے کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ عدل کا برتاؤ کریں۔[1]

جرموزؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ گھر سے نکلتے اور ان کے اوپر دو[2] سُرخی مائل موٹی چادریں ہوتیں ان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا اور چادر بھی زیادہ لمبی چوڑی نہ ہوتی، تہبند ہی کے قریب قریب ہوتی، ان کے پاس ایک دُرّہ ہوتا جسے لے کر بازار میں جاتے اور لوگوں کو اللہ کے تقویٰ کا اور اچھی طرح خرید فروخت کا حکم دیتے اور فرماتے ناپ اور تول پوری کرو، گوشت میں پھونک لگاکر مت پُھلاؤ۔[3]

ابو مطرؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد سے نکلا تو ایک آدمی میرے پیچھے آواز دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ "اپنے تہبند کو اونچا کر! یہ اللہ سے تقویٰ کے قریب ہے اور ایسا کرنا کپڑے کو پاک رکھتا ہے اور تو اپنے سَر کو منڈا اگر تو مسلمان ہے" میں نے جو دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے اور ان کے پاس دُرّہ تھا، وہ اونٹ بیچے جانے والے بازار میں پہونچے اور کہا بیچو، لیکن قسم مت کھاؤ، قسم خرید و فروخت کو تو فروغ دیتی ہے اور برکت کو مٹا دیتی ہے، اس کے بعد کھجوروں والے کے پاس پہنچے دیکھا کہ ایک خادمہ رو رہی ہے، دریافت کیا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا اس شخص نے میرے ہاتھ ایک درہم کے کھجور بیچے میرے آقا نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا حضرت علیؓ نے بیچنے والے سے کہا "اسے لے اور اس کا درہم واپس کر" اس لئے کہ اس عورت کے لئے اس معاملہ کا اختیار نہیں ہے، پس گویا کہ اس بیچنے والے نے انکار کیا میں نے اس بیچنے والے سے کہا کیا تو نہیں جانتا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا یہ حضرت علیؓ امیر المومنین ہیں، تب، اس بیچنے والے نے کھجوریں واپس لیں اور اس جاریہ

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۵۶ واخرجہ ابو القاسم البغوی نحوہ کما فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۵ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۸ [3] واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۴۸ [4] واخرج ابن راہویہ و احمد فی الزہد وعبد بن حمید وابو یعلی والبیہقی وابن عساکر۔ وصنعت

کو درہم واپس کیا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! میں ایسے اچھا سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی رہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا میں تجھ سے اس بات سے راضی نہیں جب کہ تو نے اس کا حق اب اسے پورا واپس کیا۔ اس کے بعد وہاں سے چلے اور کھجور بیچنے والوں پر گذرے اور فرمایا مسکینوں کو کھلایا کرو تمھارے کسب میں زیادتی ہوگی، پھر یہاں سے آگے بڑھے یہاں تک کہ مچھلی فروشوں کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ ہمارے بازار میں خود سے مری ہوئی مچھلی نہ بیچی جائے، اس کے بعد آپ بزازہ میں آئے جہاں کھدر کے کپڑے بیچے جاتے تھے اور آپ نے فرمایا یا شیخ! مجھ سے ٹھیک ٹھیک معاملہ کرو کہ یہ کرتہ تین درہم میں دے دو، جب بزاز نے آپ کو پہچان لیا آپ نے اس سے کچھ نہیں خریدا، پھر دوسرے کے پاس پہونچے جب اس نے بھی آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہیں خریدا، اس کے بعد ایک نوجوان کے پاس پہونچے اور اس سے ایک کرتا تین درہم میں خرید لیا اور پہنا جس سے کلائیاں ڈھک گئیں اور وہ کرتا ٹخنوں تک نیچا تھا، اتنے میں کپڑے والا آگیا اور اس سے کہا گیا کہ تیرے بیٹے نے تین درہم میں امیر المؤمنین کے ہاتھ کرتا بیچا ہے اس مالک نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو نے حضرت علیؓ سے دو درہم کیوں نہیں لئے؟ چنانچہ وہ ایک درہم لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں آیا اور کہا لیجئے یہ درہم ہے، حضرت علیؓ نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ اس تاجر نے کہا کہ اس کرتہ کی قیمت دو درہم تھی میرے لڑکے نے آپ کے ہاتھ تین درہم میں بیچ دیا حضرت علیؓ نے فرمایا اس نے میری رضامندی سے بیچا اور میں نے اس کی رضامندی سے لیا ہے[1] (لہٰذا میں یہ درہم واپس نہ لوں گا)

حضرت عطاءؒ[2] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتیں اور ان کے بال لگن پر آکر لگتے تھے،

حضرت مطلب[3] بن عبداللہ رضہ کہتے ہیں کہ عرب کی ایک بیوہ سید المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشاء سے پہلے دلھن بن کر آئیں اور اخیر رات میں آٹا پیسنے بیٹھ گئیں، یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا،

حضرت سلامہ[4] عجلیؒ کہتے ہیں کہ میرا بھانجا جس کو قدامہؓ کہا جاتا ہے جنگل سے آیا اور اس نے مجھ سے کہا میں اس کو اچھا سمجھتا ہوں کہ حضرت سلمانؓ فارسیؓ سے ملاقات کروں اور انھیں جاکر سلام کروں چنانچہ ہم دونوں حضرت سلمانؓ کی طرف چلے چنانچہ ہم نے ان کو مدائن میں

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۵۷ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۳ صفحہ ۳۱۲ [3] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۶۴،
[4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۷

پایا، حضرت سلمانؓ ان دنوں بیس ہزار لشکر کے امیر تھے، چنانچہ ہم نے ان کو ایک ایسی چارپائی پر پایا جو کھجور کے چھلکوں سے بُنی ہوئی تھی ہم نے آپ کو سلام کیا اور میں نے کہا اے ابو عبداللہ! یہ میرا بھانجا ہے یہ میرے پاس دیہات سے آیا ہے اس کے جی میں یہ آئی کہ یہ آپ کو سلام کرے آپ نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، میں نے کہا اس کا دعویٰ ہے کہ یہ آپ سے محبت رکھتا ہے، حضرت سلمانؓ نے فرمایا اللہ اس سے محبت کرے،

حضرت حارث بن عمیرہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کی خدمت میں مدائن میں پہونچا میں نے ان کو ان کی دباغت دینے والی جگہ میں پایا، اپنے ہاتھوں سے کھال کے بال چھیل رہے تھے جب میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو میں ابھی تمھارے پاس آتا ہوں، میں نے عرض کیا خدا کی قسم! میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے مجھ کو پہچانا نہیں، انھوں نے فرمایا ہاں یہی بات ہے، میری رُوح نے تو تیری رُوح کو اس سے پہلے پہچان لیا کہ میں تجھے پہچانوں اس لئے کہ ارواح (عالمِ ارواح میں) مجتمع لشکر کی صورت میں تھیں جن میں وہاں اللہ کے بارے میں تعارف ہوگیا ان میں اُلفت ہوگئی، اور جن میں غیر اللہ کے بارے میں تعارف ہوا ان میں اختلاف پیدا ہوگیا، [۲]

حضرت ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمانؓ کے پاس آیا آپ آٹا گوندھ رہے تھے اس نے کہا یہ کیا ہے؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا ہم نے خادم کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے تو اچھا نہ سمجھا کہ اس کے اُوپر دو کام ہم جمع کر دیں، پھر آنے والے نے کہا فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے، حضرت سلمانؓ نے دریافت کیا تم کب آئے؟ اس نے کہا اتنے اتنے روز ہوگئے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا اگر تم اُس کے سلام کو مجھ تک نہ پہونچاتے تو یہ ایک ایسی امانت تھی کہ تم نے اُسے ادا نہ کیا ہوتا، [۳]

حضرت عمرو بن ابی قرہ کندیؒ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے حضرت سلمانؓ کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ حضرت سلمانؓ سے اپنی بہن کی شادی کر دیں، حضرت سلمانؓ نے انکار کر دیا اور ایک آزاد شدہ باندی سے شادی کر لی جس کو بُقیرہ کہا جاتا تھا، جب یہ بات ابو قرہؓ کو معلوم ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے درمیان کچھ نزاع سی ہوگئی ہے تو میرے

---

[۱] واخرج ابن عساکر [۲] کذافی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۹۶ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۹۸ عن الحارث مطولا وجعل ماذکرہ سلمان من المرفوع [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۰۱ [۴] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفہ ۶۴ واحمد کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفہ ۲۱۸ عن ابی قلابۃ بنحوہ [۵] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۹۸

باپ حضرت حذیفہؓ کے پاس آئے اور ان کو تلاش کیا انھیں بتایا گیا کہ حضرت حذیفہؓ اپنے سبزی والے کھیت پر ہیں، چنانچہ ابو قرۃؓ وہیں گئے اور حضرت حذیفہؓ سے ملے، ان کے پاس ایک جھولی تھی جس میں سبزی تھی اور اس جھولی کے سرے کی ڈور میں اپنا ڈنڈا ڈال کر کندھے پر لٹکا رکھا تھا، اس کے بعد ہم حضرت سلمانؓ کے گھر آئے اور حضرت حذیفہؓ گھر میں گئے اور کہا السلام علیکم پھر ابو قرۃؓ کو بھی اندر آنے کی اجازت دی، انھوں نے دیکھا کہ ایک نمدہ پڑا ہوا ہے اور اس کے سرہانے چند اینٹیں رکھی ہیں اور کچھ سبزی کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں، حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اپنی باندی کے بستر پر بیٹھ جاؤ جو اس نے اپنے لئے بچھا رکھا ہے،

بنی عبدِ قیس[۱] کے ایک آدمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ کو ایک چھوٹے سے لشکر میں دیکھا جس کے یہ امیر تھے یہ ایک گدھے پر سوار تھے پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور اس پاجامہ کے پائینچے ہوا سے حرکت کھا رہے تھے فوجی کہہ رہے تھے کہ امیر صاحب آگئے، حضرت سلمانؓ نے فرمایا خیر اور شر کا پتہ آج کے بعد (دنیا کے بعد) معلوم ہوگا۔ — عبدِ قیس[۲] کے ایک آدمی فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ہمراہ تھا آپ ایک لشکر کے امیر تھے، آپ لشکر کے چند جوانوں پر سے گذرے وہ جوان ہنسے اور انھوں نے کہا یہ تمھارے امیر ہیں، میں نے عرض کیا اے ابو عبداللہ! آپ دیکھتے نہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا انھیں چھوڑو، خیر اور شر آج کے دن کے بعد ہے اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو مٹی کھائے تو مٹی کھالے اور کسی دو[۲] پر بھی امارت نہ کرنا، مظلوم اور بے قرار کی دعا سے بچنا اس لئے کہ یہ دعا رد نہیں کی جاتی، (سیدھی خدا تک پہونچتی ہے)۔ — ثابت[۳] سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ مدائن پر امیر تھے یہ لوگوں کی طرف جاتے اونچا پاجامہ اور عبا پہنے ہوئے ہوتے جب لوگ انھیں دیکھتے، کرک آمد، کرک آمد کہتے، حضرت سلمانؓ پوچھتے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگ کہتے کہ یہ آپ کو اپنی ایک گڑیا کے ساتھ تشبیہہ دے رہے ہیں (یعنی گڈا آگیا، گڈا آگیا) حضرت سلمانؓ فرماتے ان پر کوئی تنگی نہیں، خیر تو آج کے دن (دنیا) کے بعد ہے — ھریمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو دیکھا اور یہ گدھے کی ننگی پشت پر سوار تھے اور ان پر سنبلانی موضع کا کرتا تھا جو چھوٹا اور نیچے سے تنگ تھا یہ بڑی لمبی پنڈلیوں کے اور بہت بال والے آدمی تھے ان کا کرتا اتنا اونچا تھا کہ گھٹنے کے قریب تھا اور میں نے دیکھا کہ بچے ان کے پیچھے جمع

۱؎ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۹ عن میمون بن مہران ۲؎ وعند ابن سعد ج ۴ ص ۶۳ ۳؎ وعندہ ایضا

ہو جاتے ہیں نے کہا کہ تم امیر صاحب سے پرے نہیں ہٹتے؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا انھیں کچھ نہ کہو خیر اور شر آج کے (دنیا کے) دن کے بعد ہے۔ ثابتؒ سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ مدائن میں امیر تھے ملک شام سے بنی تیم اللہ کا ایک آدمی آیا اس کے پاس انجیر کا ایک بوجھ تھا، حضرت سلمانؓ اپنا اونچا پاجامہ اور کملی پہنے ہوئے تھے اس نے حضرت سلمانؓ سے کہا، آ، اس بوجھ کو اٹھا اور وہ حضرت سلمانؓ کو پہچانتا نہیں تھا حضرت سلمانؓ نے اس کا بوجھ اٹھایا جب لوگوں نے حضرت سلمانؓ کو دیکھا، انھیں پہچان لیا اور اس آدمی سے کہا یہ تو گورنر صاحب ہیں اس آدمی نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں، حضرت سلمانؓ نے اس سے کہا کہ میں اس بوجھ کو اس وقت تک نہ اتاروں گا جب تک تجھے تیرے ٹھکانے نہ پہونچا آؤں۔ ایک[۲] روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں نے اس بوجھ اٹھانے میں ایک نیت کی ہے، میں اسے نہ اتاروں گا جب تک کہ اسے تیرے گھر نہ پہونچا آؤں،

حضرت[۳] عبداللہ بن بریدہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے اور جب انھیں کچھ ملتا تو گوشت یا مچھلی خریدتے، پھر کوڑھیوں کو جمع کرتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے،

حضرت[۴] محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب کسی عامل کو بھیجتے تو اس کے پروانے میں لکھ دیتے کہ اس کا کہنا سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ یہ تمھارے ساتھ انصاف سے پیش آئے، جب حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کو مدائن پر عامل بنایا تو ان کے پروانے میں لکھا "ان کا کہنا سننا اور ان کی فرماں برداری کرنا اور جو کچھ یہ تم سے مانگیں انھیں دے دینا" چنانچہ حضرت حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلے، جس پر پالان پڑا ہوا تھا اور اسی گدھے پر ان کی زادِ راہ تھی جب یہ مدائن پہونچے شہر کے لوگوں اور دہقانوں نے ان کا استقبال کیا ان کے ہاتھ میں پتلی سی روٹی اور ایک گوشت کی ہڈی تھی یہ اپنے گدھے پر اسی پالان پر تھے اپنا پروانہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا لوگوں نے کہا آپ جو چاہیں طلب فرمائیں، فرمایا میں تم سے اتنا کھانا طلب کرتا ہوں جس کو میں کھالوں اور میرے اس گدھے کے لئے چارا چاہیے جب تک کہ میں تم لوگوں میں رہوں، چنانچہ جب تک اللہ پاک نے چاہا یہ مدائن میں رہے پھر ان کے پاس حضرت عمرؓ نے

---

[۱] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۶۳ [۲] واخرجہ ایضا من وجہ آخر بنحوہ [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۰۰

[۴] واخرج ابن سعد

لکھ کر بھیجا کہ تم چلے آؤ، جب حضرت عمرؓ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو ان کے لئے راستہ میں ایک ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے کہ حضرت حذیفہؓ انہیں نہ دیکھ سکیں، جب حضرت عمرؓ نے انھیں اُسی حالت میں دیکھا جس حالت میں یہ ان کے پاس سے گئے تھے ان کے پاس آئے انھیں سینے سے لگایا اور کہا تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں[1] — ابن سیرینؒ[2] سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ جب مدائن آئے تو اپنے گدھے پر پالان ڈالے ہوئے اس پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں روٹی اور ایک ہڈی تھی اور یہ گدھے پر سوار کھاتے چلے جا رہے تھے، طلحہ بن مصرفؒ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ اپنے دونوں پیر ایک ہی جانب لٹکائے ہوئے تھے،[3]

حضرت سلیم ابو ہذیلؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہؓ کے دروازہ پر ٹھہرا ہوا تھا حضرت عبداللہؓ باہر تشریف لاتے اور کسی خچر پر سوار ہو جاتے اور اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے ہے۔[4]

حضرت[5] عبداللہ بن سلامؓ بازار میں گذرے اور ان پر لکڑی کا گٹھا تھا ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ حالانکہ آپ کو اللہ پاک نے اس سے بے پرواہی بخشی ہے؟ جواب دیا کہ میں تکبر کو دفع کرنا چاہتا ہوں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جنت میں وہ آدمی نہ داخل ہو گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو گا۔ ایک[6] روایت میں ہے کہ ذرہ کے برابر تکبر ہو گا،[7]

حضرت[8] علیؓ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں تواضع کی اصل ہیں (۱) جب کسی سے ملے سلام کی ابتدا کرے (۲) اونچی مجلس سے پست جگہ پر راضی ہو جائے (۳) ریاکاری اور شہرت کو برا سمجھے،[9]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۲۳ [2] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۷۷ [3] واخرج الطبرانی [4] قال الھیثمی ج ۹ صفحہ ۳۷۳ وسلمۃ ومحمد بن منصور الکلبی لم اعرفہما وبقیۃ رجالہ ثقات ۔ انتھی [5] واخرج الطبرانی باسناد حسن [6] ورواہ الاصبہانی [7] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۳۴۵ [8] واخرج العسکری [9] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۳،

مزاح اور خوش طبعی

مزاحِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ ہم لوگوں سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں حق بات کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتا[2] (یعنی مزاح میں بھی حق بات کہتا ہوں)

حضرت[3] ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی کرتے تھے؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا ہاں! اس آدمی نے دریافت کیا کہ آپؐ کی خوش طبعی کس طرح کی تھی؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی کو ایک لمبا چوڑا کپڑا پہنایا اور آپؐ نے فرمایا اسے پہن! اور اللہ کی تعریف کر! اور اپنے اس دامن کو اس طرح کھینچتی چل! جیسا کہ دلہن دامن کھینچتی ہے،[4]

حضرت[5] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام لوگوں میں سے سب سے اچھی عادت والے تھے میرے ایک بھائی تھا جس کو ابو عمیرؓ کہتے تھے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور اس کو دیکھتے تو آپؐ فرماتے اے ابو عمیر! کیا ہوا نغیر!؟ (نغیر لال چڑیا کو کہتے ہیں) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ لال چڑیا سے کھیلا کرتا تھا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں بسا اوقات نماز کا وقت آجاتا اور آپؐ ہمارے گھر ہوتے تو آپؐ اس بچھونے کے لئے جو آپؐ کے نیچے ہوتا حکم دیتے اس پر جھاڑو دی جاتی پھر پانی چھڑکا جاتا اس کے بعد آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوتے، ہم بھی آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپؐ ہم کو نماز پڑھاتے، راوی کہتے ہیں کہ ان حضرات کا بستر کھجور کی شاخ کا ہوتا تھا[6] بخاری[7] میں اس طرح ہے کہ

---

[1] اخرج الترمذی فی الشمائل صفحہ ۱۷ [2] واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۴۱ عن ابی ہریرۃؓ مثلہ [3] واخرج ابن عساکر وضعفہ [4] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۳ [5] واخرج احمد [6] وقد رواہ الجماعۃ الا ابا داؤد من طریق عن انس بنحوہ کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۸ [7] واخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۴۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے میل جول زیادہ رکھتے تھے یہاں تک کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی سے کہا کرتے تھے اے ابوعمیر! کیا ہوا نُغیر؟[1] حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہؓ کے پاس تشریف لائے ان کے بیٹے کو جس کی کنیت ابوعمیرؓ تھی دیکھا کہ رنجیدہ ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ اُسے دیکھتے تو اس سے خوش طبعی فرماتے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں ابوعمیرؓ کو رنجیدہ دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا یارسول اللہ! اس کی وہ لال چڑیا جس سے یہ کھیل کرتا تھا مر گئی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنا شروع کیا اے ابوعمیر! کیا ہوا نُغیر!؟

حضرت[2] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپؐ سے ایک سواری کا مطالبہ کیا آپؐ نے فرمایا میں تجھے اونٹنی کے بچہ پر بٹھاؤں گا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ، اونٹنیوں کے بچے ہی تو ہیں۔[3]

حضرت[4] انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضورؐ نے فرمایا اے دو، کان والے![5]

حضرت[6] انسؓ فرماتے ہیں کہ دیہات کے ایک آدمی جن کا نام زاہر تھا رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیہات سے ہدیہ لاتے تھے حضورؐ بھی جب وہ واپسی کا ارادہ کرتے ان کو سامان دیتے، حضورؐ نے فرمایا کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں، آپؐ انھیں بہت دوست رکھتے تھے یہ بھونڈی شکل کے آدمی تھے حضورؐ کا ان پر گذر ہوا یہ بازار میں اپنا سامان بیچ رہے تھے، آپؐ نے پیچھے سے ان کو گود میں اٹھا لیا اور انھوں نے آپؐ کو دیکھا نہیں، کہنے لگے مجھے چھوڑ! یہ کون ہے؟ پھر جب مڑ کر دیکھا جب جان لیا کہ حضورؐ ہیں تو جہاں تک ہو سکا اپنی پیٹھ کو آپؐ کے سینۂ مبارک سے چمٹانے میں کوئی کوتاہی نہ کی اور آپؐ نے کہنا شروع کیا کون اس غلام کو خریدتا ہے؟ حضرت زاہرؓ نے کہا یارسول اللہ! اب تو خدا کی قسم! آپ مجھے کھوٹی پونجی پائیں گے، آپؐ نے فرمایا لیکن تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک

---

[1] وہکذا لفظ الترمذی [2] وعند ابن سعد ج ۳ صفحہ ۵۰۶ [3] واخرج احمد [4] ورواہ ابوداؤد والترمذی وقال الترمذی صحیح غریب کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۶ واخرجہ البخاری فی الادب المفرد صفحہ ۴۱ عن انسؓ نحوہ واخرجہ ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۲۴ عن محمد بن قیسؓ بمعناہ الا انہ جعل السائلۃ ام ایمنؓ [5] واخرج ابوداؤد، [6] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۶ واخرجہ الترمذی فی الشمائل صفحہ ۱۶ وقال قال ابو اسامۃؓ یعنی یمازحہ واخرجہ ابونعیم وابن عساکر کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۴۲ [7] واخرج احمد

کھوٹا نہیں ہے، یا آپ نے یوں فرمایا لیکن تُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قیمت ہے۔[1]

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہؓ کی آواز حضورؐ کی آواز پر کچھ بلند سنائی دی، جب داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ کو پکڑا تاکہ ان کو طمانچہ ماریں اور فرمایا خبردار! اب میں تجھ کو کبھی نہ دیکھوں کہ تیری آواز حضورؐ کی آواز سے اونچی ہو، حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو کمر سے پکڑ لیا (اور حضرت عائشہؓ کو مارنے سے بچالیا)، حضرت ابوبکرؓ خفا ہو کر چلے گئے جب حضرت ابوبکرؓ باہر تشریف لے گئے حضورؐ نے فرمایا دیکھا! میں نے تمہیں آدمی سے کیسے بچالیا حضرت ابوبکرؓ کچھ دنوں ٹھہرے رہے اس کے بعد پھر حضورؐ کے یہاں اندر آنے کی اجازت طلب کی حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ان دونوں میں صلح ہوگئی ہے تو ان دونوں سے کہا تم دونوں اپنی صلح میں مجھے بھی داخل کرلو، جیسا کہ تم دونوں نے اپنی لڑائی میں مجھے بھی شریک کیا تھا، حضورؐ نے فرمایا ہم نے ایسا ہی کرلیا، ہم نے ایسا ہی کرلیا یعنی صلح میں شریک کرلیا۔[2]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کے ساتھ کسی سفر میں گئی، میں لڑکی تھی اور ابھی تک موٹی نہیں ہوئی تھی اور نہ میں نے بدن چھوڑا تھا آپؐ نے لوگوں سے فرمایا تم آگے چلو، لوگ آگے چلے گئے اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا آ! تجھ سے دوڑنے میں ہار جیت لگاؤں، چنانچہ میں آپؐ کے ساتھ دوڑی اور آپؐ سے آگے نکل گئی، آپؐ کچھ دنوں تک خاموش رہے یہاں تک کہ جب میں موٹی ہوگئی اور میں نے بدن چھوڑ دیا اور میں بھول گئی، آپؐ کے ساتھ بعض سفر میں چلی آپؐ نے لوگوں سے کہا تم آگے چلو، لوگ آگے چلے گئے اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا آ! دوڑ میں بازی لگاویں، چنانچہ میں آپؐ کے ساتھ دوڑی آپؐ نے مجھے ہرا دیا اور آپؐ ہنس رہے تھے اور فرما رہے تھے یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔[3]

---

[1] وہذا اسناد رجالہ کلہم ثقات علی شرط الصحیحین ولم یروہ الا الترمذی فی الشمائل ورواہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی البدایۃ ج ۶ ص ۴۶ واخرجہ ایضا ابویعلی والبزار قال الہیثمی ورجال احمد رجال الصحیح واخرج البزار والطبرانی عن سالم بن ابی الجعد عن رجل من اشجع یقال لہ زاہر بن حرام الاشجعی رجل بدوی وکان لایزال یاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطرفۃ او ہدیۃ فذکر بمعناہ قال الہیثمی ج ۹ ص ۳۶۹ رواہ البزار والطبرانی ورجالہ موثقون۔ [2] اہ واخرج ابوداؤد [3] کذا فی البدایۃ ج ۶ ص ۴۴ واخرجہ احمد کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۹

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور حُدی کا پڑھنے والا آپ کی عورتوں کو حُدی سُنا رہا تھا یا حُدی کے ذریعہ اُونٹوں کو ہنکا رہا تھا تو آپ کی عورتیں آپ کے آگے چل رہی تھیں آپ نے فرمایا اے انجشہ! تجھ پر بڑا افسوس ہے، ان شیشوں پر رحم کر[۲] (اُونٹوں کو تیز بھگانے سے عورتوں کو تکلیف ہوتی تھی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بعض ازواج پر گذر ہوا انہیں کے ہمراہ اُمِّ سلیمؓ بھی تھیں آپ نے فرمایا اے انجشہ! رُک! تُو شیشے کی بوتلوں کو لے چل رہا ہے حضرت ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک ایسا کلمہ بیان کیا اگر تمہارا بعض یہ کلمہ کہتا تو تم اس پر اس کے اس قول میں عیب لگاتے، کہ شیشے کی بوتلوں کو لے چل رہا ہے،

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ایک بڑھیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں کی ماں! جنت میں بڑھیا داخل نہ ہوں گی راوی کہتے ہیں وہ بڑھیا روتی ہوئی پیٹھ پھر اکر چلی آپ نے فرمایا اس بڑھیا کو اطلاع دے دو کہ یہ جنت میں بڑھیا ہو کر نہ جائے گی، اللہ پاک فرماتا ہے، اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ (سورۃ واقعہ رکوع ۱) ترجمہ: "ہم نے (وہاں کی) ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے، یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں"۔

مزاحِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں غزوۂ تبوک میں حاضر ہوا آپ چمڑے کے ایک چھوٹے سے قبہ میں تھے، میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اندر آجاؤ، میں نے عرض کیا، کیا میں سارا ہی اندر آجاؤں یا رسول اللہ! ؟ آپ نے فرمایا ہاں تم سارے ہی اندر آجاؤ، پس میں داخل ہو گیا۔ ولید بن عثمان بن ابی العالیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عوفؓ نے جو یوں کہا کہ کیا میں کُل کا کُل داخل ہو جاؤں؟ یہ قبہ کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہا تھا۔[۵]

---

[۱] واخرج احمد[۲] وفی الصحیحین نحوہ عن انسؓ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۲ [۳] وعند البخاری فی الادب صفحہ ۴۱ [۴] واخرج الترمذی [۵] اخرج ابو داؤد [۶] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۶

حضرت[۱] ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کے پاس کوئی مزاح کا کلمہ کہا، حضرت عائشہؓ کی ماں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس قبیلہ کی بعض خوش طبعی کی باتیں قبیلۂ کنانہ سے ہیں، آپؐ نے فرمایا بلکہ ہمارے بعض مزاح سے یہ قبیلہ ہی ہے،

راوی[۲] کہتے ہیں انھوں نے حضرت ابوسفیان بن حربؓ سے سُنا کہ انھوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہؓ کے گھر مزاح کی بات کہی، کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی ہوا کہ میں نے حضورؐ کو چھوڑا تو تمام عرب نے آپ کو اس بات سے چھوڑا کہ آپ کو سینگ ماریں، اور سبھوں نے یُوں کہا مُنڈا ہے سینگ نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے اور آپؐ فرما رہے تھے کہ اے ابو حنظلہ! تم، اور ایسی بات کہتے ہو؟[۳]

حضرت[۴] بکر بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ اصحابِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دُوسرے پر خربُزہ پھینک کر مزاح کرتے تھے اور جب کوئی حقیقت کی بات آپڑتی تو یہی حضرات اس میدان کے مَرد ہوتے تھے ـــــ قرہ[۵]ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ سیرینؒ سے دریافت کیا کہ کیا صحابۂ کرامؓ آپس میں مزاح کرتے تھے؟ حضرت ابنِ سیرینؒ نے فرمایا یہ حضرات انسان ہی تھے کچھ اَور نہ تھے حضرت ابنِ عمرؓ مزاح بھی کرتے اور یہ شعر پڑھتے

یحب الخمر من مال الندامی ـــــ ویکرہ ان تفارقہ الفلوس[۶]

ترجمہ: "ساتھی کے مال سے شراب پینے کو دوست رکھتا ہے، اور اس بات کو بُرا سمجھتا ہے کہ اس سے اس کے پیسے جُدا ہوں"

حضرت[۷] اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ تجارت کے لئے بُصریٰ تشریف لے گئے، آپ کی معیت میں نعیمانؓ اور سویبطؓ بن حرملہؓ تھے یہ دونوں صحابیؓ بدری ہیں سویبطؓ سفر کے توشہ پر مقرر تھے ان سے نعیمانؓ نے کہا کہ مجھے کھانا دو، سویبطؓ نے کہا ذرا حضرت ابوبکرؓ کو آجانے دو، نعیمانؓ بہت ہنسانے والے اور بڑے مزاح کرنے والے تھے یہ لوگوں کے پاس گئے جو سواری کا جانور لائے ہوئے تھے اور کہا کہ تم لوگ مجھ سے ایک عربی نوجوان غلام خریدو گے؟ انھوں نے کہا ہاں خریدیں گے، نعیمانؓ نے کہا کہ وہ بڑا چرب زبان ہے شاید کہ وہ غلام کہنے لگے کہ میں آزاد ہُوں، سو اگر تم اس وجہ سے اُسے چھوڑو گے تو مجھے اس کی

---

[۱] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۴۱ [۲] واخرج الزبیر بن بکار و ابن عساکر عن ابی الہیثم عمن اخبرہ [۳] کذا فی الکنز ج ۴ صفہ ۴۳ [۴] واخرج البخاری فی الادب صفہ ۴۱ [۵] و ذکرہ الہیثمی ج ۸ صفہ ۸۹ [۶] ھکذا ذکرہ الہیثمی بلا اسناد و سقط ذکر مخرجہ [۷] واخرج احمد

بیع سے معاف رکھو، اور اس کے معاملہ کو میرے اوپر فاسد نہ کرو ان تاجروں نے کہا نہیں! نہیں!
بلکہ ہم اس کو تم سے خریدتے ہیں چنانچہ ان تاجروں نے ان سے دس اونٹنیاں دے کر خرید لیا
اور ان اونٹنیوں کو کھینچتے ہوئے لے کر آئے، اور تاجروں سے کہا لو! وہ یہ ہے، سویبطؓ نے کہا
یہ جھوٹا ہے، میں تو آزاد ہوں، تاجروں نے کہا ہمیں تیری اس بات کی خبر پہلے ہی مل چکی ہے،
چنانچہ انہوں نے ان کے گلے میں رسّی ڈالی اور انہیں لے گئے، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ
تشریف لائے انہیں اس قصّہ کی خبر دی گئی چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی ان تاجروں کے
پاس گئے اور ان کی اونٹنیاں انہیں واپس کیں اور حضرت سویبطؓ کو لیا، اس کے بعد
سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع دی تو آپؐ بھی ہنسے اور اس قصّہ سے
آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ سال بھر تک ہنستے رہے[۱]۔ ابنِ ماجہ میں بھی یہ روایت ہے مگر
اس میں اس کا اُلٹا ہے مزاح کرنے والے سویبطؓ ہیں اور نعیمانؓ بیچے گئے ہیں، اور
اور ایک روایت میں ان کا نام سویبطؓ کی جگہ سلیط بن حرملہؓ ہے[۲] میرا خیال یہ ہے کہ یہ
کتابت کی غلطی ہے،[۳]

حضرت ربیعہ بن عثمانؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا،
مسجد میں داخل ہوا اور اپنی اونٹنی مسجد کے سامنے بٹھادی، حضورؐ کے بعض صحابہؓ نے نعیمان
بن عمرو انصاریؓ سے کہا انہیں کو نعیمانؓ کہا جاتا ہے، کاش کہ تم اس اونٹنی کو ذبح کردو ہم اسے
کھاتے ہم لوگوں کو گوشت کھانے کی خواہش زیادہ ہورہی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس کی قیمت کا ڈنڈ بھردیں گے، راوی کہتے ہیں چنانچہ نعیمانؓ نے اسے ذبح کردیا
اس کے بعد اعرابی باہر آیا اپنی اونٹنی کو دیکھا تو چلا کر اس نے کہا ہائے "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!
اسے تو کسی نے ذبح کردیا، یہ سُن کر حضورؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا یہ کس نے کیا
ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نعیمانؓ نے، اور آپؐ ان کے پیچھے تلاش میں چلے اور ان کو پوچھا
تو ان کو حضرت زبیر بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی ضباعہؓ کے گھر میں پایا کہ یہ ایک تہ خانہ میں چھپ
رہے تھے اور اپنے اوپر کھجور کی ٹہنیاں اور سوکھے چھلکے ڈال رکھے تھے، ایک شخص نے آپؐ
کی طرف اشارہ کیا اور بلند آواز سے یوں کہا کہ یارسول اللہ! میں نے اسے نہیں دیکھا لیکن

---

[۱] واخرجہ ابوداؤد الطیالسی والرویانی [۲] وروی الزبیر بن بکار فی کتاب الفکاہہ ہذہ القصۃ من طریق
اخری عن ام سلمۃؓ [۳] وقد تعقبہ ابن عبدالبر وغیرہ کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۹۸ وقد اخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب
ج ۲ صفحہ ۱۲۶ و ج ۳ صفحہ ۵۷۶ حدیث ام سلمۃؓ من طرق [۴] واخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۵۷۵

اُنگلی کے اِشارہ سے جہاں وہ تھے بتادیا، چنانچہ حضورؐ نے انھیں وہاں سے نِکالا، ان کا چہرہ کھجور کے چھلکوں کے بھوسے سے جو ان پر گرے تھے متغیر ہو رہا تھا آپؐ نے ان سے کہا تمھیں ایسا کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟ عرض کیا انھیں لوگوں نے جنھوں نے آپ کو یارسول اللہ! میرا پتہ بنایا ہے، انھیں لوگوں نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا آپؐ ان کے چہرہ سے کوڑا کرکٹ جھاڑ رہے تھے اور ہنس رہے تھے، راوی کہتے ہیں پھر اس کی اونٹنی کا تاوان حضورؐ نے اَدا کیا۔[۱]

حضرت عبداللہ بن مصعبؒ فرماتے ہیں کہ مخرمہ بن نوفل بن وہیب زہریؓ مدینہ میں بہت بوڑھے اور نابینا آدمی تھے، ان کی عمر ایک سو پندرہ سال کی ہوچکی تھی، یہ ایک دِن مسجد میں کھڑے ہوئے، اس ارادہ سے کہ پیشاب کریں، لوگ ان پر چلائے ان کے پاس نعیمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد نجاریؓ آئے اور ان کو مسجد کے ایک گوشہ میں لے گئے اور پھر کہا اس جگہ بیٹھو چنانچہ انھیں بٹھایا یہ پیشاب کرنے لگے اور انھیں چھوڑ کر چلے آئے، لوگوں نے ان پر شور مچایا، جب مخرمہؓ پیشاب کرنے سے فارغ ہوگئے تو کہا تمھارا ناس جائے! مجھے اس جگہ کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نعیمان بن عمروؓ، مخرمہؓ نے کہا خدا اس کا ایسا اور ایسا کرے، میں نے اللہ کی نذر مان لی ہے کہ اگر وہ مجھے مل جائے تو میں اسے اپنے اس ڈنڈے سے جہاں تک مجھ سے مارا جائے گا ماروں گا، چنانچہ جب تک خدا کو منظور تھا، مخرمہؓ ٹھہرے رہے اور اپنی اس قسم کو بھول گئے، اس کے بعد نعیمانؓ ایک دِن ان کے پاس آئے اور حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عثمانؓ جب نماز پڑھتے تھے تو کسی طرف اِلتفات نہیں کرتے تھے، نعیمانؓ نے مخرمہؓ سے آکر کہا کیا تمھیں نعیمانؓ کی تلاش ہے؟ مخرمہؓ نے کہا ہاں وہ کہاں ہے؟ مجھے اسے بتاؤ، چنانچہ یہ مخرمہؓ کو لے کر آئے اور حضرت عثمانؓ کے پاس کھڑا کر کے فرمایا لے! وہ یہ ہے، مخرمہؓ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا ڈنڈا سنبھالا اور حضرت عثمانؓ کو مارا اور ان کا سر پھوڑ دیا، مخرمہؓ سے کہا گیا تم نے تو امیرالمومنین حضرت عثمانؓ کو مارا ہے جب اس بات کو بنی زہرہ نے سُنا تو اس سلسلہ میں وہ سب جمع ہوئے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا چھوڑو نعیمانؓ کو خدا اسے رحمت سے بعید کرے یہ وہی نعیمانؓ ہے جو بدر کی لڑائی میں شریک رہا تھا۔[۳]

---

[۱] وھکذا ذکرہ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۵۷۰ عن الزبیر بن بکار عن ربیعۃ بن عثمان [۲] واخرج زبیر عن عمہ مصعب بن عبداللہ عن جدہ [۳] کذافی الاستیعاب ج ۳ صفحہ ۵۷۰ وھکذا ذکرہ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۵۷۰ عن بکار

سخاوت اور کرم

سخاوتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ سخی تھے اور سب میں زیادہ سخی آپؐ رمضان کے مہینے میں اس وقت ہوتے جب کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی، حضرت جبریلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ مال کے بارے میں سخی ہو جاتے کہ اتنی چلنے والی ہوا سخاوت نہیں کرتی ہے،[2]

حضرت[3] جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے دینے سے انکار فرمایا ہو،[4]

حضرت[5] ابو اُسیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شے کو جو آپؐ سے مانگی گئی منع نہیں فرمایا[6] حضرت[7] علیؓ فرماتے ہیں جب آپؐ سے کسی کام کو کہا جاتا اور آپؐ کا ارادہ ہوتا کہ اس کو کریں تو آپؐ ہاں فرماتے تھے اور جب آپؐ کا ارادہ نہ کرنے کا ہوتا تو آپؐ خاموشی اختیار فرماتے تھے اور آپؐ کبھی کسی شے کے لئے "نہیں" نہ فرماتے تھے،[8]

حضرت[9] معوذ بن عفراءؓ کی بیٹی ربیعؓ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت معوذ بن عفراءؓ نے ایک صاع کھجوریں دے کر جن کے اوپر ککڑیوں کے کچھ روئے تھے حضورؐ کے پاس بھیجا، آپؐ ککڑیوں کو پسند فرماتے تھے آپؐ کے پاس کچھ زیورات بحرین سے آئے تھے آپؐ نے اپنا ہاتھ بھر کر مجھے اس میں سے عطا فرمایا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ مجھے آپؐ نے دونوں ہتھیلی بھر کر زیور یا سونا عطا فرمایا[10]

---

[1] اخرج الشیخان [2] کذا فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفہ ۴۹ واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفہ ۱۹۵ عنہ نحوہ [3] واخرج الشیخان [4] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۴۲ [5] وعند احمد فی حدیث طویل من عبد اللہ بن ابی بکر [6] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۳ ورجالہ ثقات الا ان عبد اللہ بن ابی بکر لم یسمع من ابی اسید۔ اھ [7] وعند الطبرانی فی الاوسط فی حدیث طویل [8] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۳ وفیہ محمد بن کثیر الکوفی وہو ضعیف۔ اھ [9] واخرج الطبرانی [10] ورواہ احمد بنحوہ وزاد فقال تحلی بہذا قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۱۳ واسنادہما حسن۔ اھ واخرجہ الترمذی عن الربیع مختصرا کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۵۶

حضرت[1] امِ سنبلہؓ سے روایت ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ لے کر حاضر ہوئیں آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نہ لیں گے، حضورؐ نے اپنی ازواج کو حکم دیا تو انھوں نے لے لیا، پھر آپؐ نے ایک جنگل بطور جاگیر انھیں دیا جس کو حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے حضرت حسن ابن علیؓ سے خریدا تھا،[2]

سخاوتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت[3] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے یہ نیت کر رکھی ہے کہ یہ کپڑا عرب میں سے سب سے زیادہ بزرگ کو دوں گی، حضورؐ نے فرمایا اس لڑکے کو دے دے، یعنی حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو، یہ وہیں کھڑے ہوئے تھے، اور اسی وجہ سے اس کپڑے کا نام سعدیہ ہو گیا،[4]

ایثار

حضرت[5] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ہم لوگوں پر ایسا گذرا کہ ہم میں سے کوئی یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے دینار و درہم کا زیادہ مستحق ہے اور اب ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ دینار و درہم ہمارے مسلمان بھائی سے ہمیں زیادہ محبوب ہیں،[6]

---

[1] واخرج الطبرانی فی الاوسط [2] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۴۲ وفیہ عمرو بن قیظی ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات اہ وقد تقدمت قصص سخاوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی انفاق الاموال [3] اخرج الزبیر بن بکار وابن عساکر [4] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۸۹ وقد تقدمت قصص جود الصحابۃ وکرمہم فی انفاق الاموال [5] اخرج الطبرانی [6] فذکر الحدیث قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۲۸۵ رواہ الطبرانی باسانید وبعضہا حسن۔ اہ وقد تقدمت قصص الایثار فی شدۃ العطش وفی قلۃ الثیاب وفی قصص الانصار وفی الانفاق مع الحاجۃ،

صبر

ہر مرض پر صبر کرنا

صبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت[1] ابو سعیدؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ بخار میں مبتلا تھے آپؐ پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی، حضرت ابو سعیدؓ نے اپنا ہاتھ چادر کے اوپر رکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا بخار تو بہت تیز ہے، آپؐ نے فرمایا، ہم اسی طرح پر ہیں، ہم پر بلا بہت سخت ہوتی ہے اور ہمارے لئے اجر بھی دگنا تگنا ہوتا ہے، اس کے بعد حضرت ابو سعیدؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے سخت مصیبت والا کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام، حضرت ابو سعیدؓ نے کہا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا علماء، پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا بھلے لوگ، صلحاء میں سے بعض کو کثرتِ جوں کے ساتھ یہاں تک مبتلا کیا گیا کہ جوؤں نے اسے مار ڈالا، بعض کو ان میں سے یہاں تک فقر میں مبتلا کیا گیا کہ سوائے کمبلی کی اور کوئی چیز پہننے کو میسر نہ آئی اور بے شک! ان میں سے ہر ایک بلا میں مبتلا کئے جانے سے اس قدر خوش ہوتا تھا جس طرح پر کہ تم میں سے کوئی عطیہ سے خوش ہوتا ہے،[2]

حضرت ابو عبیدہ بن حذیفہؓ اپنی پھوپھی حضرت فاطمہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں مع چند عورتوں کے آپؐ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور آپؐ کو بخار چڑھ رہا تھا، آپؐ نے ایک مشک کے متعلق حکم دیا وہ ایک درخت پر لٹکا دی گئی، آپؐ اس کے نیچے لیٹ گئے اس میں سے آپؐ کے اوپر قطرے ٹپکتے تھے اور یہ بات آپؐ نے بخار کی شدت کی وجہ سے کی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش! آپ اللہ پاک سے

---

[1] اخرج ابن ماجہ وابن ابی الدنیا [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۲۴۳ واخرجہ البیہقی کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۴ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۳۷۰ نحوہ [3] واخرج البیہقی،

دُعا کرتے تاکہ آپ کو وہ اس مرض سے شفار دیتا، آپؐ نے فرمایا کہ انسانوں میں سے سخت بلا والے انبیار علیہم السلام ہیں پھر وہ جو انبیار علیہم السلام سے قریب ہیں پھر وہ لوگ جو ان قریب ہونے والوں سے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان بعد والوں کے قریب ہیں، [۱]

حضرت[۲] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درد پیش آیا آپؐ فریاد کرتے اور بستر پر کروٹیں بدلتے تھے حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ اگر ہم میں سے بعض آدمی ایسا کرتا تو آپ اس پر خفا ہوتے، آپؐ نے فرمایا کہ مومن پر سختی ہی کی جاتی ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ جسے کوئی مصیبت پہونچے خواہ کانٹے کا لگنا ہو یا کوئی درد، مگر اللہ پاک اس کی وجہ سے اس کی خطا کا کفارہ کر دیتا ہے، اور اس کی وجہ سے اس کے لئے درجہ میں بلندی ہوتی ہے، [۳]

صحابہ کرامؓ کا امراض پر صبر کرنا

حضرت[۴] جابرؓ فرماتے ہیں کہ بخار نے حضورؐ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی آپؐ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ بخار نے کہا میں ہوں اُمّ ملدم، آپؐ نے اہلِ قبا کی طرف اُسے جانے کا حُکم دیا چنانچہ اہلِ قبا بخار سے اس مصیبت میں مُبتلا ہوئے جو خُدا ہی جانتا ہے اور آپؐ کے پاس آئے اور بُخار کی آپ سے شکایت کی آپؐ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو اللہ پاک سے دُعا کروں کہ وہ بُخار کو تم سے دُور کر دے، اور اگر تم چاہو تو یہ بُخار تمھارے لئے طہارت ہو جائے (یعنی گناہوں کا کفارہ) اہلِ قبا نے عرض کیا، کیا آپ ایسا کر دیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، اہلِ قبا نے عرض کیا تو اسے رہنے دیجئے [۵] حضرت[۶] سلمانؓ فرماتے ہیں کہ بُخار نے حضورؐ کے پاس آنے کی اجازت چاہی آپؐ نے اس سے پُوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں بُخار ہوں، میں گوشت چھیل دیتا ہوں اور خُون چُوس لیتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ اہلِ قبا کے پاس جا، چنانچہ بُخار وہاں چلا گیا اس کے بعد اہلِ قبا آپؐ کے پاس

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۴ واخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر بنحوہ قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۲۹۲ واسنادہ احمد حسن [۲] واخرج ابن سعد والحاکم والبیہقی [۳] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۴ واخرجہ احمد نحوہ قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۲۹۲ ورجالہ ثقات [۴] اخرج احمد [۵] قال فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۲۶۰ رواہ احمد ورواتہ رواۃ الصحیح وابو یعلی وابن حبان فی صحیحہ ۱ھ [۶] وعند الطبرانی

آئے ان کے چہرے پیلے ہو رہے تھے اور حضورؐ سے بخار کی شکایت کی، آپؐ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں اللہ پاک سے دعا کروں اللہ پاک اس کو تم سے دفع کر دے گا، اور اگر تم چاہو تو اس کو باقی رکھو اور تمہارے باقی گناہ معاف ہو جائیں گے، اہلِ قبا نے عرض کیا ہم یہی چاہتے ہیں، یا رسول اللہ! اسے چھوڑے رکھتے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بخار حضورؐ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو زیادہ محبوب ہو، یا اس طرح کہا کہ آپ کے اصحابؓ میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہو۔ قرۃؒ راوی نے اسی طرح شک کے ساتھ بیان کیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ انصار کی طرف جا! چنانچہ بخار حضرات انصار میں گیا اور ان کو پچھاڑ دیا، اور یہ حضرات آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگوں کو بخار آیا اللہ سے ہمارے لئے شفار کی دعا کیجئے، چنانچہ آپؐ نے ان لوگوں کے لئے دعا کی اور ان پر سے بخار جاتا رہا، اس کے بعد آپؐ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کیجئے، میں بھی انصار میں سے ہوں، میرے لئے اللہ سے ایسی ہی دعا کیجئے جیسا کہ آپ نے انصار کے لئے کی، آپؐ نے فرمایا ان دو باتوں میں سے تجھے کون سی پسند ہے؟ (ایک تو یہ) کہ میں تیرے لئے دعا کروں اور تجھ سے بخار جاتا ہے (دوسری یہ کہ) تو صبر کرے اور تیرے لئے جنت واجب ہو جائے، اس عورت نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ! میں تو دور کرنے کو نہ چاہوں گی بلکہ صبر کروں گی، اور یہ بات اس عورت نے تین مرتبہ کہی، اور میں خدا کی قسم جنت کے لئے کوئی خطرہ نہ پیدا کروں گی۔ [3]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کو نہ پایا جو آپؐ کے پاس بیٹھا کرتا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ میں فلاں کو نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ سخت بخار میں مبتلا کیا گیا ہے، آپؐ نے فرمایا چلو ہم اس کی عیادت کریں، جب آپؐ اس کے پاس تشریف لائے وہ لڑکا رونے لگا، حضورؐ نے اس سے فرمایا رو

---

[1] قال الہیثمی ج ۲ صفہ ۳۰۶ وفیہ ہشام بن لاحق وثقہ النسائی وضعفہ احمد وابن حبان اھ واخرجہ البیہقی عن سلمان نحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۱۶۰ [2] واخرج البیہقی [3] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفہ ۱۶۰ واخرجہ البخاری فی الادب صفہ ۷۳ عن ابی ہریرۃؓ بمعناہ [4] واخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط

نہیں، اس لئے کہ حضرت جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ بخار میری اُمت کے لئے جہنم کا ایک حصہ ہے۔[1]

حضرت[2] ابو سفرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں کچھ لوگ ان کے مرض میں ان کی عیادت کے لئے آئے، لوگوں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے کسی طبیب کو نہ بُلا لائیں جو آپ کو غور سے دیکھے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا طبیب نے مجھے دیکھا ہے، لوگوں نے عرض کیا تو پھر طبیب نے آپ سے کیا کہا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا طبیب کہتا ہے میں ہر اس کام کو کر گذرنے والا ہوں جس کا ارادہ کرتا ہوں۔[3]

معاویہ[4] بن قرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداءؓ بیمار ہو گئے ان کے پاس ان کے ساتھی آئے اور انھوں نے پوچھا اے ابو الدرداء! کیا تکلیف ہے؟ فرمایا میں اپنے گناہوں کے شکوہ میں مبتلا ہوں، لوگوں نے دریافت کیا کسی شے کی خواہش ہے؟ فرمایا جنت کی خواہش کر رہا ہوں، لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے لئے طبیب نہ بُلا لائیں؟ فرمایا اسی نے تو مجھے اس تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔[5]

حضرت[6] عبد الرحمن بن غنمؓ بیان کرتے ہیں کہ مُلکِ شام میں طاعون پڑا تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا کہ یہ طاعون پلیدی ہے اس سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلو، یہ بات حضرت شرجیل بن حسنہؓ کو پہونچی تو انھوں نے کہا عمرو بن عاصؓ نے غلط بیان کیا ہے، میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور عمرو بن عاصؓ اپنے گھر کے اُونٹ سے بھی زیادہ بے راہ ہیں، یہ طاعون تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے اور تمھارے رَب کی رحمت ہے اور تم سے پہلے جو بھلے لوگ گذرے ہیں ان کے لئے وفات ہے یہ خبر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے فرمایا اے میرے اللہ! خاندانِ معاذؓ کا حصہ کامل کر دے، چنانچہ ان کے دو بیٹے وفات پا گئے، اور ان کے بیٹے عبد الرحمنؓ بھی طاعون میں مبتلا ہوئے تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ تمھارے رب کی جانب سے حق بات ہے، تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ، صاحبزادے نے کہا عنقریب

---

[1] وفیہ عمر بن راشد ضعفہ احمد وغیرہ ووثقہ العجلی کما فی المجمع ج ۲ صفہ ۳۰۶ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۱۴۱ وابن ابی شیبۃ واحمد فی الزہد وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۴ وہناد [3] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۵۳ [4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۱۸ [5] واخرجہ ابن سعد ج ۷ صفہ ۱۱۸ عن معاویۃ مثلہ [6] واخرج ابن خزیمۃ وابن عساکر

انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، اور حضرت معاذؓ کو طاعون کی گلٹی ان کی ہتھیلی کی پُشت پر نکلی تو انھوں نے کہنا شروع کیا یہ مجھے سُرخ اُونٹ سے زیادہ محبوب ہے، ایک آدمی کو اپنے پاس روتا ہوا دیکھا دریافت کیا کہ تُو کس لئے روتا ہے؟ اس نے عرض کیا میں اُس علم پر روتا ہوں جس کو میں آپ سے حاصل کیا کرتا تھا حضرت معاذؓ نے فرمایا تُو رو نہیں، اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زمین پر تھے اور زمین پر کوئی عالم نہ تھا تو اللہ پاک نے انھیں علم دیا لہٰذا جب میں مَر جاؤں تو علم کو چار آدمیوں کے پاس طلب کرنا (۱) عبداللہ بن مسعودؓ (۲) عبداللہ بن سلامؓ (۳) سلمانؓ (۴) اور ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہم کے پاس [1]۔ ابو نعیم کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت معاذ اور حضرت ابو عبیدہ اور شرحبیل بن حسنہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہم ایک ہی دن میں طاعون میں مُبتلا ہوئے حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ یہ تمھارے رب عزوجل کی رحمت ہے اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے اور تم سے پہلے بھلے لوگ اسی میں وفات دیئے گئے، اے میرے اللہ! خاندانِ معاذؓ کو اس رحمت سے حصّہ وافر عطا فرما، ابھی شام نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ ان کے نوجوان بیٹے عبدالرحمٰنؓ طاعون میں مُبتلا ہوئے حضرت معاذؓ نے جن کے نام پر اپنی کُنیت ابو عبدالرحمٰن رکھ چھوڑی تھی اور ان کو تمام مخلوق میں سے یہ زیادہ محبوب تھے، جب حضرت معاذؓ مسجد سے واپس ہوئے عبدالرحمٰنؓ کو بے چین پایا تو کہا اے عبدالرحمٰن! تمھارا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا اے میرے ابا جان! اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ (سورۂ آل عمران ع-۶) ترجمہ: "یہ آپ کے رب کی جانب سے حق اُترا آیا ہے آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں"۔ یہ سُن کر حضرت معاذؓ نے فرمایا اور مجھے بھی تم انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے، (حضرت معاذؓ نے ان کی اس وفات کے بعد) اس رات انھیں روک کے رکھا پھر اگلے دن انھیں دفن کیا اس کے بعد حضرت معاذؓ مُبتلائے طاعون ہوئے جب ان پر تکلیف کی شدت ہوئی تو فرمایا یہ جان کنی کی تکلیف ہے اور اس قدر بے چینی میں مُبتلا ہوئے کہ کوئی مُبتلا نہیں ہوا تھا اور جب کبھی اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آتے اپنی آنکھ کھولتے اور فرماتے اے رب! میرا گلا گھونٹ!

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۲۵ واخرجہ احمد عن عبدالرحمٰن بن غنم مختصرا والبزار عنہ مطولا کما ذکرہ الہیثمی ج ۲ صفہ ۳۱۲ وقال اسانید احمد حسان ہماج۔ اھ۔ [2] واخرجہ الحاکم ج ۱ صفہ ۲۷۶ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۴۰

جس طرح پر کہ تُو گلا گھونٹ رہا ہے، پس قسم ہے تیری عزت کی تُو خوب جانتا ہے کہ میرا دل تجھے دوست رکھتا ہے۔[1]

حضرت شرحبیل بن حوشبؒ اپنی قوم کے ایک آدمی رابہؒ نامی سے نقل کرتے ہیں کہ جب طاعون کا مرض پھیل گیا حضرت ابو عُبیدہؓ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! یہ بیماری تمھارے لئے رحمت ہے اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے، اور تم سے پہلے جو صُلحاء گذر چکے ان کی موت ہے، اور ابو عُبیدہ اللہ پاک سے سوال کرتا ہے کہ ابو عبیدہ کا حصّہ اسے تقسیم کیاجائے چنانچہ یہ بھی مُبتلائے طاعون ہوئے اور وفات پائی، اور لوگوں میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے ان کے بعد ان کی خلافت انجام دیتے ہوئے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو! یہ درد تمھارے لئے رحمت ہے اور تمھارے نبیؐ کی دُعا ہے، اور تم سے پہلے صُلحاء کی وفات ہے اور معاذ، اللہ پاک سے سوال کرتا ہے کہ معاذ کے خاندان کے لئے ان کا حصّہ انھیں دے دے، چنانچہ ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ مُبتلائے طاعون ہوئے اور وفات پائی اس کے بعد آپ پھر کھڑے ہوئے اور اپنے لئے اللہ پاک سے دُعا کی، چنانچہ طاعون کی گلٹی ان کی ہتھیلی میں ظاہر ہوئی، راوی کہتے ہیں میں نے ان کو دیکھا یہ اس گلٹی کی طرف دیکھتے پھر اپنی ہتھیلی کو ہتھیلی کی پُشت کی طرف پلٹ دیتے اور اس کے بعد فرماتے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ میرے لئے اس ثواب کے مُقابلہ میں جو تیرے اندر ہے دُنیا کی کوئی شئے ہو، جب ان کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرو بن عاصؓ لوگوں کے امیرِ لشکر ہوئے یہ بھی لوگوں میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا اے لوگو! جب یہ تکلیف واقع ہوتی ہے تو آگ کی طرح پھیل جاتی ہے لہٰذا تم اس سے پہاڑوں میں جا کر پناہ لو، یہ سُن کر حضرت ابو وائل ہذلیؓ نے کہا خدا کی قسم! تم نے غلط کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور اس وقت تُو میرے اس گدھے سے زیادہ شریر تھا یہ سُن کر حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا خدا کی قسم! میں تمھاری بات کو تمھارے اُوپر رد نہیں کرتا اور خدا کی قسم! میں اس بات کے لئے نہ ٹھہروں گا، راوی کہتے ہیں پھر حضرت عمرو بن عاصؓ چلے گئے اور لوگ بھی باہر مُتفرق جگہ چلے گئے، اور اللہ پاک نے لوگوں سے طاعون کو ختم کر دیا، راوی کہتے ہیں کہ جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو مِلی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ کی یہ رائے ہوئی تھی تو خدا کی قسم! انھوں نے اسے ناپسند نہیں کیا۔[3]

---

[1] واخرجہ احمد عن ابی منیب مختصراً ورجالہ ثقات وسندہ متصل کما قال الہیثمیؒ ج ۲ صفحہ ۳۱۱ [2] واخرجہ ابن اسحاق [3] کذافی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۷۸

حضرت ابو قلابہؒ فرماتے ہیں کہ ملکِ شام میں طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ یہ واقع ہو گیا ہے اس سے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں اور جنگلوں میں چلے جاؤ، جب یہ خبر حضرت معاذؓ کو پہونچی، انھوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی بات کی تصدیق نہیں کی اور فرمایا (یہ عذاب نہیں ہے) بلکہ یہ شہادت اور رحمت ہے اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے، اے میرے اللہ! معاذ کو اور اس کے اہل کو ان کا حصہ اپنی رحمت سے دے، حضرت ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ میں شہادت بھی جان گیا اور رحمت بھی جان گیا لیکن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کو نہ جانا یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ حضورؐ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے اچانک آپؐ نے اپنی دُعا میں کہا اب یا بخار یا طاعون، اور تین مرتبہ اس کلمہ کو آپؐ نے کہا، جب صبح ہوئی تو آپؐ کے گھر والوں میں سے کسی نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! میں نے آج رات آپ کو سُنا کہ آپ ایک دُعا کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اسے سُن لیا؟ انھوں نے کہا ہاں! حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے رب عز وجل سے سوال کیا کہ میری تمام اُمت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اللہ پاک نے میری یہ بات منظور فرمالی، میں نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ میری اُمت پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو انھیں ہلاک کر دے اور میں نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ میری اُمت کو مختلف ٹولیوں میں نہ پھانٹے کہ بعض، بعض کو عذاب چکھائے، میری یہ دُعا قبول نہیں کی گئی، یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ مجھے اس سے منع کر دیا گیا، تو میں نے کہا اب یا بخار ہونا چاہیے یا طاعون اور یہ تین مرتبہ کہا۔[۱]

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ طاعونِ عمواس سے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ان کے اہل بچے ہوئے تھے تو حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ! تیری طرف سے حصہ ابو عبیدہ کے خاندان کو بھی ملنا چاہیے، چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ کی ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں ایک دانہ سا نمودار ہوا انھوں نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا ان سے کہا گیا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے، حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ پاک اس میں برکت دے، جب اللہ پاک کسی تھوڑے میں برکت دیتا ہے تو وہی بہت ہو جاتا ہے۔ — حارث بن عمیرہؓ حارثی فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آدمی بھیجا ان کا حال دریافت کر رہے تھے اور یہ طاعون میں مبتلا تھے چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ نے آنے والے کو طاعون

---

[۱] واخرج احمد[۲] قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۳۱۱ رواہ احمد و ابو قلابہؒ لم یدرک معاذ بن جبلؓ انتہی،
[۲] واخرج ابن عساکر[۱] وعندہ ایضا

کی گٹھلی جوان کی ہتھیلی میں نکلی تھی دکھائی اس کا خطرہ حارث کے نفس میں بہت زیادہ بیٹھ گیا اور اس سے ڈر گئے جب کہ اسے دیکھا، تو حضرت ابو عبیدہؓ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ انھیں ہرگز یہ پسند نہیں کہ ان کے لئے اس گٹھلی کے عوض سرخ اونٹ ہوتا۔[1]

بینائی چلے جانے پر صبر کرنا

صحابۂ کرامؓ کا بینائی چلے جانے پر صبر کرنا

حضرت[2] زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں آشوب کر آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا اے زید! اگر تیری آنکھ اس بیماری میں جاتی رہے تو تو کیوں کر کرے گا؟ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں صبر کروں گا اور ثواب کی نیت کروں گا، آپؐ نے فرمایا اگر تیری آنکھ اس مرض میں جو اس میں ہے جاتی رہے پھر تو صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے تو تجھے ثواب میں جنت ملے گی۔[3] حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ داخل ہوا آپؐ حضرت زید بن ارقمؓ کی عیادت فرما رہے تھے ان کی دونوں آنکھوں میں تکلیف تھی، ان سے حضورؐ نے فرمایا اے زید! اگر تیری آنکھ اس مرض میں جو اسے ہے جاتی رہیں اور تو صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے البتہ تو ضرور بالضرور اللہ پاک کو اس حال میں پائے گا کہ تیرے اوپر کوئی گناہ نہ ہوگا۔[4]

حضرت[5] زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے ان کے پاس ان کے ایک مرض میں تشریف لائے جو انھیں تھا، آپؐ نے فرمایا تمہارے اس مرض سے تم پر کوئی خطرہ نہیں، لیکن تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے، حضرت زیدؓ نے فرمایا اس وقت میں صبر اور ثواب کی نیت کروں گا، آپؐ نے فرمایا تو تم جنت میں بلا حساب داخل ہو جاؤ گے، چنانچہ حضرت زیدؓ حضورؐ کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے[6]۔ ایک روایت[5] میں یہ اضافہ ہے کہ یہ حضورؐ کی وفات کے بعد نابینا

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۷۴ [2] اخرج البخاری فی الادب صفحہ ۷۸ [3] وعند احمد [4] قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۳۰۸ وفیہ الجعفی وفیہ کلام کثیر وقد وثقہ الثوری وشعبۃ۔ انتہی [5] وعند ابی یعلی وابن عساکر [6] واخرجہ البیہقی عن زید بمعناہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۷ [7] واخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن زید نحوہ

ہو گئے تھے پھر اللہ پاک نے ان کی طرف ان کی بینائی لوٹا دی اس کے بعد ان کی وفات ہوئی۔[1]

حضرت قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص کی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بینائی جاتی رہی لوگ ان کی عیادت کے لئے آئے تو انھوں نے فرمایا کہ میں اپنی دونوں آنکھوں کے باقی رہنے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ میں ان سے حضورؐ کو دیکھوں، لیکن جب آپؐ کی وفات ہو گئی پس خدا کی قسم! مجھے پسند نہیں کہ جو بیماری ان دونوں آنکھوں میں ہے موضع طبالہ کے ہرنوں میں سے کسی ہرن کو ہوتی۔[3]

اولاد و اقارب اور احباب کی وفات پر صبر کرنا

صبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (آپؐ کے صاحبزادے) ابراہیمؓ کو دیکھا، یہ اپنا دم حضورؐ کے سامنے توڑ رہے تھے، حضورؐ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اور آپؐ نے فرمایا "آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل رنج منا رہا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، خدا کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے مبتلائے رنج ہیں۔"

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ پر ٹیک لگا کر داخل ہوئے اور ابراہیمؓ جان دے رہے تھے، جب ان کی وفات ہو گئی تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو آپؐ سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی وہ چیز ہے کہ آپ لوگوں کو اس سے منع فرماتے تھے، جب مسلمان آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے روئیں گے، جب آپؐ کے آنسو تھمے، آپؐ نے فرمایا یہ رحم ہے اور جو آدمی رحم نہیں کرتا رحم نہیں کیا جاتا، میں لوگوں کو نوحہ کرنے سے منع کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ آدمی کے

---

[1] قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۲۰۹ ونباتۃ بنت بریر بن حماد لم اجد من ذکرھا [2] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۷۳ [3] واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۸۵ عن القاسم نحوہ [4] اخرج ابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۰
[5] وعندہ ایضا ج ۱ صفحہ ۸۸

وہ اوصاف جو اس میں نہیں تھے بیان کر کے رویا جائے، اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر (بروزِ قیامت) جمع ہونے کا وعدہ نہ ہوتا اور یہ راستہ چلا ہوا نہ ہوتا اور یہ کہ ہمارا آخر ہمارے اوّل کے ساتھ ملے گا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اس پر اس سے بھی زیادہ اور رنج مناتے اور بے شک : ہم اس کی وفات پر رنجیدہ ہیں، آنکھ آنسو بہا رہی ہے، دل رنجیدہ ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اور ان کے دودھ پلانے کی باقی میعاد جنت میں پوری کی جا رہی ہے، [1]

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں تھے کہ آپؐ کے پاس آپؐ کی بیٹیوں میں سے ایک نے آپؐ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا اور آپؐ کو اطلاع دی کہ اس کا بچہ مبتلائے موت ہے تو حضورؐ نے قاصد سے کہا ان کی طرف واپس جا اور انہیں خبر دے، بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ کہ وہ لے اور اسی کے لئے ہے جو کچھ کہ وہ دے اور ہر چیز کے لئے اس کے پاس ایک میعاد مقرر ہے لہذا اس سے کہہ دو کہ صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے، وہ قاصد دوبارہ حضورؐ کے پاس لوٹ کر آیا اور اس نے کہا کہ صاحبزادی نے آپ کو قسم دی ہے کہ آپ ضرور اس کے پاس جائیں، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت معاذ بن جبل اور حضرت اُبی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور حضرات چلے اور میں بھی ان حضرات کے ساتھ چلا، وہ بچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لایا گیا اور اس کی جان مضطرب تھی گویا کہ پرانی مشک میں ہے، یہ دیکھ کر حضورؐ کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے تو آپؐ سے حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور بات اسی طرح ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے رحم کھانے والوں پر رحم کرتا ہے، [3]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ شہید کر دیئے گئے، ان کے پاس حضورؐ کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک ایسا منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دل کو دکھ دینے والا کوئی منظر نہیں دیکھا تھا یا آپؐ کے دل کو دردمند کرنے والا منظر

---

[1] واخرجہ ایضا ج ا صہ ۸۹ عن عبد الرحمٰن بن عوف اطول منہ بمعناہ [2] واخرج الطیالسی واحمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وابوعوانہ وابن حبان [3] کذا فی الکنز ج ۸ صہ ۱۱۸ [4] واخرج البزار والطبرانی

نہیں دیکھا تھا، آپؐ نے ان کی طرف دیکھا ان کے چہرہ کا مثلہ کر دیا گیا تھا (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے تھے) آپؐ نے فرمایا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، جہاں تک مجھے علم ہے تو صلہ رحمی کا کرنے والا، اور بھلے کاموں کا کرنے والا تھا، اگر تیرے پسماندگان سے تیرے اوپر رنج کا اندیشہ نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تجھے اسی طرح پڑا رہنے دیتا، یہاں تک کہ اللہ پاک تیرا حشر درندوں کے پیٹ سے کرتا یا آپؐ نے اسی طرح کی کوئی اور بات کہی (فرمایا) سن لو! خدا کی قسم! میں اس کے بدلہ میں ستر آدمیوں کا تیری لاش کی طرح مثلہ کروں گا، اتنے میں حضرت جبرئیلؑ حضورؐ پر یہ سورت لے کر نازل ہوئے، اور پڑھا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ (سورۂ نحل رکوع ۱۶) ترجمہ: "اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اس بدلہ لینے سے رک رہے۔ [۱]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی لاش پر کھڑے ہوئے اور اس چیز کو دیکھا جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا اگر ہماری عورتوں کے رنج کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو نہ دفناتا اور انہیں اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ یہ درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں میں چلے جاتے اور اللہ پاک وہیں سے ان کو میدانِ محشر میں اٹھاتا، راوی کہتے ہیں کہ آپؐ کو اس منظر نے بہت زیادہ رنج میں ڈالا تو آپؐ نے فرمایا اگر میں ان کفار پر کامیاب ہو گیا تو میں ان کے تیس ۳۰ آدمیوں کا مثلہ کروں گا، جس پر اللہ عزوجل نے یہ آیۃ اتاری: وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ الی الاٰیتین (سورۂ نحل رکوع ۱۶) ترجمہ: "اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں

---

[۱] وفیہ صالح بن بشیر المزنی وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۹ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۹۷ بہذا الاسناد نحوہ [۲] وعند الطبرانی

کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو جئے" پھر آپؐ نے ان کی لاش کے لئے حکم دیا وہ قبلہ کی طرف رکھی گئی، پھر آپؐ نے ان پر نو مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر ان کی طرف اور شہداء کو جمع کیا، جب کبھی کسی شہید کو لایا جاتا ان کے برابر میں رکھا جاتا اور آپؐ نے ان پر اور دیگر شہداء پر، بہتر نمازِ جنازہ پڑھیں پھر آپؐ نے اپنے اصحابؓ کی معیت میں ان شہداء کو دفنایا، جب قرآن کی وہ آیۃ نازل ہوئی تو حضورؐ نے معافی دی اور درگذر فرمایا اور مثلہ کرنے کے ارادہ کو ترک کردیا، لہ

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ شہید کردیئے گئے تو میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپؐ نے مجھے دیکھا آپؐ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں، جب دوسرا روز ہوا میں آپؐ کے پاس آیا، آپؐ نے فرمایا مجھے تمہیں دیکھ کر آج بھی وہی رنج ہوا جو تمہیں کل دیکھ کر ہوا تھا، ۲ حضرت خالد بن شمیرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ کو مصیبت پہونچائی گئی (یعنی شہید کئے گئے) آپؐ ان کے یہاں تشریف لائے، حضرت زیدؓ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بلبلا کر روئیں تو حضورؐ بھی روئے اور یہاں تک روئے کہ آپؐ کی آواز بھی نکل گئی، یہ دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ حبیبؐ کا اپنے حبیب کے ساتھ شوق ہے،

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا، جب ان کی وفات ہوگئی، بوسہ لیا اور آپؐ رو رہے تھے اور آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۵ حضرت عائشہؓ سے دوسری روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ کے آنسو بہہ کر حضرت عثمان بن مظعونؓ کے رخسارے پر گرے،

لہ وفیہ احمد بن ایوب بن راشد وھو ضعیف قالہ الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۲۰ ۲ہ واخرج ابن ابی شیبۃ وابن منیع والبزار والباوردی والدار قطنی فی الافراد وسعید بن منصور ۳ہ کذا فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۳۶ ۴ہ وعند ابن سعد ج ۳ صفہ ۳۲ ۵ہ واخرج الترمذی ۶ہ کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۴۶۴ ۷ہ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۸۹ عن عائشۃؓ نحوہ،

صحابۂ کرامؓ کا موت پر صبر کرنا

حضرت انسؓ[1] فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہؓ جنگِ بدر میں قتل کیے گئے یہ جنگ کا نظارہ کرنے والوں میں سے تھے انھیں ایک اجنبی اُڑتا ہوا تیر آکر لگا اور اس نے انھیں قتل کر دیا ان کی ماں آپؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے حارثہؓ کی خبر دیجئے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں ورنہ اللہ پاک دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتی ہوں یعنی کیسا نوحہ کرتی ہوں اور اس وقت تک نوحہ کرنا حرام نہیں ہوا تھا ان سے حضورؐ نے فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے کیا تو دیوانی ہو گئی ہے، بیشک باوہ آٹھ جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے کو فردوسِ اعلیٰ ملی ہے[2]۔ ایک روایت[3] میں حضرت انسؓ سے اس طرح ہے، ان کی ماں نے کہا اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اسکے علاوہ میں ہیں تو میں ان پر رونے میں کوشش کروں، آپؐ نے فرمایا اے اُمِّ حارثہ! جنت میں بہت سے باغات ہیں تیرے بیٹے نے فردوس اعلیٰ پائی ہے[4]۔ ایک روایت[4] میں ہے آپؐ نے فرمایا اے اُمِّ حارثہ! وہ جنت ایک نہیں ہے وہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (تیرا بیٹا) فردوس اعلیٰ میں ہے، اُمِّ حارثہ! نے کہا تو میں صبر کرونگی ایک روایت[5] میں اس طرح ہے ان کی ماں نے کہا یا رسول اللہ! اگر وہ جنت میں ہیں تو میں نہ روؤنگی اور نہ رنجیدہ ہونگی اور اگر وہ جہنم میں ہیں تو جب تک میں دنیا میں ہوں روتی رہونگی تو آپؐ نے فرمایا اے اُمِّ حارث ایسا یوں کہا کر اے اُمِّ حارثہ! وہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ وہ تو جنت در جنت ہیں اور وہ تو فردوس اعلیٰ میں ہیں یہ سن کر وہ ہنستی ہوئی لوٹیں اور کہہ رہی تھیں، اے حارثہ! واہ! واہ! کیا کہنے ہیں؟

حضرت محمد[6] بن ثابت بن قیس بن شماسؓ فرماتے ہیں کہ یوم قریظہ میں ایک انصاری آدمی جن کو حضرت خلادؓ کہا جاتا ہے قتل کئے گئے ان کی ماں کے پاس کسی نے جاکر کہا اے خلادؓ کی ماں! خلاد قتل کر دیئے گئے، راوی کہتے ہیں کہ وہ منہ پر نقاب ڈال کر چلی ان سے کہا گیا کہ خلادؓ تو قتل کر دیئے گئے اور تم منہ پر نقاب ڈالے ہوئے ہو؟ اُمِّ خلادؓ نے جواب دیا اگر میں خلادؓ کی مصیبت میں مبتلا کی گئی تو میری حیا پر تو کوئی مصیبت نہیں واقع ہوئی ہے حضورؐ کو اسکی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا سن لو کہ خلادؓ کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے، راوی کہتے ہیں

---

[1] اخرجہ الشیخان [2] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۴ [3] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۶۷ عن انس نحوہ [4] واخرجہ ابن ابی شیبۃ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۷۳ والحاکم ج ۳ صفحہ ۲۰۸ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۸ عن انس بمعناہ والطبرانی کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۷۵ عن حصین بن عوف الخثعمی بمعناہ [5] واخرجہ ابن النجار عن انس مطولا کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۷۷ [6] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۳

آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! یہ کس لئے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ انھیں اہلِ کتاب نے شہید کیا ہے، [1]

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اُمِّ سلیمؓ حضرت انسؓ کے والد کے پاس آئیں اور کہا میں تمہارے پاس آج ایسی چیز لائی ہوں جو تمہیں بُری لگے حضرت انسؓ کے والد نے کہا تو ہمیشہ سے اس اعرابی کے پاس سے ایسی بات لاتی ہے جس کو میں ناپسند کرتا ہوں حضرت اُمِّ سلیمؓ نے کہا تھے، جب اعرابی تھے (اب تو انھیں) اللہ پاک نے منتخب اور پسند کر لیا اور ان کو نبی بنا دیا پوچھا تو کیا چیز لائی ہے حضرت اُمِّ سلیمؓ نے کہا شراب حرام کر دی گئی، حضرت انسؓ کے والد نے کہا یہ وقت میری اور تیری جدائیگی کا ہے چنانچہ انھوں نے حالتِ شرک میں وفات پائی، اور حضرت ابو طلحہ رضؓ اُمِّ سلیمؓ کے پاس آئے، اُمِّ سلیمؓ نے کہا کہ میں نے تم سے شادی اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ تم مشرک تھے حضرت ابو طلحہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! وہ تیرا زمانہ اور ہی تھا اُمِّ سلیمؓ نے کہا کہ میرا کیا زمانہ تھا؟ حضرت ابو طلحہ رضؓ نے فرمایا اس زمانہ میں تمہاری نظر میں سونے چاندی کی طرف تھیں، اُمِّ سلیمؓ نے کہا میں تمہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتی ہوں اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہارے اسلام لے آنے ہی سے (نکاح پر) راضی ہو جاؤنگی حضرت ابو طلحہ رضؓ نے کہا میرے لئے اس بات کا کون ضامن بنتا ہے؟ اُمِّ سلیمؓ نے کہا اے انسؓ! کھڑا ہو اور اپنے چچا کے ساتھ جا چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور ہم چل دیئے، جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہونچے آپ نے ہماری باتیں سن لیں اور فرمایا یہ ابو طلحہ رضؓ آرہے ہیں ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان اسلام کی عزت نمودار ہے، چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضؓ نے حضورؐ کو سلام کیا اور کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ چنانچہ حضورؐ نے اسلام لانے پر ان کا نکاح کرا دیا، ان کے ایک لڑکا ہوا پھر اس کا نشو و نما ہوا اور اپنے باپ کو بہت ہی پسند آیا، اس کے بعد اللہ پاک نے اس بچہ کو قبض کر لیا تو حضرت ابو طلحہ رضؓ گھر میں آئے اور کہا اے اُمِّ سلیمؓ! میرا بیٹا کہاں ہے؟ اُمِّ سلیمؓ نے کہا بہت ٹھیک ہے اور اُمِّ سلیمؓ نے کہا آپ کھانا کیوں نہیں کھا لیتے آج تو آپ نے صبح کے کھانے میں بہت دیر کر دی حضرت اُمِّ سلیمؓ کہتی ہیں میں نے ان کے آگے صبح کا کھانا رکھا اور میں نے کہنا شروع کیا اے ابو طلحہ! کچھ سامان ہے جس کو ایک قوم نے عاریۃً پر لیا، اور یہ عاریۃ کا سامان انھیں کے پاس جب تک اللہ نے چاہا رہا، سامان والوں نے آدمی بھیجکر اپنے مال کو طلب کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا کیا ان مانگ کر لانے والوں کے لئے جنھوں نے

---

[1] واخرجہ ابو نعیم عن عبد الخیر بن قیس بن شماس عن ابیہ عن جدہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۶ واخرجہ ایضاً ابو یعلی من طریق عبد الخیر بن قیس بن ثابت بن قیس بن شماس عن ابیہ عن جدہ نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۴۵۴ وقال قال ابن مندہ غریب لا نعرفہ الا من ہذا الوجہ۔ اھ [2] واخرج البزار

عاریۃ پر لیا تھا اب جزع وفزع مناسب ہے؟ ابوطلحہؓ نے کہا نہیں تب اُمِّ سلیمؓ نے کہا کہ تمہارا بیٹا دنیا چھوڑ گیا، دریافت کیا وہ کہاں ہے؟ اُمِّ سلیمؓ نے کہا وہ دیکھئے اس چھوٹی کوٹھڑی میں ہے چنانچہ ابوطلحہؓ اندر گئے اور اسکے چہرہ پر سے چادر ہٹائی اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اُمِّ سلیمؓ کی یہ باتیں کہیں حضورؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے اللہ تعالےٰ نے اُمِّ سلیمؓ کے رحم میں ان کے اپنے بچہ پر صبر کرنے کی وجہ سے ایک اور لڑکا ڈال دیا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ یہ وہ بچہ جنیں تو حضورؐ نے فرمایا اے انس! اپنی ماں کے پاس جا اور ان سے کہہ جب اپنے بیٹے کی ناف کاٹ لیں تو اسے کچھ نہ چکھائیں یہاں تک کہ اُسے میرے پاس بھیجدیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں اس نوزائیدہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھاکر آپ کے پاس لایا اور میں نے اسے آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس تین عجوہ کھجوریں لے آؤ، حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں انھیں لے آیا آپؐ نے ان کی گٹھلیاں پھینک دیں پھر انھیں اپنے منہ میں ڈالا اور چبایا اس کے بعد بچہ کا منہ کھولا اور اس کے منہ میں ڈال دیا بچہ نے منہ چلانا شروع کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا انصاری ہے کھجوروں کو دوست رکھتا ہے اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا اللہ تمہیں اس بچہ میں برکت دے اور اس کو بھلا اور پرہیزگار بنائے[1]، ـــ بزار کی روایت میں ایک جملہ اس طرح پر ہے کہ حضرت اُمِّ سلیمؓ نے ابوطلحہؓ سے کہا کیا میں تم سے شادی کرلیتی اور تم ایسی لکڑی کی پوجا کرتے تھے جس کو میرا فلاں غلام کھینچے کھینچے پھرتا تھا؟ پھر پوری حدیث ذکر کی[2]

حضرت انسؓ[3] فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار ہوگیا، یہ باہر نکلے اس بچہ کی وفات ہوگئی جب واپس آئے تو حضرت ابوطلحہؓ نے پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت اُمِّ سلیمؓ نے فرمایا وہ پہلے سے سکون میں ہے اور ان کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا انھوں نے شام کا کھانا کھایا اسکے بعد حضرت اُمِّ سلیمؓ سے اپنی حاجتِ انسانی پوری کی جب فراغت کر چکے، اُمِّ سلیمؓ نے کہا کہ اپنے بچہ کو دفنا آؤ جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو سارا واقعہ کہہ سنایا، حضورؐ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے آج رات ہم بستری کی ہے؟ حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا جی ہاں آپؐ نے دعا دی اے میرے اللہ! ان دونوں کے لئے برکت نازل فرما چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ کے یہاں ایک صاحبزادہ ہوا حضرت ابوطلحہؓ نے مجھ سے کہا اسکو حفاظت سے سرکارِ دوعالمؐ کے پاس لے جاؤ، چنانچہ وہ بچہ حضورؐ

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صـ ۲۶۱ رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر احمد بن منصور الرمادی وہو ثقۃ [2] واخرجہ ابن سعد ج ۸ صـ ۳۱۶ عن انس بدون ذکر قصۃ اسلام ابی طلحۃ رضـ [3] وعند البخاری ج ۲ صـ ۸۲۲

کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضرت ام سلیمؓ نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجی تھیں اس بچہ کو حضورؐ نے لیا اور دریافت فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی لائے ہو؟ حاضرین نے کہا جی ہاں! کھجوریں ہیں، چنانچہ حضورؐ نے ان کھجوروں کو لیا اور ان کو چبایا پھر ان کو اپنے دہن مبارک سے لیکر بچے کے منہ میں ڈال کر اس کے اوپر کے تالو سے چپکا دیا، اور اس بچہ کا نام عبداللہ رکھا[1]۔ اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں اس کا ایک جملہ اس طرح پر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید کہ اللہ پاک ان دونوں یعنی ام سلیمؓ اور ابو طلحہؓ کے لئے ان کی رات میں برکت عطا فرمائے۔ سفیانؒ راوی کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے بیان کیا کہ میں نے ان کی نو اولاد کو دیکھا ہے وہ سب کے سب قرآن کے قاری تھے،

حضرت[2] قاسم بن محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ کو جنگِ طائف میں ایک تیر لگا ان کا زخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چالیس دن بعد خراب ہو گیا اور ان کی وفات ہو گئی، تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بیٹی! خدا کی قسم! گویا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ بکری کا کان پکڑ کر میرے گھر سے نکالا گیا ہو، حضرت عائشہؓ نے کہا تمام تعریف اس اللہ پاک کے لئے جس نے آپ کے دل کو صبر سے باندھ دیا ہے اور بھلائی کی طرف آپ کا ارادہ پختہ کر دیا ہے، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ باہر تشریف لے گئے اور پھر داخل ہوئے اور فرمایا اے میری بیٹی! کیا تم لوگوں کو یہ ڈر ہے کہ تم نے عبداللہؓ کو زندہ ہی دفن کر دیا؟ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابا جان! ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے (یعنی ان کی وفات ہو چکی وہ زندہ نہیں) حضرتِ ابوبکرؓ نے فرمایا اے میری بیٹی! میں اللہ سننے والے اور جاننے والے کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان مردود سے، بیشک بات یہ ہے کوئی ایسا نہیں جس کے لئے دو باطنی اثر نہ ہوں ایک کچوکا فرشتہ کی جانب سے اور ایک کچوکا شیطان کی جانب سے، راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ کے پاس ثقیف کا ایک وفد آیا اور وہ تیر ہمیشہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا، آپ نے اس تیر کو ان لوگوں کے سامنے نکالا اور فرمایا کیا اس تیر کو تم میں سے کوئی پہچانتا ہے؟ بنو عجلان کے بھائی سعد بن عبیدؓ نے کہا یہ تیر میں نے تراشا ہے اس میں پر اور پچھلا حصہ میں نے لگایا ہے اور میں نے ہی اسے پھینکا ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اس تیر نے میرے بیٹے عبداللہؓ کو قتل کیا ہے، پس تمام تعریف اُس اللہ کی جسنے میرے بیٹے کا اکرام تیرے ہاتھوں کیا اور اس کے ہاتھوں تیری توہین نہیں ہوئی وہ اللہ پاک وسیع حفاظت والا ہے۔۔۔ ایک روایت[3] میں ہے کہ اس کے ہاتھ سے تیری پردہ دری نہیں کی بیشک! اللہ پاک نے تم دونوں کے لئے وسعت فرمائی،

---

[1] وعند البخاری ج ۱ صـ ۱۷۲ ۔ واخرج الحاکم ج ۳ صـ ۴۷۷ ۔ واخرجہ البیہقی ج ۹ صـ ۹۸ نحوہ

حضرت عمرو بن سعید رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کے جب کوئی بچہ ہوتا اسکو آپ منگاتے وہ پھٹے پرانے کپڑے میں لپٹا ہوتا آپؓ اس بچہ کو سونگھتے ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر اس بچہ کو کوئی مصیبت لگے تو اس کا احساس میرے دل میں ہو یعنی ایسا زیادتی محبت کے لئے کرتا ہوں[۱] حضرت ابو ذرؓ سے کہا گیا آپ ایک ایسے آدمی ہیں، کہ آپ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہا حضرت ابو ذر رضؓ نے فرمایا تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو ان بچوں کو دار فنا میں لے لیتا ہے اور انھیں دار بقا میں (میرے لئے) ذخیرہ کر دیتا ہے،[۲]

حضرت عمر بن عبد الرحمٰن بن زید بن خطابؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو کوئی مصیبت لگتی تو کہتے کہ حضرت زید بن خطابؓ کی وجہ سے مجھے مصیبت پہونچائی گئی میں نے صبر کیا، حضرت عمرؓ نے اپنے بھائی زید رضؓ کے قاتل کو دیکھا تو فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے تو نے میرے ایسے بھائی کو مار دیا جب کبھی نسیم سحری چلتی ہے تو وہ مجھے یاد آتا ہے[۳]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ رضؓ شہید ہو گئے تو حضرت صفیہ رضؓ انکی تلاش کے لئے متوجہ ہوئیں انھیں یہ علم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ یہ حضرت علی رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ کے سامنے آئیں تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیر رضؓ سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کر دو حضرت زبیر رضؓ نے حضرت علی رضؓ سے کہا میں نہیں آپ ہی اپنی پھوپی سے بیان کر دیجئے اتنے میں حضرت صفیہؓ نے پوچھا کہ حمزہ رضؓ کا کیا حال ہے؟ ان دونوں حضرات نے ان سے ایسا ظاہر کیا جیسے کہ کچھ خبر نہ ہو، اس کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی عقل کے زائل ہو جانے کا اندیشہ ہے اور حضورؐ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی تو انھوں نے انا للہ کہی اور رونے لگیں اس کے بعد حضورؐ تشریف لائے اور حضرت حمزہ رضؓ کی نعش کے پاس کھڑے ہوئے جن کی صورت کو مثلہ کر دیا گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا اگر عورتوں کی گھبراہٹ کا ڈر نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ (بروز قیامت) یہ پرندے اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے ہاس کے بعد آپؐ نے شہداء کے لئے حکم دیا اور ان پر نماز پڑھنی شروع کی تو نو شہیدوں کو اور حضرت حمزہ رضؓ کو لایا گیا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ میں سات تکبیریں پڑھیں نو وہاں سے اٹھائے گئے اور حضرت حمزہ رضؓ وہیں رکھے رہے اور نو اور لائے گئے آپؐ نے ان پر سات تکبیریں پڑھیں پھر یہ بھی اٹھائے گئے اور حضرت حمزہؓ وہیں رہے اسی طرح نو، نو شہید لائے جاتے

---

[۱] واخرجہ ابن سعد [۲] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۷ [۳] واخرجہ ابو نعیم [۴] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۷ [۵] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۷ [۶] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۹۸ عن عبد الرحمٰن بن زید مثلہ [۷] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۹۷

اور آپ انکی نماز جنازہ میں سات تکبیریں پڑھتے اور حضرت حمزہؓ وہیں رہے یہاں تک کہ آپ ان سب کی نماز جنازہ سے فارغ ہوئے [1]

حضرت زبیرؓ بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا ایک عورت بڑی تیزی سے لپکی قریب تھا کہ شہدا کو دیکھے راوی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت! عورت! (یعنی اسے روکو) حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے غور سے دیکھا تو وہ میری ماں حضرت صفیہؓ تھیں تو میں لپک کر تیزی سے ان کی طرف چلا اور میں نے اس سے پہلے انھیں تھام لیا کہ وہ شہدا تک پہونچیں، حضرت زبیرؓ کہتے ہیں انھوں نے میری چھاتی میں ایک دھکا مارا اور یہ قوی عورت تھیں اور کہا مجھ سے پرے ہٹ! میں تجھ سے راضی نہیں، میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں قصداً روکا ہے چنانچہ وہ ٹھہر گئیں، اور اس کے بعد ان کے پاس دو کپڑے تھے انھیں نکالا اور کہا یہ دو کپڑے ہیں جن کو میں اپنے بھائی حمزہ رضہ کے لئے لائی ہوں مجھے ان کی شہادت کی اطلاع مل چکی ہے لہذا تم لوگ ان کو اس میں کفن دینا، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان دونوں کپڑوں کو لیکر آیا تاکہ ان میں حضرت حمزہؓ کو کفن دیا جائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حمزہؓ کے برابر میں ایک اور انصاری شہید ہیں اور ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا گیا جو حضرت حمزہؓ کے ساتھ کیا گیا تھا، ہم نے اپنے دل میں اس بات سے کدورت اور گندہ پن محسوس کیا کہ حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری بھائی کے پاس قطعاً کفن نہ ہو، لہذا ہم سب نے ایک کپڑا حضرت حمزہؓ کو دیا اور ایک انصاری کو اس کے بعد ہم نے ان دونوں کپڑوں کا اندازہ کیا تو ایک ان میں سے بڑا تھا اور ایک چھوٹا۔ تو ہم نے ان دونوں شہیدوں کے لئے ان دونوں کپڑوں کے بارے میں قرعہ اندازی کی جسکے قرعہ میں جو کپڑا نکلا اس کے ساتھ ہم نے اسے کفن دیا [2]

حضرت حمزہؓ کی شہادت کے راویوں سے منقول ہے راوی کہتے ہیں کہ سامنے سے حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ تشریف لائیں تاکہ اپنے بھائی (حضرت حمزہؓ) کو دیکھیں ان سے حضرت زبیرؓ ملے اور عرض کیا اے اماں جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں، کہنے لگیں اور کیوں چلی جاؤں مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ میرا بھائی مثلہ کر دیا گیا ہے اور یہ سب کچھ اللہ عزوجل کے بارے میں ہوا ہے تو کیا یہ باتیں ہماری رضامندی کے لئے نہیں ہوئی ہیں؟ میں انشاء اللہ ضرور صبر کرونگی

---

[1] واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ والطبرانی نحوہ عن ابن عباس کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۷۰ والبزار کما فی المجمع ج ۶ صفحہ ۱۸۱ وقال فی اسناد البزار والطبرانی یزید بن ابی زیاد وھو ضعیف [2] وعند البزار واحمد وابی یعلی [3] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۸ فیہ عبد الرحمٰن بن ابی الزناد وھو ضعیف وقد وثق انتہی [4] وعند ابن اسحٰق فی السیرۃ عن الزہری وعاصم بن عمر بن قتادہ ومحمد بن یحیٰی وغیرہم

حضرت زبیرؓ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسکی اطلاع کی حضورؐ نے فرمایا ان کا راستہ نہ روکو، چنانچہ یہ حضرت حمزہؓ کے پاس آئیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی، اسکے بعد حضور علیہ السلام نے ان کے دفنانے کا حکم دیا۔[1]

حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز ابو سلمہؓ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے ایک ایسی بات سنی جس کی وجہ سے میں بہت خوش ہوا حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی مصیبت پہونچایا جاتا ہے وہ مسلمان مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور کہے اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ ترجمہ:۔ "اے میرے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر میرے لئے خلیفہ کر" سو اللہ پاک ایسا ہی کردیتا ہے حضرت امّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ابو سلمہؓ سے یہ بات یاد کرلی پس جب ابو سلمہؓ کی وفات ہوئی تو میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے بعد کہا اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اس کے بعد میں نے اپنے جی میں سوچا اور کہا کہ میرے لئے ابو سلمہؓ سے بہتر کون ملیگا؟ جب میری عدت پوری ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں اپنی کھال کو دباغت دے رہی تھی، میں نے اپنا ہاتھ بیر کے پتوں سے دھویا اور میں نے آپؐ کو اجازت دی اور آپؐ کے لئے چمڑے کا گدا ڈالا جس میں کھجور کے چھلکوں کا بھراؤ تھا، آپؐ اس پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے لئے مجھ سے منگنی کی جب آپؐ اپنی گفتگو سے فارغ ہوگئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی عذر نہیں کہ میں آپ کی طرف راغب نہ ہوں، لیکن میں ایک ایسی عورت ہوں جسے غیرت بہت آتی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ مجھ سے کوئی چیز ناپسند کریں اور مجھے اللہ پاک اسکی وجہ سے عذاب دے اور میں ایک ایسی عورت ہوں جس کی عمر آگئی ہے اور میں بال بچے والی ہوں آپؐ نے فرمایا لیکن جو تو نے غیرت کا تذکرہ کیا اللہ پاک اسے دور کردیگا اور جو تو نے عمر کا تذکرہ کیا ہے تو مجھے بھی وہ بڑھاپا لگ لیا جو تجھے لگا ہے، اور جو تو نے بال بچوں کا تذکرہ کیا سو تیرے بال بچے میرے بال بچے ہیں، حضرت امّ سلمہؓ نے فرمایا تو میں نے حضورؐ کا کہا مان لیا، حضرت امّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اللہ پاک نے (اس دعا کی وجہ سے) ابو سلمہؓ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدیئے۔[2]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم حج یا عمرہ سے آئے تھے تو لوگوں نے ذوالحلیفہ میں ہم سے ملاقات

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۴ ص ۳۴۹ [2] واخرج احمد ج ۴ ص ۲ ورواہ النسائی وابن ماجہ والترمذی وقال حسن غریب کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۹۱ واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ۶۳-۶۴ واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد والشاشی وابن عساکر

کی اور انصار کے بچے اپنے گھر والوں سے مل رہے تھے، جب حضرت اُسید بن حضیر رضؓ سے یہ لوگ ملے تو انھوں نے حضرت اُسیدؓ کو انکی بیوی کی وفات کی اطلاع دی اُسیدؓ نے منہ پر چادر ڈالی اور رونا شروع کر دیا، میں نے اُن سے کہا اللہ تعالےٰ آپکی مغفرت کرے آپ تو حضورؐ کے صحابیؓ ہیں اور آپ کے پہلے اور پرانے کارنامے جو ہیں، ان کا کیا کہنا" اور تم ایک عورت کی وجہ سے روتے ہو؟ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں انھوں نے اپنا سر چادر میں سے نکالا اور کہا کہ قسم ہے میری عمر کی! آپ نے سچ کہا حق تو یہی ہے کہ میں حضرت سعد بن معاذ رضؓ کے بعد کسی پر نہ روؤں اور ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کچھ کہ فرمایا۔ میں نے پوچھا ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اللہ کا عرش سعد بن معاذ رضؓ کی وفات سے حرکت کھا گیا، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعدؓ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں چلا کرتے تھے[۱]

ایک اور[۲] روایت میں ہے کہ حضرت اُسید بن حضیر رضؓ نے کہا میرے لئے حق یہ ہے کہ میں نہ روؤں جبکہ میں نے حضورؐ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے سعد بن معاذ رضؓ کی موت کی وجہ سے عرش کے پائے ہل گئے ایک روایت[۳] میں اسطرح ہے مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اور میں نے سنا ہے، اسکے بعد باقی جملہ نقل کیا،

حضرت عون[۴] رحؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے بھائی حضرت عتبہؓ کی وفات پر تشریف لائے رونے لگے ان سے کہا گیا کہ آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ میرے نسبی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ اور میرے ساتھی ہیں، اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ ان کی وفات مجھ سے پہلے ہو اور میں ان کی وفات سے ثواب کی نیت کروں اور مجھے یہ زیادہ پسند تھا کہ میں پہلے مرتا اور یہ میری وفات پر صبر کرنے سے ثواب کی نیت کرتے[۵] خیثمہ رحؒ فرماتے ہیں جب حضرت عبداللہ رضؓ کو اپنے بھائی عتبہ رضؓ کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اور انھوں نے کہا یہ رحمت ہے جس کو اللہ پاک نے بنایا ہے ابن آدم اس کا مالک نہیں،

حضرت[۶] عبداللہ بن ابی سلیط رحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو احمد بن جحش رضؓ کو دیکھا کہ یہ اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش کے جنازہ کی چارپائی اٹھائے ہوئے تھے یہ نابینا تھے اور رو رہے تھے، میں نے حضرت عمر رضؓ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو احمد! تم چارپائی کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسا نہ ہو

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۴۲ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۲ والحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۹ عن عائشۃ نحوہ قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح [۲] واخرجہ ابونعیم ایضاً عن عائشۃ نحوہ کما فی الکنز ج ۸ صفحہ ۱۱۸ الا انہ وقع عندہ [۳] وعند الطبرانی کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۰۹ [۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۲۵۳ [۵] وعند ابن سعد ج ۴ صفحہ ۹۴ [۶] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۸۰

کہ لوگ تمہیں روند دیں، اور لوگوں کا ام المومنین حضرت زینب رض کی چارپائی پر بڑا ہجوم تھا تو ابو احمد رض نے کہا اے عمر! یہ وہی (بہن) ہے جس کی بدولت ہم نے ہر بھلائی پائی، اور یہ چارپائی کا لے چلنا اس حرارت کو جس کو میں محسوس کر رہا ہوں ٹھنڈا کریگا، تو حضرت عمر رض نے فرمایا اچھا تو چارپائی سے لگے رہو، [۱]

حضرت احنف بن قیس رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رض سے سنا کہ آپ فرماتے تھے قریش، لوگوں کے سردار ہیں، قریش میں سے کوئی بھی کسی دروازہ میں داخل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ اس دروازہ میں لوگوں کی ایک جماعت ضرور داخل ہوتی ہے میں ان کی اس بات کا مطلب نہ سمجھ سکا یہاں تک کہ حضرت عمر رض کو نیزہ مارا گیا جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صہیب رض کو حکم دیا کہ لوگوں کو تین دن تک نماز پڑھائیں اور یہ کہ لوگوں کے لئے کھانا پکائیں تاکہ لوگ اسے کھائیں جب تک کہ کسی اور انسان کو خلیفہ بنائیں، جب لوگ جنازہ سے فارغ ہو کر آئے تو کھانا لایا گیا اور دستر خوان بچھایا گیا، لوگ کھانے سے اس رنج کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا تھے رُکے، تو حضرت عباس بن عبد المطلب رض نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہم نے اس کے بعد کھایا اور پیا، حضرت ابوبکر رض کی وفات ہوئی تو ہم لوگوں نے ان کے بعد کھایا اور پیا، اور کھانا تو ضروری ہے لہٰذا اس کھانے کو کھاؤ اس کے بعد حضرت عباس رض نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کھایا لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانا شروع کر دیا، جب مجھے حضرت عمر رض کی اس بات کا پتہ چلا کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں، [۲]

حضرت ابو عیینہ رض فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رض جب کسی آدمی کو صبر اور تسلی دیتے تھے تو فرماتے تھے کہ صبر کے ساتھ مصیبت نہیں اور جزع فزع سے کوئی فائدہ نہیں، موت سے پہلے جو کچھ ہے آسان ہے اور اس کے بعد جو ہے دشوار ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گمشدگی کو یاد کر لیا کرو تمہاری مصیبت ہلکی ہو جائیگی اور اللہ تمہارے اجر کو بڑا کریگا، [۳]

حضرت سفیان رض بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رض نے حضرت اشعث بن قیس رض کو انکے بیٹے کی وفات پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا اگر تم رنج مناتے ہو تو تعلق اور رشتہ داری تم سے اسی بات کی مستحق ہے اور اگر تم صبر کرتے ہو تو اللہ کے بارے میں تمہارے بیٹے کا کوئی قائم مقام ہوگا، اگر تم صبر کرو گے جب بھی تقدیر الٰہی تمہارے اوپر جاری ہوگی اور تمہیں اجر دیا جائیگا، اور اگر تم جزع و فزع سے کام لوگے جب بھی تقدیر الٰہی جاری ہو کر رہے گی اور تم گنہگار ہوگے، [۴]

---

[۱] اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۹ وابن منیع وابن عساکر [۲] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۹۷ واخرجہ الطبرانی نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۹۶ وفیہ علی بن زید وحدیثہ حسن وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح [۳] واخرجہ ابن ابی خیثمۃ والدینوری فی المجالسۃ وابن عساکر کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۱۲۲ [۴] واخرجہ ابن عساکر کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۱۲۳

ہر قسم کی بلاؤں پر صبر کرنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے آپؐ کے پاس ایک انصاری عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خبیث مجھ پر غالب آگیا (یعنی اثرِ جن تھا یا اُسے مرگی تھی) آپؐ نے اُس سے فرمایا تو جس حالت پر ہے صبر کر! اس صبر کی وجہ سے تو قیامت کے دن اس حال میں آئیگی کہ نہ تجھ پر کوئی گناہ ہوگا اور نہ تجھ سے کوئی حساب، اس عورت نے عرض کیا قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ضرور صبر کرونگی یہاں تک کہ اللہ پاک سے ملوں اور اُس عورت نے کہا مجھے اس خبیث سے ننگا کردینے کا ڈر ہے آپؐ نے اس عورت کے لئے دعا فرمائی اس کے بعد جب اس عورت کو یہ خطرہ ہوتا کہ وہ خبیث اس کے پاس آئے غلافِ کعبہ کے پاس آتی اور اُس سے چمٹ جاتی اور اُس خبیث سے کہتی دُور ہو کمبخت سو وہ اس سے چلا جاتا۔[1] عطاءؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے کہا کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھادوں؟ میں نے کہا ضرور دکھایئے کہا وہ یہ کالے رنگ والی عورت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھی اور اس نے کہا تھا میں مرگی میں مبتلا کی جاتی ہوں اور میرا ستر کھل جاتا ہے میرے لئے اللہ پاک سے دعا کیجئے، آپؐ نے فرمایا اگر تُو چاہے اور صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تُو چاہے تو میں تیرے لئے اللہ پاک سے دعا کروں وہ تجھے عافیت دے؟ اس نے عرض کیا میں شفا نہیں چاہتی بلکہ میں تو صبر کرونگی، لیکن اتنی اللہ پاک سے دعا کردیجئے کہ نہ میرا سُتر کھلے اور نہ میرا ستر کھولا جائے حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے اس کے لئے اس بات کی دعا فرمائی، بخاری میں[2] حضرت عطاءؒ سے اس روایت میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ اُمِّ زفرؓ نے اس عورت کو دیکھا لمبے قد کالے رنگ کی تھی کعبہ کے غلاف سے چمٹی ہوئی تھی۔[3]

حضرت[4] عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت زمانۂ جاہلیت میں بڑی فاحشہ تھی اس کے پاس سے ایک آدمی گذرا یا یہ ایک آدمی کے پاس سے گذری اس آدمی نے اس کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا رک! اللہ پاک شرک کو لے گیا اور اسلام کو لے آیا ہے، اس کے بعد اس عورت کو چھوڑ اور پیٹھ پھرائی اور اسکی طرف دیکھتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا چہرہ ایک دیوار سے ٹکرا گیا تو حضورؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا تو ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا بیشک! اللہ پاک جب اپنے کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے اس کے گناہ کی سزا

---

[1] اخرجہ البزار [2] وعند احمد [3] وہکذا رواہ الشیخان [4] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۱۶۰ واخرجہ البیہقی

جلد (یعنی دنیا میں) دے دیتا ہے، اور جب کسی بندہ کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے گناہ میں روکے رکھتا ہے یہاں تک کہ اُسے اسکی سزا بروز قیامت پوری پوری دیتا ہے،[1]

حضرت عبداللہ بن خلیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضؓ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تھا ان کے جوتہ کا تسمہ ٹوٹ گیا جس پر انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس کے بعد فرمایا جو چیز تمہیں تکلیف دے وہ تمہارے لئے مصیبت ہے مروزی رحؒ کی روایت میں حضرت سعید بن مسیبؒ سے اسطرح ہے یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ کے جوتہ کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! جوتہ کے تسمہ پر بھی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ پڑھتے ہیں؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہر چیز جو مومن کو پیش آئے اور اسے الجھن میں ڈالے پس وہ مصیبت ہے[2]

حضرت اسلم رحؒ فرماتے ہیں حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس لکھا ان سے رومیوں کے جمع ہونے کا تذکرہ اور جو کچھ ان سے خطرہ وخوف تھا اس کا بیان کیا حضرت عمر رضؓ نے ان کے پاس جواب میں لکھا امابعد! جب کبھی مومن بندہ پر کوئی سختی اترتی ہے اللہ پاک اس کے بعد کشادگی لاتا ہے اور بیشک ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی، اور اللہ پاک اپنی کتاب میں فرماتا ہے:- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۲۰) ترجمہ:- اے ایمان والو! خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو"،[3]

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سے ایسی دو باتیں سرزد ہوئیں جو حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے لئے ان جیسی نہیں ہوئیں (ایک) انکا اپنے نفس پر یہاں تک صبر کرنا کہ بحالت مظلومیت شہید کئے گئے (دوسری) ان کا قرآن شریف کو لوگوں کے لئے جمع کرنا[4]

شکر

شکرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور اپنے بالاخانہ[5]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۵ [2] اخرج ابن سعد وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۴ [3] واخرجہ مالک وابن ابی شیبۃ وابن ابی الدنیا وابن جریر والحاکم والبیہقی [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۴ [4] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۸ [5] اخرج احمد

کی طرف متوجہ ہوئے جب اس میں داخل ہوئے قبلہ کی طرف رخ کیا اور سجدہ میں گر پڑے اور سجدہ اتنا طویل کیا کہ مجھے یہ گمان پیدا ہوا شاید کہ اللہ پاک نے اسی سجدہ میں آپؐ کی روح مبارک قبض کرلی ہے چنانچہ میں آپؐ کے قریب گیا آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا عبدالرحمٰن، آپؐ نے فرمایا کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا سجدہ کیا کہ مجھے یہ خطرہ ہوگیا ایسا نہ ہو کہ اس میں آپ کی روح پرواز کر گئی ہو آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی اور کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے میں اس پر رحمت نازل کرتا ہوں اور جو تم پر سلام بھیجتا ہے میں اس پر سلامتی نازل کرتا ہوں تو میں نے اس کے شکریہ میں اللہ کا سجدہ ادا کیا۔[۱]

حضرت معاذ بن جبل رضؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپؐ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے آپؐ اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اسکے بعد آپؐ نے ایسا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ اس سجدہ میں شاید آپؐ کی وفات ہوگئی حضرت معاذؓ کہتے ہیں (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپؐ نے فرمایا. کیا تم جانتے ہو کس لئے یہ طویل سجدہ کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپؐ نے اسی طرح مجھ سے تین یا چار مرتبہ پوچھا اسکے بعد آپؐ نے فرمایا جو کچھ میرے رب نے میرے لئے مقدر کیا تھا میں نے نماز پڑھی اور میرے پاس میرا رب آیا اور اس نے مجھ سے آخر نماز میں فرمایا کہ تیری امت کے ساتھ میں کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے رب! تو زیادہ جانتا ہے اللہ پاک نے مجھ سے تین مرتبہ یا چار مرتبہ کہا اور مجھ سے آخر نماز میں کہا کہ تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا کہ اے رب! تُو زیادہ جانتا ہے، اللہ پاک نے فرمایا میں تجھے تیری امت کے بارے میں مبتلائے رنج نہ کرونگا اس وجہ سے میں نے اپنے رب کو سجدہ کیا اور میرا رب اسی لائق ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے وہ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[۲]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا پس کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب آپؐ پر سے وحی کے اترنے کی کیفیت دور ہوئی آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میری چادر مجھے دے اس کے بعد آپؐ نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے بس اچانک مسجد میں کچھ لوگ تھے اور ان کے علاوہ مسجد میں اور کوئی نہیں تھا آپؐ قوم سے ایک جانب میں بیٹھ گئے جب بات کرنے والا اپنی بات سے فارغ ہوا آپؐ نے سورہ تنزیل السجدہ پڑھی اور

[۱] قال الہیثمی ج۲ ص۲۸۷ رواہ احمد ورجالہ ثقات [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج۲ ص۲۸۸ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن حجاج بن عثمان السکسکی عن معاذ ولم یدرک معاذاً وقد ذکرہ ابن حبان فی اتباع التابعین وہو من طریق بقیۃ وقد عنعنہ [۴] واخرج الطبرانی

اتنا طویل سجدہ کیا کہ آپ کے پاس دو دو میل سے لوگ آگئے اور لوگوں نے آپ کی خبر سنی، مسجد لوگوں کے مجمع سے بھر گئی تو حضرت عائشہؓ نے اپنے گھر والوں کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاؤ میں نے آپ سے ایک ایسی بات دیکھی ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی جب حضورؐ نے اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو بہت طویل سجدہ کیا آپ نے فرمایا اپنے رب کا اس بارے میں شکر کرنے کے لئے میں نے یہ سجدہ کیا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے یہ بات دیدی کہ میری امت میں سے ستر ہزار جنت میں بغیر حساب داخل ہونگے، تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت تو ابھی اور اس سے بھی اکثر ہے؟ ان کے لئے اور کثرت طلب کی ہوتی حضورؐ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ ستر ہزار ستر ہزار کے کلام کا اعادہ فرمایا، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ نے تو اپنی امت کے لئے یہ بات مانگ لی ہے۔[۱]

حضرت ابن عمرؓ[۲] فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک اپاہج آدمی گذرا تو آپ سواری سے اترے اور آپؐ نے سجدہ شکر کیا، آپ کے پاس سے حضرت ابوبکرؓ گذرے تو آپ سواری سے اترے اور آپؐ نے سجدہ شکر کیا آپ کے پاس سے حضرت عمرؓ گذرے تو آپ سواری سے اترے اور آپؐ نے سجدہ شکر کیا۔[۳]

حضرت علیؓ[۴] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے لوگوں کی ایک جماعت جہاد میں بھیجی اور فرمایا اے میرے اللہ! اگر تو نے انھیں صحیح سالم واپس کیا تو تیرے لئے میرے اوپر یہ ضروری ہے کہ تیرا ایسا شکر یہ ادا کروں جیسا کہ تیرے شکریہ کا حق ہے چنانچہ کچھ دن نہیں لگے کہ حضرات بسلامت واپس آگئے، آپ نے کہا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اللہ کی نعمتوں کے کامل ہونے پر، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے یوں نہیں فرمایا تھا کہ اگر اللہ پاک ہم لوگوں کو واپس لائیگا تو جیسا کہ اللہ کا حق ہے ویسا شکریہ ادا کرونگا؟ تو آپ نے فرمایا کیا میں نے ایسا شکر نہیں ادا کیا؟[۵]

شکرِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت انسؓ[۶] فرماتے ہیں کہ ایک سائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے اسے ایک کھجور دینے کا حکم فرمایا، سائل نے وہ کھجور پھینکدی، آپ کے پاس ایک دوسرا سائل آیا آپ نے

---

[۱] وفیہ موسیٰ بن عبیدۃ وھو ضعیف کما فی المجمع ج ۲ صفحہ ۲۸۹ [۲] واخرج الطبرانی [۳] وفیہ عبدالعزیز بن عبیداللہ وھو ضعیف کما فی المجمع ج ۲ صفحہ ۲۸۹ [۴] واخرج البیہقی [۵] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۱ [۶] اخرج البیہقی

اُسے ایک کھجور دینے کا حکم فرمایا، اس نے کہا اللہ کے لئے پاکی ہے ایک کھجور تو حضورؐ سے ملی حضور علیہ السلام نے کنیز کو حکم فرمایا کہ ام سلمہؓ کے پاس جا اور اس سے کہہ کر اسے وہ چالیس درہم دیدیں جو ان کے پاس رکھے ہوئے ہیں، ۱ دنیز بیہقی میں حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ ایک سائل حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپؐ نے اسے ایک کھجور دی اس نے کہا سبحان اللہ انبیوں میں سے ایک نبی ایک کھجور کا صدقہ کرتا ہے؟ اس سے حضورؐ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ اس میں بیشمار ذروں کا وزن ہے اس کے بعد آپؐ کے پاس دوسرا سائل آیا اور اس نے آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے اسے ایک کھجور دی اس نے کہا کہ انبیاء میں سے ایک نبی کی کھجور ہے یہ کھجور جب تک کہ میں زندہ ہوں مجھ سے جدا نہ ہوگی اور ہمیشہ ہمیش میں اس کی برکت کا امیدوار رہونگا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اور سلوک کئے جانے کا حکم فرمایا اور اس آدمی پر کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ دولت مند ہوگیا۔ ۱

حضرت سلیمان بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا ایک پہاڑی موضع ضجنان پر گذر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں (اپنے باپ) خطاب کے جانور اس مقام میں چرایا کرتا تھا اور خدا کی قسم! تجھے معلوم ہے کہ وہ کس قدر سخت طبیعت کے اور فحش گو تھے پھر آج میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کا خلیفہ ہوگیا ہوں پھر بطور مثال کے یہ شعر پڑھا۔

لا شئ فیما تری الا بشاشتہ یبقی الالہ ویؤدی المال والولد

ترجمہ: یہ جو کچھ کہ تو دیکھ رہا ہے اس میں سوائے بشاشت کے اور کچھ نہیں، اللہ تعالےٰ باقی رہیگا اور مال اور اولاد سب ہلاک ہو جائیگا" اس کے بعد اپنے اونٹ سے کہا چل! ۲

حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میرے پاس یہ دو سواریاں لائی جائیں یعنی صبر اور شکر کی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میں ان دونوں میں سے (غور کروں کہ) کس پر سوار ہوں؟ ۳ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا ایک ایسے آدمی پر گذر ہوا جو کوڑھی اور نابینا اور بہرا اور گونگا تھا آپ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ہمراہ تھے فرمایا کیا تم اس شخص میں اللہ کے انعام سے کوئی حصہ دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک! اس پر اللہ کا اب بھی انعام ہے کیا نہیں دیکھتے ہو کہ یہ پیشاب کرتا ہے تو اسے نہ اپنے آپ کو پیشاب کے لئے بھینچنا پڑتا ہے اور نہ کھنچنا، اس کا پیشاب آسانی سے اتر جاتا ہے بس یہ بھی اللہ پاک کا انعام ہے۔ ۵

---

۱ کذافی الکنز ج ۴ صفہ ۲۲ ۲ واخرج ابن سعد وابن عساکر ۳ کذافی منتخب الکنز ج ۴ صفہ ۴۱۷
۴ واخرج ابن عساکر ۵ کذافی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۱۷ ۶ واخرج عبد بن حمید ۷ کذافی الکنز ج ۲ صفہ ۱۵۳

حضرت ابراہیمؒ[1] کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اے میرے اللہ! میں اپنی جان اور اپنے مال کو تیرے راستہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنا چاہتا ہوں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم چپ کیوں نہیں لگتے ہو؟ اگر مبتلا کئے جاؤ تو صبر کرو اور اگر عافیت دیئے جاؤ تو شکر کرو۔[2]

حضرت انسؓ[3] نے حضرت عمرؓ سے سنا کہ انھوں نے ایک آدمی کے سلام کا جواب دیا پھر اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں (یعنی اچھا حال ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا اسی بات کا میں نے تجھ سے ارادہ کیا۔[4]

حضرت حسن بصریؒ[5] فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس لکھا کہ دنیا سے اپنے رزق پر قناعت کرو اس لئے کہ اللہ رحمٰن نے اپنے بعض بندوں کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے یہ ایک آزمائش ہے جس سے اس نے ہر بندے کو آزمایا ہے جس کو اس نے وسعت دی اسی اس طرح پر آزمائش کرتا ہے کہ وہ اللہ کا کس طرح شکر ادا کرتا ہے اللہ کا شکر کرنا اس حق کی ادائگی ہے جو اس پر اللہ پاک نے اپنے رزق کے معاملہ میں اور عطاء کے معاملہ میں فرض کیا ہے۔[6] حضرت عمرؓ نے فرمایا اہل شکر اللہ تعالےٰ کی جانب سے زیادہ دیا جاتا ہے لہٰذا تم زیادتی کو تلاش کرو اللہ پاک فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ[7] ترجمہ:۔ اگر تم میرا شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمت دونگا۔

حضرت سلیمان بن موسیٰؒ[8] سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کو ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک قبیح کام میں لگے ہوئے تھے جب حضرت عثمانؓ انکی طرف چلے تو انھیں دیکھا کہ وہ بھاگ گئے لیکن ان کی قباحت کا اثر موجود تھا اس بات پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا کہ انھوں نے ان لوگوں کو نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

حضرت علیؓ[10] نے فرمایا نعمت، شکر کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور شکر، زیادتی کے ساتھ اور یہ دونوں ایک ہی سلسلے سے منسلک ہیں اور نعمت کی زیادتی اللہ کی طرف سے کبھی ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے شکر کی ادائگی بندہ کی جانب سے ختم ہو جائے، محمد بن کعب قرظیؒ[11] فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی پر شکر کا دروازہ کھولے اور زیادتی کے دروازہ پر تالا لگادے اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ دعا کے دروازہ کو کھولے اور قبولیت کے دروازہ کو بند کردے۔

---

[1] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۲ [3] واخرج مالک وابن المبارک والبیہقی [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۱ [5] واخرج ابن ابی حاتم [6] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۱ [7] واخرج الدینوری [8] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۱ [9] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۶۰ [10] واخرج البیہقی [11] وعند ابن ماجہ والعسکری

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ توبہ کے دروازہ کو کھولے اور مغفرت کے دروازہ کو بھیڑ دے میں قرآن شریف سے تمہیں آیتیں پڑھ کر سناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۂ مومن ع ۶)

ترجمہ: "اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرونگا"

اور فرماتے ہیں، لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (سورۂ ابراہیم ع ۱) ترجمہ: "اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا"

اور فرماتے ہیں فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (سورۂ بقرہ ع ۱۸) ترجمہ: "پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا"

اور فرماتے ہیں وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورۂ نساء ع ۱۶)

ترجمہ: "اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا"[۱]

حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی شام اور صبح ایسی نہیں کی کہ لوگوں نے مجھے اس میں مبتلائے مصیبت دیکھا ہو مگر اس میں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اللہ کی جانب سے میرے اوپر بہت بڑی نعمت ہے[۲] نیز حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا جسنے سوائے کھانے اور پینے کے اللہ کی اور نعمت، اپنے اوپر نہ جانی اسکی سمجھ بہت کم ہے اور اس کے لئے عذاب تیار ہے،[۳]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو بندہ سادہ پانی پئے اور اس کے پیٹ میں بغیر تکلیف کے آسانی سے اتر جائے اور بغیر تکلیف کے نکل جائے اس پر اس بات کا شکر ضروری واجب ہے،[۴]

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابن زبیرؓ قتل کئے گئے تو حضرت اسماءؓ کے پاس ایک چیز تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دی تھی، جو ان کی گٹھڑی میں پڑی ہوئی تھی، انھوں نے اسے نہ پایا، اسے تلاش کرنا شروع کیا، جب اسے پالیا تو شکر کے لئے سجدہ میں گر گئیں[۵]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۱ [۲] واخرج ابن عساکر [۳] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۲ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۲۰ و ۲۱۰ عنہ نحوہ بالوجہین [۴] واخرج ابن ابی الدنیا وابن عساکر کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۲ [۵] واخرج الطبرانی فی الکبیر قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۲۹۰ اسنادہ حسن وفی بعض رجالہ کلام

رغبتِ ثواب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثواب میں رغبت

حضرت عبداللہ[1] بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے غزوۂ بدر میں ہر تین آدمیوں میں ایک اونٹ سواری کے لئے تھا حضرت ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کا نمبر پیادہ چلنے کا آیا ان دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ہم آپ کے عوض پیدل چل لیں گے، حضورؐ نے فرمایا تم دونوں مجھ سے قوی نہیں اور نہ میں ثواب سے بے پرواہ ہوں[2] — ایک روایت[3] میں اس طرح ہے کہ جب حضورؐ کے پیادہ چلنے کی باری آئی تو ان دونوں حضرات نے عرض کیا آپ سوار رہئے ہم آپ کے عوض پیادہ چلیں گے۔[4]

صحابۂ کرامؓ کا شوقِ ثواب

حضرت[5] مطلب بن ابی وداعہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ملتا ہے تو صحابۂ کرامؓ نے (نفل) نماز میں قیام کی مشقت برداشت کی[6]

حضرت[7] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور مدینہ میں بخار بکثرت آتا تھا لوگ بخار میں مبتلا ہوئے حضورؐ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھی لکھی جاتی ہے،[8] حضرت عبداللہ[9] بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا

---

[1] اخرجہ احمد [2] ورواہ النسائی کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۱ [3] واخرجہ البزار [4] والباقی بنحوہ کما فی المجمع ج ۶ صفحہ ۶۹ وقال وفیہ عاصم بن بہدلۃ وحدیثہ حسن وبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح۔ اھ [5] اخرجہ الطبرانی فی الکبیر [6] قال الہیثمی ج ۲ صفحہ ۱۵۰ وفیہ صالح بن ابی الاخضر وقد ضعفہ الجمہور وقال احمد یعتبر بحدیثہ اھ [7] وعند احمد عن ابن شہاب [8] ورجالہ ثقات کما قال الحافظ فی الفتح ج ۳ صفحہ ۳۹۵ [9] وقال زیاد عن ابن اسحاق وذکر ابن شہاب الزہری

صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ جب مدینہ تشریف لائے تو انہیں مدینہ والا بخار چڑھا، اور اس مرض سے بڑی مشقت میں مبتلا ہوئے اور اللہ پاک نے حضورؐ کو اس سے بچائے رکھا، بخار کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ تشریف لائے اور یہ حضرات اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے آپؐ نے ان سے فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں نصف درجہ ہے یہ سنکر مسلمانوں نے باوجود کمزوری اور بیماری کے ثواب حاصل کرنے کیلئے کھڑے ہونے کی مشقت برداشت کی [۱]

حضرت ربیعہ بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے تمام دن میں خدمت کرتا یہاں تک کہ آپؐ عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو جب آپؐ اپنے گھر میں داخل ہو جاتے آپؐ کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ جاتا یہ خیال کر کے کہ شاید آپؐ کو کوئی ضرورت پیش آجائے میں برابر سنتا رہتا کہ حضورؐ فرماتے رہتے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، یہاں تک کہ میں تھک جاتا تو لوٹ آتا، یا نیند غالب آجاتی اور وہیں سو رہتا، ایک روز آپؐ نے مجھ سے جبکہ مجھے آپؐ نے اپنا حق ادا کرتے ہوئے اور آپؐ کی خدمت بجالاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے ربیعہ بن کعب مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا" ربیعہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے اس امر میں غور کر لوں، پھر میں آپ سے اسے عرض کرونگا، حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں سوچا تو جان لیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور میرا دنیا میں اتنا رزق ضرور ہے جو میرے لئے کفایت کریگا اور میرے پاس آئیگا تو میں نے کہا کہ میں حضورؐ سے اپنی آخرت کے لئے سوال کرونگا اسلئے کہ آپؐ اللہ کی جانب سے ایک بڑے مرتبہ پر ہیں جس پر کہ آپؐ ہیں۔ حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے ربیعہ! کیا سوچا؟ ربیعہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ اپنے رب سے میرے لئے سفارش کر دیجئے تاکہ وہ مجھے دوزخ سے بچائے، آپؐ نے دریافت فرمایا اے ربیعہ! تمہیں اس بات کا کس نے حکم دیا؟ میں نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، مجھ سے کسی نے اس بات کو نہیں کہا لیکن جب آپ نے فرمایا مجھ سے مانگ! میں تجھے دوں اور آپ اللہ پاک کی طرف سے ایک ایسے مرتبہ پر ہیں جس پر کہ آپ ہیں تو میں نے اپنے امر میں غور کیا تو جان لیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور میرے لئے دنیا میں رزق ہے جو میرے پاس

---

[۱] کذافی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۲۴ [۲] واخرجہ احمد

آگر رہیگا، تو میں نے کہا کہ میں حضورؐ سے اپنی آخرت کے لئے سوال کرونگا، حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں یہ سنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک خاموش رہے اسکے بعد آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایسا کرونگا لیکن تُو اپنے لئے میری امداد سجدہ کی کثرت کے ساتھ کر[1]۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ میں حضورؐ کے ساتھ رات گذارتا تھا تو میں آپؐ کے پاس آپؐ کے وضو کا پانی اور دوسری آپؐ کی ضروریات لاتا تھا آپؐ نے مجھ سے فرمایا مجھ سے مانگ! میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جنت میں رہنے کا سوال کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہے؟ میں نے کہا صرف یہی حاجت ہے، آپؐ نے فرمایا کہ اپنے نفس کے لئے کثرت سجود کے ساتھ میری امداد کر[2]۔

حضرت عبدالجبار بن حارث بن مالک حرشی مناری رضؓ فرماتے ہیں کہ میں سرزمین سراۃ سے ایک وفد کے ہمراہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو عرب کے سلام کے ساتھ سلام کیا میں نے کہا اَنْعِمْ صَبَاحًا ترجمہ:۔ صبح بخیر باد، آپؐ نے فرمایا اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کو اس تحیہ کے علاوہ اور تحیہ بتایا ہے کہ بعض، بعض کو سلام کرے تو میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آپ نے میرے لئے، وَعَلَیْكَ السَّلَامُ۔ فرمایا پھر دریافت کیا تیرا کیا نام ہے؟ میں نے کہا جبار بن حارث، آپؐ نے فرمایا تو عبدالجبار بن حارث ہے میں نے کہا عبدالجبار بن حارث ہوں اور میں اسلام لے آیا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، جب میں نے آپؐ سے بیعت کی تو آپؐ سے کہا گیا کہ یہ مناری اپنی قوم کے شہسواروں میں سے ایک شہسوار ہے تو حضورؐ نے مجھے ایک گھوڑا عطا کیا میں حضورؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتا رہا آپؐ نے میرے اس گھوڑے کی ہنہناہٹ نہ سنی جو مجھے آپ نے عطا فرمایا تھا تو آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں حرشی کے گھوڑے کا ہنہنانا نہیں سنتا ہوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ اطلاع ملی کہ آپ کو اس کے ہنہنانے سے اذیت پہونچتی ہے تو میں نے اُسے خصی کر دیا تو آپؐ نے مجھے گھوڑے کے خصی کرنے سے منع فرمایا، مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کاش! اگر تو حضورؐ سے کوئی اسی طرح کا پروانہ طلب کر لیتا جیسا کہ تیرے چچیرے بھائی تمیم داریؓ نے آپؐ سے طلب کیا ہے، میں نے پوچھا کیا جلد آنے والی (دنیا) کا آپؐ سے سوال کیا یا دیر میں آنے والی (آخرت) کا لوگوں نے بتایا کہ جلدی سے آنے والی چیز کا آپؐ سے سوال کیا میں نے کہا میں نے تو جلد آنے والی (دنیا) سے سلوک کیا ہے لیکن میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا سوال کرونگا کہ آپ کل (قیامت) کے دن اللہ عزوجل کے سامنے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج۵ صفحہ ۳۳۵ واخرجہ الطبرانی فی الکبیر من روایۃ ابن اسحاق نحوہ [2] واخرجہ مسلم وابوداؤد مختصراً
[2] کذا فی الترغیب ج۱ صفحہ ۲۱۳ [3] واخرج ابن منده وابن عساکر وقال حدیث غریب

میری امداد کریں[1]

حضرت عمرو[2] بن تغلب فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو عطیہ مرحمت فرمایا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا تو گویا ان لوگوں کو اس بات پر کچھ ناراضگی ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن سے بے صبری اور جزع اور فزع کا اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو اس چیز کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ پاک نے ان کے دلوں میں خیر اور غنا ودیعت فرمائی ہے اور انھیں لوگوں میں سے عمرو بن تغلبؓ بھی ہیں وہ کہتے ہیں مجھے یہ پسند نہیں کہ آپؐ کے اس کلمہ کے بدلہ میرے لئے سرخ اونٹ ہوتے،[3]

حضرت عمرو[4] بن حمادؒ کہتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جب طواف سے فارغ ہوئے انھوں نے ایک اعرابی کو دیکھا جس کے ساتھ اس کی ماں ہے جسے وہ اپنی پشت پر لادے ہوئے تھا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا:۔

انا مطیتها لا انفر ـــــ واذا الرکاب ذعرت لا اذعر ـــــ وما حملتنی وارضعتنی اکثر

ترجمہ: "میں اسکی ایسی سواری ہوں جو بدکتی نہیں ہے اور جب سواریاں ہراساں ہوتی ہیں تو میں ہراساں نہیں ہوتا اور جتنا تو نے مجھے لادا ہے اور تو نے مجھے دودھ پلایا ہے وہ کہیں زیادہ ہے" لَبَّیْکَ! اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. یہ سنکر حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابو حفص! ہمیں بھی طواف میں داخل کرو شاید کہ اللہ پاک کی رحمت اترے اور ہم پر بھی عام ہو جائے وہ آدمی داخل ہوا اور ماں کو طواف کرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

انا مطیتها لا انفر ـــــ واذا الرکاب ذعرت لا اذعر ـــــ وما حملتنی وارضعتنی اکثر

لَبَّیْکَ! اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ! اور حضرت علیؓ کہہ رہے تھے:۔

ان تبرها فالله اشکر ـــــ یجزیك بالقلیل الاکثر[5]

ترجمہ:۔ اگر تو اس کے ساتھ سلوک کر رہا ہے پس اللہ پاک شکر کا زیادہ قبول کرنے والا ہے تجھے تھوڑے کے عوض بہت زیادہ ثواب دیگا،،

حضرت میمون[6] بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ بخدہ حروری کے آدمی (یعنی خارجی) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے اونٹوں میں داخل ہوئے اور ان کو ہنکالے گئے اونٹوں کا چرواہا آیا اور اس نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن! اونٹوں میں ثواب کی نیت کیجئے، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا انھیں کیا ہوا؟

---

[1] کذا فی المنتخب ج۵ صفحہ ۲۱۵ [2] واخرج البخاری [3] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۶۱ واخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج۲ صفحہ ۵۱۸ من طرق عن عمرو بن تغلب نحوہ [4] واخرج البیہقی [5] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۲۰ [6] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۰

چرواہے نے کہا ان پر خارجی گذرے اور انھیں ہنکالے گئے حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا تو وہ اونٹ ہنکالے گئے اور تجھے چھوڑ گئے؟ اس نے عرض کیا کہ وہ مجھے بھی ان کے ساتھ لے گئے تھے لیکن میں ان سے چھوٹ کر بھاگ نکلا حضرت عبداللہ رضؓ نے فرمایا تجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ تو نے انھیں چھوڑ دیا اور میرے پاس چلا آیا؟ اس نے کہا آپ ان سے مجھے زیادہ محبوب ہیں، آپ نے فرمایا کیا اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں تجھے ان سے زیادہ محبوب ہوں؟ راوی کہتے ہیں اس چرواہے غلام نے ان کے سامنے اس بات کی قسم کھائی، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا میں ان اونٹوں کے ساتھ تجھ میں بھی ثواب کی نیت کرتا ہوں اور اسے آزاد کر دیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اس حالت میں ٹھہرے رہے جب تک کہ ٹھہرے رہے کہ ان کے پاس ایک آنے والے نے آکر کہا کیا آپ کو آپ کی فلاں اونٹنی میں رغبت ہے؟ اور اس اونٹنی کا جو نام تھا وہ نام لیا اور کہا وہ اونٹنی بازار میں بیچی جا رہی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا مجھے میری چادر دو جب چادر اپنے کندھے پر رکھی اور کھڑے ہوئے تو فوراً بیٹھ گئے اور چادر اتار کر رکھدی اور فرمایا میں نے تو اس اونٹنی میں ثواب کی نیت کرلی تھی، اب میں اس کو طلب نہ کرونگا، [1]

حضرت عمرو بن دینار رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضؓ نے ارادہ کیا کہ شادی نہ کریں، ان سے آپ کی بہن حضرت حفصہ رضؓ نے کہا شادی کرلو، اگر آپ کے گھر والے مر گئے تو ان کی وجہ سے آپ کو اجر ملیگا، اگر وہ باقی رہے تو آپ کے لئے اللہ سے دعا کریں گے، [2]

حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضؓ نے کہا اور یہ صفین کی طرف فرات کے کنارے کنارے جا رہے تھے، اے میرے اللہ! اگر میں یہ جان لوں کہ میری طرف سے آپ کو یہ بات پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے گرا دوں اور ہلاک ہو جاؤں اور گر پڑوں تو ایسا کروں اور اگر میں جان لوں کہ آپ مجھ سے اس بات سے راضی ہوں کہ میں بہت بڑی آگ جلاؤں اور اپنے آپ کو اس میں ڈال دوں تو ایسا کروں اور اگر میں جان لوں کہ میں آپ کو اپنی طرف سے اس بات سے راضی کر سکتا ہوں کہ اپنے آپ کو پانی میں ڈال دوں اور ڈوب جاؤں تو ایسا کروں، بیشک ایں نہیں لڑتا مگر آپ

---

[1] قال فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۳۴۸ اخرج السراج فی تاریخہ وابونعیم من طریقہ بسند صحیح عن میمون. فذکرہ [2] واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۲۵ [3] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۵۸ [4] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۴۳ عن عبدالرحمن بن ابزی عن عمار بنحوہ مختصراً [5] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۸۷ [6] واخرجہ الطبرانی عن عبداللہ نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۵۴ درجالہ رجال الصحیح

کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے لڑتا ہوں، اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے محروم نہ فرمائیں گے۔ رسوا نہ فرمائیں گے اور میں آپ کی ذات کا ارادہ کر رہا ہوں، [۱]

حضرت[۲] عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ فرماتے ہیں کہ جس بھلے کام کو میں آج کرتا ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضورؐ کے ساتھ رہ کر اس سے دُگنا کرتا، اس لئے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ تھے اور ہمیں آخرت ہی کا فکر تھا اور دنیا اپنی فکر میں ہمیں مبتلا نہ کیے ہوتی تھی اور اب تو دنیا ہماری طرف مائل ہو گئی ہے [۳]

عبادت میں کوشش

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادت میں کوشش کرنا

حضرت[۴] علقمہ رحؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں سے کسی دن کو (عبادت) کے لئے) خاص کرتے تھے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا نہیں، آپؐ کا عمل دائمی ہوتا اور تم میں سے کون وہ طاقت رکھتا ہے جتنی کہ (عبادت کی) حضورؐ طاقت رکھتے تھے [۵]

حضرت[۶] مغیرہ بن شعبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عبادت کرتے تھے کہ آپؐ کے قدم مبارک پھٹ جاتے، آپؐ سے عرض کیا گیا کیا اللہ پاک نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ آپ کیلئے معاف نہیں کر دیئے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا تو میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ [۷]

صحابۂ کرام رضؓ کا عبادت میں کوشش کرنا

حضرت[۸] زبیر بن عبداللہ رضؓ اپنی دادی زھیمہ رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضؓ ساری زندگی روزہ رکھتے اور سوائے شروع رات کے تھوڑے سے حصے کے

---

[۱] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۴۳ عن عبدالرحمٰن بن ابزی عن عمار بنحوہ مختصراً [۲] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۸۷ [۳] واخرجہ الطبرانی عن عبداللہ نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۵۴ ورجالہ رجال الصحیح [۴] اخرج الشیخان [۵] کذافی صفۃ الصفوۃ صفہ ۷۴ [۶] واخرج الشیخان [۷] کذافی البدایۃ ج ۶ صفہ ۵۸ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفہ ۳۸۴ عن المغیرۃ نحوہ وسیاتی مزید ذلک [۸] فی الصلوۃ [۸] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۵۶

ساری رات عبادت میں لگے رہتے [1]

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ زبیرؓ عبادت کی اس حد تک پہونچے کہ کوئی اور نہیں پہونچا (ایک مرتبہ) پانی کی ایک رُو چڑھی جو لوگوں کو طواف کرنے سے مانع آئی، ابن زبیرؓ آئے اور ایک ہفتہ تک تیر کر طواف کیا، [2]

حضرت قطن بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ لگاتار سات سات دن روزہ رکھتے چلے جاتے یہاں تک کہ ان کی آنتیں خشک ہوگئیں، ہشام بن عروہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سات سات دن لگاتار روزے رکھتے چلے جاتے جب آپ بہت سن رسیدہ ہوگئے تو پھر تین دن کا صومِ وصال رکھتے [3]

شجاعت

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی شجاعت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور تمام انسانوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے، ایک رات تمام اہلِ مدینہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے کچھ حضرات جدھر سے آواز آئی اُدھر چلے، تو ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے ملے جو ان سب سے پہلے آواز کی طرف گئے تھے، آپؐ حضرت ابوطلحہ رضؓ کے گھوڑے پر بغیر زین وغیرہ کے سوار تھے آپؐ کی گردن میں تلوار تھی اور فرمار ہے تھے تم ہراساں نہ ہو، تم ہراساں نہ ہو، اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا (یا یوں فرمایا کہ یہ گھوڑا کیا ہے دریا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ گھوڑا سست تھا یہ اسکی تیز رفتاری آپؐ کی برکت تھی)، مُسلم میں اس طرح ہے کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ ایک گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے گھوڑا طلب فرمایا جس کو مندوب کہا جاتا تھا، آپؐ اس پر سوار ہوئے اور آپؐ نے (واپسی پر) فرمایا میں نے کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں دیکھی، اور میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب خوف یا

---

[1] واخرجہ ابن ابی شیبۃ نحوہ کمافی المنتخب ج۵ صفحہ ۱۰ [2] واخرج ابن عساکر [3] کذافی المنتخب ج۵ صفحہ ۲۲۶
[4] واخرج ابن جریر [5] وعندہ ایضاً [6] کذافی المنتخب ج۵ صفحہ ۲۲۶ وستاتی قصتھا وقصۃ غیرھما من الصحابۃ فی الصلوۃ [7] اخرج الشیخان واللفظ لمسلم

جنگ سخت ہوتی تو ہم حضور علیہ السلام کی اوٹ تلاش کیا کرتے تھے، حضرت[۵] علی بن ابی طالبؓ فرماتے تھے جب غزوہ بدر ہوا ہم نے مشرکین سے آپؐ کی اوٹ لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے بہت زیادہ نڈر تھے، [۲]

حضرت[۳] براء بن عازبؓ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ حضرت قیسؓ سے کہہ رہا تھا کہ کیا تم لوگ غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ تو حضرت براءؓ نے فرمایا لیکن حضورؐ نہیں بھاگے تھے قبیلۂ ہوازن بڑا تیرانداز تھا ہم نے جب ان پر حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے ہم مالِ غنیمت پر جھک گئے تو انھوں نے ہمارا مقابلہ تیروں سے کیا اور میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیانؓ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپؐ فرما رہے تھے۔ انا النبی لاکذب اور بخاری کی روایت میں اسطرح ہے:—

انا النبی لاکذب —— انا ابن عبد المطلب

ترجمہ:۔ "میں نبی ہوں (اسمیں) کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں"

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے اس کے بعد آپؐ اپنے خچر پر سے اتر گئے، [۴]

مسلم میں حضرت براءؓ سے اس طرح ہے آپؐ اترے اور آپؐ نے (اللہ سے) مدد طلب کی اور آپؐ فرما رہے تھے،

انا النبی لاکذب —— انا ابن عبد المطلب

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ نَصْرَکَ :"[۵] اے اللہ اپنی مدد نازل فرما"

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب لڑائی گرما جاتی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑا کرتے تھے اور شجاع وہ کہلاتا تھا جو آپؐ کے برابر میں کھڑا ہو[۵]

(صحابۂ کرامؓ کی شجاعت کے واقعات حیاۃ الصحابہؓ اردو حصہ سوم صفحہ ۵۸۴ پر ملاحظہ ہوں)

پرہیزگاری

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرہیزگاری

حضرت[۶] عمرو بن شعیبؒ کی روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے

---

[۱] وعند احمد والبیہقی [۲] کذا فی البدایہ ج ۶ صفحہ ۳۷ [۳] واخرجہ البخاری عن ابی اسحاق [۴] اخرجہ مسلم والنسائی [۵] کذا فی البدایہ ج ۴ صفحہ ۳۲۹ وقد تقدمت قصص شجاعۃ ابی بکر وعمر وعلی وطلحہ وزبیر وسعد وحمزۃ والعباس ومعاذ بن عمرو ومعاذ بن عفراء وابی دجانہ وقتادۃ وسلمۃ بن الاکوع وابی حدرد وخالد بن الولید والبراء بن مالک وابی محجن وعمار بن یاسر وعمرو بن معدیکرب وعبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم فی شجاعۃ الصحابہ فی الجہاد، [۶] اخرجہ احمد

وقت اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اور اسے کھالیا تو آپؐ اس ساری رات نہیں سوئے آپؐ کی بعض ازواجِ مطہرات نے دریافت کیا یارسول اللہ آج تو ساری رات آپ بیدار رہے ؟ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اور اسے کھالیا اور ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں تھیں تو مجھے یہ ڈر ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ انھیں میں سے ہو، [1]

صحابۂ کرامؓ کی پرہیزگاری

حضرت[2] محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اس کھانے سے قے کی ہو جسے کھایا ہو، ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس کھانا لایا گیا۔ آپؓ نے اُسے کھایا، اسکے بعد آپ سے عرض کیا گیا کہ اس کھانے کو ابنِ نعمانؓ لائے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے ابن نعمان کی کہانت کا مال کھلایا؟ اس کے بعد آپ نے قے کردی — ابو[3] نعمانؓ سے روایت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے ہیں یہ صاحبِ ہیبت اور روشن چہرہ آدمی تھے ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور انھوں نے کہا کیا آپ کے پاس ایسی عورت کے لئے کچھ ہے جس کا حمل نہیں ٹھہرتا؟ انھوں نے کہا ہاں ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یاأیتھا الرحم العقوق صہ لد اھادفوق وتحرم من العقوق یلیتھا فی الرحم العقوق لعلھا تعلق او تفیق ❊ ❊ ❊ ❊

ترجمہ:۔ اے رحم نافرمان! اس کے لئے خاموشی اختیار کر اور ٹھہرا اور خون بہانے سے روک، اے کاش! کہ وہ نافرمان رحم میں ہو، شاید کہ یہ عورت حاملہ ہو یا ہوش میں آئے"، چنانچہ ان کے پاس بکریاں اور گھی ہدیہ میں آیا، جس میں کچھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے اور حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کھایا جب آپ فارغ ہوئے (اور آپ کو اس کا علم ہوا تو حلق میں انگلی ڈالکر) قے کردی پھر فرمایا کہ تم میں سے بعض ہمارے پاس کچھ چیزیں لاتا ہے اور ہم سے نہیں بتاتا کہ یہ چیزیں کہاں سے آئیں؟ [4]

حضرت[5] زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو غلہ وغیرہ لایا کرتا تھا وہ ایک رات حضرت ابوبکرؓ کے پاس کھانا لایا آپ نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا

---

[1] تفرد بہ احمد واسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما ہو اللیثی من رجال مسلم کذافی البدایۃ ج ۶ صہ ۵۹ [2] اخرج احمد فی الزہد [3] وعند البغوی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی [4] قال ابن کثیر اسنادہ جید حسن کذافی المنتخب ج ۴ صہ ۳۶۰ [5] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صہ ۳۱

تھا تو غلام نے عرض کیا آپ کو کیا ہوا کہ آپ ہر رات تو مجھ سے دریافت کرتے تھے اور آج رات آپ نے دریافت نہیں کیا؟ فرمانے لگے ایسا بھوک کی وجہ سے ہوا تو یہ کھانا کہاں سے لایا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم پر گذر ہوا اور میں نے ان کے لئے منتر کیا تھا انھوں نے مجھ سے کچھ دینے کا وعدہ کیا آج میرا گذر ان لوگوں پر ہوا تھا ان کے یہاں شادی تھی تو ان لوگوں نے اس میں سے مجھے دیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو مجھے ہلاک کرنے کے قریب تھا، اور اس کے بعد اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور قے کرنی چاہی مگر وہ کھانا نہ نکلا آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ اسطرح نہ نکلے گا، جب تک کہ آپ پانی نہ استعمال کریں گے، آپ نے پانی کا طشت منگایا اسے پیتے اور قے کرتے یہاں تک کہ وہ سارا کھانا باہر نکال دیا آپ سے عرض کیا گیا خدا آپ پر رحم کرے یہ ساری مشقت ایک لقمہ کی وجہ سے آپ نے برداشت کی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر یہ میری جان بھی لیکر نکلتا تب بھی میں اس لقمہ کو نکالتا میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس جسم کی حرام سے پرورش ہوئی ہو جہنم اس جسم کی زیادہ مستحق ہے، مجھے یہ ڈر ہوا ایسا نہ ہو کہ اس لقمہ سے میرے جسم کا کوئی حصہ پرورش پائے۔[۱]

حضرت زیدؒ بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے دودھ پیا، وہ آپ کو پسند آیا اور بڑا عجیب معلوم ہوا اس آدمی سے جس نے آپ کو پلایا تھا دریافت فرمایا کہ یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ اس نے بتایا کہ اس کا ایک پانی کے کنارے گذر ہوا وہاں صدقہ کے جانور تھے جنھیں لوگ پانی پلا رہے تھے انھوں نے میرے لئے ان جانوروں کا دودھ دوہ دیا میں نے اسے اپنے مشکیزہ میں بھر لیا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے حلق میں انگلی ڈالی اور اس سب کو قے کے ذریعہ نکال دیا۔[۲]

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ ایک روز کوفہ میں نکلے اور ایک دروازہ پر کھڑے ہو کر پانی طلب کیا، آپ کے پاس ایک کنیز ایک لوٹا اور رومال لیکر نکلی آپ نے اس سے دریافت کیا اے کنیز! یہ گھر کس کا ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں درہم پرکھنے والے کا ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ درہم پرکھنے والے کے کنویں سے پانی نہ پی اور چنگی

---

[۱] قال ابو نعیم ورواہ عبدالرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃؓ نحوہ والمنکدر بن محمد بن المنکدر عن ابیہ عن جابرؓ نحوہ انتہی، وقال ابن الجوزی فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفہ ۹۵ وقد اخرج البخاری من افرادہ من حدیث عائشۃ طرفا من ہذا الحدیث۔ انتہی، واخرج الحسن بن سفیان والعد منوری فی المجالسۃ عن زید بن ارقم رضؓ نحوہ کما فی المنتخب ج ۴ صفہ ۳۴۰ [۲] واخرج مالک والبیہقی [۳] کذا فی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۱۸ واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۹۰ عن المسور بن مخرمۃ قال کنا نلزم عمر بن الخطاب نتعلم منہ الورع [۴] واخرج ابن عسا

وصول کرنے والے کے سایہ میں سایہ مت پکڑ،[1]

حضرت[2] یحییٰ بن سعید رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے دو بیویاں تھیں ان میں سے کسی ایک کے نمبر پر دوسری کے گھر سے وضو کا پانی نہ لیتے تھے اس کے بعد یہ دونوں عورتیں اس بیماری میں جو انھیں ملکِ شام میں لگی وفات پا گئیں، (طاعون کی شدت کی وجہ سے) ہر شخص اپنی فکر میں پریشان تھا لہٰذا یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن کی گئیں، حضرت معاذ رضؓ نے اس بارے میں بھی قرعہ اندازی کی کہ ان میں سے کونسی قبلہ کی طرف رکھی جائے، — یحییٰ[3] کی روایت میں ہے کہ حضرت معاذؓ کے دو بیویاں تھیں جب ان میں سے کسی ایک کے یہاں ہوتے تو دوسری کے گھر سے پانی تک نہ پیتے،

حضرت[4] طاؤس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیکر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت ابنِ عباسؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں گواہی دیکر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت عمر رضؓ سے سنا کہ وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور ہم سب موقف میں ٹھہرے ہوئے تھے ان سے ایک آدمی نے کہا کیا آپ کو پتہ نہیں کہ کوچ کا وقت آگیا؟ تو حضرت ابنِ عباسؓ بول پڑے کہ مجھے علم نہیں (تاکہ حضرت عمر رضؓ کے تلبیہ میں خلل نہ واقع ہو) لوگوں نے حضرت ابنِ عباسؓ کی اس احتیاط سے بڑا تعجب کیا،[5]

توکّل

سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا توکّل

حضرت[6] جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ نجد کیا جب آپؐ واپس ہوئے آپؐ کو قیلولہ کا وقت ایسی وادی میں پیش آیا جس میں جھاڑ بہت زیادہ تھے، لوگوں نے مختلف جگہ درختوں کے نیچے قیام کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے سایہ میں تھے آپؐ نے اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم ابھی ذرا دیر سوئے تھے کہ حضورؐ نے ہمیں پکارا ہم سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا ہے آپؐ نے فرمایا اس نے میری تلوار سونت لی تھی اور میں سو رہا تھا میری آنکھ کھلی تو تلوار اس کے ہاتھ میں تنی ہوئی تھی

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۶۵ وقال ولم ار فی رجالہ من تکلم فیہ۔ [2] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۳۴ [3] وعندہ ایضا من طریق مالک [4] واخرجہ ابن سعد [5] کذا فی المنتخب ج ۵ ص ۲۲۹ [6] اخرجہ الشیخان

اس نے کہا آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟ میں نے کہا اللہ پاک، اس نے دوبارہ کہا آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟ میں نے کہا اللہ پاک، تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور یہ بیٹھ گیا اور حضور نے اسے کوئی سزا نہیں دی حالانکہ اس نے ایسا کیا تھا،

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب اور غطفان سے جہاد کا ارادہ کیا آپ کھجوروں کے ایک باغ میں ٹھہرے ان لوگوں نے مسلمانوں میں غفلت پائی تو ایک شخص ان میں سے آیا جس کو غورث بن حارث کہا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے تلوار لیکر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا تم کو مجھ سے کون بچائیگا؟ آپ نے فرمایا اللہ پاک یہ کہتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور حضور نے وہ تلوار لے لی اور فرمایا تجھ کو مجھ سے کون بچائیگا؟ اس نے کہا آپ بہتر تلوار لینے والے ہو جایئے آپ نے فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں؟ اس نے کہا میں اس بات کی شہادت تو نہیں دیتا لیکن آپ سے اس بات کا معاہدہ کرتا ہوں کہ نہ تو آپ سے لڑونگا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کے ساتھ رہونگا۔ یہ سن کر آپ نے اسے چھوڑ دیا، اسکے بعد اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا میں تمہارے پاس تمام انسانوں میں سے بھلے کے پاس سے آرہا ہوں اس کے بعد صلوٰۃ خوف کا تذکرہ فرمایا [۲]

توکّل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت یحییٰ بن مُرّہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ شب میں مسجد میں نفلیں پڑھنے کے لئے تشریف لائے ہم نے ان کی پہرہ داری کی جب آپ فارغ ہوئے تو ہمارے پاس آئے اور فرمایا تم کس وجہ سے بیٹھے ہوئے ہو ہم نے عرض کیا آپ کی پہرہ داری کے لئے حضرت علی رضؓ نے فرمایا آسمان والوں سے یا زمین والوں سے؟ ہم نے کہا زمین والوں سے، حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ زمین پر اسوقت تک کوئی چیز نہیں ہوتی جب تک کہ اس کا فیصلہ آسمان میں نہ دیدیا جائے اور ہر شخص پر دو فرشتے مقرر کئے گئے ہیں جو اس سے مکروہات کو ہٹاتے رہتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ تقدیر کا لکھا آجائے، جب تقدیر سامنے آجاتی ہے تو یہ دونوں فرشتے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بیشک! میرے لئے اللہ پاک کی جانب سے بہت مضبوط ڈھال ہے، پس جب میرا وقت آجائیگا، تو وہ مجھ سے

---

[۱] وعند البیہقی [۲] کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۸۴ [۳] اخرجہ ابو داؤد فی القدر وابن عساکر

ہٹ جائیگی، اور بیشک بات اسی طرح پر ہے کہ ایمان کی لذت آدمی اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ یہ یقین نہ کرلے کہ جو کچھ اسے لگا ہے اس آدمی سے چوکنے والا نہ تھا اور جو اسے نہیں لگی اسے لگنے والی نہ تھی، حضرت قتادہ رضؓ[1] فرماتے ہیں کہ جب رات کا آخری حصہ حضرت علی رضؓ پر آتا تو یہ گھر میں نہیں ٹھہرتے تھے ان کے گھر والوں کو ان پر خطرہ کا احتمال ہوا تو ان لوگوں نے آپس میں خفیہ طور سے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ سب جمع ہوئے اور حضرت علی رضؓ کو قسم دے کر باہر جانے سے روکا، حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے ساتھ دو فرشتے اس شخص کی طرف سے مدافعت کرنے والے نہ ہوں جب تک کہ مصیبت تقدیر میں لکھی نہیں ہوتی، یا حضرت علی رضؓ نے اس طرح فرمایا جب تک کہ تقدیر حائل نہ ہو اور جب قسمت کا لکھا سامنے آجاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے ہٹ جاتے ہیں اور قسمت کے لکھے ہوئے میں حائل نہیں ہوتے اس کے بعد حضرت علی رضؓ مسجد کی طرف چلے اور قتل کردیئے گئے۔ حضرت ابو مجلز رضؓ[2] بیان کرتے ہیں ایک شخص حضرت علی رضؓ کی خدمت میں آیا آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور اس نے کہا اپنی حفاظت کیجئے اس لئے کہ مراد کے کچھ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں، حضرت علی رضؓ نے فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے اسکی حفاظت کے لئے اس چیز سے ہوتے ہیں جو تقدیر میں لکھی ہوئی نہیں اور جب تقدیر سامنے آجاتی ہے تو یہ فرشتے اس شخص اور تقدیر کے درمیان میں تخلیہ کردیتے ہیں، اور قسمت کا لکھا ایک مضبوط ڈھال ہے[3] ایک روایت[4] میں اس طرح پر ہے کہ حضرت علی رضؓ سے کہا گیا کیا ہم آپ کی پہرہ داری نہ کریں؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا آدمی کی تقدیر اس کی پہرہ داری کرتی ہے۔

حضرت جعفر[5] بن محمد رضؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت علی رضؓ کے سامنے دو شخص کسی فیصلہ کے لئے آئے آپ ایک دیوار کے سایہ کے نیچے بیٹھ گئے کسی شخص نے کہا اے امیر المومنین! یہ دیوار گرنے والی ہے حضرت علی رضؓ نے فرمایا تو جا، مد حفاظت کے لئے کافی ہے اس کے بعد ان دو شخصوں کا مقدمہ طے کیا اور کھڑے ہوئے اس کے بعد یہ دیوار گری،

حضرت ابو ظبیہ رضؓ[6] بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضؓ اپنے اس مرض میں جسمیں انتقال کیا ہے مبتلا ہوئے ان کی عیادت کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضؓ تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا تکلیف ہے؟ حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا یہ میرے گناہ ہیں حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا تو کس چیز

---

[1] وعندھما ایضا [2] وعند ابن سعد و ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۱ ص ۸۸ [4] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۷۵ عن یحییٰ بن ابی کثیر وغیرہ [5] واخرج ابو نعیم فی الدلائل ص ۲۱۱ [6] واخرج ابن عساکر

کی خواہش ہے؟ حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا اپنے رب کی رحمت کی، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا میں تمہارے لئے طبیب نہ بلاؤں؟ حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا کہ طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کر رکھا ہے حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا کہو تو میں تمہارے لئے عطیہ کا حکم دوں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا مجھے عطیہ کی کوئی حاجت نہیں، حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا تمہارے بعد تمہاری بیٹیوں کے کام آئیگا حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فقر کا اندیشہ ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہے کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی اس کو کبھی فاقہ نہ لگے گا[1]

رضا بالقضا

حضرت[2] عمر رضؓ نے فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں صبح کس حال میں کروں؟ آیا ان چیزوں کے ساتھ جو مجھے پسند ہیں یا ان چیزوں کے ساتھ جو مجھے ناپسند ہیں اس لئے کہ مجھے کوئی علم نہیں، آیا بھلائی میری پسندیدہ چیز میں ہے یا اس چیز میں ہے جس کو میں پسند نہیں کرتا[3] حضرت حسن رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضؓ سے کہا گیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضؓ کہتے ہیں کہ مجھے غنا سے فقر زیادہ محبوب ہے اور بہ نسبت صحت کے بیماری زیادہ محبوب ہے حضرت علی رضؓ نے فرمایا اللہ ابوذر رضؓ پر رحم کرے لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ نے جو اچھی چیز کسی انسان کے لئے منتخب کر دی ہے اور اس شخص نے اس پر توکل کیا وہ ہرگز اس حالت کے علاوہ کی جو اللہ نے اس کے لئے اختیار کی ہے تمنا نہ کریگا، یہی رضا بالقضا کا صحیح موقف ہے[4]۔ حضرت[5] علی رضؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی تقدیر پر راضی ہو گیا تو تقدیر تو اس پر جاری ہو گی ہی اور اس رضامندی کا اس آدمی کو اجر ملے گا اور جو تقدیر الٰہی پر راضی نہ ہوا تقدیر تو اس پر جاری ہو کر رہے گی لیکن اس شخص کا عمل ضائع ہو جائیگا[6]۔

حضرت[7] عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی قیامت میں ایسا نہ ہوگا جسے یہ تمنا نہ ہو کر دنیا میں وہ زلیست برابر کھاتا اور تم میں سے کسی کا کچھ نقصان نہیں کہ دنیا کی کسی شے پر صبح و شام گذارے، مگر یہ کہ نفس میں ایک لالچ رہتا ہے اور بیشک اہم میں سے بعض دہکتی چنگاری کو

---

[1] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۲۸۱ وقد تقدم نحو ہذہ القصۃ لابی بکر الصدیق وابی الدرداء رضؓ فی الصبر علی الامراض مطلقا بدون ذکر قراءۃ سورۃ الواقعۃ [2] اخرج ابن المبارک وابن ابی الدنیا فی الفرج والعسکری فی المواعظ [3] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۵ [4] واخرج ابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۵ [6] واخرج ابن عساکر [7] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۵ [8] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۳۷

منہ میں لے لے یہاں تک کہ وہ بجھ جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ اللہ کی تقدیر کے بارے میں یوں کہے، کاش! کہ ایسا نہ ہوا ہوتا،

تقویٰ

حضرت کمیل[1] بن زیادؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ہمراہ نکلا جب آپ قبرستان پہونچے تو قبروں کی طرف التفات کرکے آپ نے فرمایا اے قبروالو! اے بلاوالو! اے وحشت والو! تمہاری کیا خبر ہے؟ ہماری خبر تو یہ ہے کہ مال تقسیم کیے گئے اولاد یتیم ہوئیں، بیویوں نے خاوند اور خاوندوں نے بیویاں کرلیں یہ خبر تو ہماری ہے تمہاری کیا خبر ہے؟ پھر میری طرف حضرت علیؓ نے التفات کیا اور فرمایا اے کمیل! اگر انھیں جواب کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے اس کے بعد حضرت علیؓ روئے اور کہا اے کمیل! قبر، عمل کا صندوق ہے اور مرتے وقت تجھے بات معلوم ہوجائیگی،[2]

حضرت قیس[3] بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا بہ نسبت عمل کے عمل کی قبولیت کی طرف تقویٰ کے ذریعہ سے زیادہ کوشش کرو، تقویٰ کے ہوتے ہوئے کوئی عمل قلیل نہیں ہے اور وہ عمل قلیل ہی کیسے ہوسکتا ہے جو قبول کیا جائے؟ ــــ عبد[4] خیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا تقویٰ کے ہوتے ہوئے عمل قلیل نہیں، اور جب وہ قبول کیا جائیگا تو کیسے قلیل سمجھا جائے؟[5]

حضرت[6] ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ جان لوں کہ اللہ پاک میرے کسی عمل کو قبول کررہا ہے تو یہ بات مجھے زمین بھر کر سونے سے زیادہ پسند ہے،[7]

حضرت[8] ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ دانا لوگوں کا سونا اور ان کا افطار کرنا انھیں کس قدر اچھا معلوم ہوتا ہے یہ لوگ کس طرح جن کو بیوقوف سمجھتے ہیں ان کی شب بیداری اور ان کے روزہ پر عیب لگاتے ہیں؟ حالانکہ صاحبِ تقویٰ اور صاحبِ یقین کی ذرہ برابر بھلائی بہت زیادہ بڑی اور بہت افضل ہے، اور زیادہ وزن دار ہے دھوکے بازوں کی اس عبادت سے جو پہاڑوں کے برابر ہو، حضرت[9] ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ یقین ہوجائے کہ اللہ پاک نے میری ایک نماز قبول کرلی ہے تو یہ بات مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہے اللہ پاک فرماتا ہے

---

[1] اخرج الدینوری وابن عساکر [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۲ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر [4] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ وابن ابی الدنیا [5] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۲ [6] واخرج یعقوب بن سفیان وابن عساکر [7] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۳ [8] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۱۱ [9] وعند ابن ابی حاتم

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ مائدہ ۲۷) ترجمہ: "بیشک اللہ پرہیزگار لوگوں کی ہی (عبادت) قبول کرتا ہے"۔ ۱

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کسی نے اللہ (کی رضا) کے لئے کوئی چیز چھوڑی تو اللہ پاک نے اس شخص کو اس سے بہتر ایسی جگہ سے مرحمت کی جہاں سے ملنے کا اسے گمان نہ تھا اور ایسا نہیں ہوا کہ کسی (گناہ) کو اس نے ہلکا سمجھا ہو اور اللہ پاک نے اس کی ایسی جگہ سے گرفت کی جس کو وہ نہیں جانتا تھا اور اللہ پاک اس کے پاس اس چیز کو لایا جو انتہائی گراں تھی اور ایسی جگہ سے جہاں سے اس (مصیبت کے آنے) کا اسے گمان نہیں تھا۔ ۲

خوف

خوفِ سید العالمین علیہ السلام

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ بوڑھے ہو گئے؟ آپؐ نے فرمایا مجھے سورۂ ہود سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات اور سورۂ عم یتساءلون سورۂ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ ۳ ایک روایت میں ہے حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر تو بڑھاپا جلدی آگیا آپؐ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں، سورہ الواقعہ اور سورۂ عم یتساءلون اور سورۂ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ۴ (اسلئے کہ ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کس طرح خوشی کے ساتھ زندگی بسر کروں، صور پھونکنے والے نے صور منہ میں رکھ لیا ہے اور اپنا کان لگا کر انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے پھونکنے کا حکم دیا جائے حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم مسلمانوں کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں کہ ہم اسے پڑھ لیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا تم پڑھ لیا کرو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۵ ترجمہ: "ہم کو حق تعالے کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے ـــ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں"

---

۱ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۴۳ ۲ واخرج ابن عساکر ۳ کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۲ ۳ اخرج البیہقی ۴ و فی روایۃ لہ عن ابی سعیدؓ ۵ کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۵۹ ۶ واخرج احمد ۷ و رواہ الترمذی و قال حسن کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۵۶

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو سنا کہ پڑھ رہا تھا۔

اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ۙ (سورۃ مزمل ۱۲) ترجمہ: "ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے"

تو آپؐ بیہوش ہو کر گر گئے، ۲؎

خوفِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان پر خوفِ خدا غالب آگیا وہ جہنم کو یاد کر کے رویا کرتا تھا، یہ کیفیت یہاں تک بڑھی کہ وہ گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا اس کا تذکرہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا آپؐ اس جوان کے پاس اس کے گھر تشریف لائے حضورؐ نے جب گھر میں داخل ہوئے اسے گلے لگایا وہ جوان گرا اور مر گیا، حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے اس ساتھی کو کفن دفن کرو خوفِ خداوندی نے اس کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، ۳؎

حضرت حذیفہؓ سے بھی یہ روایت ہے انکی حدیث میں اس طرح ہے کہ آپؐ اس نوجوان کے پاس تشریف لائے جب اس نے آپؐ کو دیکھا کھڑا ہوا آپؐ نے اس سے معانقہ کیا اور وہ گرا اور اس کے بعد وفات ہو گئی حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی کا کفن دفن کرو جہنم کے ڈرنے اس کے جگر کے ٹکڑے کر دیئے اس ذات کی قسم کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے بیشک! اللہ پاک نے اس کو جہنم سے بچا لیا، جو آدمی کسی شے کی امید کرتا ہے، اسکو طلب کرتا ہے اور جو شخص کسی چیز سے خائف ہوتا ہے اس سے بھاگتا ہے، ۴؎

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ پاک نے یہ آیتہ اتاری۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّ قُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَۃُ (سورۃ تحریم ۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں"

ایک روز حضورؐ نے اپنے اصحابؓ میں اسکی تلاوۃ کی ایک جوان اسے سنکر بیہوش ہو کر گر پڑا، آپؐ نے

۱؎ واخرج ابن النجار ۲؎ کذا فی الکنز ج ۴ صفہ ۴۳ ۳؎ اخرج الحاکم وقال صحیح الاسناد وابن البیہقی من طریقہ ۴؎ کذا فی الترغیب ج ۵ صفہ ۲۲۳ ۵؎ واخرجہ ابن ابی الدنیا وابن قدامۃ ۶؎ کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۴

۷؎ واخرج الحاکم وصححہ

اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو اس میں حرکت تھی آپؐ نے فرمایا اے جوان کہہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس نے یہ کلمہ کہا آپؐ نے اسے جنت کی بشارت دی آپؐ کے اصحابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ بشارت ہم لوگوں میں سے اسی کے لئے ہے آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اللہ پاک کا یہ قول نہیں سنا: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ○ سورۃ ابراھیم ع ۳ پ ۱۳ ترجمہ: ”یہ ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے،،

حضرت سعیدؒ بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیمار ہوئے تو حضورؐ انکی عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا اے عمر! تم کس حال میں ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے امید بھی ہے اور ڈر بھی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جب کبھی کسی مومن کے دل میں امید (مغفرت) اور خوف (عذاب) جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ پاک اسکی امید کو پورا کرتا ہے اور اس خوف سے اسے نجات بخشتا ہے۔[۳]

حضرت حسنؒ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ پاک نے نرمی کی آیۃ کو سختی کی آیۃ کے پاس اور سختی کی آیۃ کو نرمی کی آیۃ کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ مومن اللہ کی رحمت کی طرف راغب اور اس کے عقاب سے ہراساں رہے اللہ پاک سے غیر حق کی تمنا کرے اور اپنے آپ کو ہلاکی میں نہ ڈالے۔[۵]

حضرت عبداللہؒ بن رومی رضؓ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے درمیان ہوں اور مجھے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کس کے لئے (میرا رب) میرے بارے میں حکم دیگا تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس سے پہلے ہی راکھ ہو جاؤں کہ ان دونوں میں سے کس میں جاؤنگا؟[۷]

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ مجھے تمنا ہے کہ میں مینڈھا ہوتا میرے مالک مجھے ذبح کرتے اور میرے گوشت کو کھا جاتے اور میرے شوربہ کا گھونٹ بھر کر پیتے۔ حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ مجھے تمنا ہے کہ کاش میں راکھ ہو کر کسی ٹیلہ پر پڑا ہوتا مجھے تیز ہوائیں اڑائے اڑائے پھرتیں[۹] — قتادہؒ کی ایک روایت میں حضرت عمرانؓ کا مقولہ اس طرح پر ہے کہ مجھے راکھ ہونے کی تمنا ہے کہ ہوائیں مجھے اڑائے پھریں،

---

[۱] کذا فی الترغیب ج۵ صفحہ ۱۹۲ [۲] واخرج البیہقی [۳] کذا فی الکنز ج۲ صفحہ ۱۴۵ [۴] واخرج ابوالشیخ [۵] کذا فی الکنز ج۲ صفحہ ۱۴۳ وقد تقدمت قصص خوف ابوبکرؓ وعمرؓ فی خوف الخلفاء [۶] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۶۰ [۷] واخرجہ ایضا احمد فی الزہد عن عثمان مثلہ کما فی المنتخب ج۵ صفحہ ۱ [۸] واخرج ابن عساکر [۹] کذا فی المنتخب ج۵ صفحہ ۷۴ واخرجہ ابن سعد ج۳ صفحہ ۴۱۳ عن قتادۃ عن ابی عبیدۃ نحوہ [۱۰] وعند ابن سعد ج۴ صفحہ ۲۶ ایضا

حضرت[۱] عامر بن مسروق ؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ (میں بروز حشر) اصحاب یمین میں ہوں، میں مقربین میں سے ہوں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت عبداللہ رضؓ نے کہا لیکن اسی جگہ ایک آدمی ہے جو اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ جب مرجائے تو پھر نہ اٹھایا جائے، یہ انھوں نے اپنے لئے کہا حضرت حسن رضؓ[۲] سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے مجھ سے کہا جائے کہ میں نے تجھے اختیار دیا جو ان میں سے زیادہ تجھے پسند ہو اسے اختیار کر یا راکھ ہونا چاہتا ہے تو راکھ ہو جا تو میں پسند کرونگا کہ راکھ ہو جاؤں (اس لئے کہ اپنے آپ کو جنت کا اہل نہیں سمجھا اور یہ انتہائی تواضع ہے)

حضرت[۳] ابوذر رضؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر تم وہ بات جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم اپنی ازواج سے خوش طبعی نہ کرو اور تم اپنے بستروں پر قرار نہ پکڑو گے خدا کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ پاک نے جس دن مجھے پیدا کیا تھا مجھے درخت بنایا ہوتا کہ میں کاٹا جاتا اور اس کا پھل کھایا جاتا۔ حضرت[۴] حرام بن حکیم رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس بات کا علم ہو جائے جس کو مرنے کے بعد دیکھو گے تو باوجود خواہش کے تم کھانا کھانا چھوڑ دو گے اور رغبت کے ساتھ پانی پینا چھوڑ دو گے اور گھروں میں سایہ پکڑنے کے لئے نہ داخل ہو گے، اور جنگلوں میں اپنی چھاتی پیٹتے ہوئے نکل جاؤ گے اور اپنے اوپر روتے پھرو گے، مجھے تمنا ہے کاش! میں پودا ہوتا جو کاٹا اور کھایا جاتا۔ حضرت[۵] ابوالدرداء رضؓ سے ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے، البتہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے بھیڑ ہوتا اور ان کے پاس کوئی مہمان آتا وہ میرے گلے کی رگوں پر چھری چلاتے خود کھاتے اور مہمانوں کو کھلاتے، ایک[۶] روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ کاش! میں یہ ستون ہوتا،

حضرت[۷] طاؤس ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ جب ہماری سرزمین میں تشریف لائے ہمارے بڑے بوڑھوں نے ان سے عرض کیا اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم آپ کے لئے یہ پتھر اور لکڑیاں اٹھا لائیں اور آپ کے لئے ایک مسجد بنا دیں حضرت معاذ رضؓ نے فرمایا مجھے یہ خوف ہے ایسا نہ ہو کہ کل بروز قیامت مجھے ان چیزوں کو اپنی پشت پر لادنے کی تکلیف دی جائے،

حضرت[۸] نافع رحؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضؓ کعبہ میں داخل ہوئے میں نے ان کو سنا کہ وہ سجدہ میں سر رکھے کہہ رہے تھے (اے اللہ) تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اس دنیا کے بارے میں

---

[۱] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۱۳۳ [۲] وعندہ ایضا [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۱۶۴ [۴] واخرج ابونعیم الحلیۃ ج ا صفحہ ۲۱۶ [۵] وعند ابن عساکر کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۵ [۶] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۲ عن عبداللہ بن عمر رضؓ [۷] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۲۳۶ [۸] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۲۹۲

قریش سے مزاحمت کرنے سے صرف تیرا خوف مانع ہے ۔ حضرت [۱] ابو حازم رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ کا اہلِ عراق سے ایک شخص پر گذر ہوا جو گرا پڑا ہوا تھا آپ نے دریافت کیا اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کی یہ حالت ہے جب اس پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کی یہی کیفیت ہوتی ہے، حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ پاک سے ڈرتے ہیں اور اس طرح نہیں گرتے ہیں،

حضرت [۲] شداد بن اوس انصاریؓ جب بستر پر لیٹتے تو اپنے بستر پر کروٹ پر کروٹ بدلتے اور انھیں نیند نہ آتی تھی اور کہتے تھے اے میرے اللہ! خوفِ دوزخ میری نیند لے گیا، اسکے بعد کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز میں مشغول رہتے،

حضرت [۳] عمرو بن سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ میں درخت ہوتی، خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی، خدا کی قسم! مجھے تمنا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے کبھی کوئی چیز نہ بنایا ہوتا، ۔ حضرت [۴] ابن ابی ملیکہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کی وفات سے قبل ان کے پاس تشریف لائے، حضرت عائشہ رضؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مبارک! آپ کو بشارت ہو، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری سے شادی نہیں کی اور آپ کا عذر (یعنی صفائی الزام) آسمان سے اترا ہے، اتنے میں ان کے پاس حضرت ابن زبیر رضؓ حضرت ابن عباس رضؓ کے بعد ہی آ گئے تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا میری عبداللہ بن عباس نے تعریف کی اور مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ میں آج کے دن کسی سے اپنی تعریف سنوں، مجھے تو اس بات کی تمنا ہے کاش! کہ میں بھولی بسری ہو جاتی،

رونا

گریۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت [۵] عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کیا میں اور آپ کے سننے کے لئے قرآن پڑھوں؟ حالانکہ آپ ہی پر نزولِ قرآن ہوا ہے،

---

[۱] وعندہ ایضا ج ۱ ص ۳۱۲ [۲] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۶۴ [۳] واخرج ابن سعد ج ۸ ص ۷۴
[۴] وعندہ ایضا [۵] اخرج البخاری

حضورؐ نے فرمایا مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے غیر سے قرآن سنوں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورۂ نساء پڑھی جب میں اس آیۃ پر پہونچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ع۲) ؛؛

ترجمہ: "سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کیلئے حاضر کریں گے"

آپ نے فرمایا کافی ہے جب میں نے آپؐ کی طرف التفات کیا تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے اشک جاری تھے [۱]

صحابۂ کرامؓ کی گریہ وزاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیۃ اتری: أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ (سورۂ النجم ع۳) ترجمہ: "سو کیا (ایسے خوف کی باتیں سنکر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (خوفِ عذاب سے) روتے نہیں ہو"

تو اصحاب صُفّہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو رخساروں پر بہہ گئے، جب حضورؐ نے ان کے رونے کی آواز سنی آپؐ بھی ان کے ساتھ روئے پھر ہم سب آپؐ کے رونے کی وجہ سے روئے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا وہ آدمی جہنم میں نہ داخل ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رویا ہو، اور جنت میں گناہ پر اصرار کرنے والا داخل نہ ہوگا، اور اگر تم لوگوں سے گناہوں کا صدور نہ ہو تو ضرور اللہ پاک ایک ایسی قوم لائیگا جو مبتلائے معصیت ہوگی اور اللہ تعالےٰ انکی مغفرت فرمائیگا [۳]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیۃ تلاوۃ فرمائی: وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۂ بقرہ رکوع ع۳) ؛؛ ترجمہ: "وہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"

اور فرمایا جہنم پر ایک ہزار سال آگ دہکائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی تو پھر ایک ہزار سال تک آگ دھکائی گئی تو وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال آگ دھکائی گئی تو سیاہ ہوگئی پس وہ کالی ہے تاریک ہے اس کی لپٹ بجھنے والی نہیں راوی کہتے ہیں کہ آپؐ کے سامنے ایک

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج۶ صفہ ۵۹ (سیاتی بعض قصصہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ [۲] اخرج البیہقی [۳] کذا فی الترغیب ج۵ صفہ ۱۹۰ [۴] واخرج البیہقی والاصبہانی

کالے رنگ کا آدمی تھا یہ سنکر اس نے رونے کی آواز نکالی حضورؐ کے پاس جبھی حضرت جبریلؑ آئے اور فرمایا یہ آپ کے سامنے رونے والا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی ہے اور اسکی بھلائی بیان فرمائی، حضرت جبریلؑ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل فرما رہا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! مجھے اپنے عرش پر اپنی بلندی کی قسم! جب کبھی کسی بندہ کی آنکھ دنیا میں میرے خوف سے روئیگی میں ضرور اسے جنت میں زیادہ سے زیادہ ہنساؤنگا، [۱]

حضرت قیسؒ بن ابی حازمؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت ابوبکرؓ اپنے مقام میں کھڑے ہوئے تھے، اللہ کی بہت اچھی تعریف کی اور بکثرت روئے [۲]

حضرت حسنؒ بن محمد بن علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے خطبہ میں۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ O پڑھ رہے تھے جب عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ O پر پہونچے تو (مارے خشیہ کے) آواز رک گئی۔[۳]

حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے پڑھا:- اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ O مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ O (سورۂ طور ع ۱) ترجمہ: "بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا"

تو ان کا سانس (شدت خوف سے) ایسا چڑھا کہ جس کی وجہ سے بیس دن تک ان کی عیادت کی گئی، [۴]
حضرت عبیدؒ بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطابؓ نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورۂ یوسف شروع کی جب وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ O سورۂ یوسفؑ ع ۱۰ ترجمہ: "اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں گھٹا کرتے تھے" پر پہونچے تو روئے اور (شدتِ خوف سے) رک گئے اور آپ نے رکوع کر دیا [۵] حضرت عبداللہؒ بن شدادؓ بن معادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کی درد بھری رونے کی آواز سنی اور میں صبح کی نماز میں اخیر کی صف میں تھا آپ سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (سورۂ یوسف ع ۱۰) ترجمہ: "میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں" تک پہونچے (تو آپ کا سانس شدتِ خوف سے رک گیا) [۶] حضرت ہشامؒ بن حسنؓ روایت کرتے

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۹۴ [۲] واخرج عبدالرزاق [۳] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۶۰ [۴] واخرج الشافعی [۵] وعند ابی عبیدۃ [۶] وعند ابی عبید [۷] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۰۱ [۸] وعند عبدالرزاق وسعید بن منصور وابن سعد وابن ابی شیبۃ والبیہقی [۹] کذا فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۸۷ [۱۰] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۱

ہیں کہ حضرت عمرؓ کا گلا آیۃ پڑھتے پڑھتے (شدتِ خوف سے) گھُٹ جاتا اور یہ روتے اور گر پڑتے پھر اپنے گھر پڑے رہتے یہاں تک کہ لوگ ان کی عیادت کرتے اور ان کو مریض خیال کرتے،[1]

حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام ہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی ان سے کہا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو روتے نہیں اور جب قبر کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو بہت روتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے، اگر اس سے کوئی نجات پا گیا تو اس کے بعد اس کے لئے آسانی ہے، اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد انتہائی سختی ہے، اور فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا اور خطرناک نہیں دیکھا ہے[2] — ہانی کہتے ہیں میں نے حضرت عثمانؓ کو قبر پر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا،

فان تنج منها تنج من ذی عظیمة والا فانی لا اخالك ناجیا

ترجمہ: اے نفس! اگر تو اس سے نجات پا گیا تو تو بہت بڑی چیز سے نجات پا گیا، ورنہ میرا خیال ہے کہ تو نجات پانے والا نہیں[3]

حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا حضرت معاذ بن جبلؓ پر گذر ہوا یہ رو رہے تھے دریافت فرمایا تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا ایک حدیث ہے کہ میں نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی ریا کاری بھی شرک ہے اور اللہ تبارک وتعالےٰ کو تمام بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ متقی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اس قدر چھپاتے ہیں کہ اگر وہ غائب ہو جائیں تو کوئی انھیں تلاش نہ کرے اور اگر وہ موجود ہوں تو کوئی انھیں نہ پہچانے، یہی حضرات ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں،[4][5]

حضرت قاسم بن ابی بزہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت ابنِ عمرؓ کو سُنا کہ وہ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ - پڑھ رہے تھے جب یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ پر پہونچے تو روئے اور یہاں تک روئے کہ گر پڑے اور اس کے بعد کا حصہ پڑھنے سے رک گئے،[6]

---

[1] اخرج الترمذی وحسنہ [2] وزاد رزین فیہ [3] کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۳۲۲ [4] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۶۱ عن ھانی مختصرا [4] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۷۰ واللفظ لہ، وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵ [5] قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی ابوقحذم قال ابوحاتم لایکتب حدیثہ وقال النسائی لیس بثقۃ [6] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۵

حضرت[1] نافع رض سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رض نے جب کبھی یہ دو آیتیں پڑھیں جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہیں رو دیئے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (سورۂ بقرہ رکوع ۴۰)

ترجمہ: "اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے، پھر (بجز کفر و شرک کے) جس کے لئے منظور ہوگا بخش دیں گے اور جس کو منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں"

اسکے بعد فرماتے کہ یہ گرفت نہایت سخت ہے ــــ حضرت[2] نافع رض سے روایت ہے کہ جب حضرت ابن عمر رض یہ آیۃ پڑھتے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ (سورۂ حدید ع ۲)

ترجمہ: "کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (من جانب اللہ) نازل ہوا ہے اسکے سامنے جھک جاویں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جن کو ان کے قبل کتاب (آسمانی) ملی تھی (یعنی یہود و نصاریٰ) پھر (اسی حالت میں) ان پر زمانۂ دراز گذر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر ان کے دل (خوب ہی) سخت ہو گئے اور بہت سے آدمی ان میں کے (آج) کافر ہیں"

تو روتے روتے عاجز ہو جاتے ــــ حضرت[4] یوسف بن ماھک رض بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رض کے ہمراہ حضرت عبید بن عمیر رض کے پاس گیا یہ اپنے اصحاب میں وعظ کہہ رہے تھے میں نے حضرت ابن عمر رض کی طرف دیکھا تو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو کی دھار جاری تھی[5] ــــ حضرت[6] عبید بن عمیر رض نے یہ آیۃ پڑھی، فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ○ؕ (سورۂ نساء ع ۶)

ترجمہ: "سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لادیں گے"

تو حضرت ابن عمر رض نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی اور ان کا گریبان ان کے آنسوؤں سے تر ہو گیا حضرت عبداللہ رض راوی کہتے ہیں کہ مجھ سے اُس شخص نے جو حضرت ابن عمر رض کے پہلو میں تھا بیان کیا کہ میرا تو یہ ارادہ ہوا تھا کہ میں حضرت عبید بن عمیر رض کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ اپنی تقریر مختصر کریں، تم نے تو اس شیخ کو بڑی تکلیف پہونچائی ہے،

---

[1] واخرجہ احمد نحوہ کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفہ ۲۳۴ [2] وعندھما ایضاً [3] وعند ابی نعیم ایضاً فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۰۵ [4] واخرجہ ابو العباس فی تاریخہ بسند جید کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۳۴۹ [5] واخرج ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۶۲
[6] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۰۵ عن یوسف بن ماھک مختصراً [6] وعند ابن سعد ج ۴ صفہ ۱۶۲

حضرت عبداللہ[۱] بن ابی ملیکہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابنِ عباسؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا حضرت ابنِ عباسؓ جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو آدھی رات سے عبادت میں لگ جاتے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضؓ سے ایوبؒ نے پوچھا کہ حضرت ابنِ عباسؓ کی قرارت کی کیا کیفیت تھی؟ کہا کہ پڑھا، وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (سورۃ ق ع ۲) ترجمہ: "اور موت کی سختی (قریب) آپہونچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا"

تو اس کو بڑی ترتیل کے ساتھ پڑھتے اور اس دوران میں روتے روتے انھیں ہچکیاں آنے لگتیں، حضرت[۲] ابو رجار رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباسؓ کے لئے یہ جگہ (یعنی چہرہ پر) آنسوؤں کے بہنے کی جگہ گویا کہ پرانا تسمہ ہے۔ حضرت[۳] عثمان بن ابی سودہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو دیکھا اور وہ اس فصیل پر تھے مسجد کی اس فصیل کی طرف اشارہ کیا جو وادی جہنم کی طرف ہے، اپنا سینہ اس پر رکھے ہوئے وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا کہ اے ابوالولید! آپ کس لئے رو رہے ہیں؟ فرمایا یہ وہی جگہ ہے جس کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ آپ نے جہنم کو اسی مقام پر دیکھا ہے۔

حضرت[۴] یعلیٰ بن عطاؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے لئے سرمہ تیار کرتی تھیں حضرت عبداللہ رضؓ بکثرت رویا کرتے تھے، یعلیٰؒ نے بیان کیا کہ اپنے دروازے کو بند کر لیتے تھے اور روتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے رطوبتِ غلیظہ نکلنے لگی تھی، تو میری ماں ان کے لئے سرمہ تیار کرتیں،

حضرت[۵] مسلم بن بشیر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنے مرض میں روئے ان سے دریافت کیا گیا کہ اے ابوہریرہ آپ کس لئے روتے ہیں؟ فرمایا سنو! میں تمہاری اس دنیا کے لئے نہیں روتا لیکن میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میرا سفر دور کا ہے اور توشہ میرے پاس کم ہے، میں نے ایسے ٹیلہ پر صبح کی ہے جو جنت اور دوزخ کی طرف اتر رہا ہے مجھے کوئی علم نہیں کہ ان میں سے کس کی طرف مجھے چلایا جائیگا؟[۶]

---

[۱] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۲۷ [۲] وعندہ ایضاً ج ۱ صفحہ ۳۲۹ [۳] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۶ صفحہ ۱۱ [۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۹۰ [۵] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۶۲ [۶] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۸۳ نحوہ

فکر و عبرت

حضرات صحابۂ کرام رضؓ کی فکر و عبرت

حضرت ابو ریحانہ[1] صحابی رضؓ کے آزاد کردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ریحانہ رضؓ اپنے کسی غزوہ سے واپس آئے شام کا کھانا کھایا اس کے بعد وضو کیا اور اپنے مصلّے پر کھڑے ہو گئے، اور سورۃ شروع کر دی اور برابر اسی جگہ رہے جب مؤذن نے اذان دی تو ان کی بیوی نے ان سے کہا اے ابو ریحانہ! آپ غزوہ میں گئے اور تھک گئے پھر آپ تشریف لائے کیا ہمارا آپ کے بارے میں کوئی حق اور حصہ نہیں ہے؟ کہا بیشک! خدا کی قسم! تمہارا حق ہے لیکن اگر تو مجھے یاد آتی تو تیرا میرے اوپر حق تھا؟ بیوی نے دریافت کیا کہ ایسی کس چیز نے آپ کو مشغول کر رکھا تھا؟ کہا میں اس چیز پر غور کر رہا تھا کہ اس کو اللہ پاک نے جنت اور اس کی لذتوں کی تعریف میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ میں نے مؤذن کی آواز سُنی، [2]

حضرت محمد بن واسع[3] رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بصرہ سے سوار ہو کر حضرت اُمّ ذر رضؓ کے پاس حضرت ابو ذرؓ کی وفات کے بعد آیا کہ ان سے حضرت ابو ذرؓ کی عبادت کے بارے میں پوچھے جب ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں آپکی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھ سے حضرت ابو ذرؓ کی عبادت کو بتائیں انھوں نے کہا کہ سارے دن صرف (آخرت کی) فکر میں لگے رہتے،

حضرت عون[4] بن عبداللہ بن عتبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اُمّ درداء رضؓ سے پوچھا کہ حضرت ابو الدرداء رضؓ کا بہتر سے بہتر عمل کیا تھا؟ کہا غور و فکر اور عبرت پکڑنی تھی، —— ایک[5] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت اُمّ درداء رضؓ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابو الدرداءؓ کا زیادہ تر عمل کیا تھا؟ کہا عبرت پکڑنی، سالم بن ابی جعدؒ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے مگر سالمؒ نے کہا کہ حضرت اُمّ درداء رضؓ نے جواب دیا کہ ان کا اکثر عمل تفکر تھا،[6] (یعنی مراقبۂ آخرت) ایک[7] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضؓ نے فرمایا تھوڑی دیر کا تفکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے[8] ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضؓ

---

[1] اخرج ابن المبارک فی الزہد عن ضمرۃ بن حبیب [2] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۷ [3] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۶۴
[4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۰۸ [5] وعندہ ایضاً [6] واخرجہ احمد نحو الحدیث الاول عن عون کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفحہ ۲۵۸ [7] وعندہما ایضاً [8] واخرجہ ابن سعد ج ۷ صفحہ ۳۹۲ مثلہ

نے فرمایا بعض انسان خیر کی چابیاں ہیں اور شر کے لئے تالا ان لوگوں کے لئے اس بارے میں بھی اجر ہے اور بعض انسان شر کی کنجیاں ہیں اور خیر کے تالے ان کے اوپر اس کی وجہ سے گناہ ہے، اور تھوڑی دیر کا تفکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔[1] — جیبب[2] بن عبداللہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابو الدرداء رضؓ کے پاس آیا اور وہ جہاد کا ارادہ رکھتا تھا اس نے کہا اے ابو الدرداء! مجھے وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا اللہ کو خوشی کے مواقع میں یاد کیا کر وہ تمہیں مصیبت کے موقعوں میں یاد رکھے گا اور جب تو دنیا کی کسی چیز کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھے تو اس بات پر غور کر لینا کہ دنیا کا انجام کیا ہوگا؟ — سالم[3] بن ابی جعد رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضؓ کے پاس سے دو بیل گذرے اور یہ دونوں کام میں لگے ہوئے تھے ایک ان میں سے اپنے کام پر لگا رہا اور دوسرا رک گیا، حضرت ابو الدرداء رضؓ نے فرمایا اس میں بھی عبرت ہے کہ رکنے والے نے کسان کا ڈنڈا کھایا اور دوسرے نے نہیں)[4]

محاسبۂ نفس

حضرت[5] ابو بکر رضؓ کے مولیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا جو اللہ تعالےٰ کے بارے میں اپنے نفس پر ناراض ہوا اسکو اللہ پاک اپنی ناراضگی سے امن میں رکھے گا۔[6]

حضرت ثابت[7] بن حجاج رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تم اپنے نفسوں کو تول لو اس سے پہلے کہ تمہیں تولا جائے، تم اپنے نفسوں کا محاسبہ کر لو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے، ایسا کرنا کل (قیامت) کے حساب میں تمہارے اوپر آسانی کریگا، اس سے پہلے کہ تم سے تمہارے نفسوں کا حساب لیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو مزین اور تیار کر لو، يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ (سورۃ الحاقۃ ۱)، ترجمہ:- "جس روز خدا کے روبرو حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالےٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی"

حضرت[8] انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضؓ سے ایک روز سنا میں ان کی معیت میں تھا اور وہ ایک باغ میں داخل ہوئے کہ وہ کہہ رہے تھے اور میرے اور ان کے درمیان

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۴۲ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۰۹ [3] وعندہ ایضا [4] واخرجہ احمد ایضا الحدیث الاول عن جیبب نحوہ کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفہ ۲۵۸ [5] اخرج ابن ابی الدنیا فی محاسبۃ النفس [6] کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۱۶۲ [7] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۵۲ [8] واخرج مالک وابن سعد وابن ابی الدنیا فی محاسبۃ النفس وابو نعیم فی المعرفۃ وابن عساکر [9] کذا فی المنتخب ج ۴ صفہ ۴۰

دیوار حائل تھی وہ وسط باغ میں تھے "اے امیر المومنین! خدا کی قسم! تو اللہ تعالےٰ سے ضرور ڈر! ورنہ اللہ پاک تجھے ضرور سزا دیگا"۔ [۱]

خاموشی اور زبان کی حفاظت

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی

حضرت سماک رحؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ہاں! اور آپ بہت زیادہ خاموش رہا کرتے تھے۔ [۲]

حضرت ابو مالک اشجعیؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور ہم بچہ تھے میں نے کسی آدمی کو حضورؐ سے زیادہ خاموش رہنے والا نہیں دیکھا، جب آپؐ کے اصحابؓ کثرت سے بات چیت کرتے تو آپؐ تبسم فرمایا کرتے۔ [۳]

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور اپنی سواری پر چلے اور آپؐ کے اصحابؓ آپؐ کی معیت میں تھے کوئی ان میں سے آپؐ کے آگے نہیں چل رہا تھا حضرت معاذ بن جبلؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ پاک سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارا دن (یعنی وفات) آپ کے دن (یعنی وفات) سے پہلے کردے آپ فرمائیے اگر ایسا ہو گیا کہ ہم آپ کے بعد رہے اور خدا کبھی یہ دن نہ دکھلائے تو کونسا عمل ہم آپ کے بعد کریں؟ حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے یہ دریافت کیا اور خود ہی کہا کیا وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی اچھی چیز ہے، ور دین کی سب سے زیادہ تقویت دینے والی چیز کی لوگوں کے ساتھ عادت ڈالنا اس سے بھی زیادہ افضل ہے حضرت معاذؓ نے کہا کیا روزہ و صدقہ؟ آپؐ نے فرمایا روزہ اور صدقہ بھی اچھی چیز ہے اور لوگوں کے ساتھ دین کی سب سے زیادہ تقویت دینے والی چیز کی عادت ڈالنا اس سے بھی افضل ہے، چنانچہ حضرت معاذؓ ہر خیر کا جس کو وہ جانتے تھے (اسی طرح یکے بعد دیگرے) تذکرہ کرتے رہے اور ہر مرتبہ آپ یہی فرماتے رہے کہ دین کی سب سے زیادہ تقویت دینے والی چیز کی لوگوں کے ساتھ عادت ڈالنا زیادہ افضل ہے تو حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں لوگوں کے ساتھ دین کی زیادہ تقویت دینے والی چیز کی عادت ڈالوں کیا یہ ان سب سے افضل ہے؟

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۴۰۰ [۲] اخرج احمد والطبرانی فی حدیث طویل [۳] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۲۹۷ ورجال احمد رجال الصحیح غیر شریک وھو ثقۃ واخرجہ ابن سعد ج ۱ ص ۳۷۲ عن سماک نحوہ [۴] وعند الطبرانی [۵] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۲۹۸ وفیہ ابراہیم بن زکریا العجلی وھو ضعیف، انتھی [۶] واخرج الطبرانی

تو اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، خاموشی (زیادہ افضل ہے)، مگر بھلی بات سے نہیں، حضرت معاذؓ نے پوچھا کیا ہم سے جو کچھ زبان سے ہم کہتے ہیں اس سے مواخذہ کیا جائیگا؟ تو آپؐ نے حضرت معاذؓ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے یا اسی جیسا اور جو کچھ کہ اللہ نے چاہا آپؐ نے کہا اور فرمایا کہ لوگ اپنے نتھنوں کے بل جہنم میں کسی اور وجہ سے نہیں محض اپنی زبان کی گویائی کی وجہ سے اوندھے کر کے ڈالے جائیں گے جو شخص اللہ اور یومِ آخر پر ایمان لائے بھلی بات کہے اور نہیں تو شر سے چپ لگا جائے، تم بھلی بات کہا کرو، غنیمت جمع کر لوگے اور شر سے خاموشی پر تو محفوظ رہو گے [۱]

صحابۂ کرامؓ کی خاموشی

حضرت[۲] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص قتل کیا گیا رونے والی اس پر روئی اور اس نے کہا ہائے میرے شہید! راوی کہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا رک! تجھے کیا پتہ کہ وہ شہید ہے؟ شاید کہ وہ لایعنی باتیں کرتا ہو اور ایسی چیز میں بخل کرتا ہو جس سے اس کا کوئی نقصان نہ ہوتا ہو[۳] ۔۔۔۔ حضرت[۴] انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص یومِ اُحد میں شہید ہوئے ان کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا ان کی ماں نے ان کے چہرہ پر سے مٹی پونچھی اور کہا اے میرے بیٹے! تجھے جنت مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا علم! شاید کہ وہ لایعنی باتوں میں لگتا ہو اور ایسی چیز سے منع کرتا ہو جس میں اس کا نقصان نہ ہو[۵]

حضرت[۶] خالد بن نمیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ طویل خاموشی والے اور طویل حزن و ملال والے تھے، اور اکثر ان کا کلام یہ ہوتا کہ وہ فتنہ سے اللہ پاک کی پناہ چاہتے۔

حضرت[۷] ابو ادریس خولانیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ ان کے اگلے دو دانت ظاہر تھے بڑی خاموش طبیعت کے انسان تھے اور کچھ لوگ ان کے ساتھ تھے جب ان میں کسی چیز میں اختلاف ہوتا تو ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو بیان کیا گیا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۲۹۹ رجالہ رجال الصحیح غیر عمرو بن مالک الجنبی وہو ثقۃ انتہی [۲] اخرج ابو یعلی [۳] وفیہ عصام بن طلیق وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۳۰۳ [۴] وعندہ ایضا [۵] وفیہ یحیی بن یعلی الاسلمی وہو ضعیف کما قال الہیثمی واخرجہ الترمذی عن انس مختصرا کما فی المشکاۃ [۶] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۴۲ [۷] واخرج الحاکم ج ۳ صفہ ۲۶۹

حضرت اسلم[1] رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی طرف جھانکا اور یہ اپنی زبان پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضؓ نے دریافت کیا اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا کہ اسی نے تو مجھ کو ہلاکت کے مقاموں میں ڈالا ہے، حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو تیزیٔ زبان کا شکوہ نہ کرتا ہو[2]

حضرت ابو وائل[3] رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضؓ صفا پہاڑی پر چڑھے اور اپنی زبان کو پکڑا اور زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا بھلی بات بول کر غنیمت جمع کرلیگی شرارت سے سکوت کر محفوظ رہے گی، اس سے قبل کہ مجھے پشیمان ہونا پڑے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اولادِ آدم کی زیادہ تر خطائیں زبان سے ہوتی ہیں،[4]

حضرت سعید[5] جریری کی روایت میں ہے ایک راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی زبان کی نوک پکڑی اور آپ کہہ رہے تھے تجھ پر بڑا افسوس ہے، بھلی بات بول کر غنیمت جمع کرے گی، شرارت سے خاموشی اختیار کر محفوظ رہیگی۔ یہ دیکھ کر اس آدمی نے کہا اے ابن عباسؓ! یہ کیا بات ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان کی نوک پکڑ کر اس طرح کہہ رہے تھے؟ فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بندہ قیامت کے دن اپنی کسی شے پر اتنا غصہ نہ ہوگا جتنا کہ اپنی زبان پر ہوگا،

حضرت ثابتؒ بنانی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شداد بن اوسؓ نے ایک دن اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی سے کہا دستر خوان لاؤ کہ ہم اس میں مشغول ہوں (یعنی کھانے پینے میں لگیں) یہ سن کر ایک آدمی نے آپ کے ساتھیوں میں سے کہا میں نے آپ سے اس جیسا کلمہ جب سے کہ آپ کے ساتھ رہا ہوں نہیں سنا، تو حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا میرے منہ سے کبھی کوئی کلمہ جب سے کہ میں حضورؐ سے جدا ہوا ہوں بغیر لگام اور نکیل چڑھائے ہوئے نہیں نکلا (یعنی جو کلمہ نکلا نپا تلا نکلا) اور خدا کی قسم! بس یہی ایک کلمہ ایسا نکلا ہے،[6] سلیمان بن موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ نے ایک دن کہا دستر خوان لاؤ ہم اس سے کھیل کریں راوی کہتے ہیں لوگوں نے اس کلمہ کی ان پر گرفت کی سلیمان بن موسیٰ رضؓ نے کہا ابو یعلیٰؓ سے جو بات سرزد ہوئی ہے

---

[1] واخرج ابو یعلی [2] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۳۰۲ رجالہ رجال الصحیح غیر موسی بن محمد بن حبان وقد وثقہ ابن حبان اھ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۳ عن اسلم مختصراً [3] واخرج الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۱۰ صفہ ۳۰۰ رجالہ رجال الصحیح [5] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۲۸ [6] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۶۵ [7] وعندہ ایضاً

کہو! جب ان سے پوچھا گیا، تو حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا اے میرے برادر زادہ! جب سے میں نے حضورؐ سے بیعت کی ہے کوئی کلمہ اس پر بغیر نکیل اور لگام چڑھائے ہوئے اس سے پہلے میں نے نہیں کہا آؤ میں تم سے بیان کروں اس کو چھوڑ دو اور اس سے بھلا لو،

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ التَّثَبُّتَ فِي الْاَمْرِ وَنَسْئَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَنَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَنَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّنَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا تَعْلَمُ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ

ترجمہ: "اے میرے اللہ! ہم تجھ سے امور میں ثابت رہنے کا سوال کرتے ہیں اور تجھ سے پختہ ہدایت طلب کرتے ہیں اور تجھ سے تیری نعمت کے شکر کرنے اور تیری اچھی عبادت کرنے کا سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے ایسے دل کے طلبگار ہیں جو درست ہو اور ایسی زبان کو طلب کرتے ہیں جو سچی ہو اور تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو تو جانتا ہے اور تیری پناہ طلب کرتے ہیں اس شر سے جسکو تو جانتا ہے" اس کو لو اور اس کو چھوڑ دو[1] اور ایک روایت[2] میں اس طرح ہے کہ حضرت شداد بن اوس نے فرمایا اس کلمہ کو تم یاد رکھنا اور مجھ سے وہ چیز یاد کرو جس کو میں کہتا ہوں پس بیشک! میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ جمع کریں تم کثرت سے ان کلمات کو کہا کرو "اے میرے اللہ! میں تجھ سے کام میں ثبات قدمی کا اور ہدایت میں پختگی کا سوال کرتا ہوں" اوپر والی دعا جیسی ذکر کی مع اس اضافہ کے۔ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ترجمہ: "اور میں تجھ سے تیری ان باتوں سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کو تو جانتا ہے بیشک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے"[3]

حضرت عیسیٰ بن عقبہؒ[4] کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں روئے زمین پر کوئی جرم طویل قید کا زبان سے زیادہ مستحق نہیں[5]، طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تم کو فضول کلام سے ڈراتا ہوں تم میں سے ہر ایک کے لئے اتنا کلام کافی ہے کہ حاجت پوری ہو جائے[6]۔ ایک روایت[7] میں اسطرح ہے کہ بروز قیامت زیادہ خطاکار انسان وہ ہوگا جو لوگوں میں سے سب میں زیادہ بیکار

---

[1] کذا رواہ سلیمان بن موسیٰ موقوفا [2] ورواہ حسان بن عطیۃ عن شداد بن اوس مرفوعا کم اسندا ابونعیم روایتہ نحو ما تقدم [3] واخرجہ ابونعیم ایضا ج ۱ ص ۲۶۶ من طریق ابی الاشعث الصنعانی وغیرہ مرفوعا نحوہ واخرجہ احمد من طریق حسان بن عطیۃ عن شداد نحوہ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۱ [4] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۳۴ [5] واخرجہ الطبرانی نحوہ باسانید ورجالہا ثقات کما قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۰۳ [6] وفیہ المسعودی وقد اختلط کما قال الہیثمی [7] وعندہ ایضا عنہ۔

بات میں لگتا ہو، [1]

حضرت علی[2] فرماتے ہیں کہ زبان تمام بدن کو درست کرنے والی ہے جب زبان درست ہوتی ہے تو تمام جوارح یعنی اعضاء درست ہوتے ہیں اور جب زبان مضطرب ہوتی ہے تو پھر اسکے لئے کوئی عضو درستگی پر نہیں رہتا۔ ایک[3] دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اپنے آپ کو اس طرح چھپا کہ تیرا تذکرہ نہ کیا جانے اور خاموشی اختیار کر کہ تو محفوظ رہے۔ ایک[4] روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خاموشی جنت کی طرف بلانے والی ہے۔ ایک[5] اور روایت میں ہے حضرت علیؓ نے فرمایا

لا تفش سرّک الّا الیک (۱) فان لکل نصیح نصیحا

فانی رأیت غواۃ الرجال (۲) لا یدعون ادیما صحیحا [6]

ترجمہ اشعار

۱ اپنے بھید کو اپنے سوا کسی پر ظاہر نہ کر، ہر نصیحت کرنے والے کے لئے یا خالص دوست کے لئے ایک اور نصیحت کرنے والا یا خالص دوست ہوتا ہے،

۲ میں نے لوگوں کی جماعتوں کو دیکھا ہے کہ اچھے چمڑے کو چھوڑا نہیں کرتے ہیں،

حضرت[7] ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ خاموشی کو اسی طرح پر سیکھو جس طرح تم گویائی کو سیکھتے ہو، خاموشی بہت بڑی بردباری ہے اور بات کرنے سے زیادہ سننے کا حریص ہوجا اور کسی ایسی شے کے بارے میں بات مت کر جو تیرا مقصود نہ ہو اور بغیر تعجب کے ہنسنے والا مت ہو اور غیر حاجت کی طرف چلنے والا مت بن[8]، ایک[9] روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ مومن میں کوئی بوٹی ایسی نہیں جو اللہ کو زیادہ محبوب ہو سوائے اسکی زبان کے جس کے ذریعہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور کافر میں کوئی بوٹی ایسی نہیں جو اللہ کو بہت بری لگے سوائے اسکی زبان کے جس کے ذریعہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ حضرت[10] ابن عمرؓ نے فرمایا بندہ کی زیادہ پاک رکھے جانے کے قابل اسکی زبان ہے، حضرت[11] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ بندہ پرہیزگار نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے (جس طرح خزانے کی حفاظت کی جاتی ہے)

---

[1] و رجالہ ثقات کما قال الہیثمی [2] و اخرج ابن ابی الدنیا فی الصمت [3] و عندہ ایضا عنہ [4] و عندہ ایضا عنہ [5] و عندہ ایضا عنہ [6] و عندہ ایضا عنہ [7] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۵۸ [8] و اخرج ابن عساکر [8] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۹ [9] و عند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۲۰ عنہ [10] و اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۷ [11] و اخرج ابن سعد ج ۷ صفحہ ۲۲

کلام

کلامِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بات کرتے تھے کہ اگر اسے گننے والا گننا چاہتا تو گن لیتا،[1] نیز بخاری میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ خبردار! تجھے فلاں کا باپ تعجب میں نہ ڈالے جو آیا اور میرے حجرہ کی ایک جانب بیٹھ کر حضورؐ کی حدیث بیان کی، مجھے وہ سنانا چاہتا تھا اور میں نفل میں مشغول تھی اور وہ اس سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا کہ میں اپنے نفل سے فارغ ہوں اور اگر میں اسے پالیتی تو اس کا رد کرتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے بات نہیں کرتے تھے جس طرح تیزی سے لگاتار تم بات کرتے ہو۔[2] —— دیگر روایات میں اس طرح ہے کیا تجھے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے تعجب نہیں ہوتا؟ اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضؓ نے وہی بیان کیا —— امام احمد کی روایت میں حضرت عائشہ رضؓ سے اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام علیحدہ علیحدہ ہوتا تھا جس کو ہر شخص سمجھ لیتا تھا آپؐ لگاتار بلا فصل بات کئے نہیں چلے جاتے تھے،[3] حضرت[4] جابر رضؓ یا ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے کلام میں ٹھہراؤ اور مہلت ہوتی تھی۔ حضرت[5] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ جب کوئی کلمہ فرماتے تھے تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرتے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے اور انھیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے[6] (ایک سلام اجازت طلب کرنے کا، اور ایک سلام پاس پہونچ کر اور ایک سلام واپسی کے وقت) —— حضرت[7] ثمامہ بن انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضؓ بھی جب کلام کرتے تو تین مرتبہ کلام کرتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام کرتے تو تین مرتبہ کلام کرتے تھے، اور جب جب اجازت طلب کرتے تھے تو تین مرتبہ اجازت طلب کرتے تھے، حضرت[8] ثمامہ بن انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ جب کلام کرتے تھے تو تین مرتبہ اعادہ کرتے تاکہ آپؐ سے لوگ وہ بات سمجھ لیں[9]

---

[1] اخرج البخاری [2] وقد رواہ احمد ومسلم وابوداؤد [3] وقد رواہ ابوداؤد [4] وعند ابی یعلی [5] وعند احمد [6] ورواہ البخاری [7] وعند احمد [8] وعند الترمذی [9] ثم قال الترمذی حسن صحیح غریب،

حضرت ابو ہریرہ رضؓ[1] فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں ایسے کلام کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں جو انتہائی جامع ہے (یعنی الفاظ کم اور مطالب زیادہ) اور میری امداد رعب سے کی گئی ہے (کہ میرے دشمنوں کو اللہ پاک نے مجھ سے مرعوب کر دیا ہے) اور اس حال میں کہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں[2]

حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ[3] فرماتے ہیں کہ حضورؐ جب تشریف فرما ہوتے اور گفتگو فرماتے تو بسا اوقات اپنی نظریں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے[4]

حضرت عمرو بن عاص رضؓ[5] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ مبارک سے اور اپنی گفتگو میں قوم کے زیادہ شریر آدمی کی طرف توجہ فرماتے اس طریقہ سے ان کی تالیفِ قلوب ہوتی، چنانچہ آپؐ میری طرف چہرہ کرتے اور مجھ سے بات کرتے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں قوم میں سے سب میں بھلا ہوں اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں زیادہ بھلا ہوں یا ابوبکر رضؓ؟ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں زیادہ بھلا ہوں یا عمرؓ؟ آپؐ نے فرمایا عمرؓ، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں زیادہ بھلا ہوں یا عثمان رضؓ؟ آپؐ نے فرمایا عثمانؓ۔ اسکے بعد جب میں نے آپؐ سے تصریحاً سوال کیا تو آپؐ نے بلا رعایت صحیح صحیح فرمایا۔ (میری مدارات میں مجھے افضل نہیں فرمایا مجھے اپنی اس حرکت پر بعد میں ندامت ہوئی) اس کے بعد مجھے یہ بات پسند ہوئی کہ میں نے آپؐ سے پوچھا نہ ہوتا[6]

ہنسنا اور مسکرانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا

حضرت عائشہ رضؓ[7] فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضور علیہ السلام پورے طریقہ پر ہنسے ہوں، کہ آپؐ کے حلق کا کوا نظر آجائے، آپؐ تو مسکرایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضؓ[8] فرماتے ہیں میں نے کسی کو آپؐ سے زیادہ مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا، انھیں سے ایک روایت[9]

---

[1] وعندا احمد [2] وہکذا رواہ البخاری [3] وعند ابن اسحاق [4] وہکذا رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب من حدیث ابن اسحاق کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۳ و ۴۴ [5] واخرج الترمذی فی الشمائل صفحہ ۲۵ [6] واخرجہ الطبرانی عنہ نحوہ واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۵ وقال فی الصحیح بعضہ بغیر سیاقہ [7] واخرج الشیخان [8] وعند الترمذی [9] وعندہ ایضا عنہ

میں ہے یہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ہنسنا صرف تبسم فرمانا تھا۔[۱] ــــ حضرت سماک بن حربؓ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضورؐ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ فرمایا ہاں! بہت زیادہ، حضور علیہ السلام اپنے اس مصلے سے جس پر کہ آپؐ صبح کی نماز ادا فرماتے سورج کے نکلنے تک اٹھا نہیں کرتے تھے جب سورج نکل آتا تھا تب آپؐ تشریف لے جاتے تھے، لوگ باتیں کرتے رہتے، اپنے زمانۂ جاہلیت کے قصے چھیڑتے اور حضورؐ مسکرایا کرتے تھے۔[۲] سماکؒ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے پوچھا کیا آپ حضورؐ کے پاس بیٹھتے تھے؟ کہا ہاں! آپؐ کم خاموشی والے اور بہت کم ہنسنے والے تھے، آپؐ کے صحابہؓ بسا اوقات آپؐ کے پاس شعر پڑھتے اور بسا اوقات اپنی کچھ باتیں بیان کرتے اور ہنستے اور آپؐ بھی بسا اوقات مسکرا دیتے۔[۳]

حضرت حصینؓ بن یزید کلبیؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستا نہیں دیکھا آپؐ تو مسکرایا کرتے تھے، اور بسا اوقات حضورؐ نے بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا۔[۵]

حضرت عمرہؒ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ جب اپنی ازواج کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تمہارے آدمیوں کی طرح آپؐ بھی ایک آدمی تھے مگر آپؐ تمام لوگوں میں سے زیادہ بزرگ اور نرم طبیعت انسان تھے، اور آپؐ تبسم فرمایا کرتے تھے۔[۸]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی یا آپؐ وعظ فرماتے تو آپؐ کی یہ کیفیت ہوتی کہ میں کہتا کہ آپؐ اُس قوم کو ڈرانے والے ہیں جن پر عذاب آیا چاہتا ہے، جب آپؐ سے وحی اور وعظ کی حالت ختم ہوتی تو میں دیکھتا کہ آپؐ کا چہرہ تمام لوگوں میں سے زیادہ روشن ہے اور آپؐ تمام لوگوں میں سے زیادہ ہنسنے والے اور تمام انسانوں سے زیادہ حسین لبشر تھے۔[۱۰] ــــ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ تمام لوگوں میں سے زیادہ ہنس مکھ اور سب سے زیادہ اچھی طبیعت کے انسان تھے۔[۱۲]

حضرت عامر بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعدؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم خندق میں اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپؐ کی ڈاڑھیں دکھائی دے گئی تھیں راوی

---

[۱] وقال صحیح [۲] وعند مسلم [۳] وعند الطیالسی [۴] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۱ و ۴۲ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفحہ ۳۷۲ عن سماک نحوہ [۵] واخرج ابو نعیم وابن عساکر [۶] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲ واخرجہ ابن قانع عن الحصین نحوہ ولم یذکر ربما شد۔ الی آخرہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۹ [۷] واخرج الخرائطی والحاکم [۸] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷ واخرجہ ابن عساکر عن عمرۃ نحوہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۲ واخرجہ ابن سعد ج ۱ صفحہ ۹۱ بمعناہ [۹] واخرج البزار [۱۰] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷ اسنادہ حسن [۱۱] وعند الطبرانی [۱۲] وفیہ علی بن یزید الالہانی وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۷ [۱۳] واخرج الترمذی فی الشمائل صفحہ ۱۶

کہتے ہیں میں نے دریافت کیا کہ یہ کس طرح ہوا؟ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس ڈھال تھی اور سعد گو بڑے تیرانداز تھے مگر وہ شخص ڈھال کو ادھر اُدھر پھراتا تھا جس سے اپنی پیشانی کو بچاتا تھا حضرت سعدؓ نے اس کے لئے تیر نکالا جیسے ہی اس شخص نے اپنا سر اونچا کیا حضرت سعدؓ نے اسے تیر مارا تیر نے اس کی پیشانی سے خطا نہیں کی چنانچہ وہ گرا اور اس کے پیر اٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور اتنا کہ آپؐ کی ڈاڑھ نظر آگئی، میں نے حضرت سعدؓ سے پوچھا حضورؐ کس سبب سے ہنسے تھے؟ حضرت عامرؓ نے کہا کہ حضرت سعدؓ کے اس فعل سے جسے اس آدمی کے ساتھ کیا،

حضرت ابوہریرہ[1] رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میں ہلاک ہو گیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا آپؐ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر اس شخص نے کہا غلام میرے پاس نہیں؟ آپؐ نے فرمایا تو پھر مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ، اس نے کہا مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں آپؐ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا، اس نے کہا مجھ میں اس کی بھی وسعت نہیں، اتنے میں حضورؐ کے پاس ایک بورا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں آپؐ نے دریافت کیا سائل کہاں ہے؟ اسے (لے جاکر) صدقہ کر دے اس شخص نے عرض کیا، کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ خدا کی قسم (مدینہ کی دونوں پتھریلی سرزمین کے درمیان مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں۔ (یہ سنکر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپؐ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو تم گھر والے اسے کھا لینا

حضرت ابوذر[2] رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا اور اس آدمی کو جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائیگا، بروز قیامت ایک شخص کو لایا جائیگا اور کہا جائیگا کہ اس شخص پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو، اور اس کے بڑے گناہوں کو اس سے چھپالو، اس کے بعد اس سے کہا جائیگا تو نے فلاں روز ایسے اور ایسے گناہ کئے ہیں؟ وہ اقرار کریگا اور انکار نہ کریگا اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، (اللہ کی طرف سے) اس کے لئے کہا جائیگا کہ اس شخص کو اس کی ہر برائی کے بدلہ جو اس نے کی ہے نیکی لکھدو تو یہ عرض کریگا میرے لئے اور بہت سے گناہ ہیں جن کو میں اس جگہ نہیں دیکھ رہا ہوں حضرت ابوذر رضؓ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ فرماکر حضورؐ ایسا ہنسے کہ آپؐ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں، حضرت عبداللہ[3] بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں

---

[1] واخرج البخاری فی صحیح ج ۲ صفہ ۸۹۹ [2] واخرج الترمذی فی الشمائل صفہ ۱۶ [3] وعندہ ایضاً

جو جہنم سے سب میں آخر میں نکالا جائیگا، ایک آدمی ہوگا جو جہنم سے سرین کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اس سے کہا جائیگا چل! جنت میں داخل ہو جا آپؐ نے فرمایا وہ جائیگا کہ جنت میں داخل ہو تو تمام لوگوں کو پائیگا کہ سب نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے تو وہ لوٹے گا اور کہے گا اے میرے رب! لوگوں نے تو منازل پر قبضہ کر لیا تو اس سے دریافت کیا جائیگا کیا تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا تو یہ کہیگا کہ ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ اس سے کہا جائیگا تمنا کر آپؐ نے فرمایا تو وہ تمنا کریگا تو اس سے کہا جائیگا کہ تیرے لئے جو تو نے تمنا کی ہے وہ بھی اور دنیا بھر کا دس گنا دیا گیا آپؐ فرماتے ہیں تو یہ شخص کہے گا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ حالانکہ تو بادشاہ ہے، مالک ہے (وہاں تو ذرا سی بھی جگہ نہیں) راوی کہتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ فرما کر) ایسا ہنسے کہ آپؐ کی ڈاڑھیں نظر آگئیں،

وقار

حضرت[۱] خارجہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹھنے میں تمام لوگوں سے زیادہ باوقار رہتے تھے اپنے دست و پا کا کوئی حصہ بے قاعدگی کے ساتھ باہر نہیں ہونے دیتے تھے،[۲]

حضرت[۳] شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باتیں کرتے اور ان میں حضرت معاذ بن جبلؓ بھی ہوتے تو صحابۂ کرامؓ ان کی طرف ڈرتے ہوئے دیکھتے؛ ـــــ ابو مسلم خولانیؒ کہتے ہیں کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو اچانک اس میں تیس ادھیڑ عمر کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور انھیں میں ایک جوان تھا جس کی آنکھیں سرگیں تھیں اگلے دانت روشن تھے جو بات نہیں کر رہا تھا خاموش تھا، اگر قوم کو کسی بات میں شک ہو جاتا تو اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوتے اور اس سے پوچھ لیتے، میں نے اپنے برابر بیٹھنے والے سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں، یہ سن کر میرے جی میں ان کی محبت گھر کر گئی، میں ان حضرات کے پاس ان کے جدا ہونے تک بیٹھا رہا، ـــــ ایک[۴] دوسری روایت میں ہے ابو مسلمؒ کہتے ہیں کہ یہ ایک روز مسجد میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوئے اور یہ سبھی حضرات موجود تھے، حضرت عمرؓ کا شروع دورِ خلافت تھا راوی کہتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں بیٹھ گیا جس میں تیس سے اوپر لوگ تھے ہر ایک ان میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا تذکرہ کر رہا تھا اور اس حلقہ میں ایک نوجوان گندمی رنگ والا، شیریں گفتگو، چمکدار تھا جوان تمام لوگوں

---

۱ اخرج القاضی عیاض فی الشفاء ۲ واخرجہ ابو داؤد فی المراسیل کما فی شرح الشفاء للخفاجی ج ۲ ص ۱۱۷
۳ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۲۳۱ ۴ وعندہ ایضاً ۵ وعندہ ایضاً۔

سے عمر میں جوان تھا جب ان حضرات پر اپنی باتوں میں سے کسی چیز میں شبہ پڑ جاتا تو اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے تو وہ ان حضرات سے ان کی حدیث کو بیان کرتا اور بغیر ان حضرات کے پوچھے وہ کچھ نہ کہتا خاموش رہتا، میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں معاذ بن جبل ہوں،

غصہ کو پی جانا

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو سخت، سست کہا تو حضرت ابو برزہؓ نے کہا کیا میں اس آدمی کی گردن نہ مار دوں؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ حق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہیں پہونچتا[۲] ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ کسی بندے نے غصہ کے گھونٹ سے بہتر دودھ یا شہد کا گھونٹ نہیں پیا[۴]

غیرت

حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ فلاں شخص میرے باپ کی بیوی کے پاس داخل ہوتا ہے؟ حضرت اُبیؓ بول پڑے کہ اگر میں ہوتا تو اس کی گردن تلوار سے اڑا دیتا یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپؐ نے فرمایا اے اُبی! تم کس قدر غیرت مند ہو؟ اور میں تجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ پاک مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے،[۵]

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو میں اس کو تلوار کی دھار سے نہ کہ چوڑی طرف سے ضرور قتل کر دوں، جب اس کی اطلاع سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی، آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم! میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت دار ہے، اور اللہ ہی کی غیرت کی وجہ سے ہے کہ اس نے ہر فحش کام کو جو ظاہر میں ہو یا باطن میں حرام

---

[۱] اخرج الطیالسی واحمد والحمیدی وابوداؤد والترمذی وابویعلی وسعید بن منصور وغیرہم [۲] کذافی منتخب ج ۲ صفحہ ۱۶۱ [۳] واخرج احمد فی الزہد [۴] کذافی الکنز [۵] اخرج ابن عساکر [۶] کذافی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۳۲ [۷] واخرج الشیخان

قرار دیا ہے، اور کسی کو اللہ کی بہ نسبت معذرت زیادہ محبوب نہیں، اسی وجہ سے اللہ پاک نے ڈرانے والے اور بشارت دینے والے (انبیاء) بھیجے اور کسی کو اللہ کی بہ نسبت اپنی تعریف زیادہ پسند نہیں، اور اسی سبب سے اللہ پاک نے جنت کا وعدہ کیا ہے ـــــ حضرت[۱] ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضؓ نے کہا کہ اگر میں اپنی گھر والی کے پاس کسی آدمی کو پاؤں تو اسے ہاتھ نہ لگاؤں جب تک کہ اس بات پر چار گواہ نہ لاؤں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی کرنا ہوگا، حضرت سعد رضؓ نے کہا ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے میں تو اس شخص پر اس سے پہلے ہی تلوار سے وار کر دونگا، تو آپؐ نے فرمایا (اے لوگو!) اسے سنو جو تمہارا سردار کہہ رہا ہے بیشک! یہ غیر تمند ہے اور میں اس سے زیادہ غیر تمند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیر تمند ہے[۲] ـــــ حضرت[۳] ابن عباس رضؓ سے ایک طویل روایت ہے ان کی حدیث میں ہے کہ حضرات انصار رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت سعد رضؓ کو ملامت نہ کیجئے یہ بڑے غیر تمند آدمی ہیں انھوں نے کبھی سوائے کنواری کے کسی اور عورت سے شادی نہیں کی، اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی عورت کو انھوں نے طلاق دی ہو اور ہم میں سے کسی آدمی نے اس عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی ان کی شدتِ غیرت کی وجہ سے جرأت کی ہو، اور حضرت سعد رضؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ نے جو فرمایا وہ حق ہے اور اللہ کی جانب سے ہے لیکن مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ میں اس فاحشہ کو اس حالت میں پاؤں کہ کوئی آدمی اس کی ران میں ران دیئے پڑا ہو (اس بات سے میرے خون میں ہیجان نہ پیدا ہو) اور میں نہ اسے اٹھاؤں اور نہ اسے حرکت دوں؟ جب تک کہ چار گواہ نہ لے آؤں، پس خدا کی قسم! میں گواہوں کو لینے نہ جاؤنگا کہ یہ اتنی دیر میں اپنی حاجت پوری کرے،[۴]

حضرت[۵] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے میں نے اس بات سے بڑی غیرت محسوس کی جب آپؐ آئے آپؐ نے مجھے دیکھا جو کچھ کہ میں کر رہی تھی تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے کیا ہوگیا؟ کیا تجھے غیرت آئی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا چیز مانع ہے کہ میری جیسی آپ جیسے پر غیرت نہ کھائے؟ تو حضورؐ نے فرمایا تیرے پاس تو تیرا شیطان آگیا تھا حضرت عائشہ رضؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا اور آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ہاں! لیکن اللہ پاک نے میری امداد

---

[۱] وعند مسلم [۲] کذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۲۷۸ [۳] واخرجہ ابو یعلی [۴] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۲ رواہ ابو یعلی والسیاق له واحمد باختصار عنه ومداره علی عباد بن منصور وهو ضعیف [۵] واخرج مسلم

کی کہ میں اس سے محفوظ رہتا ہوں یا (یہ معنی ہیں کہ) وہ شیطان اسلام لے آیا ہے[۱]۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے شادی کرلی تو میں انتہائی رنجیدہ ہوئی چونکہ لوگوں نے مجھ سے حضرت اُمّ سلمہؓ کے جمال کا تذکرہ کیا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں تو میں نے ان کے دیکھنے کے لئے حیلہ جوئی کی یہاں تک کہ میں نے انھیں دیکھا تو خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ وہ اس سے کئی گنا حسن وجمال میں زیادہ تھیں جو مجھ سے بیان کیا گیا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کا تذکرہ حضرت حفصہؓ سے کیا اور ان دونوں میں بہت اتحاد واتفاق تھا۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ تمہاری غیرت کے علاوہ اور کچھ نہیں، وہ ایسی حسین نہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں، چنانچہ حضرت حفصہؓ نے کسی حیلہ سے انھیں دیکھا اور کہا میں انھیں دیکھ آئی خدا کی قسم! وہ ایسی نہیں۔ جیسے کہ تو کہتی ہے، اور نہ اس کے قریب ہے، ہاں وہ خوبصورت ضرور ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد پھر میں نے اُمّ سلمہؓ کو دیکھا تو میری عمر کی قسم! ایسی ہی نکلی جیسا کہ حضرت حفصہؓ نے کہا تھا، لیکن میں نے (جب انھیں پہلے دیکھا تھا) تو میں کچھ اور ہی تھی[۲]۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کیا مجھے تمہاری عورتوں کی یہ اطلاع نہیں پہونچی کہ وہ عجمی لوگوں سے بازار میں ٹکراتی پھرتی ہیں؟ کیا تم لوگوں کو اس بات سے غیرت نہیں آتی؟ جس میں غیرت نہیں اس میں خیر نہیں، و نیز حضرت علیؓ فرماتے ہیں غیرت دو قسم کی ہے، ایک غیرت اچھی اور بہتر ہے جسکے ذریعہ انسان اپنے اہل کی اصلاح کرتا ہے اور ایک وہ غیرت ہے جو اسے جہنم میں داخل کرتی ہے[۳]۔

---

[۱] کذا فی المشکاۃ صفحہ ۲۸۰ [۲] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۹۴ [۳] واخرج رستہ وعندہ ایضاً
[۳] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۶۱

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

یعنی

بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا، اے ابن مسعود! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! اسی طرح تین مرتبہ آپؐ نے کہا اور میں نے تینوں مرتبہ لبیک یا رسول اللہ! کہی، آپؐ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ لوگوں میں سے کون زیادہ افضل ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ لوگوں میں افضل وہ ہیں۔ جو عمل میں افضل ہوں بشرطیکہ دین میں سمجھ داری سے کام لیں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، اے ابن مسعود! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا لوگوں میں زیادہ عالم وہ ہے جو حق کی سب سے زیادہ نگہداشت کرے، جس وقت کہ لوگوں میں اختلاف ہو اگرچہ عمل میں کوتاہی برتتا ہو، اور اگرچہ اپنے سرین کے بل گھسٹتا ہوا چلتا ہو، اور وہ لوگ جو مجھ سے پہلے تھے اختلاف میں ان کے بہتر[۷۲] فرقے ہوئے، ان میں سے تین فرقے نجات پا گئے اور باقی سارے فرقے ہلاک ہوئے، ایک فرقہ تو وہ جنہوں نے بادشاہوں سے مقابلہ کیا اور ان سے اپنے دین اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جہاد کیا، یہ پکڑے گئے، قتل کئے گئے، آروں سے انہیں چیرا گیا، دوسرا وہ فرقہ کہ ان میں بادشاہوں کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی اور نہ اس بات کی کہ ان کے درمیان ٹھہریں اور ان کو اللہ اور دین عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف انہیں دعوت دیں تو انھوں نے شہروں کا سفر کیا، اور راہب بن گئے۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ پاک

---

[۱] اخرج الطبرانی

فرماتا ہے: وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (سورۂ حدید ع ۴)

ترجمہ "اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا، ہم نے اس کو اُن پر واجب نہ کیا تھا، لیکن اُنہوں نے حق تعالٰے کی رضا کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا، سو اُنہوں نے اس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی، سو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے، ہم نے ان کو ان کا اجر (موعود) دیا اور زیادہ ان میں نافرمان ہیں۔"

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایمان لے آیا، اور اس نے میری تصدیق کی اور میرا اتباع کیا تو اس نے اپنی رہبانیت کی پوری پوری رعایت کی اور جس نے میرا اتباع نہ کیا تو یہی لوگ ہلاک ہونے والے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ ان میں سے ایک فرقہ بادشاہوں اور سرکش لوگوں میں ٹھہرا رہا، دین عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت دی تو یہ فرقہ پکڑا گیا تو آروں سے چیر کر قتل کیا گیا، اور وہ بھی آگ میں جلایا گیا مگر اس نے صبر سے کام لیا۔ اور اللہ تعالٰے سے مل گیا۔ باقی مضمون اُوپر جیسی روایت والا ہے۔[1]

حضرت معاذ بن جبل رض[2] فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا تم اپنے رب کی جانب سے ایک وسیع شاہراہ پر ہو، جب تک کہ تم میں دو نشے ظاہر نہ ہوں، ایک نشہ جہالت کا اور ایک نشہ خوش عیشی کی محبت کا تم امر بالمعروف کرتے رہوگے اور بُری بات سے روکتے رہوگے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہوگے مگر جب تم پر حُبِ دنیا غالب آجائے گی تو نہ تم امر بالمعروف کروگے اور نہ نہی عن المنکر اور نہ اللہ کے راستہ میں جہاد، ایسے دنوں میں کتاب اور سنت کے بیان کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے، پہلے مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے مانند ہوں گے۔[3]

حضرت انس رض[4] فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ قوم نہ

---

[1] قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۶ رواہ الطبرانی باسنادین ورجال احدہما رجال الصحیح غیر بکیر بن معروف وثقہ احمد وغیرہ وفیہ ضعف انتہی [2] واخرج البزار۔
[3] قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۷۱ وفیہ الحسن بن بشر وثقہ ابوحاتم وغیرہ وفیہ ضعف انتہی۔
[4] واخرج البیہقی والنقاش فی معجمہ وابن النجار عن واقد بن سلامۃ عن یزید الرقاشی

بتادوں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہدار، لیکن بروز قیامت انبیار اور شہدار ان کے مراتب پر غبطہ کریں گے۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی طرف سے نور کے ممبروں پر ہوں گے اور پہچانے جارہے ہوں گے، صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا دوست بنائیں گے اور اللہ کو اس کے بندوں کا دوست بنائیں گے اور زمین پر امر بالمعروف کرتے ہوئے چلتے ہیں، میں نے کہا یہ بات کہ اللہ پاک کو اللہ کے بندوں کا محبوب بنادے (یہ تو ٹھیک ہے) مگر یہ لوگ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنادیتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا لوگوں کو ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے، جب لوگ ان کا کہنا مان لیتے ہیں، تو ان کو اللہ عزوجل دوست بنالیتا ہے[1]

حضرت حذیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب ترک کر دیا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بھلے لوگوں کے اعمال کے سردار ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، اس وقت جب کہ تمہیں وہ بات لگے جو بنی اسرائیل کو لگی تھی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بنی اسرائیل کو کیا بات لگی تھی؟ آپؐ نے فرمایا جب تمہارے بھلے تمہارے فاجروں سے حق گوئی میں نرمی برتیں اور فقہ تمہارے شریر لوگوں میں پہنچ جائے اور حکومت نوعمروں میں، ایسے وقت میں تم کو فتنے گھیر لیں گے۔ تم فتنوں میں بار بار پڑو گے اور فتنے تم پر بار بار واقع ہوں گے[2]

حضرت قیس بن ابی حازم رضؓ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ ہوئے ممبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (سورہ مائدہ ع ۱۴) **ترجمہ**: "اے ایمان والو اپنی فکر کرو۔ جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"

---

[1] رواہ قد و یزید ضعیفان کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [2] واخرج الطبرانی فی الاوسط [3] وفیہ عمار بن سیف وثقہ العجلی وغیرہ وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف کما قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۸۶ واخرجہ ایضاً ابن عساکر وابن النجار عن انس رضؓ وابن ابی الدنیا عن عائشۃ رضؓ بمعناہ کما فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [4] واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد وعبد بن حمید والعدنی وابن منیع والحمیدی وابو داؤد والترمذی وقال حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ وابو یعلی و ابو نعیم فی المعرفۃ والدارقطنی فی العلل وقال جمیع رواتہ ثقات والبیہقی وسعید بن منصور وغیرہم

اور اس کو اس کے موقع ومحل پر نہیں رکھتے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ لوگ جب خلافِ شرع بات کو دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو بہت قریب ہے کہ اللہ پاک ان سب پر عذاب نازل کر دے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ممبر نبوی پر تشریف لائے جس دن کہ ان کا نام خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑا، اللہ کی تعریف اور ثنا کی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس جگہ رکھے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہوتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپؐ اسی جگہ میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے اس آیت کی توجیہہ فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (سورۂ مائدہ ع ۱۴)

پھر اس کی تفسیر بیان کی، آپؐ کی تفسیر ہمارے لئے یہ ہوئی کہ آپؐ نے فرمایا ہاں! کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خلافِ شرع بات کی جاتی ہو اور اس میں قباحت کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور یہ قوم نہ اس فساد کو دور کرے اور نہ کوئی اس پر انکار کرے۔ مگر اللہ پاک پر حق ہے کہ ان سب کو گرفتارِ سزا کرے اور ان کی دعا اور فریاد کو قبول نہ کرے۔" اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی دو انگلیاں دونوں کانوں میں ڈال کر فرمایا کہ اگر میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں[۲]

حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم لوگوں کے سامنے گناہ کا کام کرتی ہے اور یہ لوگ ان معاصی کرنے والوں سے قوی ہیں اور یہ اُسے نہ بدلیں تو اللہ پاک اُن پر مصیبت نازل فرماتا ہے اور پھر اس مصیبت کو ان پر سے ہٹاتا نہیں[۳]

حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ تمہیں اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ جب تم کسی بیوقوف کو دیکھتے ہو کہ وہ لوگوں کی بے آبروئی کر رہا ہے تو اس کا رد کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے

---

[۱] وعند ابن مردویہ [۲] کذا فی کنز العمال ج ۲ صـ ۱۳۸ [۳] واخرج البیہقی [۴] کذا فی کنز العمال ج ۲ صـ ۱۳۸ [۵] و اخرج ابن ابی شیبۃ وابوعبید فی الغریب وابن ابی الدنیا فی الصمت۔

عرض کیا کہ ہم اس کی زبان سے ڈرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اس بات نے تو تمہیں اس کے قریب کر دیا کہ جیسے تم ان بد معاشوں کے گواہ ہو گئے ہو۔[۱]

حضرت عثمانؓ[۲] فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، اس سے پہلے پہلے کہ تمہارے اوپر تمہارے شریر مسلط کر دیئے جائیں اور ان پر تمہارے بھلے بد دعا کریں مگر اس دعا کی اجابت نہ کی جائے[۳]

حضرت علیؓ[۴] فرماتے ہیں کہ تم ضرور امر بالمعروف اور ضرور نہی عن المنکر کرو اور ضرور اللہ کے امر میں کوشش کرو، کیا تم میں کچھ لوگ ایسے نہیں جو تمہیں ستاتے ہیں؟ اور اللہ پاک انہیں مبتلائے عذاب کرتا ہے۔

حضرت حارثؓ کی روایت میں اس طرح ہے تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ پاک تم پر تمہارے شریروں کو مسلط کر دے گا۔ پھر تمہارے بھلے دعا کریں گے اور قبول نہ کی جائے گی —— حضرت ابن ابی حاتمؓ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:۔ "اے لوگو! اسی وجہ سے تم سے پہلے لوگ ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ معاصی کا ارتکاب کرتے تھے اور ان کو اُن کے علماء اور مشائخ نے منع نہیں کیا جب قوم معاصی میں حد سے تجاوز کر گئی اور ان کے علماء اور مشائخ نے منع نہیں کیا تو وہ سب گرفتارِ عذاب ہوئے لہٰذا تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو اس سے پہلے کہ تم پر وہ مصائب اُتریں جو اُن پر اُترے تھے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ تو رزق کو کاٹتی ہے، اور نہ موت کو قریب لاتی ہے[۵]

حضرت علیؓ[۶] فرماتے ہیں:۔ جہاد تین قسم کے ہیں (۱) ہاتھ کا جہاد (۲) زبان کا جہاد (۳) دل کا جہاد۔ پس وہ جہاد جو مغلوب ہو جاتا ہے، ہاتھ کا جہاد ہے۔ اس کے بعد زبان کا جہاد ہے، اس کے بعد مغلوب ہونے والا دل کا جہاد ہے۔ جب دل امر بالمعروف کو نہ پہچانے اور منکرات کا انکار نہ کرے اوندھا ہو جاتا ہے۔ اس کا اُوپر کا حصہ نیچے چلا جاتا ہے، اور نیچے کا حصہ اُوپر چلا جاتا ہے —— ایک[۷] اور روایت

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [۲] واخرج ابن ابی شیبۃ [۳] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [۴] واخرج ابن ابی شیبۃ [۵] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [۶] واخرج مسدد والبیہقی وصححہ۔
[۷] عند ابن ابی شیبۃ وابی نعیم ونصر فی الحجۃ۔

میں ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اول ان جہادوں میں کا جس میں تم مغلوب ہو جاؤ گے تمہارے ہاتھوں کا جہاد ہے۔ اور اس کے بعد دل کا جہاد ہے۔ پس دل نے بھلی بات کو نہ پہچانا اور بری بات کا منکر نہ ہوا تو اس دل کا اوپر کا حصہ نیچے کی طرف اوندھا کر دیا جاتا ہے، جیساکہ مشکیزہ کا سر نیچے کر دیتے ہیں تو جو کچھ اس میں ہوتا ہے گر جاتا ہے[۵۱]

حضرت طارق[۵۲] بن شہابؓ کہتے ہیں کہ عتریس بن عرقوب شیبانیؓ حضرت عبداللہؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کی وہ تباہ ہو گیا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا بلکہ وہ شخص بھی ہلاک ہو گیا جس کے دل نے معروف کو نہ پہچانا اور بُری بات کا انکار نہ کیا[۵۳]

حضرت عبداللہ[۵۴] بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آدمی تو صرف تین ہی ہیں اور ان کے علاوہ میں کوئی بھلائی نہیں ایک وہ آدمی جس نے کسی جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہی ہے تو اُس نے بھی اپنے جان ومال سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا دوسرا وہ شخص جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا، بھلی بات کا حکم دیا اور بُری بات سے روکا۔ تیسرا وہ شخص جس نے حق بات کو اپنے دل میں جگہ دی۔[۵۵]

حضرت عبداللہ[۵۶] بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ منافقین سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرو، اور اس کی استطاعت نہ ہو اور اس کی ہو کہ ان کے چہرے کے سامنے اپنے چہرے پر سلوٹیں ڈال لو تو ڈال لو[۵۷]

حضرت عبداللہ[۵۸] بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تم بُری بات کو دیکھو اور تمہیں اس کے دفع کی قدرت نہ ہو تو تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ پاک جان لے کہ تم اسے دل سے برا سمجھتے ہو[۵۹] ایک[۶۰] روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ

---

[۵۱] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۳۹ [۵۲] واخرج الطبرانی [۵۳] قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۷۵ رجالہ رجال الصحیح اھ واخرجہ ایضاً ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۲ ص ۱۳۵ عن طارق مثلہ وابن ابی شیبۃ ونعیم فی الفتن عن ابن مسعودؓ نحوہ کما فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۰ [۵۴] واخرج الطبرانی [۵۵] قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۷۶ وفیہ من لم اعرفہ [۵۶] واخرج ابن عساکر [۵۷] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۱ واخرج الطبرانی عنہ بمعناہ قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۷۶ رواہ الطبرانی باسنادین فی احدہما شریک وہو حسن الحدیث وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی۔

[۵۸] واخرج ابن ابی شیبۃ ونعیم۔

[۵۹] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۱۴۰ [۶۰] وعندہما ایضاً عنہ

ایک آدمی ایک معصیت کے پاس حاضر تھا جو کی جارہی تھی۔ اس نے اسے مکروہ سمجھا تو یہ اس شخص کی طرح ہوگا جو اس معصیت کے پاس نہیں تھا اور جو اس معصیت کے پاس نہیں تھا، لیکن اس معصیت سے راضی ہوا تو یہ اس طرح ہوگا جیسے معصیت کے پاس حاضر تھا — ایک اور[۵۱] روایت میں ہے کہ عنقریب ایسے امور ہوں گے جو غائبین میں سے ان امور سے راضی رہا وہ ایسا ہوگا کہ جو اس معصیت پر حاضر رہا، اور جس نے حاضرین میں سے اسے مکروہ سمجھا وہ اس طرح ہوگا جیسے اس معصیت کے پاس سے غائب تھا۔[۵۲]

حضرت عبداللہ[۵۳]رضؓ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ چلے جائیں گے اور گذر چکیں گے، ایسے شک والے باقی رہیں گے کہ نہ تو وہ بھلی بات کو پہچانتے ہوں گے، اور نہ وہ کسی منکر بات کا انکار کریں گے۔[۵۴]

حضرت ابو رقاد[۵۵]رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آقا کے ساتھ نکلا اور میں لڑکا تھا، مجھے حضرت حذیفہ رضؓ کے پاس لایا گیا، آپ فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی ایک کلمہ کہتا تھا جس کی وجہ سے وہ منافق ہو جاتا تھا اور اب میں تم میں سے ہر شخص سے اس جیسے کلمے ایک ایک مجلس میں چار چار مرتبہ سنتا ہوں، امر بالمعروف کرتے رہو، اور بُری بات سے روکتے رہو، بھلائی پر لوگوں کو آمادہ کرتے رہو ورنہ تم سب کو اللہ پاک عذاب میں مبتلا کر دے گا، اور تم پر تمہارے شریر لوگوں کو حاکم بنا دے گا۔ پھر اگر تمہارے بھلے دُعا کریں گے تو اُن کی دُعا قبول نہ کی جائے گی۔[۵۶]

حضرت ابو[۵۷] حذیفہ رضؓ نے فرمایا، اللہ اس پر لعنت کرے جو ہم میں سے نہیں، خدا کی قسم! تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ تم میں آپس میں سخت قتال ہوگا اور تمہارے شریر تمہارے بھلوں پر غالب آجائیں گے۔ اور ان کو قتل کردیں گے یہاں تک کہ کوئی ایسا باقی نہ رہے گا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے۔ پھر تم اللہ پاک سے دعا کرو گے تو اللہ پاک تم پر ناراضگی کی وجہ سے تمہاری دُعا

---

۵۱ وعند نعیم وابن النجار عنہ ۵۲ کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۰ ۵۳ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۳۵ عنہ
۵۴ واخرجہ الطبرانی نحوہ ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۸۰ ۵۵ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۷۹ ۵۶ واخرجہ ابن ابی شیبۃ نحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۰
۵۷ وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۷۹۔

قبول نہ کرے گا ۔۔۔۔۔ ایک روایت[۵۱] میں ہے کہ حضرت حُذیفہؓ نے فرمایا کہ تم پر ایک ایسا زمانہ ضرور آکر رہے گا کہ تم میں وہ بھلا کہلائے گا جو نہ امر بالمعروف کرتا ہو، اور نہ نہی عن المنکر۔[۵۲]

حضرت عدی بن حاتمؓ[۵۳] فرماتے ہیں کہ تمہارے آج کے دن کی بھلائی گذرے ہوئے زمانہ کی منکر ہے اور تمہارے آج کے دن کے منکرات آنے والے زمانے کی نیکی ہیں اور بے شک اِتم خیر سے جُدا نہ ہو گے جب تک تم منکرات کو پہچانتے رہو گے۔ اور جب تک تم بھلی باتوں کا انکار نہ کرو گے اور جب تک تم میں تمہارا عالم کھڑا ہو کر تمہیں وعظ کہتا رہے اور اس کو ہلکا نہ سمجھا جائے[۵۴] ۔۔۔۔۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں بھلی بات کا حکم دیتا ہوں اور خود نہیں کر سکتا ہوں لیکن میں اللہ پاک سے توقع رکھتا ہوں کہ مجھے اس پر اجر دیا جائے گا[۵۵] ۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ لوگوں کو کسی کام سے منع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ابتداء اور پیش قدمی اپنے گھر والوں سے کرتے اور فرماتے کہ ہرگز تم میں سے کسی کو میں نہ جانوں کہ اس نے کا ارتکاب کیا ہے جس سے میں نے منع کیا ہے اور اگر مجھے علم ہو گیا تو میں اسے دُگنی سزا دوں گا۔[۵۶]

حضرت ابن شہابؒ[۵۷] فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حکیم بن حزامؓ کچھ لوگوں کے ہمراہ امر بالمعروف کیا کرتے تھے تو حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے تھے کہ جب تک میں اور حضرت ہشامؓ زندہ ہیں جب تک تو یہ بات چھوٹے گی نہیں[۵۸] یعنی (امر بالمعروف کرنا)

حضرت ابوجعفر خطمیؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمیر بن[۵۹] حبیب بن حماشہؓ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بلوغت کے زمانے میں پالیا تھا، اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! اپنے آپ کو بے وقوف لوگوں کی صحبت سے بچا۔ ان کی صحبت بیماری ہے اور جس کسی نے کسی بے وقوف سے تحمل و برداشت

---

[۵۱] وعندہ ایضاً ج ا صفحہ ۲۸ عنہ [۵۲] واخرجہ ابن ابی شیبۃ عنہ نحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۰ واخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر عن ابی سعید الخدریؓ نحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۰ [۵۳] و اخرج ابن عساکر [۵۴] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۱۔ [۵۵] واخرج ابن عساکر۔
[۵۶] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۱ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ا صفحہ ۲۱۳ عنہ نحوہ [۵۷] واخرج ابن سعد وابن عساکر [۵۸] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۱ [۵۹] واخرج مالک وابن سعد [۶۰] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۳۱ [۶۱] واخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابی جعفر الخطمی۔

کیا، اسے خوشی میسر آئی اور جس نے ایسوں سے دوستی کی وہ پشیمان ہوا، اور جو شخص شریر کی ادنیٰ شرارت پر راضی نہ ہوگا اُسے اس کمینہ کی بڑی شرارت پر راضی ہونا پڑے گا اور جب تم میں سے کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ارادہ کرے تو اپنے آپ کو تکلیفوں پر صبر کرنے کا عادی بنائے اور اللہ کے ثواب پر مکمل اعتماد کرے، اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کے ثواب پر اعتماد کیا اُسے تکلیفوں کا لگنا کوئی نقصان نہ دے گا۔[۱]

حضرت عبدالعزیز بن ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرہؓ نے بنی غدانہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ اس عورت کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کے جنازہ کو قبرستان لایا گیا تو اس کے بھائی اس بات میں حائل ہو گئے کہ ابو بکرہؓ نماز نہ پڑھائیں۔ حضرت ابو بکرہؓ نے ان سے کہا کہ تم ایسا نہ کرو تمہاری بہ نسبت مجھے اس کے نماز پڑھانے کا زیادہ حق ہے۔ لوگوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ نے سچ بیان کیا ہے چنانچہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر یہ قبر میں اُترنے لگے تو مرحومہ کے بھائیوں نے انہیں بڑے زور سے دھکا دیا۔ چنانچہ یہ گر پڑے اور ان پر بے ہوشی آگئی یہ اپنے گھر اُٹھا کر لائے گئے۔ اس دن ان کے بیس بال بچوں نے انہیں آواز دے کر پکارا۔ عبدالعزیزؓ کہتے ہیں کہ میں ان میں چھوٹا تھا تو انہیں کچھ ہوش آیا۔ اُنہوں نے فرمایا مجھ پر چلاؤ نہیں، پس خدا کی قسم! کوئی جان جو نکالی جانے والی ہو، اس کا نکالا جانا مجھے ابو بکرہؓ کی جان نکالے جانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ (یعنی میں مرنا زیادہ پسند کر رہا ہوں)، یہ سُن کر لوگ گھبرا گئے اور عرض کیا کہ اے ابا جان! یہ کیوں؟ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ زمانہ میں نہ پاؤں جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کر سکوں اور ان دنوں خیر بالکل نہ ہوگی۔[۳]

حضرت علی بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ محل میں تھا وہ ابن اشعث کے لئے لوگوں کو روانہ کر رہا تھا، اتنے میں حضرت انس بن مالکؓ آئے اور جب

---

[۱] ورجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۷، ص۲۶۶ واخرجہ ایضا ابو نعیم نا احمد فی کتاب الزھد کما فی الاصابۃ ج ۳ ص۳۰ [۲] واخرج الطبرانی

[۳] ورجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۷، ص۲۸۰ [۴] واخرج الطبرانی

اس سے قریب ہوئے تو ان سے حجاج نے کہا، کیا ہے اے گند ہیلے! اے فتنہ پرداز! کبھی حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ ہے اور کبھی ابن اشعث کے ساتھ؟ سن لے! اس ذات کی قسم! کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے تجھے اسی طرح جڑ سے اکھیڑ دوں گا جس طرح گوند اکھیڑا جاتا ہے۔ اور تیری اسی طرح کھال کھینچ دوں گا جس طرح کہ گوہ کی کھال کھینچی جاتی ہے۔ حضرت انسؓ نے پوچھا، اللہ امیر کا بھلا کرے۔ امیر اس کلام سے کس کو مخاطب فرما رہے ہیں؟ حجاج نے کہا، خدا تیرے کان کو بہرا کرے تجھے مراد لے رہا ہوں، یہ سن کر حضرت انسؓ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا پھر اس کے پاس سے چل دیئے اور کہا اگر مجھے اپنے بچے یاد نہ آتے اور ان پر میں خطرہ محسوس نہ کرتا تو میں حجاج سے اپنے اسی مقام میں ایسی بات کہتا کہ اس کے بعد مجھے کبھی بھی جواب نہ دے سکتا۔[1]

حضرت ابن عمرؓ[2] فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا۔ اس نے ایک ایسی بات بیان کی جو مجھے اچھی نہ لگی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس پر رد کروں، لیکن مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آگیا کہ "مومن کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔" حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے پوچھا تھا، یا رسول اللہ! آدمی اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایسی بلاومصیبت سے چھیڑ کرے جس کی اس میں طاقت نہ ہو۔[3]

خلوت گزینی

حضرت عمرؓ[4] فرماتے ہیں کہ بُرے میل جول سے تنہائی میں راحت ہے۔
حضرت عمرؓ[5] فرماتے ہیں کہ تنہائی سے اپنا حصہ اختیار کرو۔[6]

---

[1] قال الہیثمی ج ۷، صـ۲۷۵ وعلی بن زید ضعیف وقد وثق۔ اھ [2] واخرج البزار [3] قال الہیثمی ج ۷، صـ۲۷۴ رواہ البزار والطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار واسناد الطبرانی فی الکبیر جید ورجالہ رجال الصحیح غیر زکریا بن یحیی بن ایوب الضریر ذکرہ الخطیب روی عن جماعۃ وروی عنہ جماعۃ ولم یتکلم فیہ احد۔ اھ [4] اخرج ابن ابی شیبۃ واحمد فی الزہد وابن ابی الدنیا فی العزلۃ [5] وعند احمد فیہ وابن حبان فی الروضۃ والعسکری فی المواعظ [6] کذا فی الکنز ج ۲ صـ۱۵۹ واخرجہ ابن المبارک فی کتاب الرقاق عن عمر نحوہ کما فی فتح الباری ج ۱۱ صـ۲۶۲

حضرت معافی[1] بن عمران رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جو ایسے شخص کے پیچھے جارہی تھی جو اللہ پاک کے کسی معاملہ میں ماخوذ تھا تو حضرت عمر رض نے فرمایا، اس قوم کے چہرہ کے لئے مبارکی نہ ہو جن کی نظریں سوائے شرارت کے اور کسی طرف نہیں دیکھتیں۔[1]

حضرت عدسہ[2] رض طائی فرماتے ہیں کہ میں سراف میں تھا کہ ہمارے پاس حضرت عبد اللہ رض تشریف لائے تو میرے گھر والوں نے میرے پاس ان کے لئے چند چیزیں بھیجیں، اور ہمارے غلام جو ہمارے اونٹوں کے چرانے کے لئے مقرر تھے۔ چار یوم کی مسافت سے ایک پرندہ پکڑ کر لائے تو میں اس پرندہ کو اُن کے پاس لے گیا۔ جب ان کے پاس میں اُسے لے کر پہنچا تو مجھ سے پوچھا، تم میرے پاس یہ پرندہ کہاں سے لائے؟ حضرت عدسہ رض کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے لئے ہمارے غلام اتنی مسافت سے لائے ہیں جہاں چار دن میں پہنچا جاتا ہے تو حضرت عبد اللہ رض نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں وہاں ہوتا، جہاں اس پرندہ کا شکار کیا گیا ہے تاکہ مجھ سے کوئی بھی کچھ بات نہ کرتا اور نہ میں کسی سے کوئی بات کرتا اور اسی حالت میں اللہ عزوجل سے مل جاتا۔[2] (یعنی میری وفات ہو جاتی)

قاسم[3] رض سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ رض سے کہا، مجھے وصیت کیجیے آپ نے فرمایا تو اپنے گھر سے باہر نہ نکل، اپنی زبان کو روک لے۔ اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کے رویا کر۔

اسمٰعیل[5] بن ابو خالد رض فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رض نے اپنے بیٹے ابو عبیدہ رض کو ان تین کلمات کے ساتھ نصیحت کی، اے میرے بیٹے! میں تجھے اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنی خطاؤں پر رویا کر۔[6]

حضرت حذیفہ[8] رض فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے لئے کوئی ایسا آدمی ہوتا جو میرے مال کی نگہداشت کرتا اور میں دروازہ بند کر لیتا، نہ کوئی میرے پاس آتا

---

[1] واخرج الدینوری [2] کذافی الکنز ج ۲ ص ۱۵۹ [3] واخرج الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۰۴ رجالہ رجال الصحیح غیر عدسۃ الطائی وھو ثقۃ واخرجہ ابن عساکر بمعناہ مختصراً عن ابن مسعود کما فی الکنز ج ۲ ص ۱۵۹ [5] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۳۵ [6] وعند الطبرانی [7] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۲۹۹ رواہ الطبرانی باسنادین ورجال احدہما رجال الصحیح انتہی [8] واخرج الحاکم۔

اور نہ میں لوگوں کی طرف نکلتا، یہاں تک اللہ پاک سے مل جاتا [۱] حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ یہ فرماتے ہیں تو ہمات کا خوف نہ ہوتا تو میں ایسے شہر میں داخل ہو جاتا کہ جہاں میرا کوئی دوست نہ ہوتا، اور لوگوں میں فساد لوگوں ہی سے ہوتا ہے۔ [۲]

حضرت [۳] مالک رض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن سعید رض سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ابوجہم حارث بن صمہ رض، انصار کے پاس نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ جب میں اُن سے تنہائی کا تذکرہ کرتا تو فرماتے کہ لوگ تنہائی سے زیادہ شریر ہیں۔ [۴]

حضرت ابوالدرداء [۵] رض فرماتے ہیں کہ مسلمان آدمی کے لئے اس کا گھر بہترین عبادت گاہ ہے اس میں اپنے آپ کو، اپنی نظر کو، اپنی شرمگاہ کو روکے رہتا ہے، اور تم لوگ اپنے آپ کو بازار کی مجلسوں سے بچاؤ۔ یہ لغو باتوں میں اور غفلت میں مبتلا کرتی ہیں۔ [۶]

حضرت عبداللہ [۷] بن عمرو رض کا گذر حضرت معاذ بن جبل رض پر ہوا یہ اپنے دروازہ پر کھڑے ہوئے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر رہے تھے گویا کہ اپنے آپ سے بات کر رہے ہیں۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رض نے دریافت کیا، اے ابو عبدالرحمن! آپ کا کیا حال ہے؟ کہ آپ اپنے آپ ہی سے بات میں مشغول ہیں؟ حضرت معاذ رض نے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ اللہ کا دشمن مجھے میرے بہکانے کا اس چیز سے ارادہ کرتا ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اپنی زندگی بھر اپنے گھر کو لازم پکڑ! اور مجلسوں کی طرف نہ نکل! اور میں نے حضور سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ کے راستے میں نکلا وہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہو گیا جس نے کسی مریض کی عیادت کی وہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہو گیا، جو صبح وشام مسجد میں گیا اللہ پاک کی ضمانت میں ہو گیا جو کسی امام کے پاس گیا کہ اس کی اعانت اور توقیر کرے وہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہو گیا جو اپنے گھر میں بیٹھا اور کسی کی برائی کے ساتھ غیبت نہ کی وہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہو گیا۔ اب یہ شیطان دشمن خدا ارادہ کرتا ہے کہ یہ مجھے میرے گھر سے مجلسوں کی طرف نکالے؟ [۸]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۹ و اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۷۸ عنہ نحوہ [۲] و اخرج ابن ابی الدنیا فی العزلۃ عن مالک عن رجل [۳] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۹ [۴] و اخرج ابن ابی الدنیا فی العزلۃ [۵] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۹ [۶] و اخرج ابن عساکر۔

[۷] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۹ [۸] و اخرج الطبرانی [۹] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۰۲ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر بنحوہ باختصار والبزار ورجال احمد رجال الصحیح غیر ابن الھیعۃ وحدیثہ حسن علی ضعفہ۔ اھ

قناعت

حضرت عبداللہ بن عبید[1] فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت احنف پر ایک کرتا دیکھا، دریافت کیا کہ اے احنف! تم نے اپنا یہ کرتا کتنے میں لیا؟ انہوں نے کہا، بارہ درہم میں میں نے یہ لیا ہے، آپ نے فرمایا تیرا برا ہو، چھ درہم کا کیوں نہیں لیا؟ اور جو دام بچاتے اس چیز میں کام آتے جسے تو جانتا ہے (کہ دوسری ضرورتیں کیا کیا ہیں؟)[2]

حضرت حسن بصری[3] فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا کہ اپنی روح کو دنیا میں قانع بنائے خدائے رحمٰن نے اپنے بعض بندوں کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے بلکہ رزق کے ذریعے ہر ایک کی آزمائش کی ہے، اس شخص کی آزمائش جس کے لئے رزق میں وسعت دی گئی یہ ہے کہ وہ کیوں کر اس میں اللہ پاک کا شکر کرتا ہے؟ اور اللہ کا شکر یہ اس حق کی ادائیگی ہے جو اللہ نے اپنی عطا میں فرض کیا ہے[4]

حضرت ابوجعفر[5] فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ردی کھجوریں کھائیں، پھر اس کے اوپر پانی پیا اس کے بعد اپنے پیٹ پر ہاتھ مارا، اور فرمایا جس نے اپنے پیٹ میں آگ داخل کی اس کو اللہ نے (رحمت سے) بعید کر دیا۔ اس کے بعد یہ شعر بطور مثال پڑھا:

فانك مهما تعط بطنك سؤله
وفرجك نالا منتهى الذم اجمعا[6]

ترجمہ: "بے شک جب کبھی تو اپنے پیٹ کو اور اپنی پیشاب گاہ کو اس کی مانگی ہوئی مراد دے گا تو ان دونوں نے انتہائی مذمت حاصل کر لی"

شعبی[7] فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا، اے ابن آدم تو اپنے اس دن کی فکر میں جو آنے والا ہے جلدی نہ کر، آج کے دن کے مقابلہ میں اس لئے کہ اگر اس آنے والے دن میں تیری موت نہیں تو اس دن میں تیرا رزق ضرور آئے گا اور تجھے معلوم ہونا چاہیے،

---

[1] اخرج ابن المبارک [2] کذافی الکنز ج ۲ صـ۱۶۱ [3] واخرج ابن ابی حاتم [4] کذافی الکنز ج ۲ صـ۱۶۱
[5] واخرج العسکری [6] کذافی الکنز ج ۲ صـ۱۶۱ [7] وعند الدینوری۔

کہ جتنا تو اپنی روزی سے زیادہ مال کمائے گا تو بے شک تو اس مال کو اپنے غیر کے لئے خزانہ کرے گا۔[۱]

حضرت سعد[۲] نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب تو دولت طلب کرے تو اس کو قناعت کے ساتھ طلب کر، اس لئے کہ جس میں قناعت نہیں مال اسے بے پرائی نہیں بخش سکتا۔[۳]

حضور علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ کا نکاح میں معمول

آنحضرتؐ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح

حضرت جابر بن سمرہؓ[۴] یا حضورؐ کے کوئی اور صحابیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اس کے بعد بکری چرانے کا کام آپؐ نے چھوڑ دیا اور آپؐ اور آپؐ کے ساتھی اونٹوں میں رہنے لگے، حضرت خدیجہؓ کی بہن کے یہاں اجرت پر کام کرتے تھے۔ چنانچہ کسی سفر سے جب یہ واپس ہوئے تو ان کی بہن پر کچھ ان حضرات کی اُجرت باقی رہ گئی تھی۔ آپؐ کے ساجھی تو ان کے یہاں آتے اور ان سے تقاضا کرتے اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ کہتے کہ آپ بھی چلئے تو آپؐ فرماتے تھے کہ تمہیں چلے جاؤ مجھے تو حیا آتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ کی بہن نے جب آپؐ کے ساجھی ان کے پاس پہنچے کہا کہ محمد کہاں ہیں؟ ساجھی نے کہا، میں نے اُن سے کہا تھا مگر انہوں نے تو یوں کہہ دیا کہ مجھے تو حیا آتی ہے تو حضرت خدیجہؓ کی بہن فرماتی ہیں میں نے کسی آدمی کو اتنا زیادہ حیا دار اور نہ اتنا زیادہ باعفت اور نہ ایسا، اور نہ ایسا نہیں دیکھا، یہ سن کر ان کی بہن حضرت خدیجہؓ کے دل میں حضورؐ گھر کر گئے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے پاس آدمی بھیجا اور کہا کہ آپ میرے باپ کے پاس آئیں اور مجھ سے منگنی کریں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے باپ دولت مند آدمی ہیں وہ ایسا نہ کریں گے۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپ جائیے اور اُن سے ملئے اور ان سے بات کریئے ہیں آپ کی طرف سے کافی ہوں،

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۲ صـ۱۶۱ [۲] واخرج ابن عساکر [۳] کذا فی الکنز ج ۲ صـ۱۶۱ [۴] اخرج الطبرانی

لیکن آپ اُن کے نشہ کی حالت میں آیئے گا چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور اُن کے پاس آئے اور انہوں نے آپؐ کے ساتھ شادی کر دی۔ جب صبح ہوئی اور اُن کے والد اپنی مجلس میں بیٹھے تو اُن سے کہا گیا تم نے بہت اچھا کیا کہ محمدؐ کے ساتھ شادی کر دی اُنھوں نے پوچھا کیا میں نے ایسا کر دیا ؟ لوگوں نے کہا، ہاں، یہ سُن کر وہ کھڑے ہوئے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا " لوگ یوں کہتے ہیں کہ میں نے تیری شادی محمدؐ سے کر دی " حضرت خدیجہؓ نے کہا، ہاں یہی بات ہے اب اپنی رائے کو کمزور نہ کرنا، اس لئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے اور ایسے آدمی ہیں۔ چنانچہ یہ برابر اپنے باپ سے اسی طرح سمجھاتی رہیں یہاں تک کہ اُن کے والد راضی ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اوقیہ چاندی یا سونا بھیجا (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور کہا کہ ایک جوڑا اور ایک بھیڑ اور یہ سامان خرید لیجئے اور اس کا میرے پاس ہدیہ بھیج دیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔[1]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کا ذکر کیا اُن کے والد آپؐ کے ساتھ ان کا نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے کھانا پکایا اور پینے کی چیز تیار کی، اپنے باپ کو اور قریش کے چند لوگوں کو بلایا اور ان سب نے کھایا اور پیا، یہاں تک کہ ان پر شراب کا نشہ سوار ہوا۔ تب حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ نے مجھ سے منگنی کی ہے، میری شادی ان کے ساتھ کر دیجئے۔ چنانچہ ان کی شادی حضورؐ کے ساتھ کر دی۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے باپ کو خلوق (زنانی خوشبو) لگا دی اور اُنہیں ایک جوڑا پہنا دیا اور عرب اس موقعہ پر اس زمانے میں اپنے باپ کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جب ان کے باپ پر سے نشہ ہٹا تو دیکھا کہ خلوق لگی ہوئی ہے اور ایک جوڑا پہنے ہوئے ہیں، تو دریافت کیا کہ میرا کیا حال ہے اور یہ کیا ہوا ؟ حضرت خدیجہؓ نے کہا، آپ نے میری شادی محمد بن عبد اللہؐ سے کر دی ہے تو اُن کے باپ نے کہا، میں اور ابو طالب کے یتیم سے شادی کر دوں ؟ میری عمر کی قسم ! کبھی ایسا نہیں ہو سکتا، حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ تمہیں

---

[1] قال الهيثمي ج ۹ صـ ۲۲۲ رواه الطبراني والبزار ورجال الطبراني رجال الصحيح غير ابي خالد الوالبي وهو ثقة ورجال البزار ايضاً الا ان شيخه احمد بن يحيى الصوفي ثقة ولكنه ليس من رجال الصحيح وقال فيه قالت وأنه غير بكره بدل بكره وقالت في الحلة فاهدها اليه بدل الى انتهى [2] عند احمد والطبراني۔

شرم نہیں آتی، تم اپنے آپ کو قریش کے سامنے ذلیل کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم لوگوں سے یوں کہوگے کہ میں نشہ میں تھا؟ اور اپنے باپ سے برابر اسی قسم کی بات کی یہاں تک کہ اُن کے والد راضی ہو گئے۔[1]

نفیسہؓ کہتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد تجربہ کار، ہوشیار اور شریف عورت تھیں، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ اللہ پاک نے کرامت اور خیر کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ ان ایام میں قریش میں باعتبار نسب کے افضل تھیں، شرافت میں سب سے اونچی اور تمام قریش میں سے زیادہ مالدار تھیں۔ اُن کی پوری قوم اُن سے نکاح کرنے کی متمنی تھی، بشرطیکہ انہیں ان سے نکاح میں قدرت ہوتی، تو ان کے نکاح کے لئے تمام مال خرچ کرنے پر تیار تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے مجھے رازدار بنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جب کہ آپؐ شام کے قافلہ کے ساتھ واپس آئے۔ چنانچہ میں نے آپؐ سے کہا، اے محمد! تمہیں شادی کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپؐ نے فرمایا، میرے ہاتھ میں وہ مال نہیں کہ جس کے ذریعے میں شادی کر سکوں، میں نے کہا کہ اگر اس بارے میں آپ کی طرف سے میں کفایت کروں اور آپ کو جمال اور مال اور شرافت اور خرچ کی کفایت کی طرف دعوت دی جائے تو کیا آپ منظور نہ کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ کون عورت ہے؟ میں نے کہا، خدیجہ، آپؐ نے فرمایا کہ میرے تئیں اس معاملہ میں کامیابی کیسے ہوگی؟ نفیسہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اس کی ذمہ دار میں ہوں، تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو میں شادی کر لوں گا، اس کے بعد میں نے خدیجہؓ کے پاس جاکر ان کو اطلاع دی، انہوں نے حضورؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں وقت آجانا، اور اپنے چچا عمرو بن اسد کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ خدیجہ کی شادی کرا دیں۔ چنانچہ یہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں میں تشریف لے گئے، ان میں سے ایک نے آپؐ کے ساتھ نکاح کر دیا تو عمرو بن اسد نے کہا کہ یہ ایسا نر ہے کہ جس کی ناک نہ توڑی جائے گی (کہ کفو برابر کا اور شریف ہے، اسے رد نہ کیا جائے گا) حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے جب شادی کی تو آپؐ کی عمر شریف پچیس ۲۵ سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی چالیس ۴۰ کی اصحابِ فیل کے قصہ سے پندرہ سال پہلے کی پیدائش ہے۔

---

[1] لهار جال الصحيح كما قال الهيثمي ج ۹ ص ۲۲۰ [2] وعند ابن سعد ج ۱ ص ۱۳۱

آنحضرتؐ کا حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو چکی تو خولہ بنت حکیم بن اوقصؓ نے جو حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی ہیں عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ اور یہ قصہ مکہ معظمہ کا ہے، آپ نے فرمایا کس سے؟ خولہؓ نے کہا اگر آپ چاہیں کنواری سے کر لیں اور اگر آپ چاہیں بیوہ سے کر لیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کنواری کون ہے؟ خولہؓ نے کہا، اللہ کی تمام مخلوق میں سے جو آپ کے لئے زیادہ محبوب ہے ان کی بیٹی یعنی عائشہ بنت ابوبکرؓ، آپؐ نے فرمایا، بیوہ کون ہے؟ خولہؓ نے کہا، سودہ بنت زمعہؓ ہیں جو آپؐ پر ایمان بھی لا چکی ہیں۔ اور آپ کا جس دین پر کہ آپ ہیں اتباع بھی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو جا (اور گفت و شنید کر!) پھر مجھ سے آکر بیان کرنا۔ چنانچہ خولہؓ آئیں اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں گئیں۔ حضرت عائشہؓ کی ماں اُم رومانؓ سے ملیں اور کہا، اے ام رومان! کیا کیا اللہ پاک نے تم لوگوں پر خیر اور برکت داخل کی، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے اپنی منگنی کے سلسلہ میں ام رومانؓ نے کہا، میں اچھا سمجھتی ہوں کہ ابوبکرؓ ابھی آنے والے ہیں، تم ان کا انتظار کر لو، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے تو خولہؓ نے کہا، اے ابوبکر! اللہ پاک تم لوگوں پر جانے کیا خیر و برکت داخل کرنا چاہتا ہے؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے اپنے رشتہ کے بارے میں بھیجا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، کیا آپؐ کے لئے وہ مناسب ہوگی؟ وہ تو آپؐ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ حضرت خولہؓ کہتی ہیں چنانچہ میں حضورؐ کی طرف لوٹی اور میں نے آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا تو پھر ان کے پاس جا اور اُن سے کہہ! کہ تم میرے اسلامی بھائی ہو اور میں تمہارا اسلامی بھائی ہوں۔ تمہاری بیٹی میرے لئے جائز ہے۔ حضرت خولہؓ کہتی ہیں، چنانچہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی (اور اُن سے بیان کیا) تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔ آپؐ تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کے ساتھ نکاح کر دیا[۱، ۲] ایک اور روایت میں آخری حصہ اس طرح

---

[۱] اخرج الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۲۵ رجالہ رجال الصحیح غیر محمد بن عمرو بن علقمہ وھو حسن الحدیث۔

ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، اے خولہ! تو اُن کے پاس جا اور اُن سے کہہ! میں تمہارا بھائی اور تم میرے بھائی اسلام میں ہو اور تمہاری بیٹی میرے لئے جائز ہے، چنانچہ میں لوٹی اور میں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ٹھہر جا اور باہر چلے گئے۔ حضرت امّ رومانؓ نے کہا کہ مطعم بن عدیؓ نے حضرت عائشہؓ سے اپنے بیٹے کے لئے تذکرہ کیا تھا، پس خدا کی قسم! حضرت ابوبکرؓ سے کبھی کوئی وعدہ نہیں کیا کہ اس کا خلاف کیا ہو، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ مطعمؓ کے پاس گئے اور امّ رومانؓ نے کہا، اے خولہؓ! میں تجھ سے یہ باتیں کہہ رہی ہوں، تو کہتی ہوگی کہ تو اس قسم کی باتیں کر رہی ہے اور حضرت ابوبکرؓ اس کے پاس سے آئے اور ان کے وعدہ کی جو اُن کے دل میں بات تھی اُسے اللہ پاک نے دُور کر دیا اور خولہؓ سے آکر کہا کہ میرے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں آپؐ کو بلا لائی اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی بیٹی کی شادی آپؐ سے کر دی۔ حضرت عائشہؓ ان دنوں چھ سال کی تھیں۔ اس کے بعد یہ گھر سے نکلیں اور سودہ بنت زمعہؓ کے پاس گئیں، اور اُن سے جاکر کہا کہ اللہ پاک کس قدر بھلائی اور برکت تمہارے یہاں داخل کرنا چاہتا ہے؟ حضرت سودہؓ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ خولہؓ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ تمہارا رشتہ طے کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت سودہؓ نے کہا میں مناسب سمجھتی ہوں کہ میرے باپ کے پاس جاؤ اور اس بات کا اُن سے تذکرہ کرو۔ اُن کے والد بہت بوڑھے تھے اور ان کی عمر آچکی تھی، اور وہ حج سے بھی پیچھے رہ گئے تھے چنانچہ میں اُن کے پاس گئی اور میں نے انہیں زمانۂ جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، خولہ بنت حکیمؓ۔ انہوں نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ خولہؓ نے کہا کہ مجھے محمدؐ بن عبد اللہ نے بھیجا ہے کہ میں ان کی منگنی سودہؓ سے طے کروں۔ یہ سُن کر انہوں نے کہا برابر کے عزت والے ہیں اور تمہاری سہیلی کیا کہتی ہے؟ خولہؓ نے کہا کہ اسے یہ بات پسند ہے، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ محمدؐ کو میرے پاس بلا لاؤ، اُن کے پاس حضورؐ تشریف لائے اور انہوں نے حضرت سودہؓ کی شادی آپؐ سے کر دی، پھر ان کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے آیا اور اس نے اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کی (کہ یہ کیا ہو گیا؟) اس کے بعد عبد بن زمعہؓ جب اسلام لے آئے، تو فرماتے تھے کہ میری زندگی کی قسم! میں ان دنوں مبتلائے حماقت تھا جب میں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی، اس وجہ سے کہ حضورؐ نے حضرت

لہ واخرجہ احمد عن ابی سلمۃ ویحیی بن عبد الرحمٰن بن حاطب قالا لما ہلکت خدیجۃ فذکر الحدیث بمعناہ

سودہ بنت زمعہ رضؓ سے شادی کی تھی، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں اس کے بعد ہم مدینہ آئے
تو بنی حارث بن خزرج کے پاس موضع سُنخ میں ٹھہرے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
گھر میں تشریف لائے میری ماں آئی اور میں ایک جھولے پر جھول رہی تھی جو دو کھجوروں
کے گدّوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔ مجھے جھولے پر سے اُتارا اور میرے بڑے لمبے لمبے
بال تھے، ان میں کنگھی چوٹی کی اور میرے چہرے کو پانی سے پونچھا۔ پھر مجھے لے کر متوجہ
ہوئیں، یہاں تک کہ دروازے پر کھڑی ہوئیں اور میرا سانس چڑھ رہا تھا۔ یہاں تک
کہ میرے نفس میں سکون ہوا تو مجھ کو لے کر گھر کے اندر داخل ہوئیں، تو میں کیا دیکھتی ہوں
کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور آپؐ کے
پاس انصاری مرد و زن جمع ہیں، مجھے ایک حجرے میں روک دیا اس کے بعد میری ماں نے
کہا یہ تمہارے اہل ہیں (اور اے عائشہ!) اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بارے میں برکت دے اور اللہ تعالیٰ
ان حضرات کو تیرے بارے میں برکت دے۔ مرد اور عورتیں جلدی سے نکل گئے، اور
آپؐ نے مجھ سے اسی گھر میں خلوتِ خاص کی۔ میرے لئے نہ اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ
بکری، یہاں تک کہ ہمارے پاس حسبِ عادت حضرت سعد بن عبادہ رضؓ نے کھانے کی
وہ بڑی لگن بھیجی جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے تھے جب کہ
آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات کے گھر تشریف لاتے تھے۔ میری عمر ان دنوں سات سال
کی تھی۔ [1]

آنحضرت کا حضرت حفصہ رضؓ بنت عمر رضؓ سے نکاح

حضرت ابن عمرؓ [2] فرماتے ہیں کہ جب حضرت حفصہ رضؓ خنیس بن حذافہ سہمی رضؓ کی وفات
سے (جو ان کے شوہر تھے) بیوہ ہوگئیں۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور ان کی وفات

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۲۷، رواہ احمد لبعضہ صرح فیہ بالاتصال عن عائشۃ واکثرہ مرسل وفیہ محمد بن عمرو بن علقمۃ وثقہ غیر واحد وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح وفی الصحیح طرف منہ۔ انتہی

[2] اخرج البخاری والنسائی

مدینہ میں ہوئی ہے۔۔۔۔ تو حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو تمہارا نکاح حفصہؓ سے کردوں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا، میں اس معاملہ میں غور کروں، کئی راتوں کے بعد جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ان سے شادی نہ کروں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہؓ سے کردوں؟ وہ چپ لگاگئے۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ پر حضرت عثمانؓ سے زیادہ غصہ آیا، اس قصہ پر کئی راتیں گذر گئیں، پھر حفصہؓ سے حضورؐ نے رشتہ کیا اور میں نے اُن کا نکاح آپؐ کے ساتھ کردیا۔ اس کے بعد مجھ سے حضرت ابوبکرؓ ملے اور انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے بہت ناراض ہوئے ہوگے جب کہ تم نے مجھ سے حفصہؓ سے نکاح کرنے کو کہا تھا اور میں نے تمہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا، بیشک! یہی بات ہے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مجھے جواب دینے سے اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہ تھی کہ مجھے علم تھا کہ حضورؐ نے حضرت حفصہؓ کا تذکرہ کیا تھا، اور میں حضور علیہ السلام کے راز کا افشا نہ چاہتا تھا، اگر آپؐ حضرت حفصہؓ سے نکاح نہ کرتے تو پھر میں ضرور ان سے نکاح کرلیتا۔[۱]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کی حضورؐ سے شکایت کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ حفصہؓ عثمانؓ سے بہتر آدمی سے شادی کرے گی اور عثمانؓ، حفصہؓ سے زیادہ بہتر عورت سے نکاح کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ سے حضورؐ نے اپنی صاحبزادی کی شادی کردی۔[۲]

آنحضرتؐ کا اُمّ سلمہ بنت ابی امیہؓ سے نکاح

حضرت[۳] اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب اُمّ سلمہؓ رضی اللہ عنہا کی عدت تمام ہوگئی تو ان سے حضرت ابوبکرؓ نے منگنی کی، انہوں نے ان سے شادی نہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ ان کے پاس پیغام بھیجا تو حضرت اُم سلمہؓ نے کہا کہ حضورؐ سے کہنا کہ میں نہایت غیرت مند عورت ہوں، بچے والی ہوں اور میرے خاص رشتہ داروں

---

[۱] کذا فی جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۱۴ [۲] واخرجہ ایضاً احمد والبیہقی وابو یعلی وابن حبان [۳] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ ص ۱۲۰ [۴] اخرج النسائی بسند صحیح۔

پکایا، چنانچہ آپؐ نے رات حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس گذاری۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا، تیری وجہ سے تیرے خاندان والوں پر بڑی شرافت ہے اگر تو چاہے تو تیرے یہاں میں سات دن رہوں اور اگر تیرے یہاں سات دن رہوں گا تو پھر اپنی ہر بیوی کے پاس میں سات دن رہوں گا۔[1]

آنحضرتؐ کا حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے نکاح

حضرت اُمِّ حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سرزمینِ حبشہ میں تھی، اور مجھے کوئی وہم وگمان نہ تھا کہ اتنے میں نجاشی (شاہِ حبشہ) کی پیغام رساں ایک جاریہ جس کو ابرہہ کہا جاتا ہے جو میرے پاس نجاشی کی طرف سے کپڑے اور تیل لایا کرتی تھی اس نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اُسے اجازت دی۔ اس جاریہ نے کہا کہ شاہِ حبشہ نے تم سے کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس لکھا ہے کہ میں تمہاری شادی حضورؐ سے کردوں۔ حضرت اُمِّ حبیبہؓ کہتی ہیں، میں نے کہا اے اللہ مجھے خیر کی بشارت دے، اور جاریہ نے کہا تم سے بادشاہ نے کہا ہے کسی ایسے کو وکیل بنادو جو تمہاری شادی کردے۔ حضرت اُمِّ حبیبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں اپنا وکیل بنادیا، اور میں نے پیغام لانے والی ابرہہ باندی کو دو کنگن چاندی کے اور دو پازیب چاندی کی جو میرے پاس تھیں اور کئی انگوٹھیاں چاندی کی جو پیر کی ہر انگلی میں تھیں اس خوشی میں دیں کہ اس نے مجھے اس نکاح کی بشارت دی۔ جب شام کا وقت ہوا نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو اور جتنے اس جگہ مسلمان تھے ان سب کو جمع کیا اور نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا:۔

"تمام تعریف اس اللہ پاک کی جو مالک ہے، مقدس ہے امن کا دینے والا

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ ص ۱۴۱ واخرجہ النسائی بسند صحیح عن ام سلمۃ نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۴ ص ۴۵۹ واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۳ عن ام سلمۃ نحوہ [2] اخرج الزبیر بن بکار عن اسمٰعیل بن عمرو۔

عزیز اور جبار ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور آپؐ وہی ہیں کہ جن کی عیسیٰ بن مریمؑ نے بشارت دی ہے۔ اما بعد! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں آپؐ کا نکاح اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے کر دوں، سو میں نے جس بات کی طرف حضورؐ نے بلایا، منظور کر لیا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) نجاشی نے مہر میں چار سو دینار دیئے تھے۔ اور اس کے بعد قوم کے سامنے وہ دینار تھیلے میں سے نکال کر ڈال دیئے۔ ان کے بعد حضرت خالد بن سعیدؓ نے کہا "تمام تعریف اللہ کے لئے ہے، اُسی کی میں تعریف بیان کرتا ہوں اور اسی سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس بات کی میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ پاک نے ہدایت اور ایسا دینِ حق دے کر بھیجا کہ وہ تمام دینوں پر غالب ہو کر رہے گا اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناپسند ہو۔

اما بعد! جس چیز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے میں نے منظور کیا اور میں نے اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے آپؐ کا نکاح کر دیا اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرمائے۔" نجاشی نے وہ دینار حضرت خالد بن سعیدؓ کے حوالے کئے۔ حضرت خالدؓ نے ان پر قبضہ کیا، پھر اس مجمع نے چلنے کا ارادہ کیا تو نجاشی نے کہا، ابھی بیٹھے رہو اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت سے ہے کہ جب وہ شادی کرتے ہیں تو شادی پر کھانا کھایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے کھانا طلب کیا اور سب نے کھانا کھایا اور اس کے بعد واپس ہوئے۔"[۵۱]

حضرت اسمٰعیل[۵۲] بن عمرو بن سعید بن عاصؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اُمّ حبیبہؓ بیان کرتی

---

[۵۱] کذافی البدایۃ ج ۴ صـ ۱۴۳ [۵۲] اخرجہ الحاکم ج ۴ صـ ۲۰ عن اسمٰعیل بن عمرو بن سعید بن العاص۔

ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے شوہر عبید اللہ بن جحش بدترین اور قبیح صورت میں ہیں۔ میں گھبرا گئی اور میں نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم! ان کی حالت تو بدل گئی، جب صبح ہوئی تو عبید اللہ بن جحش نے کہا، اے اُمّ حبیبہ! میں نے دین کے بارے میں بہت غور کیا سو کسی دین کو نصرانیت سے اچھا نہیں دیکھا (العیاذ باللہ) اور میں نے دین نصرانیت اختیار کر رکھا تھا۔ پھر میں دینِ محمدی میں داخل ہوا اور اس کے بعد پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گیا۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا، خدا کی قسم! تیرے لئے خیر نہیں، اور میں نے اس سے وہ خواب جو اس کے لئے دیکھا تھا بیان کیا۔ اس نے اس خواب کی کوئی پرواہ نہیں کی، اور شراب کی طرف متوجہ ہوا، یہاں تک کہ مر گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے مجھ سے کہا، اے اُمُّ المومنین! (یہ کلمہ سُن کر) میں گھبرا گئی اور میں نے اس خواب کی تعبیر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ضرور شادی کریں گے۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ کہتی ہیں کہ کچھ دن نہیں گذرے کہ میری عدت تمام ہوئی اور مجھے پہلے سے کوئی علم نہیں تھا کہ اتنے میں نجاشی کی پیغام رساں آگئی۔ اس کے بعد راوی نے اُوپر جیسی روایت ذکر کی اور اس کے آخر میں اس قول کے بعد کہ "لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور اس کے بعد متفرق ہو گئے"، یہ اضافہ ہے حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ نے کہا کہ جب میرے پاس مال آیا تو میں نے ابرہہ باندی کو جو مجھے بشارت دے کر گئی تھی، قاصد بھیج کر بلایا اور میں نے اس سے کہا اس دن میں نے جو تجھے دیا تھا اور میرے پاس مال نہیں تھا، یہ پچاس مثقال سونا ہے اسے لے لے اور اپنی ضروریات میں اس سے امداد حاصل کر، تو اس نے وہ تھیلا نکالا جس میں وہ تمام سامان تھا جو میں نے اسے دیا تھا اور اس نے مجھے واپس کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہ نے مجھے قسم دیدی ہے کہ میں تیرے مال میں کسی طرح پر کوئی کمی واقع نہ کروں اور میں ہی وہ باندی ہوں جو اس کے تیل اور کپڑوں کی نگرانی کا کام کرتی ہوں اور میں نے بھی دینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کر لیا ہے اور میں اللہ کے لئے اسلام لے آئی ہوں، اور بادشاہ نے اپنی تمام عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ سب تمہارے پاس جو کچھ اُن کے پاس عطر ہے بھیجیں چنانچہ جب اگلا دن ہوا تو وہ کنیز میرے پاس عود اور ورس (یہ خوشبودار گھاس ہوتی ہے) اور عنبر اور زباد (یہ ایک قسم کی بلی کی طرح جانور ہے جس سے یہ خوشبو لی جاتی ہے) بڑی کثیر تعداد میں لائی اور میں ان سب کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں آئی تھی۔ آپؐ یہ چیزیں

میرے پاس دیکھتے اور انکار نہ فرماتے تھے اس کے بعد حضرت اُمِ حبیبہ رضؓ نے فرمایا کہ ابرہہ باندی نے مجھ سے کہا کہ میری تم سے ایک خاص حاجت ہے کہ میرا حضور علیہ السلام سے سلام کہنا اور آپؐ کو اس بات کی اطلاع دینا کہ میں نے آپ کا دین اختیار کر لیا ہے۔
حضرت اُمِ حبیبہ رضؓ کہتی ہیں وہ جاریہ مجھ پر بہت مہربان رہی۔ یہ وہی جاریہ ہے جس نے مجھ کو رخصت کیا اور سامان دیا اور جب کبھی میرے پاس آتی تھی تو کہا کرتی تھی کہ میری اس حاجت کو نہ بھول جانا، حضرت اُمِ حبیبہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب ہم حضورؐ کی خدمت میں آئے تو میں نے آپؐ سے بیان کیا جس جس طرح پر کہ منگنی ہوئی تھی اور جو میرے ساتھ ابرہہ باندی نے کیا تو حضور علیہ السلام مسکرا دیئے اور میں نے اس کا سلام آپؐ کو پہنچایا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پر بھی اللہ کا سلام، اللہ کی رحمت، اللہ کی برکت ہو۔[۱]

آنحضرتؐ کا زینب بنت جحش رضؓ سے نکاح

حضرت انس رضؓ[۲] فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضؓ کی عدت ختم ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضؓ سے فرمایا کہ جاؤ اور زینب رضؓ سے میرے نکاح کا تذکرہ کرو۔ حضرت زید رضؓ چلے اور حضرت زینب رضؓ کے پاس آئے یہ اپنا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زید رضؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اُن کو دیکھا تو ان کی عظمت میرے سینے میں یہاں تک سمائی کہ میں اُن کی طرف دیکھنے کی تاب نہ لا سکا اس لئے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا تذکرہ کیا تھا، میں نے حضرت زینب رضؓ کی طرف اپنی پشت کر لی اور اُلٹا واپس ہوا، اور میں نے کہا اے زینب! بشارت حاصل کر! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اور آپؐ تمہارا تذکرہ فرما رہے تھے۔ حضرت زینب رضؓ نے کہا، میں کچھ کرنے والی نہیں جب تک کہ اپنے رب عزوجل سے مشورہ نہ کر لوں اس کے بعد اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑی ہوگئیں (ادھر آپؐ پر) قرآن اُترا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بغیر اجازت ان کے پاس داخل ہوگئے۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں

---

[۱] واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۷ عن اسمٰعیل بن عمرو بن سعید الاموی بمعناہ [۲] اخرج احمد۔

کہ ہم لوگوں نے دیکھا کہ جب آپؐ ان کے یہاں داخل ہوئے تو حضورؐ نے ہم سب کو ان سے اس خلوت پر گوشت اور روٹی کھلائی۔ تمام لوگ چلے گئے تھے اور چند حضرات باقی تھے جو گھر میں کھانا کھانے کے بعد باتوں میں مشغول تھے۔ حضورؐ مکان سے نکلے میں آپؐ کے پیچھے چلا، آپؐ اپنی ہر زوجہ کے حجرہ پر جاتے اور انہیں سلام کرتے اور وہ کہتیں، یا رسول اللہ! آپ نے اپنی گھر والی کو کیسا پایا؟ اب مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپؐ کو اطلاع دی کہ لوگ آپؐ کے گھر سے جا چکے ہیں یا آپؐ کو کسی اور نے اطلاع دی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ اپنے گھر میں داخل ہونے لگے، میں نے بھی آپؐ کے ساتھ اندر جانا چاہا، آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا، تو پردہ کی آیت اتری اور آپؐ نے تمام لوگوں کو وعظ فرمایا، جس چیز کے ساتھ کہ لوگوں کو وعظ سنانے کا حکم دیا گیا تھا،
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ الآية

(سورۂ احزاب ع ۷)

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو، مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دے دی جاوے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جاوے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو، یہ بات (ہمیشہ کے لئے) تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہؐ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپؐ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات ہے۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت کی دعوت کی میں لوگوں کو کھانے کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا، کچھ لوگ آتے اور کھاتے اور چلے جاتے پھر اور لوگ آتے اور کھاتے

لہ وکذا رواہ مسلم والنسائی کے وعند البخاری

اور چلے جاتے ، میں لوگوں کو بلا بلا کر لاتا رہا ، یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہ پایا کہ اُسے بلاؤں
تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ! اب مجھے کوئی ایسا نہیں ملتا جسے بلالاؤں ، آپؐ
نے فرمایا تو اچھا اپنا کھانا اُٹھاؤ ۔ تین آدمی آپؐ کے گھر میں بات کرتے ہوئے رہ گئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ کی طرف پہنچے اور کہا ۔
السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، حضرت عائشہ رضؓ نے کہا ، وعلیک السلام ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ ، آپ نے اپنی گھر والی کو کیسا پایا ؟ اللہ آپ کو برکت دے ۔ اس کے بعد
آپؐ نے اپنی ہر زوجہ کے حجرہ کا چکر لگایا اور آپؐ ان سب سے وہی کہتے تھے جو حضرت
عائشہ رضؓ سے کہا اور آپؐ کی ازواج نے اسی طرح پوچھا جس طرح حضرت عائشہ رضؓ نے پوچھا
اس کے بعد حضورؐ واپس تشریف لائے تو وہ تینوں شخص آپؐ کے گھر میں باتوں میں مشغول
تھے ۔ آپؐ بہت ہی باحیا تھے ۔ آپؐ پھر حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ کی طرف چلے ۔ اب
مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آپؐ کو اطلاع دی یا کسی اور نے کہ لوگ آپؐ کے حجرہ سے
چلے گئے ہیں ۔ آپؐ حضرت عائشہ رضؓ کے یہاں سے نکلے اور جب آپؐ نے دروازہ کی دہلیز
میں ایک قدم رکھا اور دوسرا باہر تھا تو میرے اور اپنے درمیان میں پردہ ڈال دیا اور
پردہ کی آیۃ اُتری ۔[1]

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج
کے ساتھ خلوتِ خاص کی تو حضرت اُمّ سلیم رضؓ نے حیس تیار کیا (جو کھجور ، گھی اور پنیر وغیرہ
سے تیار کیا جاتا ہے) اور اسے ایک بڑی لگن میں رکھا اور کہا اسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں لے جا اور آپؐ سے کہنا کہ یہ تھوڑا سا ہماری طرف سے آپ کے لئے
ہے ، حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ ان دنوں بتلائے مشقت تھے میں اسے لے کر
آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ! اسے اُمّ سلیم رضؓ نے آپ کے لئے
بھیجا ہے اور وہ آپ کو سلام کہہ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ تھوڑا سا
آپ کے لئے ہے ، آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اُسے حجرہ کے ایک گوشہ
میں رکھ دے اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور میرے پاس فلاں اور فلاں کو بلالا
اور بہت سے آدمیوں کے آپؐ نے نام لئے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اور مسلمانوں میں

---

[1] وعند ابن ابی حاتم

سے جس سے تیری ملاقات ہو جائے اُسے بھی بلا لانا - چنانچہ جن لوگوں کے لئے آپؐ نے مجھ سے کہا تھا میں نے ان کو بلایا اور جو مسلمان مجھ سے ملے میں نے انہیں بھی بلایا، تو گھر اور چبوترہ اور کوٹھری سب لوگوں سے بھر گئی نیچے کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضؓ سے پوچھا، کہ اے ابو عثمان! یہ کتنے لوگ ہوں گے؟ حضرت انس رضؓ نے فرمایا قریب قریب تین سو آدمی تھے۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آپؐ نے فرمایا کہ اُسے اُٹھا لا۔ چنانچہ میں اُسے اُٹھا کر آپؐ کے پاس لایا آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور دعا کی اور جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ کر کے بیٹھ جائیں اور بسم اللہ پڑھیں اور اپنے آگے سے کھائیں چنانچہ لوگوں نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کیا یہاں تک کہ سبھی فارغ ہو گئے، مجھ سے حضورؐ نے فرمایا، اس کھانے کو اُٹھاؤ۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں آیا اور میں نے وہ لگن اُٹھائی اور اس میں غور سے دیکھا تو میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کھانا جس وقت کہ میں نے اُسے رکھا تھا جب زیادہ تھا یا جب کہ میں نے اُسے اُٹھایا حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ چند حضرات سب کے چلے جانے کے بعد آپؐ کے گھر میں باتوں میں مشغول رہے اور آپؐ کی بیوی جس کے یہاں آپؐ داخل ہوئے تھے لوگوں کے ساتھ اپنا چہرہ دیوار کی طرف کئے ہوئے بیٹھی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے بات یہاں تک لمبی کی کہ حضورؐ پر گراں گزری۔ آپؐ تمام انسانوں میں سے زیادہ حیادار تھے، کاش! کہ یہ بات کرنے والے اگر اس بات کو جان لیتے تو اُن کیلئے انتہائی مناسب تھا حضورؐ تو وہاں سے کھڑے ہوئے اور اپنی ازواج مطہرات رضؓ کے حجروں پر گذرے اور ان کو سلام کرنے لگے، پھر جب ان لوگوں نے آپؐ کو واپس آتا ہوا دیکھا تو اُنہیں خیال ہوا کہ ان لوگوں نے آپؐ پر گرانی ڈالی تو دروازہ کی طرف جلدی کی اور باہر نکل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور پردہ ڈال کر گھر میں داخل ہو گئے اور میں حجرہ میں تھا۔ آپؐ تھوڑی دیر گھر میں ٹھہرے اور اللہ پاک نے قرآن اُتارا، آپؐ باہر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا سے فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا تک (سورۂ احزاب ع ۷)، حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں، تمام لوگوں سے قبل حضورؐ نے مجھے یہ پڑھ کر سنائی اور میرا تمام لوگوں کی بہ نسبت اس آیت کے سننے میں شروع زمانہ ہے۔[1]

---

[1] وقد رواہ مسلم والنسائی والترمذی وقال حسن صحیح والبخاری وابن جریر کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۱۴۶ واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ۱۰۳ من طرق عن انس۔

آنحضرتؐ کا حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب سے نکاح

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن گرفتار شدہ جمع کئے گئے اتنے میں حضرت دحیہؓ آئے اور انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں سے ایک جاریہ مجھے عنایت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا، جاؤ اور کوئی ایک جاریہ لے لو۔ انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لیا تو ایک صحابیؓ حضورؐ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! آپ نے دحیہؓ کو صفیہ بنت حییؓ دیدی جو قریظہ اور نضیر کی سردار ہے اور وہ بجز آپ کے کسی اور کے لئے مناسب نہیں، آپؐ نے فرمایا کہ صفیہؓ کو میرے پاس بلا کر لاؤ، جب آپ نے صفیہ کی طرف دیکھا تو حضرت دحیہؓ سے فرمایا کہ اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی اور جاریہ لے لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔[1]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم خیبر میں آئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ فتح کر لیا، آپؐ سے صفیہ بنت حیی بن اخطب کے جمال کا تذکرہ کیا گیا، اُن کا شوہر قتل کر دیا گیا، اور ان کی تازہ تازہ شادی ہوئی تھی تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے منتخب کر لیا۔ آپؐ انہیں اپنے ہمراہ لے کر نکلے جب مقام صہبا کے حدود میں پہنچے تو سواری سے اترے اور حضرت صفیہؓ سے خلوتِ خاص کی، اس کے بعد آپؐ نے حیس (ایک خاص قسم کا کھانا) ایک چھوٹے سے چمڑے کے دسترخوان پر بنایا اور مجھ سے فرمایا کہ جو تمہارے آس پاس ہیں انہیں اطلاع دے دو۔ یہ حضرت صفیہؓ کا ولیمہ ہوا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف چلے تو میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ حضرت صفیہؓ پر اپنے پیچھے اپنی عبا سے اوٹ کئے ہوئے تھے۔ آپؐ اپنے اونٹ کے قریب بیٹھتے اور اپنا گھٹنا جھکا دیتے اور حضرت صفیہؓ آپؐ کے زانو مبارک پر پیر رکھ کر سوار ہوتیں۔

---

[1] اخرج ابوداؤد [2] واخرجہ البخاری ومسلم [3] وعند البخاری

حضرت انس[1] فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ کے درمیان تین رات حضرت صفیہ رضؓ سے خلوتِ خاص کے لئے قیام پذیر رہے۔ اور میں نے مسلمانوں کو آپؐ کے ولیمہ کے لئے بلایا، جس ولیمہ میں روٹی اور گوشت نہیں تھا، صرف یہ تھا کہ آپؐ نے حضرت بلال رضؓ کو حکم دیا۔ چمڑے کے دسترخوان بچھائے گئے، اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی رکھ دیا گیا تو مسلمانوں نے (آپس میں) کہا کہ تو یہ صفیہ اُمّہات المومنین میں سے ہیں یا آپؐ کی کنیزوں میں ہیں، تو صحابہ کرام رضؓ نے کہا کہ اگر آپؐ نے انہیں پردے میں رکھا تو یہ بھی اُمّہات المومنین میں سے ہیں اور اگر انہیں پردہ میں نہیں رکھا تو آپؐ کی کنیز میں سے ہیں۔ جب آپؐ نے یہاں سے کوچ کیا تو سواری پر اپنے پیچھے اُن کے لئے بیٹھنے کی جگہ نرم کی اور پردہ لٹکا دیا۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ[3] رضؓ فرماتے ہیں کہ جب صفیہ بنت حیی بن اخطب رضؓ حضور کے پاس آپؐ کے خیمہ میں داخل ہوئیں تو حضرات صحابہ کرامؓ جمع ہوئے اور میں بھی اُن کے ساتھ جمع ہوا تاکہ مجھے بھی مالِ غنیمت میں سے ان کے بارے میں حصہ ملے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنی ماں کے پاس سے چلے جاؤ۔ (یعنی یہ مالِ غنیمت میں تقسیم نہ کی جائیں گی) جب عشاء کا وقت ہوا ہم سب جمع ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اپنی چادر سے ڈیڑھ مُد عجوہ قسم کی کھجوریں نکالیں اور فرمایا تم لو اپنی ماں کا ولیمہ کھاؤ۔[4]

حضرت ابن عمر[5] رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضؓ کی دونوں آنکھوں میں کچھ نیلا پن تھا تو اُن سے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری ان دونوں آنکھوں میں نیلا نشان کیسے ہے؟ حضرت صفیہ رضؓ نے کہا کہ میں نے اپنے شوہر سے کہا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے گویا کہ چاند میری گود میں گر پڑا ہے تو اس نے مجھے طمانچہ مارا تھا اور کہا تھا کیا تو ملکِ یثرب کا ارادہ رکھتی ہے؟ حضرت صفیہ رضؓ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ اور اپنے شوہر کے قتل کئے جانے پر بہت بغض تھا۔ آپؐ مجھ سے اس کا عذر بیان

---

[1] وعندہ ایضاً عنہ [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۱۹۶ [3] واخرج احمد [4] قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۵۱ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ۱۲۴ نحوہ۔
[5] واخرج الطبرانی۔

کرتے اور فرماتے، اے صفیہ! تیرا باپ تمام عرب کو میرے خلاف چڑھا لایا تھا اور ایسا کیا اور ویسا کیا، یہاں تک کہ اللہ پاک نے میری طبیعت سے اس کینہ کو دور کر دیا۔[۱]

حضرت ابو ہریرہ[۲] رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضؓ کے ساتھ خلوت کی تو حضرت ابو ایوب رضؓ نے ساری رات آپؐ کے دروازہ پر کاٹی۔ جب صبح ہوئی اور حضورؐ کو دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور حضرت ابو ایوبؓ کے پاس تلوار تھی عرض کیا یا رسول اللہ! چونکہ صفیہ رضؓ کی شادی کا نیا زمانہ تھا اور یہ نو عمر ہیں اور آپؐ نے اس کے باپ اس کے بھائی اور اس کے شوہر کو قتل کرا دیا ہے، مجھے آپ پر ان کی جانب سے امن نہیں تھا۔ یہ سن کر حضورؐ ہنسے اور حضرت ابو ایوب رضؓ کے لئے بھلی بات فرمائی۔[۳] حضرت ابن عباس[۴] رضؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اگر ذرا بھی یہ کوئی حرکت کرتیں تو میں آپ سے قریب تھا۔

حضرت عطا ابن[۵] یسار رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صفیہ رضؓ خیبر سے آئیں تو حارثہ بن نعمان رضؓ کے گھر اتاری گئیں۔ جب انصار کی عورتوں نے یہ بات سنی تو سب اُن کے جمال کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئیں، حضرت عائشہ رضؓ بھی اپنے منہ پر نقاب ڈالے ہوئے آئیں، جب یہ یہاں سے چلیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے پیچھے چلے اور آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیسا دیکھا؟ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا، ایک یہودیہ دیکھی ہے، آپؐ نے فرمایا، ایسا نہ کہو، وہ اسلام لے آئی، اور اس کا اسلام لانا نہایت اچھا ہوا۔

حضرت سعید بن مسیب رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضؓ مدینہ آئیں۔ ان کے کان میں سونے کا بُندا تھا اس میں سے حضرت فاطمہ رضؓ کو اور جو عورتیں ساتھ تھیں ہبہ کر دیا۔[۶]

---

[۱] قال الهيثمي ج ۹ ص ۲۵۱ رجاله رجال الصحيح۔

[۲] واخرج الحاكم ج ۴ ص ۲۸

[۳] قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبي صحيح واخرجه ابن عساكر عن عروة بمعناه اطول منه كما في الكنز ج ۷ ص ۱۱۹ [۴] واخرجه ابن سعد ج ۲ ص ۱۱۶ [۵] واخرج ابن سعد۔

[۶] كذا في الاصابة ج ۴ ص ۳۴۷

آنحضرتؐ کا حضرت جویریہ بنتِ حارث خزاعیہؓ سے نکاح

حضرت[1] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کی قیدی عورتیں تقسیم فرمائیں تو حضرت جویریہ بنتِ حارثؓ، حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے حصہ میں آگئیں یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں، انھوں نے اپنے مالک سے اپنے لئے کتابت کا معاملہ طے کر لیا (کچھ رقم معین اداکر دیدیں تو آزاد ہو جائیں اس کو کتابت کہتے ہیں) یہ شیریں عادت اور ملیح صورت عورت تھیں جو کوئی انھیں دیکھتا تھا اس کی طبیعت میں یہ گھر کر جاتی تھیں یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئیں تاکہ حضورؐ ان کے بدلِ کتابت میں ان کی امداد کریں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پس خدا کی قسم! جیسے ہی میں نے ان کو اپنے دروازہ پر دیکھا، میں نے ان سے کراہیت کی اور میں سمجھ گئی کہ آپؐ جویریہؓ کے بارے میں وہی بات دیکھیں گے جس کا مجھے اندیشہ ہے، چنانچہ جویریہؓ آپؐ کے پاس گئیں اور کہا یارسول اللہ! میں جویریہ، حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا، اور مجھے وہ بلا لگی ہے جو آپ پر مخفی نہیں ہے، اور میں نے قسط وار کتابت کا معاوضہ ادا کرنے کا معاملہ ثابت بن قیسؓ یا ان کے چچیرے بھائی سے کرلیا ہے، چنانچہ میری کتابت کا معاملہ ان سے طے ہو گیا ہے، میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئی ہوں تاکہ میں آپ سے بدلِ کتابت میں امداد طلب کروں، آپؐ نے فرمایا کیا تجھے اس سے بھی بھلی بات کی طرف رغبت ہے؟ جویریہؓ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے یارسول اللہ!؟ آپؐ نے فرمایا میں تیری طرف سے کتابت کی رقم ادا کردوں اور تجھ سے شادی کرلوں، جویریہؓ نے کہا ہاں یارسول اللہ! میں نے منظور کیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ خبر لوگوں تک پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنتِ حارثؓ سے شادی کرلی ہے تو صحابہ کرامؓ نے کہا (مناسب نہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے، سسرے ہمارے ہاتھ میں غلام ہوں؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں چنانچہ آپؐ نے جب حضرت جویریہؓ سے شادی کرلی تو بنی مصطلق کے سو گھرانے لوگوں نے آزاد کردیئے، میں نہیں جانتی کہ کوئی عورت اپنی قوم کے لئے

---

[1] اخرج ابن اسحاق

جویریہؓ کی بہ نسبت زیادہ باعثِ برکت ہوئی ہے۔[۱] اور ایک[۲] روایت میں ہے کہ ان کے شوہر کا نام صفوان بن مالک تھا۔[۳]

حضرت عروہ[۴]ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جویریہ بنتِ حارثؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کی تشریف آوری سے تین رات قبل یہ خواب دیکھا کہ چاند یثرب سے چلتا ہے اور میری گود میں آجاتا ہے میں نے اچھا نہ سمجھا کہ کسی کو اس بات کی اطلاع دوں یہاں تک کہ حضورؐ آئے، جب ہم سب گرفتار کئے گئے تو مجھے اس خواب کے وقوع کی اُمید بندھ گئی، حضرت جویریہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے مجھے قید سے نجات دی اور مجھ سے شادی کرلی، خدا کی قسم! میں نے آپؐ سے اپنی قوم کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی، یہاں تک کہ خود ہی مسلمانوں نے ان سب کو آزاد کر دیا، اور مجھے تو ایک لڑکی سے جو میرے چچا کی بیٹیوں میں سے تھی اس بات کی خبر لگی (کہ مسلمانوں نے میری قوم کو آزاد کر دیا) سو میں نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف بجالائی۔[۵]

آنحضرتؐ کا حضرت میمونہ بنتِ حارث ہلالیہؓ سے نکاح

حضرت[۶] ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صُلح حدیبیہ کے اگلے سال ذی قعدہ ۷ھ میں عمرہ کے لئے چلے اور یہ وہی مہینہ تھا جس میں مشرکین نے آپؐ کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا جب آپؐ یاجج میں پہونچے تو حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو اپنے سے پہلے میمونہ بنتِ حارث بن حزنؓ کے پاس بھیج دیا، حضرت جعفرؓ نے میمونہؓ سے آپؐ کا رشتہ طے کیا انھوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کے سپرد کر دیا، حضرت میمونہؓ کی بہن اُم فضلؓ حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں، چنانچہ حضرت عباسؓ نے آپؐ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں اس وقت تک قیام پذیر رہے کہ حضرت میمونہؓ آپؐ کے پاس

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۹ [۲] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۱۶ عن الواقدی بسندلہ عن عائشۃؓ نحوہ [۳] وہکذا اخرجہ الحاکم ج ۴ صفحہ ۲۶ من طریق الواقدی [۴] واخرج الواقدی [۵] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۹ واخرجہ الحاکم ج ۴ صفحہ ۲۷ من طریق الواقدی عن حزام بن ہشام عن ابیہ نحوہ [۶] اخرج الحاکم ۴ صفحہ ۳۰

آگئیں، آپؐ نے حضرت میمونہؓ کے ساتھ اسی مقامِ سرف میں استراحتِ خاص کی اور اللہ پاک نے اسی طرح مُقدر کر رکھا تھا کہ اس قصہ کے بہت عرصہ بعد حضرت میمونہؓ بنتِ حارث کی وفات مقامِ سرف میں اسی جگہ ہوئی جہاں آپؐ کے ساتھ استراحتِ خاص ہوئی تھی،

حضرت[۱] ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنتِ حارثؓ سے شادی کی اور آپؐ مکہ میں تین دن ٹھہرے آپؐ کے پاس حویطب بن عبدالعزیٰ چند نفر قریش کے ساتھ تیسرے دن آیا اور ان لوگوں نے آپؐ سے کہا کہ آپکے ٹھہرنے کی میعاد پوری ہو چکی، لہٰذا آپ ہمارے یہاں سے چلے جائیے، آپؐ نے فرمایا تمھارا کوئی حرج نہیں تھا اگر تم اور مہلت دیتے تو میں تمھارے درمیان رہ کر شادی کرتا، تمھارے لئے کھانا تیار کرتا اور تم سب اس کھانے پر حاضر ہوتے، کفارِ مکہ نے کہا ہمیں آپ کے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ ہمارے پاس سے نکلیے، چنانچہ آپؐ حضرت میمونہ بنتِ حارثؓ کو ہمراہ لے کر چل دیئے، مقامِ سرف پر پہونچ کر ان کے ساتھ استراحتِ خاص کی،[۲]

آنحضرتؐ کا حضرت علیؓ سے اپنی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح کرنا

حضرت[۳] علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں آنحضرتؐ سے گفت وشنید ہونے لگی، مجھ سے میری خادمہ نے کہا تمھیں کچھ علم ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں حضورؐ سے گفت وشنید ہونے لگی؟ میں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں، تو اس نے کہا کہ ہاں گفت وشنید ہونے لگی ہے اور تمھیں کیا چیز مانع ہے؟ اس چیز سے کہ تم بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کہ حضورؐ تم سے شادی کر دیں گے، میں نے کہا میرے پاس کچھ مال بھی تو ہو جس کے ذریعہ میں شادی کروں؟ اُس خادمہ نے کہا اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ گے تو آپؐ، تم سے شادی کر دیں گے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! وہ مجھے برابر اُمید دِلاتی رہی یہاں تک کہ میں آپؐ کی خدمت میں گیا، اور جب میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا تو مجھے بولنے کی طاقت ہی نہیں رہ گئی، اور خدا کی قسم! آپؐ کے جلال اور

---

[۱] وعندہ ایضا [۲] قال الحاکم ووافقہ الذہبی ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ [۳] اخرج البیہقی فی الدلائل

ہیبت کی وجہ سے میں کچھ نہ کہہ سکا تو حضورؐ نے خود ہی دریافت فرمایا تم کیسے آئے ہو؟ کیا تمھیں کچھ حاجت ہے؟ میں خاموش رہا آپؐ نے فرمایا شاید کہ تم فاطمہؓ سے رشتہ کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے دریافت کیا، کیا تمھارے پاس کچھ ہے؟ جس مہر کی وجہ سے تم حضرت فاطمہؓ کو اپنے لئے جائز کرو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! خدا کی قسم! کچھ نہیں، آپؐ نے فرمایا تمہارے اسبابِ جنگ میں سے وہ زِرہ کیا ہوئی جو میں نے دی تھی؟ (حضرت علیؓ کہتے ہیں)، قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے، وہ زرہ ٹوٹ چکی تھی یعنی جگہ جگہ تلواروں سے کٹ گئی تھی، (جس کی وجہ سے) اس کی قیمت چار درہم کی بھی نہیں تھی، میں نے عرض کیا میرے پاس ہے، آپؐ نے فرمایا میں نے تمھاری شادی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ کردی اس زرہ کو حضرت فاطمہؓ کے پاس بھیج دو، اور اس کے ذریعہ حضرت فاطمہؓ کو اپنے لئے جائز کرو (حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ) یہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر تھا، [1]

حضرت [2] بریدہؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے چند حضرات نے حضرت علیؓ سے کہا اگر تمھیں حضرت فاطمہؓ کی طرف رغبت ہے (تو آپ کی خدمت میں جاؤ) چنانچہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے فرمایا اے ابن ابی طالب! کیا حاجت ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا یارسول اللہ! آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ کا مجھ سے تذکرہ کیا گیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "مرحباً واہلاً" اور اس کے علاوہ آپؐ نے کچھ نہیں کہا تو حضرت علیؓ باہر نکلے اور انصار کی اس جماعت کے پاس پہونچے وہ ان کا انتظار کر رہے تھے ان حضرات نے دریافت کیا، تمھارے پیچھے کیا ہے؟ (یعنی کیا خبر لائے؟) حضرت علیؓ نے فرمایا اس کے سوا مجھے کچھ پتہ نہیں کہ آپؐ نے میرے جواب میں مرحباً واہلاً کہا ہے، ان حضرات انصارؓ نے کہا حضورؐ کی ان دونوں باتوں میں سے تمہارے لئے ایک ہی کافی تھی، آپؐ نے تو تمھیں اہل بھی دی اور وسعت کی دعا بھی دی، اس کے بعد جب آپؐ ان کے ساتھ شادی کر چکے، آپؐ نے فرمایا اے علی! نئی شادی کرنے والے کے لئے ولیمہ ضروری ہے، تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک مینڈھا ہے اور انصار کے پاس سے حضرت علیؓ کے لئے کئی صاع جوار کے جمع کر دیئے پس جب استراحتِ خاص کی رات ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک تم مجھ سے نہ مل لینا

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۳۴۶ واخرجہ ایضا الدولابی فی الذریۃ الطاہریۃ کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۱۳

[2] واخرج الطبرانی

قطعاً کوئی بات نہ کرنا، چنانچہ حضورؐ نے پانی منگایا اور اس سے وضو کیا پھر اسے حضرت علیؓ پر ڈالا اور اس کے بعد یہ دُعا دی:۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي بِنَائِهِمَا،
ترجمہ:۔ "اے اللہ! ان دونوں کے اسباب معیشت میں برکت دے، اور ان دونوں پر ان کی استراحتِ خاص کے بارے میں برکت نازل فرما" ایک[1] روایت میں اس طرح ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ سے کہا کاش! تم حضرت فاطمہؓ سے رشتہ کے لئے پیغام دیتے اور دُعا کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔ وَبَارِكْ لَهُمَا فِي شِبْلَيْهِمَا ترجمہ "ان دونوں کے لئے ان دونوں کے شیر جیسے بچوں میں برکت فرما"۔ ایک[2] اور روایت میں دُعا کے الفاظ اس طرح ہیں:۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي بِنَائِهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي نَسْلِهِمَا،

(نسل کے معنی اولاد کے ہیں)، ایک[3] اور روایت میں آخری جملہ اس طرح پر ہے:۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فِي شَمْلِهِمَا، (شمل کے معنی خلوتِ خاص کے ہیں)،

حضرت[4] اسماء بنتِ عمیسؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ کے گھر رُخصت کی گئیں تو ہم نے حضرت علیؓ کے یہاں اس کے سوا کچھ نہ پایا کہ ان کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھا ہوا تھا، ایک تکیہ تھا جس کا بھراو کھجور کی چھال کا تھا، ایک گھڑا تھا اور ایک پانی پینے کا برتن، حضورؐ نے حضرت علیؓ کے پاس آدمی بھیج کر فرمایا کہ کوئی بات نہ کرنا یا یُوں فرمایا کہ اپنے اہل کے قریب نہ جانا جب تک کہ میں تمہارے پاس نہ آجاؤں، چنانچہ حضورؐ تشریف لائے اور آپؐ نے دریافت کیا یہاں میرا بھائی ہے؟ تو یہ سُن کر حضرت اُمِ ایمنؓ نے جو حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی ماں ہیں اور یہ حبشہ کی رہنے والی اور صالح ترین عورت تھیں، عرض کیا یارسول اللہ! یہ آپ کے بھائی بھی ہیں اور آپ کی بیٹی کے شوہر بھی؟ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کے درمیان بھائی بندی کرادی تھی اور اس سلسلہ میں بھی حضرت علیؓ کو اپنا بھائی قرار دیا تھا، تو حضورؐ نے جواب دیا کہ یہ بات اے اُمِ ایمن! ہو سکتی ہے، حضرت اُمِ ایمنؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ نے ایک برتن جس میں

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۰۹ رواہ الطبرانی والبزار بنحوہ [2] ورجالہما رجال الصحیح غیر عبدالکریم بن سلیط ووثقہ ابن حبان۔ انتہی [3] واخرجہ الرویانی وابن عساکر نحوہ کما فی الکنز ج ۷ صفہ ۱۱۳ [4] واخرجہ ایضا النسائی نحوہ کما فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۳۴۱ [5] واخرجہ ابن سعد ج ۸ صفہ ۲۱ عن بریدہؓ نحوہ [6] واخرج الطبرانی

پانی تھا طلب کیا، پھر جو کچھ کہ اللہ پاک نے چاہا آپؐ نے پڑھا، اس کے بعد حضرت علیؓ کے سینہ اور چہرہ پر مَلا، اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کو بلایا، حضرت فاطمہؓ، آپؐ کی طرف چلیں، انکا پیر شرم کے مارے ان کی چادر میں اُلجھ رہا تھا، اسی پانی سے کچھ حصہ ان کے اوپر بھی چھڑکا، اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کے لئے بھی جتنا اللہ نے چاہا پڑھا، پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ میں نے اپنے گھر کے محبوب ترین شخص سے تیرا نکاح کرنے میں کمی نہیں کی، پھر آپؐ نے پردہ یا دروازہ کے پیچھے کچھ سیاہی سی محسوس کی تو دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ حضرت اُمّ ایمنؓ نے کہا اسماءؓ ہیں، آپؐ نے دریافت کیا، کیا اسماء بنتِ عمیسؓ؟ تو حضرت اسماءؓ نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی بجاآوری کے لئے آئی ہو؟ تو حضرت اسماءؓ نے کہا جی ہاں! جب نوجوان لڑکی اپنے شوہر کے گھر پہلی رات گزارے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس سے قریب کوئی عورت ضرور رہے، ممکن ہے کہ کوئی ضرورت لڑکی کو پیش آئے تو یہ اس کی حاجت کو پورا کردے، یہ سُن کر آپؐ نے مجھے ایسی دُعا دی کہ وہ دعا میرے نزدیک میرے عمل میں سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے، اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا لو، اپنے اہل کو سنبھالو، اس کے بعد پیٹھ پھیر کر چلے اور برابر ان دونوں کو دُعا دیتے رہے یہاں تک کہ آپؐ اپنے حُجرہ کی اوٹ میں آگئے، ونیز حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ کی دوسری روایت میں ہے، حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ زفاف میں میں ان کے قریب تھی، جب صبح ہوئی حضورؐ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپؐ کی طرف اُمّ ایمنؓ لپکیں اور آپؐ کے لئے دروازہ کھول دیا، آپؐ نے ان سے کہا اے اُمّ ایمن! میرے لئے میرے بھائی کو بلا لاؤ اُمّ ایمنؓ نے کہا وہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ نے انھیں سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے اُمّ ایمن! انھیں بلا لاؤ، جب عورتوں نے حضورؐ کی آواز سُنی تو آہستہ آہستہ جمع ہوئیں، تو حضورؐ ایک گوشہ میں تشریف فرما ہوئے، اس کے بعد حضرت علیؓ تشریف لائے، حضورؐ نے ان کو دُعا دی اور ان کے اوپر پانی چھڑکا پھر فرمایا میرے پاس فاطمہؓ کو بلا لاؤ، یہ آئیں اور انھیں شرم کے مارے پسینہ آرہا تھا یا سکڑی جا رہی تھیں، آپؐ نے فرمایا کہ چُپ رہو میں نے اپنے گھر والوں میں سے زیادہ محبوب کے ساتھ تمھارا نکاح کیا ہے، [1]

---

[1] خذ کر شلہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱۱ رواہ کلہ الطبرانی ورجال الروایۃ الاولیٰ رجال الصحیح۔ اھ،

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کر دیا تو آپؐ نے پانی منگایا اور اس میں کلی فرمائی پھر اُسے لے کر آپؐ اندر تشریف لائے اور اُسے حضرت علیؓ کے گریبان اور کندھے پر چھڑکا اور حضرت علیؓ پر قُل ہُوَاللہُ اَحد اور قُل اَعوذُ بِرَبِّ الفَلَق اور قُل اَعوذُ بِرَبِّ النّاس پڑھ کر دم کیا۔[1]

علباء[2] بن احمرؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کے پاس، آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے بارے میں پیغام لے گیا، راوی کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ نے اپنی زرہ اور کچھ اپنے گھر کا سامان بیچا، جس کی قیمت چار سو اسّی ۴۸۰ درہم ہوئی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے[3] دو تہائی سے خوشبو خریدی جائے اور ایک تہائی سے کپڑا اور حضورؐ نے ایک گھڑے میں دہنِ مبارک میں پانی لے کر ڈالا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس سے غسل کریں، اور حضرت فاطمہؓ کو حکم دیا کہ آپؐ کو اطلاع دینے سے پہلے اپنے ہونے والے بچے کو دودھ نہ پلائیں، لیکن آپؐ سے پہلے ہی حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسینؓ کو دودھ پلا دیا، لیکن جب حضرت حسنؓ ہوئے تو حضورؐ نے ان کے منہ میں کچھ ڈالا یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا چیز تھی، جس کی وجہ سے وہ دونوں میں زیادہ عالم تھے۔[3]

حضرت جابر[4]ؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر حاضر تھے، ہم نے کوئی شادی اس سے اچھی نہیں دیکھی، ہم نے بستر بچھایا یعنی کھجور کی چھال کا، اور ہم کھجور اور کشمش لائے اور ہم سب نے کھایا، اور حضرت فاطمہؓ کا بستر ان کی شادی کی رات میں بھیڑ کی کھال تھی۔[5]

حضرت علیؓ[6] سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز میں ایک چادر، ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ دیا، جس میں اذخر گھاس کا بھراؤ تھا۔[7]

حضرت[8] عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کیا، تو ان کے ساتھ ایک خمیل تھا، عطاء راوی نے پوچھا خمیل

---

[1] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۱۳ [2] واخرج ابو یعلی وسعید بن منصور [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۱۲ واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۱ عن علباء قصۃ الطیب والثیاب [4] واخرج البزار [5] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۰۹ وفیہ عبداللہ بن میمون انقداح وہو ضعیف۔ اھ [6] واخرج البیہقی فی الدلائل [7] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۱۳ [8] وعند الطبرانی

کیا چیز ہے؟ کہا چادر اور ایک تکیہ چمڑے کا جس میں بھراؤ کھجور کی چھال اور اذخر کا تھا اور ایک مشکیزہ، یہ دونوں حضرات اس چادر کو آدھی بچھا لیتے اور آدھی اُسے اوڑھ لیتے۔[1]

نکاح حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ

حضرت ربیعہ اسلمیؓ[2] فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا اے ربیعہ! تُو شادی نہیں کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ نہیں، میرا ارادہ نہیں کہ میں نکاح کروں، میرے پاس کوئی ایسا سامان نہیں جس کے ذریعہ کسی عورت کی گذر اوقات ہو سکے، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کو چھوڑ کر کوئی اور چیز مجھے اپنی طرف مشغول کرلے، یہ سُن کر کچھ دنوں تو آپؐ مجھ سے خاموش رہے، پھر دوبارہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اے ربیعہ! تُو نکاح کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ نکاح کا نہیں، میرے پاس وہ مال نہیں جس سے کوئی عورت گذر اوقات کر سکے اور میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کو چھوڑ کر کوئی اور چیز مجھے اپنی طرف مشغول کرے، یہ سُن کر آپؐ مجھ سے چپ لگ گئے، تو میں نے اپنے آپ سوچنا شروع کیا اور میں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ میری دُنیا اور آخرت کی مصلحت کو جانتے ہیں، خدا کی قسم! اگر اب مجھ سے آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تیری شادی نہ کرادوں؟ تو میں ضرور کہوں گا کہ ہاں یا رسول اللہ! جو چاہیں سو آپ مجھے حُکم دیں، چنانچہ آپؐ نے مجھ سے کہا اے ربیعہ! تُو شادی کیوں نہیں کرلیتا؟ تو میں نے عرض کیا ہاں، بے شک! ضرور کروں گا جو آپ چاہیں مجھے حُکم دیں، آپؐ نے فرمایا فلاں خاندان کے پاس جا، انصار کے ایک ایسے قبیلہ کی طرف اشارہ فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا فاصلہ پر آباد تھے (حضورؐ نے فرمایا)، اور ان سے جاکر کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے، آپؐ حکم فرما رہے ہیں کہ تم فلاں عورت سے میری شادی کردو جو ان کے قبیلہ میں تھی، چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان لوگوں سے کہا کہ حضورؐ نے مجھے آپ حضرات کے پاس بھیجا ہے، آپؐ نے تم لوگوں کو حُکم دیا ہے کہ تم میری شادی کردو،

---

[1] قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۲۱۰ وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط [2] اخرج احمد والطبرانی

یہ سُن کر انصار نے کہا حضورؐ کے لئے بھی مرحبا اور آپؐ کے قاصد کے لئے بھی مرحبا، خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بغیر اپنی حاجت پوری کئے ہوئے نہ جائے گا چنانچہ ان اصحابؓ نے میری شادی کر دی، اور مجھ پر بہت مہربانی کی اور مجھ سے کوئی گواہ نہیں طلب کیا میں حضورؐ کے پاس رنجیدہ ہو کر واپس ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بڑی بزرگ قوم کے پاس گیا تھا، انھوں نے میری شادی کر دی، مجھ پر مہربانی کی، مجھ سے کوئی گواہ نہیں طلب کیا، اور میرے پاس مہر کیلئے کچھ نہیں، آپؐنے حضرت بُریدہ اسلمیؓ سے فرمایا کہ ان کیلئے گٹھلی کے وزن کے برابر سونا جمع کر دو، چنانچہ میرے لئے گٹھلی کے وزن کے برابر سونا جمع کر دیا گیا، جو کچھ انھوں نے میرے لئے جمع کیا وہ میں نے لیا اور میں آپکی خدمت میں آیا، آپؐنے فرمایا اسے لیکر ان انصار کے پاس جا اور ان سے کہہ! یہ اس لڑکی کا مہر ہے چنانچہ میں ان کے پاس پہونچا اور میں نے کہا یہ اس کا مہر ہے انھوں نے اسے قبول کر لیا اور اسی پر راضی ہو گئے اور کہا بہت ہے، اچھا ہے، ربیعہؓ کہتے ہیں پھر میں حضورؐ کے پاس رنجیدہ ہو کر واپس ہوا، آپؐنے پوچھا کیا ہے؟ کیوں رنجیدہ ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو اس قوم سے زیادہ کریم کوئی قوم نہیں دیکھی، جو میں نے انہیں دیا اس سے راضی ہو گئے اور اُسی کو اچھا بتایا اور کہا بہت ہے، اچھا ہے اور میرے پاس وہ مقدار نہیں کہ میں ولیمہ کروں، آپؐ نے فرمایا اے بُریدہ! ان کے لئے مینڈھے کا انتظام کرو، چنانچہ انھوں نے بڑا موٹا مینڈھا میرے لئے لا دیا، اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اس جھولی کو بھیج دیں جس میں غلہ ہے، ربیعہؓ نے کہا کہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے جس بات کا حضورؐ نے حکم دیا تھا کہا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس جھولے میں سات صاع جو ہیں اور دو مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہا، اس کے سوا آج ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز نہیں، لے اسے، حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ میں اسے لے کر آپؐ کے پاس آیا، حضرت عائشہؓ نے جو فرمایا تھا اس کی آپؐ کو اطلاع دی، آپؐنے فرمایا اسے ان انصاریوں کے پاس لے جا اور ان سے کہہ کہ علی الصباح اس کی تمہارے پاس روٹی تیار ہو جانی چاہئے اور اس کا سالن، ان انصار نے کہا روٹی کی تو ہم تیری طرف سے کفایت کریں گے، لیکن مینڈھا اس کی تم ہی اپنی طرف سے کفایت کرو، میں نے اور قبیلۂ اسلم کے لوگوں نے وہ مینڈھا لیا اور اسے ذبح کیا اور اس کی کھال نکالی اور اسے پکا کر تیار کیا، اب صبح کے وقت ہمارے پاس روٹی اور گوشت دونوں چیز ہو گئی، تو میں نے دعوتِ ولیمہ کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا، حضرت ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اس کے بعد مجھے ایک زمین دی اور

حضرت ابو بکرؓ نے بھی ایک زمین دی اور میرے لئے دُنیا جمع ہو گئی، مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں ایک کھجور کے تنے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا میں نے کہا یہ میری حد میں ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میری حد میں ہے، جس پر مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں کچھ بات بڑھ گئی، حضرت ابو بکرؓ نے میرے لئے ایک ایسا کلمہ کہا جو مجھے بُرا لگا، اور حضرت ابو بکرؓ خود اس کلمہ کے کہنے کی وجہ سے نادم ہوئے اور مجھ سے کہا اے ربیعہ! اسی جیسا کلمہ تو مجھے بھی کہہ! تاکہ بدلہ ہو جائے، میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، اور نہیں تو میں تیرے خلاف حضورؐ سے فریاد کروں گا، میں نے کہا میں ایسا کرنے والا نہیں، حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے وہ زمین چھوڑی اور حضورؐ کی طرف چل دیئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا، پھر اسلمی بھائی آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا اللہ ابو بکرؓ پر رحم کرے یہ کس چیز کے بارے میں حضورؐ سے مدد طلب کرنے جا رہے ہیں؟ یہی وہ ہیں جنھوں نے تجھ سے وہ بات کہی تھی، تو میں نے کہا کیا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں، انھیں کے بارے میں ہے:- ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ یہی مسلمانوں میں عمر رسیدہ ہیں، تم اپنے آپ کو اس بات سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ التفات کریں اور تم کو دیکھ لیں کہ تم میری مدد کر رہے ہو اور وہ خفا ہو جائیں اور حضورؐ کے پاس آئیں، آپؐ ان کے خفا ہونے کی وجہ سے خفا ہوں، پھر اللہ عزوجل ان دونوں کی خفگی کی وجہ سے خفا ہو اور ربیعہ ہلاک ہو جائے، کہنے والے نے پوچھا تو آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں، ربیعہؓ نے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ، اتنے میں حضرت ابو بکرؓ حضورؐ کے پاس پہونچے اور میں بھی ان کے پیچھے تن تنہا پہونچ لیا، انھوں نے حضورؐ کے پاس آکر پوری بات جیسا کہ ہوئی تھی بیان کی، حضورؐ نے میری طرف سر اُٹھایا اور فرمایا اے ربیعہ! تجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جھگڑے کی کیا سوجھی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس اس طرح ہوا، انھوں نے مجھے ایک ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناپسند ہوا اور اس کے بعد مجھ سے کہا کہ تم مجھے اسی طرح کہہ لو جیسے میں نے کہا تاکہ بدلہ ہو جائے، میں نے انکار کیا، حضورؐ نے فرمایا ہاں، تمہارا خیال ٹھیک ہے، ان پر رَد نہ کرو، لیکن کہو کہ اے ابو بکر! اللہ تمہاری مغفرت کرے، —— حضرت حسنؓ راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت ابو بکرؓ، خدا ان پر رحم کرے، روتے ہوئے باہر چلے گئے۔ [۱]

---

[۱] قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۵۷ رواہ احمد و الطبرانی وفیہ مبارک بن فضالۃ وحدیثہ حسن وبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح ۱ھ واخرجہ ابو یعلی عن ربیعۃ نحوہ بطولہ کما فی البدایۃ ج ۵ ص ۳۳۶ والحاکم وغیرہ قصۃ النکاح کما فی الکنز ج ۷ ص ۳۶ وابن سعد ج ۳ ص ۴۴ قصۃ مع ابی بکر

نکاح حضرت جُلیبیب رضی اللہ عنہ

حضرت[1] ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ حضرت جُلیبیبؓ ایسے آدمی تھے جو عورتوں میں جایا کرتے تھے، ان پر گذرتے اور ان سے کھیل کی بات کرتے، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہر گز ہر گز تم لوگوں کے پاس جُلیبیبؓ نہ آنے پائیں، اگر تم لوگوں کے پاس جُلیبیبؓ آگئے تو دیکھو میں کیا کیا کرتا ہوں؟ حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انصار کی عادت تھی جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو اس کی شادی اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک کہ یہ نہ معلوم کرلیں کہ حضور علیہ السلام کو اس بیوہ کی حاجت ہے یا نہیں، آنحضرت نے ایک انصاری سے کہا اپنی بیٹی کا مجھے نکاح کرنے دو، راوی کہتے ہیں کہ اُس انصاری نے کہا بہت اچھا اور یا رسول اللہ! آپ کا بڑا کرم ہوگا اور بڑا انعام ہوگا، آپؐ نے فرمایا کہ میں اس کا ارادہ اپنے لئے نہیں کرتا، انصاری نے دریافت کیا پھر کس کے لئے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا جُلیبیبؓ کے لئے، انصاری نے کہا کہ میں بیوی سے مشورہ کرلوں، چنانچہ انصاری نے بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیٹی کے ساتھ رشتہ کر رہے ہیں، بیوی نے کہا بہت اچھا ہے اور عین نعمت ہے، انصاری نے کہا کہ آپؐ اپنے لئے اس کے ساتھ رشتہ نہیں کر رہے ہیں، اس کا رشتہ جُلیبیبؓ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں، یہ سُن کر بیوی نے کہا جُلیبیبؓ کے لئے تو بہت بعید ہے جُلیبیبؓ کیلئے تو بہت بعید ہے خدا کی قسم ہم جُلیبیبؓ کیساتھ اسکی شادی نہ کرینگے، جب انصاری نے ارادہ کیا کہ اٹھیں اور تاکہ حضورؐ سے آکر کہیں جو اس کی بیوی نے کہی، اس لڑکی نے دریافت کیا کہ میرا رشتہ تمہارے پاس کون لایا ہے؟ اس لڑکی کی ماں نے اُسے اطلاع دی، تو اُس لڑکی نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؐ کی بات کو رد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے حضورؐ کے حوالہ کردو آپؐ مجھے ہر گز ضائع نہ ہونے دیں گے، چنانچہ اس لڑکی کا باپ حضورؐ کے پاس گیا اور آپؐ کو اطلاع دیتے ہوئے عرض کیا کہ آپ اس بچی کا جو چاہیں کریں تو حضورؐ نے اس کا نکاح حضرت جُلیبیبؓ سے کرا دیا، حضرت ابو برزہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی غزوہ میں تشریف لے گئے، پس جب اللہ پاک نے آپ کو فتح

---

[1] اخرج احمد

اور مالِ غنیمت دی، آپؐ نے دریافت کیا کہ لشکر میں سے تم لوگ کیا کسی کو نہیں پاتے ہو؟ حاضرین نے کہا نہیں! سب موجود ہیں لیکن جُلیبیبؓ ہمیں نہیں پاتے، آپؐ نے فرمایا کہ انھیں تلاش کرو، چنانچہ تلاش کے بعد انھیں پایا کہ یہ ان سات آدمیوں کے برابر میں تھے جنھیں جُلیبیبؓ نے قتل کیا تھا، پھر کفار نے انھیں شہید کر دیا، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دیکھئے یہ برابر میں اُن سات آدمیوں کے ہیں جن کو جُلیبیبؓ نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد کفار نے انھیں شہید کر دیا، آپؐ ان کے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا کہ انھوں نے سات کو مارا ہے پھر کفار نے انھیں شہید کیا ہے یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، یہ کلمہ حضورؐ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا، پھر حضور علیہ السلام نے ان کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا اور ان کے لئے قبر کھودی گئی، ان کے لئے کوئی چارپائی اور تخت سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پہونچوں کے نہ تھا، اس کے بعد ان کو آپؐ نے ان کی قبر میں رکھا، اور ان کے غُسل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا، حضرت ثابتؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں کوئی بیوہ ان کی بیوہ سے افضل نہ تھی، حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہؓ نے حضرت ثابتؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس بیوہ کو حضورؐ نے کیا دُعا دی؟ حضرت ثابتؓ نے کہا آپؐ نے یہ دُعا دی "اے میرے اللہ! اس بیوہ پر خیر کی بوچھار کر دے اور اس کے عیش کو مکدر اور گندا مت کر"، راوی کہتے ہیں کہ انصار میں اس بیوہ سے زیادہ کوئی زیادہ خرچیلی نہ تھی۔ [۱]

نکاح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت [۲] ابو عبد الرحمن سلمیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک کندی عورت سے شادی کی، اس عورت سے اُسی کے گھر میں استراحتِ خاص کا ارادہ فرمایا، جب مُلاقاتِ خاص کی رات آئی، حضرت سلمانؓ کے ساتھ ان کے ساتھی بھی چلے، یہاں تک کہ یہ اپنی بیوی کے گھر پہونچے، جب گھر پر پہونچ گئے، ساتھیوں سے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اللہ تم کو اجر دے اور ان کو بیوی کے پاس داخل نہیں ہونے دیا، جیسا کہ جاہل

۱؎ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۶۸ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح وہو فی الصحیح خالیا عن الخطبۃ والتزویج انتہی
۲؎ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۸۵

بیوقوفوں کا رواج ہے، جب حضرت سلمانؓ نے گھر کو دیکھا اور گھر پردہ وغیرہ سے مزین ہو رہا تھا تو فرمایا کیا تمھارے گھر کو بخار چڑھ گیا ہے جو اسے چادر اڑھائی ہے یا کعبہ کندہ میں آگیا ہے جو اس کی غلاف پوشی کی گئی ہے؟ گھر والوں نے کہا نہ تو ہمارے گھر کو بخار چڑھا ہے اور نہ کعبہ کندہ میں منتقل ہوا ہے، یہ اس وقت تک گھر میں نہیں داخل ہوئے، جب تک کہ گھر کا ہر پردہ علاوہ دروازہ کے پردہ کے نہیں اتار دیا گیا، جب گھر میں داخل ہوئے تو بہت کچھ سامان دیکھا تو فرمایا کہ یہ سامان کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا تمھارا اور تمھاری بیوی کا سامان ہے، حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی نصیحت نہیں کی تھی، آپ نے تو مجھے نصیحت فرمائی ہے کہ میری پونجی دنیا سے سوار کی زادِ راہ کے برابر ہو، اور حضرت سلمانؓ نے کئی ایک خدمت گار دیکھے تو دریافت کیا کہ یہ خدام کس کے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ تمھارے اور تمھاری بیوی کے خادم ہیں، حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی نصیحت نہیں کی، مجھے تو آپ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ سوائے اس کے جس کے ساتھ میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ میرا نکاح کیا جائے اور کسی کو نہ روکوں، اور اگر میں ان کو روکوں گا اور یہ بغاوت کریں (یعنی خلافِ شرع چلیں) تو مجھ پر ان کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی کی جاوے، اس کے بعد ان عورتوں سے کہا جو اُن کی بیوی کے پاس تھیں کیا تم میرے پاس سے باہر چلی جانے والی ہو؟ اور مجھ میں اور میری بیوی کے درمیان تخلیہ کردو گی؟ عورتوں نے کہا ہاں! چنانچہ وہ سب چلی گئیں، آپ دروازہ کی طرف گئے اور دروازہ بھیڑ دیا اور پردہ لٹکا دیا اس کے بعد آئے اور اپنی بیوی کے پاس بیٹھے اور اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت کی، اس کے بعد اس سے کہا کیا میں جس چیز کا تجھے حکم دوں گا تو میری اطاعت کرے گی؟ عورت نے کہا کہ آپ ایسے مقام پر بیٹھے ہیں جس کی اطاعت کی جاتی ہے (یعنی شوہر ہیں) حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ جب تم اپنی گھر والی کے پاس جانا تو اللہ کی اطاعت پر جمع ہونا، اس کے بعد آپ اور آپ کی بیوی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے جب تک ان کا جی چاہا نماز پڑھی، اس کے بعد اس جگہ سے آکر اپنی بیوی سے وہ حاجت پوری کی جو ہر آدمی اپنی بیوی سے پوری کرتا ہے، جب صبح ہوئی تو سویرے ہی ان کے ساتھی

ان کے پاس پہونچے اور دریافت کیا کہ آپ نے اپنی گھر والی کو کیسا پایا؟ انھوں نے ساتھیوں سے اعراض کیا پھر دوبارہ پوچھا پھر ان سے اعراض فرمایا پھر جب سہ بارہ پوچھا تو ان سے اعراض کیا اور کہا کہ اللہ پاک نے پردہ اور اوٹ اور دروازے اسی لئے بنائے ہیں کہ جو چیز اس کے اندر ہے وہ پردہ میں رکھی جائے تم میں سے ہر انسان کے لئے اس چیز سے سوال کافی ہے جو اس کے لئے ظاہر ہو، لیکن جو چیز کہ اس سے غائب اور پردہ میں ہو اس بارے میں ہرگز سوال نہ کرے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اس قسم کی باتیں کرنے والا اس گدھے اور گدھی کے مانند ہے جو بر سر راہ جفتی کرتے ہیں۔[۱] حضرت ابن عباسؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ اپنی مسافرت سے واپس آئے تو ان سے حضرت عمرؓ ملے اور فرمایا اللہ تیرے ہونے پر راضی ہو حضرت سلمانؓ نے کہا تو میری شادی کرا دیجئے، راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت عمرؓ چپ لگا گئے تو حضرت سلمانؓ نے کہا کیا آپ میرے لئے اللہ کا بندہ یعنی عبادت گذار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنے نفس کیلئے آپ یہ بات پسند نہیں کرتے؟ جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ کے خاندان کے لوگ ان کے پاس آئے حضرت سلمانؓ نے پوچھا کوئی حاجت ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں!

حضرت سلمانؓ نے دریافت کیا کہ وہ کیا حاجت ہے؟ اگر ہو تو میں اسے پورا کر دوں لوگوں نے کہا کہ تم اس طلب سے رک جاؤ یعنی حضرت عمرؓ سے جو تم نے اپنی شادی کی بات کی، یہ سنکر حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ سن لو خدا کی قسم! مجھے اس پیغام پر نہ تو ان کی امارت نے آمادہ کیا اور نہ انکی حکومت نے، لیکن میں نے کہا بھلے آدمی ہیں بہت ممکن ہے کہ اللہ پاک میرے اور ان کے اس تعلق ہو جانے سے کوئی بھلی روح پیدا کرتا، راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت سلمانؓ نے کِندہ میں شادی کی تھی۔[۲]

نکاحِ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت بنانیؒ سے روایت ہے[۳] کہ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت سلمانؓ کے ساتھ تشریف لے گئے کہ بنی لیث کی ایک عورت سے حضرت سلمانؓ کے بارے میں بات چیت طے کریں چنانچہ حضرت ابو الدرداءؓ وہاں پہونچے اور حضرت سلمانؓ کی فضیلت اور ان کے گذشتہ کارنامے اور ان کے اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تم لوگوں سے تمہاری فلاں نوجوان صاحبزادی کے بارے میں رشتہ کی درخواست کرتے ہیں، ان لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت سلمانؓ کے ساتھ تو ہم شادی نہ کریں گے لیکن آپ کے ساتھ کر دیں گے، چنانچہ اس کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اس کے بعد

---

[۱] وعنده ایضا [۲] فذکر الحدیث نحوه واخرجه الطبرانی عن ابن عباس مختصرا وفی اسناده سماک الحجاج بن فروخ وهو ضعیف کما قال الهیثمی ج ۴ ص ۲۹۱ [۳] اخرج ابو نعیم فی الحلیة ج ۱ ص ۲۰۰

یہ یہاں سے چلے اور حضرت سلمان رضؓ سے کہا کہ ایک ایسا قصہ ہوا کہ مجھے اسکا تذکرہ تم سے کرتے ہوئے حیاء آتی ہے، حضرت سلمانؓ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہوئی؟ حضرت ابو الدرداءؓ نے ان سے ساری خبر کہہ سنائی تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ میں تم سے شرماؤں کہ میں اس لڑکی سے رشتہ کرنا چاہتا تھا حالانکہ اللہ پاک نے اسے تمہاری قسمت میں لکھدیا تھا، [1]

حضرت ابو الدرداءؓ کا اپنی بیٹی درداءؓ کا ایک غریب مسلمان سے نکاح کرنا

حضرت ثابت بنانی رحؒ فرماتے ہیں کہ یزید بن ابی معاویہ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے انکی بیٹی درداءؓ کے بارے میں شادی کی گفت وشنید کرنی چاہی تو یزید کو حضرت ابو الدرداءؓ نے جواب دیدیا اور انکار فرمادیا، یزید کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص نے یزید سے کہا کہ اللہ تمہاری اصلاح کرے تم مجھے اجازت دو کہ میں اس لڑکی کے ساتھ شادی کروں، یزید نے کہا دور ہو تیرا ناس جائے اس آدمی نے پھر کہا مجھے اجازت دو اللہ تمہاری اصلاح کرے، یزید نے کہا بہت اچھا، راوی کہتے ہیں اس ہم نشین نے پیغام دیا تو اس لڑکی کا نکاح حضرت ابو الدرداءؓ نے اس آدمی سے کردیا اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا کہ یزید نے حضرت ابو الدرداءؓ کے یہاں پیغام ڈالا اسے رد کردیا اور حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس کمزور حال مسلمانوں میں سے ایک نے پیغام دیا تو اس کے ساتھ نکاح کردیا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی درداءؓ کی رعایت کی ہے تمہارا درداءؓ کے بارے میں کیا گمان ہے جب اس کے سرہانے خصّی غلام کھڑے ہوتے اور ایسے گھر میں نظر کرتی جس میں اسکی آنکھیں چکا چوند ہوجاتیں تو اس میں اس کا دین ایسے وقت میں کہاں رہ جاتا؟ [3]

حضرت علیؓ کا اپنی بیٹی امّ کلثومؓ سے حضرت عمر بن خطابؓ کا نکاح کرنا

حضرت ابو جعفر رحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی حضرت علیؓ نے فرمایا امّ کلثوم ابھی چھوٹی ہے حضرت عمرؓ سے عرض کیا گیا کہ حضرت علیؓ اس بہانہ سے آپ کو اس سے روکنا چاہتے ہیں حضرت علیؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ میں اسکو تمہارے پاس بھیجے دیتا ہوں اگر وہ راضی ہوجائے تو تمہاری بیوی ہے چنانچہ حضرت علیؓ نے ان کی طرف امّ کلثوم کو بھیجا

---

[1] واخرج الطبرانی مثلہ قال الہیثمی ج ۴ صفحہ ۲۵۷ ورجالہ ثقات الا ان ثابتا لم یسمع من سلمان ولا من ابی الدرداء انتہی [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۱۵ [3] اخرجہ ایضا الامام احمد مثلہ کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ صفحہ ۲۶۰
[4] اخرج عبدالرزاق وسعید بن منصور

حضرت عمرؓ نے اُمِ کلثوم کی پنڈلیاں کھول کر دیکھیں تو اُمِ کلثومؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا چھوڑ! اگر تو امیر المومنین نہ ہوتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتی۔[1] محمد راویؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے اُمِ کلثوم کے نکاح کے بارے میں گفت و شنید کی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت جعفرؓ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اُمِ کلثوم کی مجھ سے شادی کردو پس خدا کی قسم! کوئی آدمی روئے زمین پر اُمِ کلثوم سے کرامت اور بزرگی کا اتنا منتظر نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا، اسکے بعد حضرت عمرؓ مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ تم لوگ مجھے مبارک باد دو، لوگوں نے، شادی کی مبارک باد دی اور دریافت کیا کس کے ساتھ آپنے شادی کی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا، حضرت علیؓ کی صاحبزادی کے ساتھ، حضورؐ نے فرمایا ہے ہر نسب اور تعلق بروز قیامت ختم ہو جائیگا مگر میرا نسب اور تعلق باقی رہیگا" میں پہلے سے حضورؐ کا خسر تھا لیکن میں نے اس تعلق کو زیادہ اچھا سمجھا۔[2] عطاء خراسانیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کے مہر میں چالیس ہزار دیئے۔[3]

حضرت عدی بن حاتمؓ کا اپنی بیٹی سے حضرت عمرو بن حریثؓ کا نکاح کرنا

شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن حریثؓ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے رشتہ کی بات چیت کی تو حضرت عدیؓ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہ کرونگا اگر کرونگا تو اپنے حکم کے مطابق، حضرت عمروؓ نے دریافت کیا کہ وہ حکم کیا ہے؟ حضرت عدیؓ بن حاتمؓ نے کہا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجمہ: "تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے" میں تمہارے اوپر اس مہر کا حکم کرتا ہوں جو حضرت عائشہؓ کا تھا یعنی چار سو اسّی درہم۔[4] حمید بن ہلالؓ کی روایت میں اسطرح ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حریثؓ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے رشتہ کی بات چیت کی تو حضرت عدیؓ نے کہا کہ میں تم سے اپنے حکم کے علاوہ شادی نہ کرونگا، حضرت عمروؓ نے دریافت کیا کہ آپ میرے اوپر کیا حکم لگانا چاہتے ہیں؟ تو قاصد کے ذریعہ ان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں چار سو اسّی درہم (کے مہر) کا حکم دیتا ہوں جو حضورؐ کی سنت ہے۔[5]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ ص ۲۹۱ واخرجہ ابن عمر المقدسی عن محمد بن علی نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۴ ص ۴۹۲ [2] وعند ابن سعد [3] کذا فی الاصابۃ [4] اخرج ابن عساکر [5] وعندہ ایضاً [6] کذا فی الکنز ج ۸ ص ۲۹۹

حضرت بلالؓ اور ان کے بھائی کا نکاح

شعبیؒ[1] کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ اور ان کے بھائی نے یمن کے ایک گھر والوں سے اپنے نکاح کی بات چیت کی اور کہا کہ میں بلال ہوں اور یہ میرا بھائی عبدان ہے، اور ہم حبشہ کے رہنے والے ہیں ہم گمراہ تھے اللہ نے ہم کو ہدایت دی، ہم غلام تھے اللہ نے ہم کو آزاد کیا، اگر تم ہمارا نکاح کر دو تو الحمد للہ اور اگر ہم کو منع کرتے ہو تو اللہ زیادہ بڑا ہے، حضرت عمرو بن میمونؒ اپنے باپ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضؓ کا ایک بھائی اپنے آپ کی عرب کے ساتھ نسبت دیتا تھا اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ عرب میں سے ہے چنانچہ اس نے عرب کی ایک عورت سے رشتہ کرنا چاہا ان لوگوں نے کہا اگر حضرت بلالؓ آئیں گے تو ہم تمہارے ساتھ شادی کر دیں گے راوی کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضؓ تشریف لائے اور انھوں نے گواہی دی اور کہا میں بلال بن رباح ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اور یہ دین اور عادت میں بُرا ہے اگر تم چاہو تو اس کے ساتھ شادی کر دو اور اگر تم اسے چھوڑنا چاہو تو چھوڑ دو، ان لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اس کے ساتھ ہم ضرور شادی کریں گے چنانچہ ان لوگوں نے اس کے ساتھ شادی کر دی،

شادی بیاہ میں کفار کے ساتھ مشابہت کرنے پر انکار

حضرت عروہ بن رویمؒ[2] سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن قرط ثمالیؓ ایک رات حمص میں پہرہ داری کر رہے تھے یہ حضرت عمر رضؓ کی طرف سے حمص کے گورنر تھے ان کے پاس سے ایک بارات گذری اور وہ مجمع کے آگے آگ جلائے ہوئے چل رہے تھے تو حضرت عبداللہ رضؓ نے ان لوگوں کو دُرّہ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ یہ اپنی بارات چھوڑ کر بھاگے، جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ رضؓ ممبر پر بیٹھے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ ابوجندل رضؓ نے حضرت امامہؓ سے نکاح کیا اور ان کے لئے دو چار لپ کھانے کا تیار کیا اللہ ابوجندلؓ پر رحم کرے اور امامہؓ پر بھی رحمت نازل فرمائے اور خدا تمہاری گذشتہ رات کی دولھن اور براتیوں پر لعنت بھیجے، جنھوں نے آگ روشن کر رکھی تھی اور کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کر رکھی تھی اللہ ان کے نور کو بجھا دینے والا ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن قرط رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے ہیں، [3]

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۲۳۷　[2] اخرج ابوالشیخ فی کتاب النکاح　[3] کذا فی الاصابة ج ۴ صفہ ۳۸

مہر کا بیان

حضرت[1] عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ اور کچھ تھا جسکے پانچسو درہم ہوتے ہیں حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور نش بیس درہم کو کہتے ہیں،

حضرت[2] مسروق رحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ چارسو درہم پر مہر کی زیادتی کس نے کی؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی کا مہر آپس میں چارسو درہم اور اس سے کم ہوتا تھا اور اگر مہر میں زیادتی تقویٰ اور کرامت کی چیز ہوتی تو تم ان حضرات پر مہر کے بارے میں سبقت نہیں لے جا سکتے تھے، اس کے بعد آپ ممبر سے اترے ان کے سامنے قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے عورتوں کے مہر میں چارسو پر زیادتی کرنے سے منع کیا ہے؟ کہا ہاں! اس قریشیہ نے کہا آپ نے سنا نہیں کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ (سورۂ نساء ۳۶) ترجمہ:- اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کے انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو، کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھ کر؟ اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر؟

یہ سنکر حضرت عمر رضی نے فرمایا اے میرے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر آدمی عمر رضی سے زیادہ فقیہ ہے اس کے بعد لوٹے اور ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں کے مہر میں چارسو درہم سے زیادتی سے منع کیا تھا پس جو آدمی چاہے کہ اپنے مال سے جتنا پسند ہووے اور جتنے کو اسکا دینے کو جی کرے بس چاہیئے کہ دیدے،[3]

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے خطبہ دیا، اللہ کی تعریف اور اس کی ثنا بیان کی اور کہا خبردار عورتوں کے مہر میں زیادتی اور گرانی مت کرو، اور جب کبھی مجھے کسی کی جانب سے

---

[1] اخرج ابن سعد ج ۸ صفہ ۱۶۱ [2] اخرج سعید بن منصور وابو یعلی والمحاملی [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفہ ۲۹۸ قال الہیثمی ج ۴ صفہ ۲۸۴ رواہ ابو یعلی فی الکبیر وفیہ مجالد بن سعید وفیہ ضعف وقد وثق انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۸ صفہ ۱۶۱ من طریق عطاء الخراسانی اخصر منہ [4] واخرجہ سعید بن منصور والبیہقی

یہ اطلاع ملے گی کہ اس نے حضورؐ کے مہروں سے زیادہ مہر مقرر کیا ہے یا کسی کو اس سے زیادہ مہر دیا گیا ہے میں اس زیادتی کو لیکر بیت المال میں داخل کر دونگا اس کے بعد ممبر پر سے اترے ان کے سامنے قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کی کتاب اتباع کیے جانے کے زیادہ قابل ہے یا آپ کا قول؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب اور یہ بات تو نے کس لئے کہی؟ اس قریشیہ نے کہا ابھی ابھی آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کریں حالانکہ اللہ پاک اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا (سورۂ نساء ع ۳) یہ سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر شخص عمرؓ سے زیادہ فقیہ ہے اور یہ جملہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ کہا اسکے بعد ممبر کی طرف واپس لوٹے اور لوگوں سے کہا میں نے تم لوگوں کو عورتوں کے مہر کے گراں باندھنے سے منع کیا تھا اب ہر آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے سو کرے۔[1]

حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر مہر آخرت میں فخر اور بلندی کی چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اور آپؐ کی ازواج مطہرات اسکی زیادہ مستحق تھیں۔[2]

حضرت ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ عورت کا مہر دو ہزار درہم ہو اور حضرت عثمانؓ نے مہر میں چار ہزار کی اجازت دی ہے۔[3،4]

حضرت نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت صفیہؓ سے چار سو درہم پر نکاح کیا تو صفیہؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ مہر میرے لئے کافی نہیں ہے تو ان کے لئے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے چھپ کر دو سو درہم کا اور اضافہ کر دیا۔[5،6]

حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ نے ایک عورت سے شادی کی اس کے پاس سو باندیاں بھیجیں اور ہر باندی کے ساتھ ایک ہزار درہم تھے۔[7،8]

---

[1] عند ابی عمر بن فضالۃ فی امالیہ [2] کذا فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۲۹۸ [3] و اخرج ابن ابی شیبۃ [4] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۹۸ [5] و اخرج ابن ابی شیبۃ [6] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۹۸ [7] و اخرج الطبرانی [8] قال الہیثمی ج ۴ صفحہ ۲۸۴ و رجالہ رجال الصحیح انتہی۔

عورتوں اور مردوں اور بچوں کی معاشرت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریرہ لائی، جسے میں نے آپ کے لئے پکایا تھا، میں نے حضرت سودہؓ سے کہا اور حضور علیہ السلام میرے اور ان کے درمیان تشریف فرما تھے کہ تُو بھی کھا، انھوں نے انکار کیا، تو میں نے کہا تمھیں ضرور کھانا پڑے گا اور نہیں تو میں تمھارے چہرہ کو سان دوں گی، حضرت سودہؓ نے پھر بھی انکار کیا تو حضرت عائشہؓ نے اپنا ہاتھ حریرہ میں داخل کیا اور حضرت سودہؓ کے چہرہ کو اس سے سان دیا، یہ دیکھ کر حضورؐ ہنسے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت عائشہؓ کو پکڑا اور حضرت سودہؓ سے کہا کہ تُو اس کے چہرہ کو سان دے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ہنسے، اتنے میں حضرت عمرؓ کا گذر ہوا، آپؐ نے فرمایا اے اللہ کے بندے! اے اللہ کے بندے! اور آپؐ نے یہ گمان کیا کہ وہ اندر آجائیں گے تو فرمایا تم دونوں اُٹھو اور اپنا اپنا چہرہ دھولو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ہمیشہ حضرت عمرؓ سے ہیبت محسوس کرتی رہی چونکہ حضورؐ نے ان کی ہیبت کا لحاظ رکھا ہے[1]۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت سودہؓ کے لئے اپنا گھٹنا جھکا دیا تاکہ وہ مجھ سے بدلہ لیں انھوں نے پیالہ میں سے تھوڑا سا حریرہ لیا اور میرے چہرہ پر اسے لیپ دیا اور حضورؐ ہنس رہے تھے،[2]

رزینہؓ، حضورؐ کی باندی فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ یمانیہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس ان کی زیارت کے لئے آئیں اور حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ تھیں، سودہؓ بڑی اچھی ہیئت اور بڑی اچھی حالت کے ساتھ آئیں، ان پر یمنی قمیص تھی اور اسی طرح کی اوڑھنی تھی اور ان پر آنکھ کے گوشہ کے قریب پھنسی کے نشانات کی طرح، دو نشان ایلوے اور زعفران کے لگے ہوئے تھے، حضرت علیلہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عورتوں کو دیکھا ہے کہ اس چیز کے ساتھ زینت کرتی تھیں، تو حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا اے اُمّ المومنین!

---

[1] اخرج ابو یعلی [2] قال الہیثمی ج ۴ صفحہ ۳۱۶ رجالہ رجال الصحیح غلا محمد بن عمرو بن علقمۃ وحدیثہ حسن۔ اھ [3] واخرجہ ابن عساکر مثلہ کما فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۹۳ وابن النجار بنحوہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۳۰۲ [4] واخرج ابو یعلی

حضورؐ تشریف لاتے ہوں گے، اور یہ سودہؓ ہمارے درمیان چمکیلی ہو رہی ہے، اُمّ المومنین نے کہا اے حفصہ! اللہ سے ڈر، حضرت حفصہؓ نے کہا میں اس پر اس کی زینت کو ضرور خراب کر کے رہوں گی، حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ تم کیا کہو گی؟ اور سودہؓ کے کان میں کچھ ثقل تھا یعنی کم سنتی تھیں، اس سے حضرت حفصہؓ نے کہا اے سودہ! کانا (دجال) نکل آیا ہے، حضرت سودہؓ نے کہا ہاں!؟ اور بہت زیادہ گھبرائیں اور کانپنے لگیں، اور کہا میں کہاں چھپ جاؤں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا خیمہ میں بھاگ جاؤ، جو کھجور کی ٹہنیوں کا لوگ بنائے ہوئے تھے اور اس میں اُوٹ پکڑتے تھے، یہ گئیں اور اس میں چھپ گئیں، اس میں پلیدی بھی تھی اور مکڑی کے جالے بھی تھے، اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ دونوں ہنس رہی تھیں، اور مارے ہنسی کے بات تک نہ کرسکتی تھیں، آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا یہ کیا ہنسی ہے؟ ان دونوں نے اپنے ہاتھوں سے خیمہ کی طرف اشارہ کیا، آپؐ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ سودہؓ کانپ رہی ہیں، آپؐ نے ان سے دریافت کیا کہ اے سودہ! تمھیں کیا ہوا؟ حضرت سودہؓ نے کہا یارسول اللہ! کیا وہ کانا نکل آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ نکلا نہیں اور البتہ ضرور نکلے گا، وہ نکلا نہیں اور البتہ ضرور نکلے گا، اس کے بعد آپؐ وہاں سے انھیں باہر لائے اور ان سے غبار جھاڑا اور مکڑی کے جالے صاف کئے۔ ایک اور روایت[۱] میں اس طرح ہے کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ہمارے پاس تشریف لائیں گے ہم دونوں تو گند چھیلے سے ہوں گے اور یہ ہمارے درمیان چمک رہی ہوگی۔[۲]

حضرت[۳] عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ لوگوں اور بچوں کا شور و غوغہ سنا تو اچانک ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور لوگ اس کے اِرد گرد جمع تھے، آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! آ اور دیکھ، میں نے اپنا رخسارہ آپؐ کے کندھے مبارک پر رکھا اور میں آپؐ کے کندھے اور سر کے درمیان سے دیکھ رہی تھی، آپؐ فرمانے لگے اے عائشہ! تیرا ابھی پیٹ نہیں بھرا؟ اور میں کہہ دیتی تھی نہیں، اور یہ اس لئے تاکہ میں دیکھوں کہ میری قدر و منزلت آپؐ کے نزدیک کتنی ہے؟ میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ آرام لینے کے لئے پیر سے پیر بدل رہے تھے، اتنے میں حضرت عمرؓ دکھائی

۱؎ قال الہیثمی ج ۴ ص ۳۱۶ رواہ ابو یعلی والطبرانی ۲؎ وفیہ من لم اعرفہم ۔ انتہی ۳؎ داخرج ابن عدی وابن عساکر

دیئے تو تمام لوگ اور بچے بھاگ گئے، تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ سے بھاگ جاتے ہیں[1]۔ بروایت شیخین مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲ میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے حضورؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور حبشہ کے لوگ، اپنے نیزوں سے مسجد میں کھیل کرتے اور حضورؐ مجھے اپنی چادر سے چھپائے رہتے، تاکہ میں ان کے کھیل کی طرف آپؐ کے کانِ مبارک اور گردن کے درمیان سے دیکھوں، تو آپؐ میری وجہ سے کھڑے رہتے اور میں ہی واپس ہوا کرتی تھی، پس اے لوگو! اسی سے اندازہ کرلو کہ ایسی لڑکی جو نو عمر ہو، کھیل کی طرف راغب ہو، کتنی دیر کھڑی رہ سکتی ہے؟

حضرت[2] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنتِ جحشؓ کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے پاس شہد نوش فرماتے تھے، میں نے اور حضرت حفصہؓ نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ ہم میں سے جس کسی کے پاس آپؐ تشریف لائیں اسے چاہیئے کہ یہ کہے کہ میں آپؐ میں سے مغافیر کی بُو پاتی ہوں، آپؐ نے مغافیر کھایا ہے (یہ ایک درخت کا گوند ہے) چنانچہ حضورؐ ہم میں سے کسی ایک کے پاس داخل ہوئے اور اس نے وہی کہا آپؐ نے فرمایا نہیں! میں نے تو زینب بنتِ جحشؓ کے پاس شہد پیا ہے اور اب ہرگز دوبارہ اسے نہ پیوں گا، تو یہ آیۃ اُتری:- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (سورۂ تحریم ۱۳)

ترجمہ:- "اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ (قسم کھاکر) اس کو (اپنے اُوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ بھی) اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی قسم توڑنے کے بعد اس کے کفارہ کا طریقہ) مقرر فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے اور جب کہ پیغمبرؐ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی، پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلادی اور پیغمبر کو اللہ نے (بذریعہ وحی) اس کی خبر کردی تو پیغمبر نے (اس ظاہر کردینے والی) بی بی کو تھوڑی سی بات تو جتلادی اور تھوڑی سی بات کو ٹال گئے، سو جب پیغمبرؐ نے اس بی بی کو وہ بات جتلائی وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر کردی؟ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے

---

[1] فذکر الحدیث کما فی المنتخب ج ۴ صفحہ ۳۹۳ [2] واخرج البخاری

جاننے والے خبر رکھنے والے (یعنی خدا) نے خبر کر دی لے (پیغمبرؐ کی) دونوں بیبیو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر (اسی طرح) پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں۔" فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا یعنی تم دونوں کے دل سے مراد حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا دل ہے، وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا سے مراد آپؐ کا یہ قول ہے کہ میں نے شہد پیا ہے اور اب نہ پیوں گا اور میں نے قسم کھائی ہے لہذا اس بات کو کسی سے نہ کہنا، ؎۲

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیرنی اور شہد مرغوب تھا، جب آپؐ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لاتے اور ان میں سے ہر ایک کے قریب تشریف فرما ہوتے، ایک روز آپؐ حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے زیادہ دیر تک رُکے جتنا کہ آپؐ رُکا کرتے تھے، مجھے بڑی غیرت آئی میں نے اس بارے میں دریافت کیا تو مجھ سے بتایا گیا کہ حضرت حفصہؓ کے پاس ان کی قوم کی کسی عورت نے ایک کُپا شہد کا بھیجا ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سے کچھ پلایا ہے، میں نے اپنے جی میں کہا ضرور خدا کی قسم! میں آپؐ کے لئے اس بارے میں حیلہ کروں گی، میں نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے کہا کہ حضورؐ ابھی تمہارے پاس آئیں گے جب حضورؐ تم سے قریب ہوں تو تم کہنا کہ آپؐ نے مغافیر کھایا ہے آپؐ تجھ سے فرمائیں گے نہیں! تو تم حضورؐ سے کہنا کہ یہ بُو کیسی ہے جس کو میں محسوس کر رہی ہوں؟ تو آپؐ عنقریب تجھ سے کہیں گے کہ مجھے حفصہؓ نے ایک گھونٹ شہد کا پلایا ہے، تو تم حضورؐ سے کہنا کہ اس شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہے (اس درخت کے گوند کو جو بدبودار ہوتا ہے مغافیر کہتے ہیں) اور میں بھی اسی طرح کی بات آپؐ سے کہوں گی اور تم بھی اے صفیہ! یہی بات کہنا، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت سودہؓ کہتی تھیں کہ خدا کی قسم! ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ آپؐ دروازہ پر کھڑے ہوئے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کو آواز دے کر وہ بات کہہ دُوں جس کا عائشہؓ نے مجھے حکم دیا تھا، حضرت عائشہؓ کے ڈر سے، پس جب حضورؐ، حضرت سودہؓ کے قریب ہوئے، حضرت سودہؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، حضرت سودہؓ نے کہا پھر یہ بُو جو میں آپ

لے وقال ابراہیم بن موسیٰ عن ہشام ؎۲ واخرجہ مسلم مثلہ ؎۳ وعند البخاری ایضا

میں سے محسوس کر رہی ہوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے حفصہؓ نے ایک گھونٹ شہد کا پلایا ہے، حضرت سودہؓ نے کہا اس شہد کی مکھی نے عرفط سے اس شہد کو چوسا ہوگا، جب آپؐ کا نمبر میرے پاس آیا میں نے بھی اسی طرح کہا، اور پھر جب حضرت صفیہؓ کے یہاں آپؐ کا نمبر آیا تو انھوں نے بھی اسی جیسی بات کہی، اس کے بعد جب آپؐ حضرت حفصہؓ کے یہاں تشریف لے گئے تو حضرت حفصہؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو وہ شہد نہ پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس شہد کی کچھ ضرورت نہیں، تو حضرت حفصہؓ نے کہا سودہؓ تو کہہ رہی تھیں خدا کی قسم! ہم نے اس شہد کو آپ پر حرام کر دیا ہے، میں نے اس سے کہا تھا چپ رہ۔ [۱]

حضرت[۲] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے برابر اس بات کی تمنا اور لالچ رہی کہ میں حضرت عمرؓ سے ازواج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ان دو عورتوں کو دریافت کروں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کہ وہ دو کون سی بیویاں ہیں؟ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا، جب حضرت عمرؓ بعض راستے میں تھے، تو آپ راستے سے ہٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پانی کا برتن لے کر راستہ سے ہٹا، آپ نے قضائے حاجت کی پھر میرے پاس تشریف لائے میں نے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، انھوں نے وضو کیا تو میں نے پوچھا اے امیر المومنین! آپؐ کی ازواج میں سے وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ! تم سے بڑا تعجب ہے، حضرت زہریؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت عمرؓ نے ان کے اس سوال کرنے کو اچھا نہ سمجھا اور ان سے یہ بات پوشیدہ بھی نہ رکھی اور فرمایا کہ وہ دو عورتیں حفصہؓ اور عائشہؓ تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ نے بات کرنی شروع کی اور کہا کہ ہم قریش کی جماعت ایک ایسی قوم تھی کہ ہم عورتوں پر غالب رہتے تھے، جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسی قوم پائی جن پر ان کی عورتیں غالب رہتی تھیں، تو ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے عادات و خصائل سیکھنے شروع کئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مکان بنی امیہ بن زید کے پاس موضع عوالی میں تھا اور فرمایا کہ ایک دن میں اپنی عورت پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی، مجھے اس کا جواب

---

[۱] واخرجہ مسلم کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۳۸۷ وابو داؤد کما فی جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۲۲۹ وابن سعد ج ۸ صفحہ ۸۵ واخرج احمد

دینا بہت ہی بُرا سا معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ تم اس بات کا کیا انکار کرتے ہو کہ میں تمھاری بات کا جواب دیتی ہوں، خدا کی قسم! ازواجِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپؐ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک سارے دن رات تک آپؐ کو چھوڑے رکھتی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں چلا اور حضرت حفصہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا تم حضورؐ کو جواب دیتی ہو؟ انھوں نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایک آپؐ سے سارے دن رات تک بات نہیں کرتی؟ حضرت حفصہؓ نے کہا ہاں! تو میں نے کہا وہ رُسوا ہوگئی، جو تم میں سے ایسا کرتی ہو، اور خسارہ میں پڑی، کیا تم میں سے ہر ایک اس بات سے مامون ہے کہ اللہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کی وجہ سے غضبناک ہو وہ یقیناً ہلاک ہوجائے گی، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب نہ دینا اور آپؐ سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرنا اور جو تمھارا جی کرے مجھ سے مانگو، اور تمھیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تمھاری پڑوسن زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب ہے یعنی حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک انصاری پڑوسی تھا اور ہم دونوں یکے بعد دیگرے نمبروار حضورؐ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں، وہ میرے پاس وحی وغیرہ کی خبریں لاتا اور میں اس کے پاس ان چیزوں کی خبر لاتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم بات کیا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان نے اپنے گھوڑوں کے نعل جڑوائے ہیں تاکہ ہم سے جنگ کرے، ہمارا وہ ساتھی ایک روز آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر عشاء کے وقت میرے پاس آیا اور میرا دروازہ کھٹکھٹایا، اس کے بعد مجھے آواز دی میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ ایک بہت بڑی بات پیش آئی ہے میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کہیں غسان کے لوگ تو نہیں آگئے؟ اس نے کہا نہیں اس سے بھی زیادہ بڑی اور لمبی بات ہے، حضور علیہ السلام نے اپنی ازواج کو چھوڑ دیا ہے، تو میں نے کہا حفصہؓ رُسوا ہوجائے اور خسارہ میں پڑے، میں گمان کیا کرتا تھا کہ ایسا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی نماز پڑھی اپنے کپڑے پہنے اور مدینہ گیا اور حفصہؓ کے پاس داخل ہوا، وہ رو رہی تھی میں نے پوچھا کیا تم سب کو حضورؐ نے طلاق دے دی ہے؟ حضرت حفصہؓ نے کہا مجھے کچھ علم نہیں، وہ دیکھئے بالاخانہ میں علیحدہ تشریف فرما ہیں، میں آپؐ کے حبشی غلام کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کر، وہ غلام اندر گیا اور پھر باہر میرے پاس آیا اس نے کہا میں نے تمھارا تذکرہ حضورؐ سے کیا تھا آپؐ چپ لگ گئے،

میں وہاں سے چلا اور ممبر کے پاس آیا ممبر کے پاس ایک چھوٹی سی جماعت بیٹھی ہوئی تھی جس میں سے بعض رو رہے تھے، میں تھوڑی سی دیر بیٹھا، پھر مجھ پر میرا غم غالب آیا اور میں نے اس غلام کے پاس پہونچ کر کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کر، وہ غلام اندر گیا اور پھر میرے پاس باہر آکر اس نے کہا میں نے تمہارا تذکرہ حضورؐ سے کیا، آپؐ چپ لگا گئے،۔ پھر میں نکلا اور ممبر کے پاس جاکر بیٹھا اور پھر مجھ پر میرا غم غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کر، وہ اندر گیا پھر میرے پاس باہر آیا اور اس نے کہا کہ میں نے تمہارا تذکرہ حضورؐ سے کیا، آپؐ چپ لگا گئے، تو میں اُلٹا وہاں سے واپس ہوا، اتنے میں اس غلام نے مجھ کو آواز دی اور کہا اندر چلے جاؤ تمہارے لئے اجازت مل گئی ہے میں اندر گیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپؐ ننگے بوریئے پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے،۔ ایک[1] روایت میں ہے راوی کہتے ہیں کہ چٹائی کے نشانات نے آپؐ کے پہلو پر نشان ڈال رکھا تھا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے میری طرف سر مبارک بلند کیا اور فرمایا نہیں! تب میں نے کہا اللہ اکبر! یا رسول اللہ! اگر آپ ہم کو دیکھتے اور ہم قریش کی وہ جماعت ہیں کہ ہم عورتوں پر غالب رہتے تھے، جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے ایسی قوم پائی جن میں ان کی عورتیں غالب رہتی ہیں ہماری عورتوں نے ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کیا ہے، چنانچہ میں اپنی بیوی پر ایک دن بگڑا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو مجھے اس کا جواب دینا بہت اوپرا سا معلوم ہوا، تو اس نے کہا آپ کو کیوں بُرا لگتا ہے کہ میں آپ کو جواب دیتی ہوں؟ خدا کی قسم! حضورؐ کی ازواج آپؐ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک سارے دن رات تک آپؐ کو چھوڑے رکھتی ہے تو میں نے کہا جس عورت نے بھی ان میں سے ایسا کیا رُسوا ہوئی اور خسارہ میں پڑی کیا ان میں سے ہر ایک اس بات سے مامون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کی وجہ سے اللہ اس سے غضبناک ہو؟ اگر ایسا ہے تو وہ عورت ہلاک ہوگئی، یہ سُن کر حضورؐ مسکرا دیئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے کہا کہ تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے کہ تمہاری سوکن زیادہ خوبصورت ہے اور حضورؐ کو زیادہ محبوب ہے تو آپؐ دُوسری مرتبہ پھر مسکرائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! ذرا اور جی بہلاؤں؟

---

[1] قال احمد وحدثنا یعقوب فی حدیث صالح

آپؐ نے فرمایا ہاں! سو میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنا سر اس بالاخانہ میں اُٹھایا پس خدا کی قسم! میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی کہ جس پر دوبارہ نظر ڈالنے کی ضرورت ہو (چونکہ کچھ تھا ہی نہیں) ہاں تین چیزیں تھیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دُعا کیجئے کہ اللہ پاک آپ کی اُمت پر وُسعت نازل فرمائے اس نے تو فارس اور رُوم پر بڑی وُسعت نازل کی ہے حالانکہ وہ اللہ پاک کی عبادت نہیں کرتے ہیں، یہ سُن کر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھے اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے ابنِ خطاب! کیا تُو ابھی تک شک میں ہے؟ یہ وہ قوم ہے ان کے لئے ان کی طیبات دنیوی زندگی میں پہلے دے دی گئی ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت طلب کیجئے، اور آپؐ نے شدتِ غصّہ کی وجہ سے اس بات کی قسم کھالی تھی کہ آپؐ اپنی ازواج کے پاس ایک ماہ تک نہ جائیں گے، اللہ پاک نے آپؐ پر اس بارے میں تنبیہہ اُتاری۔[1]

حضرت[2] ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا، جب حضورؐ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کی میں مسجدِ نبویؐ میں پہونچا تو میں نے دیکھا کچھ لوگ کنکریوں سے آہستہ آہستہ کُرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے اور یہ اس وقت کا قصّہ ہے کہ پردہ کی آیۃ نہیں اُتری تھی، میں نے کہا میں آج اس بات کو ضرور معلوم کر کے رہوں گا، تو حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے پاس اپنے جانے کا قصّہ اور اپنا ان دونوں کو سمجھانا، بیان کیا یہاں تک کہ فرمایا کہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے بالاخانہ کی چھت پر ہیں میں آواز دی اور میں نے کہا اے رباح! میرے لئے حضورؐ سے اجازت طلب کر! اس کے بعد گذری ہوئی روایت جیسا تذکرہ ہے اور اس میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر عورتوں کے بارے میں کچھ دُشواری نہیں اگر آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے ملائکہ اور جبریلؑ اور میکائیلؑ اور میں اور ابوبکرؓ اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں، اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کی ہو اور میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ مجھے یہ اُمید نہ ہوئی ہو کہ اللہ پاک میرے قول کی تصدیق کرے گا، چنانچہ یہ آیۃ جس کو آیۃ تخییر کہتے ہیں اُتری:۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ

---

[1] وقد رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی [2] وعند مسلم ایضا

عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ (سورۂ تحریم ع ۱) ترجمہ :- "اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمھارے بدلہ ان کو تم سے اچھی بیبیاں دے دیگا جو اسلام والیاں، ایمان والیاں، فرماں برداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں ہوں گی، کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں"

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ (سورۂ تحریم ع ۱) ترجمہ :- "اور (اگر اسی طرح) پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریلؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں" اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، تو میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور میں نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ آپؐ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے اور یہ آیۃ اُتری :- وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ (سورۂ نساء ع ۱۱) ترجمہ :- "اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اُوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں" سو میں ہی تھا جس نے اس امر کو معلوم کیا۔[1]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور حضورؐ کے پاس جانے کی اجازت طلب کر رہے تھے، لوگ آپ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، حضرت ابوبکرؓ کو اجازت نہ ملی، اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے اجازت طلب کی، انھیں بھی اجازت نہ دی گئی، اس کے بعد ان دونوں حضرات کے لئے اجازت ہوئی اور یہ اندر تشریف لے گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپؐ کے اِرد گرد آپؐ کی ازواج تھیں اور حضورؐ خاموش تھے، حضرت عمرؓ نے (اپنے جی میں

---

[1] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ ص ۳۸۹ واخرج الحدیث ایضا عبد الرزاق وابن سعد وابن حبان و البیہقی وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وغیرہم کما فی الکنز ج ۱ ص ۲۶۹، [2] راخرج احمد

کہا میں ضرور حضورؐ سے کوئی ایسی بات کروں گا شاید کہ آپؐ ہنس پڑیں، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اگر زیدؓ کی بیٹی عمرؓ کی بیوی کو دیکھتے کہ ابھی ابھی مجھ سے نفقہ کا سوال کیا اور میں نے پکڑ اس کا گلا دبا، یہ سن کر حضورؐ یہاں تک ہنسے کہ آپؐ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں اور آپؐ نے فرمایا یہ میرے گرداگرد جمع ہیں مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کی طرف لپکے کہ ان کو ماریں اور حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کی طرف، اور یہ دونوں حضرات کہہ رہے تھے کیا تم حضورؐ سے ان چیزوں کا مطالبہ کرتی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں ہیں؟ آپؐ نے ان دونوں کو روکا اور آپؐ کی ازواج نے کہا خدا کی قسم! اس مجلس کے بعد، ہم حضورؐ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہ کریں گے جو آپؐ کے پاس نہ ہو، حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے آیۃ خیار اتاری جس میں ازواج کو آپؐ کے ساتھ رہنے اور آپؐ سے طلاق لینے کا اختیار دیا گیا تھا، تو سب سے پہلے آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس پہونچے اور آپؐ نے فرمایا میں تجھ سے ایک بات کا تذکرہ کرتا ہوں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تو اس معاملہ میں جلد بازی سے کام لے اس سے قبل کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کرے، حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا وہ کیا بات ہے؟ حضرت جابرؓ کہتے ہیں تب آپؐ نے یہ آیۃ پڑھ کر سنائی:۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الآیتین (سورۂ احزاب ع ۴)

ترجمہ:۔ "اے نبی! آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع (دنیوی) دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو اور عالم آخرت کو، تو تم میں نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا آپ کے بارے میں اور میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں اور میں آپ سے اس بات کا سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنی ازواج میں سے کسی بیوی سے اس بات کا تذکرہ نہ فرمائیں کہ میں نے کیا اختیار کیا ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھ کو سخت طبیعت بنا کر نہیں بھیجا ہے لیکن اللہ پاک نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، ان میں سے اگر کوئی عورت مجھ سے پوچھے گی جو تو نے اختیار کیا ہے، تو میں ضرور اسے اس بات کی اطلاع دوں گا۔[۱] حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آیۃ تخییر اتری تو آپؐ نے

---

[۱] واخرجہ مسلم والنسائی [۲] وعند ابن ابی حاتم

اپنی تمام ازواج میں سے سب سے پہلے مجھ سے ابتدا کی اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات کا تذکرہ کرتا ہوں تم پر کوئی حرج نہیں جب تک تم اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلو اس امر میں جلدی نہ کرو، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں، آپؐ جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپؐ سے جُدائیگی کا حکم نہ دیں گے، حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے یَاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (الآیتین) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کیا اس بارے میں میں اپنے ماں باپ سے مشورہ لوں گی؟ بے شک میں اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کا ارادہ کرتی ہوں، اس کے بعد آپؐ نے اپنی تمام عورتوں کو اختیار دیا اور سب نے حضرت عائشہ رضؓ کی طرح پر جواب دیا۔[۱]

حضرت[۲] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم سب کو حضورؐ نے اختیار دیا ہم سب نے آپؐ کو اختیار کیا، آپؐ نے اس اختیار دینے کو ہم پر کچھ (طلاق) نہ شمار کیا۔[۳]

حضرت[۴] عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب کہ تو مجھ سے خفا ہوتی ہے، میں نے دریافت کیا کہ آپ نے کہاں سے یہ جانا؟ آپؐ نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو تو کہتی ہے لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم" اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ ہاں خدا کی قسم! یا رسول اللہ! یہی بات ہے میں صرف آپ کا نام ہی تو چھوڑتی ہوں[۵]؟ (نہ کہ محبت)

حضرت[۶] عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ یہ کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، فرماتی ہیں میں نے آپؐ سے دوڑنے میں بازی لگائی تو میں آپؐ سے اپنے پیروں سے دوڑ کر آگے نکل گئی، پھر جب میں نے بدن چھوڑا اور موٹی ہوگئی اور آپؐ سے دوڑنے میں بازی لگائی تو آپؐ نے مجھے ہرا دیا، اور فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑھ جانا ان دنوں تیرے آگے بڑھ جانے کے بدلہ میں ہے۔[۷] حضرت[۸] ابنِ عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت میمونہ رضؓ کا مہمان ہوا، وہ ان دنوں نماز کے قابل نہیں تھیں، وہ ایک کمبل لائیں اس کے بعد پھر ایک اور کمبل لائیں اور اس کو میرے سرہانے ڈال دیا، پھر لیٹ گئیں اور اپنے

---

[۱] واخرجہ البخاری ومسلم عن عائشہ رضؓ مثلہ [۲] وعندہما ایضا واحمد واللفظ لہ [۳] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج۳ صفہ ۴۸۱ [۴] واخرج الشیخان [۵] کذا فی المشکوٰۃ صفہ ۲۷۲ [۶] واخرج ابوداؤد [۷] کذا فی المشکوٰۃ صفہ ۲۷۳
[۸] واخرج ابن النجار

اُوپر کمبل اوڑھ لیا اور میرے لئے انھوں نے ایک بستر اپنے برابر میں بچھایا میں ان کے ساتھ ان کے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گیا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عشار کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے، آپؐ بستر کے کنارے پر پہونچے اور ایک کپڑا بستر کے سرہانے سے لیا اور اس کا تہبند باندھا اور اپنے دونوں کپڑے اُتار کر لٹکا دیئے، پھر حضرت میمونہؓ کے ساتھ ان کے بستر میں داخل ہو گئے، جب آخیر رات ہوئی، آپؐ اس مشکیزے کی طرف گئے جو لٹک رہا تھا اور اس کا تسمہ کھولا اور آپؐ نے اس سے وضو کیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں کھڑا ہوں اور آپؐ پر پانی ڈالوں پھر میں نے اس وجہ سے اچھا نہ سمجھا کہ آپؐ جان جائیں گے کہ میں بیدار تھا، اس کے بعد آپؐ اپنے بستر کے پاس تشریف لائے اور اپنے دونوں کپڑے پہنے اور وہ چھوٹے سے کپڑے کا تہبند اُتار دیا، اس کے بعد آپؐ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے، میں اٹھا میں نے بھی وضو کیا اور آکر آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے سے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، آپؐ نے بھی نماز پڑھی اور میں نے بھی آپؐ کے ساتھ تیرہ رکعتیں پڑھیں، اس کے بعد آپؐ بیٹھ گئے اور میں بھی آپؐ کے پہلو میں بیٹھ گیا، آپؐ نے اپنا رخسارہ میرے رخسارہ کی طرف مائل کیا، تو میں نے سنا کہ آپؐ کا سانس سونے والے کی طرح نکل رہا ہے اس کے بعد حضرت بلالؓ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! نماز حاضر ہے، آپؐ مسجد چلے اور آپؐ نے دو رکعت پڑھنی شروع کیں اور حضرت بلالؓ تکبیر کہنے لگے۔[1]

حضرت عائشہؓ[2] فرماتی ہیں کہ ایک بوڑھی عورت حضورؐ کے پاس آئی، آپؐ نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جثامہ مزنیہ ہوں، آپؐ نے فرمایا بلکہ تو حسانہ مزنیہ ہے، آپؐ نے فرمایا تم لوگ کس طرح ہو تمہارا کیا حال ہے، ہمارے بعد تم کیسے رہے؟ اس بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ہم بڑی خیریت کے ساتھ رہے، جب وہ بڑھیا چلی گئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس بڑھیا کی طرف اس درجہ متوجہ ہوئے؟ حضورؐ نے فرمایا اے عائشہ! یہ بڑھیا ہمارے پاس حضرت خدیجہؓ کے زمانہ میں آیا کرتی تھی اور اچھی طرح سے ملاقات ایمان کی نشانی ہے، بیہقی میں یہ روایت اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بڑھیا آپؐ کے پاس آیا کرتی تھی آپؐ اس سے بہت خوش ہوتے تھے اور اس کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے تو میں نے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صـ ۱۱۹ [2] واخرج البیہقی وابن النجار

پُوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قُربان جائیں آپ تو اس بُڑھیا کے ساتھ وہ خاطر تواضع کا برتاؤ کرتے ہیں کہ کسی اور کے ساتھ آپ نہیں کرتے، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہؓ کے زمانہ میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور کیا تجھے علم نہیں کہ محبت کی قدر کرنی بھی ایمان سے ہے۔[1]

حضرت[2] ابو طفیلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ مقامِ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے اور میں ان دنوں اتنا چھوٹا تھا کہ اُونٹ کا کوئی ایک عضو اُٹھا سکتا تھا، آپؐ کے پاس ایک عورت آئی، آپؐ نے اس کے لئے اپنی چادرِ مبارک بچھا دی، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ بتانے والے نے کہا یہ آپؐ کی وہ ماں ہیں جس نے آپؐ کو دُودھ پلایا ہے (یعنی رضاعی ماں)۔

حضرت[3] عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کا ایک چھوٹا حبشی غلام آپؐ کی کمر دبا رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو کچھ تکلیف ہے؟ آپؐ نے فرمایا اُونٹنی نے گذشتہ رات مجھے گرا دیا تھا۔[4]

حضرت[5] قاسم بن عبد الرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے دونوں جُوتے پہناتے، اس کے بعد عصا لے کر آپؐ کے آگے چلتے، جب آپ اپنی مجلس میں آتے تو حضرت عبد اللہؓ آپؐ کے دونوں جُوتے اُتارتے اور ان کو اپنی آستینوں میں رکھتے اور عصا آپؐ کے حوالہ کرتے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے چلنے کا ارادہ کرتے تو آپؐ کو دونوں جُوتے پہناتے اور عصا لے کر آپؐ کے آگے آگے چلتے، یہاں تک کہ حُجرۂ مُبارک میں حضورؐ سے پہلے ہی آجاتے۔

حضرت[6] ابو ملیحؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہؓ، جب حضور علیہ السلام غسل فرماتے تو آپؐ پر پردہ کرتے اور آپؐ کو سوتے سے حضرت عبد اللہؓ بیدار کرتے اور حضورؐ کے ساتھ (بیابانوں میں) اکیلے جاتے۔

حضرت[7] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے اور میں دس[1] برس کا

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۱۵ [2] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۱۸۸ [3] واخرج الطبرانی والبزار وابن السنی وابو نعیم وسعید بن منصور [4] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۴ [5] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۵۳ [6] وعندہ ایضاً [7] واخرج ابن ابی شیبۃ وابو نعیم

تھا آپؐ کی وفات ہوئی میں بیس برس کا تھا اور میری ماں اور نانیاں وغیرہ مجھے آپؐ کی خدمت پر برابر آمادہ کرتی رہتی تھیں،

حضرت[1] ثمامہؓ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا، کیا آپ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا تیری ماں مرے، میں بدر کی لڑائی سے کہاں غائب ہوتا، محمد بن عبداللہ انصاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب کہ آپؐ بدر کی طرف متوجہ ہوئے چلے، یہ لڑکے تھے اور حضورؐ کی خدمت کرتے تھے، [2]

حضرت[3] انسؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے بیس جوان آپؐ کی ضروریات کے پورا کرنیکا التزام کئے ہوئے تھے، جب حضورؐ کسی امر کا ارادہ فرماتے تو ان کو اس کام کیلئے بھیجدیتے، اور ان میں ایسے جوان بھی تھے جن کو میں نہیں پہچانتا، [4]

حضرت[5] عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ پانچ یا چار آپؐ کے اصحابؓ میں سے ایسے تھے جو آپؐ کو یا آپؐ کے دروازہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاتے تھے، [6]

حضرت[7] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نوبت بہ نوبت آپؐ کے پاس حاضری دیتے تھے کہ آپؐ کو کوئی حاجت ہو یا آپؐ کسی کام کے لئے بھیجیں تو آپؐ کے دروازہ پر رہنے والوں کی اور نوبت بہ نوبت اس کام پر آنے والوں کی تعداد کثیر ہو گئی تھی، آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، تو آپؐ نے فرمایا یہ کیا کانا پھوسی ہو رہی ہے؟ کیا میں نے تم لوگوں کو سرگوشی کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ [8]

حضرت[9] عاصم بن سفیانؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ یا حضرت ابوذرؓ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضورؐ سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ میں رات آپؐ کے دروازہ پر گذار دوں کہ آپؐ اپنی ضروریات کے لئے مجھے بیدار کر دیں، سو آپؐ نے مجھے اجازت دیدی تو میں نے رات آپؐ کے دروازہ پر گذاری، [10]

حضرت[11] حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہِ رمضان

---

[1] وعند ابن سعد وابن عساکر [2] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۴۱ [3] واخرج البزار [4] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۲ [5] وعندہ ایضاً [6] وفیہ موسیٰ بن عبیدۃ الربذی وہو ضعیف کما قال الہیثمی [7] وعندہ ایضاً [8] ورجالہ ثقات وفی بعضہم خلاف کما قال الہیثمی [9] وعندہ ایضاً [10] ورجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۲ [11] واخرج ابن عساکر

میں نماز پڑھی آپؐ غسل کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، میں نے آپؐ کے لئے پردہ کیا، برتن میں کچھ پانی بچ رہا تو آپؐ نے فرمایا اگر تو چاہے اسے اٹھالے جا اور اگر چاہے میرے اوپر ڈال دے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کا بچا ہوا پانی ہے مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسے اپنے پر ڈالوں اور میں نے اس پانی سے غسل کیا اور آپؐ نے میرے لئے پردہ سے آڑ کی، میں نے کہا کہ آپ میرے لئے پردہ نہ پکڑیئے، آپؐ نے کہا میں ضرور ایسا کروں گا، جیسا کہ تو نے میرے لئے بھی پردہ پکڑا ہے۔[1]

حضرت[2] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بال بچوں کے بارے میں رحم دل ہو، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ (آپؐ کے صاحبزادے) حضرت ابراہیمؓ، آپؐ کے شیرخوار بچے عوالی مدینہ میں تھے، آپؐ تشریف لے جایا کرتے تھے ہم آپؐ کے ساتھ ہوتے، آپؐ اس گھر میں داخل ہوتے اور وہ گھر دھوئیں سے بھرا ہوتا، ان کی دودھ پلانے والی اور پرورش کرنے والے لوہار تھے، آپؐ حضرت ابراہیمؓ کو لیتے اور ان کو پیار کرتے پھر واپس دے دیتے، حضرت عمروؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا ابراہیم میرا بیٹا ہے، اور وہ شیرخوارگی کی حالت میں وفات پاگیا، اس کے لئے جنت میں دو دودھ پلانے والیاں ہیں جو اس کی مدت رضاعت کی تکمیل کریں گی۔[3]

حضرت[4] عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صف میں عبداللہ اور عبیداللہ اور کثیر بن عباس رضی اللہ عنہم کو کھڑا کر کے فرمایا کرتے تھے کہ جو میری طرف پہلے آئے اس کے لئے ایسا اور ایسا ہے، راوی کہتے ہیں یہ (بچے) آپؐ کی طرف دوڑتے کوئی آپؐ کی پیٹھ کے اوپر گرتا اور کوئی سینہ کے اوپر، تو آپؐ ان کو پیار کرتے اور ان کو چھاتی سے لگا لیتے۔[5]

حضرت[6] عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو اپنے گھر کے بچوں سے ملتے، ایک مرتبہ آپؐ اپنے سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھ کو آپؐ کے پاس لے جایا گیا، تو حضورؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا اس کے بعد

---

[1] کذافی المنتخب ج۵ صفحہ ۱۶۴ [2] واخرج مسلم ج۲ صفحہ ۲۵۴ [3] واخرجہ احمد کما فی البدایۃ ج۶ صفحہ ۴۵ [4] واخرج احمد [5] قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۱۷ رواہ احمد واسنادہ حسن [6] واخرجہ ابن عساکر

حضرت فاطمہؓ کے دونوں صاحبزادوں میں سے ایک کو حسنؓ کو یا حسینؓ کو لایا گیا، آپؐ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھالیا اس کے بعد ہم مدینہ میں ایک جانور پر تین آدمی سوار ہو کر داخل ہوئے،

ونیز[۱] انھیں کی روایت میں ہے حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا مجھ پر گذر ہوا، اور میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو آپؐ نے مجھے اور حضرت عباسؓ کے بیٹوں میں سے ایک بچہ کو اپنی سواری پر بٹھالیا اور ہم اس سواری پر تین[۲] ہو گئے،

ونیز[۳] عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ کاش! تو نے دیکھا ہوتا کہ میں اور حضرت عباسؓ کے دونوں بیٹے قثمؓ اور عبیداللہؓ ہم سب بچے تھے کھیل رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار گذرے اور آپؐ نے فرمایا اس کو میری طرف اٹھالاؤ اور آپؐ نے مجھے اپنے آگے بٹھالیا اور فرمایا اس (قثمؓ) کو میرے پاس اٹھالاؤ اور ان کو اپنے پیچھے بٹھایا، اور عبیداللہؓ حضرت عباسؓ کو بہ نسبت قثمؓ کے زیادہ محبوب تھے، تو آپؐ اپنے چچا سے نہ شرمائے کہ قثمؓ کو بٹھالیا اور عبیداللہؓ کو چھوڑ دیا، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ نے میرے سر پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور جب جب ہاتھ پھیرا یہ دعا دی "اے میرے اللہ! تو جعفرؓ کا ان کی اولاد کے بارے میں خلیفہ اور نگراں ہو جا"۔[۳]

حضرت[۴] عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضراتِ حسنینؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں پر دیکھا تو میں نے کہا تم دونوں کے نیچے بہترین گھوڑا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اور یہ دونوں بہترین سوار ہیں[۵]۔ حضرت[۶] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے تو حضرت حسنؓ سے کسی شخص نے کہا اے صاحبزادہ! بہترین سواری پر سوار ہو، تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ بھی تو بہترین سوار ہے[۷]۔

---

[۱] وعندہ ایضا [۲] وعندہ ایضا [۳] کذا فی المنتخب ج۵ صفحہ ۲۲۲ [۴] واخرج ابو یعلی [۵] کذا فی الکنز ج۷، صفحہ ۱۰۶ والمجمع ج۹ صفحہ ۱۸۲ ورجالہ رجال الصحیح کما فی المجمع وقال ورواہ البزار باسناد ضعیف واخرجہ ابن شاہین کما فی الکنز [۶] وعند ابن عساکر [۷] کذا فی الکنز ج۷، صفحہ ۱۰۴

حضرت[۱] براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت حسنؓ اور حسینؓ یا ان میں سے ایک آئے اور آپؐ کی پشت پر سوار ہو گئے، جب آپؐ نے اپنا سر اٹھایا تو اپنے ہاتھ سے ایک کو یا دونوں کو تھام لیا، تو حضرت براءؓ نے فرمایا تم دونوں کی سواری بہترین سواری ہے۔[۲]

حضرت[۳] جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ اپنے چاروں ہاتھ پیر سے (گھٹنوں) چل رہے تھے اور آپؐ کی پشت پر حضرت حسنؓ اور حسینؓ سوار تھے، اور آپؐ فرما رہے تھے، اچھا اونٹ تم دونوں کا اونٹ ہے اور تم دونوں اچھا بوجھ ہو۔[۴]

حضرت[۵] سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے چوطرفہ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ام ایمنؓ آئیں اور کہا یا رسول اللہ! حسنؓ اور حسینؓ گم ہو گئے، راوی کہتے ہیں یہ اس وقت کا قصہ ہے جب دن چڑھ چکا تھا، حضورؐ نے فرمایا چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو، ہر آدمی اپنے چہرہ کی سیدھ پر چل دیا اور میں جس جانب حضورؐ چلے، اس جانب چلا، آپؐ برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ پہاڑ کی چٹان پر پہونچے تو دیکھا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے ہیں اور ایک سانپ اپنی دم کے بل کھڑا ہوا ہے اور اس کے منہ سے چنگاریاں نکل رہی ہیں، حضورؐ اس کی طرف جھپٹے تو اس سانپ نے آپؐ کی طرف توجہ کی اور لپکا اور اس کے بعد چلا اور بعض پتھروں میں داخل ہو گیا، اس کے بعد آپ حسنؓ اور حسینؓ کے پاس آئے اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ کیا اور ان کے چہروں کو پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم دونوں پر قربان ہوں، تم دونوں اللہ کے نزدیک کتنے بزرگ ہو، پھر ان میں سے ایک کو اپنے دائیں کندھے پر بٹھایا اور دوسرے کو بائیں پر۔ تو میں نے کہا تم دونوں کے لئے خوشی ہو، تم دونوں کی سواری بہترین سواری ہے، تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ دونوں بھی بہتر سوار ہیں، اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔[۶]

---

[۱] عند الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج۹ صفہ ۱۸۲ واسنادہ حسن [۳] وعندہ ایضا [۴] قال الہیثمی ج۹ صفہ ۱۸۲ وفیہ مسروح ابو شہاب وہو ضعیف۔ اہ [۵] واخرج الطبرانی [۶] قال الہیثمی ج۹ صفہ ۱۸۲ وفیہ احمد بن رشد الہلالی وہو ضعیف اہ۔ واخرجہ الطبرانی عن یعلی بن مرۃ مثلہ کما فی الکنز ج۷ صفہ ۱۰۷

حضرت جابرؓ[1] فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ہمراہ تھے کہ ہم سب کو ایک کھانے پر مدعو کیا گیا حضرت حسینؓ راستہ میں لڑکوں کیساتھ کھیل رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجمع سے آگے تیزی کیساتھ چلے اور آپنے اپنا ہاتھ لپکایا تو حضرت حسینؓ کبھی اسطرف بھاگتے، کبھی اسطرف، اور آپ انکو ہنسا رہے تھے یہانتک کہ آپنے انکو پکڑا[2] اور آپنے اپنا ایک ہاتھ انکی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا سر اور کانوں کے درمیان، اور آپنے انکو گلے سے لگایا اور ان کا بوسہ لیا پھر فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اُسے دوست رکھے جو اسے دوست رکھے حسنؓ اور حسینؓ نواسوں میں سے دو نواسے ہیں۔[3]

حضرت ابن عباسؓ[4] فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ نے حضرت حسینؓ کی دونوں رانیں پھیلائیں اور ان کے بیچ میں بوسہ لیا۔[4]

معاشرتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت ابو اسحاق سبیعیؒ[5] بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی حضورؐ کی ازواج کے پاس آئیں پھٹا پرانا لباس تھا اور خراب ہیئت تھی، حضورؐ کی ازواج نے ان سے دریافت کیا تمھیں کیا ہوا، تو انھوں نے کہا راتوں وہ کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، حضورؐ کو انکی بیوی کے اس قول کی اطلاع دی گئی آپ حضرت عثمان بن مظعونؓ سے ملے اور انہیں ملامت کی اور فرمایا کیا تمھارے لئے میرے اخلاق کی پیروی نہیں ہے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیوں نہیں، ضرور ہے اور اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، اسکے کچھ عرصہ کے بعد انکی بیوی پھر آئیں، اچھے لباس میں تھیں اچھی خوشبو لگائے ہوئے تھیں اور انکی اس بیوی نے جب حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی، یہ اشعار پڑھے:۔

یا عین جودی بدمع غیر ممنون ۞۱۞ علی رزیۃ عثمان بن مظعون

علی امرئ بات فی رضوان خالقہ ۞۲۞ طوبی لہ من فقید الشخص مدفون

طاب البقیع لہ سکنی وغرقدہ ۞۳۞ واشرقت ارضہ من بعد تفتین

واورث القلب حزنا لا انقطاع لہ ۞۴۞ حتی الممات فما ترقی لہ شئونی

(۱) "اے آنکھ! نہ رکنے والے آنسو، حضرت عثمان بن مظعونؓ کی مصیبت (یعنی وفات) پر بہا،

(۲) ایسے شخص پر آنسو بہا جنھوں نے اپنے خالق کی رضا مندی میں ساری رات گذار دی وہ شخص جو گم ہو گیا (یعنی حضرت عثمانؓ)، اور دفن کر دیا گیا، اس کے لئے خوش خبری ہے،

(۳) جنت البقیع اور اس کے غرقد کے درخت ان کیلئے اچھی رہنے کی جگہ ہے اور ان کے بعد ان کی زمین پُرفتن ہو گئی،

(۴) اور دل ایسے رنج کا وارث ہو گیا کہ مرتے دم تک جس کے لئے ختم ہونا نہیں اور اس

---

[1] واخرج الطبرانی [2] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۰۷ [3] وعندہ ایضا [4] واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۸۶
[5] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۰۶

دل کی رونے والی رگیں مندمل نہ ہوں گی،

حضرت عروہؓ[1] کی روایت میں ان کی بیوی کا نام خولہ بنت حکیمؓ ذکر کیا گیا ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ یہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور اس حدیث کے آخر میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے عثمان! ہم لوگوں پر رہبانیت نہیں لکھی گئی کیا تمہارے لئے میرے اچھے اخلاق میں اقتدار نہیں ہے؟ پس خدا کی قسم! تم سب میں زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والا بے شک میں ہی ہوں،

حضرت عبداللہ بن عمروؓ[2] فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے میری شادی ایک قریشی عورت سے کرادی، جب وہ میرے یہاں آئی تو میں اس کی طرف کوئی رغبت نہ کرتا تھا چوں کہ مجھ میں عبادت یعنی روزہ نماز کی بڑی قوت تھی، (ایک روز) میرے باپ حضرت عمرو بن عاصؓ میری بیوی کے پاس آئے اور اس کے پاس جاکر اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ اس نے کہا لوگوں میں سے بہتر ہیں یا یوں کہا کہ آدمیوں میں بہت بہتر ہیں مگر ہماری آغوش کی تفتیش نہیں کی اور ہمارے بستر کے قریب نہیں آئے تو حضرت عمرو بن عاصؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے بہت برا بھلا کہا اور اپنی زبان سے بہت طعن تشنیع کی اور فرمایا کہ میں تو تیرا نکاح قریش کی ایک حسب والی عورت سے کروں اور تو اسے اپنے سے علیحدہ رکھے، اور تو نے ایسا برتاؤ رکھا، اس کے بعد حضورؐ کے پاس گئے اور میری شکایت کی، آپؐ نے آدمی بھیج کر مجھے بلایا، میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا کیا تو دن میں روزے رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں، آپؐ نے دریافت کیا اور ساری رات عبادت کرتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے ملتا بھی ہوں، جس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا مہینہ میں ایک قرآن پڑھا کر، میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ دس روز میں تمام کیا کر، میں نے کہا میں اپنے میں اس سے بھی زیادہ قوت پاتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا تو تین دن میں ختم کیا کر، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۳۹۴ عن ابی بردۃؓ بمعناہ وعبدالرزاق عن عروۃ بنحوہ کمافی الکنز ج ۸ صفہ ۳۰۵ الا انہما لم یذکرا الاشعار [2] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۲۸۵

رکھا کر، میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے، آپؐ میرے اصرار پر میرے لئے اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا، ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن افطار سے رہا کر، بے شک یہ بہترین روزہ ہے اور یہ میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، حصین رضؓ راوی اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ ہر عبادت گذار کے لئے تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کے لئے ایک سستی ہے یا سنت کی طرف یا بدعت کی طرف جس کی سستی سنت کی طرف ہو (یعنی سنت پر عمل پیرا ہو اور اس پر زیادتی نوافل کو چھوڑ دے) اس نے ہدایت پائی اور جس کی سستی سنت کے غیر کی طرف ہو وہ ہلاک ہو گیا، مجاہدؒ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمروؓ ضعیف اور سن رسیدہ ہو گئے تو کئی کئی دن اسی طرح روزہ پر روزہ رکھتے چلے جاتے جب تک کہ اس بات کے لئے قوت ہوتی، اس کے بعد چند دنوں افطار سے رہتے، راوی کہتے ہیں کہ اسی طرح قرآن سے معین حصہ کو پڑھتے رہتے، کبھی زیادہ کر دیتے اور کبھی کم، مگر ہفتہ میں یا تیسرے دن قراۃ کی مقدار پوری کر لیتے، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرمایا کرتے تھے اگر میں نے حضورؐ کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا تو اب یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے جس کو میں نے اختیار کیا، لیکن میں نے حضورؐ کو جس امر پر چھوڑا تھا میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اب آپؐ کی مخالفت کر کے اس طریقہ کے خلاف اختیار کروں۔[1]

حضرت[2] ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ کے درمیان بھائی بندی کرا دی تھی، حضرت سلمانؓ حضرت ابو الدرداءؓ کی زیارت کے لئے آئے، تو ام درداءؓ کو پھٹے پرانے لباس میں دیکھا تو ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ام درداءؓ نے کہا تمہارے بھائی ابو الدرداءؓ کے لئے دنیا کی کوئی حاجت نہیں، اتنے میں حضرت ابو الدرداءؓ آئے اور ان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہا تم کھاؤ میں روزہ سے ہوں، حضرت سلمانؓ نے کہا میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ تم نہ کھاؤ گے، چنانچہ حضرت ابو الدرداءؓ نے کھایا، جب رات ہوئی تو حضرت ابو الدرداءؓ عبادت کے لئے کھڑے ہونے لگے تو حضرت سلمانؓ نے کہا سو رہو، تو یہ سو گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا سو رہو، جب اخیر رات ہوئی تو

---

[1] اخرجہ ایضا البخاری وانفرد بہ کما فی صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۷۱ بنحوہ مطولا [2] واخرج البخاری

حضرت سلمانؓ نے فرمایا اب کھڑے ہو، چنانچہ ان دونوں حضرات نے نماز ادا کی اس کے بعد حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا کہ تمھارے رب کا بھی تمھارے اُوپر حق ہے اور تمھارے نفس کا بھی تمھارے اُوپر حق ہے اور تمھاری بیوی کا بھی تمھارے اُوپر حق ہے، ہر حق والے کو اس کا حق دو، اس کے بعد حضرت ابو الدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کا آپؐ سے تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے سچ کہا ہے۔[1]

حضرت اسماءؓ بنتِ ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت زبیرؓ نے نکاح کیا اور ان کے لئے روئے زمین پر کوئی مال نہیں تھا اور نہ کوئی غلام تھا اور نہ کوئی اور چیز سوائے ان کے (ایک) گھوڑے کے، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں ان کے گھوڑے کے آگے چارا ڈالتی اور حضرت زبیرؓ کی اس بارے میں مشقت سے کفایت کرتی اور ان کی بھی خدمت بجا لاتی اور سینچائی کی اُونٹنی کے لئے کھجور کی گٹھلیاں کُوٹتی، اور اس کے آگے چارا ڈالتی اور اسے پانی پلاتی، اور ان کے پانی کے ڈول کو سیتی تھی، آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی، تو میری انصاری پڑوسنیں روٹی پکا دیا کرتی تھیں اور یہ بڑی سچی پکی عورتیں تھیں، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں گٹھلیاں حضرت زبیرؓ کی اس زمین سے جو حضورؐ نے انھیں بطور جاگیر کے دی تھی، چُن کر سر پر لاد کر لایا کرتی تھی اور وہ زمین تقریباً ایک میل دُور تھی، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک دِن آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ مجھے حضورؐ ملے اور آپؐ کے ساتھ چند اصحابؓ تھے، آپؐ نے مجھے بُلایا پھر اونٹ کے لئے آپؐ نے اخ اخ کہا (یہ اُونٹ کے بٹھانے کے لئے آواز ہے) تاکہ آپؐ مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں، مجھے اس بات سے حیا آئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور مجھے حضرت زبیرؓ اور ان کی غیرت یاد آئی، وہ بڑے غیرت مند انسان تھے، حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اس بات کو حضورؐ سمجھ گئے کہ میں حیا کر گئی تو آپؐ چلے گئے، میں حضرت زبیرؓ کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ مجھے حضورؐ ملے اور میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آپؐ کے ساتھ چند اصحابؓ تھے، آپؐ نے اُونٹ کو بٹھایا تاکہ میں آپؐ کے ساتھ سوار ہوں، لیکن میں حیا کر گئی اور مجھے

---

[1] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۸۸ عن ابی جحیفۃ بنحوہ مع زیادات وابو یعلی کما فی الکنز ج ۱ صفحہ ۱۳۷ والترمذی والبزار وابن خزیمۃ والدارقطنی والطبرانی وابن حبان کما فی فتح الباری ج ۴ صفحہ ۱۵۱ واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۸۵ بالفاظ مختلفۃ [2] واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۵۰

تمھاری غیرت یاد آئی، یہ سُن کر حضرت زبیرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تیرا گٹھلیوں کا لادنا یہ میرے اُوپر اس بات سے زیادہ سخت ہے کہ تو آپؐ کے ساتھ سوار ہو جاتی، حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ (یہ کام میرے ذِمّہ) اس وقت تک رہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے بعد میرے پاس ایک خادم بھیج دیا اس نے میرے لئے گھوڑے کی خدمت سے کفایت کی اور گویا کہ اس نے مجھے آزاد کر دیا،

حضرت عکرمہؓ[1] سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ کے نکاح میں تھیں، حضرت زبیرؓ ان کے لئے نہایت سخت تھے یہ اپنے والد کے پاس آئیں اور اس بات کی ان سے شکایت کی، تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے میری بیٹی! صبر کر، بے شک! عورت کے لئے جب شوہر صالح ہو پھر یہ شوہر اس بیوی کو چھوڑ کر وفات پا جائے اور یہ عورت اس کے بعد شادی نہ کرے، تو اللہ پاک ان دونوں کو جنت میں جمع فرمائے گا،

حضرت کہمس ہلالیؒ[2] بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا اور ہم سبھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک عورت آئی اور آپ کے پاس بیٹھ کر اس نے کہا اے امیر المومنین! میرے شوہر کی شرارت بہت ہے اور اس میں خیر نہایت کم ہے حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا تیرا شوہر کون ہے؟ کہا ابو سلمہؓ ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ تو حضورؐ کے صحابیؓ اور بھلے آدمی ہیں، اس کے بعد اپنے پاس بیٹھنے والے ایک آدمی سے کہا کیا ابو سلمہؓ جیسے میں کہہ رہا ہوں ایسے نہیں ہیں؟ اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین! جو بات آپ نے کہی اس کے علاوہ میں بھی ان میں اور کچھ نہیں جانتا تو آپ نے ایک شخص سے کہا جا! اور انھیں میرے پاس بلالا، جب اس کے شوہر کی طرف آپ نے آدمی بھیجا یہ وہاں سے اُٹھی اور حضرت عمرؓ کے پیچھے بیٹھ گئی، کچھ دیر نہ لگی تھی کہ حضرت ابو سلمہؓ اس آدمی کے ساتھ آئے اور حضرت عمرؓ کے سامنے بیٹھ گئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ میرے پیچھے بیٹھنے والی کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت ابو سلمہؓ نے دریافت کیا اے امیر المومنین! یہ کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تمھاری بیوی ہے، حضرت ابو سلمہؓ نے عرض کیا یہ کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ دعویٰ کرتی ہے کہ تیری بھلائی کم ہو گئی ہے اور تیری شرارت بڑھ گئی ہے، حضرت ابو سلمہؓ نے کہا اے امیر المومنین! اس نے تو، بہت

---

[1] وعندہ ایضاً ۸۶ صفحہ ۲۵۱ [2] واخرج الطیالسی والبخاری فی تاریخہ والحاکم فی الکنی

نازیبا بات کہی ہے، یہ اپنے خاندان کی عورتوں میں سے زیادہ بھلا ہے، لباس میں بھی سب عورتوں سے زیادہ ہے اور ان سب سے اس کے لئے گھر میں خوش عیشی زیادہ ہے، لیکن اس کا نر بوڑھا ہو گیا ہے، حضرت عمرؓ نے ان کی بیوی سے دریافت کیا تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت ابوسلمہؓ نے سچ کہا، حضرت عمرؓ اس کی طرف دُرّہ لے کر کھڑے ہوئے اور اسے دُرّہ سے ٹھوکا دے کر فرمایا اے اپنے نفس کی دشمن! تُو اس کا مال کھا گئی اس کی جوانی تُو نے فنا کر دی پھر تُو نے اس چیز کی خبر دینی شروع کی جو اس میں نہیں ہے، اس عورت نے کہا اے امیر المومنین! آپ جلدی نہ کیجئے، خدا کی قسم! اب میں اس مقام میں (یعنی شکایت کے لئے) کبھی نہ بیٹھوں گی، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے تین کپڑوں کا حکم دیا اور فرمایا یہ اس کے عوض میں لے جو میں نے تجھے دُرّہ سے ٹھوکا دیا ہے، اور خبردار آئندہ اس بڈھے کی شکایت نہ کرنا، راوی کہتے ہیں گویا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ میں کپڑے تھے، اس کے بعد حضرت عمرؓ اس کے شوہر پر متوجہ ہوئے اور کہا جو کچھ تُو نے دیکھا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا (یعنی دُرّہ سے ٹھوکا دینا)، یہ تجھے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تُو اسے کوئی اور تکلیف پہونچائے، حضرت ابوسلمہؓ نے کہا میں ایسا کرنے والا نہیں، راوی کہتے ہیں اس کے بعد یہ دونوں چلے گئے، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے میری اُمّت کا وہ زمانہ ہے جس میں مَیں ہوں، پھر دُوسرا قرن اس کے بعد تیسرا قرن، پھر تو ایسی قوم پیدا ہوگی کہ ان کے ایمان پر ان کی گواہی پر ان کی قسمیں سبقت لے جائیں گی اور بغیر گواہ طلب کئے ہوئے گواہی دیں گے اور وہ بازار میں شور مچاتے ہوئے پھریں گے۔[۱]

شعبیؒ[۲] کہتے ہیں کہ ایک عورت، حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا کہ میں آپ سے ایک شخص کی شکایت کرتی ہوں جو دُنیا میں سب سے بھلا ہے مگر اس آدمی سے نہیں جو عمل میں اس سے زیادہ یا اس کے برابر ہو، وہ ساری رات صُبح تک عبادت کرتا ہے اور سارے دِن شام تک روزہ رکھتا ہے اتنا کہنے کے بعد اس عورت پر حیا رغالب آگئی اور اس نے کہا اے امیر المومنین! مجھے معافی دیجئے،

---

[۱] قال ابن حجر اسنادہ قوی کذا فی الکنز ج ۸ ص ۳۰۳ و اخرجہ ایضا ابوبکر بن عاصم کما فی الاصابہ ج ۴ ص ۹۳ [۲] و اخرج ابن سعد

حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تجھے جزائے خیر دے، تُو نے اچھی تعریف کی، میں نے تجھے معافی دی، جب وہ عورت پیٹھ پھر اکر چلی تو حضرت کعب بن سورؓ نے کہا اے امیر المومنین! وہ تو آپ کے پاس شکایت کرنے میں انتہا کو پہونچ گئی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کس کی شکایت کی؟ حضرت کعب بن سورؓ نے کہا اپنے شوہر کی، حضرت عمرؓ نے کہا اس عورت کو میرے پاس بُلالاؤ، اور حضرت کعبؓ سے کہا کہ تم ان کے درمیان میں فیصلہ دو، حضرت کعبؓ نے کہا آپؓ کی موجودگی میں اور میں فیصلہ دُوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں، تم اُس بات کو سمجھ گئے جو میں نہ سمجھا، حضرت کعبؓ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ج (سورۂ نساء ع ۱) ترجمہ:۔ "تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو، دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے"۔ (اس کے بعد اس کے خاوند کو بُلا کر یہ فیصلہ دیا) تین دن روزہ رکھ! اور ایک دِن بغیر روزہ کے اس کے پاس گذار، تین رات عبادت کر اور ایک رات اس کے پاس گذار، یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بات مجھے پہلے سے زیادہ پسند ہے، اور اس کے بعد انہیں اہلِ بصرہ کے پاس قاضی بنا کر بھیج دیا۔ شعبی[1] سے یہ روایت اور بھی زیادہ طویل ہے، ان کی روایت میں ہے اس عورت سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ تُو مجھ سے سچ کہہ! اور حق کہنے میں کوئی ڈر نہیں، تو اس عورت نے کہا اے امیر المومنین! بے شک میں عورت ذات ہوں دکیا، مجھے اس چیز کی خواہش نہیں جس کی عورتیں خواہش کرتی ہیں؟۔ عبدالرزاق کی روایت میں حضرت قتادہؒ سے ہے کہ ایک عورت نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میرا شوہر ساری رات عبادت کرتا ہے اور سارے دِن روزہ رکھتا ہے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو کیا تُو مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اسے رات کی عبادت اور دِن کے روزہ سے منع کر دُوں؟ یہ سُن کر وہ عورت چلی گئی، اور اس کے بعد دوبارہ آئی، اور حضرت عمرؓ سے اسی طرح پر اس نے کہا، حضرت عمرؓ نے پہلی طرح پر اسے جواب دیا، تو حضرت عمرؓ سے حضرت کعب بن سورؓ نے کہا اے امیر المومنین! اس عورت کا ایک حق ہے، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا اس کا کیا حق ہے؟ حضرت کعبؓ نے کہا کہ اللہ پاک نے اس کے شوہر کے لئے چار بیویاں، حلال کی ہیں، ان چاروں میں

---

[1] واخرجہ الیشکری

سے ایک اس کے لئے کردیجئے یعنی چار راتوں میں سے ایک رات، اور چار دنوں میں سے ایک دن، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ اس کے ساتھ ہر چار راتوں میں سے ایک رات گذارے اور ہر چار دنوں میں سے ایک دن اس کے پاس بلا روزہ رہے۔[1]

حضرت[2] ابو عزرہؓ نے حضرت ابن ارقمؓ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں اپنی بیوی کے پاس لے گئے اور بیوی سے پوچھا کیا تو مجھ سے بغض رکھتی ہے؟ بیوی نے کہا ہاں تو حضرت ابن ارقمؓ نے ابو عزرہؓ سے کہا تمھیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حضرت ابو عزرہؓ نے کہا لوگوں کی طعن تشنیع میرے اوپر بہت زیادہ ہو گئی ہے اس کے بعد حضرت ابن ارقمؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کی انھیں خبر دی، آپ نے ابو عزرہؓ کو کسی آدمی کو بھیج کر بلایا اور ان سے کہا کہ تمھیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حضرت ابو عزرہؓ نے کہا کہ لوگوں کی طعن تشنیع میرے اوپر بہت زیادہ ہے، حضرت عمرؓ نے کسی کو بھیج کر ان کی بیوی کو طلب کیا، وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی پھوپھی بھی اجنبیہ بن کر آئی اور اس نے اس عورت سے کہا اگر تجھ سے حضرت عمرؓ پوچھیں تو تو کہنا کہ مجھ سے انھوں نے قسم لے کر پوچھا تھا، اسلئے میں نے جھوٹ بولنے کو اچھا نہ سمجھا جب یہ آئی تو حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے ایسا کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس عورت نے کہا کہ ابو عزرہؓ نے مجھ سے قسم لیکر دریافت کیا تھا تو میں نے جھوٹ بولنے کو اچھا نہ سمجھا، یہ سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک! تم میں سے کوئی ایک اس طرح پر جھوٹ بول سکتی ہے کہ بات کو ذرا چکنا چپڑا دے اور صاف نہ کہے (یعنی بات کا نباہ حیلہ بہانہ سے کردے تاکہ جھگڑا نہ ہو اور بالکل صریح جھوٹ بھی نہ بولے، یہی حضرت عمرؓ کی مراد ہے) ہر گھر کا دار و مدار محبت پر نہیں، اسلام اور شرافتِ ذاتی کے ساتھ معاشرت بسر کرنی چاہیئے۔[3]

حضرت[4] ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ حضرت عاتکہ بنتِ زید بن عمرو بن نفیلؓ حضرت عبد اللہ بن ابو بکر صدیقؓ کے نکاح میں تھیں، حضرت عبد اللہؓ ان سے حد سے زیادہ محبت رکھتے تھے، حضرت عاتکہؓ کو حضرت عبد اللہؓ نے اس شرط پر باغ دیا کہ

---

[1] کذا فی الکنز ج۸ صفحہ ۳۰۷ وصفحہ ۳۰۸ واخرجہ ابن ابی شیبۃ من طریق ابن سیرین والزبیر بن بکار فی الموفقیات من طریق محمد بن معن وابن درید فی الاخبار المنشورۃ عن ابی حاتم السجستانی عن ابی عبیدۃ ولہ طرق کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۳۱۵ [2] واخرج ابن جریر [3] کذا فی الکنز ج۸ صفحہ ۳۰۳ [4] اخرج وکیع

میرے بعد کسی سے شادی نہ کریں گی، حضرت عبداللہؓ کو یوم طائف میں ایک تیر لگا جس کے زخم کا حضورؐ کی وفات کے چالیس دن بعد اُبھار ہوا اور ان کی وفات ہو گئی تو حضرت عاتکہؓ نے ان کے مرثیہ میں کہا:

وآلیت لا تنفک عینی سخینۃ (۱) علیک ولا ینفک جلدی اغبرا

مدی الدھر ما غنت حمامۃ ایکۃ (۲) وما ترد اللیل الصباح المنورا

ترجمہ اشعار

(۱) اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میری آنکھ تیرے اُوپر گرم رہیں گی اور میری کھال ہمیشہ غبار آلود رہے گی،

(۲) زندگی بھر جب بَن کا کبوتر گنگنائے گا (روتی رہوں گی)، اور جب تک رات پر صبح روشن آتی رہے،

حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سے منگنی کرنی چاہی انھوں نے کہا مجھے حضرت عبداللہؓ نے اس شرط پر ایک باغ دیا تھا کہ میں شادی نہ کروں، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے فتویٰ دیا اور فرمایا کہ ان کے گھر والوں کو ان کا وہ باغ واپس کر دے اور شادی کرے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سے شادی کی اور اس کے بعد چند اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے، جن میں حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ بھی تھے اور یہ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ اصحابؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے خصوصی دوستوں میں سے تھے، تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضرت عاتکہؓ سے بات کروں، حضرت عمرؓ نے فرمایا ان سے بات کرلو، حضرت علیؓ نے کہا اے عاتکہ!

وآلیت لا تنفک عینی سخینۃ — علیک ولا ینفک جلدی اصفرا

ترجمہ:۔ اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میری آنکھ سے تیرے اُوپر جو رنج کی حرارت ہے وہ جُدا نہ ہوگی اور ہمیشہ میری کھال کا رنگ پیلا رہے گا۔"

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تمہاری مغفرت کرے، میری گھر والی پر اس کے عیش کو فاسد نہ کرو، [۱]

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۰۲ واخرجہ ابن سعد بسند حسن عن یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب مختصرا کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۶

حضرت[۱] میمونہؓ کی خادمہ ندبہؒ کہتی ہیں کہ میں حضرت ابنِ عباسؓ کے پاس گئی اور مجھے ان کے پاس حضرت میمونہؓ نے بھیجا تھا وہ اپنے گھر میں تھے، میں نے وہاں دو بستر دیکھے، میں حضرت میمونہؓ کے پاس لوٹ کر گئی اور میں نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جُدائی اختیار کیے ہوئے ہیں، یہ سُنکر حضرت میمونہؓ نے سرجؒ کندی کی بیٹی جو حضرت ابن عباسؓ کی بیوی ہیں انکے پاس کسی کو بھیجکر پُوچھا تو انکی بیوی نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی لڑائی اور جُدائیگی کی بات نہیں ہے لیکن مجھے حیض آگیا ہے۔ اسکے بعد حضرت میمونہؓ نے (اپنے بھانجے) ابنِ عباسؓ کے پاس کہلا بھیجا، کیا تم حضورؐ کی سُنّت سے اعراض کرتے ہو؟ حضورؐ اپنی ازواج میں سے ہر عورت کے ساتھ حالتِ حیض میں اس طرح پر مباشرت کرتے تھے کہ عورت پر ایک تہبند گھٹنے یا ران تک ہوتا تھا۔[۱] (فقط لپٹنے اور چمٹنے کو مباشرت کہتے ہیں)

حضرت[۲] عکرمہؒ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس نے اپنے ساتھی کیلئے کھانا تیار کیا؟ حضرت ابن عباسؓ نے یا انکے چچازاد بھائی نے، کنیز انکے سامنے کام کررہی تھی، اچانک ان میں سے ایک نے اس کنیز سے کہا اے زانیہ! تو دوسرے نے کہا رُک! اگر یہ تجھ پر دُنیا میں حد جاری نہیں کراسکتی تو آخرت میں تجھ پر حد جاری کرائے گی، تو اُسنے کہا اگر وہ واقعی ایسی ہے تو؟ انھوں نے کہا کہ اللہ پاک فحش کام کرنیوالے اور فحش بکنے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے، یہ جملہ حضرت ابنِ عباسؓ ہی نے کہا ہے کہ اللہ پاک فحش کام کرنیوالے اور فحش بکنے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے،

حضرت[۳] ابو عمرانؒ لسعینی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ کی بیوی انکے سر کی جُوں دیکھ رہی تھی اس درمیان میں اسنے اپنی جاریہ کو آواز دی، جاریہ نے اس کے پاس آنے میں دیر کی تو انکی بیوی نے کہا اے زانیہ! حضرت عمروؓ نے پُوچھا کیا تُو نے اسے دیکھا ہے کہ اسنے زنا کرایا ہے؟ بیوی نے کہا نہیں، حضرت عمروؓ نے کہا خدا کی قسم! تجھ پر اس جاریہ کیلئے قیامت میں اسّی کوڑے لگیں گے، تو انکی بیوی نے اپنی جاریہ سے کہا اور اس سے سوال کیا کہ جاریہ انھیں معافی دے، چنانچہ جاریہ نے انکی بیوی کو معافی دی تو حضرت عمروؓ نے بیوی سے کہا اسے کیا ہوا کہ وہ معافی نہ دیتی وہ تو تمھارے ہاتھ تلے ہے تُو اسے آزاد کردے، بیوی نے دریافت کیا، کیا یہ آزاد کرنا میری (خطا) کے لئے کافی ہوگا، حضرت عمروؓ نے کہا شاید کہ کافی ہوجائے۔[۵]

حضرت[۶] ابو مُتوکلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک حبشی باندی تھی جسنے

---

[۱] واخرج عبدالرزاق [۲] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۱۳۸ [۳] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۴۹ [۴] واخرج ابن عساکر [۵] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۴۸ [۶] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۸۴

اپنے فعل سے گھر والوں کو ناراض کر دیا تھا، جس کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک دن اس پر کوڑا اٹھایا اور کہا اگر بدلہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کوڑے سے تجھے مارتا، لیکن میں اب تجھے اس کے ہاتھ بیچوں گا جو مجھے تیری پوری قیمت دیدے، جا تو اللہ کیلئے ہے (یعنی آزاد ہے)

حضرت[۱] عبداللہ بن قیس یا ابن ابی قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں موجود تھا جو حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کی ملکِ شام تشریف آوری پر ان سے ملے تھے، حضرت عمرؓ چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ سے موضع اذرعات کے کھیل کرنے والے ملے جو تلواریں اور نیزے لئے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انھیں روکو اور منع کرو تو حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا اے امیر المومنین! یہ عجم کا طریقہ ہے اگر آپ ان کو اس کام سے منع کر دیں گے تو ان کے جی میں یہ خیال گذرے گا کہ آپ نے انسے جو امن کا وعدہ کیا ہے وہ توڑ دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو انھیں کچھ نہ ہو، حضرت ابو عبیدہؓ کی بات ماننی ہے۔[۲]

حضرت[۳] ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ کے ساتھ دوڑ کی، حضرت زبیرؓ نے پچھاڑ دیا تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا قسم ربِ کعبہ کی! میں تم سے آگے نکل گیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمرؓ نے دوسری مرتبہ ان کے ساتھ دوڑ کی تو حضرت عمرؓ آگے نکل گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم! میں تم پر سبقت لے گیا۔[۴]

حضرت[۵] سلیمؓ بن حنظلہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت اُبَی بن کعبؓ کی خدمت میں آئے تاکہ ہم انکے پاس حدیث سنیں، جب حضرت اُبَی بن کعبؓ اٹھے ہم بھی اٹھے اور ان کے ساتھ پیچھے پیچھے چلنے لگے ان سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تمھیں اس بات کا خیال نہیں (کہ اس طرح کا چلنا)، متبوع یعنی آگے چلنے والے کے لئے فتنہ ہے اور تابع یعنی پیچھے چلنے والے کے لئے ذلت کی بات ہے۔[۶]

حضرت[۷] ابو بختریؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمانؓ کے پاس آیا اور انسے کہا آج کے دِن لوگوں کا فعل کسقدر اچھا ہے میں نے سفر کیا پس خدا کی قسم! جب انمیں سے کسی ایک کے پاس میں ٹھہرا تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ میں اپنے باپ کے بیٹے یعنی حقیقی بھائی کے پاس ٹھہرا ہوں، راوی کہتے ہیں پھر اس شخص نے کہا یہ بات انکے بڑے اچھے فعل اور بڑی اچھی مہربانی کا پتہ دیتی ہے تو حضرت سلمانؓ

---

[۱] واخرج ابو عبید وابن عساکر [۲] کذافی الکنز ج ۷ صفحہ ۳۲۴ [۳] واخرج المحاملی [۴] کذافی الکنز ج ۷ صفحہ ۳۲۴ [۵] واخرج ابن ابی شیبۃ والخطیب فی الجامع [۶] کذافی الکنز ج ۸ صفحہ ۶۱ [۷] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۰۳

نے فرمایا اے میرے برادرزادہ! یہ ایمان کی تازگی میں سے ہے کیا تو نے جانور کو نہیں دیکھا کہ جب اس پر بوجھ لادا جاتا ہے اُسے اٹھا لیتا ہے اور اسے تیزی کیساتھ لے چلتا ہے اور جب اس کی مسافت لمبی ہوتی ہے تو ٹھہر تا چلتا ہے اور دیر لگاتا ہے[1]

حضرت حبیبہ بنت ابی حبیبہ رضی فرماتی ہیں کہ میرے پاس دوپہر کے وقت ایک شخص آیا میں نے اس شخص سے پوچھا اے اللہ کے بندے! تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا میں اور میرا ساتھی اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے میرا ساتھی اس کی تلاش کے لئے گیا ہوا ہے اور میں سایہ میں داخل ہوا ہوں تاکہ سایہ حاصل کروں اور پینے کی چیز پیوں، حبیبہ رضی کہتی ہیں میں اپنے ذرا سے دودھ کی طرف کھڑی ہوئی جو کھٹا ہو چکا تھا میں نے اسے وہ دودھ پلایا اور میں نے اس کے پہچاننے کی خواہش کی اور میں نے کہا اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ اس شخص نے کہا ابوبکر! میں نے کہا ابوبکر! صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ وہی ابوبکر رضی جن کو میں نے سُنا ہے انھوں نے کہا ہاں! تو میں نے قبیلۂ خشعم سے جو زمانۂ جاہلیت میں لڑائیاں ہوئی تھیں اور آپس کی بعض لڑائیوں کا تذکرہ کیا اور اس چیز کا جو اللہ پاک مسلمانوں میں الفت اور تعلق لے آیا ہے اور میں نے پوچھا اے اللہ کے بندے لوگوں کی یہ بات کبتک رہے گی؟ حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا جب تک کہ ائمہ درستگی پر لگے رہیں گے اور فرمایا کیا تو نہیں دیکھتی کہ قبیلہ میں ایک سردار ہوتا ہے اور لوگ اس کا اتباع اور اسکی اطاعت کرتے ہیں بس یہی وہ لوگ ہیں جو استقامت پر لگے ہوئے ہیں[2]

ابن عساکر وغیرہ[3] کی روایت میں ہے کہ حضرت حارث بن معاویہ رضی حضرت عمر بن خطاب رضی کے پاس آئے حضرت عمر رضی نے دریافت کیا کہ تم نے اہل شام کو کیسا چھوڑا ہے تو انھوں نے آپ سے ان کی حالت کا تذکرہ کیا تو حضرت عمر رضی نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر فرمایا شاید کہ تم مشرکین کے پاس بیٹھتے ہو گے؟ انھوں نے کہا اے امیر المومنین! نہیں! تو حضرت عمر رضی نے فرمایا اگر تم ان کے پاس بیٹھتے تو ان کے ساتھ کھاتے اور ان کیساتھ پیتے اور تم لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہو گے جب تک ایسا نہ کرو گے[4] عیاض رضی[5] سے

---

[1] واخرج مسدد وابن منیع والدارمی [2] قال ابن کثیر اسنادہ حسن جید کذا فی الکنز ج ۳ ص ۱۶۲
[3] واخرج یعقوب بن سفیان والبیہقی [4] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۳۰۰ [5] واخرج ابن ابی حاتم

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو حکم دیا کہ ان کے پاس
کچھ لیا ہے اور جو کچھ دیا ہے وہ سب ایک ہی چمڑے پر لکھ کر پیش کریں، حضرت ابو
کا کاتب نصرانی تھا اس نے یہ سب لکھ کر حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا، حضرت
نے بڑا تعجب کیا اور فرمایا یہ تو بہت حفاظت کنندہ ہے کیا تو ہمارے لئے مسجد میں
ایک پرچہ پڑھ دے گا جو ملک شام سے آیا ہے، حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ یہ اس
بات کی طاقت نہیں رکھتا، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ کیا یہ بے غسلا ہے؟ کہ جو
مسجد میں نہ جا سکے، حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے کہا نہیں! بلکہ یہ نصرانی ہے حضرت ابو موسیٰ
کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے جھڑکا اور میری ران پر ہاتھ مارا اور اس کے بعد کہا
باہر نکال دو اس کے بعد یہ آیۃ پڑھی، يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ
وَ النَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ[1] الآیۃ (سورۂ مائدہ ۵ رکوع ۸) ترجمہ: "اے ایمان والو تم یہود
ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے
ان کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ انھیں میں سے ہوگا، بیشک اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں
دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی کھانے اور پینے میں عادت

حضرت[2] ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں
لگایا، اگر اس کی خواہش ہوئی تو اسے کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا ہے[3]

حضرت[4] علی رضؓ فرماتے ہیں بکری میں سے سب میں زیادہ پسند حضورؐ کو اس کا دست
تھا[5] حضرت[6] ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کو دست زیادہ پسندیدہ تھا، اور دست ہی
میں زہر ملایا گیا تھا، اور یہ جانا گیا ہے کہ یہودی نے زہر ملایا تھا،

حضرت[7] جابر بن عبد اللہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس
ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپؐ کے لئے بکری ذبح کی تو آپؐ نے فرمایا گویا
کہ ان لوگوں کو علم تھا کہ ہم گوشت پسند کرتے ہیں اس حدیث میں اور بھی قصہ ہے،

---

[1] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۶۸ [2] اخرج الشیخان [3] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۴۰ [4] واخرج ابن
عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۳۷ [6] وعند الترمذی فی الشمائل صفحہ ۱۲ [7] وعندہ ایضاً

حضرت[1] انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو مرغوب تھا، تو آپؐ کے لئے کھانا لایا گیا یا آپؐ خود اس کھانے کی طرف مدعو کئے گئے تو میں کدو تلاش کر کر کے آپؐ کے سامنے رکھتا جاتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ آپؐ کو یہ پسند ہے۔

انھیں کی روایت[2] میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے۔

حضرت[3] ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھاتے اور بکری کا پیر پکڑ کر دودھ دوہ لیتے، اور غلاموں کی جو کی روٹی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے[4]۔

حضرت[5] یحییٰ بن ابی کثیر رض فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رض کی طرف سے ایک لگن ثرید کی آپؐ کے لئے ہر دن مقرر تھی جو آپؐ کے پاس آپؐ جس عورت کے گھر میں ہوتے نمبر وار پہونچا کرتی تھی[6]۔

حضرت[7] انس رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے لئے بکری کا دودھ نکالا آپؐ نے اس کا دودھ پیا پھر پانی لے کر آپؐ نے کلی کی اور فرمایا اس میں چکناہٹ ہوتی ہے[8]۔

حضرت[9] ابوبکر صدیق رض فرماتے ہیں کہ حضورؐ کسی مقام میں ٹھہرے تو آپؐ کی خدمت میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کے ہاتھ ایک بکری بھیجی آپؐ نے اسے دوہا اور پھر فرمایا اسے اپنی ماں کے پاس لے جا میں نے اسے پیا اور سیراب ہوگئی پھر وہ لڑکا ایک دوسری بکری لایا آپؐ نے دوہا اس کے بعد حضرت ابوبکر رض کو پلایا پھر وہ ایک تیسری بکری لایا آپؐ نے اسے دوہا تب پیا[10]۔

حضرت[11] ابراہیم رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ کو کھانے اور پینے اور اپنے وضو اور اس جیسی باتوں کے لئے معین کئے ہوئے تھے اور بائیں ہاتھ کو استنجا کرنے ناک صاف کرنے اور اس جیسے کاموں کے لئے معین کئے ہوئے تھے[12]۔

حضرت جعفر[13] بن عبداللہ بن حکم بن رافع رض کہتے ہیں کہ مجھے حضرت حکم رض نے دیکھا اور

---

[1] وعندہ ایضاً [2] وعندہ ایضاً [3] واخرج ابن النجار [4] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۴ [5] واخرج ابن عساکر [6] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷ [7] واخرج ابن جریر [8] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۷ [9] وعند ابی یعلی [10] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۳ [11] واخرج سعید بن منصور [12] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۵ [13] واخرج ابو نعیم

میں بچہ تھا کہ میں اِدھر اُدھر سے کھا رہا تھا تو مجھ سے کہا اے بچے! اس طرح مت کھا جیسے کہ شیطان کھاتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو آپؐ کی انگلیاں آپؐ کے سامنے سے تجاوز نہ کرتیں۔[1] (یعنی اپنے آگے سے کھاتے تھے)

حضرت[2] عمرو بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضورؐ کے ہمراہ کھانا کھایا تو میں گوشت پیالہ کے ہر طرف سے لے لیتا تھا تو حضورؐ نے فرمایا جو کنارا تمہارے متصل ہے اس سے کھاؤ۔[3]

حضرت[4] اُمیہ بن مخشیؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ کھا رہا ہے اور اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، جب اس شخص کے کھانے سے ایک لقمہ رہ گیا اور اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ تو حضورؐ ہنسے اور آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم! شیطان برابر اس کے ساتھ کھاتا رہا یہاں تک کہ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو کچھ شیطان کے پیٹ میں نہ رہا اور اس نے سب کو قے کے ذریعہ نکال دیا، اور بعض روایت میں اس طرح ہے جب تو نے اللہ کا نام پڑھا اس نے جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا سب قے کر دیا۔[5]

حضرت[6] حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، کہ اچانک آپؐ کے پاس ایک لگن لا کر رکھی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنا ہاتھ روکا اور ہم سب نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا اور ہم اپنا ہاتھ کھانے پر جب رکھتے جب حضورؐ اپنا دستِ مبارک رکھ دیتے تھے، اتنے میں ایک دیہاتی آیا جیسے کہ کوئی اُسے دھکا دے رہا ہو اور اس نے اس لگن کا قصد کیا کہ اس میں سے کھائے، حضورؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اتنے میں ایک لڑکی آئی جیسے کہ اسے کوئی دھکا دے رہا ہو، وہ چاہتی تھی کہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈال دے تو آپؐ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، پھر فرمایا شیطان لوگوں کے کھانے کو (اپنے لئے) حلال کر لیتا ہے جب کہ اس پر اللہ کا نام نہیں پڑھا جاتا ہے اور شیطان نے جب دیکھا کہ ہم نے اس کھانے سے ہاتھ روک لیا تو ہمارے پاس اس کو لایا تاکہ اس کے ذریعہ کھانے کو حلال کرے پس قسم اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بیشک

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۶ [2] وقال فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۴ سندہ ضعیف اھ [3] واخرج ابن النجار [4] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۶ [5] واخرج احمد وابوداؤد والنسائی وابن قانع والطبرانی والحاکم وغیرہم [5] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۵ [6] واخرج النسائی

شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ ہے[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھ آدمیوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے اتنے میں ایک اعرابی آیا اور جو کچھ ان حضرات کے سامنے تھا دو لقموں میں صاف کر گیا، تو حضورؐ نے فرمایا اگر یہ اللہ کا نام لے لیتا تو سب کے لئے کھانا کفایت کر جاتا لہٰذا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اللہ کا نام لیا کرے اور اگر بسم اللہ پڑھنی بھول جائے پھر یاد آئے تو اس طرح کہے، بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ[2]

حضرت عبد اللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے آپؐ سواری سے اترے میرے والد آپؐ کے پاس کھانے میں ستو لائے اور پنیر و گھی و کھجور کا مالیدہ لائے، آپؐ نے کھانا تناول فرمایا اور آپؐ کے پاس میرے والد پینے کی چیز لائے، آپؐ نے پی اور اس کے بعد اپنے دائیں جانب والے کے حوالہ کی، اور جب آپؐ کھجوریں کھاتے تو ان کی گٹھلیاں اس طرح ڈالتے راوی نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ انگلیوں کی پشت پر رکھ کر ڈالتے، جب حضورؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے تو میرے والد کھڑے ہوئے اور آپؐ کے خچر کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے، تو آپؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔ ترجمہ: "اے اللہ! ان کے لئے ان کے رزق میں برکت نازل فرما اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما"

حاکم کی روایت میں انھیں سے اس طرح ہے کہ میرے والد نے میری ماں سے کہا اگر تو حضورؐ کے لئے کھانا تیار کرلے تو بڑا اچھا ہے چنانچہ اس نے ثرید تیار کر دیا میرے باپ گئے اور آپؐ کو بلا لائے، حضورؐ نے اپنا دست مبارک کھانے کی چوٹی پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر شروع کرو، لوگوں نے اس کے کنارے سے کھانا شروع کیا جب کھا چکے حضورؐ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ رِزْقِهِمْ[3]

حضرت ابن اعبدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابن اعبد! کیا تم جانتے ہو کہ کھانے کا کیا حق ہے؟ میں نے پوچھا کہ کھانے کا کیا حق ہے؟ فرمایا کہ کہو:-

---

[1] کذا فی الکنز ج۸ صفحہ ۴۶ [2] واخرج ابن النجار [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۷ [4] واخرج ابن ابی شیبۃ وابو نعیم [5] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۷ [6] واخرج ابن ابی شیبۃ وابن ابی الدنیا فی الدعاء وابو نعیم فی الحلیۃ والبیہقی

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا، اس کے بعد فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کھانے کا شکر کیا ہے جب تو کھا کر فارغ ہو جائے؟ میں نے پوچھا کہ اس کا شکر کیا ہے؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا تو یوں کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا[1]

ترجمہ:۔ "تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور سیراب کیا۔"

حضرت[2] عمر رضؓ نے فرمایا پیٹ بھر کر کھانے اور پینے سے پرہیز کرو، اس لئے کہ پیٹ بھرنا جسم کو فاسد اور بیماری پیدا کر دیتا ہے، نماز میں کاہلی لاتا ہے اور تم کھانے پینے میں درمیانی عادت اختیار کرو، ایسا کرنے سے جسم کی اصلاح ہے اور فضول خرچی سے دوری، اور اللہ پاک ایسے عالم سے جو موٹا ہونے کی فکر میں رہنے والا ہو بغض رکھتا ہے اور آدمی ہرگز ہلاک نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اپنے دین پر ترجیح نہ دے[3]

حضرت[4] ابو محذورہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت صفوان بن امیہ رضؓ ایک لگن لائے اور اسے حضرت عمر رضؓ کے سامنے رکھدیا حضرت عمر رضؓ نے مسکینوں اور لوگوں کے غلاموں کو بلایا جو آپ کے آس پاس تھے اور ان سب نے آپ کے ساتھ کھایا اس کے بعد آپ نے اس کھانے کے وقت فرمایا اللہ اس قوم سے سمجھے یا اللہ اس قوم کو سزا میں مبتلا کرے جو اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ کھلانے سے اعراض کرتے ہیں، تو حضرت صفوان رضؓ نے کہا اللہ کی قسم ! ہم غلاموں سے اعراض نہیں کرتے لیکن ہم تو انھیں ترجیح دیتے ہیں، ہمیں اچھا کھانا میسر نہیں آتا جو ہم خود کھائیں اور انھیں کھلائیں[5]

حضرت[6] مالک بن انس رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ حضرت ابن عمر رضؓ مقام جحفہ میں اترے تو حضرت ابن عامر بن کریز رضؓ نے اپنے نانبائی سے کہا تو اپنا کھانا حضرت ابن عمر رضؓ کے پاس لے جا، راوی کہتے ہیں سو وہ ایک پیالہ حضرت ابن عمر رضؓ کے پاس لایا انھوں نے فرمایا اسے رکھدے پھر ایک دوسرا پیالہ لایا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے کو اٹھالے، حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا کہ اسے اٹھالوں، آپ نے فرمایا اسے چھوڑ! اور جو کچھ اس میں ہے اسی میں الٹ دے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۶ [2] واخرج ابو نعیم [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۴۷ [4] واخرج ابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۴۸ [6] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۱

راوی کہتے ہیں جب کبھی وہ پیالہ لاتا تو اس کو دوسرے میں اُلٹ دیتے راوی کہتے ہیں غلام ابن عامرؓ کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ یہ سخت طبیعت اعرابی ہے تو اس سے حضرت ابنِ عامرؓ نے کہا یہ تمہارے سردار ہیں یہ حضرت ابن عمرؓ ہیں، رضی اللہ عنہ

حضرت[1] عبدالحمید بن جعفرؒ اپنے باپ جعفر سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ انار سے ایک دانہ لیتے اور اس کو کھا جاتے ان سے پوچھا گیا اے ابن عباس! تم ایسا کس لئے کرتے ہو؟ (یعنی بیج باہر کیوں نہیں ڈالتے)، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمین میں کوئی انار ایسا نہیں جو پھل لائے مگر جنت کے بیجوں میں سے کوئی بیج اس میں ہوتا ہے، پس شاید کہ یہ بیج وہی ہو، (اس لئے میں بیج تھوکتا نہیں کھا جاتا ہوں)

حضرت[2] سالم مولیٰ زید بن صوحانؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آقا زید بن صوحانؓ کے ہمراہ بازار میں تھا ہم پر حضرت سلمان فارسیؓ کا گذر ہوا اور انھوں نے ایک وسق غلہ خرید رکھا تھا تو ان سے حضرت زیدؓ نے کہا اے ابو عبداللہ! تم ایسا کام کرتے ہو حالانکہ تم حضورؐ کے صحابی ہو؟ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ نفس جب اپنے رزق کو اکٹھا کر لیتا ہے تو مطمئن اور عبادت کے لئے فارغ ہو جاتا ہے اور اس سے وسوسے دُور ہو جاتے ہیں،

حضرت[3] ابو عثمان نہدیؒ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی مشقت سے کھاؤں، حضرت[4] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس پندرہ کھجوریں تھیں، پانچ سے میں نے افطار کیا اور پانچ سے سحری کھائی اور پانچ پھر افطار کے لئے باقی رہیں،

حضرت[5] علیؓ بن ابی طالبؓ کے غلام قاسم بن مسلمؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے پینے کی چیز طلب کی، میں ان کے پاس پانی کا پیالہ لایا، میں نے اس میں پھونک مار دی تو حضرت علیؓ نے اسے واپس کر دیا اور اس کے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو اسے پی لے،

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۲۳ [2] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۰۷ [3] وعندہ ایضا ج ۱ صفحہ ۲۰۰ [4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۸۴ [5] واخرج ابن سعد ج ۶ صفحہ ۲۳۶ وسق برابر ساٹھ صاع اور صاع برابر ساڑھے تین سیر تقریباً،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی لباس میں عادت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ہمراہ تھا آپ نے فرمایا میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ تنگ آستینوں والا شامی جُبّہ پہنے ہوئے تھے[1]

حضرت جندب بن مکیثؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس جب وفد آتا تو آپؐ اپنے اچھے کپڑے زیب تن فرماتے اور اپنے بڑے بڑے اصحابؓ کو بھی اس کا حکم دیتے[2] میں نے حضورؐ کو جس دن کہ کندہ کا وفد آیا دیکھا کہ آپؐ یمنی جوڑے میں ملبوس تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ پر بھی اسی قسم کا حُلّہ تھا،

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے آدھی پنڈلیوں تک کا تہبند باندھا اور فرمایا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند بھی اتنا ہی تھا[3]

حضرت اشعث بن سلیمؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی سے سنا کہ وہ اپنے چچا سے نقل کرتی تھیں کہ ان کے چچا نے کہا کہ میں مدینہ میں چلا جا رہا تھا کہ ایک انسان نے جو میرے پیچھے تھا کہا اپنا تہبند اونچا کر تہبند کا اونچا کرنا زیادہ تقویٰ کی بات ہے اور اس میں اس کی حفاظت بھی ہے، میں نے جو التفات کیا تو دیکھا کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ملگجی چادر ہی تو ہے آپؐ نے فرمایا کیا تیرے لئے میرے اچھے اخلاق میں پیروی کرنی نہیں ہے؟ میں نے جو دیکھا کہ آپؐ کا تہبند نصف پنڈلیوں تک تھا،

حضرت ابوبردہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا انھیں دونوں کپڑوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات دیئے گئے،

---

[1] واخرج ابن سعد [2] کذا فی الکنز ج۴ صفحہ ۳۷ وقال وسندہ صحیح [3] واخرج ابن سعد ج۴ صفحہ ۳۴۶ [4] واخرج ابن ابی شیبۃ والترمذی فی الشمائل [5] کذا فی الکنز ج۸ صفحہ ۵۵ [6] وعند الترمذی فی الشمائل صفحہ ۹ [7] وعندہ ایضا

حضرت[1] اُمّ سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کو کپڑوں میں سے کُرتا زیادہ محبوب تھا،
حضرت اسمار بنت یزید رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے کُرتے کی آستین گٹوں تک تھی،
حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ بروز فتح، مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا،
حضرت عمرو بن حریث رضؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپؐ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا،
حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپؐ کے سر کے باندھنے کا کپڑا چکنا ہو رہا تھا،
حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا لیتے حضرت نافع رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضؓ بھی اسی طرح کرتے تھے، حضرت عبد اللہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم بن محمدؒ اور حضرت سالم رضؓ کو دیکھا کہ یہ دونوں حضرات بھی شملہ اسی طرح رکھتے تھے،[2]
حضرت[3] عائشہ رضؓ سے حضور علیہ السلام کے بستر کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال کا بھراؤ تھا،[4]
حضرت[5] عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے آپؐ کے بستر کو دیکھا کہ آپؐ کی عبا دوہری کر کے بچھی ہوئی ہے وہ گئی اور اس نے میرے پاس ایک بستر بھیجا جس میں اُون کا بھراؤ تھا اتنے میں میرے پاس حضورؐ تشریف لائے اور آپؐ نے دریافت کیا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں انصاریہ میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بستر دیکھا تو وہ گئی اور اپنے میرے پاس بھیج دیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے واپس کر دو، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں میں نے اسے واپس نہیں کیا اور مجھے یہ بات پسند آئی کہ وہ بستر میرے گھر رہے یہاں تک کہ آپؐ نے تین مرتبہ واپسی کے لئے فرمایا، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے

---

[1] وعندہ ایضاً صفہ [2] کذا فی الشمائل صفہ [3] واخرج الشیخان [4] واخرجہ ابن سعد جا صفہ ۴۶۴ نحوہ [5] وعند الحسن بن عرفۃ

عائشہ! اسے واپس کر دو خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ پاک میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلاتے ہے[1]

حضرت[2] جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپؐ کے گھر میں حضورؐ کا بستر کیا تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا چمڑے کا تھا جس میں بھراؤ کھجور کی چھال کا تھا اور میں نے حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کا بستر کیا تھا؟ انھوں نے کہا ٹاٹ تھا جس کی میں دوہری تہ کر دیا کرتی تھی اور آپؐ اس پر سو رہتے تھے ایک رات میں نے کہا کہ اگر میں اسکی چار تہ کر دوں تو آپؐ کے لئے زیادہ نرم ہو جائے گا چنانچہ میں نے اس کی چار تہ کر دیں، جب صبح ہوئی تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ آج رات تم نے میرے لئے کیا بچھا دیا تھا؟ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں میں نے کہا کہ وہی آپ کا بستر تھا جس کی میں نے چار تہ کر دی تھیں، اور میں نے کہا کہ آپ کے لئے یہ ذرا نرم ہو جائے گا، تو آپؐ نے فرمایا اس بستر کو پہلی ہی حالت پر کر دو، اس لئے کہ اسکی نرمی نے مجھے رات کی نماز سے روک دیا ہے[3]

حضرت[1] عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے کپڑے منگائے اور انھیں پہنا جب آپؐ نے اسے گلے میں ڈالا تو یہ دعا پڑھی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

ترجمہ: "تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنی ستر پوشی کر سکوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کروں"

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب کوئی مسلمان بندہ نیا کپڑا پہنے پھر اسی طرح کہے جیسے کہ میں نے کہا اور اپنے پرانے کپڑوں کو جس کو اس نے اتارا ہے لے اور کسی غریب مسلمان کو پہنا دے اور محض اللہ کی رضامندی کی نیت سے اسے پہنائے تو یہ آدمی ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کی ضمانت میں اور اللہ کی پناہ میں رہے گا جب تک کہ اس پہننے والے پر

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۱ ص ۴۶۵ عن عائشۃ نحوہ [2] وعند الترمذی فی الشمائل [3] کذا فی البدایۃ ج ۶ ص ۵۳

واخرجہ ابن سعد ج ۱ ص ۴۶۵ عن عائشۃ نحوہ [1] واخرج ابن المبارک والطبرانی والحاکم والبیہقی وغیرہم

اس کے کپڑے سے ایک تاگا بھی رہے گا، خواہ پہنانے والا مر جائے یا زندہ رہے، خواہ پہنانے والا مر جائے یا زندہ رہے۔ خواہ پہنانے والا مر جائے یا زندہ رہے۔[1]

حضرت[2] علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس بارش کے دن بقیع کے قریب بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عورت اپنے گدھے پر سوار گذری اور اس کے ساتھ بوجھ تھا جب وہ ایک پست زمین پر پہونچی جہاں گڑھا تھا گر پڑی آپؐ نے اس کی طرف سے اپنا چہرہ پھیرا لیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے تو حضورؐ نے فرمایا اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی جو پاجامہ پہنتی ہیں مغفرت فرما" اے لوگو! پاجاموں کا استعمال کرو یہ تمہارے کپڑوں میں سے زیادہ پردہ کی چیز ہے اور اپنی عورتوں کو جبکہ وہ باہر نکلیں اس کے پہننے پر آمادہ کرو۔[3]

حضرت[4] دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ سے روایت ہے کہ انھیں حضورؐ نے ہرقل کے پاس بھیجا تھا، جب یہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مصر کا باریک سفید (قبطی) کپڑا دیا اور آپؐ نے فرمایا اس کے ایک ٹکڑے کا کرتا بنا لینا اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دیدینا کہ وہ اس کی اوڑھنی بنائے جب حضرت دحیہؓ واپس ہوئے آپؐ نے انھیں آواز دی اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو یہ بھی حکم دیدینا کہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگائے تاکہ اس کے بال وغیرہ نظر نہ آئیں۔[5]

حضرت[6] اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک موٹا قبطی کپڑا ان کپڑوں میں سے پہنایا جو حضرت دحیہ کلبیؓ بطور ہدیہ لائے تھے، میں نے اسے اپنی بیوی کو پہنا دیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تو وہ قبطی کپڑا کیوں نہیں پہنتا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ میں نے اپنی بیوی کو پہنا دیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے حکم دے کہ اس کے نیچے ایک استر اور لگائے اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اس بیوی کی ہڈیاں دکھائی دیں۔[7]

حضرت[8] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور میں نے اپنے دامن پر دیکھنا

---

[1] قال البیہقی اسنادہ غیر قوی وحسنہ ابن حجر فی امالیہ کذا فی الکنز ج۸ ص۵۵ [2] واخرج البزار والعقیلی وابن عدی وغیرہم [3] واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات فلم یصب والحدیث لہ عدۃ طرق کذا فی الکنز ج۸ ص۵۵ [4] واخرج ابن منذہ وابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج۸ ص۶۱ [6] واخرج ابن ابی شیبۃ وابن سعد واحمد والرویانی والباوردی والطبرانی والبیہقی وسعید بن منصور [7] کذا فی الکنز ج۸ ص۶۲ [8] واخرج ابن المبارک وابو نعیم فی الحلیۃ

شروع کیا اور میں اپنے گھر میں چل رہی تھی، کبھی اپنے کپڑے دیکھتی اور کبھی اپنا دامن، اتنے میں میرے پاس حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ! کیا تو نہیں جانتی ہے کہ اللہ پاک اس وقت تیری طرف نظر نہیں کر رہا ہے؟ حلیہ میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نیا کرتا پہنا میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس سے تعجب کر رہی تھی تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تو کیا دیکھ رہی ہے؟ اللہ پاک تیری طرف دیکھنے والا نہیں، میں نے پوچھا وہ کیوں؟ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ بندہ میں جب زینت دنیا کی وجہ سے عُجب یعنی خود بینی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا رب اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ بندہ اس زینت کو چھوڑ نہ دے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جبھی میں نے اس کرتے کو اتارا اور اسے صدقہ کر دیا، تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا قریب ہے کہ یہ بات اس گناہ کا کفارہ ہو جائے[1]

حضرت عبدالعزیز بن ابی جمیلہؒ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے کرتہ کی آستین ان کے گٹوں سے تجاوز نہیں کرتی تھی، حضرت بُدیل بن میسرہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن باہر تشریف لائے اور آپ ایک اچھا کرتا پہنے ہوئے تھے اس کرتے کی آستین کھینچتے اور جب اسے چھوڑ دیتے تو انگلیوں کے سِرے تک پہونچتا، حضرت ہشام بن خالدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ تہبند ناف سے اوپر باندھتے تھے حضرت عامر بن عبیدہ باہلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے ریشم کے بارے میں سوال کیا فرمایا میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ پاک نے ریشم کو نہ پیدا کیا ہوتا، اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اسے نہ پہنا ہو، سوائے حضرت عمرؓ اور ان کے صاحبزادے ابن عمرؓ کے[3]

حضرت[4] مسروقؒ فرماتے ہیں کہ ہماری طرف ایک روز حضرت عمرؓ نکلے، آپ پر روئی کے کپڑے کا جوڑا تھا لوگوں نے آپ کی طرف بڑے غور سے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

لا شئی فیما یری اِلّا بشاشتہ　　یبقی الالٰہ ویؤدی المال والولد

ترجمہ "یہ جو چیز دیکھی جا رہی ہے اس میں سوائے بشاشت کے اور کچھ بھی نہیں، اللہ باقی رہیگا اور مال واولاد فنا ہو جائیں گے"۔

خدا کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلہ میں خرگوش کی ایک دوڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی[5]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۲ قال وہو فی حکم المرفوع [2] واخرج ابن سعد [3] کذا فی المنتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲۹ [4] واخرج ہناد وابن ابی الدنیا فی قصر الامل [5] کذا فی منتخب الکنز ج ۴ صفحہ ۴۰۵

حضرت[۱] ابو عبد اللہؒ مولیٰ شداد بن ہادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو ممبر پر جمعہ کے دن دیکھا آپ پر ایک عدنی موٹا تہبند تھا جس کی قیمت چار یا پانچ درہم ہوگی اور گیروا رنگ کی کوفی چادر تھی آپ پُر گوشت لمبی ڈاڑھی والے حسین صورت انسان تھے۔[۲]

حضرت[۳] موسیٰ بن طلحہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ جمعہ کے دن عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے یہ تمام لوگوں میں زیادہ خوبصورت تھے یہ دو پیلے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، ایک تہبند اور ایک چادر تھی آپ ممبر پر آئے اور اس پر بیٹھ گئے۔[۴]

حضرت[۵] سلیم ابو عامرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درہم تھی۔ حضرت محمد بن[۶] ربیعہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے لئے لباس میں اتنی وسعت دیتے تھے جس سے پردہ پوشی اور زینت ہو سکے، اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ پر کناری دار ریشم کی چادر دیکھی جس کی قیمت دو سو درہم تھی اور آپ نے فرمایا یہ چادر نائلہؓ کی ہے، میں نے اسے یہ چادر پہنائی ہے اور میں نے اسے اس لئے اوڑھا ہے کہ میں اس کی وجہ سے اسے خوش کردوں،

حضرت[۷] زید بن وہبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس اہل بصرہ کا ایک وفد آیا ان میں ایک آدمی اہل خوارج میں سے تھا جس کو جعد بن نعجہ کہا جاتا ہے اس نے حضرت علیؓ کو ان کے لباس کے بارے میں عتاب کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا تجھے میرے لباس سے کیا غرض؟ میرا لباس تکبر سے بعید ہے اور اس قابل ہے کہ میری مسلمان اقتدار کرے،

حضرت عمرو بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین! آپ اپنے کرتے پر پیوند کس لئے لگاتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا تاکہ دل میں خشوع پیدا ہو اور مومن اس کی اقتدار کرے۔[۸]

حضرت[۹] عطار ابی محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ پر بغیر دھلے ہوئے کھدر کا ایک کرتا دیکھا،

---

۱ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۹۶ ۲ واخرجہ ایضا الطبرانی عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد مثلہ واسنادہ حسن کما قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۸۰ ۳ وعندہ ایضا ۴ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۸۰ رواہ الطبرانی عن شیخہ المقدام بن داؤد وہو ضعیف اھ ۵ واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۵۸ ۶ وعندہ ایضا ج ۳ صفحہ ۵۸ ۷ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۸۲ ۸ واخرجہ ہناد عن عمرو بن قیس مثلہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۵۷ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۸ عن عمرو نحوہ ۹ واخرج ابن ابی شیبۃ وہناد

حضرت[۱] عبد اللہ بن ابی ہذیل رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضؓ پر رازی قسم کا ایک کرتا دیکھا جب آپ اس کی آستین کھینچتے تو انگلیوں کے کنارے تک پہونچ جاتی اور جو چھوڑ دیتے تو قریب نصف ہاتھ کے رہتی ہے[۲]

حضرت[۳] علی رضؓ کرتا پہنتے تو اس کی آستین کھینچتے جو حصہ انگلیوں سے آگے ہوتا اسے کاٹ دیتے اور فرماتے آستینوں کو دونوں ہاتھوں پر کوئی فضیلت نہیں ہے[۴]

حضرت[۵] ابو سعید ازدی رضؓ جو قبیلہ ازد کے اماموں میں سے ایک امام ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ بازار تشریف لائے اور فرمایا کوئی ایسا ہے جس کے پاس تین درہم کی قیمت کا کرتا ہو؟ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے آپ کو وہ کرتا بہت پسند آیا اور آپ نے کہا شاید کہ یہ کرتا اس قیمت سے زیادہ کا ہو اس نے کہا نہیں یہی اسکی قیمت ہے، تو میں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ درہم کی تھیلی اپنے کپڑے میں ٹٹولی اور اس کو دام دیئے اور وہ کرتا پہنا، اس کی آستین آپ کی انگلیوں سے نکلی ہوئی تھیں تو آپ نے حکم دیا جتنا حصہ انگلیوں سے باہر لٹک رہا تھا کاٹا گیا،

حضرت[۶] مولیٰ ابی غصین رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ آپ باہر نکلے اور ایک موٹا کپڑا بیچنے والے کے پاس پہونچے اور اس سے دریافت کیا کیا تیرے پاس سنبلانی کرتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس نے آپ کے سامنے ایک کرتا نکال کر رکھا، آپ نے اسے پہنا اس کی لمبائی آپ کے نصف پنڈلی تک تھی آپ نے اس کرتے کو دائیں بائیں سے دیکھ کر فرمایا جہاں تک میرا خیال ہے یہ ٹھیک ہے یہ کتنے میں دیا؟ کپڑے والے کہا اے امیر المومنین! چار درہم میں، راوی کہتے ہیں چار درہم اپنے ازار میں سے کھول کر انھیں اس کے حوالہ کئے پھر واپس تشریف لے آئے ہے[۷]

حضرت[۸] سعد بن ابراہیم رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ یمنی چادر یا یمنی جوڑا پہنتے تھے جس کی قیمت پانچ سو یا چار سو درہم کی ہوتی تھی،

حضرت[۹] قرعہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضؓ پر موٹا یا سخت کپڑا دیکھا تو میں نے عرض کیا

---

[۱] وعند ہناد وابن عساکر [۲] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۵۷ [۳] واخرج ابن عیینۃ فی جامعہ والعسکری فی المواعظ وسعید بن منصور والبیہقی وابن عساکر [۴] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۵ [۵] وعند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۸۳ [۶] واخرج احمد فی الزہد [۷] کذا فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۳ [۸] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۳۱ [۹] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۲

اے ابو عبد الرحمٰن! میں آپ کے پاس وہ نرم کپڑا لایا ہوں جو خراسان میں بنایا جاتا ہے اور میری آنکھیں جب ٹھنڈی ہوں گی کہ میں ان کپڑوں میں سے آپ پر کوئی کپڑا دیکھوں آپ پر تو کھردرا اور سخت کپڑا ہے، حضرت عمر نے فرمایا وہ کپڑا مجھے دکھلا میں اسے دیکھوں تو؟ قزعہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کیا یہ حریر ہے؟ میں نے کہا نہیں یہ روئی کا ہے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس کے پہننے میں یہ خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ میں اترانے والا اور فخر کرنے والا ہو جاؤں اور اللہ پاک اترانے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا[۱]

حضرت عبد اللہ بن جیش رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ پر دو معافری کپڑے دیکھے ان کا کپڑا نصف پنڈلی تک ہوتا تھا[۲]

حضرت وقدان رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ میں کون سے کپڑے پہنوں؟ آپ نے فرمایا وہ کپڑے پہن کہ بیوقوف تیری تحقیر نہ کریں اور بردبار لوگ تجھ سے ناراض نہ ہوں، اس شخص نے پوچھا وہ ایسا کون سا کپڑا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی قیمت پانچ اور بیس درہم کے درمیان کی ہو،[۳]

حضرت ابو اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ نصف پنڈلی تک تہبند باندھتے تھے[۴] نیز انھیں سے روایت ہے یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی ایک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، کہ یہ حضرات یعنی حضرت اسامہ بن زید حضرت ابن ارقم حضرت براء بن عازب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اپنی نصف پنڈلی تک تہبند رکھتے تھے،[۵]

حضرت عثمان بن ابی سلیم رض سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک کپڑا ایک ہزار درہم کا خریدا اور اسے پہنا،[۶]

حضرت کثیر بن عبید رض فرماتے ہیں کہ میں حضرت اُم المومنین عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا ٹھہرا کہ میں اپنا پیوند سی لوں، چنانچہ میں ٹھہر گیا اور میں نے کہا اے اُم المومنین! اگر میں باہر جاؤں اور لوگوں کو اطلاع دوں تو لوگ اس بات کو آپ کے بخل میں شمار کریں گے، حضرت عائشہ رض نے فرمایا جو تیرے جی میں آئے کر، اسے نئے کپڑے کی کوئی قدر نہیں جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا،[۷]

---

[۱] وعندہ ایضاً [۲] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۶۵ عن عبد اللہ بن حنش نحوہ [۳] وعند ابی نعیم ج ۱ صفحہ ۳۰۲ [۴] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۳۴۱ [۵] وعندہ ایضاً [۶] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۲۱ [۷] واخرج البخاری فی الادب صفحہ ۶۸

حضرت[۱] ابو سعید رضؓ سے روایت ہے کہ کوئی آنے والا حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آیا اور یہ اپنا پیوند سی رہی تھیں اس نے کہا اے اُم المومنین! کیا یہ بات نہیں کہ اللہ پاک نے اب تو خیر کی بہتات کردی ہے (یعنی مال کی)، ؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا تو اپنے سے مجھے باز رکھ! اس آدمی کیلئے نیا نہیں جس کے لئے پرانا نہ ہو،

حضرت[۲] ہشام بن عروہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت منذر بن زبیر رضؓ جب عراق سے آئے تو حضرت اسمار بنت ابی بکر رضؓ کے پاس مرو اور قوہ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا بھیجا جو باریک اور اعلیٰ درجہ کا تھا، یہ اس وقت کا قصہ ہے جبکہ ان کی بینائی جاتی رہی تھی، راوی کہتے ہیں حضرت اسمار رضؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے ٹٹولا پھر کہا بڑے افسوس کی بات ہے، ان کے پاس ان کا کپڑا واپس کر آؤ، راوی کہتے ہیں کہ یہ واپسی منذر رضؓ کو بڑی شاق گذری اور انھوں نے کہا اے اماں جان! یہ کپڑا اتنا باریک نہیں ہے، حضرت اسمار رضؓ نے فرمایا اگرچہ یہ باریک نہیں ہے لیکن یہ جسم کے رنگ کو ظاہر کرے گا، اس کے بعد حضرت منذر رضؓ نے مرو اور قوہ کے دوسرے کپڑے خریدے وہ حضرت اسمار رضؓ نے قبول کئے اور فرمایا ہاں! اس جیسا مجھے پہناؤ،

حضرت[۳] انس رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمر بن خطاب رضؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا اے امیر المومنین! میرا کرتا پھٹ گیا ہے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کیا میں نے تجھے کپڑا نہیں پہنایا تھا؟ اس نے کہا بیشک آپ نے پہنایا تھا لیکن وہ پھٹ گیا تو آپ نے اس کے لئے ایک عمدہ کرتا منگایا اور تاگا منگایا اور اس عورت سے کہا اس پھٹے ہوئے کو جب پہنا کر جب روٹی پکائے یا ہانڈی چڑھائے اور اس نئے کو جب پہنا کر جب تو کام سے فارغ ہو جائے، اس لئے کہ اسے جدید کی قدر نہیں جس نے پھٹا پرانا نہ پہنا ہو، [۴]

حضرت[۵] خرشہ بن حُر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضؓ کو دیکھا ان کے پاس سے ایک جوان اپنا تہبند لٹکائے ہوئے گذرا جسے وہ زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا آپ نے اسے بلایا اور اس سے فرمایا کیا تجھے حیض آرہا ہے اس نے کہا اے امیر المومنین! کیا مرد کو بھی حیض آتا ہے؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہ تو نے اپنا تہبند اپنے دونوں قدم سے نیچے تک کر رکھا ہے؟ (جیسے عورت رکھتی ہے)، اس کے بعد آپ نے چھری منگائی اور اس کے تہبند کے کناروں کو جمع کیا اور ٹخنوں سے نیچے کا حصہ کاٹ دیا، خرشہ رضؓ راوی کہتے ہیں گویا کہ میں دیکھ

---

۱ واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۴۳ ۲ واخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۵۲ ۳ واخرج البیہقی ۴ کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۵
۵ واخرج سفیان بن عیینۃ فی جامعہ

رہا ہوں کہ اس کے تاگے اس کی ایڑیوں پر لٹک رہے ہیں[1]

حضرت[2] ابو عثمان نہدی رحؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائجان میں تھے (خط کا مضمون یہ ہے) اما بعد! تہبند باندھو، چادر اوڑھو، جوتا پہنو اور موزوں پر تسمہ باندھو اور پاجامے ڈال دو اور تم اپنے باپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لباس پر پختگی سے کاربند ہو جاؤ، اور اپنے آپ کو نعمت پسندی اور اہل عجم کی ہیئت سے بچاؤ، اور دھوپ میں بیٹھا کرو یہی عرب کا حمام ہے اور معدن بن عدنان کی عادت اختیار کرو اور موٹا کپڑا پہنو، اور کپڑوں کو بوسیدہ ہو جانے دیا کرو اور سواری پر چڑھنا سیکھو، اور تیر اندازی کی مشق کیا کرو دوڑنے اور کودنے کی مشق جاری رکھو، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر کے پہننے سے منع کر دیا ہے مگر اتنا حریر جائز ہے اور آپ نے اپنی بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا[3] (یعنی چار انگشت کی مقدار)

ازواجِ مطہراتؓ کے گھر

حضرت[4] معاذ بن محمد انصاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء خراسانیؒ کو ایسی مجلس میں یہ کہتے ہوئے سنا جس میں حضرت عمران بن ابی انسؒ بھی تھے اور یہ مجلس ممبر اور قبر شریف کے درمیان تھی، کہ میں نے ازواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کھجور کی ٹہنیوں کے پائے ہیں، جن کے دروازوں پر ٹاٹ کے پردے ہوتے تھے جو کالے اُون سے تیار کیا جاتا تھا، ولید بن عبدالملک کی طرف سے آئے ہوئے خط کو پڑھا جا رہا تھا میں موجود تھا اس نے حکم دیا کہ ازواجِ مطہراتؓ کے حجرے مسجد نبوی میں داخل کر دیئے جائیں میں نے کوئی دن ایسا نہیں دیکھا کہ اس میں رونے والے زیادہ ہوں (جتنے کہ اس خط کے سننے سے) اس دن رونے والے زیادہ تھے، حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیبؒ کو اس دن فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے خدا کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ لوگ ان حجروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں، اہل مدینہ سے کوئی اٹھنے والا اٹھے یا اطرافِ عالم سے آنے والا کوئی آئے تو دیکھ لے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کس چیز پر اکتفا کی ہے، تاکہ یہ بات کثرتِ مال

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۹ [2] واخرج ابو ذر الہروی فی الجامع والبیہقی [3] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۵۸ [4] اخرج ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۶۷ عن الواقدی

اور کثرتِ دنیا سے لوگوں میں بے رغبتی پیدا کرے اور دنیا کے بارے میں لوگ فخر نہ کریں حضرت معاذ رضؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عطار خراسانی رضؓ اپنی حدیث سے فارغ ہو گئے تو حضرت عمران بن ابی انس رضؓ نے کہا کہ ان گھروں میں سے چار گھر کچی اینٹوں کے تھے جن کے صحن کا پردہ کھجور کی ٹہنیوں کا تھا اور پانچ گھر کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جن پر گارا لگا ہوا تھا، اور ان کے لئے باڑہ بندی نہیں تھی، (یعنی صحن کچھ نہیں تھا، ان کے دروازوں پر بال سے بُنے ہوئے پردے تھے، میں نے انکو ہاتھ سے ناپا ہے تو بڑے ہاتھ سے تین تین ہاتھ کے تھے، یا اس کے قریب تھے، اور جو تم نے کثرتِ رونے کا تذکرہ کیا تو مجھے یاد ہے کہ میں بھی اس مجلس میں صحابۂ کرام رضؓ کے بیٹوں کیساتھ تھا، جن میں حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن، حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف، خارجہ بن زید، رضی اللہ عنہم تھے اور یہ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں، اس دن حضرت ابو امامہ رضؓ نے فرمایا کاش! کہ یہ حُجرے اسی طرح پر رہنے دیئے جاتے اور گرائے نہ جاتے تاکہ لوگ اونچی عمارتیں بنانے سے رُک جاتے، اور دیکھ لیتے کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی کے لئے کس چیز پر راضی ہوا ہے حالانکہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں اس کے ہاتھ میں ہیں،